معارف واسرار کے حسین خطبات کا مجموعہ

فیوضِ غوثِ یزدانی

ترجمہ الفتح الربانی

تصنیف
محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

مترجم
مولانا محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

معارف واسرار کے حسین خطبات کا مجموعہ

فیوض غوث یزدانی
ترجمہ
الفتح الربانی

تصنیف
محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

مترجم مولانا محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

اشاعت نمبر 21

نام کتاب ——— فیوض غوث یزدانی ترجمہ الفتح الربانی

تصنیف ——— سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم ——— مولانا محمد عبدالاحد قادری

تصحیح ——— علامہ غلام مصطفےٰ مجددی

صفحات ——— ۷۶۴

بار اوّل ——— ۲۰۰۳ء

تاریخ اشاعت ——— ۱۴۲۴ھ ستمبر ۲۰۰۳ء

کمپوزنگ ——— عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور

ہدیہ ——— [illegible] روپے

ناشر ——— چوہدری عبدالمجید قادری

ملنے کے پتہ

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال پلازہ اردو بازار کراچی

☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

مجلس نمبر	حسن ترتیب	صفحہ نمبر
	نسب غوث الوریٰ	17
1	اللہ کی ذات پر نزول تقدیر کے وقت اعتراض کرنا دین کی موت ہے	18
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل	18
	انسان کا دل	20
	پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرنا	21
	صبر کا تکیہ	23
	تقدیر کی موافقت کرو	23
	حقیقی ولایت اور سلطنت اللہ کی ہے	23
	علماء انبیاء کے وارث ہیں	24
	اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنا	25
	مردہ اور زندہ کون؟	26
	ظاہر و باطن سے توبہ کرو	28
	مسلمانوں کے دلوں میں جہنم کا خوف	29
	اللہ اور رسول کی محبت بنیاد فقر ہے	30
2	فقر اور صبر مسلمان کے سوا کسی غیر میں جمع نہیں ہو سکتے	32
	دل اور آنکھوں کا اندھا پن	34
	شان فقر دل کا زہد اختیار کرنے میں ہے	37
	احکام شریعت امانت ہیں	37
	بیداری اور دل کی زندگی	39
	شیطان کی موت	41
3	مردان خدا اور ذکر الٰہی	42
	علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے	44
	علم کی پکار	44
	اولیاء اللہ کی زندگی	45
	حکایت	49

	صنعت خداوندی میں غور وفکر کرنا	50
	سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے	51
	دنیا جمع کرنا اور جلد بازی	53
	تقویٰ ہر دروازہ کی کنجی ہے	55
	اللہ مخلوقات کا تدبیر کرنے والا ہے	55
4	قبر کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس کو غنیمت سمجھو	56
	مخلوق یا خالق کا بندہ	57
	کاہل شخص ہمیشہ محروم رہتا ہے	57
	دنیا آخرت کی کھیتی ہے	58
	قرآن وسنت نجات کا ذریعہ ہے	59
	قلم خشک ہو چکا ہے	63
5	حقیقی بندگی اور سچی غلامی	66
	دین کی بربادی چار چیزوں سے ہے	68
	اللہ کے دشمنوں سے مشابہت نہ کرو	68
	اللہ کے نائب خلیفہ اور شہروں کے محافظ کون	68
	دنیا کے متعلق فکر کرنا عذاب ہے	72
	جاہل لوگوں کی صحبت کا نقصان	74
	علماء صلحاء کی صحبت کا فائدہ	75
6	قلوب اولیاء اور مومن آئینہ ہے مومن کا	77
	غرور اور تکبر کو چھوڑو اور اپنی حقیقت کو پہچانو	78
	ہر چیز اللہ سے طلب کرو	81
	زبانی علم دل کے عمل کے بغیر بے فائدہ ہے	81
6	دنیا آفتوں اور مصیبتوں کا مجموعہ ہے	83
	تین قسم کے لوگ	83
	اللہ دیکھتا ہے ہم کیسے عمل کرتے ہیں	85
8	ریاکار شخص اور ظاہر کو آباد کرنا باطن کو برباد کرنا بیکار زہد ہے	87
9	اللہ اپنے محبوبوں کی آزمائش کرتا ہے	90

	مخلوق سے شرم لیکن اللہ سے شرم نہیں کرتا	91
10	متقی تکلف سے بری ور منافق کی فطرت میں تکلف	93
	گنگا پن اور گمنامی کا لباس	95
	انبیاء اور علماء مخلوق کے نگہبان ہیں	99
	سینہ کی وسعت	101
	حکمت سے قدرت کی طرف متوجہ ہونا	103
	تقدیر اور فعل کرنے کے وقت خاموشی اختیار کرنا	105
11	اول آخر ظاہر باطن اور قدیم ازلی اللہ کی ذات ہے	106
	ابدال	107
	قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں	108
	منافق زبان کا عالم ہوتا ہے	109
	اللہ کی اطاعت کا انعام	110
	اللہ کی ذات سے جاہل علماء	114
12	زمین کے معدن اور بادشاہ	115
	اولیاء کو ذلیل سمجھنا معرفت کم ہونے کی وجہ ہے	119
	ظاہری اور باطنی فقہ	124
13	آخرت کو دنیا پر مقدم کرنے والا نفع پائے گا	125
	گناہ کے کپڑوں کی نجاست توبہ کے پانی سے دھو	127
	فاسد خلوت	132
14	علماء اور صلحاء کی توہین کرنے والا منافق ہے	133
	فقراء قیامت کے دن رحمٰن کے ہم نشین ہوں گے	135
	اللہ کے دین کے مددگار بنو	138
15	مومن زاد راہ لیتا ہے اور کافر خوب مزے اڑاتا ہے	143
	توبہ کرنے والا اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے	145
16	دنیا کی اہانت کرنا	150
	قرآن وسنت پر عمل کرنے والے	150
	ہر روز فرشتے کا ندا کرنا	151

17	رزق کا فکر نہ کر تیرا رزق تجھے خود تلاش کرتا ہے	155
	دل کی آبادی اسلام سے ہے	156
	دل کے اعمال و اخلاص کو اختیار کرنا	158
	دنیا سے محبت رکھنے والا ہرگز فلاح نہیں پا سکتا	160
	جنت کی آبادی اور خریداری کا دن	163
	قیامت کا دن	163
	اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے	164
18	باطنی اور ظاہری جہاد	165
	منافق خدا و رسول کے دشمن ہیں	165
	تمام تر سلامتی اللہ کی اطاعت میں ہے	167
	کامل ایمان کے شرائط	167
	دل کو بھوکا پیاسا رہنا شام کو حرام کھانا کیا نفع دے گا	169
	دوسروں کی دنیا آباد اور اپنی آخرت برباد کرنا	172
	نصیحت لقمان	173
	تحمل اور قطع شر کی عادت اختیار کرنا	173
19	اللہ سے خوف کیا جائے اور اسی سے امید رکھی جائے	175
	تمہارے نفس خدائی دعویٰ کرتے ہیں	175
	نیت ہر شخص کیلئے خیر کی ہونی چاہیے	179
20	نفاق اور اخلاص	182
	ناقص محبت	186
	اللہ کے دروازہ کی طرف اپنے چہروں کو کرو	187
	صنعت کو اچھی طرح سیکھ لے	190
	اللہ و رسول سے محبت	190
	اللہ نے اپنی نعمتوں کو تمہاری غذا بنایا	191
21	دنیا آخرت سے اور مخلوق خالق سے حجاب ہے	193
22	دل سے دنیا کو کس طرح نکالا جائے	197
	منافق کی پہچان	199

	کوشش کرنا تیرا کام اور مدد کرنا اللہ کا کام ہے	207
	اپنا انجام تجھے معلوم نہیں	209
	اولیاء اللہ کی صحبت سے دل مل جاتا ہے	209
23	دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں	211
	اللہ سے ملاقات کیلئے عمل	213
24	تدبیر و علم الٰہی میں نفس خواہش اور طبیعت کو اس کا شریک نہ بنانا	217
	اولیاء کی جنت اور جہنم	220
	مسلمان کو تکلیف دینا محتاجی کا باعث ہے	220
	ندامت اور جنت کے درخت کی پرورش	223
	اللہ کو بھولنے والا	224
	اپنے معاملہ میں فکر کرنا	225
	اللہ اور غیر کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی	225
25	زاہدوں جیسے کپڑے پہننے سے زہد حاصل نہیں ہوتا	227
	نفس اور خواہشات کا ساتھی	229
	حلال کھانے سے دل کی صفائی ہوتی ہے	230
	حکایت	231
	موت سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کرنا	232
	مصائب کو چھپانا ایک خزانہ ہے	234
	اچھی نیت سے کلام کرنا	236
	حلال روزی ضروری علم اور عمل میں اخلاص فرض ہے	237
	بیمار کی دوا توبہ ہے	239
	خطبہ غوثیہ	240
27	عاقل بن جھوٹ نہ بول	243
	اپنے دل کو پاک کر۔ حکایت	245
	مومن کو تکلیف دینا بہت بڑا گناہ ہے	246
28	خدا اور رسول کی محبت کیلئے بلا اور فقر ضروری ہے	247
	خالق کے پاس بھلائی اور مخلوق کے پاس برائی	249

	دعائے نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	253
	ایمان کا محتاج	253
29	دنیادار کی تعظیم کرنا دین کی تباہی ہے	256
	ایمان کی ترقی	256
	بخیل شیطان کا محبوب ہے۔ حکایت	260
	دنیا کی تلخی	261
	دین کے مرنے پر فرشتے آنسو بہاتے ہیں	265
	تو بیکار لکڑی کی طرح ہے	266
	اللہ اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھتا ہے	268
30	اللہ کی نعمتوں کا اقرار	272
	زہد انبیاء اور بزرگوں کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے	273
	پرانی اور بوسیدہ قبروں کو دیکھ اور ان سے پوچھ	274
	اولیاء کی ارادت کا دعویٰ	275
	فقہ حاصل کرو	276
31	غیظ وغضب اللہ کے واسطے ہو اور غیر اللہ کیلئے غضب مذموم ہے	278
	حضرت عیسیٰ کی دنیا کی زندگی	281
	نجات کیلئے مخلوق کو دل سے نکالو	283
32	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	283
	عمل کے دروازہ پر ثابت قدم رہنا	285
33	چاند سورج کی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے	286
34	اولیاء اللہ کا شغل سخاوت کرنا اور مخلوق کو راحت پہنچانا ہے	288
	اپنی رائے پر بھروسہ کرنا	290
35	عمل صالح اوپر چڑھتے ہیں	292
	غوث اعظم کے ہاتھ پر ایمان لانے والوں کی تعداد	292
36	یہ دنیا بازار ہے ایک ساعت کے بعد کوئی اس میں باقی نہیں رہے گا	294
	جلد بازی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا	294
	اسلام نہ ہوگا تو ایمان نہ ہوگا	295

	ظلم اندھیروں کا مجموعہ ہے	296
	اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک خود کو نہ بدلیں	301
37	بیماروں کی عیادت اور جنازہ میں شرکت کرنا	305
	دل کی تندرستی	307
	مقبولیت کیلئے عمل کرنے والا اللہ کا دشمن ہے	307
	علم کا حصول کیسے	312
38	شیطان کو لاغر بنانے کا عمل	313
	دعاؤں کی بدولت زمین سے عذاب پلٹ جاتا ہے	315
	ملعون شخص	317
	اللہ کی خوشنودی مسکین کو راضی کرنے میں	319
	اللہ نے تمام چیزوں کو تقسیم کر دیا ہے	321
39	اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنا	323
	تقویٰ دین کا لباس ہے	326
	حضرت آسیہ کا صبر	333
41	اللہ تعالیٰ سے محبت کے تقاضے	335
	مجنوں کی لیلیٰ سے محبت	337
	بیماری گناہوں کا کفارہ ہے	338
42	تقویٰ اور اللہ کی ذات پر توکل	340
	صبر پر بھلائی کی بنیاد ہے	342
	صلحاء کے ساتھ حسن ظن رکھنا	347
43	فلاح ونجات نفس کی مخالفت میں ہے	350
	نفس کی موت صبر کرنے اور اس کی مخالفت سے ہے	354
	دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے	356
44	مومن مسلمان دنیا میں قیدی ہے	359
	حرام کھانا دل کو مردہ بنا دیتا ہے	364
	مشائخ دو قسم کے ہیں	366
45	مخلوق پر بھروسہ کرنے والا ملعون ہے	367

	اللہ زیادہ علم والا ہے	370
	اولیاء باذن اللہ رہتے ہیں	374
46	دنیا ایک بازار ہے	374
47	علم اور عمل	378
	عمل بغیر اخلاص کے جسم بے روح	379
	بدعت سے پرہیز	381
	رضائے خداوندی اور علم	383
48	غضب خداوندی	384
	سلامتی کا راز	387
	میں تیرے بارے میں اللہ سے سوال کرتا رہوں گا	389
	نفس کا محاسبہ	390
	دنیا میں راحت کا حصول	391
49	اولیاء کرام کا عمل	393
	بارگاہ الٰہی میں رسائی کا طریقہ	395
	اولیاء کا شغل	396
	حقیقی اسلام کا حصول	398
	اللہ والوں کے افعال کی مخالفت کوئی فائدہ نہ دے گی	400
	علم حاصل کرنا فرض ہے	403
	صحبت صالحین کے فوائد	404
	حکایت	410
	اللہ اور رسول کی اطاعت	412
50	اپنی اور مخلوق کی اصلاح	415
	قیامت کے دن دوستی اور محبت ختم ہو جائے گی	420
51	دنیا اور آخرت	422
	صالحین کا اللہ مددگار ہے	424
	حضرت معاذ کی دعا	430
	علم عمل کو پکارتا ہے	430

52	اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا	439
	مخلوق کو فنا کی آنکھ سے دیکھنا	440
	تقویٰ حقیقت	443
53	ولایت اور آزمائش	450
	علم دنیا کا نور ہے	454
	دنیا کی حرص	458
54	دنیا اور آخرت دو قدم ہیں	459
	اللہ کو دیکھ کر اللہ کی عبادت کرنا	460
	شیخ کامل کی صحبت	465
	شفقت غوث اعظم	470
	علم خداوندی میں تغیر نہیں	471
55	تقدیر خداوندی پر رضامندی	476
	عصا موسیٰ علیہ السلام	479
	سواد اعظم کی اتباع لازمی ہے	482
56	موت کی یاد	485
	دین کے عوض دنیا خریدنا	490
57	سچائی قناعت اور توکل	493
	غوث اعظم کا حسن ادب	498
58	علم اور اخلاص	499
59	طمع کرنے والے کا وعظ	503
	علماء اور زاہدین	503
	مومن کی فراست	509
	حکایت	510
	حکایت	515
60	بے فائدہ چیزوں کا ترک کرنا	515
	نیند اور بیداری	520
61	خواطر اور قطع تعلقات	529

	معرفت کا حصول	530
	حکایت	531
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات	531
	انسان کی تخلیق کا مقصد	535
	حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر	537
	اللہ والوں کا خوف	544
	دار معرفت کا علم اور فنا	546
	اہل عراق سے خطاب	547
	ہمت والے مردوں کی صف	548
	حکایت	548
	ایمان معرفت اور قرب خداوندی	556
62	توحید اور زہد	561
	اللہ والے اور دنیا	561
	شرک	563
	نفس کی اصلاح	565
	ملفوظات غوثیہ	567
	نگاہ ولی سے زندگی ملتی ہے	567
	موت کی تیاری	570
	تکوین کے میدان	572
	صالحین کا منکر منافق اور دجال ہے	572
	اولیاء کرام کا اتباع	574
	شیخ اور مرید	577
	شریعت کا اتباع کرنے والوں کی پیروی کی جائے	579
	جہالت اور گوشہ نشینی	579
	اولیا کا دنیا و آخرت اور مخلوق سے قطع تعلق کرنا	580
	اولیاء کا خوف	581
	تمام چیزیں اللہ کی محکوم ہیں	582

اسلام کی حقیقت	584
منافق پر قیامت	585
مومن کی موت	585
ولی کی علامت	587
مخلوق پر بھروسہ کرنا شرک ہے	587
وصول الی اللہ کی اقسام	591
قرب الٰہی کی طلب میں جانوں کا خرچ کرنا	591
حکایت	592
جنت کی قیمت	593
قرب کے دروازہ کی قیمت	593
توحید پر قائم رہنا	594
نائب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	596
اولیاء احکام شریعت کی حفاظت کے ساتھ رہتے ہیں	596
مومن کو اللہ کی عبادت محبوب ہوتی ہے	597
اولیاء کرام کی برکات	599
بے حیائی پر فرشتوں کو تعجب	600
دین کے بدلے دنیا کمانا حرام ہے	606
سست اور کاہل شخص	609
مجاہدہ اور ریاضت	610
دل کی بیماریوں کے علاج	611
حضرت غوث اعظم اور ملک الموت	616
حکایت	616
اول الفتوح	620
ہر قسم کا رزق اللہ نے پیدا کیا	620
موت سے پہلے مرجا	621
موت اور موت کے بعد کے واقعات کو یاد کرنا	622
ظاہری تصدیق کا نام اسلام ہے	623

حضرت عزیر علیہ السلام	623
خواہشات سے کھانا دل کو سخت بنا دیتا ہے	624
اللہ کی نعمتوں کا اقرار	625
سالک کی تنہائی	626
گوشہ نشینی	629
علم اکبر کیا ہے	629
زندیقیت	629
خواب میں وعظ کرنے کا حکم	631
اللہ کا دیدار	632
صوفی کون ہوتا ہے	632
جنت میں عربی زبان ہوگی	633
اللہ کی اطاعت سے معرفت حاصل ہوگی	633
مرید کی اصلاح۔ سوال و جواب	635
مومن کی خوشی اور غم	636
جنت کی طلب	638
کسب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے	639
سورۃ طارق کی تفسیر غوثیہ	643
آگ سے محفوظ	644
دل کی زمین معرفت کی قرار گاہ ہے	645
تفسیر غوثیہ	650
دل کی اصلاح	656
سوال۔ خائن نفس	657
منبر کو گلے لگانا	659
اللہ کے احسانات کا اظہار کرنا	660
اللہ کے علم اور ذکر کے سوا ہر چیز باطل ہے	660
غوث اعظم کی وجد کی حالت	663
شہر میں بلا کے آنے کی خبر دینا	663

خاموشی کے فوائد	664
منافق کی علامت	665
مومن کی علامت	665
وسوسہ کا علاج	666
اولیاء کے دل علم کا خزانہ ہیں	670
تفسیر غوثیہ	673
علماء اللہ سے ڈرنے والے ہیں	675
توکل کیا ہے	677
قصہ موسیٰ علیہ السلام	677
پیدا ہونے کا مقصد جان	678
اے غافل بیدار ہو جا	678
دولت مند کے آگے جھکنے کا نقصان	680
قطب مخلوق کے بوجھ اٹھاتا ہے	681
اہل بغداد سے خطاب	682
وصیت منصور حلاج	684
عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ جلوہ گری	687
قبض و بسط	691
دنیا ایک گھڑی کا کھیل ہے	692
چھ باتوں کی ضمانت پر جنت کا وعدہ	695
اللہ کی راہ میں موت	696
حلال روزی کا حصول	697
فرمان نبوی	697
صالحین کی قبور کی زیارت	698
مرتبہ ولایت کندھے ہلانے سے نہیں ملتا	700
نکاح واجب ہے یا نہیں	704
محاسبہ نفس	713
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کا ذکر	716

امن کا حصول	717
کسب کے ذریعہ کھانا سنت ہے	723
انبیاء و اولیاء قبر کے حساب سے محفوظ ہیں	724
اپنی رائے پر اعتماد کرنا گمراہی ہے	724
علامات ولایت	728
حلال وحرام کا مخلوط ہونا	729
اللہ سے ناواقف	731
حکایت	734
حکایت	735
حکایت	736
موت دو قسم کی ہوتی ہے	738
واصل الی اللہ	743
دین کی دیواریں گر رہی ہیں	746
نصیحت کرنے کیلئے شرائط	748
عمل نہ کرنے والے علماء کا برا انجام	748
توحید و اخلاص	753
حکایت	753
حکایت	755
حکایت	758
غوث اعظم کی صالحین سے عقیدت	789
مخلوق تین طرح کی ہے	760
اسلام کی فریاد	760
فقر اور صبر	761
ذِکْرُ وَفَاتِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	764
سیدنا عبدالقادر جیلانی کی وفات کا ذکر	764

☆ ☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَسَبُ سَیِّدِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ

اولیاء کرام کے سردار حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامہ

اَلشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مَحْیِ الْمِلَّةِ وَالشَّرِیْعَةِ وَالطَّرِیْقَةِ وَالْحَقِیْقَةِ وَالدِّیْنِ السَّیِّدِ عَبْدِالْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا وَلَا حَرَمَنَا مِنْ بَرَکَاتِہٖ.

شیخ ابو محمد شریعت و طریقت و حقیقت کو زندہ کرنے والے جن کا نام سید عبدالقادر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور آپ کو ہم سے راضی کر دے اور ہمیں آپ کی برکتوں سے محروم نہ کرے۔

نسب غوث الوریٰ

سید عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ جنگی بن عبداللہ بن یحییٰ بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن جون بن عبداللہ بن امام حسن بن سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہم۔

اَلْمَجْلِسُ الْاَوَّلُ ﴿ ۱ ﴾

اللہ کی ذات پر نزول تقدیر کے وقت اعتراض کرنا دین کی موت ہے

اللہ کی ذات پر بندے کا اعتراض کرنا جو کہ عزت و جلال والا ہے۔ نزول تقدیر کے وقت، دین اور توحید کی موت ہے اور توکل و اخلاص کی موت ہے اور یقین و روح کی موت ہے۔ مومن بندہ چون و چراں کو نہیں جانتا بلکہ وہ صرف ہاں کہتا ہے اور سر کو جھکا دیتا ہے وہ نفس سے جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ نفس کا شر ختم ہو جائے نفس تو بالکل شر ہی شر ہے۔ جب اس کو مجاہدہ اور مشقت میں ڈالا جائے گا اور اس کی مخالفت کی جائے گی تو مطمئن بن جائے گا اور خیر ہی خیر والا ہو جائے گا اور تمام عبادتوں کے بجا لانے اور تمام گناہوں کو چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے پس اس وقت کہا جاتا ہے کہ

یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ۔ ﴿سورۃ الفجر﴾

اے اطمینان والی جان، اپنے رب کی طرف واپس ہو۔ ﴿کنز الایمان﴾

نفس کا توکل صحیح ہو جاتا ہے اور اس سے شک و شبہ اور شر بھی زائل ہو جاتا ہے اور وہ مخلوقات میں سے کسی شی کے ساتھ بھی تعلق نہیں رکھتا اور اس کا نسب اپنے باپ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ صحیح بن جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا توکل

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نفس سے باہر نکل گئے تھے اور بغیر خواہش نفس باقی رہ گئے تھے اور آپ کا قلب روشن اور سکون والا تھا اور آپ کے امتحان کے وقت طرح طرح کی مخلوقات حاضر ہوئیں اور سب نے آپ کی مدد کیلئے اپنے نفسوں کو پیش کیا آپ توکل علی اللہ فرما رہے تھے کہ میں تم سے مدد لینا نہیں چاہتا کیونکہ میری حالت کا علم میرے خالق و مالک کو ہے جو تم سے مجھے سوال اور

مدد مانگنے سے بے پروا کر رہا ہے جب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا توکل اور تسلیم برضا الٰہی صحیح ہوا تو آگ کو حکم دے دیا گیا۔

قُلْنَا يَانَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ ﴿سورۃ انبیاء﴾

ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر۔ ﴿کنزالایمان﴾

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی قضاء و قدر پر صبر اختیار کرتا ہے تو اس کیلئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار مدد ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کو آخرت میں بھی بے تعداد اجر عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ ﴿سورۃ زمر﴾

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر دیا جائے گا۔ ﴿کنزالایمان﴾

اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور سب کچھ اس کے پیش نظر ہے جو کچھ بھی اس کی وجہ سے برداشت کرتے ہیں وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور تم اس کے ساتھ مصیبت کے نازل ہونے کے وقت پر ایک ساعت صبر کرو۔ اور تحقیق تم نے اس کے لطف و کرم کو برس ہا برس دیکھتے رہے ہو۔ اور ایک ساعت کا صبر ہی تو بہادری ہے بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کا ساتھی اور کامیاب بنانے میں مددگار ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کرو۔ اور اس کیلئے خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ اس سے غفلت نہ کرو۔ اور تمہاری بیداری و ہوشیاری مدت کے بعد نہ ہو کیونکہ اس وقت بیدار ہونا تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اور تم اس سے ملنے سے پہلے بیدار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں مجبوراً بغیر اپنے ارادے کے بیدار کیا جائے۔ بیدار ہو جاؤ پس تمہارا اس وقت نادم ہونا' پشیمان ہونا تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔ سوچو اور اپنے دلوں کی اصلاح کرو۔ کیونکہ جب تمہارے دل سنور جائیں گے تو تمہاری تمام حالتیں درست ہو جائیں گی۔

انسان کا دل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِبْنَ آدَمَ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ لَهَا سَائِرُ جَسَدِهٖ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَلَهَا سَائِرُ جَسَدِهٖ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ صَلَاحُ الْقَلْب۔

یعنی ابن آدم کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

تو دل کا سنورنا اور پرہیز گاری اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اس کی واحدانیت اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے۔ ﴿یعنی ہر عمل اللہ کیلئے ہو اس میں ریا کا دخل نہ ہو﴾ اور اس کا بگڑنا ان امور کے نہ ہونے سے ہے تو دل بدن کے پنجرہ میں ایک پرندہ ہے کہ جس طرح موتی ڈبے میں اور جس طرح مال خزانہ میں۔ پس اعتبار پرندہ کا ہے پنجرہ کا نہیں ہے۔ اعتبار موتی کا ہے ڈبے کا نہیں ہے اور اعتبار مال کا ہے خزانے کا نہیں ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اُشْغُلْ جَوَارِ حَنَا بِطَاعَتِکَ وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِمَعْرِفَتِکَ وَاشْغُلْنَا طُوْلَ حَیَاتِنَا فِیْ لَیْلِنَا وَنَهَارِ نَابِمُرَاقَبَتِکَ وَاَلْحِقْنَا بِاالَّذِیْنَ تَقَدَّمُوْا مِنَ الصّٰلِحِیْنَ وَارْزُقْنَا کَمَا رَزَقْتَهُمْ وَکُنْ لَّنَا کُنْتَ لَهُمْ. آمین.

اے اللہ ہمارے اعضاء کو اپنی اطاعت و عبادت میں مشغول فرما۔ اور ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کیساتھ منور کردے اور ہمیں ساری زندگی دن رات مراقبہ میں مشغول فرما اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرما جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہمیں بھی ویسا رزق اور حصہ نصیب فرما جیسا کہ تو نے ان کو دیا اور ہمارے لئے بھی ایسا ہو جا کہ جس طرح تو ان کا ہو گیا تھا۔ آمین۔

اللہ کے ہو جاؤ

اے میری قوم اور جماعت والو۔ تم اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ۔ جیسا کہ پہلے لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو گئے تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ویسا ہی ہو جائے جیسا کہ ان کیلئے ہو گیا۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا ہو جائے تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہو اور مصائب پر صبر کرو۔ اور اپنے غیر کے تمام فعلوں میں راضی برضا الٰہی رہو۔ اور جماعت والوں یعنی جو اولیاء اللہ تھے دنیا سے بے رغبت ہو گئے۔ اور جو کچھ ان کے مقسوم میں تھا انہوں نے تقویٰ اور پرہیز گاری کے ہاتھوں سے لیا اور پھر وہ آخرت کے طالب بنے اور اس کیلئے عمل کیا اور اپنے نفسوں کی مخالفت کی۔ اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی۔ اول تو انہوں نے اپنے نفسوں کو نصیحت کی پھر اس کے بعد دوسروں کو نصیحت کی۔

پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرنا

اے صاحبزادے پہلے تو اپنے نفس کو نصیحت کر اور اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کر۔ اور خاص اپنے نفس کی اصلاح اپنے ذمہ لازم سمجھ۔ اور غیر کی طرف توجہ نہ کر۔ اور جب تک تیرے اندر کچھ بھی اصلاح کی ضرورت باقی رہے دوسروں کی طرف مت جھک۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تو خود نابینا ہے اور دوسروں کی کیا رہنمائی کرے گا اور ان کا کیا قائد بنے گا۔ آنکھوں والا ہی لوگوں کا رہنما بن سکتا ہے اور ان کو دریا سے وہی بچا سکتا ہے جو اچھی طرح تیر سکتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو خود اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو۔ لیکن جو خود ہی اللہ تعالیٰ سے جاہل ہو۔ وہ کس طرح اور کیسے اس کی رہنمائی کرسکتا ہے اور تیرے کلام و وعظ کا کچھ فائدہ نہیں جب تک کہ تو اللہ تعالیٰ کو پہچان نہ لے اور اس کو دوست نہ بنا لے اور تیرا عمل بھی اس کیلئے ہو۔ اور غیر سے اس کا تعلق نہ ہو۔ اور تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ نہ کسی دوسرے سے تو اللہ

تعالیٰ کے تصرفات میں کلام کر۔ یہ مضمون دل سے تعلق رکھتا ہے نہ سخت آواز سے نہ تیز زبان سے۔ اور نہ یہ خلوت میں ہوتا ہے اور نہ ہی جلوت میں۔ جبکہ توحید کے گھر کے دروازہ پر ہو۔ اور شرک گھر کے اندر پس یہ سراسر نفاق ہے۔ افسوس تجھ پر ہے کہ تیری زبان تقویٰ کا اظہار کرتی ہے اور تیرا دل گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور تیری زبان شکر کرتی ہے اور تیرا دل اعتراض کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا ابْنِ آدَمَ خَيْرِیْ اِلَيْکَ نَازِل" وَشَرُّکَ اِلَیَّ صَاعِد"

یعنی اے ابن آدمؑ میری طرف سے تو تیرے اوپر خیر ہی اترتی ہے اور تیری طرف سے شر میری جانب چڑھتا ہے۔

اور تیرے اوپر بہت افسوس ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا حقیقی بندہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے دشمن ﴿یعنی شیطان﴾ کی پیروی کرتا ہے اگر تو حقیقت میں اس کا بندہ ہوتا تو تیری دشمنی اور دوستی صرف اللہ کیلئے ہوتی۔ اور حقیقی ایمان دار شخص اپنے نفس و شیطان اور نفسانی خواہشات کی پیروی نہیں کرتا۔ اور وہ شیطان کو جانتا اور پہچانتا بھی نہیں جو اس کی پیروی کرتا ہے تو وہ دنیا کی پروا بھی نہیں کرتا۔ جو اس کے سامنے جھکے اور ذلیل ہو۔ بلکہ وہ تو دنیا کو ذلیل وحقیر سمجھتا ہے اور آخرت کا طالب ہوتا ہے۔ پس جب اس کو آخرت حاصل ہو جاتی ہے اس کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور اپنے خالق و مالک سے متصل ہو جاتا ہے اور وہ مومن شخص اپنے تمام اوقات میں خالص اللہ کی عبادت کرتا رہتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد سن چکا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَمَا اُمِرُوْا اِلاَّ لِيَعْبُدُاللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ ﴿سورة البینہ﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اس پر

عقیدہ لاتے ایک طرف ہوکر۔ ﴿کنزالایمان﴾

تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کو ایک جان۔ وہی تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے اور اسی کے قبضہ قدرت میں تمام اشیاء ہیں۔ اے غیراللہ سے چیزوں کو طلب کرنے والے کیا تو عقل مند نہیں ہے آیا کوئی چیز ایسی ہے جوکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْ ءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ۔ ﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جسکے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں۔ ﴿کنزالایمان﴾

صبر کا تکیہ

اے صاحبزادے! میری تقدیر کے پرنالہ کے نیچے صبر کا تکیہ رکھ کر موافقت کا ہار ڈال کر پناہ مانگتا ہوا کشادگی و راحت کے انتظار میں سوجا۔ جب تیری یہ حالت ہو جائے گی تو مالک تقدیر تجھ پر اپنے فضل و احسانات کی ایسی بارش برسائے گا کہ جس کی طلب اور تمنا تو اچھے طریقہ سے نہ کرسکتا۔

تقدیر کی موافقت کرو

اے میری قوم! تقدیر کی موافقت کرو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو۔ اور سید عبدالقادر کی بات کو مانو جوکہ تقدیر کی موافقت میں میں کوشاں ہے۔ میری موافقت ہی نے مجھ کو قادر مطلق کی طرف آگے بڑھا رہی ہے۔

حقیقی ولایت وسلطنت اللہ کی ہے

اے میری قوم! آؤ بڑھو اور ہم سب اللہ تعالیٰ اور اس کی تقدیر وفعل کی طرف جھکیں۔ اور ظاہر و باطن اور سروں کو اس کی طرف جھکا دیں۔ اور تقدیر کی موافقت کریں اور اس کے ہم رکاب بن کر چلیں۔ کیونکہ وہ بادشاہ کی طرف سے

قاصد ہے پس تقدیر کی عزت و بزرگی اس کے بھیجنے والے کی طرف سے ہے۔ جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے تو وہ ہمیں اپنے ہمراہ قادر مطلق تک لے جائے گی۔ اس جگہ حقیقی ولایت و سلطنت اللہ ہی کیلئے ہے۔ تو اس کے دریائے علم سے سیراب ہو۔ اور اس کے خوان فضل سے کھانا اور اس کی صحبت سے انس حاصل کرنا اور اس کی رحمت میں چھپ جانا مبارک اور خوش گوار ہوگا۔ اور یہ مرتبہ و مقام کنبوں اور قبیلوں کے لاکھوں انسانوں میں کسی کسی کو ہی نصیب ہوتا ہے۔

علماء انبیاء کے وارث ہیں

اے غلام! تو تقویٰ کو اپنے لئے ضرور سمجھ۔ اور حدود شریعت کی پیروی کر۔ نفس و خواہش اور شیطان اور بدکردار ہم نشینوں کی مخالفت کو لازم پکڑ۔ اس لئے مسلمان کہ ہر وقت نفس کے جہاد میں مصروف رہتا ہے۔ اور نہ اس کے سر سے خود ہٹتا ہے نہ وہ اپنی تلوار نیام میں رکھتا ہے اور نہ وہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ ننگی اور زین سے خالی رکھتا ہے۔ ان کا سونا اہل اللہ کی طرح غلبہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ فاقہ ان کی خوراک ہے اور ان کا کلام ان کی ضرورت کے مطابق ہوتا ہے۔ اور گونگا رہنا ان کی عادت ہوتی ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تقدیر الٰہی ان کو بلواتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فعل ہی ان کو بلاتا ہے اور ان کے لبوں کو حرکت دیتا ہے۔ ان کا بولنا دنیا میں اس طرح ہے کہ جس طرح قیامت کے دن اعضاء بولیں گے۔ وہی اللہ جو ہر بولنے والے کو گویائی دیتا ہے۔ وہی ان کو گویا کرتا ہے کہ جس طرح پتھر و جمادات کو گویا کر دیتا ہے ان کو بھی طاقت گویائی سے نوازتا ہے ان کیلئے بولنے کے اسباب مہیا کر دیتا ہے پس وہ بولنے لگتے ہیں۔ اور جب ان سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس کیلئے تیار کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مخلوق کو خوشخبری و خوف و تہدید کی تبلیغ ہو تاکہ ان پر حجت قائم

ہو سکے۔ تو انبیاء کرام مرسلین علیہم السلام کو گویائی عطا فرمائی اور انہوں نے تبلیغ فرمائی جب ان کو اپنے پاس بلالیا تو علماء کرام جو ان کے علوم کے عامل تھے ان کا قائم مقام بنا دیا۔ پس ان کی طرف سے نیابۃً وہ باتیں پہنچانے کیلئے جوکہ مخلوق کیلئے مفید تھیں تا کہ ان کی اصلاح ہو سکے ان کو گویائی سے نوازا۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

فرمان نبوی

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ۔

یعنی علماء ہی انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنا

اے اللہ کے بندو! تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرو۔ اور نعمتوں کو اس کا عطیہ سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فرمان خداوندی

وَمَا بِكُم مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ۔

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس نعمت ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

اے خدا کی نعمتوں میں تصرف کرنے والو۔ تمہارا شکر کرنا کہاں گیا۔ اے خدا کی نعمتوں کو غیر کی طرف خیال کرنے والو۔ کبھی تم اس کی نعمتوں کو غیر کی طرف سے سمجھتے ہو۔ اور تم ان کو قلیل سمجھ کر ان چیزوں کا انتظا کرتے ہو جو تمہارے پاس موجود نہیں ہیں۔ اور کبھی تم اس کی نعمتوں سے اس کے گناہوں پر مدد لیتے ہو۔

بادشاہ حقیقی کے دروازہ کی طرف بڑھو

اے غلام! تجھے اپنی خلوت میں ایسے تقویٰ اور پرہیز گاری کی ضرورت ہے کہ وہ تجھ کو گناہوں اور لغزشوں سے باہر نکالے۔ اور تجھ کو ایسے مراقبہ کی ضرورت

ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی شفقت اور توجہ کو جو تیری طرف ہے تجھے یاد دلائے۔ تو اس بات کا حاجت مند ہے وہ تیری طرف خلوت میں تیرا ساتھی ہو۔ اور اس کے بعد نفس اور خواہشات نفسانیہ اور شیطان کے ساتھ مقابلہ کی حاجت ہے تاکہ تو ان کو زیر کرے۔ اور بڑے لوگوں کی تباہ و بربادی لغزشوں سے ہے۔ اور زاہدوں کی تباہی خواہشات سے ہے اور ابدال کی ہلاکت خلوتوں میں خطرات سے ہے۔ اور صدیقین کی ہلاکت ادھر ادھر توجہ کرنے سے ہے۔ ان کا شغل صرف اپنے دلوں کی حفاظت ہے اس لئے وہ تو بادشاہی آستانہ کے دروازے پر سونے والے ہیں۔ وہ دلوں کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے مقام پر پکارنے کی جگہ میں کھڑے ہونے والے ہیں۔ اور وہ ہر وقت دلوں کو دعوت حق دیتے رہتے ہیں اور پکارتے رہتے ہیں کہ اے قلوب' اے ارواح' اے انسان' اے جنات' اے بادشاہ کے طلبگار' حقیقی بادشاہ کے دروازہ کی طرف آؤ۔ اور تم اس کی طرف دلوں کے قدموں' تقویٰ توحید و معرفت کے قدموں سے بڑھو اور اپنی اعلیٰ پرہیز گاری اور دنیا و آخرت میں زہد اور ترک ماسوی اللہ کے قدموں سے ڈرو۔ اور یہ ان لوگوں کا مشغلہ ہے ان کی ہمتیں مخلوق کی اصلاح میں مصروف ہیں۔ اور ان کی ہمتیں عرش الٰہی سے زمین و آسمان سے لے کر زیر زمین تک شامل ہیں۔

مردہ اور زندہ کون

اے غلام! تو اپنے نفس اور خواہشات سے دور ہو جا اور ان مقدس لوگوں کے قدموں کے نیچے کی مٹی و زمین ہو جا۔ ان کے سامنے خاک بن جا ﴿تو اللہ تجھ میں حیات ڈال دے گا﴾ کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے۔ اور زندہ کو مردہ سے۔ اور اس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اپنے والدین سے پیدا فرمایا جو کفر کی وجہ سے مردہ تھے۔ مومن زندہ ہے اور کافر مردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے والا زندہ ہے۔ اور اس کے ساتھ شرک کرنے والا مردہ

ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک کلام میں فرمایا ہے۔
اَوَّلُ مَنْ مَاتَ مِنْ خَلْقِیْ اِبْلِیسُ۔
یعنی سب سے پہلا شخص جو میری مخلوق میں مردہ ہوا وہ ابلیس ہے۔
یعنی اس نے میری نافرمانی کی اور مردہ ہوگیا مرگیا۔ ﴿یعنی گناہ کرنا بندہ کیلئے موت ہے﴾ یہ آخری زمانہ ہے' نفاق اور جھوٹ کا بازار گرم ہے اس لئے تم جھوٹوں منافقوں اور دجالوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھو۔

افسوس ہے تجھ پر تیرا نفس منافق ہے' جھوٹا ہے' کفر کرنے والا ہے' فاسق و فاجر ہے' شرک کرنے والا ہے تو اس کے ساتھ کس طرح بیٹھتا ہے۔ تو اس کی مخالفت کر اس کی موافقت نہ کر۔ اس کو زنجیروں سے جکڑ دے آزاد نہ چھوڑ۔ نفس کو قید کرلے۔ اور اس کا حق جس کا ادا کرنا ضروری ہے اس کو پہنچتا رہے۔ اور نفس کو مجاہدہ کے ساتھ ختم کردے۔ اور نفسانی خواہشات پر تو سوار ہوجا اور اس کو اس طرح نہ چھوڑ دے کہ وہ تجھ پر ہی سوار ہو جائے اور تو طبیعت کا ساتھ نہ دے کیونکہ وہ ناسمجھ بچے کی طرح ہے جس کی عقل نہیں ہوتی تو چھوٹے بچے سے کس طرح علم سیکھ سکتا ہے۔ اور اس کے قول کو کس طرح قبول کرسکتا ہے۔ تو جان لے کہ شیطان لعین تیرا اور تیرے باپ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا دشمن ہے تو اس کے ساتھ کس طرح مانوس رہ سکتا ہے اور تو اس کی بات کو کس طرح قبول کرسکتا ہے۔ حالانکہ تیرے اور اس کے درمیان پرانی عداوت و دشمنی ہے۔ اس کی طرف امن نہ لے۔ حقیقت میں وہ تیرے ماں باپ یعنی حضرت آدم علیہ السلام' حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا قاتل ہے۔ پس جب تجھ کو قابو کرے گا تو تجھے تیرے والدین کی طرح قتل کردے گا۔ اس لئے تو تقویٰ کو اپنا ہتھیار بنالے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو اور اس کے مراقبہ کو۔ اور خلوتوں میں پرہیزگاری کو' سچائی کو اور اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنے کو اپنا لشکر بنالے۔ پس ہتھیار اور لشکر ایسے ہیں جو

شیطان کو شکست دے سکتے ہیں اور اس کی عمارت ولشکر کو ملیا میٹ کر سکتے ہیں جب حق تیرا ساتھی ہے تو شیطان کو کیوں نہ شکست ہوگی۔

اللہ کے سوا ہر چیز سے علیحدہ ہو جاؤ

اے اللہ کے بندے! دنیا اور آخرت کو ملا کر تو ان دونوں کو ایک جگہ رکھ دے اور دنیا اور آخرت سے خالی ہو کر اپنے خالق و مالک کے ساتھ تنہائی اختیار کر۔ اور خلوت نشین بن جا۔ اور تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے علیحدہ ہو جا نہ کسی کی طرف توجہ کر۔ اور خالق و مالک کو چھوڑ کر مخلوق کا قیدی نہ بن۔ ان تمام اسباب سے قطع تعلق کرلے۔ اور ان سب ارباب کو چھوڑ دے پس جب تو اس پر قدرت پالے تو دنیا کو اپنے نفس کیلئے اور دل کو آخرت کیلئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے باطن کیلئے اختیار کر۔

ظاہر و باطن سے توبہ کرو

اے اللہ کے بندے! تو نفس اور خواہشات نفسانیہ اور دنیا و آخرت کا ساتھی نہ بن۔ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی پیروی و متابعت نہ کر۔ حالانکہ تو نے ایسا خزانہ حاصل کرلیا ہے جو کبھی بھی فنا نہ ہوگا۔ جب تو ایسا کرے گا تو تیرے لئے اللہ کی طرف سے ایسی ہدایات آئیں گی جس کے بعد گمراہی نہ ہوگی۔ اس لئے تو اپنے تمام صغیر و کبیرہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر۔ ادھر گناہوں سے علیحدہ ہو کر اپنے خالق و مالک کی طرف بھاگ جا۔ اور جب تو توبہ کرے تو ظاہر و باطن دونوں سے توبہ کر۔ توبہ تیرے دل کے لباس کا پلٹ دینا ہے تو اپنے دل کی چادر کو پلٹ دے اور خالص توبہ سے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے تو اپنے گناہوں کے لباس کو اتار ڈال اور زبانی توبہ نہ کر سچی توبہ کر۔ اور حقیقی توبہ دل کے اعمال سے ہے۔ اعمال شریعت سے۔ اعضا کو پاک بنانے کے بعد قالب ﴿یعنی بدن﴾ کا بھی ایک عمل ہے۔ اور دل کیلئے بھی ایک عمل ہے۔ تو دل جب اسباب

اور مخلوقات کے تعلقات کے میدانوں سے نکل جاتا ہے تو توکل اور معرفت کے دریا میں سوار ہوتا ہے اور علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زنی کرتا ہے اور اسباب کو چھوڑ دیتا ہے اور سبب یعنی اللہ تعالیٰ کو طلب کرتا ہے جب ایسا شخص اس سمندر کے وسط میں پہنچتا ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے راستہ دکھائے گا وہی مجھے ہدایت دے گا اور وہی میری رہنمائی کرے گا۔ پس اللہ سے ہدایت ہوتی رہتی ہے اور ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ کی طرف اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف یہاں تک کہ وہ صراط مستقیم پر جا کر ٹھہرتا ہے جب وہ اپنے خدا کا جتنا بھی ذکر کرتا ہے اس کا راستہ روشن ہو جاتا ہے۔ اور اس کے راستہ کی خرابی گرد وغبار دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور راستہ صاف کھل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے طالب کا دل تمام مسافتوں منزلوں کو قطع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز کو اپنے پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ جب کبھی اس کو بعض راستہ میں ہلاکت کا خوف ہونے لگتا ہے تو وہی اس کا ایمان ظاہر ہو کر اس اللہ کے طالب کو بہادر بنا دیتا ہے تو وحشت وخوف کی آگ بجھ جاتی ہے اور اس کے بدلہ میں انس کی روشنی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی مسرت اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کے دلوں میں جہنم کا خوف

اے اللہ کے بندے! جب تجھے کوئی مرض لاحق ہو تو اس مرض کا صبر کے ہاتھ کے ساتھ استقبال کر۔ اور جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی دوا آئے سکون کر۔ جب دوا آ جائے تو اس دوا کا شکر کے ہاتھ سے استقبال کر۔ اور جب تو اس حالت پر پہنچ جائے گا تو تجھے فوراً عیش حاصل ہو جائے گا۔ جہنم کا خوف مسلمانوں کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اور ان کے چہروں کو زرد کر دیتا ہے اور ان کے دلوں کو غم زدہ کر دیتا ہے۔ پس جب وہ اس مقام پر قرار پکڑتے ہیں اور یہ امور ان کے دلوں میں بیٹھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے

دلوں پر لطف و کرم کے سمندر سے پانی برساتا ہے اور ان کیلئے آخرت کا دروازہ کھول دیتا ہے پس وہ وہاں کی جائے امن کو دیکھتے ہیں۔ جب وہ طالب حق سکون پکڑتے ہیں اور ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں اور راحت کو حاصل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کیلئے جلال کا دروازہ کھول دیتا ہے جو ان کے دلوں اور باطن کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔ اور ان کا خوف پہلے سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے پھر جب یہ حالت کمال کو پہنچ جاتی ہے تو تب ان کیلئے جمال کا دروازہ کھول دیتا ہے پس وہ سکون حاصل کرتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں اور ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر ان کیلئے طبقات درجات ظاہر ہو جاتے ہیں جو یکے بعد دیگرے ہیں اس میں قرار پکڑتے ہیں۔

اللہ اور رسول کی محبت کی بنیاد فقر ہے

اے اللہ کے بندے! تیری سوچ اور فکر یہ نہیں ہونا چاہیے کہ کیا کھائے گا۔ کیا پیئے گا۔ کیا لباس پہنے گا۔ کس سے نکاح کرے گا۔ کہاں آرام کرے گا۔ اور کیا جمع کرے گا۔ یہ سب تو نفس اور طبیعت کے مقاصد ہیں۔ پس کہاں ہے دل اور باطن کا فکر یعنی اللہ تعالیٰ کی سچی طلب۔ اور تیرے مقاصد نے تجھے کس قدر غمگین بنا رکھا ہے۔ پس تیرا مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اور جو چیز اس کے پاس ہے ہونا چاہیے۔ وہ دنیا کیلئے بدل ہے اور وہ آخرت ہے مخلوق کیلئے عوض و بدل ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جب تو اس دنیا کی چیزوں سے کسی کو چھوڑ دے گا تو اس کا آخرت میں بہترین عوض اور بدلہ حاصل کرے گا۔ اور یہ تو جان لے کہ تیری عمر میں سے یہی آج کا ایک دن باقی رہ گیا ہے۔ اور آخرت کیلئے تیار ہو جا۔ اور ملک الموت کے آنے کیلئے نشانہ بن جا۔ دنیا لوگوں کی روٹی پکانے والی ہے۔ آخرت ان کے آباد ہونے کا مقام اور گھر ہے۔ پس جب غیرت الٰہی آتی ہے اور وہ غیرت الٰہی ان لوگوں اور آخرت کے درمیان حائل ہو

جاتی ہے اور تکوین آخرت کے قائم مقام بن جاتی ہے۔ پس طالبان حق اس مقام پر پہنچ کر نہ دنیا کے محتاج رہتے ہیں اور نہ ہی آخرت کے۔

اے جھوٹے! اے طالب دنیا تو نعمت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کو دوست سمجھتا ہے۔ اور اس کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن جب اس کی طرف سے بلا آتی ہے تو تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ تیرا دوست ہی نہ تھا۔ بندگی اور بندہ ہونے کا اظہار امتحان کے وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف مصائب و آلام کا نزول ہو تو تو ان پر ثابت قدم رہا تو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور دوست ہے۔ اگر اس وقت تجھ میں تغیر پیدا ہو گیا تو تیرا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔ اور پہلا ﴿محبت﴾ کا دعویٰ ٹوٹ جائے گا۔

حدیث

ایک شخص بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی اُحِبُّکَ

یارسول اللہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں ﴿محبت کرتا ہوں﴾

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِسْتَعِدَّ لِلْفِقْرِ جِلْبَابًا

یعنی تو فقر و محتاجی کیلئے تیار ہو جا۔ اور فقر کی چادر اوڑھ لے۔ ایک اور شخص بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

اِنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ۔

یعنی میں اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِتَّخِذْ لِلْبَلَاءِ جِلْبَاباً مُحَبَّۃَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِہٖ

تو بلا اور مصیبت کیلئے چادر بنالے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت

دونوں فقر و بلا کے ساتھ ملی ہوئی ہیں۔

اس لئے بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ بلا محبت کے دعویٰ کے ساتھ مسلط کردی گئی ہے۔ اگر تجھ میں یہ بات موجود نہ ہوتو۔ تو محبت کا دعویٰ نہ کر۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کر بیٹھتا۔ فقر اور بلا پر ثابت قدم رہنے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کی بنیاد بنا دیا گیا ہے۔

دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

﴿سورۃ البقرہ﴾

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ ﴿کنزالایمان﴾

﴿حضور سیدنا ابومحمد محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت صبح بروز اتوار۔ ۳ شوال ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِیْ ﴿۲﴾

فقر اور صبر مسلمان کے سوا کسی غیر میں جمع نہیں ہوسکتے

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیری لاتعلقی غفلت اور بھولا پن تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کررہا ہے۔ اور اس نے تجھے اللہ تعالیٰ سے علیحدہ کر رکھا ہے۔ اور تجھے لاتعلقی اور غفلت سے پہلے مار پڑے اور تجھے ذلیل کیا جائے اور تیرے اوپر بلائیں اژدھے اور بچھو مسلط کردیئے جائیں تو ابھی رجوع کر۔ تو نے ابھی لقمہ اجل کا مزہ نہیں چکھا۔ اس وجہ سے ہی تو دھوکہ میں پڑ رہا ہے۔ تو دنیا کی جن تمام چیزوں میں پھنسا ہوا ہے ان پر خوش نہ ہو وہ تمام بہت جلد ختم ہونے والی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنَا هُمْ بَغْتَةً۔ ﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا۔ ﴿کنز الایمان﴾

جو نعمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں ان سے بہرہ یابی صبر کی بدولت ہو سکتی ہے۔ اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ فقر اور صبر دونوں سوائے مسلمان کے کسی دوسرے میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور محبوبان خدا کی مصائب و آلام سے آزمائش کی جاتی ہے۔ پس وہ اس پر صبر کرتے ہیں اور باوجود بلاؤں اور آزمائش کے ان کو نیک کام کرنے کا الہام کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو نئے مصائب پہنچتے ہیں وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھے ہرگز اپنے درمیان نہ دیکھتے۔ گویا کہ میں ایک جال بنا دیا گیا ہوں کہ جس کے ذریعہ سے پرندوں کا شکار کیا جاتا ہے اور رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھول دی جاتی ہیں اور میرے پاؤں کو کھول دیا جاتا ہے۔ اور میں دن میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں اور میرے پاؤں جال میں باندھ دیئے جاتے ہیں اور یہ سب تمہاری نصیحت و اصلاح کیلئے کیا گیا ہے۔ مگر تم نہیں جانتے۔ اگر توفیق خداوندی میری رہنمائی نہ کرتی تو کوئی عقل مند ایسے شہر میں بیٹھ سکتا ہے اور اس شہر کے رہنے والوں کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے کہ جس شہر میں مکاری، نفاق اور ظلم عام ہو۔ اور شبہ اور حرام کی کثرت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری بڑھی ہوئی ہو اور ان سے فسق و فجور اور اللہ کی نافرمانیوں پر مدد لی جائے۔ اور ایسے لوگ کثرت سے ہیں جو اپنے گھر میں فاسق و فاجر ہوں۔ اور دکان پر آئیں تو بڑے پرہیزگار بن جائیں۔ اور اپنے تہہ خانہ میں زندیق ہوں۔ کہ کرسی پر جلوہ نما ہو کر صدیق بن جائیں۔ اگر حکم ﴿شریعت﴾ کا پابند نہ ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتا جو کچھ

تمہارے گھروں میں ہے۔ لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کی تعمیر کی ضرورت ہے۔ اور میرے بہت روحانی بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں۔ اگر میں وہ امور کھول کر بیان کردوں جو مجھے معلوم ہیں تو میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا سبب بن جائیں گے۔ میں اس حالت میں جس کے اندر اس وقت ہوں انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی قوت کا محتاج ہوں۔ اور سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر میرے زمانہ تک جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے صبر کا محتاج ہوں۔ میں قوت ربانی کا محتاج ہوں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ لُطْفًا وَّعَوْنًا وَّمُوَافَقَةً وَّرِضًا. آمین

اے اللہ میں تجھ سے لطف و مدد۔ اور توفیق و رضا کا طالب ہوں۔

دل اور آنکھوں کا اندھا پن

اے اللہ کے بندے! تو دنیا میں ہمیشہ رہنے اور اس میں نفع حاصل کرنے کیلئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اور تو اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ کاموں میں مشغول ہے ان کو چھوڑ دے۔ تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کلمہ یعنی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. پڑھ لینے پر قناعت کرلی ہے۔ اور جس پر تو قانع ہے تجھے ہرگز فائدہ نہ دے گا جب تک کہ تو اس کے ساتھ دوسری چیزوں ﴿یعنی دیگر اعمال صالحہ﴾ کو نہ ملائے گا۔ قول اور عمل کا مجموعہ ایمان ہے۔ جب تک تو گناہ اور لغزشوں اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں مبتلا رہے گا اور ان سب کاموں پر اصرار کرے گا تو گناہ کرتا رہے گا۔ اور نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج اور صدقات اور افعال خیر چھوڑ دے گا تو تیرا ایمان کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ تجھے کوئی فائدہ دے گا۔

صرف کلمہ شہادت بغیر عمل کے تجھے کیا فائدہ دے گا۔ اور جب تو نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' کہا' پس تو توحید کا مدعی بن گیا۔ تو

تجھے کہا جائے گا اے توحید کے مدعی تیرے پاس تیرے توحید کے دعویٰ کے ثبوت اور گواہ ہیں۔ اور وہ گواہ کیا ہیں۔ اس دعویٰ کے گواہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا' ممنوعات اور منہیات سے باز رہنا' مصائب و آلام پر صبر کرنا اور تقدیر خداوندی کے سامنے سر جھکانا ہیں۔ پس یہی اس دعویٰ کے گواہ ہیں۔ اور ان اعمال کی قبولیت کیلئے اخلاص شرط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی قول کو بغیر عمل کے اور کسی عمل کو بغیر اخلاص کے اور سچے گواہوں کے قبول نہیں کرتا۔ اپنے مال سے جو کچھ ہو سکتا ہے فقیروں کیساتھ مہربانی کرتے رہو۔ اگر چیز کے دینے کی طاقت ہو چاہے تھوڑی یا زیادہ تو سائل کو محروم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ عطا کو محبوب رکھتا ہے۔ اس میں تم اللہ کی موافقت کرو۔ اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس کا اہل بنایا اور تمہیں عطاء مال پر قدرت بخشی ہے۔

تجھ پر افسوس ہے۔ سائل تو اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے۔ تو اس کو دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ پس تو اس ہدیہ کو کس طرح اس کے بھیجنے والے کی طرف واپس کرتا ہے۔ تو میری طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو میرا وعظ سنتا ہے اور آنسو بہاتا ہے اور جب تیرے پاس فقیر آتا ہے تو تیرا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا تیرا آنسو بہانا کان لگا کر سننا خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہ تھا۔ میرے پاس بیٹھ کر تیرا وعظ سننا اولاً باطن کے ساتھ ہونا چاہیے۔ پھر دل کے ساتھ' پھر ظاہری اعضاء کے ساتھ کہ وہ نیکی اور بھلائی میں مشغول رہیں۔ اور جب تو میرے پاس آئے تو اس حالت میں آ کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور حسب و نسب سے قطع تعلق کر کے آ۔ اور اپنے مال اور اہل و عیال و اطفال کو بھلا کر آ۔ تو میرے سامنے اپنے دل کو ماسوائے اللہ تعالی سے برہنہ کر کے آ۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قرب و فضل و احسان کا جامہ عطا فرمائے۔ جب تو میرے پاس آتے وقت ایسا کرے گا تو تو اس پرندہ کی طرح بن جائے گا جو صبح کو اپنے گھونسلہ سے بھوکا اٹھتا

ہے اور شام کو وہ اپنے گھونسلہ میں پیٹ بھر کر آتا ہے۔تو دل کی نورانیت اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

فرمان نبوی

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

یعنی مومن کی فراست سے ڈر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اے فاسق! تو مومن سے ڈر' تو اس کے پاس گناہوں کی نجاست میں لتھڑا ہوا نہ جا۔ کیونکہ وہ تیری اس حالت کو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ مومن تیرے مشرک اور نفاق کو دیکھتا ہے۔ اور وہ تیری اندرونی حالت جو کہ تیرے کپڑوں کے نیچے چھپی ہوئی ہے اس کو دیکھتا ہے۔ وہ تیری رسوائیوں اور برائیوں کو دیکھتا ہے اس لئے تجھے شرم کرنی چاہیے جو شخص اہل فلاح اور بزرگ آدمی کو نہیں دیکھتا وہ فلاح نہیں پاسکتا۔ اور تو سراپا ہوس بنا ہوا ہے اور تیرا ملنا جھلنا اہل ہوس سے ہے۔

سوال

سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ یہ اندھا پن کب تک رہے گا۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس وقت تک کہ جب تک تو کسی طبیب کے پاس نہ جائے۔ اور اس کی چوکھٹ کو تکیہ نہ بنالے۔ اور اس کے متعلق تو اچھے گمان رکھے۔ تو اپنے دل سے اس کیلئے تہمت کو نکال کر پھینک دے۔ اور تو اپنی اولاد کو لے کر اس کے دروازہ پر بیٹھ جا۔ اور اس کی دوائی کی کرواہٹ پر صبر کر۔ پس جب تو اس پر عمل کرے گا تو تیری دونوں آنکھوں کا اندھا پن جاتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت کو اختیار کر۔ اور اپنے آپ کو اس کے

سامنے جھکا دے۔ اور اپنی تمام حاجتوں کو اسی کو پیش کر۔ اور کوئی عمل اپنے نفس کیلئے نہ کر۔ اور اس سے ملاقات افلاس کے قدموں پر کر۔ اور اپنے اوپر مخلوق کے دروازے بند کردے۔ اور اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دروازہ کھول دے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کر۔ اور اس کی اطاعت میں تقصیر کا عذر پیش کر۔ اور اس بات کا یقین کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ضرر پہنچانے والا' فائدہ دینے والا' عطا کرنیوالا اور منع کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو اس وقت تیرے دل کی آنکھوں کا اندھاپن بھی جاتا رہے گا۔ اور ظاہری و باطنی بینائی حرکت کرنے لگے گی۔

شان فقر دل کا زہد اختیار کرنے میں ہے

اے اللہ کے بندے! شان فقر موٹے کپڑے پہننے اور بے مزہ کھانا کھانے میں نہیں ہے۔ شان فقر تو تیرے دل کا زہد اختیار کرنے میں ہے۔ سچا عاشق سب سے پہلے اپنے وطن پر صوف کا لباس پہنتا ہے۔ پھر وہ اس کے ظاہر کی طرف بڑھتا ہے۔ پہلے وہ اپنے باطن کو صوف پہناتا ہے۔ پھر اس کے بعد اپنے دل' نفس اور ظاہری اعضاء کو۔ پھر جب وہ سراپا صوف پوش بن کر نیک بن جاتا ہے تو اس کی طرف رحمت اور احسان کا ہاتھ آتا ہے۔ تو اس مرد خدا مصیبت زدہ کی حالت میں تبدیلی پیدا کردیتا ہے اور اس کے جسم سے غم کے کپڑے اتار کر خوشی کے کپڑے پہنا دیتا ہے۔ اور غم کو راحت سے اور خوف کو امن سے اور دوری کو قرب سے اور فقر و محتاجی کو تونگری سے بدل دیتا ہے۔

احکام شریعت امانت ہیں

اے اللہ کے بندے! اقسام رزق کو زہد کے ہاتھوں سے کھایا کر نہ کہ رغبت کے ہاتھوں سے۔ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا جو کھاتا ہے اور ہنستا ہے۔ تو اپنے مقدر رزق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے دل کو مشغول رکھ کر کھا۔ اس حالت میں تو کھانوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اگر تو

طبیب کے ہاتھ سے کھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تنہا ایسی چیز کھائے کہ جس کی اصلیت تجھے معلوم نہیں۔

اے سامعین!

تمہارے دل کس قدر سخت ہو گئے ہیں اور تمہارے درمیان میں امانت چلی گئی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و مہربانی ختم ہوگئی ہے۔ شریعت محمدی کے احکام تمہارے پاس امانت تھے جن کو تم نے چھوڑ دیا۔ ان سب میں تم خیانت کرنے لگے۔ تجھ پر افسوس ہے اگر تو اس امانت کو ضروری نہ سمجھے گا تو عن قریب تیری آنکھوں میں پانی اتر آئے گا۔ اور تیرے ہاتھ اور پاؤں شل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دروازہ تیرے لئے بند کر دے گا۔ اور مخلوق کے دلوں میں تیرے لئے سختی ڈال دے گا۔ اور وہ جو تجھ پر احسانات کرتے ہیں ان کو روک دیگا۔ اپنے سروں کی اپنے خدا کے ساتھ حفاظت کرو۔ اسی سے ڈرتے رہو۔ پس اس کی پکڑ بڑی سخت اور درد ناک اور تکلیف دہ ہے۔ وہ تجھے تمہاری جائے امن اور عافیت کی جگہ سے پکڑے گا اس سے ڈرو۔ پس وہی زمین و آسمان کا معبود ہے۔ اس کی نعمتوں کی شکر کے ساتھ حفاظت کرو۔ اس کے حکم اور ممانعت کا سننے اور ماننے کے ساتھ استقبال کرو۔ محتاجی کا صبر سے مقابلہ کرو۔ اور خوشحالی کا شکر کے ساتھ۔ اور وہ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں یعنی انبیاء اور مرسلین علیہم السلام اور صلحاء اور عابدین۔ ان کا یہی طریقہ تھا کہ وہ نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور مصائب و آلام پر صبر کیا کرتے تھے۔ اس لئے تم گناہوں کے دستر خوان سے کھڑے ہو جاؤ۔ اور اطاعت الٰہی کے دستر خوان سے کھانا کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اور حدود خداوندی کی حفاظت کرو۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و رحمت کا نزول ہو تو اس کا شکر ادا کرو۔ اور جب تنگدستی آئے تو اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اور اپنے نفسوں سے جھگڑا کرو۔ اور سچی بات یہی

ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ موت اور اس کے بعد آنے والے حالات کو یاد کرو اور اللہ تعالیٰ اور اسکے حساب اور مہربانیوں کو جو تمہارے ساتھ ہیں یاد کیا کرو۔ کیا تم جاگو گے نہیں کب تک یہ تمہاری نیند رہے گی۔ جہالت اور باطل نفس اور خواہشات کے ساتھ قیام اور عادت کی پیروی کب تک رہے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی شریعت کی متابعت سے ادب سیکھو۔ کیوں' کیوں' کی عادت کا چھوڑ دینا عبادت ہے۔ ادب سیکھو اور قرآن و حدیث کے احکام سے درس لے کر اس کے مطابق کیوں نہیں چلتے۔

بیداری اور دل کی زندگی

اے اللہ کے بندے! تو لوگوں کے ساتھ اندھے پن' جہالت' خواب اور غفلت کے ساتھ میل جول نہ رکھ۔ بلکہ ان کے ساتھ بصیرت اور علم و بیداری کے ساتھ میل جول رکھ۔ جب تو ان کو اچھا کام کرتے ہوئے دیکھے تو تو بھی ان کا ساتھ دے۔ اور جب تو ان کو قابل نفرت برے کام اور خلاف شرع دیکھے تو ان کا ساتھ نہ دے اور تو خود بھی ان سے بچ۔ اور ان کو برے کام کرنے سے منع کر۔ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری غفلت میں ہو۔ اس کیلئے بیدار ہو جانے کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ اور تم مسجدوں کے ساتھ چپٹے رہو۔ اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود و سلام پڑھتے رہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فرمان نبوی

لَوْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ نَار" مَانَجَا مِنْهَا اِلَّا اَهْلُ الْمَسَاجِدَ۔

یعنی اگر آسمان سے آگ نازل ہو تو اس سے کوئی نجات نہ پائے سوائے اہل مساجد کے۔

اور جب تم نمازوں کے ادا کرنے میں سستی کرو گے تو تمہاری نمازیں اللہ

تعالیٰ سے منقطع ہو جائیں گی۔ اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

فرمان نبوی

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ اللّٰہِ اِذَا کَانَ سَاجِداً۔

سب سے زیادہ قرب بندہ کو خدا سے اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے۔ تو کس قدر تاویلیں کرتا ہے اور رخصتیں تلاش کرتا ہے اس لئے تاویل کرنے والا دھوکہ باز ہوتا ہے۔ کاش جب ہم صرف عزیمت پر عمل کریں اور ہم اجماع کے ساتھ وابستہ اور اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کریں تو تب ہی اللہ تعالیٰ سے نجات پائیں گے۔ پس کیا پوچھتا اس حالت کا جب کہ ہم تاویلیں اور رخصت تلاش کرنے لگیں۔ عزیمت جاتی رہی اور اس کے اہل بھی جاتے رہے۔ یہ زمانہ تو رخصتوں کا ہی رہ گیا ہے۔ نہ کہ عزیمتوں کا۔ تو یہ زمانہ مکاری دکھاوے۔ نفاق اور ناحق دوسروں کا مال لینے کا رہ گیا ہے۔ اور ایسے لوگ کثرت کے ساتھ ہیں جو لوگوں کیلئے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ اور دیگر نیک عمل کرتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے۔ اس زمانہ میں لوگوں کا برا کام اللہ تعالیٰ کے بجائے مخلوق کی طرف متوجہ ہونا ہے اور ان کو مخلوق کی خوشنودی کی ضرورت ہے۔ اس لئے تم سب لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور نفس اور خواہشات نفسانیہ زندہ ہے۔ تم سب دنیا کے طالب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنا اور مخلوق سے جدا ہو جانا حقیقت میں زندہ دلی ہے۔ کیونکہ اس مقام پر صورت ظاہری کا اعتبار نہیں ہے حقیقت کا اعتبار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا اور اس کی منع کردہ باتوں سے باز رہنا بلاؤں پر صبر کرنا' قضاء وقدر کے سامنے سر جھکا دینا دل کی زندگی ہے۔

شیطان کی موت

اے اللہ کے بندے! امور تقدیرات میں تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ پھر تو اس پر ثابت قدم رہ۔ ہر امر کو پہلے بنیاد کی ضرورت ہے اور اس کے بعد عمارت کی۔ تو ہر وقت اور دن رات اس پر ہمیشگی کر۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تمام معاملات میں غور وفکر کرنا دل کا کام ہے۔ پس جب تو اپنے لئے اس میں بہتری دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کر۔ اور نعمت خداوندی پر شکر کرنا ضروری ہے۔ اور جب تو اپنے لئے اس میں برائی دیکھے تو اس پر توبہ کر۔ اس غور وفکر سے تیرا دین زندہ ہو جائے گا۔ اور یہ شیطان کی موت ہوگی۔ اس لئے کہا گیا ہے ایک ساعت کا فکر ساری رات عبادت سے بہتر ہے۔

اے امت محمدیہ ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ کہ اس نے تم سے پہلے گزر جانے والی امتوں کی بہ نسبت تمہارے قلیل عمل کو بھی قبول فرمایا ہے۔ حالانکہ تم دنیا میں وجود کے اعتبار سے سب کے بعد ہو۔ اور قیامت کے دن رحمت خداوندی سے جنت میں داخلہ پہلے ہوگا۔ اور جو تم میں صحیح اور تندرست ہے اس جیسا کوئی دوسرا تندرست نہیں ہے۔ تم امیر ہو۔ سردار ہو۔ اور دوسری امتیں تمہاری رعیت ہیں اور جب تک تو مخلوق سے تمام اشیاء جو انکے قبضہ اور تصرف میں ہیں جھگڑتا رہے گا اور ان کو اپنے ریا و نفاق سے اپنی طرف بلاتا رہے گا تو تجھے تندرسی حاصل نہیں ہوگی۔ اور جب تک تیری رغبت دنیا میں ہوگی تو تجھے صحت و تندرستی نہیں ملے گی۔ اور جب تک تو اپنے دل سے غیروں پر بھروسہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ پر تیرا سچا توکل نہ ہوگا اور تجھے تندرستی بھی حاصل نہ ہوگی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا الصِّحَّۃَ مَعَکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ ہمیں صحت عطا فرما۔ اپنے ساتھ رکھ۔ اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ۵ شوال۔ ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ بغداد معلی میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّالِثُ ﴿۳﴾

مردان خدا اور ذکر الٰہی

اے فقیر! تو غنی بننے کی آرزو نہ کر۔ ہوسکتا ہے کہ وہ غنا تیرے لئے ہلاکت و تباہی کا سبب بن جائے۔ اے بیمار تو صحت و تندرستی کی آرزو نہ کر۔ کہ ہوسکتا کہ تندرستی تیرے لئے ہلاکت کا سبب بن جائے۔ صاحب عقل بن اپنے ثمر کو محفوظ رکھ تیرا انجام محمود ہوگا۔ اور جو تیرے مقدر میں ہے اسی پر قناعت کر۔ اس پر زیادتی طلب نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جا۔ اور ہر وہ چیز جو تو اللہ تعالیٰ سے مانگے گا ضرور مکدر اور ناپسندیدہ ہوگی۔ سچی بات یہی ہے کہ میں اسکو آزما چکا ہوں۔ اگر بندے کو دل کی طرف سے مانگنے کا حکم کیا جائے کہ حکم کے وقت جو مانگے گا اس میں برکت دے جائے گی۔ اور اس سے خرابیاں دور کردی جائیں گی۔ اگر تیرا سوال عفو و عافیت دائمی صحت و سلامتی دارین کا ہو تو اس پر قناعت کر اور اللہ تعالیٰ پر کسی خاص چیز کو پسند نہ کر اور اس پر جبر نہ کر۔ اگر تو ایسا کرے گا تو وہ تجھے ہلاک کر دے گا۔ اپنی جوانی اپنی قوت اپنے مال کے گھمنڈ میں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق پر تکبر مت کر۔ ورنہ وہ تجھے پکڑے گا اور اس کی پکڑ بڑی سخت ہے جس کی وجہ سے تو مصیبت میں گرفتار ہو جائے گا۔

تجھ پر افسوس ہے تیری زبان مسلمان ہے۔ مگر تیرا دل مسلمان نہیں۔ تیرا قول مسلمان ہے مگر تیرا فعل مسلمان نہیں۔ تو جلسوں میں انجمنوں میں مسلمان ہے

خلوت میں مسلمان نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا جب نماز پڑھے گا اور روزہ رکھے گا اور تمام افعال خیر کرے گا اگر یہ تیرے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہ ہوئے تو پس تو منافق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔ اب بھی تو اپنے تمام افعال و اقوال اور خراب اور ناپسندیدہ عمل سے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرے۔ مردان خدا کے اعمال میں کسی قسم کا نفاق نہیں ہوتا وہ اعلیٰ مقام و مرتبہ پر پہنچنے والے ہیں وہ صاحب یقین ہیں' اہل توحید ہیں' مخلص ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بلاؤں اور آفتوں پر صبر کرنے والے ہیں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں اور کرامتوں پر شکر کرنے والے ہیں اور وہ زبان اور دل اور باطن سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور جب لوگوں کی طرف سے ان کو ایذائیں اور تکلیفیں پہنچتی ہیں تو وہ ان کے سامنے مسکراتے رہتے ہیں۔ اور دنیا کے بادشاہ ان کے نزدیک معزول ہیں اور زمین پر بسنے والے تمام لوگ ان کے نزدیک مردہ اور عاجز ومحتاج ہیں۔ ان کے اعتبار سے گویا جنت ویران ہے اور جہنم ان کے اعتبار سے گویا کہ بجھی ہوئی ہے۔ ان کی نظروں میں نہ زمین ہے نہ آسمان اور نہ ان پر بسنے والے۔ ان کی جہتیں متحد ہو کر ایک جہت بن گئی ہیں۔ اول وہ دنیا اور دنیا کے ساتھ تھے پھر آخرت اور اہل آخرت کے ساتھ ہو گئے۔ اس سے اور اس کے محبوب بندوں سے مل گئے اور اس کی محبت دلوں میں پیدا ہوگئی یہاں تک کہ وہ واصل بحق ہو گئے۔ اور راستہ چلنے سے پہلے رفیق کو حاصل کرلیا۔

اے سامعین!

تم اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ان کے ذکر سے دروازہ کھولو۔ مردان خدا ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور ذکر الٰہی ان کے بوجھوں کو دور کردیتا ہے۔ اور یہ غیر اللہ کے ساتھ مفقود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ موجود ہیں کیونکہ انہوں نے یہ فرمان سنا ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْلِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ۔ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر کرو کفر نہ کرو۔

پس انہوں نے اس طمع کے ساتھ اس کے ذکر کو لازم پکڑ لیا تاکہ اللہ ان کا ذکر کرے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے۔

حدیث قدسی

مَا تَکَلَّمَ بِہٖ اَنَا جلیسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ۔

یعنی جو مجھے یاد کرے میں ان کا ہم نشین ہوتا ہوں۔

پس اس خیال سے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کا شرف حاصل ہو جائے اس لئے انہوں نے لوگوں کی محبتوں کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر پر قناعت کی۔

علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے

اے قوم! تم ہولناک مت بنو تم بوالہوس ہو۔ یہ علم تمہیں بغیر عمل کے فائدہ نہ دے گا۔ تم اس بات کے حاجت مند ہو کہ اس سیاہی پر جو سفیدی پر ہے یعنی احکام الٰہی پر عمل کرتے رہو اور ان پر عمل برابر ہر دن اور سالانہ رہے تاکہ اس کا پھل تمہارے ہاتھ میں آئے۔

علم کی پکار

اے اللہ کے بندے تجھے تیرا علم پکارتا ہے کہ اگر تو نے مجھ پر عمل نہ کیا تو میں تجھ پر حجت ہوں اور اگر تو نے عمل کیا تو تیرے واسطے حجت ہوں۔ ﴿یعنی تیرے واسطے حجت یعنی ایسا گواہ و دلیل جو تجھے نافع ہو۔ اور تیرے اوپر حجت یعنی ایسا گواہ و دلیل جو تجھے نقصان پہنچائے﴾ اس لئے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

[illegible] کو پکارتا ہے۔

پس اگر عمل آ جاتا ہے تو علم ٹھہرتا ہے ورنہ چلا جاتا ہے۔ علم کے چلے جانے سے مراد یہ ہے کہ اس سے برکت چلی جاتی ہے اور محنت ہی باقی رہتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے تیرے علم کا شفاعت کرنا چلا جاتا ہے۔ اور تیری حاجتوں کے وقت اس کا تیرے پاس آنا بند ہو جاتا ہے۔ علم کا مغز رخصت ہو جاتا ہے اور چھلکا ہی باقی رہ جاتا ہے کیونکہ علم کا مغز عمل ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال پر عمل کر اور جب تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرے گا تو تیرا دل و باطن استقبال کرے گا۔ اور علم ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کریں گے۔ تیرا علم تجھے پکارتا ہے لیکن تو اس کی سنتا ہی نہیں اس لئے کہ تیرا دل ہی نہیں ہے۔

اے سامعین!

تو علم کی آواز کو دل و باطن سے سن اور اس کا کہنا مان۔ تو اسی سے نفع حاصل کرسکتا ہے۔ اور وہ علم جو عمل کے ساتھ ہوگا تو تجھے اس کے قریب کردے گا جو علم کو اتارنے والا ہے۔ جب تو اس حکم پر عمل کرے گا جو پہلا علم ہے تو تیرے اوپر دوسرے علوم کے چشمے جاری ہو جائیں گے۔ اور تجھے دو چشمے حاصل ہو جائیں گے تو تیرا دل حکم و علم ظاہر و باطن سے پر ہو جائے گا۔ اس وقت تیرے اوپر اس نعمت کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگی کہ تو اس سے اپنے بھائیوں اور مریدوں کی غم خواری کرے۔ علم کی زکوٰۃ علم کا پھیلانا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہے۔

اولیاء اللہ کی زندگی

اے اللہ کے بندے! جس شخص نے صبر کیا اس نے قدرت حاصل کی اور صاحب قدر ہوگیا کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ ﴿سورۃ زمر﴾

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر دیا جائے گا۔ ﴿کنزالایمان﴾

تو اپنے کسب کے ذریعہ سیکھ۔ دین فروشی کر کے نہ کھا۔ کما اور کھا۔ اور اس سے دوسروں کی بھی غم خواری کر۔ مسلمانوں کی کمائی صدیقین کے طبق ہیں۔ ان کے کسب' محنت اور مزدوری تو صرف فقراء و مساکین کی غرض سے ہے۔ وہ مخلوق کو ہمیشہ راحت پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کو حاصل کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے رسول اللہ کا فرمان سنا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلنَّاسُ عِیَالُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَنْفَعَھُمْ لِعِیَالِہٖ۔

یعنی آدمی اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا محبوب اللہ کی عیال کو زیادہ نفع پہنچائے۔

اولیاء اللہ مخلوق کے اعتبار سے گونگے' بہرے اور اندھے ہیں۔ جب ان کے دل اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتے ہیں تو وہ غیر کا کلام سنتے ہی نہیں اور نہ ہی غیر کو دیکھتے ہیں۔ اور ان کو قرب خداوندی سے شدت کا رونا آتا ہے۔ اور ہیبت خداوندی ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور محبت خداوندی ان کو محبوب کے پاس مقید کر دیتی ہے پس وہ جلال و جمال کے درمیان رہتے ہیں اور وہ دائیں بائیں متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کیلئے صرف سامنے کا رخ ہے جس کے بغیر پیچھے انسان' جنات اور فرشتے اور تمام مخلوقات ان کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ ان کے حکم اور علم کے خادم بن جاتے ہیں۔ فضل خداوندی ان کو غذا دیتا ہے اور انس ان کو سیراب کرتا ہے اور وہ اس کے فضل کا کھانا کھاتے ہیں اور وہ اس کے انس کے شربت سے سیراب ہوتے ہیں اور ان کے پاس کلام خداوندی سننے کا ایسا شغل ہے کہ وہ دوسروں کی طرف توجہ ہی نہیں

کرتے ہیں۔ مردان خدا ایک میدان جنگل میں ہیں اور مخلوق دوسرے میدان جنگل میں اور وہ مردان خدا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب بن کر مخلوق کو احکامات خداوندی حکم دیتے ہیں اور ممنوعات خداوندی سے روکتے رہتے ہیں۔ اور حقیقت میں یہی لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔

اور ان مردان خدا کا کام مخلوق کو خالق کے دروازہ کی طرف لے کر چلنا ہے۔ اور یہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم کر دیتے ہیں۔ اور تمام چیزوں کو ان کے مقاموں پر لا کر رکھ دیتے ہیں اور ہر صاحب فضل کو اس کا حصہ فضل دیتے رہتے ہیں اور وہ دوسروں کے حقوق نہیں لیتے اور نہ ہی اپنے نفس اور طبیعت کیلئے قبضہ کرتے ہیں اور ان کی محبت' دوستی اور دشمنی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہوتی ہے اور یہ سرتاپا عشق خداوندی میں محو رہتے ہیں اور کسی غیر کا ان میں حصہ ہی نہیں۔ اور جس کو یہ تما خوبیاں مل گئیں اس کو مکمل صحت اور نجات و کامیابی حاصل ہوگئی۔ زمین و آسمان انسان و جنات اور فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور تمام اس کے فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

اے منافق! اے اللہ کو بھول جانے والے' مخلوق و اسباب کے پجاری۔ باوجودیکہ ان حالات میں جن میں تو مبتلا ہے یہ چاہتا ہے کہ یہ مراتب اولیاء تیرے ہاتھ میں آجائیں۔ حالانکہ بارگاہِ ربوبیت میں تیری کوئی عزت و کرامت نہیں۔ پہلے تو اسلام لا' اس کے بعد اس پر عمل کر' پھر اخلاص کے ساتھ توبہ کر ورنہ تجھے ہدایت نہیں ملے گی۔ تیرے اوپر افسوس ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کوئی دشمنی نہیں حالانکہ میں تجھے حق بات کہہ رہا ہوں۔ اور اللہ کے دین کے متعلق تیرا لحاظ قائم نہیں رکھتا۔ میں نے مشائخ عظام کی سخت کلامی اور مسافرت وفقر کی سختی میں تربیت حاصل کی ہے۔ اور جب تو میری طرف سے کوئی کلام سنتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ اور اسے قبول کر کیونکہ وہی ہے جس نے مجھ سے کہلوایا

ہے۔ جب تو میرے پاس آئے تو اپنے نفس اور خواہشات سے برہنہ ہو کر آئے۔ اگر تیرے دل کی آنکھیں ہوتیں تو تو مجھے ان چیزوں سے برہنہ دیکھتا لیکن تیری خراب سمجھ تیرے لئے آفت ہے۔

اے میرے مرید! مجھ سے فائدہ اٹھانے والے' میری صحبت کے خواہش مند۔ میری حالت تو یہ ہے نہ اس میں مخلوق ہے نہ دنیا نہ آخرت۔ پس جو شخص میرے ہاتھ پر توبہ کرے گا اور میرے ساتھ رہے گا اور میرے بارے میں حسن ظن رکھے گا اور جو کچھ میں اسے کہوں اس پر عمل کرے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ایسا ہی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی تربیت اپنے کلام وحی سے فرماتا ہے اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی تربیت اپنی حدیث سے کرتا ہے جو کہ الہامی قلبی ہے۔

اولیاء کرام' انبیاء کرام کے جانشین خلیفہ اور غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور کلام اس کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا کسی مخلوق نے نہیں' ان سے خالق نے ہی کلام فرمایا۔ علام الغیوب نے کلام فرمایا۔ ایسا کلام کہ جس کو انہوں نے سمجھ لیا اور بلاواسطہ ان کی عقل تک پہنچ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ کلام فرمایا اور یہ قرآن کریم ہم سب کے درمیان اللہ تعالیٰ کی ایک مضبوط رسی ہے جس کو سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے لاکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر نازل کیا۔ جیسا کہ فرمایا اور خبر دی ہے اس کا انکار کرنا جائز نہیں ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اھْدِ الْکُلِّ وَتُبْ عَلَی الْکُلِّ وَارْحَمِ الْکُلِّ

اے اللہ! سب کو ہدایت دے او سب پر توجہ فرما اور سب پر رحمت فرما۔

حکایت

امیر المومنین معتصم باللہ سے حکایت کی گئی ہے کہ جس وقت ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا قسم بخدا میں اللہ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اس فعل پر جو میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کیا حالانکہ میں خود ان کی ایذا رسانی کا بانی نہ تھا۔ دوسرے لوگ ہی اس کا سبب تھے پھر بھی میرے اوپر واجب تھا کہ دوسروں کے کہنے میں نہ آتا اور امام احمد بن حنبل پر ظلم نہ کرتا۔

فائدہ

اصل واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ معتصم باللہ کے زمانہ خلافت میں اس کے دربار میں چند معتزلہ نے رسائی حاصل کر لی تھی تو انہوں نے یہ غلط عقیدہ پھیلا دیا کہ قرآن مخلوق اور حادث ہے تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قوی دلائل شرعیہ سے ان کے عقیدے کا رد کیا جس کی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کو معتصم باللہ نے درے لگوائے اور قید کر دیا۔ کیونکہ معتصم باللہ پر معتزلہ کا رنگ چڑھا ہوا تھا لیکن آپ نے حق کو نہ چھوڑا اور آخر تک یہی فرماتے رہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور غیر مخلوق ہے۔ ﴿مترجم﴾

اے مسکین! ایسے معاملات میں گفتگو کرنا چھوڑ دے جو تجھے فائدہ نہ دے۔ اور مذہب کے بارے میں تعصب کو چھوڑ دے اور ایسے کام میں مشغول ہو جا جو تجھے دنیا و آخرت میں فائدہ دے اور عن قریب تو اپنا انجام دیکھ لے گا اور میری باتوں کو یاد کرے گا۔ اور بہت جلد دیکھے گا کہ نیزہ بازی کے وقت جبکہ تیرے سر پر خود بھی نہ ہوگا کہ اس پر کتنے کاری زخم آتے ہیں۔ تو اپنے دل کو دنیا کے مقاصد اور غموں سے خالی کر دے کہ تو عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والا ہے۔ تو دنیا میں عیش و عشرت اور آرام کو طلب نہ کر کہ وہ تیرے ہاتھ نہ لگے۔ کیونکہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فرمان نبوی:

اَلْعَیْشُ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ۔

یعنی عیش بس آخرت کا عیش ہے۔

تو اپنی آرزو کوتاہ کردے کہ دنیا میں تجھے زہد حاصل ہو جائے گا۔ کیونکہ سارا زہد آرزو کو کم کر لینا ہی ہے۔ برے ہم نشینوں کو چھوڑ دے تیرے اور ان کے درمیان جو دوستی ہے اس سے قطع تعلق کر لے۔ اپنے اور صالحین کے درمیان دوستی رکھ۔ اگر تیرے قریبی رشتہ دار بھی برے ہم نشین ہوں تو ان سے بھی الگ ہو جا۔ اگر دور والے اور اچھے ہم نشین ہوں ان کے ساتھ تعلق کو جوڑ۔ تو جس سے بھی دوستی کرے گا اس کے اور تیرے درمیان قرابت ہو جائے گی۔ اور جس سے تو دوستانہ تعلق قائم کرنا چاہتا ہے اس کو آزمالے۔ اور بعض اہل علم سے پوچھا گیا کہ قرابت کیا چیز ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ دوستانہ تعلق۔ اور جو تیری قسمت میں لکھا ہوا ہے اور جو نہیں لکھا ہوا اس کو طلب کرنا بھی چھوڑ دے۔ اس لئے جو تیرا مقدر ہو اس کو طلب کرنا اور مشقت میں پڑنا بیکار ہے اور جو تیرا مقدر نہیں اس کی طلب عذاب اور رسوائی ہے اس لئے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مِنْ جُمْلَۃِ عَقُوْبَاتِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِعَبْدِہٖ طَلَبُ مَا لَمْ یُقْسِمْ لَہٗ۔

بندے کا ایسی چیز طلب کرنا جو اس کی قسمت میں نہیں لکھی گئی یہ بھی اللہ کا عذاب ہے۔

صنعتِ خداوندی میں غور وفکر کرنا

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ کی مصنوعات سے اس کے وجود پر دلیل پکڑ۔ اس کی کاریگری اور صنعت میں غور وفکر کر۔ بے شک تو اس کے صانع

بنانے والے کی طرف پہنچ جائے گا۔ صاحب یقین و معرفت مسلمان کیلئے دو ظاہری اور دو باطنی آنکھیں ہیں۔ پس وہ ظاہری آنکھوں سے زمین میں بسنے والی مخلوق کو دیکھتا ہے اور باطنی آنکھوں سے آسمانوں پر بسنے والی مخلوق کو دیکھتا ہے۔ اس کے بعد اس کے دل سے تمام پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو بلاشبہ و بلا کیف کے دیکھتا ہے۔ پس وہ مقرب اور محبوب خدا بن جاتا ہے اس لئے کہ محبوب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ جب یہ اپنے نفس، طبیعت، خواہشات اور شیاطین اور مخلوق سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بھی پھینک دیتا ہے۔ تو اس کے نزدیک مٹی اور پتھر برابر ہوتے ہیں۔ تو اس کے دل سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے تو بھی عقل مند انسان بن جا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر غور کر اور اس کو سمجھ لے۔ اور حق بات یہی ہے کہ میں نے اس کے کلام کو حاصل کرلیا ہے۔ میں اس کے مغز اور باطن کیساتھ کلام کرتا ہوں اور اس کے حقیقی راز کو ظاہر کردیتا ہوں۔

سب کچھ اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے

اے اللہ کے بندے! خالق کی شکایت مخلوق سے نہ کر۔ بلکہ جو بھی گلہ شکوہ ہو اس سے کر کہ وہ قادر ہے اس کے سوا کسی دوسرے کو قدرت نہیں۔ مصائب و آلام اور بیماریوں اور صدقات و خیرات کو پوشیدہ رکھنا خوبیوں کے خزانہ میں سے ہے۔ جب تو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ خیرات کرے تو اس بات کی کوشش کر کہ تیرے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو۔ دنیا کے سمندر سے بچ جا۔ اس میں کثرت کے ساتھ لوگ ڈوب چکے ہیں اور مخلوق میں کوئی کوئی ہے جو اس سے نجات پا جاتا ہے۔ یہ بڑا گہرا سمندر ہے ہر ایک کو غرق کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس کو چاہتا ہے نجات عطا فرماتا ہے کہ جس طرح قیامت کے

دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور حق بات یہی ہے کہ ہر ایک شخص کو جہنم کے پل سے گزرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا اپنے لطف و کرم سے جہنم سے نجات عطا فرمائے گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا۔ ﴿سورۃ مریم﴾

ترجمہ: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

اللہ تعالیٰ جہنم سے فرمائے گا کہ تو سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا تاکہ تجھ پر سے جو مجھ پر ایمان لائے تھے جو میرے مخلص بندے تھے جو میری طرف رغبت کرنے والے تھے اور میرے غیر سے نفرت کرنے والے تھے تاکہ باامن گزر جائیں۔ اللہ تعالیٰ جہنم سے ویسا ہی کہے گا کہ جس طرح نار نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے جلائی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَاماً عَلٰی اِبْرَاھِیْم۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو دنیا کے سمندر نجات دینا چاہتا ہے تو اس سے ارشاد فرماتا ہے کہ اے سمندر میرے اس محبوب و مقصود بندے کو نجات دے اور غرق نہ کرنا۔ پس اللہ کا محبوب بندہ اس سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی جس طرح کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دریائے نیل سے نجات عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ تمام بھلائیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ عطا کرنا' امیر بنانا' فقیر کر دینا اور عزت و ذلت سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور اس کے ساتھ کسی غیر کو کوئی اختیار نہیں

کائنات کی ہر چیز اسی خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ پس عقل مند وہی شخص ہے جو اس کے دروازہ سے چمٹ جائے اور غیر کے دروازہ کی طرف نظر بھی نہ کرے اس سے منہ پھیر لے۔

اے بدبخت میں تجھے دیکھتا ہوں کہ توں لوگوں کو راضی کرتا ہے اور تو خالق و مالک کو ناراض کرتا ہے تو دنیا کی عمارت کھڑی کر کے آخرت کو تباہ و برباد کر رہا ہے تو بہت جلد پکڑا جائے گا اور تجھے وہی پکڑے گا کہ جس کی پکڑ بڑی سخت اور دردناک ہے اور اس کی پکڑ کے مختلف طریقے ہیں۔ اور کبھی وہ تجھے تیری حکومت سے معزول کر کے پکڑے گا۔ اور کبھی بیماری اور ذلت اور محتاجی سے تجھ کو پکڑے گا۔ اور کبھی تیرے اوپر سختیوں اور غموں کو مسلط کر کے پکڑے گا۔ اور کبھی لوگوں کی زبانوں اور ہاتھوں کو تیرے اوپر مسلط کر دے گا۔ او وہ اپنی تمام مخلوقات کو تیرے اوپر مسلط کر دے گا۔ اسلئے اے غفلت میں پڑنے والے انسان ہوشیار اور بیدار ہو جا۔

اَللّٰهُمَّ يَقِّظْنَا بِکَ وَلَکَ آمِيْنَ۔

اے اللہ ہمیں اپنے لئے اور اپنے ساتھ بیداری عطا فرما۔ آمین۔

دنیا جمع کرنا اور جلد بازی

اے اللہ کے بندے! تو دنیا حاصل کرنے میں ایسا نہ بن کہ جس طرح رات کے وقت لکڑیاں جمع کرنے والا۔ کہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اندھیرے میں اس کا ہاتھ کہاں جا پڑے گا اور اس کے ہاتھ میں کیا آ جائے گا۔ اور میں تجھے اپنے کاروبار میں رات کو لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ جو ایسی اندھیری رات میں لکڑیاں جمع کر رہا ہے نہ جس میں چاند ہے اور نہ ہی اس کی روشنی۔ اور وہ ایسے ریگستان میں لکڑیاں جمع کرنے والا ہے جس میں گھنی جھاڑیاں اور ہلاک کر دینے والے موذی جانور ہیں۔ قریب ہے کہ ان میں سے کوئی چیز یا موذی جانور اسے ہلاک کر دے۔ تو دن کی روشنی میں لڑکیاں جمع

کرنے والا بن جا۔ ﴿یعنی غفلت کو چھوڑ کر ہوشیاری سے کا کر﴾ اور سچی بات یہی ہے کہ سورج کی روشنی تجھے ایسی چیز پر ہاتھ ڈالنے سے روکتی رہے گی کہ جس سے تجھے نقصان پہنچے۔ پس تو اپنے مشاغل اور کاروبار میں توحید اور شریعت' تقویٰ اور پرہیز گاری کے آفتاب کے ساتھ رہ۔ کیونکہ یہ آفتاب تجھے خواہشات نفسانیہ اور نفس و شیطان و شرک کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو تیری چال میں عجلت ہے اس سے تجھے منع کرے گا۔

تجھ پر افسوس ہے جلدی نہ کر۔ جو جلدی کرتا ہے خطا کرتا ہے یا اس کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اور جو تاخیر سے سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے وہ صائب ہوتا ہے یا قریب بصواب۔ جلد بازی شیطان کا کام ہے۔ اور سوچ سمجھ کر آہستگی سے کام کرنا رحمان کی طرف سے ہے۔ اکثر جو چیز تجھے عجلت جلد بازی پر برانگیختہ کرتی ہے وہ دنیا جمع کرنے کی حرص ہے تو قناعت اختیار کر کیونکہ قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کہ ختم نہیں ہوتا۔ اور تو ایسی چیز کا کیوں طالب ہوتا ہے جو تیرے مقدر میں نہیں ہے اور نہ ہی کبھی تیرے قبضہ میں آئے گی کیوں اس کو طلب کرتا ہے۔ جو چیز تیرے لئے کار آمد اور ضروری ہے اس پر راضی ہو جا اور قناعت کر لے۔ اور اس کے ماسوا سے بے رغبت بن جا۔ اسی پر ثابت قدم رہ تا کہ تو اللہ تعالیٰ کی معرفت والا بن جائے۔ پس تو اس وقت ہر چیز سے بے نیاز ہو جائے گا۔ پس تیرا دل معرفت کے اسرار سمجھنے لگے گا اور تیرا باطن صاف ہو جائے گا۔ تو تیرا رب تجھے تعلیم دے گا۔ پس دنیا تیرے چہرہ کی ظاہر آنکھوں میں حقیر بن جائے گی۔ اور آخرت تیرے دل کی آنکھوں میں حقیر دکھلائی دے گی۔ اور ماسوائے اللہ تعالیٰ تیرے چہرہ کی آنکھیں ذلیل معلوم ہوں گی اور تیرے نزدیک سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی چیز بھی باعظمت نہ رہے گی اور تو اس وقت تمام مخلوق کے نزدیک معظم اور مکرم بن جائے گا۔

تقویٰ ہر دروازہ کی کنجی ہے

اے اللہ کے بندے! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے سامنے کوئی دروازہ بند نہ رہے پس تو تقویٰ اختیار کر کیونکہ تقویٰ ہی ہر دروازہ کی کنجی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

﴿سورۃ الطلاق﴾

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

اللہ مخلوقات کا تدبیر کرنے والا ہے

اللہ کے بندے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس اپنے اہل و مال و زمانہ کے بارے میں معارضہ جھگڑا نہ کر۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اللہ تعالیٰ پر حکم چلاتا ہے کہ اس کی حالت کو بدل دے تغیر پیدا کردے۔ کیا تو اس سے بڑا حاکم اور زیادہ علم والا اور زیادہ رحمت والا ہے۔ تو خود بھی اور تمام مخلوق اس کے بندے ہیں اور وہ تیرا اور تمام مخلوقات کا تدبیر کرنے والا ہے۔ اگر تو دنیا اور آخرت میں اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو چپ ہو جا' خاموش اور گونگا بن جا۔ اولیاء کرام اس کے سامنے ادب کرنے والے ہیں اور نہ وہ کوئی اس کے سامنے کسی قسم کی حرکت کرتے ہیں اور نہ ہی کوئی قدم اٹھاتے ہیں اور جب تک ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہ ملے وہ کسی مباح چیز کو نہ کھاتے ہیں اور نہ کوئی چیز پیتے ہیں۔ اور نہ ہی نکاح کرتے ہیں۔ اور نہ اپنے اسباب میں کسی چیز کے اندر تصرف کرتے ہیں اور جب تک ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صریح اجازت نہیں ملتی تو وہ قائم ہیں اور اللہ کے حضور کھڑے رہتے ہیں جو کہ دلوں اور آنکھوں کا لوٹ پوٹ کرنے والا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر قرار ہی

نہیں آتا اور وہ دنیا میں اپنے دلوں سے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتے ہیں اور آخرت میں اپنے اجسام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنَا لِقَائِکَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ لَذِذۡنَا بِالۡقُرۡبِ مِنۡکَ وَالرُّؤۡیَۃِ لَکَ اَجۡعَلۡنَا مِمَّنۡ یَّرۡضٰی بِکَ عَمَّا سِوَاکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں اپنی ملاقات نصیب فرما اور اپنے قرب اور دیدار پاک سے لذت عطا فرما۔ اور ان لوگوں سے فرما دے جو تیرے ماسوا کو چھوڑ کر تجھ سے راضی ہوتے ہیں اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح' ۸ شوال المکرّم۔ ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ معمورہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلۡمَجۡلِسُ الرَّابِعُ ﴿۴﴾

خیر کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس کو غنیمت سمجھو

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنۡ فُتِحَ لَہٗ بَابٌ" مِنَ الۡخَیۡرِ فَلۡیَنۡتَھِزۡہُ فَاِنَّہٗ لَایَدۡرِیۡ مَتٰی یُغۡلَقُ عَنۡہُ

یعنی جس کیلئے کوئی خیر کا دروازہ کھول دیا جائے تو اسے چاہیے کہ اس کو غنیمت سمجھے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ دروازہ کب بند کر دیا جائے گا۔

اے مسلمانو! جب تک زندگی کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس کو غنیمت سمجھو کہ وہ عنقریب بند کر دیا جائے گا۔ نیک عمل کرنے کی جب تک تم قدرت رکھتے ہو۔ اس کو غنیمت سمجھو۔ اور توبہ کے دروازہ کو غنیمت سمجھو کہ جب تک وہ کھلا ہوا ہے

اس میں داخل ہو جاؤ۔ نیک صالح بھائیوں کے اجتماع کے دروازہ کو غنیمت سمجھو کہ وہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے۔

اے مسلمانو! جو تم نے عمارت توڑ ڈالی ہے اس کو تعمیر کرلو۔ جس چیز کو تم نجس کر چکے ہو اس کو پاک کرلو۔ جس کو تم نے خراب کردیا اس کی اصلاح کرلو۔ جس کو تم نے گدلا کردیا اس کو صاف کرلو۔ اور جو چیزیں تم نے دوسروں کی لی ہیں ان کو واپس کردو۔ تم بھاگنے اور نافرمانی سے تائب ہو جاؤ اور اللہ کی طرف آؤ۔

مخلوق یا خالق کا بندہ

اے اللہ کے بندے! یہاں مخلوق اور خالق کے سوا اور کوئی نہیں۔ اگر تو خالق کے ساتھ رہا تو اس کا بندہ ہے۔ اگر تو مخلوق کے ساتھ رہا تو بس تو مخلوق کا بندہ ہے۔ اور تیرے کلام کا کا کوئی فائدہ نہیں کہ جب تک تو اپنے دل کے اعتبار سے میدانوں اور جنگلوں کو قطع نہ کرے اور بحیثیت باطن ہر چیز کو نہ چھوڑ دے اس وقت تک تو قابل اعتبار اور قبول نہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کا طالب اس کی رفاقت اختیار کرتا ہے اور ہر چیز کو ترک کردیتا ہے۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ مخلوقات میں سے ہر چیز اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک پردہ ہے اور وہ جس چیز کے ساتھ بھی ٹھہرے گا وہ اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے حجاب کا باعث ہوگی۔

کاہل شخص ہمیشہ محروم رہتا ہے

اے اللہ کے بندے! کاہل نہ بن کیونکہ کاہل شخص ہمیشہ محروم رہتا ہے اور پریشانی کی رسی اس کی گردن میں ہوتی ہے تو اپنے اعمال کو اچھا بنا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور آخرت میں سخاوت اور اچھائی عطا فرمائے گا۔

ابو محمد عجمی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا جَیِّدِیْنَ.

اے اللہ ہمیں اچھا کردے۔

اَللّٰھُمَّ اَجْعَلْنَا جِیَادًا۔ ﴿یہ لفظ صحیح ہے پہلا غلط﴾ اگرچہ عجمی ہونے کی وجہ سے یہ لفظ ان کی زبان سے اچھی طرح ادا نہ ہوتا تھا مگر مطلب یہی تھا کہ جس کو صاحب ذوق پہنچانتا ہے پس اس نے معرفت خداوندی حاصل کرلی۔ مخلوق کے ساتھ حدود شریعت اور رضائے الٰہی کیلئے میل جول رکھنا اور ان سے موافقت کرنا اچھی بات اور مبارک ہے۔

اگر تو حدود شریعت کی کسی حد کو توڑ کر اور بغیر رضا الٰہی کے مخلوق کے ساتھ میل جول رکھے گا تو تیرے لئے اس میں بھلائی اور عزت نہیں ہے۔ طاعتوں کے قبول اور رد ہونے کی علامتیں ہیں جن کو اہل صفاء پہچان سکتے ہیں۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

اے اللہ کے بندے! تو دعا کا جال بچھا دے اور رضائے الٰہی کی طرف رجوع کر ﴿کیونکہ مانگنا تیرا کام ہے اور دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' دعا کرنے سے غافل نہ ہو﴾ اور زبان سے ایسی حالت میں دعا کرنے کا کیا فائدہ کہ جب تیرا دل اعتراض کر رہا ہوں۔ زبان و دل سے متوجہ ہو کر دعا مانگ۔ اور انسان قیامت کے دن بھلائی اور برائی کو یاد کرے گا جو دنیا میں کر چکا ہے تو وہاں اس وقت شرمندگی کچھ نفع نہ دے گی۔ موت سے پہلے موت کو یاد کرنے میں بے شک شان ہے۔ کھیت کاٹتے وقت کھیتی اور بیج کو یاد کرنا سود مند نہیں ہوتا کیونکہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃُ

یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

پس جو شخص یہاں اچھا کھیت بوئے گا' بھلائی کرے گا اور وہی قابل رشک ہوگا۔ اور جو برائی کرے گا آخرت میں ندامت اٹھائے گا۔ اور جب موت تیرے سامنے کھڑی ہوگی اس وقت تو بیدار ہوا تو کیا فائدہ۔ اور اس وقت کی

بیداری تیرے لئے مفید نہ ہوگی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنَا مِنْ نَّوْمِ الْغَافِلِیْنَ عَنْکَ الْجَاھِلِیْنَ بِکَ. ﴿آمین﴾
اے اللہ ہمیں ان لوگوں کی نیند سے بیدار کر جو تجھ سے غافل اور جاہل ہیں۔

قرآن وسنت نجات کا ذریعہ

اے اللہ کے بندے! تیرا برے لوگوں کے ساتھ رہنا تجھے نیک لوگوں سے بدگمانی میں ڈال دے گا۔ اس لئے تو قرآن کریم اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے سایہ میں چل تو تیرے لئے یہی نجات کا ذریعہ ہیں۔

اللہ سے شرم کرو

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے شرم کرو جیسا کہ شرم و حیا کرنے کا حق ہے تم غافل نہ بنو۔ تمہارا وقت بیکار جارہا ہے اور تم ایسی چیزوں کو جمع کرنے میں مشغول ہو گئے ہو جسے تم نہ کھا سکو۔ اور ایسی چیزوں کے طالب ہو جسے تم نہ پاسکو۔ اور ایسی عمارتیں بنا رہے ہو جس میں نہ رہ سکو۔ اور یہ تمام چیزیں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقام سے قیام کرنے سے روک رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر نے عارفوں کے دلوں میں ڈیرے لگائے ہوئے ہیں اور ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اور ان کا یہ ذکر کل کے ذکر کو بھلا رہا ہے۔ پس جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو جنت ان کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔ جو کہ موعود ہے اور نقد جنت ﴿جنت کی دو قسم ایک موعودہ اور دوسری منقودہ جس کا آپ نے ذکر کیا﴾ دنیا میں احکام تقدیری پر راضی رہنا اور دل کی اللہ تعالیٰ سے نزدیکی اور اس سے راز و نیاز اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سے پردہ کا اٹھ جانا ہے۔ پس ایسے دل والا شخص اپنی خلوت میں ہر حالت کے اندر اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہتا ہے بلاکیف اور بغیر

تشبیہ کے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی مثل نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے اور جنت موعودہ وہ ہے کہ کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے اور بغیر کسی شک اور پردہ کے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اور برائی اور شر غیراللہ کی طرف سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں بھلائی ہے۔ اور اس سے روگردانی شر اور برائی ہے۔ پس ہر وہ عمل جس کے بدلے کا تو خواہش مند ہے وہ تیرے لئے ہے اور ہر وہ عمل جس سے مطلوب اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہو وہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اور جب تو عمل کرے اس کے بدلے کا طالب ہوگا تو اس کی جزاء بھی مخلوق ہوگی۔ ﴿یعنی جنت یا حوریں﴾۔ اور جب تو عمل خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے کرے گا تو اس کی جزاء اس کا قرب اور اس کا دیدار ہوگا۔ تیرے لئے بہتر ہے کہ تو ہر عمل کا بدلہ نہ مانگ۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں دنیا اور آخرت کی حیثیت ہی کیا ہے سب کچھ ہیچ ہے کچھ بھی نہیں ہے تو منعم کا طالب بن۔ نعمت کی خواہش نہ کر۔ گھر سے پہلے پڑوسی کی جستجو کر۔ ﴿کیونکہ اصل راحت پڑوس کے عمدہ ہونے سے ہے نہ کہ گھر سے﴾ بعد میں جستجو کرنا بے فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہر شے سے پہلے موجود تھی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو وجود بخشنے والا ہے اور ہر شی کے بعد موجود رہنے والا ہے۔ موت کو یاد کر' مصائب پر صبر کر اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر۔ اور جب یہ تینوں خصلتیں مکمل طور پر تجھے حاصل ہو جائیں گی تو تجھے بادشاہت مل جائے گی۔ موت کو یاد کرنے سے تیرا زہد صحیح ہو جائے گا اور صبر کرنے سے جو کچھ تو اپنے خالق و مالک سے طلب کرے گا تو وہ تجھے عطا کرے گا۔ اور توکل کرنے سے تیرے دل سے تمام چیزیں نکل جائیں گی۔ اور تیرا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو جائے گا۔ اور تجھ سے دنیا اور آخرت ماسوا اللہ تعالیٰ سب کچھ دور ہو جائے گا۔ اور تیرے پاس ہر طرف سے راحت آئے گی۔ اور ہر طرف

سے تیری حفاظت اور حمایت کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ چھ جہتوں سے تیری حفاظت فرمائے گا۔ اور مخلوق میں سے کسی کو تیرے اوپر راستہ باقی نہ رہے گا اور تجھ پر کوئی غالب نہ آ سکے گا۔ اور ساری جہتیں تیری طرف سے روک دی جائیں گی اور تمام دروازے تیری طرف سے بند کردیئے جائیں گے۔ اور تو منجملہ ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَان" اِلَّامَنِ تَّبَعَکَ مِنَ الغوِیْنَ.

﴿سورۃ الحجر﴾

بیشک میرے بندوں پر کچھ قابو نہیں' سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

تو شیطان لعین کی موحد اور مخلصین بندوں پر جن کے اعمال صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتے ہیں کس طرح دسترس ہوسکتی ہے۔ زبان تو انتہا میں کھلا کرتی ہے نہ کہ ابتدا کلام میں۔ ابتدا تو گونگا پن ہے۔ اور انتہا سرتاپا گویائی ہے۔ ظاہری حکومت کا اعتبار نہیں اور ان میں شاذ و نادر مخلص ایسے بھی ہوتے ہیں جو ظاہری و باطنی بادشاہت کے جامع بنتے ہیں۔ ظاہر و باطن میں تو ہمیشہ' پوشیدہ رہ اور ہمیشہ اس طرح رہ کہ تو کامل بن جائے اور تیرا دل واصل الی اللہ ہوجائے پس جب تو اس درجہ کمال تک پہنچ جائے گا تو اس وقت تو کسی کی پرواہ نہیں کرے گا اور جب تو نے اپنے حال کو صحیح کرلیا ہے اور تو نے اپنے مقام پر قیام کرلیا اور تیرے نگہبانوں نے تیرا احاطہ کرلیا اور تمام مخلوقات تیری آنکھوں میں ستونوں اور درختوں کی طرح ہوگئی۔ اور تیرے نزدیک ان کی تعریف اور مزاحمت' توجہ اور روگردانی یکساں ہوگئی پھر تجھے پروا ہی کیوں ہونے لگی۔ اور ایسی حالت میں تو ان کا بنانے والا اور توڑنے والا ہے۔ اور جس طرح تو چاہے گا اللہ تعالیٰ کی

اجازت سے ان میں تصرف کرے گا اللہ تعالیٰ تجھے حل وعقد کا منصب عطا فرما دے گا اور حکومت تیرے دل کے ہاتھوں میں ہوگی اور شناخت تیرے باطن کے ہاتھوں میں آ جائے گی۔ اور جب تک یہ حالت درست نہ ہو گفتگو نہ کر۔ صاحب عقل بن اور ہوس نا کی مت کر' تو نابینا ہے تو اس کو تلاش کر جو تیرا ہاتھ پکڑے۔ تو جاہل ہے تو ایسے علم والے کو تلاش کر اور جب تجھے ایسا قابل مل جائے تو پس اس کا دامن پکڑ لے۔ اور اس کے قول اور رائے کو قبول کر۔ اور اس سے سیدھا راستہ پوچھ۔ جب تو اس کی رہنمائی سے سیدھی راہ پر پہنچ جائے گا تو وہاں جا کر بیٹھ جا۔ تا کہ تو اس کی معرفت حاصل کر لے۔ پس اس وقت میں ہر گم کردہ راہ شخص تیری طرف رجوع کرے گا۔ تو فقراء اور مساکین کا خوان بن جائے گا۔ جو بھی آئے گا روحانی غذا سے لطف اندوز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے اسرار کی حفاظت کرنا اور مخلوق کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آنا کیونکہ یہی جوانمردی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی تلاش کر۔ اس کے سوا سب کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور طالب حق بننے سے کیوں دور جا پڑا ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان خداوندی:

مِنكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنكُمْ مَنْ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ

ترجمہ: تم میں بعض وہ ہے جو دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت کو چاہتے ہیں۔

اور دوسری جگہ مخلصین کی اس طرح شان بیان فرمائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہیں اگر تیرا نصیب اچھا ہوتا تو تیرے پاس غیرت الٰہی کا ہاتھ آتا جو تجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر ایک کے ہاتھ سے چھڑا لیتا اور تجھے پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کے دروازہ تک لے جاتا۔ پس اس جگہ اللہ ہی کی ولایت ہے جو کہ حق سچ ہے۔ تو اب بھی کوشش کر۔ جب تجھے یہ دولت مل جائے گی تو دنیا اور آخرت

بغیر تکلیف اور مشقت کے تیرے خادم بن جائیں گے۔ ہاتھ جوڑ کر کھڑے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر دستک دے اور اس پر ثابت قدم رہ۔ پس جب تو وہاں پڑا رہے گا تو سب خطرات ظاہر ہو جائیں گے تو نفس اور خواہشات اور دل شیطان اور فرشتہ اور حاکم کے خطرات کو پہچاننے لگے گا۔ اس وقت تجھے کہا جائے گا کہ یہ خطرات حق ہیں اور یہ باطل ہیں۔ پس تو ہر ایک کو اور ہر علامت کو معلوم کر لے گا۔ جب تو اس مقام تک پہنچ جائے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاطر آئے گی۔ ﴿جس کو الہام کہتے ہیں﴾ جو تجھے ادب سکھائے گی۔ اور تجھے خبردار کرے گی، تجھے کھڑا کرے گی، تجھے بٹھائے گی اور حرکت دے گی، تجھے سکون دے گی اور وہی تجھے نیکی کا حکم دے گی اور برائی سے منع کرے گی۔

قلم خشک ہو چکا ہے

اے مسلمانو! زیادتی کے طالب نہ بنو نہ کمی کے۔ تقدم و تاخر کو طلب نہ کرو۔ کیونکہ تقدیر تم میں سے ہر ایک شخص کیلئے علیحدہ علیحدہ احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور وہی کچھ ہونے والا ہے اور تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کیلئے خاص لکھت اور مخصوص تحریر نہ ہو کیونکہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرَغَ رَبُّکَ مِنَ الْخَلْقِ وَالْخُلُقِ وَالرِّزْقِ وَالْاَجَلِ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ".

یعنی تمہارا رب مخلوق کی پیدائش، رزق اور مدت زندگی سے فراغت پا چکا ہے۔ تمام ہونے والی چیزوں کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔

حقیقت میں اللہ ہر شے سے فارغ ہو گیا ہے۔ اس کی قضاء سابق ہے۔ ولیکن حکم آیا اور اس پر امر و نہی اور الزام کا پردہ ڈالا گیا ہے۔ پس کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ قضاء و قدر کے حکم پر حجت لائے جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا بلکہ یوں کہنا

چاہیے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

لَایُسْاءَ لُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یَسْئَلُوْنَ. ﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: اللہ سے کسی فعل کا سوال نہ کیا جائے بلکہ ان سے پوچھا جائے گا۔

﴿کنز الایمان﴾

کتاب وسنت پر عمل

اے مسلمانو! تم اس ظاہر پر عمل کرو جو سفیدی پر سیاہی ہے ﴿یعنی کتاب و سنت﴾ کیونکہ تمہارا یہ عمل تمہیں امر کے باطن کی طرف آمادہ کرے گا۔ اور جب تم اس ظاہر پر عمل کرو تو تجھے یہ باطن کے سمجھنے پر پہنچا دے گا اور تو باطن کو سمجھنے لگے گا اور پہلے سمجھنے والی چیز تیرا سر ہے پھر اس کے بعد تیرا دل تیرے نفس کو القا کرے گا اور نفس سے تیری زبان پر اور زبان سے مخلوق پر اور مخلوق تک ان باطنی مضامین کا پہنچنا ان کی مصلحتوں اور منفعتوں کیلئے ہوگا۔ مبارک ہو تجھے اگر تو اللہ تعالیٰ کی موافقت کر کے اس کو اپنا محبوب سمجھنے لگا۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے کچھ شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں۔

﴿۱﴾ اپنے اور غیر کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرنا۔

﴿۲﴾ ماسوا اللہ تعالیٰ کے سکون نہ کرنا۔

﴿۳﴾ اللہ تعالیٰ ہی سے انس رکھنا۔ اور اس کے ساتھ رہنے میں وحشت میں نہ پڑنا۔

جب اللہ تعالیٰ کی محبت کسی شخص کے دل میں ٹھہر جاتی ہے تو بندہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے۔ اور ہر اس چیز کو دشمن سمجھنے لگتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کے انس سے غافل کر دے۔ اس لئے تو اپنے جھوٹے دعویٰ سے توبہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی محبت' خلوت نشینی اور آرزو اور جھوٹ اور نفاق اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس

سے تائب ہو اور توبہ پر ہمیشہ قائم رہ۔ کیونکہ شان توبہ کرنے میں نہیں بلکہ توبہ پر قائم رہنے میں ہے۔ شان درخت لگانے میں نہیں ہے بلکہ شان درخت جمنے اور شاخوں کے پھوٹنے اور پھل لانے میں ہے۔

سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی موافقت' خوف' نقصان' فقیری' امیری' سختی اور نرمی' بیماری اور تندرستی' بھلائی اور برائی' ملنے نہ ملنے۔ میرے خیال میں تمہارے لئے سوائے تسلیم اور راضی برضا خداوندی رہنے کے کوئی دوا نہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق کوئی حکم فرمائے اس سے گھبراؤ نہیں اور نہ اس کے متعلق کوئی جھگڑا کرو۔ اور نہ اس کا شکوہ اس کے غیر سے کرو۔ اور تمہارا غیر سے شکوہ کرنا تمہارے مصائب و آلام کو اور بڑھا دے گا۔ بلکہ خاموشی اور سکون اور گمنامی کو اختیار کرو۔ اس کے سامنے ثابت قدم رہو۔ اور وہ جو کچھ تمہارے اور تمہارے معاملات میں کرے اس کو بخوشی دیکھتے رہو اور اس کے تغیر و تبدل پر خوش رہو۔ جب تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہو جائے تو یقیناً وہ تمہاری وحشت کو انس سے بدل دے گا۔ اور تمہارے غم کو خوشی سے بدل دے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ جَنَّاتِکَ وَمَعَکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ تو ہمیں اپنی حضوری میں اپنے ساتھ رکھ اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوقت صبح' بروز اتوار' ۱۰ شوال ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الْخَامِسُ ﴿۵﴾

حقیقی بندگی اور سچی غلامی

اے اللہ کے بندے! اللہ کی بندگی کہاں ہے۔ تو حقیقی بندگی اور سچی غلامی کو اختیار کر۔ اور اپنی تمام ضروریات میں کفایت خدا کو ہی کافی سمجھ۔ تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام ہے اسی کی طرف واپس جا۔ اور اس کے حضور اپنے سر کو جھکا دے پست ہو جا۔ اس کے حکم کی بجا آوری کر۔ اور اس کے منع کردہ کاموں سے باز آ جا۔ اور قضاء اور قدر پر صبر اور موافقت کر اور تواضع کو اختیار کر۔ جب تو ان باتوں میں کمال حاصل کرے گا تو تب تیری بندگی اور غلامی اپنے آقا کیلئے مکمل ہو جائے گی۔ اور وہ تیری تمام ضروریات کا خود متکفل ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کیلئے کفایت کرنے والا نہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کیلئے تیری غلامی صحیح ہو جائے گی تو وہ تجھے اپنا محبوب بنا لے گا۔ اور اپنی محبت تیرے دل میں قوی کر دے گا۔ بغیر شفقت اور جستجو کے تجھے اپنا مونس بنا لے گا۔ اور تجھے اس کے غیر کی محبت اچھی معلوم نہ ہوگی۔ وہ تجھے اپنا مقرب بنا لے گا۔ پس تو اس سے ہر حال میں راضی رہے گا۔ پھر وہ اگر تیرے اوپر زمین کو باوجود اتنی وسعت کے تنگ کر دے اور دروازوں کو باوجود اتنی فراخی کے بھی بند کر دے تو تو اس پر غصہ نہ کر۔ اور اس کے غیر کے قریب نہ جا۔ اور اس کے غیر کا کھانا نہ کھا تو اس وقت حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا:

فرمان خداوندی

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ

یعنی ان پر پہلے ہی دودھ پلانے والی حرام کردی گئی۔

ہمارا رب ہر چیز کے جاننے والا ہے۔ ہر چیز میں گواہ ہے۔ ہر چیز پر حاضر ہے۔ اور ہر چیز کے ساتھ اور ہر چیز کے قریب ہے۔ تمہارے لئے اس سے غائب ہونا نہیں تم اس سے غائب نہیں ہو سکتے۔ معرفت کے بعد پھر انکار کا کیا کام۔ تجھ پر افسوس ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو پہنچانتا ہے اور اس سے رجوع کرتا اور انکار کرنے لگتا ہے۔ اس کے پاس سے واپس مت ہو ورنہ تمام بھلائیوں سے محروم کردیا جائے گا۔ اس کے پاس جمارہ اور اس کو چھوڑ کر دوسری جگہ قرار مت پکڑ۔ کیا تو نہیں جانتا جو صبر کرتا ہے وہ قدرت پاتا ہے۔ پھر یہ کیسی سمجھ اور کیسی جلدی ہے ذرا سوچ کیونکہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوااللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ ﴿سورۃ آل عمران﴾

ترجمہ: اے ایمان والو صبر کرو اور میرے دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب ہو۔

﴿کنزالایمان﴾

صبر کے متعلق بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صبر میں کیا کیا خوبیاں ہیں اور اس میں نعمتیں اچھا صلہ اور عطائیں ہیں۔ صبر میں ہی دین اور دنیا کی فلاح ہے اس لئے تو صبر کے دامن کو پکڑ لے۔ تم نے اس کی اور دین و دنیا کی خوبیاں معلوم کرلی ہیں۔ تم زیارت قبور اور صلحاء کی طرف جانا اور نیک کام کرنا تاکہ تمہارے تمام کام درست ہو جائیں۔ تم ان لوگوں میں سے نہ بن جانا جس کو نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت کو قبول نہیں کرتے اور جب سنتے

ہیں تو عمل نہیں کرتے۔

دین کی بربادی چار چیزوں سے ہے۔

﴿۱﴾ جو علم تم نے پڑھا ہے اس پر عمل نہیں کرتے۔
﴿۲﴾ اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے تم اس پر عمل کرتے ہو۔
﴿۳﴾ جس کو تم جانتے نہیں اس کو حاصل نہیں کرتے پس جاہل ہی رہتے ہو۔
﴿۴﴾ کہ تم دوسروں کو جو علم نہیں رکھتے روکتے ہو' علم نہ حاصل کریں۔

اللہ کے دشمنوں کی مشابہت نہ کرو

اے مسلمانو! جب تم ذکرِ الٰہی کی مجلس میں آتے ہو تو تمہارے حاضر ہونے کا مقصد صرف سیر و سیاحت ہوتا ہے نہ کہ علاج کی غرض اور تم واعظ کے پند و نصائح سے اعراض کرتے ہو۔ اور اس کی خطاؤں اور لغزشوں پر نگاہ رکھتے ہو۔ مذاق اڑاتے ہو۔ ہنستے اور کھیلتے ہو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ سروں سے قمار بازی کرتے ہو۔ سچے طور پر سر کو حرکت نہیں دیتے۔ اس لئے تم اس سے توبہ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مشابہت نہ کرو۔ اور جو کچھ تم سنو اس سے نفع حاصل کرو۔ اور نصیحت کو قبول کرو۔

اللہ کے نائب خلیفہ اور شہروں کے محافظ کون

اے اللہ کے بندے! تو اپنی عادت کا قیدی بن گیا ہے۔ تو رزق طلب کرنے اور سبب کے ساتھ ٹھہر جانے اور اسباب کو پیدا کرنے والے کو بھول جانے اور ترک توکل کے ساتھ مقید ہو گیا ہے۔ اس لئے تو از سر نو عمل کر اور اس میں اخلاص پیدا کر کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ ﴿سورۃ الذریت﴾

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔
﴿کنزالایمان﴾
ان کو ہوس کیلئے پیدا نہیں کیا' کھیل کود کیلئے پیدا نہیں کیا' کھانے پینے' سونے اور نکاح کرنے کیلئے پیدا نہیں کیا۔

اے غافلو! تم اپنی غفلتوں سے بیدار ہو جاؤ۔ تیرا دل اللہ کی طرف ایک قدم بڑھتا ہے تو اس کی محبت کئی قدم تیری طرف بڑھتی ہے۔ وہ اپنے محبوبوں سے ملنے کا عشاق سے زیادہ مشتاق ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے۔ جب بندہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جو حقیقت سے تعلق رکھتی ہے نہ ظاہر سے۔ میں نے جو یہ باتیں بیان کی ہیں جب بندہ میں پوری طرح آ جاتی ہیں تو اس کا زہد دنیا و آخرت میں اور ماسوا اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جاتا ہے۔ تو صحت' قرب' حکومت' سلطنت' سرداری اس کے پاس آ جاتی ہے۔ اس کا ذرہ پہاڑ بن جاتا ہے' اس کا قطرہ دریا بن جاتا ہے' اس کا ستارہ چاند بن جاتا ہے' اس کا چاند سورج بن جاتا ہے اور اس کی تھوڑی چیز زیادہ ہو جاتی ہے' اس کا عدم بھی وجود ہوتا ہے' اس کی فنا بقا بن جاتی ہے' اس کی حرکت وسکون وثبات بن جاتی ہے۔ اس کا درخت بلند ہو کر عرش الٰہی تک رفعت پاتا ہے' اس کی جڑ زمین تک پھیلتی ہے' اس کی شاخیں دنیا اور آخرت پر سایہ پھیلاتی ہیں' یہ شاخیں اور ٹہنیاں کیا ہیں۔ حکم اور علم' دنیا اس کے نزدیک ایسی ہے جیسے انگوٹھی کا حلقہ۔ نہ دنیا اس کو غلام بنا سکتی ہے نہ آخرت اس کو قید کر سکتی ہے۔ نہ کوئی بادشاہ یا ماتحت اس کا آقا ہو سکتا ہے نہ کوئی دربان اس کو روک سکتا ہے۔ نہ کوئی اس کو پکڑ سکتا ہے اور نہ کوئی کدورت اس کو مکدر کر سکتی ہے پس جب یہ مرتبہ کامل ہو جاتا ہے تو یہ بندہ مخلوق کے ساتھ ٹھہرنے اور ان کا ہاتھ پکڑنے ﴿یعنی بیعت لینے﴾ اور ان کو بحر دنیا سے چھڑانے کے قابل اور صالح ہو

جاتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو لوگوں کا رہبر' ان کا طبیب' ان کو ادب سکھانے والا' ان کو مہذب بنانے والا' ان کا ترجمان' ان کو تیرانے والا' ان کا نگہبان اور ان کا آفتاب و مہتاب بنا دیتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ بندہ سے یہ تربیت و ارشاد کا کام لینا چاہتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے ورنہ اس بندہ کو اپنے پاس چھپا لیتا ہے اور اس کو اپنے غیر سے غائب کر دیتا ہے ﴿کسی کو اس کا پتہ نہیں چلتا﴾ اس قسم کے افراد میں سے کسی کسی کو پوری حفاظت اور مکمل سلامتی کے ساتھ مخلوق کی طرف متوجہ کرتا ہے اور اس کو مخلوق کی مصلحتوں اور ہدایت کی توفیق بخشتا ہے۔

دنیا کا زہد آخرت سے آزمایا جاتا ہے اور دنیا و آخرت کا زاہد دنیا و آخرت کے رب کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔ اور تم تو اس طرح غفلت میں پڑے ہوئے ہو جیسا کہ تم نے مرنا ہی نہیں ہے۔ اور قیامت کے دن تم اٹھائے ہی نہیں جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور حساب نہ دو گے اور پل صراط عبور نہ کرو گے۔ یہ تو تمہاری حالتیں ہیں اور دعویٰ کرتے ہو اسلام اور ایمان دار ہونے کا۔ قرآن اور علم پر عمل نہ کرو گے تو یہ تم پر حجت بنیں گے۔ اور جب تم علماء کرام کے پاس جاؤ اور وہ جو تم سے کہیں اس کو قبول نہیں کرو گے تو تمہارا ان کے پاس جانا تمہارے لئے حجت بنے گا۔ اور اس کا گناہ تم پر ایسا ہی ہوگا کہ جیسا کہ تم سرکار دوجہاں حضور رحمت العلمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ کے ارشادات کو قبول نہ کرتے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے جلال و عظمت اور کبریائی و عدل کا خوف تمام مخلوق پر عام ہوگا۔ دنیا کے بادشاہوں کے ملک جاتے رہیں گے۔ اسی کا ملک باقی رہے گا۔ اور قیامت کے دن سب اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

اور اولیاء کرام اور محبوبان خدا کی بادشاہت' عزت و امارت اور اللہ تعالیٰ کا

ان پر انعام و اکرام سب پر ظاہر ہو جائے گا۔ وہ تو آج بھی بندوں اور شہروں کے کوتوال اور محافظ ہیں اور وہ زمین کے اوتاد ہیں اور زمین انہیں کے سبب سے قائم ہے اور یہی حقیقۃً لوگوں کے امیر اور سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سچے نائب اور خلیفہ نہ کہ باعتبار صورت ظاہر کے آج حقیقۃً و معنی ایسے ہیں کل ظاہر ظہور ایسے ہوں گے ﴿یعنی پردہ اٹھ جائیگا﴾

کافروں سے مقابلہ کرنے والوں کی بہادری ان سے جا ٹھہرنے اور ثابت قدم رہنے میں ہے۔ اور صالحین کی بہادری اپنے نفسوں اور خواہشات اور طبیعتوں اور شیطانوں اور برے ہم نشینوں سے مقابلہ میں ہے جو کہ انسان کے شیطان ہیں۔ اور خاصان خدا کی شجاعت دنیا اور آخرت اور ماسوا اللہ تعالیٰ کے زہد اختیار کرنے میں ہے۔

دین دار بن اور دین داروں سے دوستی کر

اے اللہ کے بندے! اس سے پہلے کہ مجبوراً تجھے جاگنا پڑے بیدار ہو جا۔ ہوشیار بن جا اور دین دار بن جا اور اہل دین سے میل جول رکھ۔ کیونکہ حقیقت میں وہی دین دار آدمی ہیں۔ سب سے زیادہ عقل مند وہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور سب سے زیادہ جاہل وہی شخص جو اللہ تعالیٰ نافرمانی کرتا ہے کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ۔

خاک آلودہ ہوں تیرے ہاتھ یعنی تو فقیر یا مستغنی بنے۔

یہ بددعا نہیں ہے بلکہ دعا ہے کہ کاش سونا اور مٹی تیرے نزدیک برابر ہو جائے۔ جب تو دیندار لوگوں سے میل جول رکھے گا ان سے محبت کرے گا تو تیرے دونوں ہاتھ اور دل مستغنی ہو جائیں گے۔ تو نفاق سے اور اہل نفاق سے

اور ریاکار لوگوں سے بھاگ۔ کیونکہ منافق اور ریاکار شخص کا کوئی عمل مقبول نہیں۔ اور تیرا کوئی عمل بھی قبول نہیں ہوگا جب تک کہ تو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کو مقصود نہ سمجھے گا۔ تیرے عمل کی صورت قبول نہ کی جائے گی بلکہ اس کے معنی اور حقیقت قبول کئے جائیں گے۔ اور جب تو اپنے عمل میں نفس اور خواہشات اور شیطان اور دنیا کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے عمل کو قبول فرمالے گا۔ عمل کو اخلاص کے ساتھ کر۔ اور اپنے کسی عمل کی طرف بھی نظر نہ کر۔ تیرا عمل وہی مقبول ہوگا جس سے تو ذات حق کو مقصود سمجھے گا اور نہ کہ وہ جس سے مخلوق مقصود ہو۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو عمل تو مخلوق کیلئے کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے یہ تیری ہوس ہے۔ تو فخر اور غرور۔ فرحت و سرور کو چھوڑ دے۔ خوشی کو کم کر اور غم کو بڑھا دے کیونکہ تم غم کدہ اور قید خانہ میں ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ ہمیشہ فکر میں رہتے تھے۔ خوش کم ہوتے تھے اور غمگین زیادہ رہتے تھے۔ بہت کم ہنستے تھے صرف آپ تبسم فرماتے تھے وہ بھی صرف دوستوں کے دلوں کو خوش کرنے کیلئے تبسم ہوتا تھا۔ آپ کے قلب انور میں غم اور اشغال بھرے ہوئے تھے۔

اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دنیا کے معاملات جن کی تکمیل کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مامور کیا گیا تھا نہ ہوتا تو آپ اپنے حجرہ مبارک سے بھی باہر تشریف نہ لے جاتے اور نہ ہی کسی کے پاس بیٹھتے۔

دنیا کے متعلق فکر کرنا عذاب ہے

اے اللہ کے بندے! کہ جب تیری خلوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح ہو جائے گی تو تیرا باطن مدہوش ہو جائے گا اور تیرا دل صاف ہو جائے گا۔ اور تیری نظر سراپا عبرت بن جائے گی۔ تیرا دل فکر بن جائے گا۔ اور تیری روح اور معنی حق

تعالیٰ سے واصل ہو جائیں گی۔ دنیا کے متعلق فکر کرنا تو عذاب اور حجاب ہے۔ اور آخرت کے متعلق فکر کرنا علم اور دل کی زندگی ہے۔ اور جس بندہ کو فکر عطا کیا جاتا ہے اس کو دنیا اور آخرت کے احوال کا علم عطا کیا جاتا ہے۔ ﴿اس سے معلوم ہوا اولیاء کو بھی علم غیب عطا کیا جاتا ہے﴾ تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنے دل کو دنیا میں ضائع کر رہا ہے۔ حالانکہ دنیا میں جو کچھ تیرا مقسوم ہے اور ملنے والا ہے منعم حقیقی اس سے فارغ ہو چکا ہے۔ اور اس کے اوقات بھی مقرر فرما دیئے ہیں اور اس کا علم اسی کو حاصل ہے اور تیرے ہر دن کا رزق تجھے ملتا رہے گا۔ چاہے تو اسے طلب کر یا نہ کر۔ اور تیری حرص تجھے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک رسوا کر رہی ہے۔ ایمان کی کمی کی وجہ سے تو رزق طلب کرتا ہے۔ اور ایمان کی زیادتی سے تو طلب سے مستغنی ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور ایمان کے حل ہو جانے سے تو طلب سے سو جاتا ہے۔

مسبب کو تو نے چھوڑ دیا

اے اللہ کے بندے! جد۔ ﴿یعنی قطعی ویقینی بات جن کا کرنا مقصود ہو﴾ کو ہزل ﴿یعنی مسخراپن﴾ کے ساتھ نہ ملا۔ کیونکہ جب تک تیرا دل مخلوق کے ساتھ متعلق رہے گا تو خالق کے ساتھ کیسے جمع ہوگا۔ تو سب کو شریک خدا بنائے ہوئے ہے۔ پھر تو سبب کے پیدا کرنے والے ساتھ کیسے رہ سکتا ہے۔ ظاہر و باطن کیسے اکٹھے ہو سکتے ہیں اور تو جس بات کو سمجھتا ہے اور جس کو نہیں سمجھتا اور جو خالق کے پاس ہے جو مخلوق کے پاس ہے دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں اور تو کتنا نادان اور جاہل ہے کہ جو سبب کو پیدا کرنے والا ہے اس کو بھول گیا ہے۔ اور سبب کے ساتھ مشغول ہو گیا ہے اور سبب کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے۔ اور جو مسبب ہے اس کو تو نے چھوڑ دیا ہے۔ باقی کو بھول گیا ہے اور جو فانی ہے اس کے ساتھ تو خوش ہے۔

جاہل لوگوں کی صحبت کا نقصان

اے اللہ کے بندے! تو جاہل لوگوں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے۔ پس ان کی جہالت تیری طرف بھی بڑھتی ہے۔ احمق شخص کی صحبت بڑے نقصان کی صحبت ہے۔ تو ایسے ایمان دار لوگوں کی صحبت اختیار کر جو یقین کرنے والے عالم باعمل ہیں۔ کیا اچھی حالت ہے ایمان والوں کی۔ اور ان کے تمام تصرفات میں کس قدر بھلا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے مجاہدات و ریاضات اور اپنے نفس پر اور خواہشات پر غالب ہونے کی وجہ سے کس قدر مضبوط ہوتے ہیں اور اس لئے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بَشِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ وَجْھِهٖ وَحُزْنِهٖ فِی قَلْبِهٖ

یعنی مومن کی مسرت اس کے چہرے میں ہوتی ہے اور اس کا غم اس کے دل میں۔

یہ تو ان کی اپنی قوت کی بات ہے کہ وہ مخلوق کے سامنے خوش ہوتے ہیں اور غم کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پوشیدہ رکھتے ہیں۔ تو ایسے مومن کا غم دائمی ہوتا ہے۔ اور ان کا فکر بہت ہوتا ہے اور رونا زیادہ ہوتا ہے اور ہنسا کم۔ اس لئے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَارَاحَةَ لِلْمُؤْمِنِ مِنْ غَیْرِ لِقَآءِ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ۔

یعنی مومن کو اپنے رب عزوجل کی ملاقات کے بغیر راحت نہیں ملتی۔

مومن شخص خندہ پیشانی سے اپنے غم کو چھپاتا ہے اور اس کا ظاہر کسب و محنت اور مزدوری میں متحرک رہتا ہے اور اس کا باطن اپنے رب کے حضور سکون پذیر رہتا ہے۔ اس کا ظاہر اس کے اہل و عیال کیلئے ہے اور اس کا باطن اللہ تعالیٰ کیلئے۔ اور وہ مومن بندہ اپنے اس راز کو اپنے اہل و عیال، ہمسایوں اور مخلوق میں سے کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور وہ سنتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِسۡتَعِیۡنُوۡا عَلٰی اُمُوۡرِ کُمۡ بِالۡکِتۡمَانِ۔
یعنی تم اپنے تمام کاموں میں چھپانے کے ساتھ مدد لیا کرو۔

پس اپنے کاموں کو چھپاتے رہو۔ مومن شخص ہمیشہ اپنی ضرورت کو چھپاتا رہتا ہے۔ پس اگر اس پر غلبہ طاری ہوتا ہے یا اس کی زبان سے کوئی کلمہ نکل جاتا ہے تو اس کی تلافی کرتا ہے۔ اور عبارت کو بدل دیتا ہے اور جس کا اس سے اظہار ہو جاتا ہے اس کو چھپاتا ہے اور جو ظاہر ہو جاتا ہے اس کی معذرت کرتا ہے۔

علماء صلحاء کی صحبت کا فائدہ

اے اللہ کے بندے! تو مجھے اپنا آئینہ بنا۔ اپنے دل کا آئینہ بنا۔ اپنے باطن اور اعمال کا آئینہ بنا۔ تو میرے قریب ہو جا۔ میرے قرب کی وجہ سے تجھے اپنے نفس میں وہ عیوب نظر آئیں گے جو مجھ سے دور رہ کر نظر نہ آئیں گے۔ اگر تجھے دینی حاجت کی ضرورت ہے تو میرے پاس آنا ضروری سمجھ۔ میں اللہ تعالیٰ کے دین کے متعلق تیری رو رعایت نہ کروں گا۔ میں دینی امر میں ننگی تلوار ہوں۔ دین کے بارے میں حیا کرنا میرا کام نہیں۔ اور میں نے دین کے معاملہ میں ایسے سخت ہاتھوں سے پرورش پائی ہے جو نفع حاصل کرنے والے نہیں تھے اور نہ ہی وہ منافق تھے۔ تو اپنی دنیا کو چھوڑ کر میرے قریب آجا۔ کیونکہ میں آخرت کے دروازہ پر کھڑا ہوں تو بھی میرے پاس آ کر کھڑا ہو جا اور میری بات کو سن اور اس پر عمل اس سے پہلے کہ تجھے موت آجائے۔ اللہ تعالیٰ سے خوف و خشیت کے دائرہ میں رہ اس پر راحت کا دارومدار ہے۔ جب تجھے اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوگا تو دنیا اور آخرت میں تیرے لئے امن بھی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی اصل علم ہے اس لئے۔

اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔
اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا۔ ﴿سورۃ فاطر﴾

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔
﴿کنزالایمان﴾

اور جو جانتے ہیں سیکھتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کا بدلہ نہیں چاہتے۔ اور ان کا عمل کرنا صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے اور وہ اس کا قرب چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصاحبت اور اس کی دوری اور حجاب سے نجات چاہتے ہیں اور وہ ہر وقت ہی سوچتے رہتے ہیں کہ ان پر دنیا اور آخرت میں رحمت الٰہی کا دروازہ بند نہ کیا جائے۔ اور دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طرف رغبت نہیں کرتے۔

دنیا تو ایک قوم کیلئے ہے اور آخرت ایک قوم کیلئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک قوم کیلئے اور وہ ایمان لانے والے یقین رکھنے والے معرفت والے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنے والے اس سے ڈرنے والے رب کے حضور عاجزی کرنے والے اور غم زدہ اور شکستہ دل ہیں۔

تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے اس سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور ان کے دل کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہ لوگ کیوں نہ اس سے ڈریں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر دن نئی شان میں ہے۔ تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے کسی کی مدد کرتا ہے کسی کو ذلیل و محروم کرتا ہے کسی کو زندہ کرتا ہے اور کسی کو موت دیتا ہے کسی کو مقبول بناتا ہے اور کسی کو مردود۔ کسی کو اپنا قرب عطا کرتا ہے اور کسی کو اپنے سے دور کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ لوگوں سے ہی اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و افعال کے بارے میں پوچھے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ قَرِّبْنَا اِلَیْکَ وَلَاتُبَاعِدْنَا عَنْکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی

اَلْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ! ہمیں اپنا قرب نصیب فرما اور ہمیں اپنے سے دور نہ کر۔ اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے۔ اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے۔ اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ۱۲ شوال' ۵۴۵ ہجری' بروز منگل' شام کے وقت' یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّادِسُ ﴿۶﴾

قلوب اولیاء اور مومن آئینہ ہے مومن کا

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ کے دل پاک و صاف ہوتے ہیں۔ مخلوق کو بھول جانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہیں۔ دنیا کو بھلا دینے والے ہیں اور آخرت کو یاد کرنے والے ہیں جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ اس کو بھولنے والے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو یاد کرنے والے ہیں۔ اس لئے تم ان تمام خوبیوں سے محروم ہو جو ان میں ہیں۔ اور تم آخرت کو چھوڑ کر دنیا میں مشغول و۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کرتے اور تم نے حیا کو چھوڑ دیا ہے۔ تم اس کے سامنے بے شرم بنے ہوئے ہو۔

اے عزیز! اپنے مسلمان بھائی کی نصیحت قبول کر اور اس کی مخالفت نہ کر۔ اور وہ تیرے تمام عیوب اور حالات سے باخبر ہے جس کی تجھے خبر نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنُ

مومن آئینہ ہے مومن کیلئے۔

مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرتا ہے اور اس کا سچا خیر خواہ ہوتا

ہے۔ اور ان باتوں کو ظاہر کر دیتا ہے جو اس پر مخفی ہوتی ہیں اور اس کی خوبیوں اور برائیوں کو جدا کر دیتا ہے۔ اور اس کو نفع اور نقصان دہ چیزوں کی پہچان کروا دیتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے میرے دل میں مخلوق کی خیرخواہی ڈال دی ہے اور اس کو میرا مقصود اعظم بنا دیا۔ میں خیر خواہ ہوں اس پر بدلہ نہیں چاہتا۔ میری اجرت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے جو مجھے مل چکی ہے۔ میں دنیا اور آخرت کا طالب نہیں ہوں۔ میں دنیا یا آخرت کا بندہ نہیں ماسوا اللہ کے میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کرتا ہوں جو کہ خالق یکتا و یگانہ قدیم ہے۔ تمہاری فلاح میں میری خوشی ہے اور تمہاری ہلاکت میں میرا غم۔ جب میں اپنے سچے مرید کا چہرہ دیکھتا ہوں جس نے میرے ہاتھوں پر فلاح حاصل کی ہے تو میں سیر ہو جاتا ہوں سیراب ہو جاتا ہوں۔ لباس پہن لیتا ہوں اور خوش ہو جاتا ہوں۔ کہتا ہوں کہ اس جیسا شخص میرے سے کیسے نکل آیا۔

اے اللہ کے بندے! میری مراد تو ہے میں خود نہیں۔ اگر تیری حالت میں تغیر آئے تو میں بدستور رہوں گا۔ اور میں عبور کر چکا ہوں تو نے مجھے اپنی وجہ سے ہی دوست بنایا ہے پس تو میرے ساتھ علاقہ پیدا کر۔ تاکہ جلد تو بھی عبور کر سکے۔

غرور اور تکبر کو چھوڑو اپنی حقیقت کو پہچانو

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق پر غرور اور تکبر کرنا چھوڑ دو۔ اپنے مرتبہ اور مقام اور حقیقت کو پہچانو۔ اور اپنے نفسوں میں تواضع پیدا کرو۔ کیونکہ تمہاری ابتداء ایک نجس نطفہ سے ہوئی ہے اور ذلیل پانی سے بنایا گیا ہے۔ اور تمہاری انتہاء مردار ہے جس کو پھینک دیا جاتا ہے اور تم ان لوگوں میں سے نہ بنو جن کو مرض کھینچے لئے جاتی ہے اور خواہش ان کا شکار کرتی ہے اور ان کو بادشاہوں کے دروازہ پر لے جانے کیلئے تیار کرتی ہے پس یہ وہاں جاکر ذلت اور رسوائی کے ساتھ بادشاہوں کے دروازوں سے ایسی چیز کے طالب ہوتے

ہیں جو ان کے مقدر میں نہیں ہوتی۔ اس لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَشَدُّ عَقُوْبَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِعَبْدِهٖ طَلَبُهٗ مَا لَمْ يُقْسَمْ لَهٗ۔

یعنی سخت ترین عذاب اللہ کا اس بندے کیلئے جو ایسی چیز طلب کرتا ہے جو اس کے مقسوم میں نہیں۔

تجھ پر افسوس ہے اے تقدیر اور کاتب تقدیر سے ناواقف۔ کیا تیرا یہ گمان ہے کہ اہل دنیا تجھ کو اس چیز کے دینے پر قدرت رکھتے ہیں جو تیرے مقدر میں نہیں ہے۔ اور یہ شیطانی وسوسہ ہے جو تیرے دل اور دماغ میں ٹھہر گیا ہے۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں ہے پس تو اپنے نفس اور نفسانی خواہشات اور شیطان اور اپنی طبیعت اور درہم و دینار کا بندہ ہے تو کوشش کر کہ کسی فلاحیت والے کو پالے تاکہ تو اس کی پیروی کر کے فلاح حاصل کر لے۔ ﴿یعنی مرشد کامل تلاش کر﴾

ایک بزرگ کا فرمان ہے۔

کہ جس نے فلاحیت والے شخص کو نہ دیکھا اسے فلاح حاصل نہ ہوگی۔

تو تو فلاحیت والے کو دیکھتا بھی ہے تو سر کی آنکھوں سے نہ اپنے دل وسرور اور ایمان کی آنکھوں سے۔ تیرے پاس تو ایمان ہی نہیں ہے کہ جو بصیرت قلبی حاصل کر کے اپنی بھلائی کو دیکھ سکے۔ ﴿اسی وجہ سے بھلائی سے محروم ہے﴾

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاِنَّهَا لَاتَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ۔

﴿سورۃ الحج﴾

ترجمہ: تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوئیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے جو سینوں میں ہیں۔ ﴿کنز الایمان﴾

جو شخص مخلوق کے ہاتھوں سے دنیا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور دین

کو ایک انجیر کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے اور باقی کو فانی کے بدلہ میں بیچتا ہے اس لئے اس کے ہاتھوں میں یہ نہ آئے گی۔ جب تک تیرے ایمان میں ضعف رہے تو اپنے معاش اور نفس کی اصلاح کی کوشش کر' تا کہ تو لوگوں کا محتاج نہ بنے۔ پس کہیں اپنے دین کو ان کے مال کھا کر باقی کو فانی سے بدل نہ لے۔

جب تیرا ایمان قوی اور کامل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل رکھنے' اسباب سے باہر نکل جانے' ارباب باطلہ سے منقطع ہو جانے اور دل سے تمام چیزوں کو چھوڑ دینے کو اختیار کر کہ اپنے دل کو باہر نکال دے۔ اپنے شہر اور اہل و عیال سے اپنی دکان اور اپنی جان پہچان والوں سے باہر نکل جا۔ اور جو کچھ تیرے قبضہ میں ہے اپنے اہل و عیال بھائیوں اور دوستوں کے سپرد کر دے پس تو ایسا بن کہ جیسا کہ ملک الموت نے تیری روح قبض کر لی ہے گویا کہ پنجہ موت نے تجھے اچک لیا ہے تو لقمہ موت ہو گیا ہے گویا کہ زمین پھٹ گئی اور تجھے نکل گئی ہے گویا کہ قدرت اور احکام قضا و قدر نے تجھے پکڑ لیا ہے اور تجھے علم و معرفت کے سمندر میں ڈبو دیا ہے جو شخص اس مقام و مرتبہ پر پہنچ گیا اس کو اسباب کا اختیار کرنا مضر نہ ہوگا کیونکہ اسباب اس کے ظاہر پر رہیں گے نہ کہ باطن پر۔ اور اسباب دوسروں کیلئے ہوتے ہیں نا کہ اس کیلئے۔

اے مسلمانو! اگر تم ان تمام امور پر مکمل طور پر دل سے قدرت نہیں رکھتے تو اسباب کو اور اس کے تعلق کو چھوڑ دو۔ اگر تم سے یہ پوری طرح نہ ہو سکے تو بعض وجہ سے ہی سہی۔ جب تم کل پر قدرت نہیں رکھتے تو بعض سے کیا کم ہونا چاہیے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

تَفَرَّغُوْا مِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

یعنی جس قدر بھی طاقت رکھتے ہو دنیا کے غموں سے فارغ ہو جاؤ۔

ہر چیز اللہ سے طلب کرو

اے اللہ کے بندے! اگر تجھے دنیا کے غموں سے فارغ ہو جانے کی قدرت ہے تو ضرور ایسا کر۔ ورنہ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگ جا۔ اور اس کے دامن رحمت سے لپٹ جا یہاں تک کہ تیرے دل سے دنیا کا غم نکل جائے۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز کا جاننے والا ہے اور ہر چیز اس کے قبضہ قدرت میں ہے اس لئے تو اس کے دروازہ سے چمٹ جا۔ اور اس سے سوال کر کہ وہ تیرے دل کو غیر سے پاک کردے اور اس کو ایمان اور معرفت الٰہی اور علم سے بھر دے اور اپنی مخلوق سے تجھے بے نیاز کردے۔ اور تجھے یقین عطا فرمادے اور تیرے دل کو اپنے ساتھ مانوس کردے اور غیروں کے انس سے نجات بخشے۔ اور اعضاء اپنی اطاعت میں مشغول کردے۔ اس لئے تو ہر چیز اس سے طلب کر۔ تو اپنی جیسی مخلوق کے آگے گردن کو نہ جھکا۔ بلکہ تیرا جھکنا تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔ اور تیرا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو اور اسی کیلئے ہو نہ کہ غیر کیلئے۔

زبانی علم دل کے عمل کے بغیر بے فائدہ ہے

اے اللہ کے بندے! زبانی علم دل کے عمل کے بغیر تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بھی نہ لے جائے گا۔ سیر دلوں کی سیر ہے۔ قرب الٰہی باطنی قرب ہے۔ اور عمل حقیقی معنی کا عمل ہے جس میں حدود شریعت کی حفاظت ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کیلئے تواضع اور انکساری ہو۔ اور جس نے اپنے نفس کی منزلت سمجھی اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں اور جس نے اپنے اعمال مخلوق کیلئے کئے اس کا کوئی عمل نہیں۔ عمل تو خلوتوں میں ہوتے ہیں اور جلوتوں میں اس کا اظہار نہیں ہوتا۔ سوائے ان فرائض کے جن کا اظہار شرعاً ضروری ہے اول تو بنیاد مضبوط کرنے میں کوتاہی کر چکا ہے اب اس پر بنائی گئی عمارت تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی اور تو عمارت کے نقصان اور خرابی کو دور کرنے کیلئے اس وقت قدرت رکھ سکے گا جب

اس کی بنیاد مضبوط ہوگی۔ اور اعمال کی بنیاد توحید اور اخلاص پر ہے۔ پس جس کے پاس توحید اور اخلاص نہ ہو اس کا کوئی عمل ہی نہیں۔

اس لئے تو پہلے توحید اور اخلاص کے ساتھ اپنے اعمال کی بنیاد مضبوط کر۔ اس وقت اعمال کی عمارت اللہ کی قوت و طاقت کی مدد سے بنا نہ کہ اپنی قوت و طاقت سے یہ تو غیر معتبر ہے۔ توحید کا ہاتھ ہی عمارت بنا سکتا ہے نہ کہ شرک و نفاق کا ہاتھ۔ موحد وہ شخص ہے جس کے عمل کا چاند بلند ہوتا ہے نہ منافق کا۔

دعا

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قُلُوْبنَا فِي جَمِيْعِ اَحْوَالِنَا وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ ہمارے اور نفاق کے درمیان تمام حالتوں میں دوری فرما دے اور ہمیں نفاق سے بچا اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۵ شوال ۵۴۵ ہجری صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ السَّابِعُ ﴿۷﴾

دنیا آفتوں اور مصیبتوں کا مجموعہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ کَثِّرْ عَطَائَکَ لَنَا وَارْزُقْنَا الشُّکْرَ عَلَیْہِ

اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر اور ہمیں توفیق اور صبر عطا فرما۔ اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور اپنی عطائیں ہمارے لئے اور زیادہ کردے اور اس پر ہمیں شکر کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اے مسلمانو! صبر اختیار کرو۔ دنیا سرتاپا آفتوں اور مصیبتوں کا مجموعہ ہے۔ بجز شاذ ونادر کے سوا اس کا اعتبار نہیں۔ دنیا کی کوئی نعمت ایسی نہیں کہ جس کے پہلو میں مصیبت اور غم نہ ہو۔ اس میں کوئی خوشی ایسی نہیں کہ جس میں رنج نہ ہو۔ اس میں کوئی فراخی نہیں کہ جس کے ساتھ تنگی نہ ہو۔ دنیا کو پیٹھ دے کر شریعت کے ہاتھوں دنیا سے اپنے مقدر کا حصہ لیتے رہو پس دنیا سے حصہ حاصل کرنے کا یہی علاج ہے۔

تین قسم کے لوگ

اے اللہ کے بندے! تو مرید ہونے کے وقت اپنا مقسوم شریعت کے ہاتھوں سے حاصل کر۔ اور جب تو خاص صدیق بن جائے گا تو امر الٰہی کے ہاتھوں سے مقسوم حاصل کر اور جب تو فانی فاللہ واصل اور مقرب دربار ہو جائے تو فعل خداوندی کے ہاتھوں سے لے اور خودبخود تیرا مقسوم تیری طرف پہنچا دیا جائے گا۔ اور امور شریعت کا تجھے حکم دے گا اور منہیات سے روکے گا۔

اور فعل حق تیرے اندر حرکت کرے گا۔ مخلوق تین طرح کی ہے۔﴿۱﴾ عامی ﴿۲﴾ خاص ﴿۳﴾ خاص الخاص۔ پس عامی تو پرہیز گار مسلمان ہے جو شریعت کو

اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا پابند رہتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر وہ عامل رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ ﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ ﴿کنز الایمان﴾

پس یہ اتباع شریعت پورا ہو جاتا ہے مسلمان ظاہر و باطن کے ساتھ اس پر عمل کرتا رہتا ہے تو اس کا دل ایسا روشن ہو جاتا ہے کہ وہ اس سے ہر چیز کو دیکھنے لگتا ہے۔ جب وہ شخص شریعت کے ہاتھ سے کوئی چیز لیتا ہے تو اپنے دل سے فتویٰ چاہتا ہے اور الہام الٰہی کو طلب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا الہام ہر چیز میں عام ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ ﴿سورۃ الشمس﴾

ترجمہ: پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیز گاری دل میں ڈالی۔

﴿کنز الایمان﴾

پس وہ اپنے دل سے فتویٰ لیتا ہے ہے اور اللہ تعالیٰ کے الہام کا منتظر رہتا ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ ظاہر امر کو لیتا اور اعتبار کرتا ہے کہ جو کچھ اس معیشت تیار کرنے والی دکان میں ہے دینے والا دے رہا ہے۔ سب اس کی ملکیت اور اس کے قبضے کا سمجھتا ہے اس کے بعد وہ رجوع کرتا ہے اور اپنے نور قلبی سے فتویٰ چاہتا ہے اور اس معاملے میں دل کے حکم کا منتظر رہتا ہے اور اس معاملہ میں حکم کا منتظر رہتا ہے۔ اور اس مرتبہ کا جب کہ وہ عمل بالشرع سے فارغ ہونے اور اس کی قوت ایمانی اور قوت توحید قوی ہو جائے اور اس کا دل دنیا او

مخلوق سے علیحدہ ہو جائے ان کے جنگلوں اور دریاؤں کو عبور کرے۔ پس اس حصول کے بعد اس کی صبح نمودار ہوتی ہے۔ نور ایمان اور نور قرب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور نور عمل اور نور بصر اور نور اطمینان و آہستگی اس کو مل جاتی ہے اور یہ تمام امور حقوق شریعت کے ادا کرنے اس کی پیروی کرنے کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اور یہ امور بغیر ادائے حقوق شریعت اور پیروی شریعت کے حاصل نہیں ہوتے اور لیکن ابدال جو کہ خواص الخواص ہیں پہلے وہ شریعت سے فتویٰ لیتے ہیں پھر امر الٰہی اور اس کے فعل اور تحریک اور الہام کے منتظر رہتے ہیں۔ پس ان تینوں درجوں کے سوا تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے' بیماری ہی بیماری ہے' حرام در حرام ہے' دین کے سر کا درد ہے' دین کے دل کا پھوڑا ہے۔ زخم اور دین کے بدن کی سل ہے۔

اللہ دیکھتا ہے ہم کیسے عمل کرتے ہیں

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ طرح طرح کے تصرفات تمہارے اندر جاری فرماتا ہے تاکہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ ثابت قدم رہتے ہو یا بھاگ جاتے ہو۔ آیا امور تقدیر کی تصدیق کرتے ہو یا ان کو جھٹلاتے ہو۔ جو شخص تقدیر کی موافقت نہ کرے گا نہ اس کو رفیق نصیب ہوگا نہ توفیق۔ جو قضاء الٰہی پر راضی نہ ہوگا اس سے رضا مندی نہیں کی جاتی۔ اور جو دوسروں کو نہیں دیتا وہ عطا نہیں کیا جاتا۔ اور جو بوجھ نہ اٹھائے وہ سوار بھی نہیں کیا جاتا۔

اے جاہل! تو امور تقدیر میں تغیر اور تبدل چاہتا ہے۔ تیرا کیا ارادہ ہے۔ کیا تو دوسرا معبود ہے۔ کیا تو چاہتا کہ اللہ تعالیٰ تیری موافقت کرے یہ معاملہ برعکس ہوگیا ہے۔ اس کا عکس کر کہ راہ صواب پائے۔ اگر تقدیری احکام نہ ہوتے تو جھوٹے دعوؤں کی پہچان نہ ہوتی۔ جوہر تجربہ کے وقت ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ تیرا نفس جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے راضی ہونے سے منکر ہے اسی طرح تو بھی

اپنے نفس کا منکر بن جا۔ اور جب تو اپنے نفس پر منکر ہو جائے گا تو دوسرے کے انکار پر قدرت حاصل کرے گا۔ تو اپنے ایمان کی قوت کے موافق خلاف شریعت کو مٹا سکتا ہے اور جتنا اس میں ضعف ہوگا اسی قدر بزدل بنے گا اور اپنے گھر میں گھس کر بیٹھے گا۔ اور اس کے دور کرنے سے عاجز و گونگا بنے گا۔ ایمان کے قدم ہی ایسے ہیں جو کہ انسان و جنات کے شیطانوں کے مقابلہ کے وقت ثابت قدم و برقرار رہتے ہیں۔ جب تیرے ایمان کے قدموں میں ثابت قدمی نہیں تو ایمان کا دعویٰ نہ کر۔ اگر دعویٰ کرتا ہے تو ہر ایک کا دشمن بن جا۔ اور تمام اشیاء کے خالق کے ساتھ دوستی کر لے۔ پس اگر اس کی مشیت و مرضی ہوگی کہ تو مبغوض چیزوں میں کسی کو دوست رکھے گا تو اس کے متعلق تیری حفاظت کی جائے گی کیونکہ اس کی صحبت ڈالنے والا وہ ہوگا نہ کہ تو اس لئے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ" اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلٰوۃِ۔

یعنی تمہاری دنیا کی تین چیزیں میرے لئے محبوب بنا دی گئی ہے ﴿۱﴾ خوشبو ﴿۲﴾ عورتیں ﴿۳﴾ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

تو یہ چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے محبوب اس کے بعد کی گئیں کہ آپ ان کو مبغوض سمجھتے تھے آپ نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ ان سے زہد اور اعراض فرماتے تھے۔ اس لئے تو اپنے دل کو ماسوا اللہ تعالیٰ کے خالی کر دے پھر وہ خود اس میں سے جس چیز کو چاہے تیرا محبوب بنا دے گا۔

﴿حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ۱۷ شوال المکرم، ۵۴۵ ہجری بروز اتوار کے دن یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّامِنُ ﴿۸﴾

ریا کار شخص اور ظاہر کو آباد کرنا باطن کو برباد کرنا بے کار زہد ہے

ریا کار شخص کے کپڑے صاف ہوتے ہیں مگر دل اس کا نجس ہوتا ہے۔ اور وہ مباح چیزوں میں رغبت کرتا ہے۔ اور کمانے میں کاہلی کرتا ہے اور دین کے ذریعے سے کھاتا ہے۔ پرہیزگاری نہیں کرتا' کھلا ہوا حرام کھاتا ہے۔ اور اس کی یہ حالت عام لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہے۔ مگر جو صاحبان خدا ہیں ان سے اس کی یہ حالت پوشیدہ نہیں رہتی۔ اس کا سارا زہد اور ساری اطاعت ظاہری ہے اور اس کا ظاہر آباد ہے اور اس کا باطن ویران ہے۔

تجھ پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت دل سے ہوتی ہے قالب سے نہیں ہوتی۔ ان تمام چیزوں کا تعلق دل اور اسرار معانی سے ہے نہ کہ ظاہر سے۔ اور تو جس حال میں مبتلا ہے اس سے برہنہ ہوجا۔ تاکہ میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ایسا لباس لے کر دوں جو کبھی پرانا نہ ہوگا۔ تو کپڑے اتار دے تاکہ وہ تجھے خود خلعت خاص پہنا دے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کے متعلق کاہلی کے کپڑے اتار دے اور تو وہ اپنے کپڑے اتار ڈال جن سے تو مخلوق سے ملتا ہے اور جو تیرے شرک کا سبب بنتے ہیں اتار کر پھینک دے۔ اور خواہشات نفسانیہ۔ رعونت' فخر اور نفاق کا جامہ۔ اور مخلوق میں اپنی مقبولیت اور تجھ کو عطا دینے کی محبت اور جن کپڑوں کو استعمال کر کے تو خواہش مند ہوتا ہے سب اتار دے۔ دنیا کے کپڑے اتار کر آخرت کا لباس زیب تن کر لے۔ اپنی طاقت اور قوت اور وجود سے علیحدہ ہوجا۔ بغیر اس کے کہ تو اپنی قوت و طاقت پر بھروسہ کرے اور اسباب کا متلاشی ہو اور مخلوقات میں سے کسی کو خدا کا شریک بنائے آفت شرک سر لے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بے طاقت وقوت بن کر جا' جب تو ایسا کرے گا تو دیکھے گا کہ اس کی

عطائیں تیرے اردگرد ہوں گی رحمت خداوندی تیرے پاس آجائے گی اور تجھے اطمینان نصیب ہوگا۔ اور اس کی نعمت و احسان تجھے لباس پہنائے گی۔ اور تجھے اپنی طرف ملالیں گے۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگ آ۔ اپنے آپ اور غیروں سے علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف آجا۔ سب سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف آجا۔ سب سے جدائی اور تفرقہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف چل پڑ۔ تاکہ وہ تجھے مطمئن کردے۔ اور حقیقت پر پہنچا دے۔ اور تیرے ظاہر و باطن کو قوت عطا کردے۔ اور پھر اگر تیرے اوپر تمام دروازے بند کردیئے جائیں اور تیرے اوپر بوجھ ڈال دیا جائے تو بھی تجھے ہرگز نقصان نہ پہنچے گا۔ بلکہ۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت تیرے حال میں شامل رہے گی۔ جس شخص نے مخلوق کو اپنے توحید کے ہاتھوں سے فنا کر دیا۔ اور جس نے دنیا کو اپنے زہد کے ہاتھوں سے فنا کر دیا۔ اور ماسوا اللہ تعالیٰ کو رغبت ہاتھوں سے فنا کر دیا۔ پس اس نے پوری فلاح اور فتح کو حاصل کرلیا اور دنیا اور آخرت سے بہرہ یاب ہوا اپنی موت سے پہلے اپنے نفسوں کو مارنے اور اپنی خواہشوں اور اپنے شیطانوں کے مارنے کو ضروری جانو۔ عام موت سے پہلے تم خاص موت کو لازم پکڑلو۔

اے مسلمانو! میری نصیحت کو قبول کرو۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دینے والا ہوں اور میں تمہیں اس کے دروازہ کی طرف بلاتا ہوں۔ نہ اپنے نفس کی طرف۔ منافق تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں بلاتے بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتے ہیں۔ اور منافق تو نفسانی حصوں اور مخلوق میں مقبولیت اور دنیا کا طلب کرنے والا ہے۔ اے جاہل تو ایسے کلام کے سننے کو چھوڑتا ہے اور نفس اور خواہشات کو لے کر اپنے خلوت خانہ میں تنہا بیٹھتا ہے۔ تو پہلے مشائخ عظام کی صحبت اختیار کر۔ اور نفس کو طبیعت کے قتل کرنے کا حاجت مند اور ماسوا اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کا محتاج ہے۔ اس لئے تو پہلے مشائخ عظام کی چوکھٹ اور دروازہ

سے لپٹ جا۔ اور اس کے بعد تو ان سے علیحدہ ہو کر تنہا اللہ تعالیٰ کی معیت میں بیٹھ جا۔ پس جب تیری یہ حالت مکمل ہو جائے گی اس وقت تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کی دوا اور ان کا ہادی اور مہدی بن جائے گا۔ تیری زبان پرہیز گار ہے مگر تیرا دل فاسق و فاجر۔ تیری زبان اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے اور تیرا دل اس پر اعتراض کرتا ہے۔ تیرا ظاہر مسلمان ہے اور تیرا باطن کافر ہے۔ تیرا ظاہر موحد ہے او تیرا باطن مشرک۔ تیرا زہد اور تیری دینداری سب ظاہری ہے اور تیرا باطن خراب ویران ہے جیسے بیت الخلاء پر قلعی یعنی سفیدی اور نجاست کی کوڑی پر سوکھا درخت۔ جب تیری یہ حالت ہے تو تیرے دل پر شیطان نے ڈیرہ لگا لیا ہے اور اس کو اپنا مسکن بنا لیا ہے۔ اہل ایمان تو اپنے باطن کو آباد کرتا ہے اس کے بعد ظاہری آبادی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جیسے ایک شخص مکان تعمیر کرتا ہے پہلے اس کے اندرونی حصہ پر بہت روپیہ خرچ کرتا ہے اور اس کا دروازہ خراب ہی پڑا رہتا ہے۔ پھر جب اندرونی عمارت مکمل ہو جاتی ہے تو اس وقت وہ دروازہ بناتا ہے اسی طرح سالک کیلئے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا مندی ہونی چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کی طرف توجہ۔ ابتداء تحصیل آخرت سے ہونی چاہیے پھر اس کے بعد دنیا میں جو کچھ مقسوم ہے اس کو کھانا مناسب ہے؟

﴿حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ: بروز منگل شام کے وقت' ۱۹ شوال' ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ التَّاسِعُ ﴿۹﴾

اللہ اپنے محبوبوں کی آزمائش کرتا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا اپنے محبوب' اس کی کسی چیز کے ساتھ آزمائش کرتا رہتا ہے۔

اور اہل ایمان کو یقین ہوتا ہے کہ یہ آزمائش اللہ تعالیٰ کسی ضروری مصلحت کی وجہ سے فرماتا ہے جو بعد میں حاصل ہوتی ہے چاہے دنیا میں یا آخرت میں یا دین میں۔ پس وہ بلا پر راضی اور اس پر صبر کرتا ہے اور اپنے خالق مالک پر کسی قسم کی تہمت نہیں لگاتا۔ اس کا پروردگار اس کی بلا کی وجہ سے اس کو دوسرے امور سے روک دیتا ہے۔

اے دنیا میں مشغول رہنے والو! تم ان مقامات میں گفتگو کرنا چھوڑ دو' کلام نہ کرو' تم صرف اپنی زبان سے گفتگو کرتے ہو نہ کہ دلوں سے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے کلام سے اور اس کے پیغمبروں اور ان کی اتباع کرنے والوں سے جو کہ ان کے سچے جانشین اور وصی ہیں روگردانی کرنے والے ہو۔ تم تقدیر اور قدرت میں جھگڑا کرنے والے ہو۔ تم نے مخلوق کی عطا پر اکتفا کرلیا ہے اور خالق عزوجل کی عطا اور احسانات کو چھوڑ دیا ہے۔ تمہاری بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور نہ ہی اس کے نیک بندوں کے نزدیک قابل سماعت ہے کہ جب تک کہ تم اخلاص کے ساتھ توبہ نہ کرو اور اس پر ثابت قدم نہ رہو اور ہر نفع و نقصان اور عزت و ذلت' امیری اور فقیری' صحت اور بیماری' پسندیدہ اور مکروہ چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی موافقت نہ کرو گے تو معتبر اور مسموع نہ ہوگا۔

اللہ کی تابعداری

اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرو تا کہ تمہاری تابعداری کی جائے۔ خدمت کرو کہ مخدوم بنو۔ قضاء اور قدر کی اتباع کرو اس کے خادم بن جاؤ تا کہ وہ تمہارے پیرو اور خادم بن جائیں۔ تم ان کے سامنے جھک جاؤ تا کہ وہ تمہارے سامنے جھکیں۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ جیسا تم ہو جاؤ گے ویسا ہی تمہارا حاکم مقرر کیا جائے گا اور تمہارے عمل تمہارے حاکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم بالکل نہیں کرتا۔ تھوڑے اعمال پر بھی زیادہ بدلہ عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ صحیح کا فاسد اور سچے کا جھوٹا نام تجویز نہیں کرتا۔

مخلوق سے شرم لیکن اللہ سے شرم نہیں کرتا

اے اللہ کے بندے! جب تو خدمت کرے گا تو مخدوم بنا دیا جائے گا۔ اور جب تو تقدیر کے ساتھ موافقت کرے گا توفیق خیر دے دیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی خدمت کر۔ اور تو دنیا کے بادشاہوں کی خدمت میں مشغول نہ ہو جو تجھے نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نفع۔ اور اللہ تعالیٰ سے لاپروائی نہ کر۔ یہ تجھے کیا دے سکتے ہیں اور جو چیز تیرے مقسوم میں نہیں وہ بھلا تجھے کیسے دے سکتے ہیں۔ اور جو تیرے مقسوم میں نہیں ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں مقرر نہیں کی کیا ان کو دینے کی قدرت ہے۔ ان کے نزدیک کوئی چیز نئی نہیں ہے جو تیرا مقسوم ہے وہی دے سکتے ہیں۔ اگر تو یہ کہے کہ ان کی عطا مستقل جدید انہیں کی طرف سے ہے تو تو کافر ہو جائے گا۔

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دینے والا نہیں ہے۔ منع کرنے والا' نفع ونقصان پہنچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اللہ کی ذات سے مقدم ہے اور نہ ہی کوئی مؤخر۔ اور لافانی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر تو یہ کہے کہ میں اسے جانتا ہوں میں تجھے کہوں گا کہ تو اسے کیسے جانتا ہے اگر تو اس کو جانتا پھر

غیر خدا کو اس پر کیسے مقدم رکھتا ہے۔

اور تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنی آخرت کو دنیا کے عوض برباد کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو نفس اور خواہش اور شیطان لعین اور مخلوق کی اطاعت کے عوض کیسے فاسد کر کر رہا ہے اور تقویٰ کو شکوہ و گلہ کے عوض جو غیر خدا سے کرتا ہے کیسے فاسد کر رہا ہے۔

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گار لوگوں کا محافظ او مددگار ہے۔ ان کی طرف سے مدافعت فرمانے والا ہے۔ ان کو تعلیم دینے والا ہے۔ اور ان کو اپنی معرفت سکھانے والا ہے۔ اور ان کا دستگیر ہے۔ اور انہیں تکلیف دہ چیزوں سے نجات عطا کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور ان کو وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں ان کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور بعض آسمانی کتب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا ابْنَ آدَمَ اِسْتَحْيِ مِنِّي كما تَسْتَحْيِ مِنْ جَارِكَ الصَّالِحِ

ترجمہ: اے ابن آدم تو مجھ سے شرما جیسا کہ تو اپنے نیک ہمسایوں سے شرماتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا اَغْلَقَ الْعَبْدُ اَبْوَابِهٖ وَاَرْخٰى اَسْتَارَهٗ وَاخْتَفٰى مِنَ الْخَلْقِ وَخَلا بِمَعَاصِى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَا اِبْنِ آدَمَ جَعَلْتَنِىْ اَهْوَالنَّا ظِرِيْنَ اِلَيْكَ۔

ترجمہ: جب کوئی بندہ اپنے دروازوں کو بند کر لیتا ہے اور اس پر پردے ڈال دیتا ہے اور مخلوق سے چھپ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول ہو جاتا ہے تو تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھے کمتر سمجھا ہے اور تو مخلوق سے شرم کرتا ہے اور مجھ سے شرم نہ آئی۔

﴿حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ صبح کے وقت بروز جمعۃ المبارک' ۲۲ شوال المکرم' ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الْعَاشِرُ ﴿۱۰﴾

متقی تکلف سے بری اور منافق کی فطرت میں تکلف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اَنَا وَالْاَتْقِیَاءُ مِنْ اُمَّتِیْ بَرَاء" مِنَ التَّکَلُّفِ

یعنی میں اور میری امت کے متقی تکلف سے بری ہیں۔

متقی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تکلف نہیں کرتا کیونکہ عبادت خداوندی تو ان کی طبیعت بن جاتی ہے۔ اور متقی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت ظاہر و باطن سے کرتا ہے لیکن منافق شخص تو ہر حالت میں تکلف ہی کرتا ہے اور بالخصوص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اور اور عبادت کو ظاہر میں بتکلف ادا کرتا ہے اور باطن میں اسکو چھوڑ دیتا ہے اور وہ منافق لوگ پرہیزگاروں اور متقی لوگوں کے مقام میں داخل ہونے قدرت بھی نہیں رکھتے۔ اور ہر جگہ کیلئے ایک خاص گفتگو ہے اور ہر عمل کیلئے مخصوص مرد۔ اورلڑائی کے قابل وہی شخص ہے جو اس کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔

اے منافقو! اپنے نفاق سے توبہ کرو۔ اور اپنے بھاگنے سے باز آؤ۔ اور کس طرح شیطان کو چھوڑتے ہو کہ وہ تم پر ہنسے۔ اگر تم اس طرح کی نمازیں پڑھو گے اور روزہ رکھو گے تو سب مخلوق کیلئے ہوگا نہ خالق عزوجل کیلئے۔

اگر صدقات و خیرات کرو گے زکوٰۃ دو گے اور حج کرو گے یہ سب کچھ بیکار ہوگا کیونکہ تم نے سب مخلوق کیلئے کیا۔ تم کام کرنے والے اور مشقت اٹھانے والے ہو۔ اور یاد رکھو اگر تم نے اس کا تدارک نہ کیا اور توبہ اور معذرت نہ کی۔ تو تم عنقریب جلتی ہوئی گرم اور تیز آگ کے شعلوں کے سپرد کر دیئے جاؤ گے۔

اس لئے تم شریعت کا اتباع کرو اسی پر ثابت قدم رہو۔ اور بدعت سے بچو۔ سلف صالحین کے طریقوں کو اختیار کرو۔ اور صراط مستقیم کے راستہ پر چلو کہ جس میں تشبیہ نہ ہو اور نہ ہی تعطیل۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اپنا کر بلاتکلف' بلاتصنع' بلاتشدد اور بلادریدہ ذہنی اور بغیر غور و فکر کے اتباع کرو۔ اس سے تمہیں وہ وسعت مل جائے گی جو کہ تم سے پہلے لوگوں کو ملی تھی۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو قرآن مجید حفظ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو حفظ کرتا ہے اور ان پر عمل نہیں کرتا تو کیا کر رہا ہے تو دوسرے لوگوں کو حکم دیتا ہے اور خود کام نہیں کرتا اور توں دوسروں کو منع کرتا ہے اور خود اس کام سے باز نہیں آتا کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ ﴿سورۃ الصف﴾

ترجمہ: کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

﴿کنزالایمان﴾

تم کیوں کہتے ہو جس کی خود مخالفت کرتے ہو کیا تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم کیوں ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور ایمان لاتے نہیں۔ ایمان ہی تو ہے جو آفتوں سے مقابلہ کرتا ہے اور بوجھوں کے نیچے صابر ہے۔ ایمان ہی مقابل کو زیر کرنے والا اور قتل کرنے والا ہے۔ ایمان ہی تو مسلمان کے نزدیک تمام دنیاوی چیزوں سے مکرم اور معظم ہے۔ ایمان کی کرامت و عظمت اللہ کیلئے کی جاتی ہے اور نفس و ہوا کی کرامت و تعظیم تو اغراض نفسانیہ اور شیطان لعین کیلئے کی جاتی ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دروازہ کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ مخلوق کے دروازہ پر بیٹھ جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ کو ضائع کر دیتا ہے اور اس راستہ سے بہک جاتا ہے تو وہ مخلوق کے راستہ پر بیٹھ جاتا ہے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی اور بہتری کا ارادہ

کرتا ہے اس پر مخلوق کے دروازے بند کر دیتا ہے اور ان کے عطیات کو ان سے روک دیتا ہے کہ اس کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔ اس کو مومنوں سے ہٹا کر سمندر کے کناروں پر کھڑا کر دیتا ہے اور اس کو لا شئے محض سے نکال کر شئے کی طرف لے آتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تم موسم سرما میں اپنے حوضوں پر بیٹھنے پر خوش ہوتا ہے کہ عنقریب گرمی کا موسم آرہا ہے کہ جو باقی تیرے پاس ہے اس کو سکھا دے گا اور وہ خشک ہو جائے گا پس تو وہیں مر جائے گا۔

اس لئے تو ساحل سمندر پر آ اور اس کے کنارے پر جگہ مقرر کر جس کا پانی گرمی میں بھی ختم اور خشک نہیں ہوتا۔ اور موسم سرما میں بکثرت بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل کر کہ تو باعزت اور غنی، حاکم، سردار اور رہبر بن جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرتا ہے وہ غنی ہو جاتا ہے اور ہر چیز اس کی محتاج ہو جاتی ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو کہ زینت و آراستگی اور آرزو سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ اس چیز سے حاصل ہوتی ہے جو سینوں میں قرار پاتی ہے اور عمل اس کی تصدیق کرتا ہے۔

گونگا پن اور گمنامی کا لباس

اے اللہ کے بندے! چاہے کہ گونگا پن تیری عادت اور گمنامی تیرا لباس ہو۔ اور مخلوق سے بھاگنا تیرا مقصود ہو۔ اگر تو اس بات پر طاقت رکھتا ہے تو زمین میں سرنگ لگا کر اس میں چھپ کر بیٹھ جا۔ اگر ہو سکے تو اسی طرح کر لے۔ اور یہی عادت تیری اس وقت تک رہنی چاہیے کہ جب تک تیرا ایمان بڑھ نہ جائے اور تیرے ایقان کے قدم مضبوط نہ ہو جائیں اور تیری سچائیوں کے بازوؤں پر پَر نہ لگ جائیں اور تیرے دل کی دونوں آنکھیں کھل نہ جائیں اور جب تو اس حالت میں پہنچ جائے گا تو اس وقت اپنے گھر کی زمین سے بلند ہو جائے گا اور علم الٰہی

کے میدان میں تو اڑنے لگے گا۔ مشرق و مغرب' خشک و تر' نرم زمین اور پہاڑ اور زمین و آسمان کا طواف کرے گا اور امان دینے والا سفر و حضر میں راہبر تیرے ساتھ ہوگا تیرا رفیق ہوگا۔ پس تو اس وقت اپنی زبان کو گفتگو کیلئے کھول دینا اور گمنامی کے لباس کو اتار دینا۔ اور مخلوق سے بھاگنا چھوڑ دینا۔ اور اپنی سرنگ کے خلوت خانہ سے نکل کر ان کی طرف آ جانا۔ پس اب تو ان کیلئے دوا ہے کہ تو اپنے نفس میں نقصان نہیں پاسکتا۔ اور تو ان کی کمی اور زیادتی اور توجہ و بے توجہی اور ان کی تعریف و برائی کی پرواہ نہ کر۔ اس لئے تو کسی قسم کی پرواہ نہ کر تو جہاں بھی گرے گا اٹھالیا جائے گا کیونکہ تو اپنے پروردگار کے ساتھ ہے۔

خالق کو پہچانو

اے مسلمانو! خالق کو پہنچانو اور اس کے حضور ادب سے رہو۔ اور جب تک تمہارے دل اس کی ذات سے دور ہیں تم بے ادب بنے رہو گے۔ پس جب تمہارے دل اس کے نزدیک ہو جائیں گے تو تم باادب ہو جاؤ گے۔ غلاموں کی بیہودہ بک بک بادشاہ کے سوار ہونے تک رہتی ہے۔ پس جب بادشاہ سوار ہو جاتا ہے تو غلاموں میں گونگا پن آ جاتا ہے اور باادب ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اب بادشاہ کے قریب ہیں اور ان میں ہر ایک گوشہ کی طرف بھاگنے لگتا ہے۔ اور مخلوق کی طرف منہ کرنا بعینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پشت کرنا ہے اور تجھے کبھی فلاح اور نجات حاصل نہیں ہوسکتی کہ جب تک کہ تو دوستوں سے علیحدہ نہ ہو جائے اور اسباب سے قطع تعلق نہ کرلے اور نفع و نقصان کے متعلق مخلوق کو دیکھنا نہ چھوڑ دے گا۔ تم بظاہر تندرست غنی نظر آتے ہو اور حقیقت میں فقیر۔ تم بظاہر زندہ نظر آتے ہو اور حقیقت میں مردہ اور تم بظاہر موجود ہو اور حقیقت میں معدوم۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بھاگنا اور اس سے اعراض کرنا کب تک رہے گا اور تم دنیا کی آبادی اور تعمیر اور آخرت کی بربادی کب تک کرتے رہو گے۔ اور تم میں سے

ایک کے پاس ایک ہی تو دل ہے پھر اس سے دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ کس طرح محبت کر سکتے ہو اور اس میں خالق ومخلوق دونوں کیسے سمائیں گے تو یہ بات ایک حالت ایک دل میں کس طرح حاصل ہوسکتی ہے۔ یہ دعویٰ تو بالکل جھوٹا ہے کیونکہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلْكِذْبُ مُجَانِبُ الْإِيْمَان

یعنی جھوٹا ایمان سے دوری رکھنے والا ہے۔

تو ہر برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس میں موجود ہو اور تیرے اعمال تیرے عقائد کی دلیل ہیں۔ تیرا ظاہر تیرے باطن پر دلیل ہے اور اس لئے کہ

ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔

اَظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ

یعنی تیرا ظاہر تیرے باطن کا عنوان ہے

تیرا باطن اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کے نزدیک ظاہر ہے۔ اور جب ان خاصان خدا میں سے کوئی تیرے ہاتھ لگ جائے تو ادب سے ان کے سامنے کھڑا رہ اور توبہ کر۔ اور ان سے ملاقات کرنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کر۔ اور ان کے سامنے اپنے آپ کو کم تر سمجھ اور عاجزی کو اختیار کر۔ جب تو صالحین اور خاصان خدا کیلئے عاجزی اختیار کرے گا تو پس تو نے اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی اختیار کی۔ جو شخص عاجزی کو اختیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرما دیتا ہے۔ اور جو تجھ سے بڑا ہو تو اس کے سامنے بھی نہایت ادب سے پیش آ۔ اس لئے کہ

حدیث

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ
یعنی برکت تمہارے بڑوں میں ہے۔

شرح حدیث

حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے مراد محض عمر کی بڑائی نہیں ہے بلکہ عمر کی بڑائی کے ساتھ احکامات الٰہی کی تعمیل اور ممنوعات سے باز رہنا مراد ہے۔ اور کتاب وسنت اور تقویٰ کو لازم پکڑنا ہے۔ اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والا ہی بڑا ہے۔ اور کتنے ہی لوگ عمر کے اعتبار سے بوڑھے ہیں کہ جن کی تعظیم کرنا اور انہیں سلام کرنا بھی جائز نہیں ہے اور ان کے دیکھنے میں برکت بھی نہیں ہے۔ اور بڑے لوگ وہی ہیں جو متقی، صالح، پرہیزگار، علم پر عمل کرنے والے اور عمل میں اخلاص کرنے والے ہیں۔ بڑے لوگ وہی ہیں جن کے دل صاف ہیں اور ماسوا اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنے والے ہیں۔ بڑے لوگ وہی اہل دل ہیں جوکہ اللہ کی معرفت رکھنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کرتے ہیں اور اس کے قریب ہیں۔ اور دل کا علم جوں جوں زیادہ ہوتا ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔

اور ہر وہ دل جس میں دنیا کی محبت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محجوب ہے۔ اور ہر وہ دل کہ جس میں آخرت کی محبت ہے پس وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قرب سے محجوب ہے۔ جس قدر تجھے دنیا میں رغبت ہوگی اسی قدر آخرت میں تیری رغبت کم ہو جائے گی۔ اور جس قدر تیری رغبت آخرت میں ہوگی اسی قدر تیری محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کم ہو جائے گیا۔ اس لئے تم اپنی حیثیت اور مراتب کو پہچانو۔ اور اپنے نفسوں کو ایسی منزل پر نہ چھوڑو کہ جہاں اللہ تعالیٰ انہیں جگہ ہی نہ دے اور اس لئے کہ

ایک عارف باللہ نے فرمایا ہے کہ:

مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ قَدْرَه' عَرَّفَتْهُ الْاَقْدَارُ قَدْرَه'۔

یعنی جس نے اپنا مرتبہ نہ پہچانا اس کو تقدیر خداوندی اس کے مرتبہ کی پہچان کرا دے گی۔

اس لئے تو ایسی جگہ پر نہ بیٹھ جہاں سے تجھے اٹھا دیا جائے اور جب تو کسی کے گھر میں جائے تو ایسی جگہ پر نہ بیٹھنا جہاں گھر کا مالک نہ بٹھائے۔ اس لئے کہ تجھے وہاں سے ہٹا دیا جائے گا اور تم سے اجازت بھی نہیں لی جائے گی۔ اور اگر تو اٹھنے سے انکار کرے گا تو تجھے ذلیل کر کے نکال دیا جائے گا۔

انبیاء اور علماء مخلوق کے نگہبان ہیں

اے اللہ کے بندے! تو نے اپنی عمر کو علم کے لکھنے اور اس کے یاد کرنے میں اور اس پر عمل کرنے کے بغیر گزار دی۔ یہ تجھے کیا فائدہ دے گا کیونکہ

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِلْاَنْبِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ اَنْتُمْ كُنْتُمْ رُعَاةَ الْخَلْقِ فَمَا صَنَعْتُمْ فِيْ رَعَايَا كُمْ وَيَقُوْلُ لِلْمُلُوْكِ وَالْاَغْنِيَاءِ اَنْتُمْ كُنْتُمْ خُزَّانَ كُنُوْزِیْ هَلْ وَاَصَلْتُمُ الْفُقَرَاءَ وَرَبَّيْتِمُ الْاَيْتَامَ وَاَخْرَجْتُمْ مِّنْهَا حَقِّی الَّذِیْ كَتَبْتُه' عَلَيْكُمْ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء رحمہم اللہ سے فرمائے گا کہ تم مخلوق کے نگہبان تھے پس تم نے اپنی رعایا کے ساتھ کیا معاملہ کیا اور بادشاہوں اور امیروں سے فرمائے گا کہ تم میرے خزانوں کے خزانچی تھے کیا تم نے فقیروں کے حقوق ادا کئے اور کیا تم نے یتیموں کی پرورش کی تھی اور خزانوں میں سے وہ حق نکالا تھا جو میں نے تم پر فرض کیا تھا۔

اے مسلمانو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کو قبول کرو اور آپ

کے ارشادات کو قبول کرو۔ اور تمہارے دل کس قدر سخت ہو گئے ہیں۔ اور پاک ہے وہ ذات کہ جس نے مجھے مخلوق کی سختیوں کی برداشت کرنے کی قدرت بخشی جب میں اڑنے کا مقصد کرتا ہوں تو تقدیر کی قینچی آ کر میرا بازو کاٹ دیتی ہے اور اڑنے سے روک دیتی ہے لیکن میں اطمینان سے رہتا ہوں کیونکہ میں شاہی بارگاہ میں مقیم ہوں۔ اے منافق تجھ پر افسوس ہے کہ تو میرے اس شہر سے نکل جانے کی آرزو کرتا ہے۔ اگر میں حرکت کروں تو امر بدل جائے گا اور اعضاء جدا ہو جائیں گے لیکن میں عجلت سے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کے آنے سے ڈرتا ہوں۔ میں خود تیار نہیں بلکہ تقدیر کے مواقع پر جما ہوا ہوں۔ اور میں تقدیر کی موافقت کرنے والا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ سَلَامًا وَتَسْلِیْمًا۔

اے اللہ سلامتی اور توفیق نصیب فرما۔

تجھ پر افسوس ہے تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوا۔ مخلوق کو اس کی طرف بلا رہا ہوں تو بہت جلد اپنا جواب ملاحظہ کر لے گا۔ اور میں اوپر کی جانب ایک ہاتھ ہوں اور نیچے کے رخ ہزاروں ہاتھ۔

اے منافقو! تم بہت جلد اللہ تعالیٰ کے عذاب اور دنیا و آخرت کے عقاب کو دیکھو گے۔ زمانہ حاملہ ہے جو کچھ اس میں پیدا ہونے والا ہے تم بہت جلد اس کو دیکھ لو گے اور میں تصرفات خداوندی کے قبضہ میں ہوں اور کبھی وہ مجھے پہاڑ بنا دیتا ہے اور کبھی وہ مجھے ذرہ بنا دیتا ہے اور کبھی وہ مجھے دریا بنا دیتا ہے اور کبھی وہ مجھے قطرہ بنا دیتا ہے۔ اور کبھی وہ مجھے آفتاب بنا دیتا ہے اور کبھی چمک اور جھلک کے ساتھ مجھے پلٹا رہتا ہے جیسا کہ رات اور دن کو۔ اس کی شان ہر دن ہر لحہ جدا جدا ہے۔ تمام دن تمہارے لئے ہے اور ایک لحہ تمہارے غیر کیلئے۔

سینہ کی وسعت

اے اللہ کے بندے! اگر تو سینہ کی وسعت اور خوش عیشی چاہتا ہے تو تو مخلوق کی باتوں کو نہ سن نہ ہی ان کی طرف توجہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ وہ اپنے خالق سے خوش نہیں ہے۔ وہ تم سے کس طرح خوش ہوں گے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ وہ نہ عقل رکھتے ہیں نہ بصارت اور نہ ایمان لاتے ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہیں اور تصدیق نہیں کرتے۔ اس لئے تو ان لوگوں کی پیروی کر جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کچھ نہیں جانتے اور نہ وہ غیر کی باتوں کو سنتے ہیں اور نہ ہی اس کے سوا کسی کو دیکھتے ہیں۔ تو مخلوق کی اذیتوں پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے صبر اختیار کر۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی بلا میں مبتلا کردے تو اس پر بھی صبر کر۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ یہی طریقہ ہے۔ ان کو ہر ایک سے الگ کردیتا ہے اور طرح طرح کی بلاؤں اور آفتوں اور مشقتوں میں ڈال کر ان کی آزمائش کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت اور عرش کے نیچے سے لے کر زمین تک ہر چیز کو ان پر تنگ کردیتا ہے اس طرح ان کے وجود کو فنا کردیتا ہے یہاں تک کہ جب ان کا وجود فنا ہو جاتا ہے تو ان کو دوبارہ اپنے لئے وجود عطا فرماتا ہے۔ نہ کہ غیروں کیلئے۔ اور ان کو اپنے ساتھ قائم رکھتا ہے اور ان کو دوسری زندگی بخشتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

﴿سورۃ المومنون﴾

ترجمہ: پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

پہلی پیدائش تو مشترک تھی اور یہ دوسری پیدائش تنہائی والی ہے کہ جس کی وجہ

سے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے بھائیوں اور تمام ہم جنسوں سے علیحدہ کر دیتا ہے اور اس کے اول معنی میں تغیر و تبدل کر دیتا ہے اور اس کے بالا حصہ کو ساحل بنا دیتا ہے اور وہ محض ربانی اور روحانی بن جاتا ہے اور اس کا دل مخلوق کو دیکھنے سے تنگ ہوتا ہے اور اس کے بھید کا دروازہ مخلوق سے بند ہو جاتا ہے۔ اور اس کو دنیا اور آخرت' جنت اور دوزخ اور تمام مخلوق اور کل کائنات اسے ایک ہی معلوم ہوتی ہے۔ پھر یہ شے اس کے باطن کے قبضہ میں دے دی جاتی ہے پس وہ اس کو ایسا نگل جاتا ہے کہ وہ ظاہر ہی نہیں ہوتا۔ اور پھر اس میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں اظہار قدرت فرمایا تھا۔ پاک ہے وہ ذات جو جس چیز میں اور جس کسی کے ہاتھ پر چاہتا ہے اپنی قدرت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ عصائے موسوی جادوگروں کی رسیوں وغیرہ کے ڈھیروں کے ڈھیر نگل گیا اور اس کے پیٹ میں تغیر نہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ قوم فرعون اور جادوگروں کو بتادے کہ یہ اس کی قدرت ہے نہ کہ حکمت۔ اس دن جو کچھ جادوگروں نے کیا تھا ﴿ان کی رسیاں اژدھے معلوم ہوتے تھے﴾ وہ حکمت اور فن ہندسہ کی کارگزاری تھی۔ اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں جو کچھ ظاہر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور بر بنائے خرق عادت اور معجزہ تھا۔ اس لئے جادوگروں کے سردار نے اپنے ساتھیوں میں ایک شخص سے کہا کہ دیکھو کہ موسیٰ علیہ السلام کس حال میں ہیں اس نے جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کا رنگ متغیر ہوگیا ہے اور عصا موسیٰ اپنا کام کر رہا ہے۔ تو سردار نے جواب دیا کہ یہ بس اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نہ موسیٰ علیہ السلام کا۔ کیونکہ ساحر اپنے سحر سے خوف نہیں کھایا کرتا۔ اور صانع اپنی صنعت سے نہیں ڈرتا۔ اور اس قدرت کے اظہار کو دیکھو کہ وہ جادوگروں کا سردار اور اس کے تمام ساتھی اس کی اتباع کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔

حکمت سے قدرت کی طرف متوجہ ہونا

اے اللہ کے بندے! تو حکمت سے کب قدرت کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور کب تیرا عمل تجھے اللہ تعالیٰ کی قدرت تک پہنچائے گا۔ اور کب تیرے اعمال کا اخلاص تجھے قرب خداوندی کے دروازہ تک پہنچائے گا۔ اور معرفت کا آفتاب کب تجھے خاص و عام لوگوں کے دلوں کے چہروں کو دکھلائے گا۔ تو ہوشیار ہوجا۔ بلا کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ سے مت بھاگ کہ وہ تجھے آزماتا ہے تاکہ وہ معلوم کرے کہ آیا کہ تو اس کے دروازہ کو چھوڑ کر سب کی طرف جاتا ہے کہ نہیں۔ تو ظاہر کی طرف رجوع کرتا ہے یا باطن کی طرف۔ اس کی طرف جاتا ہے کہ جس کا ادراک ہوسکتا ہے یا اس کی طرف کہ جس کا ادراک نہیں ہوسکتا۔ اس طرف جاتا ہے جو نظر آتی ہے یا اس کی طرف جو نظر نہیں آتی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ لَاتَبۡتَلِنَا

اے اللہ تو ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔

اَللّٰھُمَّ اَرۡزُقۡنَا لُقُرۡبَ مِنۡکَ بِلَا بَلَاءٍ

اے اللہ ہمیں اپنا قرب بغیر بلا کے نصیب فرما۔

اَللّٰھُمَّ قُرۡبًا وَّلُطۡفًا۔

اے اللہ ہمیں اپنا قرب ولطف عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ قُرۡبًا بِلَابُعۡدٍ لَاطَاقَةَ لَنَا عَلَی الۡبُعۡدِ مِنۡکَ وَلَا عَلٰی مُقَاسَاةِ الۡبَلَاءِ فَارۡزُقۡنَا الۡقُرۡبَ مِنۡکَ مَعَ عَدَمِ نَارِالۡاٰفَاتِ فَاِنۡ کَانَ وَلَا بُدَّمِنۡ نَّارِ الۡاٰفَاتِ فَاجۡعَلۡنَا فِیۡهَا کَاسَّمَنۡدِلِ الَّذِیۡ یَبِیۡضُ وَیَفۡرِخُ فِی النَّارِ وَهِیَ لَاتَضُرُّه‘ وَلَاتُحۡرِقُه‘ اجۡعَلۡهَا عَلَیۡنَا کَنَارِ اِبۡرَاهِیۡمَ خَلِیۡلِکَ اَنۡبِتۡ حَوَالَیۡنَا عُشۡبًا کَمَا اَنۡبَتَ حَوَالَیۡهِ وَاَغۡنِنَا عَنۡ جَمِیۡعِ الۡاَشۡیَآءِ کَمَا اَغۡنَیۡتَه‘ وَاِنۡسَنَا

وَتَوَلَّنَا کَمَا تَوَلَّیْتَه' وَاحْفَظْنَا کَمَا حَفِظْتَه'. اٰمِیْن

اے اللہ ہمیں ایسا قرب عطا فرما جس میں دوری نہ ہو اور ہم میں تجھ سے دوری اور بلا کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں اور ہمیں آفتوں کی آگ سے علیحدہ کر کے اپنی نزدیکی عطا فرمادے۔ اگر آفتوں کی آگ ہمارے لئے ضروری ہے تو اس آگ میں ہمیں سمندری جانور بنادے جو آگ کے اندر بچے اور انڈے دیتا ہے اور آگ اس کو نقصان نہیں پہنچاتی اور نہ ہی جلاتی ہے۔ اور ہمارے لئے اس آگ کو مثل ابراہیم خلیل علیہ السلام کی طرح کردے اور ہمارے دائیں بائیں سبزہ اگا دینا جیسا کہ تو نے ان کے دائیں بائیں سبزہ اگایا تھا۔ اور ہمیں تمام چیزوں سے بے نیاز کردے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بے نیاز کردیا تھا۔ اور ہمیں انس عطا فرما۔ اور ہمارا کارساز بن جا جیسا کہ ان کا بنا تھا اور ہماری حفاظت فرما جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کی حفاظت فرمائی تھی۔ آمین

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سفر سے پہلے اپنے رفیق کو حاصل کرلیا تھا۔ گھر سے پہلے ہمسائے کو۔ وحشت سے پہلے مونس کو۔ اور مرض سے پہلے پرہیز کو۔ اور بلا سے پہلے صبر کو۔ اور قضاء سے پہلے رضائے خداوندی کو حاصل کرلیا تھا۔

اس لئے تم اپنے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سبق سیکھو اور ان کے اقوال وافعال میں ان کا اتباع کرو۔

پاک ہے وہ ذات کہ جس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بلا کے سمندر میں لطف وکرم کیا۔ اور بلا کے سمندر میں انہیں تیرنے کا حکم دیا اور خود ان کی مدد فرمائی۔ اور ان کو دشمن پر حملے کا حکم دیا اور خود ان کے گھوڑے کے سر کے قریب رہا اور انہیں بلندی پر چڑھنے کا حکم دیا اور قدرت الٰہی کا ہاتھ ان کی پشت پر تھا۔ اور انہیں مخلوق کی دعوت طعام کا حکم دیا اور خرچ کرنے کیلئے اپنی طرف سے عنایت فرمایا۔ اس کا نام عنایت باطنی اور لطف خفی ہے۔

تقدیر اور فعل کے آنے کے وقت خاموشی اختیار کرنا

اے اللہ تعالیٰ کے بندے! اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فعل کے آنے کے وقت خاموشی اختیار کر۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و کرم کی بارش برستی ہوئی تجھے نظر آئے۔

کیا تو نے حکیم جالینوس کے غلام کا قصہ نہیں سنا کہ وہ کس طرح گونگا' بیوقوف اور بھولا اور چپ چاپ بنا رہا یہاں تک کہ جو کچھ علم حکیم جالینوس کے پاس تھا وہ سب کچھ سیکھ لیا۔ اور تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی حکمت بک بک کرنے اور جھگڑا کرنے اور اس پر اعتراض کرنے سے نہیں آئے گی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا الْمُوَافَقَةَ وَتَرْکَ الْمُنَازَعَةِ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ ہمیں تو موافقت اور ترک منازعت عطا فرما۔ اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ' بروز اتوار صبح کے وقت' ۲۴ شوال المکرم' ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الْحَادِیْ عَشَرَ ﴿۱۱﴾

اول آخر ظاہر باطن اور قدیم و ازلی اللہ کی ذات ہے

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانو اور اس سے جاہل نہ رہو۔ اور اس کی اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ اس کے ساتھ موافقت کرو اور اس کی مخالفت نہ کرو۔ اور اس کی قضاء وحکم پر راضی رہو اور اس سے جھگڑا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی صنعت کی وجہ سے پہچانو کہ وہ پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اول ہے' آخر ہے' ظاہر ہے' باطن ہے۔ وہی قدیم اور ازلی دائم اور ابدی ہے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ مخلوق سے ہی پوچھا جائے گا۔ وہی امیری عطا کرتا ہے وہی غربت دینے والا ہے' وہی نفع بخشنے والا ہے اور وہی نقصان پہچاننے والا ہے۔ اور وہی زندہ کرنے والا ہے اور وہی موت دینے والا ہے۔ اور وہی سزا دینے والا ہے وہی امید کے لائق ہے۔ اس کی ذات سے ڈرتے رہو اس کے غیر سے نہ ڈرو۔ اور اسی سے امیدیں وابستہ رکھو۔ اور اس کے غیر سے امیدیں نہ رکھو۔ اور اس کی حکمت وقدرت کے ساتھ گھومتے رہو یہاں تک کہ قدرت حکمت پر غالب آجائے۔ اور قرآن مجید کے عامل بنے رہو اور اس سے ادب سیکھتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ آنے والی کی چیز جو تمہارے اور اس کے درمیان حائل ہوگی آجائے۔ ایسی حالت میں تم حدود شریعت کی مخالفت سے جس طرف میں اشارہ کر رہا ہوں محفوظ رہو گے۔ اور اس مرتبہ پر صالحین کی جماعت میں سے کوئی نہ کوئی پہنچتا ہے نہ کہ ہر ایک۔ اور ہمیں کسی ایسی چیز کی ضرورت نہیں جو حدود شریعت سے خارج ہو۔ اس امر کو وہی جانتا ہے جو اس میں داخل ہو۔ باقی محض تعریف سے اس کو نہیں پہچان سکتا۔ اور تم اپنے تمام معاملات میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کمر بستہ ہو جاؤ۔ اور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا ہے اس کی اتباع کرو اور جس سے منع کیا اس سے باز رہو۔ یہاں تک کہ تمہیں بادشاہ اپنی طرف بلائے اور دعوت دے۔ پس اس وقت تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کرو اور اجازت طلب کرو۔ اور ان کے پاس پہنچ جاؤ۔

ابدال

ابدال کا نام ابدال اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کوئی ارادہ نہیں کرتے۔ یعنی ارادہ خداوندی کے سامنے وہ نہ کوئی ارادہ کرتے ہیں اور نہ ہی اختیار خداوندی کے سامنے کسی اختیار کو عمل میں لاتے ہیں۔ حکم ظاہر پر حکم کرتے ہیں اور اعمال ظاہرہ پر عمل کرتے ہیں اس کے بعد تنہائی میں ایسے اعمال کی طرف کی متوجہ ہو جاتے ہیں جو ان کیلئے مخصوص ہوتے ہیں۔ اور جس طرح ان کے مرتبہ و مقام میں ترقی ہوتی ہے اسی طرح امر و نہی بڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ایسے مرتبہ اور مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں نہ امر ہوتا ہے نہ نہی۔ بلکہ احکام شرعیہ ان کے اندر اثر پذیر ہوتے ہیں اوہ ان کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں اور یہ تنہائی میں ہوتے ہیں۔

مردان خدا ہمیشہ مخلوق کی نگاہوں سے غائب رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہتے ہیں۔ البتہ ان کی حاضری امر و نہی کے آنے کے وقت ہوتی ہے۔ اور وہ امر و نہی دونوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور حدود شریعت میں کسی ایک حد کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتے کیونکہ جو عبادتیں ان پر فرض ہیں ان کو چھوڑنا بے دینی ہے اور جن کاموں کا حکم نہیں دیا گیا ان کو کرنا گناہ ہے۔ اور وہ فرائض خداوندی میں سے کسی حالت میں بھی کسی سے ساقط نہیں ہوتے۔

اے اللہ کے بندے! خداوند تعالیٰ کے حکم و عمل کے ساتھ عمل کر۔ اور اس کے دائرہ سے باہر نہ نکل۔ اور عہد کو مت بھول اس لئے تو اپنے نفس اور

خواہشات اور شیطان مردود اور دنیا اور طبیعت سے جہاد کرتا رہ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تیرے پاس آتی رہے گی ناامید نہ ہو' ثابت قدم رہ۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ ﴿سورۃ البقرہ﴾

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ

بے شک اللہ کی جماعت ہی غالب ہے۔

اور جلّہ ارشاد خداوندی ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْ فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ

﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

اس لئے تو اپنے نفس کی زبان کو اللہ کے شکوہ کے وقت روک لے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زبان اور مخلوق کا مقابلہ کر۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دے اور گناہوں سے منع کر۔ گمراہی بدعت سیئہ اور خواہشات کی پیروی اور نفس کی مدافعت سے ان کو روک لے۔ ان کو کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی پیروی کرنے کا حکم دے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے کلام کا احترام کرو۔ اور اس کا ادب کرو۔ وہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اتصال ہے اسے مخلوق نہ ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھذا کلامی۔ یہ میرا کلام ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ نہیں اس لئے جو اللہ

تعالیٰ کے قول کو رد کرتا ہے اور قرآن عظیم کو مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے اور اللہ اس سے بیزار ہے۔ یہی قرآن ہے جو تلاوت کیا جاتا ہے یہی قرآن ہے جو پڑھا جاتا ہے۔ اور یہی قرآن ہے جو سنا جاتا ہے۔ یہی قرآن ہے جو دیکھا جاتا ہے۔ یہی قرآن ہے جو مصحف میں لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما فرمایا کرتے تھے کہ قلم مخلوق ہے اور جو اس سے لکھا گیا وہ غیر مخلوق ہے۔ دل مخلوق ہے جو کچھ ﴿یعنی قرآن﴾ اس میں محفوظ ہے وہ غیر مخلوق ہے۔

منافق زبان کا عالم ہوتا ہے

اے مسلمانو! نصیحت پکڑو قرآن سے اور عمل کے ساتھ۔ اور نہ کہ مجادلہ کے ساتھ۔ اعتقاد چند کلمہ میں اور عمل بکثرت۔ اس لئے تم قرآن مجید پر ایمان لاؤ اور اس کی دلوں سے تصدیق کرو اور اپنے اعضاء سے اس پر عمل کرو۔ اور ایسی چیز میں مشغول ہو جاؤ جس سے تمہیں نفع حاصل ہو اور ناقص عقلوں کی طرف کوئی توجہ نہ کرو۔

اے مسلمانو! منقول عقل سے نسخ نہیں کیا جاسکتا اور نص قیاس سے زائل نہیں کی جاسکتی۔ ثبوت کو چھوڑ کر محض دعویٰ کے ساتھ قائم مت بنو کہ لوگوں کے مال بغیر ثبوت گواہ کے دعویٰ سے نہیں لئے جاسکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آدمی محض دعوؤں سے کچھ حاصل کرلیا کرتے تو ایک قوم دوسری قوم پر اپنے مال اور خون کا دعویٰ کرتی ہے لیکن مدعی پر گواہ اور ثبوت لازم ہیں۔ اور انکار کرنے والے پر قسم ہے اور عالم زبان اور جاہل دل نفع نہیں دے سکتا کیونکہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ مِنْ مُّنَافِقٍ عَلِیْمِ اللِّسَان یا عُلَمَاءُ۔

یعنی سب سے زیادہ مجھے اپنی امت پر خوف جس کو میں ان کیلئے خطرناک سمجھتا ہوں اس منافق سے ہے جس کی زبان عالم ہو۔

اللہ کی اطاعت کا انعام

اے جاہلو! اے حاضر و غائب' اے علماء کی جماعت تم اللہ تعالیٰ سے حیا کرو۔ اور اپنے دلوں سے اس کی طرف نظر کرو۔ اور اس کیلئے پست ہو جاؤ اور اپنے نفسوں کو صابر بناؤ۔ اور اس کی تقدیر کے گرزوں کے نیچے اپنے نفسوں کو رکھ دو۔ اور اپنے نفسوں پر لازم کرو کہ اس کی نعمتوں کا شکر کریں۔ اور اس کی اطاعت میں روشنی کو اندھیروں سے ملا دو۔ دن ہو یا رات اس کی اطاعت کرتے رہو۔ جب تمہاری یہ حالت ہو جائے گی تو عزت و کرامت کا تاج تمہارے سر پر ہوگا۔ جنت دنیا اور آخرت تمہارے پاس آ جائے گی۔

دنیا کی سب چیزوں کی محبت کو چھوڑنا

اے اللہ کے بندے! تو اس بات کی کوشش کر کہ دنیا کی کوئی چیز بھی باقی تیری محبوب نہ رہے۔ سب کی محبت کو چھوڑ دے۔ جب تیرے حق میں یہ معاملہ کامل ہو جائے گا تو ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے نفس کے ساتھ نہ چھوڑا جائے گا۔ اگر بھول جائے گا تو تجھے یاد کرا دیا جائے گا۔ اگر غافل ہو جائے گا تو بیدار کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت تجھے غیر کی طرف دیکھنے کیلئے نہ چھوڑے گی۔ الغرض کہ جس نے یہ ذائقہ چکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ پس اس قسم کے لوگ مخلوق میں سے بعض ہوتے ہیں اور جو مخلوق کی طرف سے سکون کو قبول نہیں کرتے۔

اے منافقو! آفتیں اور بلائیں تمہارے دلوں کے سروں پر موجود ہیں۔ اور اہل اللہ جب کبھی اپنے دل کی آنکھوں سے غیر حق جل وعلا کی طرف دیکھتے ہیں ﴿یعنی کسی چیز کی محبت دل میں محسوس ہوئی﴾ تو فوراً اس کو خرچ کر دیتے۔ اور ان کی سلامتی اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکون حاصل ہو اور اس کے

حضور پڑے رہیں۔ اور اس کی مخلوق کی طرف سے اندھے بنے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض کرنے سے بچے رہیں۔ اور وہ اپنی زبانوں کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ دن' رات' مہینہ' سال ان پر غلبہ کرتے ہیں مگر وہ ایک ہی حالت پر قائم رہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی معیت سے متغیر نہیں ہوتے۔ اور وہ تمام مخلوق سے زیادہ عقل مند ہوتے ہیں اگر تم ان کو دیکھو تو دیوانہ کہو گے۔ اگر وہ تمہیں دیکھیں تو کہیں گے کہ تم یوم قیامت پر ایمان نہیں لائے۔ اور ان کے دل غمگین اور اللہ تعالیٰ کے سامنے شکستہ ہیں اور وہ ہر وقت خوف زدہ اور ترساں رہتے ہیں۔ جب ان کے دلوں پر جلال وعظمت خداوندی کے پردے کھل جاتے ہیں تو ان کا خوف اور زیادہ ہو جاتا ہے اور ان کے دل پھٹ جانے کے قریب ہو جاتے ہیں اور ان کے جوڑ جدا ہونے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی یہ حالت دیکھتا ہے تو اپنی رحمت' لطف وکرم اور جمال اور امید کے دروازے ان پر کھول دیتا ہے جس کی وجہ سے ان کو سکون ملتا ہے۔ میں تو سوائے طالب آخرت اور طالب حق عز وجل کے دوسرے کی طرف نظر ڈالنے کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو شخص طالب رہتا ہے اور مخلوق اور نفس اور ہوا کا مجھے اس کا کیا کرنا ہے بجز اس کے کہ میں اس کا علاج کروں کیونکہ وہ مریض ہے بیماروں پر طبیب ہی صبر کر سکتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنا معاملہ ان سے چھپاتا ہے اور وہ ان سے چھپ نہیں سکتا۔ اور تو مجھ پر ظاہر کرتا ہے کہ تو آخرت کا طالب ہے۔ حالانکہ توں دنیا کا طالب ہے۔ اور یہ ہوس جو تیرے دل میں ہے تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے۔ تیرا راز ظاہر ہے۔ اور جو دنیا تیرے ہاتھ میں ہے وہ کھوٹا سکہ ہے اس میں ایک دانگ سونا ہے اور باقی اس میں چاندی ہے۔ کھوٹا دینار میرے سامنے پیش نہ کر میں نے ایسے بہت دیکھے ہیں اس کو میرے حوالہ کر اور مجھے اختیار دے کہ میں اس کو پگھلا دوں۔ اور اس میں جتنا سونا ہے اس سے نکال لوں اور باقی کو پھینک

دوں۔ تھوڑی سی چیز جو بہت عمدہ ہوتی ہے زیادہ جو خراب ہو اس سے بہتر ہے۔ اس لئے تو مجھے اپنے دینار پر اختیار دے کہ میں سکہ بنانے والا ہوں۔ میرے پاس اس کا آلہ موجود ہے۔ تو ریا اور نفاق سے توبہ کر اور اپنے نفس پر اس کا اقرار کرنے سے شرم نہ کر۔ پس اکثر اخلاص والے پہلے منافق تھے اس لئے کہ بعض صوفیاء کا فرمان ہے:

لَایَعْرِفُ الْاِخْلَاصَ اِلَّا الْمُرَائِیُ۔

یعنی اخلاص کی پہچان ریا کار ہی پہچانتا ہے۔

اور شاذ و نادر ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شروع سے آخر تک مخلص ہوں۔ بچے شروع میں جھوٹ ہی بولتے ہیں اور مٹی اور نجاستوں سے کھیلتے ہیں اور اپنی جانوں کو خطرناک جگہوں پر ڈالتے ہیں اور اپنے والدین کی چوریاں کرتے ہیں اور چغل خوریاں کرتے ہیں اور جب ان میں عقل آنے لگتی ہے تو وہ ایک ایک بات کو کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور والدین اور استادوں سے ادب کی تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو ادب سیکھنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ اپنی پہلی حالت کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور جس کے ساتھ وہ شر کا ارادہ فرماتا ہے وہ اپنی پہلی حالت پر زندگی بسر کرتا ہے تو اس کی دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔

اسلئے اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا کو یعنی دونوں کو پیدا کیا ہے۔ گناہ بیماری ہے اور اطاعت خداوندی دوا ہے۔ ظلم بیماری ہے اور انصاف دوا ہے۔ خطا بیماری ہے اور صواب بہتر دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخالفت بیماری ہے اور گناہوں سے توبہ کرنا دوا ہے۔ تو دوا کا اثر تب ظاہر ہوگا جب تو دل سے مخلوق سے بالکل جدا ہو جائے گا۔ اور تو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ سے ملا دے گا۔ اور اس کی جانب اس کو

بلند کرے گا۔ تو تیری روح آسمان میں رہے گی اور تیرا گھر زمین میں ہوگا۔ علم کے مطابق تو اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے گا اور تو حکم کی بجا آوری میں مخلوق کا شریک رہے گا۔ اور کسی عمل میں اور نہ ہی کسی خصلت میں ان کی مخالفت کرے گا تاکہ عمل اور مخلوق کی تجھ پر حجت نہ ہو۔ اور اپنے باطن سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے گا۔ اور ظاہر میں تو مخلوق کے ساتھ رہے گا۔ اس لئے تو اپنے نفس کا سر اونچا اٹھا ہوا نہ چھوڑ اگر تو اس پر سوار ہو گیا ہے تو بہتر ہے ورنہ وہ تجھ پر سوار ہو جائے گا۔ اگر تو نے اس کو پچھاڑ لیا ہے تو بہتر ہے ورنہ وہ تجھے پچھاڑ دے گا۔

اگر تیرا نفس اطاعت خداوندی میں تیرا کہنا مان لے اور مطیع ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ اس کی بھوک و پیاس' ذلت' برہنگی اور ایسی جگہ پر تنہائی کے کوڑوں کی سزا دے جہاں مخلوق میں کوئی بھی انیس نہ ہو۔ اور جب تک کہ تجھے اطمینان حاصل نہ ہو جائے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنے لگے اس وقت تک تو یہ کوڑا اس سے نہ اٹھا اور اس کو سزا دیتا رہے۔ پس جب تیرا نفس مطمئن ہو جائے تو تب بھی تو اپنے اور اس کے درمیان عتاب کرنا نہ چھوڑ اور اس سے کہہ کہ کیا تو نے ایسا نہ کیا تھا۔ پس اب اگر ایسا کرے گا تو پھر وہی سزا ملے گی اس کو موافق بنالے تاکہ ہمیشہ شکستہ ہی رہے۔ اور ان سب باتوں پر جب ہی تجھے مدد مل سکتی ہے جب تو مراد خداوندی کا طالب ہو اور اس کی موافقت کرے اور ہر طرح کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے اور تیرا ظاہر و باطن ایک جیسا ہو جائے موافقت اختیار کرے کہ جس میں مخالفت کا شائبہ بھی نہ ہو۔ اطاعت گزر ہو جائے جس میں معصیت کا شائبہ بھی نہ ہو۔ شکر گزار بن جائے جن میں ناشکری کا شائبہ اور نسیان نہ ہو۔ خیر ہی خیر ہو جس میں شر کا شائبہ بھی نہ ہو۔ اور تیرے دل کو اس وقت تک فلاح حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں غیر اللہ کا دخل

ہے۔ اگر تو ہزار سال تک بھی جلتے انگاروں پر سجدہ کرتا رہے اور غیر کی طرف متوجہ رہے تو تیرا انگاروں پہ سجدہ کرنا تجھے کوئی فائدہ نہ دے گا اور اس کا کچھ اچھا نتیجہ نہیں نکلے گا جب تک کہ تو اپنے مولیٰ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو محبوب اور دوست سمجھتا ہے اس لئے کہ جب تک تو تمام مخلوق کو معدوم نہ کر دے تو سعادت حاصل نہیں کر سکتا۔ دنیا کی چیزوں میں تیری بے رغبتی اور زہد ظاہر کرنا تجھے کیا فائدہ دے سکتا ہے جب کہ تو اپنے دل سے ان پر متوجہ ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے باخبر ہے جو تمام دنیا جہاں کے سینوں میں ہے حالانکہ تیرے دل میں غیر اللہ کا دخل ہے۔

اللہ کی ذات سے جاہل علماء

اے اللہ کے بندے! تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دھوکہ میں نہ جا اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ اور تو ان علماء جو اللہ تعالیٰ سے جاہل ہیں دھوکہ نہ کھا۔ اس لئے ان کا سارا علم ان کے اوپر وبال ہے ان کیلئے فائدہ مند نہیں ہے۔ اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کے عالم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے جاہل ہیں اور یہ لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔ اور لوگوں کو ایک کام سے منع کرتے ہیں اور خود اس کام سے باز نہیں آتے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ سے دور بھاگتے ہیں اور اپنے گناہوں اور لغزشوں سے اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان کے نام میرے پاس تاریخ وار لکھے ہوئے اور شمار کئے ہوئے ہیں۔

دعا

اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ وَهَبْنَا كُلَّنَا لِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

اے اللہ تو میرے اوپر اور ان پر توجہ فرما اور ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم اور ہمارے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صدقہ بخشش دے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ لَاتُسَلِّطْ بَعْضَنَا عَلٰی بَعْضٍ وَّانْفَعْ بَعْضَنَا بِبَعْضٍ وَّاَدْخِلْنَا کُلَّنَا فِیْ رَحْمَتِکَ. آمین

اے اللہ ہمیں ایک دوسرے پر مسلط نہ فرما اور ہمیں ایک دوسرے سے نفع عطا فرما اور ہم سب کو اپنی رحمت میں داخل کر لے۔ آمین

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ: بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت، ۲۹ شوال، ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِیْ عَشَرَ ﴿۱۲﴾

زمین کے معدن اور بادشاہ

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ کیلئے نہ تیری ارادت صحیح ہے اور نہ ہی تو اس کا طالب ہے کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ارادت کا دعویٰ کرے اور اس کے غیر کو طلب کرے تو اس کا دعویٰ باطل ہے جو دنیا کے طالب ہیں وہ کثرت کے ساتھ ہیں اور آخرت کے طالبان کی قلت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے طالب اور ارادت رکھنے والے بہت قلیل ہیں اور ان کی تعداد بہت ہی کم ہے اور شاذ و نادر اور ایک آدھ ہی پایا جاتا ہے وہ کنبوں قبیلوں سے علیحدہ ہونے والے ہیں اور وہ زمین میں معدن اور بادشاہ ہیں۔ اور وہ شہر والوں کے کوتوال ہیں اور ان کی برکت کی وجہ سے مخلوق سے بلائیں دفع ہوتی ہیں اور مخلوق پر انہیں کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین سبزہ زار رہتی ہے۔ اور وہ اپنے ابتدائی حال میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف۔ اور ایک ویرانہ سے دوسرے ویرانہ کی طرف بھاگتے ہیں۔ اور جب وہ

مشہور ہو جاتے ہیں لوگ ان کو پہچان لیتے ہیں تو وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں اور ہر ایک کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک آتے ہیں۔ اور وہ دنیا کی کنجیاں اہل دنیا کے سپرد کر دیتے ہیں اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے گرد قلعے تعمیر کر دیئے جاتے ہیں اور نہریں ان کے دلوں کی طرف بہنے لگتی ہیں اور خدائی لشکر ان کے اردگرد پھیل جاتے ہیں اور ہر ایک کی جدا جدا حفاظت کی جاتی ہے اور سب کا اعزاز و اکرام کیا جاتا ہے نگہبانی کی جاتی ہے اور ان کو مخلوق پر حاکم بنا دیا جاتا ہے اور یہ تمام باتیں ان کی عقلوں سے باہر ہیں۔ پس اس وقت مخلوق پر توجہ کرنا ان کیلئے فرض ہو جاتا ہے اور یہ ان کیلئے طبیبوں کی طرح ہوتے ہیں اور مخلوق بیماروں کی طرح۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔ پس بتا کہ ان کی کون سی علامت تیرے اندر موجود ہے اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کے لطف اور قرب کی کیا نشانی ہے اور تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس درجہ اور کس مقام میں ہے تیرا کیا نام ہے اور ملکوت اعلیٰ میں تیرا کیا لقب ہے۔ اور ہر رات تیرا دروازہ کس حالت پر بند کیا جاتا ہے کیا تیرا کھانا پینا مباح ہے یا حلال۔ کیا تیری خواب گاہ دنیا ہے یا آخرت یا قرب خداوندی۔ اور تو کہاں رات بسر کرتا ہے۔ تنہائی میں تیرا انیس کون ہے اور خلوت میں تیرا جلیس کون ہے۔

اے کذاب، جھوٹے، تنہائی میں تیرا انیس، تیرا نفس شیطان اور ہواء نفسانی اور دنیا کے تفکرات ہیں۔ اور جلوت میں شیاطین لوگ جو کہ بدکردار اور بیہودہ بکواس کرنے والے تیرے دوست اور انیس ہیں۔ اور مرتبہ ولایت بکواس اور محض دعویٰ سے حاصل نہیں ہوتا اس میں تیری گفتگو کرنا محض ہوس ہے جس کا تجھے کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ کے حضور بے ادبی سے پرہیز کر اور گمنامی اور سکون کو لازم پکڑ۔ اور اگر اس بارے میں تیرا گفتگو کرنا ضروری ہو تو

اللہ تعالیٰ کے ذکر کر اور اہل اللہ کے ذکر سے برکت حاصل کر۔ کیونکہ تیرا دل تو معرفت سے خالی ہے تو صرف محض ظاہری دعویٰ کرتا ہے اور ہر ظاہر جس کی باطن موافقت نہ کرے وہ بالکل بکواس ہے اور کیا تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان نبوی:

مَاصَامَ مَنْ ضَلَّ يَاكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ

یعنی جو روزہ کی حالت میں لوگوں کی غیبت کرتا ہے وہ روزہ دار نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کردیا کہ صرف کھانا پینا اور افطار کرنے والی چیزوں کے چھوڑنے کا نام روزہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ گناہوں کا چھوڑنا بھی اضافہ کیا جائے تو روزہ ہوگا ﴿ورنہ نہیں﴾۔ اس لئے غیبت کرنے سے ہروقت بچتے رہو اور غیبت نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ اور جس شخص کی مقدر میں فلاح ہے وہ کبھی بھی غیبت کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو غیبت کرنے میں مشہور ہو جاتا ہے اس کی لوگوں میں عزت بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور شہوت کے ساتھ نگاہ کرنے سے بچو کیونکہ وہ تمہارے دلوں میں گناہ کا بیج بو دیتی ہے اور اس کا انجام دنیا اور آخرت میں بہت برا ہوتا ہے۔

اور تم جھوٹی قسم اٹھانے سے بھی بچو کیونکہ جھوٹی قسم آباد شہروں کو چٹیل میدان بنا کر چھوڑ دیتی ہے اور دین و دنیا کی برکت اس سے ختم ہو جاتی ہے۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنی تجارت کو جھوٹی قسم کھا کر رواج دیتا ہے اور اپنے دین کا نقصان کرتا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو جانتا کہ اصل نقصان یہی ہے۔ اور تو کہتا ہے کہ خدا کی قسم اس میرے مال جیسا مال اس شہر میں نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور کے پاس موجود ہے خدا کی قسم یہ اتنی قیمت کا ہے اور مجھے اتنے میں پڑا ہے حالانکہ تو ہر بات میں جھوٹ بول رہا ہے اور پھر اس پر جھوٹی گواہی دیتا ہے اور

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے کہ تو اس بارے میں سچ بات کہہ رہا ہے تو بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ تو اندھا اور اپاہج ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اللہ تعالیٰ کے حضور باادب رہو جو شخص شریعت کے آداب سے ادب نہیں سیکھتا اس کو قیامت کے دن جہنم کی آگ ادب سکھائے گی۔

سوال

کسی شخص نے مجلس میں حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس بیان کو سن کر آپ سے دریافت کیا کہ جس شخص میں یہ پانچ خصلتیں یا ان میں سے بعض ہوں کیا اس کے روزہ اور وضو کے باطل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔

جواب

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ روزہ اور وضو تو باطل نہ ہوگا لیکن یہ حکم بطریق نصیحت اور ڈرانے اور خوف دلانے کیلئے ہے۔

ہوسکتا ہے کل سطح زمین سے تو گم اور قبر میں موجود ہو

اے اللہ کے بندے! ہوسکتا ہے کہ کل کا دن ایسی حالت میں آئے کہ تو سطح زمین سے گم ہو اور قبر کے اندر موجود ہو۔ ہوسکتا ہے یہ تیری دوسری ساعت میں ہی ایسا ہو جائے۔ کل کا کیا بھروسہ ہے اور یہ غفلت کیوں اور کیسی ہے۔ اور تمہارے دل کس قدر سخت ہو گئے ہیں۔ تم پتھر ہو تم کون ہو میں تم سے کہہ رہا ہوں اور دوسرے بھی تم سے کہتے ہیں لیکن تم ایک ہی حالت پر قائم ہو۔ قرآن مجید تم پر پڑھا جاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنائی جاتی ہیں اور اگلے لوگوں کی سیرت سنائی جاتی ہے۔ افسوس کہ تم میں تغیر پیدا ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی تم بدلتے ہو۔ اور نہ ہی تم اللہ سے ڈرتے ہو۔ اور نہ ہی تمہارے عمل

بدلتے ہیں۔ اور ہر وہ شخص ایسی جگہ آئے جہاں جہاں مجلس اور وعظ ہو رہا ہے اور پھر نصیحت قبول نہ کرے پس وہ بہت برا شخص ہے جو کہ بہت اچھی جگہ پر آیا۔

اولیاء کو ذلیل سمجھنا معرفت کم ہونے کی وجہ ہے

اے اللہ کے بندے! تیرا اولیاء اللہ کو ذلیل سمجھنا معرفت خداوندی کے کم ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس لئے تو ان کے مرتبہ اور مقام کو نہیں سمجھتا۔ اور تو اعتراض کرتا ہے کہ لوگ ہمارے ساتھ مزے کیوں نہیں اڑاتے۔ ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے کیوں نہیں۔ تیرا کہنا صرف اس وجہ سے ہے کہ تو اپنے نفس سے خود ہی جاہل ہے جب تجھے اپنے نفس کی پہچان کم ہے تو لوگوں کے مرتبہ کو جاننے کی پہچان کم ہوگی اس لئے تو غافل ہے تجھے جس قدر دنیا اور اس کے انجام کی معرفت کم ہوگی اس قدر تو آخرت کے انجام سے جاہل رہے گا۔ اور تجھے جس قدر آخرت کے انجام کی معرفت کم ہوگی اس قدر تو اللہ کی ذات سے جاہل رہے گا۔

اے دنیا میں مشغول ہونے والے! عنقریب نقصان اور ندامت قیامت کے دن جو کہ نقصان اور رسوائی اور ندامت اور خسارے کا دن ہے کھل جائیں گے۔ اس لئے تو قیامت سے پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کر۔ اللہ کے حکم اور اس کا کرم جو تجھ پر ہے دھوکہ نہ کھا۔ تو گناہوں اور لغزشوں اور لوگوں پر ظلم کی وجہ سے بہت بری حالت پر قائم ہے۔ گناہ کفر کے قاصد ہیں جس طرح بیماری موت کا قاصد ہے۔ موت آنے سے پہلے اور ملک الموت کے روح قبض کرنے سے پہلے توبہ کر۔

اے جوانو! تم توبہ کرو کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بلا میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کرتا ہے تاکہ تم توبہ کرو مگر تمہیں سمجھ ہی نہیں آتی اور گناہوں پر اصرار کرتے ہو۔ اور اس زمانہ میں بجز خاص خاص لوگوں کے جو بھی شخص بلا میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی یہ آزمائش عذاب ہے نہ کہ نعمت۔ بلکہ یہ

گناہوں کی سزا ہے۔ نہ کہ درجات اور کرامات کی زیادتی۔

البتہ اولیاء اللہ جو بلا میں مبتلا ہوتے ہیں اور ان کی آزمائش اس لئے کی جاتی ہے تاکہ ان کے رب تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجات بلند ہوں۔ اور وہ اس کے ساتھ صبر کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو چاہتے ہیں۔ جب ان کی آزمائش پوری ہو جاتی ہے تو ان کی بادشاہت پوری ہو جاتی ہے اگر ان کی آزمائش نہیں ہوتی تو ان کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ہلاکت میں ہیں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ لَاھَلْکَ نَسْاَلُکَ الْقُرْبَ مِنْکَ وَالنَّظْرَ اِلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ فِی الدُّنْیَا بِقُلُوْبِنَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ بِاَعْیُنِنَا۔

اے اللہ ہم ہلاکت نہیں چاہتے ہم تیرا قرب اور تیرا دیدار دنیا اور آخرت میں دل کی آنکھوں سے کریں اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے تیرا دیدار کریں۔

محبت کی جڑ اور بنیاد بلا ہے

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی کشائش سے ناامید مت ہو کیونکہ کشائش قریب ہے ناامید مت ہو۔ صانع تو اللہ ہی کی ذات پاک ہے تو کیا جان سکتا ہے کہ شاید وہ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کردے گا۔ بلا سے نہ بھاگ۔ صبر کر کہ بلا صبر کے ساتھ ہر بہتری کی بنیاد اور جڑ ہے۔

نبوت و رسالت' ولایت و معرفت خداوندی اور صحبت کی جڑ بلا ہی ہے۔ جب تو بلا پر صبر نہ کرے گا تو تیری جڑ اور بنیاد ہی نہ ہوگی عمارت کیلئے بغیر بنیاد کے بقاء نہیں ہوتی۔ کیا تو نے کوئی ایسا گھر دیکھا ہے جو کوڑا گھر ٹیلہ پر قائم ہو اور اس کی بنیاد بھی نہ ہو۔ تو بلا اور آفتوں سے اس لئے بھاگتا ہے کہ تجھے ولایت و معرفت اور قرب خداوندی کی ضرورت ہی نہیں۔ صبر کر اور عمل کو ہمیشہ کرتا رہ تاکہ

تو اپنے دل اور سر اور روح سے قرب خداوندی کے دروازہ کی طرف چلنے لگے۔

عالم ولی اور ابدال انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جو کہ رہبر اور رہنما ہیں اور پیغام پہچانے والے ہیں۔ اور اولیاء اللہ ان کے آگے آگے منادی کرنے والے ہیں۔ مومن غیر اللہ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی وہ اس کے غیر سے توقع اور امیدیں وابستہ رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل اور باطن میں ایک خاص قوت عطا کر دی گئی ہے۔ مومن اور صادقین کے دل اللہ کے ساتھ کیسے قوی نہ ہوں وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچے ہوئے ہیں اور وہ ہمیشہ اس کے پاس رہتے ہیں صرف ان کا بدن زمین پر ہوتا ہے اس لئے کہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ۔　﴿سورۃ ص﴾

ترجمہ: اور بیشک شکست وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

﴿کنز الایمان﴾

اور وہ اپنے اہل اور اہل زمانہ سے برگزیدہ اور منتخب ہوتے ہیں۔ ان کے معنی متمیز اور الفاظ روشن ہوتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ مخلوق سے جدا رہتے ہیں۔ اور وہ مرغوب چیزوں سے بے رغبت ہوتے ہیں اور یہ آگے قدم رکھتے ہیں اور سبزہ ان کے پیچھے اگتا ہے ان کیلئے لوٹنے اور واپس ہونے کی کوئی حاجت نہیں رہتی تنہائی سے انس حاصل کرتے ہیں اور یہ ویرانوں' دریا کے کناروں' جنگلوں اور چٹیل میدانوں کو آبادیوں پر ترجیح دے کر وہیں رہنا اختیار کرتے ہیں۔ جنگل کی سبزیاں کھاتے ہیں' تالابوں سے پانی پیتے ہیں اور جنگلی جانوروں کی مثل ہو جاتے ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو قرب کی دولت سے نوازتا ہے اور وہ ان کو اپنا مونس بنا لیتا ہے۔ اور ان کے ظاہری اجسام کو انبیاء صدیقین شہداء کے اجسام کے ساتھ کھڑا کرتا ہے۔ اور ان کا باطنی تعلق

اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ دن رات خدمت خداوندی میں خلوت میں ٹھہرتے ہیں۔ مشتاقوں کی راحت اور انس چاہنے والوں کی خوشی اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہے۔

دل اور باطن کی صفائی

اے اللہ کے بندے! شیرینی کیلئے کڑواہٹ ہے۔ صلاح کیلئے فساد ہے اور صفائی کیلئے میلا پن ضروری ہے۔ اگر تو مکمل صفائی چاہتا ہے تو دل سے مخلوق سے علیحدہ ہو جا اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ سے ملا دے تو دنیا سے جدا ہو جا۔ اپنے اہل و عیال و اطفال کو چھوڑ کر ان کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ اور اپنے دل کو ہر ایک سے برہنہ کر کے جدا ہو جا۔ اور آخرت کے دروازہ کے قریب ہو جا۔ پھر اس کے اندر چلا جا۔ پس اگر تو وہاں اللہ تعالیٰ کو نہ پائے تو آخرت سے قرب کو طلب کرتا ہوا بھاگ کر باہر نکل آ۔ جب تو اللہ تعالیٰ کو پالے گا تو پوری صفائی تجھے اس کے پاس سے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے دوست کو غیر خدا سے کچھ سروکار ہی نہیں ہوتا وہ غیر کو لے کر کیا کرے گا۔ جنت راحت کے طالبوں اور تاجروں کا گھر ہے کہ جنہوں نے دنیا کو جنت کے بدلہ میں فروخت کردیا ہے اس لئے کہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَفِيْهَا مَاتَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

﴿سورۃ زخرف﴾

ترجمہ: اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ ﴿کنز الایمان﴾

تو یہاں دل کا ذکر نہیں فرمایا۔ باطن کا ذکر نہیں فرمایا۔ کہ جنت روزہ داروں کیلئے ہے جو کہ شہوات دنیا کو چھوڑنے والے ہیں اور اخروی لذتوں کے چاہنے والے ہیں جنہوں نے کھانے کے بدلے کھانا' باغ کے بدلہ باغ' گھر کے بدلہ گھر

کو بیچ دیا ہے۔ میں تم سے اعمال کا طالب ہوں نہ کہ گفتگو کا۔ عارف شخص جو کہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے' عمل کرتا ہے' اہرن کی طرح ہے جس پر ہر وقت چوٹ دی جاتی ہے اور لوہا گرم کر کے کوٹا جاتا ہے اور وہ کچھ بولتا بھی نہیں۔ اور وہ عارف تو زمین کی طرح ہے کہ جس پر آمد و رفت کی جاتی ہے اور تغیر و تبدل کیا جاتا ہے اور دیگر تمام تصرفات ہوتے ہیں اور زمین خاموش رہتی ہے۔

اہل اللہ خدا تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کو دیکھتے ہی نہیں نہ ہی کسی غیر کی بات سنتے ہیں۔ اور ان کے دل بے زبان ہیں۔ او وہ اپنی ذات اور غیر سے فانی ہیں او وہ ہمیشہ اس حالت پر رہتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کو ظاہر کر دیتا ہے اور ان کے دل کو زبان بنا دیتا ہے گویا کہ وہ دیوانے ہیں۔ اور بادشاہ ان کو شفقت و رحمت کے ہاتھ سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے لئے ہی بناتا ہے اور پیدا کرتا ہے نہ کہ غیر کیلئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے لئے خاص بنا لیتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو بنایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ﴿سورۃ طٰہٰ﴾

ترجمہ: میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا۔

اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی نہیں ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے۔

فرمان خداوندی:

لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿سورۃ الشوریٰ﴾

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

اس کی راحت بلا مشقت انس بلا وحشت بنا دیا ہے۔ نعمت بلا عذاب' فرحت بلا بغض' حلاوت بلا کرواہٹ اور سلطنت بلا زوال کے بنا دیا ہے۔ اور ہر جگہ اللہ

سچے کی ہی حکومت ہے جو اس حالت پر پہنچ گیا۔ اس نے جلد راحت اور آرام حاصل کرلیا۔ اور اس حالت پر جس پر تو ہے دنیا میں راحت نہیں حاصل کرسکتا کیونکہ دنیا تو آفتوں اور جھوٹ کا گھر ہے۔ تیرا اس سے نکلنا ضروری ہے۔ پس تو پہلے اپنے دل اور ہاتھ سے اس کو نکال دے اگر تو اس پر قادر نہ ہوتو دنیا کو اپنے ہاتھ میں رہنے دے اور دل سے نکال دے۔ پھر جب تیرے اندر قوت پیدا ہو جائے تو اس کو ہاتھ سے بھی نکال دے۔ فقراء اور مساکین جو اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں ان کو دے دے۔ اور باوجود اس کے جو تیرا مقسوم ہے وہ تجھ سے فوت نہ ہوگا' وہ ضرور آ کر رہے گا خواہ تو غنی ہے یا فقیر' زاہد ہے یا راغب۔ معرفت خداوندی کا دارومدار دل اور باطن کی صحت وصفائی پر ہے۔ اور دل اور باطن کی صفائی علم سیکھنے اور اس پر عمل کرنے سے ہے۔ اور عمل میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی سچی طلب اختیار کرنے میں ہے۔

ظاہری اور باطنی فقہ

اے اللہ کے بندے! کیا تو نے نہیں سنا کہ فقہ حاصل کر پھر اس کے بعد گوشہ نشین ہوجا۔ پہلے ظاہری فقہ حاصل کر پھر باطنی فقہ کی طرف متوجہ ہوجا۔ پہلے ظاہر فقہ پر عمل کر یہاں تک کہ یہ تجھ کو علم باطن کی طرف سے جس سے تو واقف نہیں ہے پہنچادے۔ یہ ظاہری علم ظاہر کی روشنی ہے۔ اور باطنی علم باطن کی روشنی ہے۔ تو یہ تیرے اور تیرے خالق مالک کے درمیان ایک نور ہے۔ اور وہ دروازہ جو تیرے اور رب تعالیٰ کے درمیان ہے اس کو وسیع کر۔ اور اس دروازے کے بازو بلند کر جو تجھے خاص بنا دے۔

دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھلائی دے۔ اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے

اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا غوث جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: بروز اتوار صبح کے وقت ۲ ذی قعدہ ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّالِثُ عَشَرَ ﴿۱۳﴾

آخرت کو دنیا پر مقدم کرنے والا نفع پائے گا

اے اللہ کے بندے! تو آخرت کو دنیا پر مقدم کر۔ تو دونوں میں نفع پائے گا۔ اور جب تو دنیا کو آخرت پر مقدم سمجھے گا تو تو دونوں میں نقصان اٹھائے گا اور یہ تیرے لئے عذاب ہوگا۔ اور جس کام کرنے کا تجھے حکم نہیں دیا گیا تو اس میں کیوں مشغول ہے۔ جب تو دنیا میں مشغول نہ ہوگا تو اس پر اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائے گا۔ اور اس کے حاصل کرنے کے وقت تجھے توفیق بخشے گا۔ اور جب تو اس میں سے کوئی چیز لے گا۔ تو اس میں وہ برکت عطا کرے گا۔ مومن شخص دنیا اور آخرت کیلئے عمل کرتا ہے۔ دنیا کیلئے اس کا عمل صرف ضرورت کے مطابق ہوتا ہے اور وہ اتنی مقدار پر قناعت کرتا ہے جتنا کہ سوار کو توشہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ دنیا سے زیادہ حاصل نہیں کرتا۔

اور جاہل کا مقصود تو دنیا ہی دنیا ہوتی ہے اور عارف کا مقصود صرف آخرت ہوتی ہے اور آخرت کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات۔ جب تیرے سامنے دنیا سے ایک روٹی آ جائے اور تیرا نفس تیرے ساتھ جھگڑا کرے اور خواہشات کا طالب بنے تو پس تو اس وقت اس شخص کی طرف دیکھ کہ جس کو ایک روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی میسر نہیں۔ اس لئے جب تک تو اپنے نفس سے دشمنی اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اس سے عداوت نہیں رکھے گا۔ تو تجھے فلاح حاصل نہیں ہوگی۔

صدیقین آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے ہر

دوسرے سے قبولیت اور سچائی کی خوشبو سونگھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے صدیقین اور صالحین بندوں سے منہ موڑنے والے۔ مخلوق کی طرف متوجہ ہونے والے۔ اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے والے تیری توجہ ان کی طرف کب تک رہے گی اور وہ تجھے کیا فائدہ دے سکتے ہیں۔ نفع اور نقصان ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ عطا اور منع ان کے ہاتھ میں ہے۔ نفع اور نقصان کے متعلق ان میں اور جمادات میں کوئی فرق نہیں۔ بادشاہ حقیقی ایک ہی ہے نفع اور نقصان پہچانے والا ایک ہی ہے۔ حرکت وسکون دینے والا ایک ہی ہے۔ عطا کرنے والا اور منع کرنے والا ایک ہی ہے۔ پیدا کرنے والا ایک ہی ہے۔ رزق دینے والا ایک ہی ہے جس کا نام اللہ عزوجل ہے۔ وہی قدیم ہے، وہی ازلی ہے، وہی ابدی ہے، وہی مخلوق سے پہلے ہے، وہی تمہارے والدین سے پہلے ہے، وہی تمہارے دولت مندوں سے پہلے تھا، وہی آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی مثل کوئی نہیں، وہی سننے والا ہے، وہی دیکھنے والا ہے۔

تم پر افسوس ہے اے اللہ کی مخلوق۔ تم اپنے خالق و مالک کو نہیں پہچانتے جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق تھا۔ اگر قیامت کے دن مجھے اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیار عطا فرمایا تو میں اول سے لے کر آخر تک تمہارے بوجھ کو اٹھا لوں گا۔ اے قرآن پڑھنے والے زمین و آسمان والوں کو چھوڑ کر تنہا میرے سامنے قرآن کی تلاوت کر۔ میں قرآن کو خوب سمجھتا ہوں۔ اور جو کوئی علم شریعت پر عمل کرتا ہے تو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دروازہ کھل جاتا جس کے ذریعہ سے اس کا دل بارگاہ خداوندی میں داخل ہو جاتا ہے۔

اے عالم! تو قیل وقال اور مال و دولت جمع کرنے میں مشغول ہے تو اپنے عمل پر عمل کرنے سے غافل ہو چکا ہے۔ پس ایسے حال میں تو تیرے پاس علم کی

صورت ہی آئے گی کہ معنی اور حقیقت۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو علم عطا فرماتا ہے اس کو عالم بناتا ہے۔ اس کے بعد عمل اور اخلاص کا الہام فرماتا ہے اور اسے اپنے نزدیک کرتا ہے اسنے اپنا قرب عطا فرماتا ہے۔ اس کو معرفت عطا فرماتا ہے اس کو علم قلوب اور اسرار کی تعلیم نصیب فرما دیتا ہے۔ اور اپنے لئے اس کو منتخب کرتا ہے اور اس کو برگزیدہ بناتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے پیغمبر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتخب اور برگزیدہ بنایا تھا اور ان سے فرمایا تھا۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَاصۡطَنَعۡتُکَ لِنَفۡسِیۡ ﴿سورۃ طہٰ﴾

ترجمہ: میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا۔

نہ کہ دوسروں کیلئے' نہ شہوتوں کیلئے' نہ لذتوں اور نہ خرافات کیلئے' نہ زمین و آسمان کیلئے' نہ جنت و جہنم کیلئے' نہ حکومت کیلئے' نہ ہلاکت کیلئے۔ اور نہ ہی کوئی چیز مجھ سے مقید کرسکتی ہے۔ اور نہ ہی شغل تمہیں مجھ سے مشغول رکھ سکتا ہے اور نہ کوئی صورت تم کو قید کرسکتی ہے اور نہ ہی کوئی مخلوق مجھ سے تم کو حجاب میں ڈال سکتی ہے اور نہ کوئی خواہش تم کو مجھ سے غائب اور نہ غنی کرسکتی ہے۔

گناہ کے کپڑوں کی نجاست توبہ کے پانی سے دھو

اے اللہ کے بندے! تو کسی گناہ کے سبب جس کا مرتکب ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بلکہ اپنے گناہوں کے کپڑوں کی نجاست کو توبہ اور اس میں اخلاص اور اس پر قائم رہنے کے پانی سے دھو ڈال۔ اور اس کو معرفت کی خوشبو سے پاک اور معطر کر۔ اور جس منزل پر تو ہے اس سے ڈر۔ اس حالت میں جس طرف بھی متوجہ ہوگا پس درندے تیرے اردگرد ہوں گے تجھ پر حملہ کریں گے' تجھے تکلیف پہنچائیں گے۔ اس سے تو اپنا رخ پھیر لے۔ اور تو اللہ تعالیٰ کی

طرف دل سے رجوع کر۔ تو اپنی طبیعت اور شہوت اور اپنی خواہش سے نہ کھا مگر دو عادل گواہ بنا کر۔ اور وہ دونوں گواہ تیرا دل اور اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں۔ کہ جب کتاب و سنت اور تیرا دل یہ تینوں اجازت دے دیں تو چوتھے کی اجازت کا انتظار کر۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

تو رات کے وقت لکڑیاں جمع کرنے والی کی طرح نہ بن۔ وہ لکڑیاں جمع کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ میں کیا آتا ہے کہ خالق یا مخلوق۔ یہ ایسی چیز ہے جو گوشہ نشینی' آرزو اور تکلف اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو سینہ کے اندر قرار پاتی ہے اور عمل اس کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن کون سا عمل' وہ عمل جس سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو۔

دل سے اللہ کو ایک جاننا

اے اللہ کے بندے! عافیت و آرام اسی میں ہے کہ عافیت کی طلب چھوٹ جائے اور تونگری یہی ہے کہ تونگر بننے کی خواہش ترک ہو جائے۔ اور دوا یہی ہے کہ دوا کی طلب جاتی رہے۔ اور کامل دوا تو اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے سے ہے۔ اور اسباب سے قطع تعلق اور دوست و احباب سے جدائی میں ہے جو کہ دل سے ہو۔ اور کامل دوا تو دل سے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے میں ہے۔ نہ کہ محض زبان کے اقرار کرنے سے۔ توحید اور زہد جسم اور زبان پر نہیں ہوتے توحید تو دل میں ہوتی ہے اور زہد بھی دل ہوتا ہے۔ تقویٰ اور معرفت بھی دل میں ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم بھی دل میں ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی دل میں ہوتی ہے۔ اور قرب خداوندی بھی دل میں۔ اس لئے تو سمجھ دار بن' ہوس نہ کر' نہ تصنع کر نہ بناوٹ۔ اور نہ تکلف کر۔ تو تو ہوس و تصنع و تکلیف اور جھوٹ اور مکاری اور نفاق میں پڑا ہوا ہے۔ اور تیرا مقصود تو محض تمام مخلوق کو اپنی طرف کھینچنا ہے۔

کیا تو نہیں جانتا کہ جب تو دل سے مخلوق کی طرف ایک قدم بھی بڑھے گا تو اللہ تعالیٰ سے دور ہ جائے گا۔ اور تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں طالب حق ہوں حالانکہ تو اپنے جیسی مخلوق کا طلب گار ہے کہ تیرا قصہ ویسا ہی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا ارادہ مکۃ المکرّمہ جانے کا ہے اور خراسان کی طرف متوجہ ہو کر چلا پس مکۃ المکرّمہ سے دور ہوگیا۔ تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ تیرا دل مخلوق سے علیحدہ ہے حالانکہ تو انہیں سے ڈر رہا ہے اور ان سے اپنی امیدیں وابستہ رکھتا ہے۔ تیرا ظاہر زہد ہے۔ مگر تیرا باطن رغبت الی الخلق ہے۔ تیرا ظاہر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور تیرا باطن مخلوق کے ساتھ ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے جو کہ زبان کی تیزی اور گفتگو سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ ایسی حالت ہے کہ جس میں نہ مخلوق ہے اور نہ دنیا و آخرت اور نہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی چیز۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔ قبول نہیں کرتا مگر واحد کو۔ وہ ایسا واحد ہے جو کہ شریک کو قبول نہیں کرتا۔ وہی تیرے ہر امر کی تدبیر فرماتا ہے جو تجھ سے کہا جاتا ہے اس کو قبول کر۔ مخلوق تو عاجز و بے بس ہے وہ تجھے کوئی نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے ہاتھوں پر نفع اور نقصان جاری فرما دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فعل تیرے اور ان کے اندر تصرف کرتا ہے۔ اور جو اشیاء تیرے نفع اور نقصان والی ہیں ان پر علم الٰہی کا قلم جاری ہو چکا ہے۔ اور جو لوگ موحد اور صالح ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق پر حجت ہیں۔ اور بعض ان میں ایسے بھی ہیں جو محض دنیا سے بحیثیت ظاہر و باطن سے ہر طرح الگ ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو محض باطنی حیثیت سے دنیا سے علیحدہ ہیں۔ اور وہ ظاہر میں دولت مند اور مال دار ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے باطن پر ذرا سا بھی دنیا کا اثر نہیں دیکھتا یہی پاک و صاف دل ہیں۔ جو شخص اس پر قادر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بادشاہت عطا فرما دیتا ہے اور وہی بہادر اور پہلوان

ہوتے ہیں۔ بہادر وہی ہے جس نے اپنے دل کو ماسوا اللہ تعالیٰ کے پاک بنایا اور اس کے دروازے پر توحید اور شریعت کی تلوار لے کر کھڑا ہوگیا۔ اور مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے قلب میں مقلب القلوب ہی جلوہ فرما ہے۔ شریعت اس کے ظاہر کو تہذیب سکھاتی ہے اور توحید و معرفت اس کے باطن کو تہذیب سکھاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم مالک ظاہر و باطن پر اسرار ظاہر کر دیتا ہے۔ اے شخص! اس بات سے کچھ حاصل نہیں کہ انہوں نے یوں کہا۔ اور ہم نے یوں کیا کوئی فائدہ نہیں۔ قال و اقوال کو چھوڑ دے اور تو کہتا ہے کہ یہ فعل حرام ہے حالانکہ تو خود فعل حرام کا مرتکب ہے۔ تو کہتا ہے کہ یہ حلال ہے حالانکہ تو خود اس حلال پر عامل نہیں اور نہ اس کو کرتا ہے اس لئے تو سرتاپا ہوس ہی ہوس ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

وَیْل" لِّلْجَاهِلِ مَرَّةً وَّلِلْعَالِمِ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

یعنی جاہل کیلئے ایک تباہی ہے کہ اس نے کیوں نہ سیکھا اور عالم کیلئے سات تباہیاں ہیں کہ اس نے سیکھا۔

جاہل کیلئے تو ایک یہی ہے کہ عالم کیوں نہ بنا۔ اور عالم کیلئے سات بار اس لئے کہ اس نے علم سیکھا اور اس پر عمل نہ کیا اس لئے اس کے علم کی برکت اٹھ گئی اور حجت باقی رہ گئی۔

اس لئے پہلے علم پڑھ پھر اس پر عمل کر۔ مخلوق سے جدا ہو جا اور محبت خداوندی میں مشغول ہو جا۔ پس جب تیری تنہائی اور محبت درست ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنا قرب عطا فرما دے گا' تجھے مقرب بنا لے گا' تجھے اپنے نزدیک کرے گا اور تجھے اپنی ذات میں فنا کر دے گا۔ اس کے بعد اگر چاہے گا تو تیری شہرت فرما کر تجھے مخلوق کیلئے ظاہر فرما دے گا اور مقسوم پورا کرنے کی طرف تجھے

لوٹا دے گا۔ اور تیرے متعلق اپنے علم اور تقدیر سابق کی ہوا کو حکم دے گا پس وہ تیرے خلوت خانہ کی دیواروں پر چلے گی اور ان کو شکستہ کر دے گی اور تیرا حال مخلوق پر کھول دے گی۔ پس تو ایسی حالت میں گم نامی اور شہرت کے درمیان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا اور تو اپنے مقسوم کو بغیر نفس اور طبیعت و ہوا کے حاصل کرے گا۔ اور وہ تجھے تیرے مقسوم کی طرف اس لئے لوٹاتا ہے تاکہ وہ قانون علم جو تیرے متعلق لکھا جا چکا ہے غلط نہ ہو جائے۔ تو اپنا مقسوم اللہ تعالیٰ کی معیت میں حاصل کرے گا اور تیرا دل اس کے ساتھ ہوگا۔ سنو' پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

اے اللہ سے جاہل' اے اولیاء اللہ سے جاہل' اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء پر طعنہ کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ برحق ہے اور اے مخلوق تم باطل ہو۔ حق قلوب و اسرار و معانی میں ہے۔ اور باطل نفس اور خواہشوں اور طبیعتوں اور عادتوں اور دنیا ماسوا اللہ تعالیٰ میں ہے۔ اور یہ دل فلاح نہیں پا سکتے جب تک کہ وہ اللہ کے قرب سے جو کہ قدیم ازلی' دائم اور ابدی ہے۔

اے منافق! تو مزاحمت نہ کر۔ تیرے پاس اس سے بہتر نہیں ہے تو تو روٹی اور سالن اور شیرینی اور کپڑوں۔ اور گھوڑے کا بندہ ہے۔ اپنی اقتدار کا بندہ ہے۔ سچا دل مخلوق کو چھوڑ کر خالق کی طرف سفر کرتا ہے اور راستہ میں بہت سی چیزیں دیکھتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہوا گزر جاتا ہے۔

علماء عاملین اپنے علم کی وجہ سے اگلے عالموں کے نائب اور انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور بقیۃ السلف اور ان کے جانشین اور لوگوں کو شریعت کے شہر میں عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس کی ویرانی سے ان کو منع کرتے ہیں۔ اور وہ قیامت کے دن انبیاء کرام کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوں گے۔ پس انبیاء کرام علیہم السلام علماء کرام کو اللہ تعالیٰ سے ان کا پورا پورا اجر دلوائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا اس کو گدھے کی مثل کہا ہے۔

جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارً ﴿سورۃ الجمعہ﴾

ترجمہ: گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے۔ ﴿کنزالایمان﴾

علماء بےعمل کو کتب علمیہ سے سوائے مشقت اور غم کے کیا حاصل ہوتا ہے ان کے ہاتھ میں کیا آتا ہے جس کے پاس علم زیادہ ہو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے اور زیادہ اطاعت کرے۔

اے علم کے مدعی! تیرا خوف خداوندی سے آنسو بہانا کہاں ہے۔ تیرا خوف و عذر کہاں ہے۔ تیرا گناہوں پر نادم ہونا کہاں ہے۔ تیرا اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دن رات کو ملانا کہاں ہے۔ تو دن رات کب عبادت کرتا ہے' تیرا اپنے نفس کو ادب سکھانا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اس سے جہاد کرنا اور اس سے عداوت رکھنا کہاں ہے۔ تیری ساری ہمت' کرتہ' عمامہ' کھانے پینے' نکاح' مکانات' دکانوں' مخلوق کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور انہیں سے انس کرنا ہے۔ اس لئے تو اپنی ہمت کو ان تمام چیزوں سے علیحدہ کردے۔ پھر اگر ان میں سے کوئی چیز تیرے مقدر میں ہوگی تو وہ اپنے وقت پر تیرے پاس خود آجائے گی۔ تیرا دل انتظار کی تکلیف اور حرص کی گرانی سے آرام اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہے گا۔ پھر ایسی چیزیں جس سے فراغت ہوچکی ہے مشقت اٹھانے سے تجھے کیا حاصل ہوگا۔

فاسد خلوت

اے اللہ کے بندے! تیری خلوت فاسد ہے' صحیح نہیں ہوئی' نجس ہے' پاک نہیں ہوئی' تیرا دل ایسا ہے کہ جس میں توحید اور اخلاص صحیح نہ ہوا۔ اے ایسے سونے والو جن سے غفلت نہ کی جائے۔ اے ایسے اعراض کرنے والو کہ جن سے اعراض نہ کیا جائے۔ اے ایسے بھول جانے والو جو نہ بھلائے جاؤ گے۔ اے وہ چھوڑنے والو جو نہ چھوڑے جاؤ گے۔ اے اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم اور اگلوں پچھلوں سے جاہلو۔ تم تو پرانی کٹی ہوئی لکڑی کی طرح ہو جو کچھ فائدہ نہیں کرتی۔ اس لئے سوچ غور وفکر کرو اور مستعد ہو جاؤ۔

دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿سیدنا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ: بروز منگل ۴ ذی قعدہ ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں شام کے وقت ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الرَّابِعُ عَشَرَ ﴿۱۴﴾

علماء اور صلحاء کی توہین کرنے والا منافق ہے

اے منافق! اللہ تعالیٰ تجھے پاک کردے کیا تیرے لئے تیرا نفاق کافی نہیں کہ علماء اور صلحاء کی غیبت کر کے ان کا گوشت کھاتا ہے۔ اور عنقریب تیرے اور تیرے جیسے تیرے منافق بھائی کی زبانوں اور گوشت کو کیڑے کھا جائیں گے۔ تم سب کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کردیں گے اور زمین تمہیں بھینچ اور پیس ڈالے گی چور چور کر ڈالے گی۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے ساتھ اچھا گمان نہیں رکھتے اور ان کیلئے متواضع نہیں ہوتے تو ان کو فلاح ونجات حاصل نہیں ہوسکتی۔ تو ان کے سامنے تواضع کیوں نہیں کرتا حالانکہ وہ سردار اور امیر ہیں۔ ان کے آگے تیری کیا حیثیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حل وعقد انتظام عالم سپرد کردیا ہے۔ انہیں کی برکت سے آسمان سے بارش ہوتی ہے اور زمین سبزہ اگاتی ہے۔ تمام مخلوق ان کی رعایا ہے ان میں ہر شخص پہاڑ کی طرح ہے جس کو آفات ومصائب

کی آندھیاں ہلا نہیں سکتی اور نہ جنبش دے سکتی ہیں۔ وہ مقام توحید اور رضائے خداوندی سے قطعاً نہیں ہلتے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور وہ اپنے اور دوسروں کیلئے اپنے مولیٰ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے طلبگار بنے ہوئے ہیں۔تم اللہ تعالیٰ سے توبہ اور معذرت طلب کرو ان گناہوں کو جو تمہارے اور اس کے درمیان ہیں۔ ان کا اقرار کرو اور اس کے سامنے عاجزی کرو۔ تمہارے سامنے کیا چیز ہے۔ اگر تم اس کو پہچان لیتے تو موجودہ حالت پر نہ رہتے' دوسری حالت پر آ جاتے۔تم اللہ تعالیٰ کے سامنے باادب بنو جس طرح تمہارے اسلاف باادب تھے۔تم ان کے مقابلہ میں ہیجڑے اور عورتیں ہو۔تمہاری بہادری انہیں باتوں میں ہے جن کا تمہیں تمہارے نفس تمہارے خواہش اور تمہاری طبیعتیں حکم دیتی ہیں۔ دین کی بہادری اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں ہے۔تم علماء اور حکماء کے کلام کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ ان کا کلام دوا ہے۔ ان کے کلمات وحی خداوندی کا نتیجہ اور خلاصہ ہیں۔

تمہارے درمیان صورتاً کوئی نبی موجود نہیں ہے تا کہ تم اس کی اتباع کرو۔

پس جب تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کا اتباع کرو گے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اتباع کرنے والے اور اتباع میں ثابت قدم تھے تو گویا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔ جب تم ان کی زیات کرو گے تو گویا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔تم پرہیز گار متقی علماء کام کی صحبت اختیار کو کیونکہ ان کی صحبت اختیار کرنے میں تمہارے لئے برکت ہے۔

اور جو علماء علم پر عمل نہیں کرتے ان کی صحبت بالکل اختیار نہ کرو کیونکہ ان کی صحبت میں تمہارے لئے بدبختی اور نحوست ہے۔

جب تو اس شخص کی صحبت اختیار کرے گا جو تقویٰ اور علم میں تجھ سے بڑھ کر

ہے تو یہ صحبت تیرے لئے باعث برکت ہوگی۔

جب تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرے گا جو عمر میں تجھ سے بڑا ہے لیکن اس میں تقویٰ اور علم نہیں ہے تو تیرے لئے اس شخص کی صحبت اختیار کرنا بدبختی کا سبب ہوگا۔

تو جو کچھ بھی عمل کر اللہ تعالیٰ کیلئے کر نہ کہ اس کے غیر کیلئے۔ جو کچھ ترک کرنا ہے اس کیلئے ترک کر نہ کہ غیراللہ کیلئے۔ غیر اللہ کیلئے کوئی عمل کرنا کفر ہے اور کسی چیز کو غیراللہ کیلئے ترک ریاکاری ہے۔ جو شخص اس کو نہ پہچانے اور غیراللہ کیلئے عمل کرے پس وہ ہوس میں مبتلا ہے اور بہت جلد موت آنے والی ہے جو تیری ہوس کا قلع قمع کردے گی۔

تجھ پر افسوس ہے، تو دل کے ساتھ اپنے پروردگار سے تعلق کو قائم کرلے اور غیراللہ سے ہر طرح کا تعلق قطع کرلے کیونکہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

صِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ تَسْعَدُوْا۔

یعنی جو تعلق تمہارے اور رب تعالیٰ کے درمیان ہے اُسے جوڑو سعادت پاؤ گے۔

اور وہ معاملہ صاف کرو جو تمہارے اور رب تعالیٰ کے درمیان ہے صالحین کے دل کی نگہداشت سے اختیار کرو۔

فقراء قیامت کے دن رحمٰن کے ہم نشین ہونگے

اے اللہ کے بندے! اگر تو غنی اور فقیر کے درمیان دونوں کے اپنے پاس آتے وقت کوئی جدائی پائے تو ہرگز تو فلاح نہیں پاسکتا۔ تو دونوں سے برابری کے ساتھ مل۔ اکرام فقراء کا صبر ہے تو ان سے برکت حاصل کر۔ ان کی ملاقات کو متبرک سمجھ۔ اور ان کے ساتھ بیٹھنا سعادت جان کیونکہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اَلْفُقَرَاءُ الصُّبَّرُ جُلَسَاءُ الرَّحْمٰنِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

یعنی صبر کرنے والے فقراء قیامت کے دن رحمٰن کے ہم نشین ہوں گے۔

آج اس کے ہم نشین قلوب کے اعتبار سے ہیں اور کل اپنے اجسام کے اعتبار سے اس کے ہم نشین ہوں گے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور دنیا کی زیب و زینت سے منہ پھیرا۔ اور اپنے فقر کو تونگری پر ترجیح دی اور اس پر صابر رہے۔ پس جب ان کی یہ حالت کامل ہوگئی آخرت نے ان کو پیغام دیا اور اپنا نفس ان پر پیش کیا اور اس وقت یہ آخرت سے جا ملے۔ اور آخرت ان کو حاصل ہوگئی اور انہوں نے معلوم کرلیا کہ وہ بھی غیر اللہ ہے تو انہوں نے آخرت سے بھی واپسی کرلی۔ اور اپنے دل کی پیٹھ اس کی طرف سے پھیرلی۔ اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے آخرت سے بھاگے۔ اور یہ غیر اللہ کے ساتھ کس طرح ٹھہر سکتے ہیں۔ اور حادث چیزوں کے ساتھ کس طرح ٹھہر سکتے ہیں اور ان سے کیسے مانوس ہو سکتے ہیں۔ پس تمام اعمال اور حسنات اور طاعتوں کو آخرت کے سپرد کرکے سچائی کے پروں سے اڑ کر مولیٰ تعالیٰ کی طلب میں آ گئے۔ آخرت کے پاس پنجرا چھوڑ دیا اور یہ اپنے وجود کے پنجرے سے نکل کر اپنے پیدا کرنے والے پروردگار کی طرف پرواز کر آئے اور رفیق اعلیٰ کے طلب گار ہوئے۔ اول، آخر، ظاہر، باطن کو طلب کیا۔ اور اس کے قرب کے برج تک جا پہنچے اور ان لوگوں سے ہو گئے جن کے بارے میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ　﴿سورۃ ص﴾

ترجمہ: اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

﴿کنز الایمان﴾

ان کے دل ہمارے پاس ہے۔ ان کی ہمتیں ہمارے پاس ہیں۔ ان اندرون بھی ہمارے پاس ہیں۔ ان کی عقلیں بھی ہمارے پاس ہیں۔ اور ان کی دنیا اور آخرت بھی ہمارے پاس ہیں۔

جب اہل اللہ کو یہ مرتبہ اور مقام حاصل ہو جاتا ہے تو ان کے نزدیک نہ دنیا رہتی ہے اور نہ ہی آخرت رہتی ہے۔ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے اندر موجود ہے ان کے دل اور باطن کے نزدیک لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غیر کی ذات سے فنا کر کے اپنی ذات میں موجود کر دیتا ہے اور ان کو فنا سے بقا کا مرتبہ اور مقام حاصل ہو جاتا ہے اور پھر اگر ان کیلئے دنیا میں کوئی حصہ مقدر ہوتا ہے تو ان کو اپنا مقدر اور حصہ لینے کیلئے اللہ تعالیٰ آدمیت اور بشریت کی طرف لوٹا دیتا ہے تا کہ علم اور قضاء و قدر میں تغیر نہ آئے۔ تو وہ بشر بن کر اپنا مقسوم لیتے وقت اللہ تعالیٰ کے علم اور قضاء و قدر کے ساتھ حسن ادب کو ملحوظ رکھتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملتا ہے اس کو زہد و ترک کے قدم پر چل کر لیتے ہیں۔ نفس اور خواہش کے ارادہ سے نہیں لیتے اور تمام حالتوں میں حکم شریعت ان کے نزدیک محفوظ رہتا ہے۔ وہ دنیا کے متعلق مخلوق سے بخل نہیں کرتے۔ اور اگر ان کو قدرت مل جائے تو تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنادیں۔ اور ان کے دلوں میں مخلوقات اور حادث چیزوں میں سے کسی چیز کی ذرہ برابر بھی قدر و قیمت نہیں رہتی۔ جب تک تو دنیا کے ساتھ رہے گا آخرت کے ساتھ تجھے اتصال نصیب نہیں ہوگا۔ اور جب تک تو آخرت کے ساتھ رہے گا تو اللہ تعالیٰ کا تجھے وصل نصیب نہیں ہوگا۔ تو صاحب عمل بن۔ ہوشیار اور عقلمند بن۔ جاہل نہ بن۔ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کی وجہ سے گمراہ کر دیا۔

منجملہ اللہ تعالیٰ کی مواصلت کے یہ ہیں کہ تو اپنے قدر مال سے فقراء کی بھی دست گیری کر۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ صدقہ دینا اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرنا ہے جو

غنی اور کریم ہے۔ اور کیا جو غنی اور کریم سے معاملہ کرے گا وہ بھلا خسارے میں رہے گا ہرگز ہرگز نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ذرہ خرچ کرے گا وہ تجھے پہاڑ عطا فرمائے گا۔ تو اس کی راہ میں ایک قطرہ خرچ کرے گا۔ وہ تجھے دریا بخش دے گا وہ تجھے دنیا اور آخرت میں تیرا پورا اجر اور بدلہ اور ثواب عطا کر کے سرفراز فرمائے گا۔

اللہ کے دین کے مددگار بنو

اے مسلمانو! جب تم اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرو گے تو تمہاری کھیتیاں بڑھیں گی اور تمہاری نہریں بہہ پڑیں گی اور تمہارے درخت ہرے بھرے ہوں گے۔ ان کے پتے آئیں گے ان کی شاخیں نکلیں گی اور پھل و پھول بھی پیدا ہو گئے۔ تم نیک کام کرنے کا حکم دو اور برے کاموں سے منع کرو۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بنو۔ اس کے دشمنوں سے عداوت رکھو۔ رنج و راحت' سختی اور نرمی میں ہمیشہ قائم رہتی ہے اس لئے تم اپنی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ سے طلب کیا کرو نہ کہ اس کی مخلوق سے۔ اگر مخلوق سے مانگے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو تم اپنے دلوں سے اللہ تعالیٰ پر داخل ہو جاؤ۔ دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرو۔ پس وہ تم کو جہتوں میں سے کسی خاص جہت سے مانگنے کا الہام فرما دے گا۔ پھر اگر تمہیں کچھ عطا کر دیا جائے یا نہ دیا جائے تو دونوں امر خدا ہی کی طرف سے ہونگے نہ کہ مخلوق کی طرف سے۔

اہل اللہ نے اپنے دلوں سے روزی کی فکر کو نکال دیا تھا اور انہوں نے جان لیا تھا کہ رزق تو اوقات معینہ پر ملنے کیلئے مقدر ہو چکا ہے اور وہ ضرور ملے گا اس لئے انہوں نے رزق کی طلب کو چھوڑ دیا تھا اور اپنے خالق و مالک کے دروازہ پر اپنا وطن بنا لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل' اس کے قرب اور اس کے علم کی وجہ سے ہر شے سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ پس جب ان کو یہ مرتبہ اور مقام مل گیا وہ مخلوقات

کے قبلہ بن گئے اور مخلوق کو بادشاہ کے دربار میں داخل کرنے کیلئے خطیب بن گئے۔ اور اپنے دل کے ہاتھوں سے پکڑ پکڑ کر اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے رہے۔ اور ان کیلئے قبولیت اور رضائے الٰہی کی خلعتوں کو دلانے کیلئے محنت اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے رہے۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

عِبادُاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِیْنَ تَحَقَّقَتْ عَبُوْدِیَّتُهُمْ لَه' لاَ یَطْلِبُوْنَ مِنْهُ دُنْیَا وَلاَاٰخِرَةً وَاِنَّمَا یَطْلِبُوْنَ مِنْهُ هُوَ لاَغَیْرَه'۔

یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے بندے جن کی بندگی اللہ کیلئے متحقق ہو چکی ہے نہ اللہ سے دنیا طلب کرتے ہیں اور نہ ہی آخرت۔ پس اس سے اس کو چاہتے ہیں نہ کہ غیر کو۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اهْدِ جَمِیْعَ الْخَلْقِ اِلٰی بَابِکَ هٰذَا اَبَدًا سُوَالِیْ وَالْاَمْرُ اَلَیْکَ۔

اے اللہ تمام مخلوق کو اپنے دروازہ کا راستہ دکھلا اور ہمیشہ میرا یہی سوال ہے اور اختیار تجھے ہے۔

یہ دعا عام ہے جس پر مجھے ثواب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جب دل کی حالت درست ہو جاتی ہے تو وہ مخلوق پر رحمت و شفقت سے لبریز ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ یَّفْعَلُ الْخَیْرَ کَثِیْرَ'' اَوِیَتْرُکَ الذُّنُوْبَ اِلَّاالصِّدِ یْقُوْنَ۔

یعنی مومن وہ ہے جو اکثر نیک کام کرتے ہیں کیونکہ تمام گناہوں کو صدیقین ہی چھوڑ سکتے ہیں۔

صدیق وہ ہے جو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے پھر اس کے بعد اپنے تقویٰ کو دقیق بناتا ہے۔ خواہشات کو ترک کر دیتا ہے۔ اور پھر اس مباح کو بھی جو تمام مخلوق میں مشترکہ ہے چھوڑ دیتا ہے اور مطلق حلال کی تلاش کرتا ہے۔ صدیق اپنے دن رات کے بڑے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ اور مخلوق کے منافع سے ناواقف ہوتا ہے۔

پس ضرور ہے کہ اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خرق عادت امر ظاہر ہو اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا کیا جاتا ہے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اور اس کو لینے کا حکم دیا جاتا ہے اور اس کیلئے تمام چیزیں خالص اور صاف ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کہ وہ بہت عرصہ تک اس سے محروم رکھا گیا اور اس کی تمام حاجتیں اس کے سینہ میں چور چور کر دی گئی ہیں اور وہ اپنی اغراض کی شکستگی اور اپنی تمام حالتوں کی ناکامی پر صبر کرتا رہا ہے۔ اور وہ اللہ سے دعا کرتا تھا لیکن اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی تھی۔ اللہ سے سوال کرتا تھا لیکن منظور نہیں کیا جاتا تھا۔ گلہ شکوہ کرتا تھا لیکن شکایت بڑھتی جاتی تھی۔ کشائش طلب کرتا تھا لیکن اس کو نہ پاتا تھا۔ بچنا چاہتا تھا لیکن راستہ نہ پاتا تھا۔ موحد اور مخلص بن کر عمل کرتا تھا لیکن جس کیلئے عمل کرتا تھا اس کا قرب نظر نہ آتا تھا گویا کہ وہ نہ مومن ہے اور نہ موحد۔ اور باوجود ان بے التفاتیوں کے ہمیشہ مدارت کرنے والا اور صابر بنا رہا ہے۔ اور ان اشیاء کی خاطر داریاں کرتا رہا اور جانتا رہا کہ اس کا یہ صبر اس کے دل کی دوا ہے۔ اور اس کے باطن کی صفائی اور قرب خداوندی کا سبب ہے کہ اس امتحان کے بعد اچھائی اور خیر ضرور ملے گی۔ علاوہ ازیں یہ بھی سمجھتا رہا کہ یہ آزمائش اس کیلئے ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ مومن کون ہے اور منافق کون ہے، موحد کون ہے اور مشرک کون ہے، مخلص کون ہے اور ریاکار کون ہے، بہادر کون ہے اور بزدل کون ہے، ثابت کون ہے اور متحرک کون ہے، صابر

کون ہے اور جزع فزع کرنے والا کون ہے' کون سا امر حق ہے اور کون سا باطل ہے۔ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے' کون محبّ اور کون دشمن ہے' کون متبع ہے اور کون مبتدع ہے۔ تا کہ ہر ایک میں جدا جدا امتیاز ہو جائے اور سن اور یاد رکھ کہ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے۔

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَمَنْ يُدَاوِئ جُرْحَه' وَيَصْبِرُ عَلٰى مَرَارَةِ الدَّوَآءِ رَجَاءً لِزَوَالِ الْبَلَاءِ

یعنی دنیا میں اس شخص کی طرح رہ جو اپنے زخم کی دوا کرتا ہے اور بلا کے زائل ہونے کی طمع میں دوا کی کڑواہٹ پر صبر کرتا ہے۔

تمام بلائیں اور بیماریاں بس یہ ہیں کہ تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے اور نفع اور نقصان عطا و منع کے متعلق ان پر نگاہ ڈالے اور ساری دوا اور بلاؤں کا ازالہ اس میں ہے کہ مخلوق تیرے دل سے نکل جائے۔ اور قضاء و قدر کے نازل ہوتے وقت تو پختگی کے ساتھ جما رہے۔ مخلوق پر حکومت اور رفعت کا طالب نہ بنے۔ اور تیرا دل اللہ تعالیٰ کیلئے خالص ہو۔ تیرا باطن اس کیلئے صاف ہو۔ اور تیری ہمت اس کی جانب بلند ہوتی رہے۔ اور جب تیرے لئے یہ امر محقق ہو جائے گا تو تیرا دل بلند ہو جائے گا اور تو انبیاء کرام علیہم السلام شہداء صالحین اور مقرب فرشتوں کی صفوں میں شامل ہو جائے گا۔ اور جنتی بھی تجھ کو اس پر بقا حاصل ہوگی اسی قدر تیرا مقام بڑا ہوگا۔ تو باعظمت بنا دیا جائے گا۔ تو صاحب رفعت ہوگا اور تجھے آگے بڑھایا جائے گا اور حاکم بنا دیا جائے گا اور امیر قرار دیا جائے گا۔ آئے گا تیرے پاس جو کچھ بھی آئے گا۔ ولایت نصیب ہوگی۔ جیسے بھی نصیب ہوگی۔ اور تجھے داد و دہش سے نوازا جائے گا۔ اور وہ شخص محروم ہے جو اس کلام کو سنے اور اس پر ایمان لانے اور اس کے اہل کا احترام کرنے سے محروم رہا۔

اے مجھے چھوڑ کر اپنی معاش میں مشغول ہونے والو اصل معاش میرے پاس ہے اور نفع میرے پاس ہے۔ آخرت کا سودا میرے پاس ہے۔ میں کبھی آواز دینے والا ہوں۔ اور کبھی رہنما ہوں' سوداگر ہوں اور کبھی اسباب و مال و متاع کا مالک ہوں اور میں ہر ایک شے کا حق ادا کرتا ہوں اور مجھے جب کوئی چیز آخرت کی مل جاتی ہے تو میں اس کو اکیلا نہیں کھاتا کیونکہ جو کریم ہوتا ہے وہ تنہا خور نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم پر آگاہ ہوتا ہے اس کے نزدیک بخل نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز بے قدر اور ذلیل ہوتی ہے۔ بخل تو نفس سے ہوتا ہے اور عارف باللہ کا نفس مخلوق کے نفسوں کے مقابلہ میں مردہ ہوتا ہے۔ اس کا نفس تو اطمینان والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر ٹھہرنے والا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی وعید سے خوف کرنے والا ہوتا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَارَزَقْتَ الْقَوْمَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ ہمیں وہی عطا فرما جو تو نے اہل اللہ کو عطا فرمایا۔ اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۷ ذی قعدہ' بروز جمعۃ المبارک' بوقت صبح' ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الْخَامِسُ عَشَرَ ﴿۱۵﴾

مومن زادِ راہ لیتا ہے اور کافر خوب مزے اڑاتا ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن شخص تو صرف زاد راہ لیتا ہے اور کافر خوب مزے اڑاتا ہے۔ مومن مسافر شخص جیسا زاد راہ لیتا ہے اور اپنے تھوڑے سے مال پر بھی قناعت کرتا ہے اور بہت زیادہ مال کو آگے آخرت کی طرف بھیجتا رہتا ہے اور اپنے نفس کیلئے اس قدر رہنے دیتا ہے جیسا کہ مسافر کا توشہ ہوتا ہے کہ وہ جس کو آسانی کے ساتھ اٹھا سکتا ہے اور اس کا تمام مال آخرت میں ہے اور اس کا دل اور تمام ہمت اس کی طرف ہے اور اس کا دل دنیا سے منقطع ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام طاعتوں کو آخرت کی طرف بھیج دیتا ہے نہ کہ دنیا اور نہ اہل دنیا کی طرف۔ اگر اس کے پاس عمدہ اور بہترین کھانا ہوتا ہے اور وہ فقراء پر اس کا ایثار کرتا ہے۔ اور وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اس کو یوم آخرت اس سے زیادہ بہتر کھانا عطا کیا جائے گا اور کھلایا جائے گا۔ مومن' عارف' عالم کی ہمت کا منتہٰی اللہ تعالیٰ کے قرب کا دروازہ ہوتا ہے اور یہ کہ کسی طرح اس کا دل آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہاں تک پہنچ جائے اور اس کے دل کے قدموں اور باطن کی سیر کی غایت صرف اللہ تعالیٰ کا قرب ہی ہے۔

اور میں تجھے قیام کی حالت میں دیکھتا ہوں۔ کبھی قعدہ میں' کبھی رکوع اور سجود میں' کبھی بیداری اور کبھی دوسری محنت و مشقت میں مگر تیرا دل اپنی جگہ سے عروج و ترقی ہی نہیں کرتا اور نہ وہ وجود کے گھر سے باہر نکلتا ہے اور نہ وہ اپنی عادات سے باز آتا ہے تو اپنے مولیٰ تعالیٰ کی طلب میں سچا بن' کہ یہ سچا بننا تجھے بہت سی مشقتوں سے بے نیاز کر دے گا۔ اپنے وجود کے انڈے کو سچائی کی چونچ سے کھٹک دے اور جن دیواروں سے تو مخلوق کو دیکھتا ہے اور جن سے تو ان کے ساتھ

مقید ہے توحید و اخلاص کے پھاوڑوں سے ڈھا دے۔ اور تو اپنے طلب کے پنجرے کو جس سے تو اشیاء کو طلب کرتا ہے اپنے زہد کے ہاتھوں سے توڑ ڈال او اپنے دل سے پرواز کر کے تو قرب خداوندی کے سمندر کے کنارے پر جا پڑے۔ پس اس وقت تیرے پاس تقدیر خداوندی کا ملاح عنایت خداوندی کی کشتی لے کر آئے گا اور تجھے سوار کر کے تیرے رب عز وجل تک پہنچا دے گا۔ یہ دنیا ایک سمندر ہے اور تیرا ایمان اس کی کشتی ہے اس لئے کہ

حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

یَابُنَیَّ الدُّنْیَا بَحر" وَّالْاِیْمَانُ السَّفِیْنَۃُ وَالْمَلاحُ الطَّاعَاتُ وَالسَّاحِلُ الْاٰخِرَۃُ

یعنی اے میرے بیٹے! دنیا سمندر ہے اور ایمان کشتی اور ملاح طاعات اور آخرت ساحل ہے۔

اے گناہوں پر اصرار کرنے والو' عنقریب تمہارے پاس وہ وقت آنے والا ہے کہ نہ آنکھیں تمہاری ہوں گی' نہ کان تمہارے ہوں گے اور تم اپاہج ہو گے' تم محتاج ہو گے اور مخلوق کے دل تم پر سخت ہوں گے اور تمہارا مال و زر نقصانوں اور تاوانوں اور چوریوں میں جاتا رہے گا اس لئے تم عقل مند بنو۔ اپنے خالق و مالک کی طرف رجوع کرو' اس کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اپنے مال پر بھروسہ نہ کرو۔ اور نہ ہی اس کے ساتھ ٹھہرو۔ اور اپنے مال کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ اور اس مال کو اپنے گھروں' اپنی جیبوں میں اور اپنے غلاموں اور وکیلوں کے پاس رکھ دو اور اپنی موت کا انتظار کرو۔ تم اپنی حرص کو کم کرو اور اپنی آرزوؤں کو کم کرو۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ الْعَارِفُ لَایَطْلُبُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَادُنْیَا وَلَااٰخِرَۃِ وَّاِنَّمَا

يَطْلُبُ مِنْ مَّوْلَاهُ مَوْلَادُ۔

یعنی مومن عارف' اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کسی کو بھی طلب نہیں کرتا وہ تو اپنے مولیٰ سے مولیٰ کو ہی طلب کرتا ہے۔

توبہ کرنے والا اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے

اے اللہ کے بندے! تو اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر۔ توبہ کرنے والا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ۔

یعنی تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو۔

یعنی تم ہر چیز کو اس کے حوالے کردو' اپنے نفس کو اس کے حوالے کردو۔ اور ان کو اس کی قضاء وقدر اور امر و نہی اور اس کے تصرفات کے سامنے ڈال دو اور تم اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے گونگا' لولا' لنگڑا' اندھا بنا کر بغیر چون و چرا اور بغیر جھگڑے اور مخالفت کے اور موافقت و تصدیق کے ساتھ ڈال دو اور کہہ دو کہ امر خداوندی سچا ہے۔ تقدیر سچی ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے یا ہوگا اور پہلے لکھا جا چکا ہے سب سچا ہے۔

اور جب تم ایسے بن جاؤ گے تو بے شک تمہارے دل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے اور اس کا مشاہدہ کرنے والے بن جائیں گے اور کسی چیز سے بھی مانوس نہ ہوں گے بلکہ عرش الٰہی سے لے کر فرش تک وحشت کھائیں گے اور تمام مخلوقات سے علیحدہ ہو کر تمام حادث اور نو پیدا چیزوں سے تعلق ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگیں گے۔ مشائخ عظام کا ادب وہی کر سکتا ہے جو ان کا خادم رہ چکا ہو اور ان کے بعض حالات پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے تھے آگاہ ہو چکا ہو۔

اہل اللہ نے مخلوق کی تعریف اور بدگوئی کو گرمی اور سردی اور دن رات کی طرح سمجھا ہے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں کیونکہ ان دونوں کے لانے پر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی شخص بھی قدرت نہیں رکھتا۔ پس جب ان کے نزدیک یہ امر متحقق ہوگیا تو انہوں نے تعریف کرنے والوں کا اعتبار نہ کیا اور نہ ہی بدگوئی کرنے والوں سے لڑائی کی اور نہ ان کے ساتھ مشغول ہوئے۔ ان کے دلوں سے مخلوق کی محبت وعداوت نکل گئی' نہ تو وہ کسی سے دوستی کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے دشمنی رکھتے ہیں بلکہ ہر ایک سے مہربانی سے پیش آتے ہیں۔

علم بغیر سچائی کے تجھے کیا نفع دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے علم دے کر گمراہ کردیا۔ تیرا علم سیکھنا' تیرا نماز پڑھنا' تیرا روزہ رکھنا' مخلوق کیلئے ہے تاکہ وہ تیری طرف قرار پکڑیں اور اپنے مال و دولت کو تیرے لئے خرچ کیا کریں اور وہ اپنے گھروں اور مجالس میں تیری تعریف کیا کریں اور اس بات کو تسلیم کرلے کہ یہ تجھے حاصل بھی ہو جائے گا مگر جب تجھے موت آئے گی اور عذاب اور قید کی تنگی اور خوف و ہراس کا سامنا ہوگا تو تیرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا اور وہ تیری کسی تکلیف کو دفع نہ کرسکیں گے اور جو کچھ تو نے ان کے مال سے حاصل کیا تھا اس کو دوسرے لوگ کھائیں گے اور حساب و عذاب تجھ سے ہوگا۔

اے بدبخت! اے محروم تو ان لوگوں میں داخل ہے جو دنیا میں تکلیف اٹھاتے ہیں اور کل قیامت کے دن تو جہنم میں تکلیف اٹھائے گا۔

عبادت ایک صنعت ہے اور اس کے اہل اولیاء' ابدال' مخلصین او اللہ تعالیٰ کے مقربین ہیں۔ اور وہ علماء کرام جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے وارث ہیں نہ کہ تم۔ اے ہوس ناکو۔ زبان درازی اور باطن کی جہالت کے ساتھ ظاہر کے فقہ میں مشغول رہنے والو' غور و

فکر کرو علم حاصل کرو اور اس علم پر عمل بھی کرو۔

تو کچھ بھی نہیں اور نہ تیرا اسلام صحیح ہے

اے اللہ کے بندے! تو کچھ بھی نہیں اور نہ تیرا اسلام صحیح ہے۔ اسلام جس پر کہ کلمہ شہادت کی بنیاد ہے یعنی توحید و رسالت پر۔ وہ بھی تیرے لئے تمام نہیں ہوا۔ تو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے اور تیرے دل میں معبودوں کی ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ تیرا وقت کے حاکم اور محلے کے امیر سے ڈرنا معبود ہے۔ تیرا کسب' تیرا نفع' تیری طاقت وقوت' تیرے کان' تیری آنکھیں اور اپنی گرفت پر اعتماد کرنا' تیرے معبود بنے ہوئے ہیں' تیرا نفع اور نقصان' عطا اور منع کے واسطے مخلوق کی طرف توجہ کرنا تیرا معبود ہے۔ اور مخلوق میں بہت سے لوگ ہیں جو اپنے دلوں سے ان چیزوں پر بھروسہ کرنے والے ہیں اور بظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ان کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا محض عادت ہے اور وہ بھی صرف زبانوں سے یاد کرتے ہیں نہ کہ دلوں سے۔ جب ان کو اس معاملہ میں جانچا جاتا ہے تو وہ بھڑک اٹھتے ہیں اور غصہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ہمیں ایسا کیوں کہتے ہو کیا ہم مسلمان نہیں۔

اس لئے یاد رکھو کہ کل تمام فضیحتیں کھل جائیں گی اور پوشیدہ امور ظاہر ہو جائیں گے۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنے دل کے قول کی تائید کر رہا ہے جب تو لا الٰہ کہتا ہے پس یہ نفی کلی ہے یعنی کوئی معبود نہیں ہے اور الا اللہ اثبات کلی ہے یعنی اللہ ہی معبود ہے کوئی دوسرا نہیں۔ پس جب تیرے دل نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ کیا پس تو اپنے اثبات کلی میں جھوٹا ہو گیا اور جس پر تو نے بھروسہ کیا وہ تیرا معبود بن گیا۔

ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں دل وہی مومن ہے' وہی موحد ہے' وہی مخلص ہے' وہی متقی ہے' وہی پرہیزگار ہے' وہی زاہد ہے' وہی صاحب یقین ہے' وہی عارف ہے'

اور وہی عامل ہے اور وہی بادشاہ ہے باقی سب اس کے لشکر اور پیرو ہیں۔ جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو اول اپنے دل سے کہہ پھر اپنی زبان سے کہہ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل اور اعتماد کر نہ کہ اس کے غیر پر۔ اپنے ظاہر کو شریعت کے ساتھ مشغول رکھ اور اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رکھ۔ خیر وشر کو اپنے ظاہر پر چھوڑ دے اور اپنے باطن کو خیر وشر کے پیدا کرنے والے کے ساتھ چھوڑ اور مشغول کر۔

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ اس کا مطیع ہوا۔ اس کی زبان اس کے حضور میں گونگی بن گئی اور وہ اس کے نیک بندوں کے سامنے متواضع ہو گیا اور اس کا غم و حزن اور آنسو بہانا بڑھ گیا اور اس کا خوف اور خشیہ بڑھ گیا اور اس کی حیا زیادہ ہو گئی اور اپنے سابقہ گناہوں پر ندامت بڑھ گئی اور جو کچھ معرفت وعلم اور حق قرب خداوندی اس کو حاصل ہو چکا تھا اس کے جاتے رہنے کا اندیشہ اور ڈر بڑھ گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فعال لما یرید ہے۔ ﴿یعنی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔﴾

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُوْنَ ﴿سورۃ الانبیاء﴾

یعنی جو کچھ وہ کرے گا اس سے سوال نہیں ہوگا اور وہ سوال کئے جائیں گے۔

عارف شخص دو نگاہوں کے سامنے متردد رہتا ہے اور جب وہ اپنی گزشتہ کوتاہی و بے حیائی و نادانی و بے باکی پر نگاہ کرتا ہے تو شرم کے مارے پگھل جاتا ہے اور مواخذہ کے اندیشہ سے خوف کرتا ہے اور آئندہ حالت کی طرف دیکھتا ہے کہ آیا کہ مقبول کیا جائے گا یا مردود اور آیا کہ جو کچھ عطا ہوا ہے وہ چھین لیا جائے گا یا اپنے حال پر باقی رکھا جائے گا اور آیا کہ قیامت کے دن مسلمانوں کی معیت نصیب ہوتی ہے یا کافروں کی کیونکہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَنَا اَعْرَفُکُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّ کُمْ لَہ، خَوْفًا

یعنی میں تم سب سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والا ہوں اورتم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

منجملہ عارفین کے شاذ و نادر ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو بجائے خوف کے امن نصیب ہوتا ہے اور جو کچھ علم الٰہی میں ان کیلئے مقدر ہو چکا ہے ان کو پڑھ کر سنا دیا جاتا ہے اور وہ اپنے انجام اور وہ انعام جس کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہے معلوم کر لیتے ہیں اور جو کچھ ان کیلئے لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے ان کا باطن اس کو پڑھ لیتا ہے اس کے بعد وہ اپنے دل کو اس پر آگاہ کر دیتا ہے اور پوشیدہ رکھنے کی اس کو تاکید کر دیتا ہے تاکہ نفس کو خبر نہ ہو۔

اس امر کی ابتداء مسلمان ہونا، حکم کو بجالانا، ممنوعات سے بچنا اور آفتوں پر صبر کرنا ہے اور اس کی انتہا ماسوا اللہ تعالیٰ سے بے رغبتی کرنا ہے اور یہ اس کے نزدیک سونا اور مٹی، تعریف اور برائی، دینا اور نہ دینا، جنت اور جہنم، نعمت اور بلاء، امیری اور فقیری، مخلوق کا وجود اور ان کا عدم سب برابر ہو جائیں پھر جب یہ سب اس کیلئے تمام ہو جاتا ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی سرداری اور ولایت کا شاہی فرمان آ جاتا ہے اور پھر جو کوئی بھی اس کو دیکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے نور کی وجہ سے جو اس کا لباس بنا ہوا ہے نفع حاصل کرتا ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۹ ذی قعدہ بروز اتوار ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّادِسُ عَشَرَ ﴿١٦﴾

دنیا کی اہانت کرنا

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ قادریہ میں پہلے کچھ تقریر کی اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اَهِيْنُوا الدُّنْيَا فَاِنَّهَا وَاللّٰهِ لَاتَطِيْبُ اِلَّا بَعْدَ اِهَانَتِهَا

یعنی دنیا کی اہانت کرو کہ اللہ کی قسم وہ اپنی اہانت کے بعد لذیذ بنتی ہے۔

قرآن وسنت پر عمل کرنے والے

اے اللہ کے بندے۔ تو قرآن کریم پر عمل کر یہ قرآن تجھے اس کے نازل کرنے والے کے پاس لے جا کر کھڑا کر دے گا اور تو سنت مبارکہ پر عمل کر کیونکہ یہ تجھے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے جا کر کھڑا کرے گی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دل اور اپنی ہمت اور توجہ سے اہل اللہ کے دلوں سے کسی وقت بھی نہیں ہٹے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے دلوں کو معطر اور خوشبودار بنانے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باطن کا تصفیہ کرنے والے ہیں اور آپ ہی ان کو زینت بخشنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ان کیلئے قرب کا دروازہ کھلوانے والے ہیں ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ان کا بناؤ سنگار کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی قلوب و اسرار اور ان کے رب عزوجل کے درمیان سفیر ہیں۔

جب تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایک قدم بھی بڑھے گا تو تیری خوشی بڑھ جائے گی تو جس شخص کو یہ حال نصیب ہوا اس پر واجب ہے کہ آپ کا شکر کرے اور اس کیلئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابعداری کی طرف بڑھنا لازم ہے اور اس کے علاوہ خوش ہونا ہوس ہی ہوس ہے۔ جاہل شخص دنیا میں

فرحت محسوس کرتا ہے اور عالم دنیا میں غمگین رہتا ہے۔ جاہل شخص تقدیر سے مناظرہ اور جھگڑا کرتا ہے اور عالم اس کی موافقت کرتا ہے اور اس پر راضی رہتا ہے۔

اے مسکین تو تقدیر سے مناظرہ اور مخالفت نہ کر ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا اور اس پر رہ کر تو اللہ تعالیٰ کے افعال پر راضی ہو اور اپنے دل سے مخلوق کو نکال دے اور دل سے خالق مخلوق کے ساتھ مل جا تو اپنے دل اور باطن اور سر سے پروردگار سے ملاقات کر۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور نیک بندوں کی ہمیشہ تابعداری کرتا رہ۔ اگر تو ہمیشہ اس خدمت گزاری کو کر سکتا ہے تو کر گزر۔ تو یہ تیرے لئے دنیا اور آخرت میں بھلائی اور بہتری ہے۔ اگر تو تمام دنیا کا مالک بن جائے اور تیرا دل ان جیسا نہ ہو تو گویا تو ایک ذرہ کا مالک بھی نہیں ہے۔ جس کا دل اللہ تعالیٰ کیلئے صالح ہو گیا اور اس کے ساتھ دنیا اور آخرت ہوئی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عوام و خواص میں حکومت کرتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو اپنے مرتبہ کو پہچان۔ تو اولیاء اللہ کے سامنے کیا چیز ہے اور تو ان کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے۔ تیرا سارا مقصود تو' کھانا پینا' نکاح کرنا' دنیا جمع کرنا اور اس پر حرص کرنا ہے تو دنیا کے کاموں میں بڑا کارگزار ہے اور آخرت کے کاموں کے متعلق تو بڑا چوڑ ہے تو اپنے گوشت کو آراستہ کر رہا ہے اور اس کو کیڑے مکوڑوں اور دیگر حشرات الارض کا نشانہ بنا رہا ہے۔

ہر روز فرشتے کا ندا کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَلَكًا يُنَادِيْ كُلَّ يَوْمَ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً يَابَنِيْ اٰدَمَ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ وَاجْمَعُوْا لِلْاَعْدَاءِ

یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز صبح شام آواز دیتا ہے۔ اے اولاد آدم تمہاری پیدائش موت کیلئے ہے اور تعمیر ویرانی کیلئے اور تمہارا جمع کرنا دشمنوں

کیلئے ہے۔

مسلمان کی ہر کام میں نیت صالح ہوتی ہے وہ کوئی کام دنیا میں دنیا کیلئے نہیں کرتا۔ وہ آخرت کیلئے مساجد تعمیر کرتا ہے۔ پل تعمیر کرتا ہے۔ مدارس اور خانقاہیں تعمیر کرتا ہے۔ مسلمانوں کیلئے راستوں کو درست کرواتا ہے۔ اگر وہ اس کے علاوہ کچھ بناتا ہے تو وہ بال بچوں' بیوہ عورتوں اور محتاجوں اور ضروریات کیلئے بناتا ہے اور وہ یہ تمام تعمیرات صرف اس لئے کرتا ہے تاکہ اس کے بدلہ میں آخرت میں اس کیلئے محلات تعمیر ہوں۔ اس کا تعمیر کرنا طبیعت یا نفس کیلئے نہیں ہوتا۔

جب ابن آدم صحیح ہو جاتا ہے تو وہ اپنے تمام حالات میں اللہ تعالیٰ کی معیت میں رہتا ہے اور اس کا گم ہونا اور موجود ہونا سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا دل انبیاء مرسلین علیہم السلام سے مل جاتا ہے اور وہ ان تمام باتوں کو جو کچھ انبیاء کرام علیہم السلام لے کر آئے تھے اس کو قبول کرتا ہے اور اس کا قائل ہو کر ایمان لا کر یقین رکھ کر عمل کرتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ دنیا اور آخرت میں ان سے ملا ہوا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور وہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ سوائے ایک لحہ کے اس کیلئے موت نہیں ہے۔ جب ذکر الٰہی دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے تو بندہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے اگرچہ وہ زبان سے اس کا ذکر نہ کرے اور ہمیشہ ذکر الٰہی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی موافقت اور اس کے افعال سے رضا مند اور ہر وقت قائم رہتا ہے۔ اگر گرمی کا موسم آئے اور ہم اللہ تعالیٰ کی موافقت نہ کریں تو گرمی ہمیں مصیبت میں ڈال دے گی۔ اسی طرح سردی کا موسم آئے تو اس کی بھی موافقت کریں تو بہتر ہے ورنہ سردی ہمیں ٹھٹھرا ڈالے گی۔ ان دونوں موسموں میں موافقت اختیار کرنا ان کی اذیت اور اثر کی شدت کو زائل کر دے گا اور یہی حال بلاء اور مصائب و آفات کا ہے کہ ان کے نزول کے وقت ان کی

موافقت کرنا کرب اور تنگی اور تکلیف و تنگ دلی اور اضطراب کو دور کر دیتا ہے۔

اولیاء کرام کے معاملات کیسے عجیب اور ان کے حالات کس قدر پیارے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی پہنچتا ہے وہ ان کو پسند ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی شراب معرفت پلا دی ہے اور ان کو اپنے لطف و کرم کی گود میں سلا دیا ہے اور اپنے انس سے ان کو مانوس بنا دیا ہے۔ اس لئے ضرور ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ٹھہرنا اور اللہ تعالیٰ کے سوا سے غائب رہنا پسند ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیشہ مردہ بنے رہتے ہیں کہ ہیبت خداوندی ان پر مسلط ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے ان کو اٹھا کر زندہ کر دیتا ہے اور ہوشیار بنا دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حضوری میں اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح غار میں ہیں کہ جن کے بارے میں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ﴿سورۃ الکہف﴾

ترجمہ: ہم ان کی دہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں ﴿کنزالایمان﴾

وہی مخلوق میں سب سے زیادہ عقل مند ہیں اور تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت ونجات کے طلبگار رہتے ہیں پس ان کی ہمت ہے۔ تجھ پر افسوس ہے تو جہنمی لوگوں جیسے اعمال کرتا ہے اور جنت کا امیدوار بنا ہوا ہے جو کہ لالچ کی جگہ نہیں ہے اور اس کے بارے میں لالچ وطمع رکھتا ہے تو عاریت پر غرور نہ کر تو اس کو اپنا گمان کر رہا ہے کہ وہ عنقریب تجھ سے لے لی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے زندگی عاریت میں دی ہے کہ تو اس میں اطاعت کر لیکن تو نے اس کو اپنا سمجھ لیا ہے اور اس میں جسے چاہتا ہے اعمال کرتا ہے۔ جس طرح زندگی تیرے پاس عاریت ہے اسی طرح عافیت تیرے پاس عاریت ہے اور اسی طرح امیری بھی تیرے پاس عاریت ہے اور امن وعزت وغیرہ اور جو کچھ بھی

تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں سب عاریت ہیں تو ان عاریت کی چیزوں میں حد سے تجاوز نہ کر بے شک ان کے بارے میں تجھ سے سوال کیا جائیگا اور تیرے پاس جس قدر نعمتیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ پس تم ان سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مدد حاصل کرو اور وہ تمام چیزیں جن کو تو مرغوب سمجھتا ہے۔ اہل اللہ کے نزدیک مشغول بنانے والے مشغلے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ سے روکنے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دنیا اور آخرت میں سلامتی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کرتے۔

بعض اولیاء اللہ سے مروی ہے۔

وَافِقِ الْحَقَّ عَزَّوَجَلَّ فِی الْخَلْقِ وَلَا تُوَافِقِ الْخَلْقَ فِی الْحَقِّ

یعنی مخلوق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کر اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ مخلوق کی موافقت نہ کر۔ ٹوٹ جائے جسے ٹوٹنا ہے اور جڑ جائے جسے جڑنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی موافقت کرنا تم اس کے نیک بندوں سے سیکھو جو اس کے ہر کام میں موافقت کرنے والے ہیں۔

﴿حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۱۔ذی قعدہ بروز منگل بوقت نماز عشاء ۵۴۵ ہجری المقدس میں یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّابِعُ عَشَرَ ﴿۱۷﴾

رزق کا فکر نہ کر تیرا رزق خود تجھے تلاش کرتا ہے

حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ نے مجلس میں لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

تو اپنے رزق کے بارے میں فکر نہ کر کیونکہ رزق کو تو جتنا تلاش کرتا ہے اس سے زیادہ رزق تجھے تلاش کرتا ہے۔

جب تجھے آج کے دن کا رزق مل گیا ہے تو کل کے آنے والے دن کے رزق کا فکر نہ کر۔ جس طرح تو گزشتہ دن کو چھوڑ گیا کہ وہ دن گزر گیا اور آنے والے دن کا تجھے معلوم نہیں کہ آتا ہے یا نہیں اس لئے تو آج کے دن میں مشغول رہ۔

اگر تجھے اللہ تعالیٰ معرفت حاصل ہوتی تو اس کے ساتھ مشغول ہو کر رزق کی طلب سے غافل بن جاتا اور اس کی ہیبت تجھے طلب معاش سے روک دیتی کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے اور عارف شخص ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حضوری میں گونگا بنا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کی مصلحتوں کیلئے واپس لوٹا دیتا ہے تو اس کی زبان سے گونگا پن اور درماندگی کو دور فرما دیتا ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب بکریاں چرایا کرتے تھے تو ان کی زبان میں لکنت اور عجلت اور رکاوٹ اور درماندگی تھی جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مخلوق کی طرف مبعوث فرمانا چاہا تو ان کو الہام فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں یوں دعا کی۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِیۡ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿سورۃ طٰہٰ﴾

ترجمہ: اور میری زبان کی گروہ کھول دے کہ وہ میری بات کو سمجھیں۔

﴿کنزالایمان﴾

تو گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے تھے کہ جب تک میں جنگل میں بکریاں چرانے میں رہا تو مجھے اس بات کی حاجت نہ تھی مگر اب مخلوق کے ساتھ مشغول رہنے اور ان سے گفتگو کرنے کا موقع آیا تو میری زبان کی درماندگی کو دور فرما کر میری مدد کر تو اس وقت حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زبان کی گروہ اٹھا دی گئی کہ جتنی دیر میں دوسرا آدمی چند کلمات بول سکتا ہے تو اتنی دیر میں آپ نوے کلمات وضاحت والے بول سکتے تھے جو کہ اچھی طرح سمجھ میں آتے تھے کیونکہ بچپن میں آپ نے فرعون اور حضرت آسیہ کے سامنے ناوقت گفتگو کرنا چاہی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ میں چنگاری کو آپ علیہ السلام کا لقمہ بنا دیا تاکہ آپ سکوت کریں۔

دل کی آبادی اسلام سے ہے

اے اللہ کے بندے۔ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضور رحمت للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت سے۔ اولیاء کرام اور ابدال جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جانشین ہیں اور مخلوق میں ان کے خلیفہ ہیں تو ان سے بھی بہت کم واقف ہے تو معنے سے خالی ہے تو حقیقت کو سمجھتا ہی نہیں تو بغیر پرندہ کے پنجرہ ہے تو خالی اور ویران مکان ہے تو ایسا درخت ہے جو کہ سوکھ گیا ہے اور اس کے پتے جھڑ گئے ہیں۔

بندہ کے دل کی آبادی اسلام سے ہے اس کے بعد حقیقت اسلام کی تحقیق یعنی جو کہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے تو بھی اپنے آپ کو بالکل اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور وہ تیرے نفس اور اس کے سوا سب کچھ کو تیرے

حوالے کر دے گا تو دل کے ساتھ اپنی ذات اور مخلوق سے باہر نکل آ اور اپنے آپ سے برہنہ ہو کر اس کی حضوری میں کھڑا ہو جا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تجھے لباس پہنائے گا اور تجھے مخلوق کی طرف واپس کر دے گا پس تو اپنی ذات میں اور مخلوق کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور آپ کے بھیجنے والے خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاء الٰہی کے ساتھ اس کے حکم تعمیل کرے گا اور اس کے بعد ہر حکم کے انتظار میں اور ہر حکم کی موافقت کرنے والا بن کر کھڑا ہو جائے گا اور ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا مجرد ہو کر اپنے دل اور باطن کے قدموں پر اس کی حضوری میں کھڑا ہو کر زبان حال سے ویسا ہی کہے گا۔

جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔

وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿سورۃ طٰہٰ﴾

ترجمہ: اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا تو راضی ہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

میں نے تو دنیا اور آخرت کو اور تمام مخلوق کو چھوڑ دیا اور تمام اسباب و ارباب کو چھوڑ دیا اور تیری طرف جلدی کر کے اس لئے آیا ہوں تا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور اس سے پہلے جو مخلوق کے ساتھ ٹھہرا رہا اس کو بخش دے۔

اے جاہل۔ تجھے ان باتوں سے کیا مطلب۔ تو تو اپنے نفس اور دنیا اور خواہشات اور مخلوق کا بندہ بنا ہوا ہے اور تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے والا بندہ ہے کیونکہ نفع اور نقصان میں تیری نگاہ ان کی طرف جاتی ہے تو جنت کا بندہ بنا ہوا ہے اور اس میں داخل ہونے کا امیدوار ہے تو جہنم کا بندہ بنا ہوا ہے اس میں داخل ہونے سے ڈرتا ہے۔ تم سب اس پروردگار سے جو کہ دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دینے والا اور ہر چیز کو کن کہہ کر پیدا کرنے والا ہے کہاں بھاگے ہوئے ہو۔

اطاعت قبول ہونے کی اللہ سے دعا کرنا

اے اللہ کے بندے۔ تو اپنی اطاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے روگردانی نہ کر اور اس پر غرور نہ کر اور اللہ تعالیٰ سے اس کے قبول ہونے کی دعا کر اور اس امر سے ڈر کہ وہ کہیں تجھے معصیت کی طرف منتقل نہ کر دے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ وہ کون ہے جو تجھے اس سے بے خوف کر رہا ہے کہ تیری طاعت سے کہہ دیا جائے کہ معصیت بن جا اور تیری صفائی سے کہہ دیا جائے کہ تو مکدر ہو جا۔ عارف باللہ شخص کسی چیز کے ساتھ نہیں ٹھہرتا اور کسی چیز سے دھوکہ بھی نہیں کھاتا اور جب تک وہ اپنے دین کی سلامتی حفاظت خداوندی کے ساتھ اور ان معاملات میں جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں محفوظ لے کر دنیا سے چلا نہ جائے بے خوف نہیں ہوتا۔

دل کے اعمال و اخلاص کو اختیار کرنا

اے مسلمانو! تم دل کے اعمال و اخلاص کو اختیار کرو۔ ظاہری اخلاص یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے قطع تعلق کر لو اور معرفت خداوندی اس کی جڑ ہے میں تم میں اکثر لوگوں کو اقوال و افعال' خلوت وجلوت میں جھوٹ بولنے والا دیکھ رہا ہوں۔ تم ثابت قدم نہیں اور نہ ہی تمہارے دعویٰ کے گواہ' تمہارے اقوال بلا افعال ہیں اور افعال بلا اخلاص اور بلا توحید ہیں۔ اگر تو اس کسوٹی سے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ دوری کرے اور یہ تجھے پسند آ جائے تو تجھے کیا نفع دے گا۔ تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کو قبول کرے اور راضی بھی ہو جائے تو موجودہ حالت میں بے سود ہے عنقریب تیرے چاندی کے پترے لے کر پگھلاتے وقت اور آگ دہکاتے وقت رسوا اور ظاہر ہو جائیں گے کہا جائے گا کہ یہ سفید ہے' یہ سیاہ ہے۔ یہ ملمع ومخلوط کردہ ہے۔ قیامت کے دن ہر ایک پیٹھ پھیرنے والا خراب حال میں نکالا جائے گا۔ تیرے ان اعمال جن مین تو نفاق برتا ہے یہی کہا جائے گا اور ہر

وہ عمل جو تو نے غیر اللہ کیلئے کیا ہے باطل ہے۔ تم محبت اور دوستی کے ساتھ عمل کرو اور صحبت اختیار کرو اور اس کی ذات کو طلب کرو کہ

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ﴿سورۃ الشوریٰ﴾

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

پہلے نفی کرو اس کے بعد اثبات۔ یعنی نفی کرو اس سے ہر اس چیز کی جو اس کے شان کے لائق نہیں اور اس کیلئے ثابت کرو ہر اس چیز کو جو اس کے شان کے لائق ہے اور وہی صفات ہیں جن کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا اور جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کیلئے پسند فرمایا جب تم ایسا کرو گے تو تمہارے دلوں سے تشبیہ اور تعطیل جاتی رہے گی۔

تم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی تعظیم وتکریم و احترام کے ساتھ محبت اختیار کرو۔ اگر تم فلاح ونجات چاہتے ہو تو تم میں سے جب کوئی بھی میرے پاس آئے تو حسن ادب کے ساتھ آئے ورنہ نہ آیا کرے۔ تم ہر وقت فضولیات میں رہتے ہو۔ پس جتنی دیر تم میرے پاس رہا کرو اس وقت تم فضول امور کو چھوڑ دیا کرو۔ بسا اوقات اس مجمع میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو قابل احترام ہوتے ہیں ﴿یعنی فرشتے﴾ جو احترام اور حسن ادب کے لائق ہیں جو تمہاری عقل وفہم سے باہر ہیں۔ باورچی اپنے پکائے ہوئے کھانے کو پہچانتا ہے۔ نانبائی اپنی روٹی کو پہچانتا ہے اور کاریگر اپنی صنعت کو پہچانتا ہے اور دعوت دینے والا جن کو دعوت دیتا ہے اور وہ حاضر ہوتے ہیں ان کو پہچانتا ہے۔

تمہاری دنیا نے تمہارے دلوں کو اندھا بنا دیا ہے اس اندھے پن کی وجہ سے تمہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ تم دنیا سے بچو پہلے وہ تم کو اپنے نفس پر آہستہ آہستہ قدرت دے گی یہاں تک کہ تم کو اپنے اندر داخل کر لیتی ہے اور آخر میں تمہیں

ذبح کر ڈالے گی۔ پہلے تمہیں اپنی شراب اور بھنگ پلا کر متوالا بنائے گی اس کے بعد تمہارے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے گی اور تمہاری آنکھوں میں گرم سلائی پھیرے گی اور جب اس بھنگ کا نشہ اترے گا اور افاقہ ہوگا تو اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ دنیا نے تمہارے ساتھ کیا کچھ کیا ہے اور یہ دنیا کی محبت اور اس کے پیچھے دوڑنے والے اور اس کے جمع کرنے کی حرص کرنے کا انجام ہے اور یہ اس کا برتاؤ ہے لہٰذا اس دنیا سے ڈرو اور بچو۔

دنیا سے محبت رکھنے والا ہرگز فلاح نہیں پاسکتا

اے اللہ کے بندے۔ جو دنیا سے محبت رکھتا ہے اس کیلئے ہرگز فلاح نہیں ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے حالانکہ تو آخرت اور ماسوا اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس میں تیرے لئے فلاح نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے عارف باللہ' اللہ سے محبت کرنے والا نہ اس سے محبت کرتا ہے نہ اس کو اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کو۔ جب اس کی محبت کامل اور محقق ہو جاتی ہے تو دنیا کے میش جو اس کے مقسوم میں ہیں خوشگوار بن کر اس کے پاس آتے ہیں اور جب وہ آخرت کی طرف پہنچے گا تو تمام چیزیں جن کو اپنی پشت کے پیچھے چھوڑ گیا تھا اللہ تعالیٰ کے دروازہ کے سامنے ایسی حالت میں دیکھے گا کہ وہ اس سے پہلے پہنچ چکے ہوں گے اس لئے کہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کیلئے ہی چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو وہ چیزیں جو ان کے مقسوم میں ہیں عطا فرماتا ہے اور وہ ان سے یک سو ہوتے ہیں۔ حضوظ قلبی باطنی ہیں اور حضوظ نفس ظاہری ہیں۔ پس جب تک نفس کو اس کے حظ ﴿یعنی مزہ﴾ والی چیزوں سے نہ روکا جائے تو دلوں کو حظ دینے والی چیزیں نصیب نہیں ہوتیں اور جب نفس اپنے حضوظ سے رک جاتا ہے تو حضوظ دل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب دل بھی اپنے ان حضوظ سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے تھے بے پروائی برتتا ہے تو

نفس کیلئے رحمت خداوندی آتی ہے تو اس بندہ سے کہہ دیا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس کو قتل نہ کر پس اس وقت نفس کو اس کے حصے حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ مطمئن ہو کر ان کو لیتا ہے۔

تو ان لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دے جو تجھے دنیا کی طرف راغب کرتے ہیں اور تو ان لوگوں کا ہمنشین بن جا اور ان کو تلاش کر جو تجھے دنیا سے بے رغبت بنائیں۔ ہر جنس اپنے ہم جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اور ان میں بعض بعض پر چکر لگاتے ہیں۔ محبّ تو محبین کے پاس ہی جاتے ہیں تاکہ ان کے پاس اپنے محبوب کو پالیں۔ اللہ تعالیٰ کو چاہنے والے اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کو دوست بنا لیتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے اور ان میں ایک کو دوسرے سے تقویت پہنچاتا ہے پس وہ مخلوق کو دعوت الٰہی دیتے ہیں ایک دوسرے کے معاون بنتے ہیں اور ان کو ایمان و اخلاص اور توحید کی طرف اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور مخلوق کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ پر لا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔

جس نے خدمت کی وہ مخدوم بنا جس نے احسان کیا اس کے ساتھ احسان کیا جائے گا جو کسی کو عطیہ دیتا ہے اس کو عطیہ دیا جائے گا۔ جب تو جہنمی کام کرے گا تو کل تیرے لئے جہنم ہوگا تو جیسا بھی کرے تجھے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ جیسے تم ہوگے ویسے تمہارے حاکم مقرر کئے جائیں گے۔ تمہارے حاکم تمہارے اعمال ہیں اور تو جہنمیوں جیسے کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جنت کی امید کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ عمل کے بغیر جنت کی آرزو کس طرح کرتا ہے۔ اہل جنت تو وہ ہیں جو اہل دل ہیں جنہوں نے دنیا میں رہ کر اپنے دلوں سے عمل کیے تھے نہ کہ اپنے اعضاء ظاہری سے۔ دل کی موافقت کے بغیر عمل کیا کام دے سکتا ہے۔ ریاکار شخص اعضائے ظاہری سے عمل کرتا ہے اور مخلص اپنے دل اور اعضائے ظاہری دونوں سے عمل کرتا

ہے۔اس کا عمل تو پہلے دل سے ہوتا ہے پھر دوسرے اعضاء سے۔

مومن شخص زندہ ہے اور منافق شخص مردہ ہے۔مومن اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کرتا ہے اور منافق مخلوق کیلئے عمل کرتا ہے اور اپنے عمل پر انہیں سے مدح و عطا کا طالب ہوتا ہے۔مومن کا عمل ظاہر و باطن' جلوت و خلوت' راحت و تکلیف میں بھی ہر جگہ یکساں ہوتا ہے اور منافق کا عمل محض جلوت میں ہوتا ہے۔اس کا عمل محض راحت میں ہوتا ہے پس جب اس پر مصیبت آ جاتی ہے نہ تو اس کا عمل رہتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کی معیت اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رہتا ہے اور نہ اس کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان رہتا ہے اور نہ وہ حشر ونشر کو یاد کرتا ہے اور نہ حساب و کتاب کو۔اس کا اسلام صرف اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا میں اس کا سر اور مال سلامت رہے نہ اس لئے کہ آخرت میں اس آگ سے محفوظ رہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔منافق کا روزہ رکھنا' نماز پڑھنا' علم حاصل کرنا لوگوں کے سامنے ہوتا ہے اور جب ان سے جدا ہو جاتا ہے تو اپنے شغل اور کفر کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ ھٰذِہِ الْحَالَةِ نَسْاَلُکَ اِخْلَاصًا فِی الدُّنْیَا وَاِخْلَاصًا غَدًا امین

اے اللہ ہم تجھ سے اس حالت سے پناہ مانگتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اخلاص کا سوال کرتے ہیں۔امین

اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے دنیا میں خدا کا قرب آخرت میں دیدار نصیب ہوگا۔

اے اللہ کے بندے۔تم اپنے اعمال میں اخلاص اختیار کرو اور اپنے عمل اور اس پر مخلوق و خالق سے عوض طلب کرنے سے آنکھ اٹھا لو۔تیرا عمل خالص اللہ

تعالیٰ کیلئے ہو نہ اس کی نعمت کیلئے اور ان لوگوں میں سے ہو جا جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب اور اسی کو چاہتے ہیں یہاں تک کہ وہ تجھے تیرا مقصد عطا فرما دے۔ پس جب یہ عطیہ اس کی طرف سے تجھے مل جائے گا تو تجھے دنیا اور آخرت میں جنت حاصل ہو جائے گی۔ دنیا میں اس کا قرب تجھے حاصل ہو گا اور آخرت اس کا دیدار تجھے نصیب ہوگا اور وہ بدلہ کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے تو یہ ایک بیع یا ضمانت ہے۔

جنت کی آبادی اور خریداری کا دن

اے اللہ کے بندے۔ تو اپنے نفس اور اپنے مال کو اس کے حکم قضاء و قدر کے ہاتھ میں سونپ دے۔ آج سودا خریدار کے حوالے کر دے وہ کل تجھے اس کی قیمت ادا کرے گا۔ بندگان خدا نے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے نفسوں کو اس کے حوالے کر دیا قیمت اور سودا بھی اسی کے حوالہ کر دیا اور کہہ دیا کہ نفس و مال اور جنت اور تیرے سوا جو کچھ بھی ہے سب کچھ تیرا ہے۔ ہم تیری ذات کے سوا کسی کو نہیں چاہتے۔ پڑوسی گھر سے پہلے اور رفیق راستہ چلنے سے پہلے تلاش کرو۔

اے جنت کے طالب اس کی خریداری اور آبادی آج کا دن ہے نہ کل اور جنت کی نہروں کو کھودنا اور ان میں پانی بہانا آج ہی کا دن ہے نہ کہ کل کا دن۔

قیامت کا دن

اے مسلمانو۔ قیامت کے دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی اور اس دن ہر قدم لغزش میں آ جائیں گے اور مومنین میں ہر شخص اپنے ایمان و تقویٰ کے قدم پر کھڑا ہوگا اور ثابت قدمی ایمان کی مقدار کے موافق ہوگی۔ اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھا رہا ہوگا کہ کیوں ظلم کئے تھے اور فسادی شخص اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا کہ کیوں فساد مچایا تھا اور اصلاح نہ کی اپنے مولیٰ سے کیوں بھاگا پھرا۔

اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے

اے اللہ کے بندے۔ تو عمل پر غرور نہ کر کیونکہ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرا خاتمہ بخیر فرما دے اور اس بات کی دعا کیا کر کہ وہ تجھے اپنی طرف محبوب اعمال کے ساتھ اٹھائے اور ایمان پر موت دے اور تو اس بات سے بچتا رہ کہ تو توبہ کر کے توبہ توڑ نہ ڈالے کہ گناہ کی طرف رجوع کر لے ایسا نہ کرنا اور کوئی بھی کہے تو اپنی توبہ سے ہرگز رجوع نہ کرنا تو اپنے نفس اور خواہش اور طبیعت کی موافقت میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت نہ کرنا۔ پس معصیت آج بھی تجھے ذلیل کرے گی اور جب تو معصیت کرے گا تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے گا اور تیری مدد نہ کرے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا بِطَاعَتِکَ وَلَا تَخْزُلْنَا بِمَعْصِیَتِکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ اپنی طاعت کی توفیق سے ہماری مدد فرما اور اپنی معصیت سے ہمیں رسوا نہ کر اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۴ ذی قعدہ ۵۴۵ ہجری المقدس بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادسیہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الثَّامِنُ عَشَرَ ﴿۱۸﴾

باطنی اور ظاہری جہاد

حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے دو جہادوں کی اطلاع دی ہے۔ ایک ظاہری جہاد اور دوسرا باطنی جہاد۔ باطنی جہاد تو نفس خواہش۔ شیطان اور طبیعت کا جہاد ہے اور تمام گناہوں اور لغزشوں سے توبہ کرنا اور اس توبہ پر ثابت قدم رہنا اور حرام چیزوں کو ترک کرنا ہے۔

اور ظاہری جہاد ان کفار سے جنگ کرنا اور لڑنا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں۔ ان کی تلواروں اور تیروں اور ان کے نیزوں کا مقابلہ کرنا ہے' قتل کرنا یا قتل کیے جانا ہے۔ جہاد باطن جہاد ظاہر سے بہت مشکل اور سخت ہے کیونکہ وہ ایک شے لازم ہونے والی بار بار آنے والی ہے اور جہاد باطن جہاد ظاہر سے کیوں نہ سخت ہو اس لئے کہ اس میں نفس کی الفت والی چیزوں' حرام اشیاء کا قطع کرنا اور ان کا چھوڑنا ہے اور شریعت کے تمام احکام کو بجالانا ہے اور تمام ممنوعات سے بچنا پڑتا ہے پس جو بھی شخص دونوں جہادوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرے گا تو اس کو دنیا اور آخرت میں اس کا بدلہ ملے گا۔

شہید کے جسم پر جو زخم لگتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ میں فصد کھولی جائے کہ شہید کو ان زخموں سے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی ہے اور اپنے نفس سے جہاد کرنے والے اور گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کیلئے موت ایسی ہے کہ جس طرح پیاسے آدمی کا ٹھنڈا پانی پینا ہے۔

منافق خدا اور رسول کے دشمن ہیں

اے مسلمانو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی شے کی تکلیف دیتا ہے تو اس سے بہتر تجھے

عطیہ عطا فرماتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے کیلئے ہر لحہ ایک خاص امرو نہی ہے جو اس کو قلبی حیثیت سے خاص کر دیتی ہے بخلاف باقی مخلوق کے بخلاف منافقوں کے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے نا آشنا ہیں اور اللہ اور رسول کی دشمنی کی وجہ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں داخل کرے گا اور یہ لوگ جہنم میں کیوں نہ داخل ہوں گے کہ یہ لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے رہے اور اپنے نفسوں' اپنی خواہشوں' اپنی عادتوں' اپنی طبیعتوں اور اپنے شیطانوں کی موافقت کرتے رہے اور دنیا کو اپنی آخرت پر اختیار کرتے رہے۔ کیوں نہ جہنم میں داخل ہونگے۔ انہوں نے قرآن مجید کو سنا اور اس پر ایمان نہ لائے اور اس کے احکام پر عمل نہ کیا اور نہ ہی منع کردہ چیزوں سے باز رہے۔

قرآن پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا

اے مسلمانو۔ تم قرآن مجید پر ایمان لاؤ اور قرآن پر عمل کرو اور اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو اور اپنے اعمال میں ریاکاری اور نفاق نہ برتو اور مخلوق سے تعریف اور اعمال کا بدلہ نہ چاہو۔ مخلوق میں تو بہت کم لوگ ہیں جو قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں اس لئے اخلاق والوں کی بہت قلت ہے اور منافق لوگ بہت زیادہ ہیں۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کس قدر سست ہو اور جو کہ تمہارا اور اللہ تعالیٰ کا دشمن شیطان لعین ہے۔ تم اس کی تابعداری میں کیسے قوی اور مضبوط ہو۔

اہل اللہ ہمیشہ اس امر کی تمنا کرتے رہتے ہیں کہ وہ تکلیفوں سے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہیں کبھی خالی نہ رہیں اور وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تکلیفوں اور قضاء و قدر کے برداشت کرنے میں دنیا اور آخرت میں ہمارے لئے بھلائی اور بہتری ہے اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تصرفات اور

اس کی تبدیلیوں میں موافقت کرتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی صبر میں ہیں۔ کبھی شکر میں۔ کبھی قرب خداوندی میں اور کبھی دوری میں۔ کبھی تکلیف میں۔ کبھی راحت میں۔ کبھی امیری میں۔ کبھی فقیری میں۔ کبھی عافیت میں۔ کبھی بیماری میں۔ ان کی تمام تر آرزو اپنے دلوں کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حفاظت کرنا ہے یہی ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہم ہے اور وہ تمنا کرتے رہتے ہیں کہ تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی سلامتی نصیب ہو اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مخلوق کی بہبودی کا سوال کرتے رہتے ہیں۔

تمام تر سلامتی اللہ کی اطاعت میں ہے

اے اللہ کے بندے۔ تو صحیح اور درست بن فصیح ہو جائے گا تو حکم میں صحیح بن اور ہر حکم کی تعمیل کرتا رہ۔ تو علم میں فصیح ہو جائے۔ پوشیدہ صحیح بن ظاہر میں فصیح ہو جائے گا۔ تمام تر سلامتی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے اور اطاعت خداوندی اسکے تمام احکام کی تعمیل کرنا اور اس کے تمام ممنوعات سے باز رہنا اور اس کے قضاء و قدر پر صبر کرنے میں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور جو کوئی اس کی اطاعت کرتا ہے تو تمام مخلوق اس کی مطیع ہو جاتی ہے اور وہ سب کو اللہ تعالیٰ کا تابعدار بناتا ہے۔

کامل ایمان کے شرائط

اے مسلمانو۔ میری نصیحت کو قبول کرو میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور میں جس حالت میں ہوں تم سب سے جدا ہوں اور تم جس امور میں مشغول ہو میں اس سے علیحدہ ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کرتا ہے اور میں اس کیلئے سیر کرتا رہتا ہوں اور تم مجھ پر تہمت نہ لگاؤ کیونکہ میں تمہارے لئے وہی چاہتا ہوں جو اپنے نفس کیلئے چاہتا ہوں۔

کیونکہ سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا یَکْمَلُ الْمُؤْمِنُ اِیْمَانَهٗ حَتّٰی یُرِیْدَ لِاَخِیْهِ الْمُسْلِمِ مَا یُرِیْدُ لِنَفْسِهٖ هٰذَا

یعنی مومن کا ایمان اس وقت کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی نہ چاہے جو اپنے نفس کیلئے چاہتا ہے۔

یہ ارشاد ہمارے سردار۔ ہمارے رئیس۔ ہمارے حاکم۔ ہمارے رہنما۔ ہمارے سفیر اور ہمارے شفیع کا جو کہ زمانہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کے پیشوا کا ہے اور نفی فرما دی کمال ایمان کی اس شخص سے جو اپنے مسلمان بھائی کیلئے اس جیسی چیز کو پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کر رہا ہے۔ جب تو اپنے نفس کیلئے اچھے طعام اچھا لباس اچھا مکان اچھی خوبصورت عورتیں اور ہر قسم کے بکثرت اموال کو پسند اور محبوب رکھتا ہے اور اپنے مسلمان بھائی کیلئے اپنے برخلاف پسند کیا بیشک تو اپنے اس دعویٰ میں کہ میرا ایمان کامل ہے یقیناً جھوٹا ہے۔

اے کم عقل تیرا ہمسایہ فقیر ہے اور تیرے اہل و عیال فقیر ہیں اور تیرے پاس اتنا مال ہے کہ جس پر زکوۃ فرض ہے اور تجھے ہر دن اس پر نفع حاصل ہوتا ہے اور کثرت سے تیرا مال زیادہ ہو رہا ہے اور تیرے پاس اس قدر مال و دولت ہے جو کہ تیری حاجت سے زیادہ ہے اور اتنا مال ہوتے ہوئے پڑوسی اور اہل کو نہ دینا اس پر دلالت کرتا ہے کہ تو ان کی فقیری پر راضی ہے لیکن جب تیرا نفس، تیری خواہش اور تیرا شیطان تیرے پیچھے لگا ہوا ہے تو بے شک تیرا خیرات کرنا تجھے آسان نہیں۔ تیرے ساتھ تو حرص کی قوت، آرزو کی کثرت، دنیا کی محبت اور ایمان کی قلت یعنی کمی ہے تو اپنے نفس، اپنے مال اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے ہوئے ہے اور تجھے اس کی خبر نہیں کہ جس نفس میں دنیا کی رغبت زیادہ ہوتی ہے تو اس میں دنیا کی حرص بھی بڑھ جاتی ہے۔

جو شخص موت اور اللہ تعالیٰ کو بھول گیا اور جس نے حلال و حرام میں فرق نہ

کیا پس وہ ان کافروں کے مشابہ ہو گیا کہ جنہوں نے کہا تھا کہ

قَالُوْ مَاهِیَ اِنْ هِیَا اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیٰ وَمَا یُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ

﴿سورۃ الجاثیہ﴾

ترجمہ: اور بولے وہ تو ہیں مگر یہی ہماری دنیا کی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ ﴿کنز الایمان﴾

گویا تو بھی انہیں لوگوں میں سے ایک فرد ہے مگر تو نے اسلام کا زیور پہن لیا ہے اور کلمہ شہادت پڑھ کر اپنا خون محفوظ کر لیا ہے اور نماز روزہ میں مسلمانوں کے سات موافقت کر لی ہے نہ کہ عبادت سمجھ کر نماز پڑھی اور نہ ہی عبادت سمجھ کر روزہ رکھا اور تو لوگوں میں اپنے آپ کو متقی پرہیزگاری ظاہر کرتا ہے حالانکہ تیرا دل فاجر ہے تجھے اس طرح کرنا کیا فائدہ دے گا۔

دن کو بھوکا پیاسا رہنا شام کو حرام کھانا کیا نفع دے گا

اے مسلمانو۔ دن کو تمہارا بھوکا پیاسا رہنا اور شام کو حرام مال سے روزہ افطار کرنا تجھے کیا نفع دے گا۔ تم دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو گناہ کرتے ہو۔

اے حرام خورو۔ تم اپنے نفسوں کو دن میں پانی پینے سے باز رکھتے ہو اور پھر مسلمانوں کے خونوں سے افطار کرتے ہو اور تم میں بعض وہ لوگ بھی ہیں جو دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو گناہ کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا تَخْذُلُ اُمَّتِیْ مَا عَظَّمُوْا شَهْرَ رَمَضَانَ

یعنی میری امت ذلیل نہ ہوگی جب تک ماہ رمضان کی تعظیم کرتی رہے گی۔

رمضان المبارک کی تعظیم یہ ہے کہ اس میں تقویٰ ہو اور حدود شریعت کے ساتھ روزہ ہو اور روزہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔

اے اللہ کے بندے روزہ رکھ اور جب افطار کرے تو اپنی افطاری میں سے

کچھ فقرا کو بھی دے اور انکے ساتھ اچھا سلوک کر اور تنہا نہ کھا کیونکہ جو شخص تنہا کھاتا ہے اور دوسرے کو نہیں کھلاتا اس پر محتاجی اور تنگدستی کا خوف ہے۔

خود پیٹ بھر کر کھانا اور پڑوسی کا بھوکا رہنا

اے مسلمانو! تم خود پیٹ بھر کر کھاتے ہو اور تمہارے ہمسائے بھوکے رہتے ہیں اور پھر تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں تمہارا ایمان بالکل صحیح نہیں ہوا اور تمہارے سامنے کثرت سے کھانا ہوتا ہے اور تمہارے گھر والوں سے بچا رہتا ہے اور فقیر تمہارے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور پھر بھی محروم واپس کیا جاتا ہے۔ عنقریب تجھے اپنی خبر معلوم ہو جائے گی کہ تو بھی ان جیسا ہو جائے گا جس طرح دینے کی قدرت کے باوجود تو نے اس کو رد کر دیا تھا تجھ کو بھی رد کر دیا جائے گا اور محروم پھیرے گا۔

تجھ پر افسوس ہے تو کھڑا کیوں نہ ہوا اور جو کچھ تیرے سامنے موجود تھا اس میں سے لے کر تو نے فقیر کو کیوں نہ دیا تو دو خصلتوں کو جمع کر لیتا تواضع کے ساتھ کھڑا ہوتا اور اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کیلئے دے دیتا۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے سائل کو دیا کرتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے اونٹنی کو چارہ کھلاتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے بکری کا دودھ دوہتے تھے اور اپنے دست مبارک سے اپنی قمیض سیا کرتے تھے تو تم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کا کس طرح دعویٰ کرتے ہو۔ حالانکہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال میں مخالفت کرتے ہو اور تمہارا دعویٰ تو لمبا چوڑا ہے کہ جس کا کوئی گواہ نہیں ہے اور مشہور کہاوت ہے کہ یا تو خالص یہودی بن جا ورنہ توریت پر اتنا فریفتہ نہ ہو۔ میں اسی طرح تجھ سے کہتا ہوں یا تو اسلام کی تمام شرائط کا پابند ہو جا ورنہ اپنے آپ کو مسلمان کہنا چھوڑ دے۔

تمہارے اوپر اسلام کی تمام شرائط کا بجالانا لازم ہے پھر اس کی حقیقت کا جو کہ شریعت کے سامنے سر جھکا دینا ہے اس کو لازم اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے رہو۔ آج تم مخلوق کے ساتھ غمخواری کرو گے تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اپنی رحمت سے غمخواری کرے گا اور تم زمین والوں پر رحم کرو تا کہ آسمان والا تم پر رحم فرمائے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد کچھ اور تقریر فرمائی اور بعد میں ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اپنے نفس کے ساتھ قائم رہے گا اس وقت تک تو اس مقام تک نہ پہنچے گا جب تک تو نفس کو اس کی خواہش کے مطابق اس کی لذتیں اور خطوط پہنچاتا رہے گا تو اس کی قید میں رہے گا۔ نفس کو اس کا پورا حق دے اور اس کے حصہ سے منع کر۔ نفس کو اس کا حصہ دینے سے نفس کی بقاء ہے اور اس کو اس کا حصہ دینے میں نفس کی ہلاکت ہے۔ نفس کا حق تو صرف اتنا ہے کہ اس کو کھانا کھلانا' پانی پلانا' لباس دینا اور رہنے کی جگہ دینا ہے اور نفس کا حصہ لذتیں اور خواہشات نفسانیہ ہیں ﴿اس سے نفس کو منع کر﴾ اور اس کا حق شریعت کے ہاتھ سے لے اور اس کے حصہ کو قضاء وقدر کی طرف جو کہ علم خداوندی میں سابق ہو چکا ہے سپرد کر دے۔

نفس کو مباح چیزیں اور حرام مال نہ کھلا۔ شریعت کے دروازے پر بیٹھ اور پابندی کے ساتھ اسکی خدمت کر اسی میں تیری فلاح ونجات ہے اور کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں۔ باز رہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

تھوڑے پر قناعت کرو اور اسی پر اپنے نفس کو برقرار رکھو۔ پھر اگر علم سابق

اور تقدیر خداوندی کے ہاتھ سے تیرے پاس بہت زیادہ آئے اس میں تو محفوظ ہوگا۔ جب تو تھوڑے پر قناعت کر لے گا تو تیرا نفس ہلاک نہ ہوگا اور جو اس کا مفہوم ہے وہ فوت نہ ہوگا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مومن کو تو اتنی مقدار کافی ہے کہ جتنی بکری کے بچہ کو کافی ہے ایک مٹھی خراب چھواڑے اور ایک گھونٹ پانی۔

مومن شخص تو قوت لا یموت کھاتا ہے اور مثل زاد راہ لیتا ہے اور منافق شخص خوب مزے اڑاتا ہے مومن تھوڑا اس لئے کھانا لیتا ہے کہ وہ ابھی راستہ میں ہے اور منزل پر نہیں پہنچا اور وہ جانتا ہے کہ منزل میں اس کیلئے تمام حاجت کی چیزیں موجود ہیں اور منافق کیلئے نہ تو کوئی منزل ہے اور نہ ہی کوئی اس کا مقصد۔

تمہارے دنوں اور مہینوں میں کس قدر کوتاہی بھڑی ہوئی ہے اور تم بلا نفع عمروں کو ضائع کر رہے ہو اور میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم دنیا میں کوتاہی نہیں کرتے اور اپنے دین میں کوتاہی کر رہے ہو۔ اس کے برعکس معاملہ کرو اچھے رہو گے کیونکہ دنیا کسی کے پاس باقی نہیں رہی اس لئے تمہارے پاس بھی نہیں رہے گی۔

دوسروں کی دنیا آباد اور اپنی آخرت برباد کرنا

اے مسلمانو! کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے زندگی کا پروانہ آ گیا ہے اور تمہاری سمجھ کس قدر کمزور ہے۔ جو شخص اپنی آخرت کو برباد کر کے دوسروں کیلئے دنیا کو آباد کرتا ہے۔ وہ دوسروں کیلئے جمع کرتا ہے اور اپنے دین سے جدائی کر رہا ہے اور اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ ڈالتا ہے اور اپنے جیسی مخلوق کی رضامندی کیلئے اللہ تعالیٰ کا غصہ اپنے اوپر لیتا ہے۔ اگر وہ یقین کے ساتھ جان لیتا ہے کہ عنقریب مرنے والا ہے اور بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے والا ہے اور اپنے تمام حرکات و افعال کا حساب دینے والا ہے تو وہ اپنے

بہت سے عملوں سے رک جاتا۔

نصیحت لقمان

حضرت لقمان حکیم رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

اَنَهٗ قَالَ لِابْنِهٖ یَابُنَیَّ کَمَا تَمْرَضُ وَلَا تَدْرِیْ کَیْفَ تَمْرَضُ هٰکَذَا تَمُوْتُ وَلَا تَدْرِیْ کَیْفَ تَمُوْتُ اُحَذِّرُکُمْ وَاَنْهَاکُمْ وَلَا تَحْذَرُوْنَ وَلَا تَنْتَهُوْنَ

یعنی انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے جیسا کہ تو بیمار ہوتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ میں کیوں بیمار ہوا ہوں اسی طرح تو ایک دن مر جائے گا اور یہ نہ جان سکے گا کہ کیوں موت آ گئی ہے میں تم کو ڈراتا ہوں اور منع کرتا ہوں مگر تم نہ ڈرتے ہو اور نہ باز آتے ہو۔

اے بھلائی سے غائب ہونے والو۔ دنیا میں مشغول ہونے والو عنقریب دنیا تم پر حملہ کرے گی اور تمہارا گلہ گھونٹ دے گی اور تم نے جو کچھ ہاتھوں سے جمع کیا ہے وہ تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور وہ لذتیں جن سے تم مزے اڑاتے تھے کچھ کام نہ دیں گی بلکہ یہ تمام کا تمام تمہارے اوپر وبال ہی وبال ہوگا۔

تحمل اور قطع شر کی عادت اختیار کرنا

اے اللہ کے بندے۔ تو تحمل اور قطع شر کی عادت کو اختیار کر۔ کلمات کے مشابہ دوسرے کلمات ہیں جب تجھ سے کوئی ایک کلمہ کہے پھر تو اس کا جواب دے گا تو اس کی طرف سے اس کے مشابہ دوسرے کلمات آ جائیں گے اسی طرح گفتگو بڑھتی جائے گی اور تم دونوں میں شر اور لڑائی حاضر ہو جائے گی۔

مخلوق میں بہت کم لوگ ہیں جو اس کے اہل ہیں کہ مخلوق کو خالص اللہ عزوجل کے دروازہ کی طرف دعوت دیں۔ اگر ان کی باتوں کو قبول نہ کیا جائے تو وہ لوگوں پر حجت ہوں گے۔ ایسے لوگ مومنین کیلئے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اور منافقوں کیلئے جو کہ دین خداوندی کے دشمن ہیں عذاب ہیں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ طَیِّبْنَا بِالتَّوْحِیْدِ وَبَخِّرْنَا بِالْفَنَاءِ عَنِ الْخَلْقِ وَمَا سِوَاکَ فِی الْجُمْلَۃِ

اے اللہ ہمیں عطر توحید سے معطر فرما اور مخلوق سے اور جملہ ماسوا سے فنا ہو جانے کی دھونی دے۔

اے موحدین۔ اے مشرکین۔ تمہارے ہاتھوں میں مخلوق میں سے کوئی چیز نہیں ہے تمام کی تمام مخلوق اور عاجز و بے بس ہے۔ بادشاہ۔ غلام اور سلطان اور ان پر مسلط ہونے والے امیر اور فقیر تمام کے تمام تقدیر خداوندی کے قیدی ہیں۔ سب کے دل اس کے قبضہ میں ہیں اور وہ جیسے چاہتا ہے ان کو الٹ پلٹ دیتا ہے۔

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ'' وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ　﴿سورۃ الشوریٰ﴾

ترجمہ: اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔　﴿کنز الایمان﴾

تم ایسے نفسوں کو موٹا نہ کرو ورنہ تمہیں کھالیں گے جیسے کوئی شکاری کتے کو لے کر پالے اور اس کی پرورش کرے اور اس کو موٹا کرے اور اکیلا اس کے ساتھ رہے تو پس ضرور ہے کہ وہ کتا اس کو کھالے۔ تم نفس کی باگوں کو ڈھیل نہ دو اور اس کی چھریوں کو تیز نہ ہونے دو۔ بیشک وہ تمہیں ہلاکت کے جنگلات میں پھینک دے گا اور تمہیں دھوکا دے گا تم اس کے مواد کو قطع کرو اور شہوتوں کو ان کی خواہشوں میں نہ چھوڑو۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی نُفُوْسِنَا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمارے نفوس پر ہماری مدد فرما اور ہمیں بھلائی دے دنیا میں اور ہمیں بھلائی دے آخرت میں اور ہمیں عذاب دوزخ بچا۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۶ ذی قعدہ ۵۴۵ ہجری بروز اتوار صبح کے وقت خانقاہ شریف میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ التَّاسِعُ عَشَرَ ﴿۱۹﴾

اللہ سے خوف کیا جائے اور اسی سے امید رکھی جائے

حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ جنت اور جہنم کو پیدا نہ فرماتا تو تب بھی اس کی ذات اس کی مستحق تھی کہ اس سے خوف کیا جائے اور اس سے امید رکھی جائے۔ اس کی ذات کے طالب بن کر اس کی اطاعت کرو اور تمہیں اس کی عطا اور سزا کی غرض نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے حکم کو بجا لانے اور اس کی ممنوعات سے باز رہنے اور اس کے قضاء و قدر پر صبر کرنے میں اس کی اطاعت ہے۔تم اس کیطرف رجوع کرو اور توبہ کرو۔اس کے سامنے گریہ وزاری کرو اور اپنی آنکھوں اور دل کے آنسوؤں سے اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرو۔رونا عبادت ہے کیونکہ وہ کمال درجہ کی عاجزی اور ذلت ہے اور جب تو نیک نیت سے توبہ کرے گا اور اعمال صالحہ کرے گا اور ہمیشہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے نفع عطا فرمائے گا۔ وہ تو مظلوموں کے بدلہ لینے کا والی ہے کیونکہ وہاں اس کی رحمت و راحت اپنے تابعداروں کیلئے ظاہر ہوگی تو اس کی محبت کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اسکی محبت کو تمام ضروری چیزوں سے جن کا تو حاجت مند ہے زیادہ اہم مقصد بنا لے اسی کی محبت تجھے نفع دے گی۔ تمام مخلوق اپنے فائدہ کیلئے تجھے چاہتی ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے تیرے لئے ہی چاہتا ہے اور دوست رکھتا ہے۔

تمہارے نفس خدائی دعویٰ کرتے ہیں

اے مسلمانو! تمہارے نفس خدائی دعویٰ کرتے ہیں اور تمہیں اس کی خبر نہیں

ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر حکم چلاتے ہیں اور جس کام کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے نفس اس کے خلاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان لعین کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو دوست نہیں رکھتے اور جب تقدیری امور آتے ہیں تو ان کی موافقت نہیں کرتے اور نہ ہی ان پر صبر کرتے ہیں بلکہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سر کو جھکانے کی خبر ہی نہیں۔ محض اسلام کے نام پر قناعت کر بیٹھے ہیں یہ تو نہ ان کو نفع دے گا اور نہ ہی اس پر نفع عطا ہوگا۔

اللہ سے نڈر نہ ہو اس سے خوف کر

اے اللہ کے بندے تو اللہ تعالیٰ سے نڈر نہ ہو تو خوف کو لازم اختیار کر یہاں تک کہ تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اور تیرے دل اور بدن کے پاؤں اس کے سامنے مضبوطی کے ساتھ قائم نہ ہو جائیں اور جب تک تیرے سامنے امان کا پروانہ نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک برابر ڈرتا رہ اور جب تجھے شاہی فرمان مل جائے تو تجھے زیبا ہے کہ تو مطمئن ہو جا۔

اور جب وہ تجھے نجات کا پروانہ عطا کر دے گا تو بہت سی بھلائیاں تجھے نظر آئیں گی کہ جب وہ تجھے امان دے گا تو وہ برقرار رہیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ جب عطا کرتا ہے تو اس عطا کو وہ واپس نہیں لیتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو برگزیدہ بناتا ہے تو اس کو اپنا قرب عطا کرتا ہے اور اپنے نزدیک کر لیتا ہے اور جب اس بندہ پر خوف غالب ہوتا ہے تو اللہ رب العزت ایسی چیز القا فرماتا ہے جو کہ اس کے خوف کو زائل کر دیتی ہے اور اس کے دل اور باطن کو سکون بخشتی ہے۔ پس بندہ اور خدا تعالیٰ کے درمیان یہی معاملہ رہتا ہے۔

اے جاہل۔ تجھ پر افسوس ہے تو اللہ رب العزت سے منہ پھیرتا ہے اور اس کو اپنے دل کی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ کر مخلوق کی خدمت میں مشغول ہوتا ہے۔ پس خاصان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا قرب عطا فرمایا اور ان کو اپنی پہچان کروا

دی۔ انہوں نے اس کو پہچان لیا اور ان میں سے جب کوئی اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اور اپنے نفس، خواہش، طبیعت اور شیطان مردود کی لڑائی سے فارغ ہو جاتا ہے اور ان دشمنوں سے اور اپنی دنیا سے چھوٹ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کیلئے اپنے قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے اور جب وہ کسی کام کا خواہاں ہوتا ہے اور اس کو کرنے لگتا ہے پس اس کو حکم ہوتا ہے کہ پیچھے لوٹ جا اور مخلوق کی خدمت میں مشغول ہو جا اور ان کو ہم تک پہنچنے کا راستہ دکھا اور ہمارے طالبوں اور ارادت والوں کی خدمت کرتا رہ۔

اہل اللہ کام سے جن میں وہ مشغول رہتے ہیں تم غافل اور اندھے ہو اور تم اپنے نفسوں کیلئے جو کہ تمہارے دشمن ہیں روشنی کو اندھیرے سے ملاتے ہو اور تم اپنی بیویوں کو خوش کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہو اور مخلوق میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اپنی بیوی اور بچوں کی خوشی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر مقدم سمجھتے ہیں۔ میں تیری حرکات وسکنات کو دیکھتا ہوں کہ تیری ساری ہمت تیرے نفس اور تیرے بیوی بچوں کیلئے ہے اور تو اللہ تعالیٰ بالکل بے خبر ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تیرا شمار مردوں میں نہیں ہے اور جو شخص اپنی مردانگی میں کامل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے عمل نہیں کرتا۔ تیرے دل کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں ہیں اور تیرے باطن کی صفائی مکدر ہو گئی ہے اور تو حقیقت میں اپنے رب تعالیٰ سے محجوب ہو گیا ہے اور تجھے خبر نہیں ہے اس لئے کہ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

وَيْل'' لِلْمَحْجُوْبِيْنَ الَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ مَحْجُوْبُوْنَ

افسوس ہے ان محجوبوں کیلئے جن کو اپنا محجوب ہونا بھی معلوم نہیں۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تیرے کھانے میں کانچ ملا ہوا ہے پھر بھی تو اسے کھا رہا

ہے اور تجھے شہوت کے غلبہ اور قوت حرص اور خواہشات کی شدت کی وجہ اس کا علم بھی نہیں ایک گھڑی کے بعد وہ تیرے معدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور تو ہلاک ہو جائے گا۔ تیرے تمام مصائب و آلام اللہ تعالیٰ سے دوری اور غیر اللہ کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہیں۔ اگر تو مخلوق کی جانچ کرتا اور ان کا امتحان لیتا تو ضرور ان کو دشمن سمجھتا اور ان کے خالق کو محبوب بناتا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِختَبِرُ تَقلِهُ یَعْنِیُ تُبْغِضُ

یعنی امتحان لے لے اس کو دشمن سمجھنے لگے۔

تیری دوستی اور دشمنی بغیر جانچ و امتحان کے ہے۔ جانچ تو عقل کرتی ہے تجھے تو عقل ہی نہیں۔ جانچ تو دل کرتا ہے اور تیرا دل ہی نہیں۔ دل ہی سوچتا اور نصیحت پکڑتا ہے اور عبرت حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ فِیُ ذَالِکَ لَذِکُرٰی لِمَنْ کَانَ لَہ' قَلْب" اَوُ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْد"

﴿سورۃ ق﴾

ترجمہ: بے شک اس میں نصیحت ہے اس کیلئے جو دل اٹھتا ہو یا کان لگائے اور جو متوجہ ہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

عقل ہی منقلب ہوکر قلب بن جاتی ہے اور قلب منقلب ہو کر باطن بن جاتا ہے اور باطن منقلب ہو کر فنا بن جاتا ہے اور فنا منقلب ہو کر وجود بن جاتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں بھی شہوتیں اور رغبتیں تھیں لیکن وہ اپنے نفسوں کی مخالفت کرتے رہتے تھے اور اپنے پروردگار کی رضامندی چاہتے رہتے تھے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جنت میں رہتے ہوئے صرف ایک خواہش کی اور لغزش کھائی پھر انہوں نے توبہ کی اور پھر دوبارہ ایسا نہ کیا اور ان کی خواہش محمود تھی کیونکہ انہوں نے یہ خواہش کی تھی کہ وہ کسی طرح بھی اللہ تعالیٰ کے پڑوس سے جدا نہ ہوں اور انبیاء علیہم السلام ہمیشہ اپنے نفسوں اور طبیعتوں اور خواہشات کی مخالفت کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ اپنے نفوس کو سخت مجاہدوں میں ڈال کر اور ہر طرح کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے فرشتوں کے ساتھ مل گئے۔ انبیاء اور مرسلین اور اولیاء کرام صبر کیا کرتے ہیں اس لئے تم بھی صبر کرنے میں ان کی موافقت کرو۔

اے اللہ کے بندے تو اپنے دشمن کی مار پر صبر اختیار کر تو وہ وقت بہت جلد آئے گا کہ تو اس پر حملہ کرے گا اور اس کو قتل کر کے اس کا مال لے لے گا اس کے بعد بادشاہ کی طرف سے خلعت اور جاگیر حاصل کرے گا۔

نیت ہر شخص کیلئے خیر کی ہونی چاہیے

اے اللہ کے بندے تو اس بات کی کوشش کر کہ تو کسی کو بھی ایذاء نہ دے اور تیری نیت ہر شخص کیلئے خیر کی ہونی چاہیے۔ ہاں اگر کسی کو شریعت ایذاء دینے کا حکم دے تو اس کو ایذاء پہچانا تیرے لئے عبادت ہوگا۔ صاحبان عقل و شرافت اور صدیقین کا تو صور پھونکا جا چکا ہے اور انہوں نے اپنے نفسوں پر قیامت قائم کر لی ہے اور انہوں نے اپنی ہمتوں سے دنیا سے منہ پھیر لیا ہے اور اپنی تصدیق کی وجہ سے وہ پل صراط کو پار چکے ہیں اور اپنے دلوں سے چلے یہاں تک کہ وہ جنت کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے اور وہ راستہ میں کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تنہا نہ کھائیں گے کیونکہ کریم کی عادت تنہا کھانے کی ہوتی پس وہ یہ کہہ کر دنیا کی طرف الٹے پاؤں لوٹ آئے تاکہ یہاں آ کر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں اور وہاں کی نعمتوں کی ان کو خبر دیں اور ان پر تمام امور کو آسان کر دیں۔

جس شخص کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور جو اپنے ایمان میں مضبوط ہو جاتا ہے وہ قیامت کے تمام معاملات کو جن کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اس کو جنت اور جہنم اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب کو دیکھتا ہے۔ صور اور اس پر جو فرشتہ متعین ہے اس کو بھی دیکھتا ہے اور وہ تمام چیزوں کو ان کی حقیقت سے پہچانتا ہے اور وہ دنیا اور اس کے زوال۔ دنیا کی دولت وحکومت کے انقلاب کو دیکھتا ہے اور وہ مخلوق کو اس حالت میں دیکھتا ہے کہ گویا وہ قبروں میں مدفون ہیں اور چل پھر رہے ہیں اور جب وہ قبرستان سے گزرتا ہے تو وہاں کے ثواب وعذاب کو محسوس کرتا ہے اور قیامت کے دن کو اور جو کچھ اس میں قیام وموافقت سے ہونے والا ہے سب کو دیکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عذاب کو دیکھتا ہے اور وہ ملائکہ کو کھڑا ہوا دیکھتا ہے اور وہ اہل جنت کو جنتی لوگوں سے ملاقات کرتے ہوئے دیکھتا ہے اور جہنمی لوگوں کو جہنم میں عداوت کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو جس کی نگاہ صحیح ہو جاتی ہے وہ اپنے سر کی آنکھوں سے مخلوق کو اور اپنے دل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے فعل کی طرف جو مخلوق کی طرف صادر ہوتا ہے دیکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حرکت دینے اور اس کی مخلوق کے سکون دینے کو دیکھتا ہے۔ اس پہ یہ نظر' نظر عزت ہے۔

اور بعض اولیاء کرام میں ایسے بھی ہیں کہ جب وہ کسی شخص کی طرف نگاہ کرتے ہیں تو اس کے ظاہر کو سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اس کے باطن کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے خالق و مالک عزوجل کو باطن و حقیقت کے آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جو خدمت کرتا ہے وہ مخدوم بنتا ہے۔ جب ان کو کوئی تقدیری امر آتا ہے تو وہ اس کی موافقت کرتے ہیں خواہ اس کو تصویر خشکی میں ڈالے یا سمندر میں یا ہموار زمین میں ڈالے یا پہاڑ میں اس کو شیریں کھانا کھلائے یا کڑوا۔ یہ اس کی عزت و ذلت' امیری وفقیری' راحت و

بیماری میں موافقت کرتے ہیں یہ ہر امر میں تقدیر کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ جب تقدیر نے جان لیا کہ تھک گیا ہے مشقت میں پڑ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے مکرم اور مقرب ہونے کی وجہ سے وہ اتر پڑی اور اپنی جگہ اس کو سوار کر دیا اور خود اس کے ہم رکاب ہو کر چلی اور اس کی خادم بن گئی اور اس کے سامنے متواضع ہوگئی اور اس کو یہ مرتبہ اور مقام اس وجہ سے ملا کہ اس نے اپنے نفس اور خواہش و طبیعت اور عادتوں اور اپنے شیطان اور برے ہم نشینوں کی مخالفت کی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مَوَافَقَةَ قَدْرِکَ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمیں اپنی قدرت کی موافقت تمام حالتوں میں عطا فرما اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۸ ذی قعدہ ۵۴۵ ہجر المقدس بروز منگل شام کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الْعِشْرُوْنَ ﴿۲۰﴾

نفاق اور اخلاص

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس شہر میں رہنے والو۔ تمہارے اندر نفاق بہت بڑھ گیا ہے اور اخلاص کم ہو گیا ہے۔ قول بلا عمل بڑھ گئے ہیں۔ قول بغیر عمل کے کسی کام کا نہیں بلکہ وہ تم پر حجت ہے نہ قرب خداوندی کا ارستہ۔ قول بغیر عمل کے ایسا ہے کہ جس طرح بغیر دروازے کا گھر ہو اور جس میں کچھ بھی آسائش نہ ہو اور ایسا خزانہ ہے کہ جس سے کچھ خرچ نہ کیا جائے اور وہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے کہ جس کا کوئی گواہ نہیں اور وہ صورت بغیر روح کے بت ہے کہ جس کے نہ ہاتھ ہیں اور نہ ہی پاؤں اور نہ اس میں پکڑنے کی قوت و طاقت ہے اور تمہارے بڑے اعمال ایسے ہیں کہ جیسے جسم بغیر روح کے کیونکہ روح تو اخلاص و توحید اور کتاب اللہ اور سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ثابت قدم رہنا ہے۔ ایسا نہ کرو بلکہ اپنی حالت کو بدلو تو اچھے رہو گے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لاؤ اور ممنوعات سے باز آؤ۔ تقدیر خداوندی کی موافقت کرو اور مخلوق میں چند ہی افراد ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے دلوں کو انس و مشاہدہ اور قرب الٰہی کی شراب پلا دی جاتی ہے اور وہ مست ہو جاتے ہیں کہ ان کو تقدیر اور مصائب کی تکلیفوں کا احساس تک نہیں رہتا۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر گزاری کرتے رہتے ہیں اور وہ مصائب و آلام کے نزول کے وقت کہ گویا وہ موجود ہی نہ تھے جو اپنے رب تعالیٰ پر اعتراض کرتے۔ اہل اللہ پر اسی طرح کے مصائب و آلام نازل ہوتے ہیں کہ جس طرح تم پر ہوتے ہیں لیکن بعض ان میں سے وہ ہیں جو صبر کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو آفات سے اور ان پر صبر سے غائب ہو جاتے ہیں اور انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی تکلیف کا ماننا ایمان کی

کمزوری اور ایمان کا بچپن کے زمانہ میں ہوتا ہے اور جب ایمان نوجوان اور قرب البلوغ بن جاتا ہے تو صبر کرتا ہے اور اس کے کمال جوانی کو پہنچ جانے کے وقت موافقت ہوتی ہے اور راضی برضا الٰہی ہو جانا اس کے قرب کے وقت ہوتا ہے اور وہ اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے لگتا ہے اور غیبت و فنا مطلق وقت پائے جانے اور قلب و باطن کے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ہوتی ہے پس یہ حالت مشاہدہ اور ہمکلامی کی ہے۔ اور اس حالت میں اس کا باطن اور اس کا وجود فنا ہو جاتا ہے اور بمقابلہ مخلوق کے محو ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتا ہے اور وہاں محو ہو کر پورے طور سے پگھل جاتا ہے اور اسے بقا کا درجہ مل جاتا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اس کو زندہ کرتا ہے اور جب چاہتا ہے واپس کر لیتا ہے اور اس کے منتشر اور متفرق اجزاء کو جمع کر دیتا ہے کہ جس طرح قیامت کے دن مخلوق کے اجسام کو ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے اور پھٹ جانے کے باوجود جمع کر دے گا اور ان کی ہڈیوں' گوشت اور بالوں کو جمع کر دے گا اور اسرافیل علیہ السلام کو ان میں روح پھونکنے کا حکم دے گا یہ تو عام مخلوق کے حق میں ہوگا لیکن اہل اللہ کا اعادہ بغیر واسطہ کے ہوگا۔ صرف نظر خداوندی ان کو فنا کرتی ہے اور اسی کی نظر ان کا اعادہ فرما دے گی۔

شرط محبت یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ نہ تیرے لئے ارادہ باقی رہے اور نہ اس کو چھوڑ کر دنیا یا آخرت یا کسی مخلوق سے مشغولیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کوئی آسان بات نہیں جو ہر ایک اس کا دعویٰ کرنے لگے اور کتنے لوگ ہیں جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ محبت ان سے دور ہوتی ہے اور کتنے ایسے لوگ ہیں جو محبت کا دعویٰ نہیں کرتے حالانکہ محبت ان کے نزدیک موجود ہوتی ہے۔

مسلمانوں میں سے تم کسی کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھو کیونکہ اسرار خداوندی ان میں بیج کی طرح بکھیر دیئے گئے ہیں۔ اے مسلمانو تم اپنے نفسوں میں تواضع پیدا

کرو اور اللہ تعالیٰ کے بندوں پر غرور و تکبر نہ کرو اپنی غفلتوں سے ہوشیار ہو جاؤ اورتم بہت غافل ہو چکے ہو گویا کہ تمہارا محاسبہ اور حساب و کتاب ہو چکا ہے اورتم نے پل صراط کو عبور کر لیا ہے اور جنت کے اندر تم نے اپنے ٹھکانوں کو دیکھ لیا ہے۔ ارے تم بہت بڑے دھوکہ میں ہو' کچھ سوچو' غور وفکر کرو اورتم میں سے ہر ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ گناہ کیئے ہیں اور وہ اس بارے میں فکر ہی نہیں کرتا اور نہ ہی توبہ کرتا ہے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے گناہ بھلا دیئے گئے ہیں ۔ ارے ایسا نہیں ہے کہ وہ تو تمہارے نامہ اعمال میں تاریخ اور وقت کے ساتھ درج ہیں اور جتنے چھوٹے بڑے گناہ ہیں سب کا حساب ہوگا اور اس پر سزا بھی ہوگی۔

اے غافل۔اے سونے والے۔ ہوشیار ہو جاؤ۔تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سامنے آ جاؤ۔اے انسانو۔ تحقیق کہ تم میں یا جو تمہارے تابعدار ہیں جس کے گناہ اور لغزشیں زیادہ ہو گئیں اور وہ اس پر اڑ رہا ہے اور توبہ بھی نہیں کرتا اور نادم بھی نہیں ہوتا اگر اس نے جلد اس کی تلافی نہ کی تو سمجھ لے کہ کفر کا قاصد آ گیا۔ اے دنیا کے بغیر آخرت طلب کرنے والے۔ اے مخلوق کو خالق کے بغیر چاہنے والے تو محتاجی کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور نہ امیری کے سوا کسی سے آرزو کرتا ہے تجھ پر افسوس ہے۔ رزق تو تقسیم ہو چکا ہے اور نہ ہی وہ زیادہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی کم اور نہ مقدم ہوسکتا ہے اور نہ ہی موخر۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں شک کرتا ہے اور تو حریص ہے کہ وہ طلب کرتا ہے تو تیرے مقسوم میں نہیں ہے اور تجھے تیرے حرص نے علماء کے پاس حاضر ہونے اور مجالس خیر کی حاضری سے روک دیا ہے اور تو یہ خوف کرتا ہے کہ میرا منافع کم ہو جائے گا اور میرے اونٹ کم ہو جائیں گے ۔ تجھ پر افسوس ہے کہ جب تو اپنی ماں کے پیٹ میں بچہ تھا تو تجھے کون کھلاتا تھا۔ آج تو اپنی ذات پر' مخلوق پر' اشرفیوں پر' درہم پر' خرید و

فروخت پر اور اپنے شہر کے حاکم پر بھروسہ کرتا ہے۔ ہر وہ چیز جس پر تو بھروسہ کرتا ہے وہ تیرا معبود ہے اور ہر ایک چیز جس سے تو ڈرتا ہے اور جس سے تو آرزو کرتا ہے بس وہ تیرا معبود ہے اور ہر ایک وہ چیز جس پر تو نے نفع و نقصان کی نظر ڈالی اور خیال نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر تیرا کام کر دیا ہے پس وہ تیرا معبود ہے اور بہت جلد تجھے اپنی خبر معلوم ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے کان، آنکھ، قوت، مال اور وہ تمام چیزیں جس پر تو اللہ تعالیٰ کے سوا اعتماد کرتا تھا سب چھین لیا جائے گا۔ تیرے اور مخلوق کے درمیان قطع تعلق کر دے گا اور ان کے دلوں کو تیرے لئے سخت کر دیگا اور ان کے ہاتھ تیری طرف سے کھینچ لے گا اور تجھے تیرے شغل سے معزول کر دے گا اور تیرے لئے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور تجھے در بدر پھرایا جائے گا اور تجھے ایک لقمہ تو کہاں ایک ذرہ بھی نہیں دیا جائے گا اور جب تو اسے پکارے گا وہ تجھے جواب بھی نہ دے گا اور یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تو شرک کرتا ہے اور غیر خدا پر اعتماد کرتا ہے اور غیر اللہ سے خدا کی نعمتوں کو طلب کرتا ہے اور گناہوں پر نعمتوں سے مدد چاہنے کی وجہ سے ہوگا۔ اور میں نے اکثر لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور نافرمانوں کے متعلق اکثر یہی طریقہ رہا ہے اور بعض گناہ گار وہ بھی ہیں جو اپنے گناہوں کی توبہ سے تلافی کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور ان سے لطف و کرم کا معاملہ کرتا ہے۔

اے مخلوق خدا تم توبہ کرو۔ اے فقیہو۔ اے زاہدو۔ اے عابدو۔ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ توبہ کا محتاج نہ ہو۔ میرے پاس تمہاری زندگی اور موت کے حالات کی خبریں ہیں۔ جب تمہارے ابتدائی امور مشکل اور مشتبہ ہو جاتے ہیں تو آخر کار تمہاری موت کے وقت وہ سب کچھ مجھ پر پوشیدہ رہتا ہے تو میں

اس کے مصارف کا منتظر رہتا ہوں۔ پس اگر وہ مال' اولاد اور اہل وعیال کے نفقہ اور اللہ تعالیٰ کے فقراء اور مخلوق کی مصلحتوں میں صرف ہوتا ہے تو میں یہ جان لیتا ہوں کہ اس کے حاصل کرنے کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ پر توکل ہے اور بے شک یہ مال حلال ہے۔ میں تمہارے ساتھ بازاروں میں نہیں رہتا لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے مالوں کا حال اس کو حاصل کرنے کا طریقہ اور دیگر طریقے سب مجھ پر ظاہر فرما دیتا ہے۔

اپنے دلوں کو پاک کرو

اے اللہ کے بندے۔تو اس بات سے ڈر کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل میں اپنے غیر کا خوف نہ دیکھے پس تو اس وقت ذلیل ہو جائے گا تو اس سے بھی بچ کہ وہ تیرے دل میں اپنے غیر کا خوف یا غیر سے آرزو یا غیر کی محبت دیکھے۔تم اپنے دلوں کو پاک وصاف کرلو۔ ہر نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال کرو کہ تم اس کے گھر میں اس کے مہمان ہو۔

ناقص محبت

اے اللہ کے بندے تو حسین وجمیل چہروں کو دیکھ کر ان سے محبت کرنے لگتا ہے یہ تو ناقص محبت ہے جس پر تجھے سزا دی جائے گی ۔ صحیح محبت وہ ہے کہ جس میں کبھی تغیر نہ آئے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور وہی ایسی ہے کہ جس کو تو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھے گا اور وہی ہے صدیقین اور روحانیوں کی محبت۔ انہوں اس کو محض ایمان سے محبت نہیں سمجھا بلکہ یقین اور معائنہ سے سمجھا ہے اور ان کے دل کی آنکھوں کے پردے کھول دیئے گئے ہیں پس ان کو وہ تمام چیزیں جو غیب میں تھیں نظر آ گئیں اور ایسی چیز دیکھی کہ جس کا بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُحَبَّتَکَ مَعَ الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةَ

اے اللہ ہمیں عفو عافیت کے ساتھ اپنی محبت عطا فرما

تمہارے مقسوم ان اوقات پر پہنچانے کیلئے دنیا کے پاس امانت رکھ دیئے گئے ہیں کہ جن کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے ان کے مالک کی طرف سے اجازت مل جانے کے بعد کوئی طاقت نہیں رکھتا کہ تمہارے سپرد ہونے سے روک سکے۔ پس وہ مخلوق پر ہنستے اور ان کی عقلوں پر آوازے کستے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس پر بھی ہنستے ہیں جو ایسی چیز طلب کرے جو اس کے مقسوم میں نہ ہو اور اس پر بھی ہنستے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اپنے مقسوم کی اس سے خواہش کرتے ہیں۔

اللہ کے دروازہ کی طرف اپنے چہروں کو کرو

اے مسلمانو۔ اگر تم دنیا کے دروازوں سے اپنے چہروں کو پھیر لو اور اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف اپنے چہروں کو کرلو تو دنیا نکل کر خود تمہارے پیچھے آئے گی۔ تم اللہ تعالیٰ سے عقل طلب کرو۔ جب دنیا اولیاء کرام کی طرف آتی ہے تو وہ اس سے کہتے ہیں کہ ہم سے چلی جا کسی اور کو جا کر دھوکہ دے ہم تجھے پہچان چکے ہیں اور ہم نے تجھے دیکھ لیا ہے اور ہم تیرے حسن و ہیبت کو دیکھ چکے ہیں اور ہمارے اوپر اپنا کھوٹا پن ظاہر نہ کر۔ تیری اشرفی خراب ہے اور تیری زینت اس لکڑی کے اس خالی بت کی طرح کہ جس میں روح نہیں تو ظاہر محض ہے بلا معنی کے تو بغیر حقیقت کے دکھاوا ہے۔ دیکھنے اور پرکھنے کی چیز تو درحقیقت آخرت ہے۔

جب اولیاء کرام پر دنیا کے عیوب ظاہر ہو گئے تو وہ اس سے بھاگے اور جب ان پر مخلوق کے عیوب ظاہر ہوئے تو وہ ان سے غائب ہو گئے اور بھاگ گئے اور ان سے وحشت کرنے لگے اور وہ جنگلوں اور ویرانوں اور غاروں اور

جنوں اور فرشتوں سے جو کہ زمین پر سیاحت کرتے ہیں ان سے مانوس ہو گئے ۔فرشتے اور جنات صورتیں بدل کر ان کے پاس آتے ہیں اور وہ بعض اوقات زاہدوں اور راہبوں کی صورت میں داڑھیوں کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی مردوں کی صورت میں کبھی وحشی جانوروں کی صورت میں فرشتے آتے ہیں اور جنات جونسی شکل وصورت چاہیں اختیار کرتے ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں۔فرشتوں اور جنوں کے نزدیک مختلف شکلیں بدلنا ایسا ہے کہ جس طرح تمہارے گھر میں لٹکے ہوئے کپڑے ہیں کہ جسے چاہا پہن لیا۔

مرید صادق جو اللہ تعالیٰ کی ارادت میں سچا ہوتا ہے اپنی ابتدائی حالت میں مخلوق کے دیکھنے اور ان سے ایک کلمہ سننے اور دنیا کا ایک ذرہ دیکھنے سے بھی تنگی کرتا ہے اور وہ مخلوق میں کسی ایک چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔اس کا دل ابتداء میں حیران ہوتا ہے اور اس کی عقل غائب ہوتی ہے اور اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ حالت اس وقت تک رہتی ہے کہ جب تک رحمت الٰہی کا ہاتھ اس کے دل کے سر پر نہ آ جائے اور پھر اس کو اس وقت نشہ آ جاتا ہے اور پھر وہ ہمیشہ مست رہتا ہے یہاں تک کہ قرب خداوندی کی بو اس کے دماغ میں پہنچتی ہے تو وہ اس وقت ہوش میں آ جاتا ہے اور جب وہ توحید اور اخلاص اور معرفت خداوندی اور علم اور محبت خداوندی میں قرار پکڑتا ہے تو اس کو ثابت قدمی اور مخلوق کی گنجائش حاصل ہو جاتی ہے تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قوت آ جاتی ہے پس اس وقت وہ بغیر تکلیف کے ان کے بوجھ اپنے اوپر لاد لیتا ہے اور مخلوق کے قریب ہو جاتا ہے اور ان کا طالب بنتا ہے اور اس کا شغل ان کی مصلحتوں میں ہوتا ہے اور اس حالت میں بھی ایک لمحہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوتا اور نہ ہی اعراض کرتا ہے۔

مبتدی زاہد ابتداء میں مخلوق سے بھاگتا ہے اور زاہد کامل اپنے زہد میں کچھ

بھی مخلوق کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی ان سے بھاگتا ہے بلکہ ان کا طالب بنتا ہے کیونکہ وہ تو عارف باللہ ہوتا جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ نہ کسی چیز سے بھاگتا ہے اور نہ وہ کسی چیز سے ڈرتا ہے اگر ڈرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ مبتدی تو فاسقوں اور گناہ گاروں سے بھاگتا ہے اور منتہی ان کو طلب کرتا ہے اور وہ کیسے طلب نہ کرے کہ ان کی ہر قسم کی دوا تو اس کے پاس موجود ہے اور اس لئے کہ

ایک بزرگ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے۔

لَا تَضْحَکُ فِیْ وَجْهِ الْفَاسِقِ اِلَّا الْعَارِفُ

نہیں ہنستا فاسق کے منہ پر مگر عارف باللہ

اور جو معرفت خداوندی میں کامل ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنما بن جاتا ہے وہ لوگوں کو ہدایت کرتا ہے وہ ایک شکاری کا سا جال بن جاتا ہے کہ جس ذریعہ سے وہ دنیا کے سمندر سے مخلوق کا شکار کرتا ہے اور دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ایسی قوت و طاقت عطا فرما دیتا ہے کہ جس کے ذریعہ سے عارف شیطان اور اس کے لشکر کو شکست دے دیتا ہے اور مخلوق خدا کو اس کے پنجہ سے چھڑا لیتا ہے۔ اے زاہد بن کر جہالت کو ساتھ لئے ہوئے گوشہ نشینی اختیار کرنے والے آگے بڑھ اور سن کہ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ اے روئے زمین کے زاہدو آگے بڑھو اور اپنے خلوت خانوں کو ویران کر دو اور میرے قریب آ جاؤ تم اپنے خلوت خانوں میں بغیر کسی اصل کے بیٹھ گئے ہو اور تم کچھ بھی حاصل نہ کر سکے آگے بڑھو حکمت اور دانائی کے میوے چنو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم و کرم فرمائے میں تمہارا آنا اپنے نفع کیلئے نہیں چاہتا بلکہ تمہاری ہی بہتری کی غرض کیلئے چاہتا ہوں۔

صنعت کو اچھی طرح سیکھ لے

اے اللہ کے بندے تو حاجت مند ہے محنت و مشقت کر۔ تا کہ تو صنعت کو اچھی طرح سیکھ لے تو ہزار مرتبہ بناتا اور توڑتا ہے تا کہ تجھے اچھی طرح عمارت بنانا آ جائے کہ جو پھر نہ ٹوٹے اور جب تو بنانے اور توڑنے میں خود فنا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایسی عمارت بنائے گا جو کبھی نہ ٹوٹے گی۔

اللہ و رسول سے محبت

اے مسلمانو۔ تمہیں کب عقل آئے گی کہ جس طرف میں اشارہ کر رہا ہوں تم کب اس کو معلوم کرو گے۔ تم اللہ تعالیٰ کے طالبوں' مریدوں کے پاس آمدروفت رکھو۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے تو تم اپنی جانوں اور مالوں سے ان کی خدمت کرو۔ سچے مریدین عاشقان خدا کیلئے خاص خوشبوئیں ہیں اور ظاہر چمکدار علامتیں ہیں۔ مگر آفت تمہارے اندر اور تمہاری آنکھوں میں اور ناقص سمجھوں کے اندر ہے نہ تم صدیق اور زندیق میں امتیاز کرتے ہو۔ نہ حلال و حرام میں امتیاز کرتے ہو۔ نہ زہر آلود اور بغیر زہر کے کھانے میں امتیاز کرتے ہو۔ نہ مشرک اور موحد میں امتیاز کرتے ہو اور نہ مخلص اور منافق میں امتیاز کرتے ہو اور نہ نافرمان اور فرمانبردار بندہ میں امتیاز کرتے ہو اور نہ طالبان حق اور نہ طالبان خلق میں امتیاز کرتے ہو۔ تم ان مشائخ عظام کی خدمت کرو جو علم کے موافق عمل کرنے والے ہیں وہ تمہیں تمام چیزوں کی حقیقت سے آشنا کر دیں گے۔ تم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے میں کوشش کرو۔ پس جب تم پہچان لو گے اس کے ماسوا سب کو پہچان لو گے۔ تم پہلے اس کو پہچانو پھر اسے محبوب بناؤ۔ جب تم اس کو سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تو اس کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو اور جب تم نعمتوں کو اس کی طرف سے سمجھو گے تو ضرور اس سے محبت کرو گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اُحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یُغْذِیْکُمْ مِنْ نِعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ بِحُبِّ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لِیْ

یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کہ وہ تمہیں نعمتیں دیتا ہے اور غذا کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

اللہ نے اپنی نعمتوں کو تمہاری غذا بنایا

اے مسلمانو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو تمہاری غذا بنایا کہ جب تم اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اور اس سے نکلنے کے بعد بھی غذا عطا فرمائی۔ پھر تمہیں عافیت اور قوت عطا فرمائی اور حملہ کرنے کی بھی قوت بخشی اور تمہیں اپنی اطاعت نصیب فرمائی اس نے تمہیں مسلمان بنایا اور اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا بنایا پس تم اس کا شکر کرو اور محبت کرو اور جب تم نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیال کرو گے تو تمہارے دلوں سے مخلوق کی محبت جاتی رہے گی۔

عارف باللہ اس سے محبت کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھوں سے دیکھنے والا احسان و بڑائی سب اس کی طرف سے جانتا ہے۔ مخلوق میں سے جو اس کے ساتھ بھلائی اور برائی کرتا ہے اس کی طرف اس کی نظر نہیں جاتی اور جو مخلوق میں سے اس پر احسان کرتا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخر کر دیا ہے۔ اگر مخلوق کی طرف سے کوئی برائی پہنچتی ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلط کردہ ہے۔ اس کی نظر مخلوق سے خالق کی طرف جاتی ہے اور باوجود اس کے کہ وہ شریعت کا حق شریعت کو دیتا رہتا ہے اور وہ شریعت کے حکم کو ساقط نہیں کرتا۔ عارف باللہ کا دل ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مخلوق سے بے رغبتی اور ان کا چھوڑ دینا اور ان سے رخ پھیر لینا قوت پکڑ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف

رغبت کرتا ہے اور اس کا توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر قوی ہو جاتا ہے۔ مخلوق سے چیزوں کے لینے کا خیال اس سے جاتا رہتا ہے اور صرف یہ خیال باقی رہتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے بواسطہ مخلوق سے حاصل کیا ہے اور اس کی عقل جو مخلوق اور خالق کے درمیان مشترک ہے مضبوط اور موکد ہو جاتی ہے اور دوسری عقل زیادہ کر دی جاتی ہے اور عقل خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اے مخلوق کے محتاج۔ اے مشرک بالخلوق۔ اس بات سے ڈر کہ کہیں تجھے اس حالت پر موت نہ آ جائے کہ جس میں تو مبتلا ہے۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ تیری روح کیلئے نہ دروازہ کھولے گا اور نہ ہی اس کی طرف نظر کرے گا کیونکہ وہ ہر مشرک پر جو کہ اس کے غیر پر اعتماد رکھنے والا ہے اس پر سخت ناراض ہوتا ہے تو دنیا سے علیحدہ ہو جا۔ پھر مخلوق سے علیحدہ ہو جا۔ نفس سے علیحدہ ہو جا اس کے بعد آخرت سے علیحدگی اختیار کر۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے جدائی اختیار کر۔ پھر جب تو مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ خلوت رکھنے کا ارادہ کرے تو اپنے وجود۔ اپنی تدبیر اور اپنی فضول بکواس سے علیحدہ ہو جا۔

تجھ پر افسوس ہے تو اپنے خلوت خانہ میں بیٹھتا ہے اور تیرا دل مخلوق کے گھروں میں ہوتا ہے اور تو ان کے آنے کا اور ان کے ہدیہ کا انتظار کرتا ہے تیرا وقت ضائع ہو گیا تو نے بے معنی صورت بنائی ہے۔ جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے تجھے اہل نہیں بنایا تو اس کا اپنے نفس کو اہل نہ سمجھ۔ اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلیت عطا نہیں کی گئی تو تمام مخلوق بھی اس کو لانے کی قدرت نہیں رکھتی۔ جب اللہ تعالیٰ تجھے کسی کام کیلئے چاہے گا تو خود تجھے تیار کر دے گا۔ جب تیرا باطن صحیح نہیں اور دل ماسوا اللہ تعالیٰ سے خالی نہیں تو تیری خلوت نشینی تجھے کیا فائدہ دے گی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا اَقُوْلُ وَانْفَعْھُمْ بِمَا اَقُوْلُ وَیَسْتَمِعُوْنَ

اے اللہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس سے مجھے اور سننے والوں کو نفع عطا فرما۔

﴾حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۱ ذی قعدہ ۵۴۵ ہجری المقدس بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴿

اَلْمَجْلِسُ الْحَادِیْ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۱﴾

دنیا آخرت سے اور مخلوق خالق سے حجاب ہے

سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا حجاب ہے آخرت کیلئے اور آخرت حجاب ہے دنیا اور آخرت کے پروردگار سے اور تمام مخلوق خالق سے حجاب ہے۔ جب تو ان میں سے کسی چیز کے ساتھ دل لگائے گا پس وہ تیرے لئے حجاب بن جائے گی تو اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق اور دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو یہاں تک کہ تو اپنے باطن کے قدموں اور ماسوا اللہ تعالیٰ میں زہد کے صحیح ہو جانے سے ہر ایک سے برہنہ اور جدا ہو کر ذات الٰہی میں متحیر ہو۔ اسی سے فریاد کر اسی سے مدد مانگ اور اس کے علم اور تقدیر کی طرف متوجہ ہونے والا ہو کر دروازہ خداوندی تک پہنچ جائے۔ پس جب تیرے دل اور باطن کا وہاں پہنچ جانا متحقق ہو جائے گا اور یہ دونوں بارگاہ خداوندی میں داخل ہو جائیں گے تو وہ تجھے اپنا مقرب بنا لے گا اور اپنے نزدیک کرے گا اور تجھے زندگی بخشے گا اور تجھے دلوں پر حاکم بنائے گا اور ان پر تجھے امیر مقرر کرے گا اور تجھے ان کا طبیب بنائے گا اس وقت پھر تو مخلوق اور دنیا کی طرف متوجہ ہو جائے گا اور ان کی طرف تیرا توجہ کرنا ان کے حق میں نعمت ہوگا اور تیرا ان کے ہاتھوں سے دنیا کا لینا اور اس کا فقیروں پر واپس کر دینا اور اس میں سے اپنے مقسوم کے حصہ کو لے لینا عبادت و اطاعت اور سلامتی کا باعث ہوگا جو دنیا کو اس کیفیت سے حاصل کرے گا تو دنیا اس کو ضرر نہ پہنچائے گی بلکہ وہ دنیا میں سلامتی کے ساتھ رہے گا اور جو

چیزیں اس کے مقسوم میں ہیں دنیا کی خرابیوں سے پاک وصاف رہیں گی۔

ولایت کی خاص علامت ہوتی ہے جو اولیاء کرام کے چہروں پر نمودار ہوتی ہے جس کو صرف اہل فراست اور دانا لوگ ہی پہچانتے ہیں کیونکہ ولایت کا اظہار اشارات سے ہوتا ہے نہ کہ زبان سے۔ جو شخص فلاح اور بہتری چاہے اس کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے اپنا مال اور اپنی جان خرچ کرے اور وہ اپنے دل سے مخلوق اور دنیا کو چھوڑ کر ایسے نکل جائے جیسے بال آٹے اور دودھ میں سے نکل جاتا ہے اسی طرح آخرت سے نکل جائے اسی طرح جملہ ما سوا اللہ سے علیحدہ ہو جائے۔ پس تو اس وقت ہر صاحب حق کا حصہ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عطا کرے اور تو دنیا اور آخرت سے اپنا مقسوم حاصل کرے گا حالانکہ تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر حاضر ہوگا اور وہ دونوں خادم بنے ہوئے تیرے سامنے کھڑے ہوں گے تو دنیا سے اپنا مقسوم اس طرح نہ کھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہو اور تو کھڑا ہو بلکہ تو اس کو بادشاہ کے دروازہ پر اس طرح کھا کہ تو بیٹھا ہوا ہو اور وہ اپنے سر پر طباق اٹھائے ہوئے کھڑی ہو۔ دنیا اس کی خدمت کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور جو دنیا کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے دنیا اسے ذلیل کرتی ہے تو دنیا سے غنا اور خداداد عزت کے ساتھ حصہ حاصل کر۔

اہل اللہ رحمہم اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں افلاس کے ساتھ راضی ہو گئے اور آخرت میں ان کی رضامندی قرب خداوندی کے ساتھ ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے طالب نہیں اور انہوں نے یہ جان لیا ہے کہ دنیا تقسیم کی جا چکی ہے لہٰذا انہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا اور انہوں نے یہ جان لیا کہ آخرت کے درجات اور جنت کی نعمتیں بھی تقسیم کی جا چکی ہیں لہٰذا انہوں نے اس کی طلب اور اس کیلئے عمل کو بھی چھوڑ دیا ہے اور وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی چیز کو نہیں چاہتے جب وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جب تک اللہ

تعالیٰ کی ذات کا نور جنت میں نہ دیکھیں گے اپنی آنکھوں کو نہیں کھولیں گے۔

تو اپنے لئے تنہائی اور جدائی کو محبوب رکھ کہ جس کا دل مخلوق اور اسباب سے علیحدہ نہ ہو وہ انبیاء علیہم السلام اور صدیقین اور صالحین کے راستہ پر نہیں چل سکتا۔ جب تک کہ وہ قلیل دنیا پر قناعت نہ کرے اور کثیر کو تقدیر کے ہاتھ کے حوالے نہ کر دے تو زائد دنیا کا طالب نہ بن ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ زائد دنیا جب تیرے اختیار کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے پاس آ جائے تو اس میں محفوظ رہے گا۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

عِظَّ النَّاسَ بِعِلْمِکَ وَ کَلَامِکَ

یعنی تو لوگوں کو اپنے عمل اور اپنے کلام سے نصیحت کر

اے واعظ تو اپنے باطن کی صفائی اور دل کے تقویٰ کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کر۔ ظاہر کو اچھا بنا کر باطن کی خرابی کے ساتھ وعظ کرنا بے سود اور بیکار ہے اس لئے ایسا وعظ نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دلوں میں ایمان کو ان کے بیدار کرنے سے پہلے لکھ دیا ہے یہی سابقہ تقدیر ہے مگر سابقہ کے ساتھ ٹھہر جانا اور اس پر بھروسہ کر لینا جائز نہیں ہے بلکہ کوشش اور توجہ لازمی ہے۔ ایمان و ایقان کے حاصل کرنے کی کوشش کر اور اس میں اپنی جدوجہد کو پوری طرح صرف کر دے اور اللہ تعالیٰ کی خوشبوؤں کی طرف توجہ کر اور اس کے دروازہ رحمت پر پڑا رہے۔ پس ہمارے دلوں کو ایمان حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان بغیر محنت و مشقت کے عطا فرما دے لیکن جدوجہد ضروری ہے۔

کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے نفس کیلئے ایسی صفات بیان فرماتا ہے کہ جن کو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور تم اس میں تاویلیں گھڑتے ہو اور

اس کو اللہ تعالیٰ پر رد کرتے ہو تمہارے علم میں ایسی گنجائش نہیں جو تمہارے متقدمین صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تھیں ﴿ وہ ہر صفت کو ہر حکم کو مانتے اور اس پر بلا تاویل و تردید ایمان لاتے تھے تم بھی ان کی اقتداء کرو ﴾

ہمارا پروردگار عز و جل عرش پر ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے بغیر مشابہت اور بلا تعطیل اور بغیر جسم کے

دعا

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا وَوَفِّقْنَا وَجَنِّبْنَا الْاِبْتِدَاعَ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو ہمیں رزق دے اور ہمیں توفیق دے اور ہمیں نئی باتوں کے نکالنے سے بچا اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۵ ذی قعدہ ۵۴۵ ہجری المقدس بروز منگل شام کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِیْ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۲﴾

دل سے دنیا کو کس طرح نکالا جائے

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ خطاب فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا:

سوال

کہ میں دنیا کی محبت کو دل سے کس طرح نکالوں؟

جواب

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تو دنیا کی گردشوں کی طرف جو کہ وہ اپنے بچوں اور صاحبوں کے ساتھ کر رہی ہے دیکھ کہ ان پر کیسی چالیں چلتی ہے اور ان کے ساتھ کیسے کھیلتی ہے اور ان کو اپنے پیچھے کیسے دوڑاتی ہے پھر ان کو ایک درجہ سے دوسرے درجہ کی طرف ترقی دیتی ہے یہاں کے ان کو مخلوق سے اونچا کر دیتی ہے اور مخلوق کی گردنوں پر ان کو قبضہ دلاتی ہے۔ اپنے خزانوں اور عجائبات کو ظاہر کرتی ہے۔ پس ایسی حالت میں کہ وہ اپنی بلندی اپنے اختیارات اور اپنی خوش عیشی اور دنیا کو اپنا خادم بنا ہوا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ پھر یکایک ان کو پکڑ لیتی ہے اور ان کو قید کر دیتی ہے اور دھوکہ دیتی ہے اور ان کو اس بلندی سے سروں کے بل نیچے پھینک دیتی ہے پس وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں اور دنیا یہ حال دیکھ کر کھڑی ہوئی ہنستی ہے اور شیطان مردود اس کے پہلو میں کھڑا ہو کر اس کا ساتھی بن کر ہنستا ہے اور دنیا کا یہ برتاؤ ہے جو کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت رہے گا۔ بہت سے بادشاہوں اور امیروں سے بھی اس کا یہ سلوک رہا ہے اسی طرح اونچا اٹھاتی ہے پھر نیچا دکھاتی ہے پہلے امیر بناتی ہے پھر محتاج کر دیتی ہے پہلے پرورش کرتی ہے

پھر ذبح کر دیتی ہے دنیا میں بہت کم لوگ ہی ایسے ہوتے ہیں جو دنیا سے سلامت رہتے ہیں اور دنیا پر غالب ہو جاتے ہیں اور دنیا کو اپنے اوپر غالب نہیں ہونے دیتے۔ ان کی دنیا کے مقابلہ میں مدد کی گئی ہے اور وہ دنیا کے شر سے محفوظ رہتے ہیں اور جو شخص دنیا کو پہچان لیتا ہے اور وہ دنیا اور اس کے مکرو فریب سے بہت بچتا ہے۔

اے سائل۔ اگر تو دنیا کے عیوب کی جانب دل کی آنکھوں سے نظر کرے گا تو دنیا کو دل سے نکال دینے پر قادر ہو جائے گا۔ اگر تو دنیا کی جانب سر کی آنکھوں سے نظر کرے گا تو تو اس کی زینت میں مشغول ہو جائے گا اور اس کے عیوب کو قطع نظر کرے گا اور تو اپنے دل سے دنیا کو نکالنے اور اس سے بے رغبتی کرنے پر قادر نہ ہوگا اور وہ تجھے ایسے ہی قتل کر ڈالے گی جیسا کہ اس نے دوسروں کو قتل کر دیا تو اپنے نفس سے جہاد کرتا رہ کہ وہ مطمئن ہو جائے پس جب نفس مطمئن ہو جائے گا تو وہ دنیا کے عیوب کو پہچان لے گا اور دنیا سے بے نیاز ہو جائے گا نفس کا مطمئن ہونا اس طرح ہوتا ہے کہ وہ دل کی بات کو قبول کرتا ہے باطن کی موافقت کرتا ہے اور امرونہی میں ان دونوں کی اطاعت کرتا ہے اور ان دونوں کے عطیہ پر قناعت کرتا ہے اور ان دونوں کے منع کر دینے پر صبر کرتا ہے جب نفس مطمئن ہو جائے تو وہ دل کے متصل ہو جائے گا اور اس کی طرف سے سکون پائے گا اور سر پر تقویٰ کا تاج اور بدن پر قرب خداوندی کی خلعت دیکھے گا۔

تم ایمان ور تصدیق قلبی کو لازم پکڑو اور اولیاء اللہ کو جھٹلانے او ران سے جھگڑا کرنے اور لڑنے سے باز رہو۔ تم ان سے منازعت نہ کرو وہ دنیا اور آخرت میں بادشاہ ہیں۔ وہ قرب خداوندی کے مالک ہیں۔ ماسوا اللہ کے مالک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو غنی بنا دیا ہے اور اپنے قرب اور اپنے ساتھ

انس اور اپنے انوار و کرامت سے ان کو مالا مال کر دیا ہے۔ وہ دنیا کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ وہ کس کے قبضہ اور ہاتھ میں ہے اور اس کو کون کھا رہا ہے۔ وہ دنیا کی ابتداء کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ اس کے انجام اور فنا کو دیکھتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی باطن کی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں اور ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور وہ نہ ہلاکت کے خوف سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں نہ ہی بادشاہت کی لالچ میں عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے لئے اور ہمیشہ اپنی مصاحبت میں رکھنے کیلئے پیدا فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ وہ چیزیں پیدا فرماتا ہے کہ جن کو تم نہیں جانتے اور وہ جس چیز کا ارادہ کرتا اس کو کر ڈالتا ہے۔

منافق کی پہچان

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

منافق جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو امانت میں خیانت کرتا ہے۔

یہ تین خصلتیں منافق شخص میں موجود ہوتی ہیں جو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر فرمائی ہیں اور جو شخص ان تین خصلتوں سے بری ہوا وہ یقیناً نفاق سے بری ہوا۔ یہ خصلتیں کسوٹی اور ایمان اور نفاق والوں کے درمیان فرق و جدائی کرنے والی ہیں کہ تو بھی اس کسوٹی کو لے۔ یہ آئینہ لے کر اس میں اپنے دل کے چہرہ کو دیکھ اور غور سے دیکھ کہ آیا کہ تو مومن ہے یا منافق۔ موحد ہے یا مشرک۔ ساری دنیا فتنہ اور مشغلہ ہے پس اتنی مقدار جو آخرت کیلئے نیک نیت سے لی جائے۔ دنیا میں تصرف کرنے کے متعلق جب نیت درست ہو جاتی ہے تو وہ سراسر آخرت بن جاتی ہے۔

ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کے شکر اور اقرار نعمت سے خالی ہو عذاب ہی عذاب

ہے۔تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کوشکر کے ساتھ مقید کرلو۔ جب ایسا کرو گے تو زیادہ ملے گی ﴿شکر الٰہی کے دو جز ہیں۔ اول یہ کہ ان نعمتوں سے طاعتوں پر اعانت کی جائے اور حاجت مندوں کی غم خواری اور مدد کی جائے۔ دوم یہ کہ نعمتوں کے بخشنے والے اللہ رب العزت کیلئے ان نعمتوں کا اعتراف کرنے اور ان کے نازل فرمانے والے یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

كُلُّ مَا يُشْغِلُكَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ عَلَيْكَ مَشْئُوْم''

یعنی ہر وہ چیز وہ جو تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل بنا کر اپنے ساتھ مشغول کرے وہ تیرے لئے منحوس اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی تجھے اس سے مشغول بنائے تو وہ تیرے منحوس ہے اور ایسے ہی نماز' روزہ' حج اور دیگر تمام افعال خیر اگر تجھے اللہ تعالیٰ سے روکیں تو یہ سب تیرے لئے منحوس ہیں اور جب اس کی نعمتیں تجھے اس سے غافل اور مشغول بنائیں تو وہ بھی تیرے لئے منحوس ہیں ۔تو نے اس کی نعمتوں کا اپنے گناہوں سے اور مشکلات میں اس کے غیر کی طرف رجوع کرنے میں مقابلہ کیا۔ تیری حرکات وسکنات اور صورت ومعنی اور تیرا رات و دن میں جھوٹ اور نفاق قرار پذیر ہو گیا ہے۔ تیرے اوپر شیطان لعین سوار ہو گیا ہے اور اس نے تیرے لئے جھوٹ اور اعمال قبیحہ کو خوبصورت بنا دیا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ یہاں تک کہ تو اپنی نمازوں میں بھی کیونکر زبان سے کہتا ہے اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے تو جھوٹ بولتا ہے کیونکہ تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود ہے۔ ہر وہ چیز جس سے تو ڈرتا ہے اور امید کرتا ہے وہ تیرا معبود ہے۔ تیرا دل تیری زبان کی موافقت نہیں کرتا۔ تیرا فعل تیرے قول کی موافقت نہیں کرتا تو اپنے دل سے ہزار مرتبہ۔ اللہ اکبر کہہ اور زبان سے تجھے ایک مرتبہ شرم نہیں آتی کہ تو لا الہ الا اللہ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے کہتا

ہے حالانکہ سوائے خدا تعالیٰ کے تیرے ہزار معبود ہیں۔ جس حال میں تو مبتلا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سب سے توبہ کر۔

اور اے وہ شخص کہ تو نے علم حاصل کیا عمل نہ کیا اور اس کے نام پر قناعت کر بیٹھا ہے تو یہ تجھے کیا نفع دے گا۔ جب تو نے کہا کہ میں عالم ہوں پس حقیقت میں تو نے جھوٹ بولا تو اپنے نفس کیلئے اس بات پر کیسے راضی ہو گیا کہ تو دوسروں کو ایسی باتوں کا حکم دیتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ

کیوں کہتے ہو ایسی بات جس کو تم خو نہیں کرتے

تجھ پر افسوس ہے کہ تو لوگوں کو سچ بولنے کا حکم دیتا ہے اور خود جھوٹ بولتا ہے۔ ان کو توحید کا حکم دیتا ہے اور خود مشرک ہے۔ ان کو اخلاص کا حکم دیتا ہے اور خود ریاکار اور منافق ہے۔ ان کو گناہوں کو چھوڑنے کا حکم دیتا ہے اور خود گناہ کرتا ہے۔ یقیناً تیری آنکھوں سے حیا اٹھ گیا ہے اگر تیرے اندر ایمان ہوتا تو شرم کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلْاَحْيَاءُ مِنَ الْاَيْمَانَ

حیا ایمان کا جزو ہے

اور تیرے پاس نہ ایمان ہے نہ ایقان اور نہ ہی امانت تو نے علم میں خیانت کی ہے پس تیری امانت داری چلی گئی اور تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا خیانت کرنے والا لکھا گیا ہے۔ اس حالت میں میرے پاس تیرے لئے اس کے سوا کوئی دوا نہیں کہ تو توبہ کرے اور توبہ پر ثابت رہے اور اس کے علاوہ میں کوئی علاج نہیں جانتا۔ جس شخص کا ایمان اللہ تعالیٰ اور اس کی تقدیر پر صحیح ہو جاتا ہے تو وہ اپنے

تمام امور اس کے سپرد کر دیتا ہے اور ان میں کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ وہ مخلوق اور اسباب کے ساتھ شرک نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اسباب کے ساتھ مقید ہوتا ہے۔ پس جب مومن کی یہ حالت متحقق ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تمام حالتوں میں سلامتی سے نوازتا ہے اس کے بعد بندہ ایمان اور ایقان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے پھر اسے ولایت مل جاتی ہے پھر ابدالیت پھر غوثیت اور پھر بسا اوقات ساری حالتوں کے آخر میں مرتبہ قطبیت پر فائز کر دیا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق جن و انس اور فرشتوں اور ارواح کے سامنے اس بندہ پر فخر فرماتا ہے اور اس کو آگے بڑھاتا ہے اور اپنا قرب عطا فرما دیتا ہے اور اپنی مخلوق پر اس کو حاکم و مالک بنا دیتا ہے اور اس کو قدرت دیتا ہے اور اس کو محبوب رکھتا ہے اور تمام مخلوق میں اس کو محبوب بنا دیتا ہے اور سب کی بنیاد و ابتداء اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا اور ان کو سچا سمجھنا ہے اور اس کی بنیاد اسلام پر ہے۔ اس کے بعد ایمان اس کے بعد کتاب اللہ اور پھر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہے اور اس کے بعد عمل میں اخلاص پیدا کرنا اور کمال ایمان کے ساتھ دل کا توحید میں مستحکم ہونا ہے۔ سچا مسلمان اپنے نفس اور اپنے عمل اور جملہ ماسوا اللہ تعالیٰ سے فنا ہو جاتا ہے۔ اس کے تمام عمل ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ وہ ان سب سے جدا رہتا ہے اور وہ اپنے نفس اور تمام مخلوق سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں جہاد کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنا راستہ دکھا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْ فِیْنَا لَنَھْدِ یَنَّھُمْ سُبُلَنَا ﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔ ﴿کنز الایمان﴾

تم اللہ تعالیٰ تدبیر پر راضی ہو کر تمام چیزوں سے بے رغبت ہو جاؤ۔ زاہد بن جاؤ۔ وہ ان کو اپنی تقدیر کے معائنہ سے الٹا پلٹتا رہتا ہے۔ پس جب وہ اس کی موافقت کرنے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنی قدرت کی طرف منتقل کر لیتا ہے۔ پس مبارک ہو اس شخص کو جس نے تقدیر الٰہی کی موافقت کی اور تقدیر لکھنے والے کے فعل کا منتظر رہا اور تقدیر پر عمل کیا اور تقدیر کے ساتھ چلا اور تقدیر کی نعمت کی ناشکری نہ کی۔ ہر امر پر شکر گزاری ہی کرتا رہا۔

خالق تقدیر کی علامت اس کی رحمت اور قرب خداوندی ہے اور اس کے سبب سے تمام مخلوق سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ جب بندے کا دل اپنے پروردگار کی طرف پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق سے بے نیاز کر دیتا ہے اور اپنا قرب عطا کر دیتا ہے اور اس کو صاحب اختیار بادشاہ بنا دیتا ہے اور اس سے ارشاد فرماتا ہے کہ تو میرے نزدیک قدرت والا اور امانت دار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ملک اور اپنے خدام اور اپنے ملک کا انتظام و اسباب میں اپنا خلیفہ بنا دیتا ہے اور اس کو اپنے خزائن کا امین بنا دیتا ہے اسی طرح جب دل صحیح ہو جاتا ہے اور اس کی شرافت اور طہارت ماسوا اللہ تعالیٰ سے ظاہر ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی مخلوق کے دلوں پر قبضہ دے دیتا ہے اور اس کو اپنی سلطنت یعنی دنیا اور آخرت میں حکومت بخشتا ہے پس وہ اپنے مریدین و قاصدین کا کعبہ بن جاتا ہے تو سب اسی طرف جوق در جوق کھنچے چلے آتے ہیں اس کا طریقہ علم دین سیکھنا اور علم ظاہر پر عمل کرنا ہے۔

اے مخاطب تو بیہودہ امور اور لغویات اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کاہلی نہ کر اور نہ اس عادت کو اپنا۔ پس یہ تجھے عذاب میں مبتلا کر دے گی اور بری عادتوں کو چھوڑ دے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَ قَصَّرَ الْعَبْدُ فِی الْعَمَلِ ابْتَلاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِالْهَمِّ يَبْتَلِيهِ

یعنی جب بندہ عمل میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو فکر و غم میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اور ان چیزوں کی فکر میں مبتلا کر دیتا ہے جو اس کی قسمت میں نہیں لکھی گئیں۔ اہل وعیال کے غم میں۔ پڑوسی کے تکلیف دینے کے غم میں۔ تجارت ومعیشت کے نفع میں کمی کے غم میں اور اولاد کی نافرمانی کے غم میں اور بیوی کے ساتھ باہم نفرت ہو جانے کے غم میں۔ تو ایسا شخص جہاں بھی جاتا ہے ٹھوکریں کھاتا ہے اور یہ سب سزا اور عذاب اسلئے ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سستی اور کاہلی کرتا ہے اور دنیا اور مخلوق میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ﴿سورۃ النساء﴾

اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ۔
﴿کنز الایمان﴾

کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ قضاء تقدیر خداوندی میں حجت کرے۔ ﴿اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے﴾ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہر قسم کے تصرف اور حکم کا اختیار ہے اور وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی سوال نہیں کر سکتا۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿سورۃ الانبیاء﴾

اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔
﴿کنز الایمان﴾

تجھ پر افسوس ہے تو کب تک اپنے نفس اور اہل وعیال میں مشغول رہ کر اللہ تعالیٰ سے غافل رہے گا۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

اِذْ تَعَلَّمَ وَلَدُکَ لَقْطَ النَّوٰی فَاَعْرِضْ عَنْهُ وَشْتَغِلْ بِنَفْسِکَ مَعَ رَبِّکَ عَزَّوَجَلَّ

یعنی جب تیرا بچہ چھوارے کی گھٹلیاں بنانا سیکھ جائے تو اس کی طرف سے توجہ ہٹا لے اور خود اپنے رب عزوجل کے ساتھ مشغول ہو جا۔

اس قول سے مراد یہ ہے کہ جب بچہ یہ جان لے کہ گٹھلی بھی کسی کام آتی ہے اور اس کی قیمت ہے۔ پس اس نے اپنے نفس کی تمام ضروریات اور معاش کو حاصل کرنا جان لیا ہے کہ اپنی ذات کیلئے خود مشقت اٹھا سکے۔ پس تو اب اپنا وقت اس پر مشقت اٹھانے میں ضائع نہ کر۔ اس لئے کہ اس کو اب تیری حاجت نہیں رہی تو اپنی اولاد کو ہنر اور کسب سکھا اور تو خود اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے فارغ البال ہو جا۔ کیونکہ تیرے اہل و عیال بیوی بچے تجھ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دفع نہ کر سکیں گے تو اپنے نفس اور اولاد کیلئے ضروریات میں قناعت کو لازم پکڑ اور اس کے بعد تو اور وہ سب اپنے مولیٰ تعالیٰ کی عبادت کیلئے فراغت حاصل کریں۔ پھر اگر عالم غیب میں تمہارے لئے رزق کی وسعت ہوگی تو اپنے وقت مقررہ پر تمہارے پاس ضرور آئے گا اور تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے گا اور اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے سے بچ جائے گا۔ اگر تیرے مقدر میں رزق کی وسعت نہ ہوگی تو اپنے زہد اور قناعت کے سبب تجھ کو تمام چیزوں سے غنا حاصل ہوگی۔

قناعت کرنے والے مومن شخص کو جب دنیا کی کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ سوال اور عاجزی ذلت اور توبہ کے قدموں سے اپنے رب تعالیٰ عزوجل کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو پورا فرما دیتا ہے تو وہ اس عطا پر شکر ادا کرتا ہے۔ اگر اس کی ضرورت پوری نہیں ہوتی تو وہ منع کر دینے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور کوئی اعتراض اور جھگڑا نہیں کرتا اور اس کے

ارادہ پر صبر اختیار کرتا ہے اور وہ اپنے دین اور ریاکاری اور منافقت اور ملمع کاری کے ذریعہ امیری کا طالب نہیں بنتا جیسا کہ اے منافق تو بناہوا ہے۔ ریا۔ نفاق۔ گناہ۔ فقیری اور ذلت پروردگار کے دربار سے ہٹا دیئے جانے کے سبب ہیں۔

ریاکار منافق دنیا کو دین کے عوض اختیار کرتا ہے اور بغیر قابلیت کے صالحین کا لباس پہن کر ان کا سا کلام کرتا ہے اور ان کا لباس پہنتا ہے مگر ان جیسے اعمال نہیں کرتا اور ان کی طرف اپنی نیت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن یہ نیت صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ تیرا قول **لا اله الا اللّٰہ** کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا دعویٰ ہے اور تیرا توکل و وثوق اللہ تعالیٰ پر اور اپنے دل کا غیر خدا سے پھیر لینا اس کے گواہ موجود ہیں۔ اے جھوٹ بولنے والو! سچے بنو۔ اپنے مولیٰ تعالیٰ سے بھاگنے والوتم اس کی طرف واپس لوٹ آؤ۔ اپنے دلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دروازہ کا ارادہ کرو اور وہاں پہنچ کر اس سے صلح کرلو اور اس سے معذرت چاہو۔ مومن شخص ایمان کی حالت میں دنیا کو اباحت شرعی کے لیتا ہے اور ولایت کی حالت میں امر خداوندی کے ہاتھ سے کتاب وسنت کی گواہی کے ساتھ لیتا ہے۔ اگر شریعت اجازت دیتی ہے تو لیتا ہے ورنہ ہرگز نہیں لیتا اور جب بدلیت اور قطبیت کی حالت ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے فعل سے لے گا اور وہ تمام چیزوں کو اسی کے سپرد کر دیتا ہے۔

جس کے دو دن برابر ہوں وہ نقصان میں ہے

اے اللہ کے بندے! کیا تجھے شرم نہیں آتی تو اپنے نفس پر رو کہ راہ صواب وحق اور توفیق خیر سے محروم ہوگیا ہے۔ تجھے شرم نہیں آتی آج فرمانبردار بنتا ہے اور کل نافرمان۔ آج تو مخلص بنتا ہے اور کل مشرک بن جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْن" وَمَنْ کَانَ اَمْسِہٖ خَیْرًا مِّنْ یَوْمِہٖ فَھُوَ مَحْرُوْم"

کہ جس کے دو دن ﴿یعنی آج اور کل﴾ برابر ہوں وہ نقصان میں ہے اور جس کی کل گزشتہ آج کے دن سے بہتر ہو وہ محروم ہے۔

فائدہ

﴿انسان کیلئے لازم ہے ہر دن قرب خداوندی اور ذکر الٰہی میں ترقی کرے کہ یہی معراج کمال ہے۔ ہر نئے دن کا عمل گزشتہ دن کے عمل سے بہتر ہو ورنہ نقصان ہی نقصان ہے۔ از مترجم﴾

کوشش کرنا تیرا کام اور مدد کرنا اللہ کا کام ہے

اے مسلمانو! تجھ سے کیا کچھ نہیں ہو سکتا اور تیرے کیے بغیر چارہ نہیں۔ پس تو کوشش کر۔ مدد کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہی انجام کو پہنچائے گا تو جس سمندر میں ہے اس میں ہاتھ پاؤں مارتا رہ موجیں تجھے اٹھا کر کنارے تک لے آئیں گی۔ تیرا کام دعا کرنا ہے اور قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور قبولیت خدا کی طرف سے ہی ہے۔ کوشش کرنا تیرا کام ہے اور توفیق دینا اس کا کام ہے اور گناہوں کو چھوڑ دینا تیرا کام ہے اور گناہوں سے بچانا اس کا کام ہے تو اپنی طلب میں سچا بن بیشک وہ تجھے اپنے قرب کے دروازہ پر جگہ دے گا اور تو اس کی رحمت کے ہاتھ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھے گا اور اس کا لطف و کرم اور اس کی محبت تیرا استقبال کرے گی اور یہی مقصود و مطلوب اہل اللہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔

اے نفسوں اور طبیعتوں اور خواہشوں اور شیطان کے بندو! میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں، میرے پاس تو حق ہی حق ہے۔ خلاصہ در خلاصہ۔ صفائی در صفائی اور توڑنا اور جوڑنا ماسوا اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق اور اللہ تعالیٰ سے جوڑنا ملنا۔ میں تمہاری ہوس کو قبول نہیں کر سکتا۔

اے منافقو! اے جھوٹے مدعیو! میں تمہارے چہروں سے شرم نہیں کرتا۔

میں تم سے کیسے شرم اور حیا کروں حالانکہ تم اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا نہیں کرتے اور تم اللہ تعالیٰ سے بے حیائیاں کرتے ہو اور اس کی نظر اور اس کے فرشتوں کے ساتھ جو تم پر متعین ہیں بے عزتی کرتے ہو ﴿اللہ تعالیٰ ہمیں ہر جگہ ہر حالت میں دیکھتا ہے' فرشتے نامہ اعمال لکھنے والے تمہارے ساتھ رہتے ہیں۔ پھر تم گناہ کرتے ہو نہ خدا سے شرم نہ فرشتوں کا خیال سوچو غور و فکر کرو اور گناہوں کو چھوڑ دو﴾ میرے پاس سچائی ہے جس سے میں ہر وقت اس کافر اور منافق کا سر کاٹتا ہوں جو نہ توبہ کرتا ہے اور نہ اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور نہ عذر خواہی کے قدموں سے اپنے رب کی طرف لوٹتا ہے۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

اَلصِّدْقُ سَیْفُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَرْضِہٖ مَا وَضِعَ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا قَطَعَہٗ

یعنی سچائی زمین میں اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے اور جس کے سر پر رکھی جاتی ہے اس کو کاٹ ڈالتی ہے۔

تم میری بات کو قبول کرو۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور میں تمہیں تمہارے نفع کیلئے چاہتا ہوں۔ میں تم سے مردہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہوں اور جس نے میری صحبت اختیار کی اور اسے سچا جانا اس نے یقیناً نفع حاصل کیا اور نجات پا گیا اور جس شخص نے میری تکذیب کی اور اس نے میری صحبت کو جھٹلایا وہ محروم ہو گیا اور دنیا اور آخرت میں عذاب الٰہی میں مبتلا ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ منازعت اور اس پر اعتراض کرنا ترک کر دے اور اس کی تقدیر پر راضی ہونا معرفت الٰہی کے اسباب میں سے ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید سے فرمایا۔

اِنْ اَرَدْتَّ مَعْرِفَةَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَارْضَ بِتَدْبِیْرِہٖ وَتَقْدِیْرِہٖ وَلَا تَجْعَلْ لِنَفْسِکَ وَھَوَاکَ وَطَبْعِکَ وَاِرَادَتِکَ شُرَکَاءَ لَہٗ فِیْھِمَا

یعنی اگر تو معرفت خداوندی کا خواہش مند ہے پس اس کی تدبیر و تقدیر پر راضی رہ اور اپنے نفس اور خواہش اور اپنی طبیعت اور ارادہ کو تدبیر و تقدیر میں اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنا۔

اے تندرست لوگو! اے عمل کرنے سے فارغ اور بے فکر ہو جانے والو۔ اللہ تعالیٰ سے تمہارا کیا کچھ ضائع ہو رہا ہے اگر تمہارے دل اس پر آگاہ اور خبردار ہو جائیں تو تمہیں حسرت و پشیمانی ہو۔ جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔

اپنا انجام تجھے معلوم نہیں

اے مسلمانو! عنقریب تم مرنے والے ہو اس سے پہلے کہ تم پر رویا جائے تم اپنے نفسوں پر رو لو۔ تمہارے گناہ کثرت کے ساتھ ہے اور اپنا انجام تمہیں معلوم نہیں۔ تمہارے دل دنیا کی محبت میں بیمار ہیں اور اس پر حرص کرنے والے ہیں اس لئے تم زہد اور ترک دنیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے ساتھ ان کا علاج کرو۔ دین کی سلامتی اصل مال ہے اور نیک اعمال اس کا منافع ہیں۔ جو چیز تمہیں سرکش بنائے اس کی طلب کو چھوڑ دو اور جو کچھ تمہیں کفایت کرے اس پر قناعت کرو۔ عقل مند شخص کسی چیز پر خوش نہیں ہوتا اس کا حساب حلال ہے اور حرام عذاب ہے اور تم میں اکثر لوگوں نے جزا اور سزا کو بھلا دیا ہے۔

اولیاء اللہ کی صحبت سے دل مل جاتا ہے

اے اللہ کے بندے! جب دنیا کی کوئی چیز تیرے سامنے آئے اور تو اپنے دل کو دیکھے کہ وہ اس سے منقبض ہوتا ہے پس تو اس کو چھوڑ دے لیکن تیرا تو دل ہی نہیں تو مجسم نفس و طبیعت اور خواہش بنا ہوا ہے تو اہل دل اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر۔ تاکہ تجھے دل مل جائے اور تیرے لئے ایک ایسے شیخ کامل کی ضرورت ہے جو کہ حکیم ہو اور حکم خداوندی پر چلنے والا ہو۔ وہ تجھے راستہ بتائے۔ تجھے تعلیم دے۔ تجھے نصیحت کر۔ اے شے کو لاشے سے بیچنے والے اور لاشے کو شے سے

خریدنے والے تو نے دنیا کو آخرت کے بدلہ میں خرید لیا ہے اور آخرت کو دنیا کے بدلہ میں بیچ دیا ہے۔ تو تو ہوس در ہوس ہے۔ عدم در عدم ہے۔ جہل در جہل ہے۔ جیسے جانور کھاتے ہیں تو بھی اسی طرح کھاتا ہے۔ نہ تحقیق کرتا ہے نہ تفتیش کرتا ہے آیا کہ حلال ہے یا حرام اور نہ سوال ہے اور نہ پوچھ گچھ ہے نہ نیت' نہ حکم کا انتظار ہے نہ فعل کا۔

مسلمان بندہ شریعت سے مباح کی تحقیق کر کے کھاتا ہے اور ولی کامل کو کھانے یا نہ کھانے کا حکم دل کی طرف سے دیا جاتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے اس پر عمل کرتا ہے۔ ﴿ کھانے کا حکم دیا جاتا ہے تو کھاتا ہے اور ممانعت کی جاتی ہے تو رک جاتا ہے ﴾ اور ابدال کسی چیز کا اہتمام ہی نہیں کرتے بلکہ خود چیزیں ان میں اپنا اثر کرتی ہیں اور وہ عالم غیب میں اپنے رب عزوجل کی معیت میں اور اس میں فنا ہوتے ہیں۔ انہیں ماسوا اللہ تعالیٰ کے کچھ سروکار ہی نہیں۔ ولی حکم کے ساتھ ٹھہرنے والے ہوتے ہیں اور ابدال مسلوب الاختیار اور یہ تمام باتیں حدود شریعت کی محافظت کے ساتھ ہوتی ہیں۔

جو شخص اپنے وجود اور مخلوق سے فنا ہو جاتا ہے وہ حدود شریعت کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کے بعد قدرت کے سمندر میں آواز کرتا ہے اس سمندر کی موجیں اس کو اوپر اٹھاتی ہیں اور کبھی نیچے کرتی ہیں اور کبھی اس کو کنارے پر لا کر ڈال دیتی ہیں اور کبھی منجھدار میں گراتی ہیں۔ پھر وہ اصحاب کہف رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی طرح ہو جاتا ہے کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ﴿سورۃ الکہف﴾

ترجمہ: ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں ﴿کنزالایمان﴾

ان کیلئے عقل ہے نہ تدبیر اور نہ حس و ادراک اور وہ لطف اور قرب کے گھر میں ظاہراً اور باطناً آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ پس اسی طرح قرب الٰہی چاہنے والے بندے نے اپنے دل کی آنکھوں کو ماسوا اللہ تعالیٰ کے بند کر لیا ہے۔ پس وہ صرف اللہ تعالیٰ کیلئے دیکھتا ہے اور اسی کیلئے سنتا ہے جو کچھ بھی سنتا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَفْنِنَا عَمَّا سِوَاکَ وَاَوْجِدْنَا بِکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمیں اپنے ماسوا کے فنا کر دے اور اپنے ساتھ موجود کر دے اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ذی قعدہ ۵۴۵ ہجری المقدس کو صبح کے وقت یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۳﴾

دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْبَ لَتَصْدَأُ وَاِنَّ جَلَاءَ ھَا قِرَاءَ ۃُ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرُ الْمَوْتِ وَحُضُوْرُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ

یعنی ان دلوں پر بھی زنگ آ جاتا ہے اور اس کی جلا اور صیقل قرآن مجید کا پڑھنا اور موت کو یاد کرنا اور مجالس ذکر و وعظ میں حاضر ہونا ہے۔

دل زنگ آلود ہوتا ہے پس اگر صاحب نے اس کا تدارک کر لیا کہ جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو بہتر ہے ورنہ وہ دل

سیاہ بن جاتا ہے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ نور سے دور ہونے کی وجہ سے کالا ہو جاتا ہے دنیا کی محبت اور دنیا کو جمع کرنے کی وجہ سے جو کہ بغیر تقویٰ کے جمع کرتا ہے کیونکہ جس کے دل میں دنیا کی محبت جگہ کر لیتی ہے تو اس کا تقویٰ جاتا رہتا ہے۔ پس وہ حلال وحرام سے دنیا اکٹھی کرتا رہتا ہے اور حلال وحرام کی تمیز اس سے اٹھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنا اور اس کے ملاحظہ سے شرمانا سب جاتا رہتا ہے۔

اے مسلمانو! تم اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو قبول کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو دلوں کے زنگ دور کرنے کیلئے دوا تجویدکی ہے اس سے اپنے دلوں کا علاج کرو۔ اگر تم میں کوئی بیمار ہو جائے اور کوئی طبیب اس کیلئے دوا تجوید کرے اور اس دوا کا استعمال نہ کرنے سے عیش و آرام نہ ملے گا۔

تم اپنی خلوت اور جلوت میں اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ مراقبہ کرو اور اس کو اپنا نصب العین بنالو یہاں تک کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ پس اگر تم اس کونہیں دیکھتے ہو وہ تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر دل سے کرتا ہے وہ حقیقی ذاکر ہے اور جو اس کا ذکر دل سے نہ کرے وہ اس کے ذکر کرنے والا ہی نہیں۔ زبان دل کی غلام اور اس کے تابع ہے۔ تم ہمیشہ وعظ سنتے رہا کرو کیونکہ دل جب وعظ سے غائب ہو جاتا ہے تو اندھا بن جاتا ہے۔ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ تمام حالتوں میں امر الٰہی کی تعظیم کرنا ہے۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ کَلِمَتَیْنِ التَّعْظِیْمُ لِاَ مْرِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَالشَّفْقَۃُ عَلٰی خَلْقِہٖ

یعنی ساری بھلائی دو باتوں کے اندر ہے یعنی اللہ کی عظمت ملحوظ رکھنا اور اس کی مخلوق پر شفقت کرنا۔

جو شخص امر خداوندی کی تعظیم نہیں کرتا ور اس کو بڑا نہیں جانتا اور مخلوق خدا پر

شفقت نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی۔

اِرْحَمْ حَتّٰی اَرْحَمَکَ اِنِّی رَحِیْم" مَنْ رَحِمَ رَحِمْتُہ' وَاَدْ خَلْتُہ' جَنَّتِیْ

یعنی تو دوسروں پر رحم کر۔ تاکہ میں تجھ پر رحم کروں' میں بڑا رحیم ہوں جو رحم کرتا ہے میں اس پر رحم کرتا ہوں اور اس کو اپنی جنت میں داخل کروں گا۔

پس مبارک ہو رحم کرنے والوں کو اور تمہاری عمر تو اس میں ضائع ہو گئی کہ انہوں نے یہ کھایا اور ہم نے یہ کھایا۔ انہوں نے یہ پیا اور ہم نے یہ پیا۔ انہوں نے یہ پہنا اور ہم نے یہ پہنا اور انہوں نے یہ جمع کیا اور ہم نے یہ جمع کیا جو شخص فلاح اور بہتری چاہتا ہے وہ اپنے نفس کو حرام چیزوں اور شبہ والے کاموں اور خواہشات نفسانیہ سے روکے اور صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لائے اور ممنوعات سے باز رہے۔ محنت پر صبر کرے اور تقدیر خداوندی پر موافقت کرے۔

اہل اللہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں صابر بنے رہے اور اس سے صبر نہ کیا۔ اس کیلئے اور اسی کے بارے میں صبر کیا تاکہ اس کا قرب ان کو حاصل ہو جائے۔ وہ اپنے نفسوں اور خواہشوں اور طبیعتوں کے گھروں سے جدا ہو گئے اور اپنے ساتھ شریعت لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف چل پڑے تو راستہ میں آفتوں' دہشتوں' مصیبتوں' غم بھوک و پیاس' برہنگی اور ذلت خواریوں نے ان کا استقبال کیا پس انہوں نے کسی کی کچھ پرواہ نہ کی اور نہ ہی اپنی سیر سے رجوع کیا اور نہ ان کے ارادہ میں تغیر پیدا ہوا کہ جس ارادہ سے چلے تھے اور وہ آگے بڑھتے رہے اور ان کی چال میں سستی نہ آئی اور وہ ہمیشہ اسی حالت پر رہے یہاں تک کہ ان کو بقائے دل و جان حاصل ہو گئی۔

اللہ سے ملاقات کیلئے عمل

اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کیلئے عمل کرو اور اس سے ملاقات

سے پہلے اس سے شرم کرو۔ تمہیں اس کے سامنے جانا ہے۔ مسلمانوں کی حیا اول تو اللہ تعالیٰ سے ہے پھر اس کی مخلوق سے۔ البتہ اس صورت میں جس کو تعلق دین سے ہو اور شریعت کی حدود کے ہتک سے تو اس وقت اس کو حیا کرنا جائز نہیں۔ امور دینیہ میں حیا نہ کرے اور حدود شریعت کو قائم کرے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَاتَاْخُذْهُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ ﴿سورۃ نور﴾

ترجمہ: اور تمہیں اس پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں ﴿کنزالایمان﴾

جس شخص کی تابعداری حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صحیح ہو جاتی ہے اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی زرہ خود پہناتے ہیں اور اپنی تلوار اس کے گلے میں ڈال دیتے ہیں اور اس کو اپنے طریقوں اور خصلتوں سے اسے خلعت عطا فرما دیتے ہیں اور اس سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں کہ یہ آپ کی امت میں کیسا ہونہار نکلا۔ اس پر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ پھر اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت میں اپنا نائب اور رہنما اور اس کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف بلانے والا مقرر فرما دیتے ہیں مگر جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال باکمال ہوگیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے آپ کی امت میں وہ لوگ مقرر کر دیئے جو آپ کے سچے جانشین تھے اور وہ لاکھوں مخلوق میں ایک دو ہی تھے۔ وہ مخلوق کی رہنمائی کرتے ہیں اور وہ ہر وقت مخلوق کی خیر خواہی ہی کرتے رہتے ہیں اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرتے ہیں اور وہ منافقوں اور فاسقوں کے منہ پر مسکراتے ہیں اور طرح طرح کے حلیہ کرتے ہیں کہ کسی طرح منافقت اور فسق ان سے چھوٹ

جائے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف لے جائیں اس لئے کہ ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔

لَا یَضْحَکُ فِیْ وَجْہِ الْفَاسِقِ اِلَّا الْعَارِفُ

کہ فاسق کے منہ پر عارف باللہ ہی ہنستا ہے

اور وہ اس لئے اس کے منہ پر ہنس کر دکھاتا ہے کہ گویا کہ وہ اسے جانتا ہی نہیں ہے حالانکہ وہ اس کے دین کے گھر کی خرابی اور اس کے دل کی سیاہی اور اس کے کھوٹے پن اور میلے پن کو خوب جانتا ہے۔ فاسق اور منافق یہ دونوں گمان کرتے ہیں کہ ان کی یہ حالت ان سے پوشیدہ ہے اور اس نے ان کو پہچانا ہی نہیں۔ ایسا بالکل نہیں کہ ان دونوں کی کوئی عزت ہی نہیں کہ ان کا حال چھپ سکے۔وہ عارف سے نہیں چھپ سکتے وہ ان کو اپنی نگاہ' نظر' کلام وحرکت سے پہچانتا ہے اور وہ ان دونوں کے ظاہر و باطن سے خوب واقف ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے۔

تم پر افسوس ہے کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم صدیقین' عارفین اور عالمین سے پوشیدہ رہ سکتے ہو۔تم کب تک اپنی عمروں کو ضائع کرتے رہوگے۔تم کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جو تمہیں آخرت کا راستہ بتلائے۔

اے گمراہو۔اللہ تعالیٰ تم سب سے بڑا ہے۔ اے مردہ دل والو۔ اے اسباب کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھنے والو۔ اپنی قوت و طاقت اور اپنے معاش اور راس المال اور اپنے شہر کے بادشاہوں کے پجاریو۔ حقیقت میں یہ سب اللہ تعالیٰ سے محجوب اور دور ہیں۔ جو شخص نفع اور نقصان کو غیر اللہ کی طرف سمجھے وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں ہے بلکہ وہ اس کے غیر کا بندہ ہے کہ جس کی طرف نفع اور نقصان کو سمجھتا ہے۔ آج وہ دنیا میں غصہ اور حجاب کی آگ میں ہے اور کل یوم قیامت جہنم کی آگ میں ہوگا جہنم کی آگ سے تو صرف' متقی' موحد اور مخلص

بندے ہی ثابت قدم اور سلامت رہیں گے۔

تم پہلے دل سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ پھر اپنی زبان سے توبہ کرو تو یہ حکومت کی کایا پلٹ دیتی ہے۔ جو تیرے نفس' تیری خواہش' تیرے شیطان اور تیرے ہمنشینوں کی حکومت پلٹ دیتی ہے اور ان سب کو تیرا غلام بنا دیتی ہے اور جب تو اپنے کان' آنکھ' زبان اور دل سے توبہ کرتا ہے اور تمام اعضاء کو پلٹ دیتا ہے اور اپنے کھانے پینے کو حرام و شبہ کی کدورتوں سے صاف کر لیتا ہے اور اپنی معیشت اور خرید و فروخت میں پرہیزگار بن جاتا ہے اور تو اپنا مقصود اصلی اپنے مولیٰ تعالیٰ کو بنا لیتا ہے اور اپنی عادتوں کو زائل کر دیتا ہے اور اس کی جگہ عبادت خداوندی رکھ لیتا ہے اور اپنے گناہوں کو ختم کرا دیتا ہے اور اس کی جگہ اطاعت خداوندی رکھ لیتا ہے اس کے بعد شریعت کی درستی اور شریعت کی شہادت کے ساتھ حقیقتاً مضبوط ہو جاتا ہے تو حقیقت پر پہنچ جاتا ہے کیونکہ جس حقیقت پر شریعت شہادت نہ دے وہ زندقہ اور بے دینی ہے۔

پس جب یہ امر تجھ میں محقق ہو جائے تو تجھے بری عادتوں اور تمام مخلوق کی طرف دیکھنے سے فنا حاصل ہو جائے گی اس وقت تیرا ظاہر محفوظ ہو جائے گا اور تیرا باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہوگا۔ پس جب یہ تیری حالت کمال کو پہنچ جائے گی اور دنیا مع اپنے جملہ متعلقات کے بھی تیرے پاس آئے گی اور تجھ کو اپنے اوپر اختیار و قدرت دے اور تمام اگلی اور پچھلی مخلوق بھی تیری تابعداری کرے گی تو تجھے کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی اور نہ تجھے تیرے مولیٰ تعالیٰ کے دروازہ سے لوٹا سکے گی۔ کیونکہ تو تو اس کے ساتھ قائم ہے۔ اس کی طرف متوجہ اور اس کے ساتھ مشغول اور اس کے جلال و جمال کی طرف دیکھنے والا ہے اور جب تو اس کے جلال کی طرف نظر ڈالتا ہے تو خوف الٰہی سے پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور جب اس کے جمال کو دیکھتا ہے تو مجتمع ہو جاتا ہے اطمینان حاصل ہوتا

ہے۔ جلال کو دیکھتے وقت ڈر جاتا ہے۔ جمال کو دیکھتے ہوئے امیدوار بن جاتا ہے۔ جلال کے دیکھتے وقت محو و فنا ہوجاتا ہے اور جمال کو دیکھ کر موجود ہو جاتا ہے۔ پس مبارک ہو اس شخص کو جس نے اس کھانے کا مزہ چکھا۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْنَا مِنْ طَعَامِ قُرْبِکَ وَاسْقِنَا مِنْ شَرَابِ اُنْسِکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمیں اپنے قرب کے طعام سے کھانا عطا فرما اور اپنی شراب انس سے سیراب فرما اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا ﴿آمین﴾

﴿حضور سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲ ذی الحجہ ۵۴۵ ہجری المقدس بروز جمعتہ المبارک صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۴﴾

تدبیر و علم الٰہی میں نفس، خواہش اور طبیعت کو اس کا شریک نہ بنانا

سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور اس کے علم میں اپنے نفس، خواہش اور طبیعت کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اپنے اور دوسروں کے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

وَافِقِ الْحَقَّ عَزَّوَجَلَّ فِی الْخَلْقِ وَلَا تُوَفِّقْهُمْ فِیْهِ اِنْکَسَرَ مَنْ اِنْکَسَرَ وَانْجَبَرَ مِنِ انْجَبَرَ

یعنی مخلوق کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرو اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں مخلوق کی موافقت نہ کرو جو ٹوٹا وہ ٹوٹ گیا جو ڑا جو جڑ گیا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت کرنا اس کے نیک بندوں سے سیکھو۔ علم عمل کیلئے بنایا گیا ہے نہ کہ محض یاد کرنے کیلئے اور مخلوق کے سامنے پیش کرنے کیلئے۔

اور جب تو علم حاصل کر کے اس پر عمل بھی کرے گا تو تیری طرف کلام کرے گا اگرچہ تو خاموش رہے گا تو عمل کی زبان سے اس سے زیادہ کلام کر جیسا کہ زبان علم سے کلام کیا جاتا ہے اس لئے کہ

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔

لَا یَنْفَعُکَ لَحْظُہ، لَا یَنْفَعُکَ وَعْظُہ،

یعنی کہ جس کا دیکھنا تجھے نفع نہ دے اس کا وعظ بھی تجھے نفع نہیں دے سکتا۔

جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو وہ اس علم سے خود بھی نفع حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی نفع پہچانتا ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ میرے پاس حاضر ہونے والوں کے اندازہ کے موافق جو کچھ چاہتا ہے مجھ سے کلام کرا دیتا ہے ورنہ میرے اور تمہارے درمیان عداوت ہے کیونکہ تم میں عمل نہیں ہے۔ میری آبرو اور مال سب تمہارے اوپر نثار ہے۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں اگر میرے پاس کچھ ہے تو میں اس کو تم سب سے روکتا نہیں ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان سوائے خیر خواہی اور نصیحت کے اور کچھ نہیں ہے۔ میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کیلئے نصیحت کرتا ہوں نہ کہ اپنے فائدہ کیلئے۔ تو تقدیر خداوندی کے ساتھ موافقت کر۔ ورنہ وہ تیری گردن توڑ دے گی تو اس کے ارادہ کے موافق اس کے ساتھ چل ورنہ وہ تجھے ذبح کر ڈالے گی۔ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جا یہاں تک کہ وہ تجھ پر رحم کرے اور وہ تجھے سواری پر اپنے پیچھے بیٹھا لے۔

اولیاء اللہ کے معاملہ کی ابتداء کسب سے ہوتی ہے اور وہ ضرورت کے مطابق دنیا کو شریعت کے ہاتھوں سے حاصل کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان

کے ظاہری اعضاء کسب سے عاجز ہو جاتے ہیں اور توکل آ جاتا ہے جوان کے دلوں پر سکون کی مہر لگا دیتا ہے اور ان کے اعضاء کو قید کر دیتا ہے﴿ وہ دنیا کے فکر سے بے نیاز ہو جاتے ہیں﴾ اور دنیا میں جو کچھ مقسوم ہے وہ ان کے پاس خوشگوار اور کافی بن کر بلا مشقت و تکلیف کے برابر آتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہر ایک یوم آخرت اپنے ارادہ اور خواہش سے جنت کی نعمتیں حاصل کریں گے بلکہ اس میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کی موافقت کریں گے جس طرح کہ دنیا میں اپنا مقسوم حاصل کرنے کی اس سے موافقت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں ان کے پورے پورے حصے عطا کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

خودی کو چھوڑ دو

اے اللہ کے بندے! تجھے تیری ہمت کے مطابق دیا جائے گا تو جتنی ہمت کرے گا اتنا ہی پائے گا تو اپنی ہمت کو دل کے ساتھ ماسوا اللہ تعالیٰ سے دور کر' تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جائے تو اپنی ذات اور مخلوق کی طرف سے مر جا' تاکہ وہ پردے جو تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حائل ہیں اٹھا دیئے جائیں۔ اگر تو کہے کہ میں کیسے مروں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تو اپنے نفس' خواہش' طبیعت' عادت' مخلوق کی تابعداری اور اسباب کی تابعداری سے مر جا تو خودی کو چھوڑ دے اور ان سب سے ناامید ہو جا اور تو شرک کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے خواستگاری کو چھوڑ دے اور تو اپنے تمام اعمال کو خالص اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے کر نہ اس کی نعمتوں کی طلب کیلئے تو اس کی تدبیر اس کی قضاء وقدر اور اس کے افعال پر راضی ہو جا۔ جب تو ایسا کرے گا تو تو اپنے نفس سے مر جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ ہو جائے گا اور تیرا دل اس کا مسکن بن جائے گا کہ وہ اس کو جس طرح چاہے گا الٹ پلٹ کرے گا تو اس کے کعبہ

قرب میں ٹھہر کر اس کے پردوں کو پکڑے ہوئے اس کو یاد کرنیوالا ہوگا اور باقی سب کو بھول جائے گا۔ آج جنت کی کنجی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" رَسُوْلُ اللّٰهِ ﴿صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾ کہنا ہے اور کل یہ تیرے اپنے وجود اور اپنے غیر کے وجود اور تمام ماسوا اللہ تعالیٰ سے فنا ہو جانا ہے۔

اولیاء کی جنت اور جہنم

اولیاء کرام کی جنت اللہ تعالیٰ کا قرب ہے اور اللہ تعالیٰ سے دوری ان کیلئے جہنم ہے وہ سوائے اس جنت کے کسی چیز کو طلب نہیں کرتے اور وہ نہ اس جہنم کے سوا کسی آگ سے ڈرتے ہیں اور وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قرب کے طالب رہتے ہیں کہ ان کے پاس کھوٹ ہی کیا ہے کہ وہ جہنم سے ڈریں۔ جہنم تو خود مومن سے پناہ مانگتی ہے اور اس سے بھاگتی ہے۔ پھر بھلا وہ محبین اور مخلصین سے کیوں نہ بھاگے گی۔

مومن شخص کا دنیا اور آخرت میں کیا اچھا حال ہے کہ کسی حالت میں کیوں نہ ہو اگر اس کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہے تو پھر اس کو کچھ پرواہ نہیں ہوتی اور وہ جہاں بھی اترتا ہے اپنا مقسوم حاصل کر لیتا ہے اور اس پر راضی رہتا ہے اور جدھر بھی اس کی توجہ ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور اس کے پاس اندھیرے کا وجود ہی نہیں اور اس کے تمام اشارے اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتے ہیں اور اسی کا پورا اعتماد اور توکل اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔

مسلمان کو تکلیف دینا محتاجی کا باعث ہے

تم مسلمانوں کو تکلیف دینے سے بچو کیونکہ وہ تکلیف و ایذاء دینے والوں کے بدن میں زہر اور اس کی محتاجی اور سزا و عذاب کا باعث ہے۔ اے اللہ اور اس کے خاص بندوں سے غافل و جاہل تو ان کی غیبت اور بدگوئی کا ذائقہ مت چکھ یقیناً وہ زہر قاتل ہے تو اپنے آپ کو ان کی بدگوئی سے بچا۔ پھر بچا' ڈر' پرہیز

کر ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا اور ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ ان کا ایسا مددگار ہے جوان پر غیرت کرتا ہے﴿یعنی ان کے ساتھ کسی کی بدسلوکی برداشت نہیں کرتا﴾ اے منافق کہ تیرے دل میں نفاق کا شک وابستہ ہو گیا ہے اور وہ تیرے ظاہر وباطن کا مالک بن گیا ہے تو۔ توحید اور اخلاص کو اپنی تمام حالتوں میں استعمال کر تجھے شفا حاصل ہوگی اور تیرا شک جاتا رہے گا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم بہت زیادہ حدود شریعت کو توڑتے ہو اور اپنے تقویٰ کی زرہوں کو پارہ پارہ کرتے ہو اور اپنے توحید کے کپڑوں کو ناپاک کرتے ہو اور اپنے نور ایمان کو بجھاتے ہو اور اپنے تمام حالات اور افعال میں اللہ تعالیٰ کے دشمن بنے چلے جاتے ہو۔ تم میں جب کوئی فلاح پاتا ہے ہے اور نیک اعمال بھی کرتا ہے اور اس میں خود پسندی کی آمیزش ہوتی ہے اور مخلوق کے دکھاوے کے ساتھ اور مخلوق کی تعریف کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس

تم میں سے کوئی شخص بھی جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ارادہ کرے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ مخلوق سے جدا ہو جائے کیونکہ اعمال میں مخلوق کا دکھاوا اعمال کو باطل کر دیتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

عَلَيْكُمْ بِالْعُزْلَةِ فَاِنَّهَا عِبَادَةٌ" وَاِنَّهَا دَابُ الصَّالِحِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

تم تنہائی کو لازم پکڑو کیونکہ وہ عبادت ہے اور تم سے پہلے صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے۔ اے صاحبو! تم ایمان کو لازم پکڑو اس کے بعد ایقان اور اس کے بعد فنا کو اور اس کے بعد وبود کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہ کہ اپنے اور اپنے غیر کے ساتھ اور یہ سب حدود شریعت کی حفاظت اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضامندی اور کلام اللہ کی خوشنودی کے ساتھ ہو۔ جو سنا گیا ہے اور پڑھا گیا ہے اور جو شخص اس کے خلاف کہے اس کیلئے کوئی عزت وکرامت نہیں ہے اور یہی

قرآن مجید جو کاغذوں اور تختیوں پر لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کا ایک کنارہ اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک کنارہ ہمارے ہاتھ میں ہے اور اس میں تغیر اور تبدل نہیں ہوسکتا۔

تو اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ اور سب سے قطع تعلق کر کے اس کی طرف جھک جا اسی سے علاقہ پیدا کر وہ تیرے لئے دنیا اور آخرت کی مشقتوں میں کافی ہے۔ موت اور زندگی میں تیری حفاظت فرمائے گا اور تمام حالتوں میں تجھ سے مصائب و آلام کو دور کرتا رہے گا تو کلام اللہ کو لازم پکڑ یعنی تو قرآن پر عمل کر اور اس کی خدمت کر تا کہ وہ تیری خدمت کرائے اور وہ تیرے دل کے ہاتھ کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کر کھڑا کر دے۔ قرآن کریم پر عمل کرنا تیرے دل کے دونوں بازوؤں پر پر لگا دے گا۔ پس تو اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف اڑ جائے گا۔

اے صوف پوش تو پہلے اپنے باطن دل، نفس اور اپنے جسم کو صوف پہنا۔ زہد کی ابتداء اسی طریقہ سے ہوتی ہے کہ ظاہر سے باطن کی طرف۔ جب تیرا باطن صاف ہو جائے گا تو صفائی، دل، نفس، اعضاء اور لباس تک پہنچ جائے گی اور تیری تمام حالتوں کی طرف پہنچ جائے گی۔ پہلے گھر کا اندرونی حصہ تعمیر کیا جاتا ہے اور جب وہ تیار ہو جاتا ہے تو پھر دروازہ کی عمارت کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ ظاہر بغیر باطن کے کچھ نہیں۔ دروازہ بغیر عمارت اندرونی کچھ نہیں اور قفل ویرانہ پر لگانا کچھ نہیں ہے ہیچ ہے۔

اے دنیا کو آخرت کے بغیر اور اے مخلوق کو خالق کے بغیر طلب کرنے والے! جس مشغلہ میں تو ہے یہ تجھے قیامت کے دن کچھ نفع نہ دے گا بلکہ یہ تجھے تکلیف پہنچائے گا اور یہ سامان جو تیرے پاس ہے وہاں تجھ سے خریدا نہ جائے گا تیرا اسباب تو ریا نفاق اور گناہ ہیں اور یہ ایسی چیز ہے جو آخرت کے

باراز میں رواج نہ پاسکے گی تو پہلے اسلام کو صحیح کر پھر کچھ حاصل کر۔ اسلام استسلام سے مشتق ہے۔ استسلام یہ ہے کہ تو اپنے معاملہ اور نفس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اسی پر بھروسہ کر اور اپنی طاقت وقوت کو بھول جائے اور دنیا سے جو کچھ تیرے پاس ہے اس کو اطاعت خداوندی میں خرچ کر دے اور تیرا عمل طاعتوں کے ساتھ ہو اور ان سب کو تو اسی کی طرف سپرد کر دے اور ان کو بھول جائے۔ تیرا عمل ایک خالی اخروٹ کی طرح ہے اور تیرے جس عمل میں اخلاص نہ ہو وہ بغیر مغز کے چھلکا ہے یا لکڑی ہے کہ جس کو کھینچ کر لایا گیا ہو۔ جسم بلا روح اور صورت بغیر معنی کے ہے یہ منافقوں کا عمل ہے۔

ندامت اور محبت کے درخت کی پرورش

اے اللہ کے بندے! تمام مخلوق ایک آلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کاریگر اور اس میں تصرف کرنے والا ہے۔ پس جس نے اس کو سمجھا اور یہ اعتقاد رکھا وہ آلہ کی قید سے رہائی پا گیا۔ اس نے تصرف کرنے والے پر نظر رکھی۔ مخلوق کے ساتھ رہنا دشمنی اور تکلیف اور مشقت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا فرحت اور خوشی نعمت ہے تو اگلے بزرگوں کے راستہ سے علیحدگی کرنے والا ہے اور جدا ہے۔ تیرے اور ان کے درمیان کچھ نسبت ہی نہیں ہے تو نے تو اپنی رائے پر قناعت کر لی ہے اور اپنے لئے کوئی استاد مقرر ہی نہیں کیا جو تجھے معرفت خداوندی کی تعلیم دے اور طریقہ بتائے۔

اے راستہ سے جدا ہو جانے والے۔ اے وہ شخص کہ جس کو انسان و جنات اور شیاطین نے اپنا کھیل بنا رکھا ہے۔ اے نفس اور خواہش کے بندے تجھ پر افسوس ہے تو واقعی گونگا بن گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اس کی طرف ندامت اور عذر کے قدموں سے رجوع کر اور ڈر۔ تاکہ وہ تجھے تیرے دشمنوں کے ہاتھوں سے چھڑا دے اور تجھے ہلاکت کے سمندر کے بھنور سے نجات دے تو

جس امر میں پھنسا ہوا ہے اس کے بارے میں سوچ کہ انجام کیا ہوگا۔ تیرے لئے اس کا چھوڑ دینا آسان ہے تو غفلت کے درخت کے نیچے سایہ میں بیٹھا ہوا ہے اس کے سایہ سے اٹھ جا۔ بے شک تجھے آفتاب کی روشنی نظر آ جائے گی اور تجھے راستہ معلوم ہو جائے گا۔ غفلت کے درخت کی پرورش جہالت کے پانی سے ہوتی ہے اور بیداری اور معرفت کے درخت کی پرورش فکر کے پانی سے کی جاتی ہے توبہ کے درخت کی پرورش ندامت کے پانی سے کی جاتی ہے اور محبت کے درخت کی پرورش معرفت کے پانی سے کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو بھولنے والا

اے اللہ کے بندے! جس وقت تو بچہ اور جوان تھا کچھ عذر بھی تھا لیکن اب جب کہ تیری عمر چالیس برس کے قریب ہوگئی ہے یا اس سے بھی بڑھ گئی ہے اور تو وہی کھیل کھیلے جا رہا ہے جو کہ نادان بچے کھیلتے ہیں تو جاہلوں سے ملنا جلنا اور عورتوں اور بچوں کے ساتھ خلوت نشینی سے پرہیز کر اور بچ۔

مشائخ عظام اور متقی لوگوں کی صحبت اختیار کر اور جاہل نوجوانوں کی صحبت سے دور بھاگ اور لوگوں سے ایک کنارہ ہو کر کھڑا ہو جا۔ پھر ان میں سے جب کوئی تیرے پاس آ جائے تو تو ان کا طبیب اور معالج بن جا۔ کہ تو مخلوق کیلئے اس طرح ہو جا کہ جس طرح شفیق باپ اپنی اولاد کیلئے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی زیادہ اطاعت کر بیشک اس کی اطاعت اس کو یاد رکھنا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَقَدْ ذَكَرَهٗ وَاِنْ قَلَّتْ صَلَاتُهٗ وَصِيَامُهٗ وَقِرَاءَ تُهٗ الْقُرْاٰنَ وَمَنْ عَصَاهُ قَدْ نَسِيَهٗ وَاِنْ كَثُرَتْ صَلٰوتُهٗ وَصِيَامُهٗ وَقِرَاءَ تُهٗ الْقُرْاٰنَ

یعنی جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے اس کو یاد کیا اگرچہ اس کے نماز

روزہ اور قرات قرآن کم ہوں اور جس نے اس کی نافرمانی کی اگرچہ اس کی نماز روزہ اور قرات قرآن زیادہ ہو بے شک وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گیا۔

مومن شخص اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرتا ہے اور اس کے ساتھ موافقت کرتا ہے اور صابر ہوتا ہے اور وہ اپنی لذتوں کلام' طعام' لباس اور تمام تصرفات کے وقت توقف کرتا ہے اور منافق ان تمام حالتوں میں کسی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

اپنے معاملہ میں فکر کرنا

اے اللہ کے بندے! تو اپنے معاملہ میں فکر کر اور جو تیرے اندر خوبی نہیں ہے اس کو اپنے نفس کیلئے ثابت کر۔ نہ تو طلب میں سچا ہے اور نہ صدیق ہے اور نہ ہی محبّ ہے نہ موافقت کرنے والا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والا ہے نہ تو عارف باللہ ہے۔

تو معرفت خداوندی کا دعویدار تو بن گیا ہے لیکن تو مجھے بتا کہ اس کی معرفت کی علامت کیا ہوتی ہے اور تو اپنے دل میں کون سی حکمتیں اور نور دیکھتا ہے اولیاء کرام تو انبیاء کرام علیہم السلام کے جانشین ہوتے ہیں اور بتا کہ ابدالوں کی کیا علامت ہوتی ہے اور تیرا گمان ہے کہ جو شخص جس چیز کا دعویٰ کرے وہ تسلیم کر لیا جائے اور اس کے گواہ اور دلیل طلب نہ کئے جائیں اور اس کی دنیا کو کسی پر پرکھا نہ جائے گا۔ عارف لوگوں کی صفات میں ایک صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ تمام آفتوں پر صبر کرتے ہیں اور تمام حالتوں میں اپنے نفس' اپنے اہل وعیال اور تمام مخلوق کے متعلق اللہ تعالیٰ کے جملہ احکام قضاء وقدر پر راضی رہتے ہیں۔

اللہ اور غیر کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی

اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے غیر کی محبت دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے ﴿کنز الایمان﴾

دنیا اور آخرت جمع نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی خالق و مخلوق دونوں ایک دل میں جمع ہو سکتے ہیں تو تمام فنا ہونے والی چیزوں کو چھوڑ دے تاکہ تجھے ایسی چیز حاصل ہو جائے کہ جس کیلئے فنا ہی نہیں ہے تو اپنے نفس اور مال کو خرچ کر۔ تاکہ تجھے جنت حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ﴿سورۃ التوبہ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلہ پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

اس کے بعد ماسوا اللہ تعالیٰ کی ذات کے اپنے دل سے رغبت نکال ڈال تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے اور تو دنیا اور آخرت میں اس کی محبت میں رہے۔

اے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے تو اس کی تقدیر کے ساتھ گھومتا رہ جس طرح کہ وہ گھومے اور اپنے دل کو جو قرب خداوندی کا مسکن ہے پاک و صاف رکھ اور اس کے ماسوا کے پاک کر اور تو قرب کے دروازہ پر توحید، اخلاص اور سچائی کی تلوار لے کر بیٹھ جا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کیلئے نہ کھول تو اپنے دل کے گوشوں میں سے کسی گوشہ کو بھی غیر اللہ سے مشغول نہ کر۔

اے لہو و لعب میں مشغول ہونے والو۔ میرے پاس لہو و لعب نہیں ہے۔ اے خالی چھلکو۔ میرے پاس سوائے مغز کے کچھ نہیں ہے۔ میرے پاس تو بغیر نفاق کے اخلاص ہے اور بغیر کذب کے سچائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں

تقویٰ اور اخلاص چاہتا ہے۔ وہ تمہارے ظاہری اعمال کی طرف نظر نہیں کرتا۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا ولٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ

﴿سورۃ الحج﴾

ترجمہ: اللہ کو ہرگز ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے ﴿کنزالایمان﴾

اے اولاد آدم جو کچھ دنیا اور آخرت میں ہے سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر تمہارا شکر کرنا کہاں چلا گیا ہے اور تمہارا تقویٰ کہاں ہے اور اللہ کی طرف اشارات اور تمہاری خدمت میں روح نہیں ہے ایسے اعمال سے تم تھکتے نہیں حالانکہ تم بغیر روح کے بغیر عمل کر رہے ہو۔ اعمال کیلئے روح ہے اور روح اخلاص ہے۔

﴿سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۴ ذی الحجہ ۵۴۵ ہجری بروز اتوار صبح کے وقت یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۵﴾

زاہدوں جیسے کپڑے پہننے سے زہد حاصل نہیں ہوتا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے۔

اَنَّہ' کَانَ اِذَشَمَّ رَائِحَۃً طَیِّبَۃً سَدَّ اَنْفَہ' وَقَالَ ھٰذَا مِنَ الدُّنْیَا

یعنی جب کوئی خوشبو آپ علیہ السلام کی ناک میں پہنچتی تھی تو آپ اپنی ناک کو بند کیا کرتے اور فرماتے کہ یہ بھی دنیا ہی سے ہے۔

اے اپنے قول اور فعل سے زہد کا دعویٰ کرنے والو۔ یہ تم پر حجت ہے۔ تم نے کپڑے تو زاہدوں جیسے پہن لئے ہیں اور تمہارے باطن رغبت اور دنیا پر

حسرت سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر تم ان کپڑوں کو اتار ڈالتے اور اس رغبت کو جو تمہارے دلوں میں ہے اس کو ظاہر کر دیتے تو یہ تمہارے لئے زیادہ اچھا تھا اور تمہیں نفاق سے زیادہ دور لے جانے والا تھا اور جو شخص اپنے زہد میں سچا ہوتا ہے اس کا مقسوم اس کی طرف آتا ہے اور وہ اس کو لے لیتا ہے وہ اپنے ظاہر کو اس سے آراستہ کر لیتا ہے اور اس کا دل اس کی اور اس کے سوا دوسری چیزوں سے بے رغبتی سے بھرا ہوا ہوتا ہے اس لئے کہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زہد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے ہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا:

فرمان نبوی

اَنَّہٗ قَالَ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلاثٌ" اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیَ فِی الصَّلٰوۃِ

فرمایا کہ تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں میری محبوب بنائی گئی ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باوجود اس کے کہ تمام دنیاوی چیزوں سے بے رغبتی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو اس لئے محبوب سمجھا کہ آپ کیلئے علم ربی میں مقسوم ہو چکی تھیں۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم کی تعمیل میں ان چیزوں کا استعمال فرماتے تھے کیونکہ حکم کی تعمیل طاعت اور عبادت ہے جو شخص اپنا مقسوم اس صورت سے لے گا وہ طاعت الٰہی میں ہی ہے اگرچہ تمام دنیا سے نفع حاصل کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

اے جہالت کے قدموں پر زاہد بننے والو۔ سنو اور تصدیق کرو۔ تکذیب نہ کرو اور اس ﴿محمدی﴾ زہد کو سیکھو تاکہ تم اپنی جہالت کی وجہ سے تقدیر کا رد نہ کرنے لگو۔ جو شخص علم سے جاہل ہو اور اپنی رائے پر استغناء کرنے والا ہو اور

اپنے نفس، خواہش اور شیطان کے کلام کو قبول کرنے والا ہو پس وہ شیطان کا تابعدار اور اسی کا بندہ ہے اور اس نے شیطان لعین کو اپنا مرشد بنا لیا ہے۔

اے جاہلو! اے منافقو! تمہارے دل کس قدر سیاہ ہو گئے ہیں اور تمہاری بو کس قدر گندی ہو گئی ہے اور تمہاری زبان درازی اور کلام کی سختی کس قدر بڑھ گئی ہے اور تم ان تمام فضول باتوں سے جن میں تم مبتلا ہو توبہ کرو اور اللہ رب العزت اور اس کے اولیاء جو کہ اس کے محبوب ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، طعنہ کرنا چھوڑ دو اور دنیاوی مقسوم کے استعمال کرنے میں ان پر اعتراض نہ کرو کیونکہ وہ اس مقسوم کو امر خداوندی کے حاصل کرتے ہیں نفسانی خواہش کی وجہ سے حاصل نہیں کرتے۔ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی محبت اور دوستی ہے اس کا اشتیاق اس کے سوا ہر چیز میں بے رغبتی اور ظاہر و باطن کا شدت سے رخ پھیر لینا موجود ہے لیکن ان کے مقسوم جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا علم پہلے ہی متعلق ہو چکا ہے ان کے استعمال کیے بغیر ان کو چارہ نہیں۔ ان کیلئے دنیا میں قیام اور امن عالم میں رہنا اور اپنے مقسوم کو حاصل کرنا اور جو اللہ تعالیٰ تو اور ان کی تکذیب کرنے والے ہیں ان کو دیکھنا ایک سخت ترین مصیبت ہے۔

نفس اور خواہشات کا ساتھی

اے اللہ کے بندے! جب تک تو اپنے نفس اور خواہشات کا ساتھی ہے او ران کے ساتھ قائم ہے۔ مخلوق کو وعظ سنانا اور ان سے کلام کرنا چھوڑ دے اور گفتگو سے مر جا۔ پس جب اللہ تعالیٰ تم سے کوئی کام لینا چاہے گا اس کیلئے تجھے تیار کر دے گا اور جب وہ چاہے گا تجھے زندہ کر دے گا اور تجھے ثابت قدم کر دے گا اور تجھے کلام کرنے کی اہلیت نصیب فرما دے گا۔ اس صورت میں وہی خود ظاہر کرنے والا ہوگا نہ کہ تو خود۔ تو اپنے نفس اپنے کلام اور اپنے تمام احوال کو اس کے سپرد کر دے اور خود اس کے کلام میں مشغول ہو جا۔ تو عمل بغیر کلام،

اخلاص بغیر ریا' توحید بغیر شرک' گم نامی بغیر شہرت' خلوت بلا جلوت کے اور باطن بغیر ظاہر کے بن جا اور تو باطن کے ساتھ مشغول رہ۔ اے جھوٹے بیدار ہو جا تو اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہے اور اپنے قول ایاک نعبد و ایاک نستعین میں تو اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو خطاب کرتا ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں یہ حاضر سے خطاب ہے کہ گویا تو کہتا ہے اے میرے نزدیک اے مجھے جاننے والے۔ اے مجھ سے قریب۔ اے میرے اوپر گواہ۔ پس تم اپنی نماز میں اور اس کے علاوہ دیگر حالتوں میں اسی طرح اس کو خطاب کیا کرو اس لئے کہ

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اُعْبُدِ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

یعنی تو اللہ تعالیٰ کی اسی طرح عبادت کر گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

حلال کھانے سے دل کی صفائی ہوتی ہے

اے اللہ کے بندے! تو اپنے دل کی حلال کھانے سے صفائی کر یقیناً تو اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لے گا تو اپنے لقمہ' اپنے لباس اور اپنے دل کو پاک و صاف کر لے خود بخود تو تصوف میں صاف ہو جائے گا۔ تصوف کا لفظ صفاء سے مشتق ہے نہ کہ صوف پہنے لینے سے۔ سچا صوفی وہی ہوتا ہے جو اپنے دعویٰ تصوف میں صادق ہوتا ہے اور اپنے دل کو ماسوا اللہ تعالیٰ کے صاف کر لیتا ہے اور یہ تصوف ایسی چیز ہے جو رنگ برنگ کپڑے پہنے اور چہروں کو زرد کر لینے اور کندھوں کو ہلانے اور زبان سے صالحین کی حکایات بیان کر دینے اور تسبیح و تحلیل میں انگلیاں ہلانے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کی طلب میں سچا بننے دنیا سے بے رغبت ہو جانے' مخلوق کو دل سے باہر نکالنے ور

اپنے مولیٰ تعالیٰ کے سوا سے خالی کرنا ضروری ہے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی اے اللہ تو مجھے ان چیزوں سے جو مجھے نفع دیں اور مجھے ضرر نہ دیں محروم نہ کر چند بار میں نے یہی دعا کی اور پھر میں سو گیا پس میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے تو بھی اس عمل کے کرنے سے جو تجھے نفع دے باز نہ رہ اور جس عمل کا کرنا تجھے نقصان دے اس سے باز رہ۔

تم اپنی نسبتوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صحیح کر لو تو جس کی اتباع آپ کے ساتھ درست ہو گئی اس کی نسبت آپ کے ساتھ صحیح ہو گئی اور تیرا بغیر اتباع نبوی کے یہ کہنا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہوں تیرے لئے مفید نہیں۔

جب تم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں تابعداری کرو گے تو تمہیں دار آخرت میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اور مصاحبت نصیب ہو گی اور کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔

فرمانِ خداوندی ہے

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ ﴿کنز الایمان﴾

تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرو اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکے رہو۔ ایسا کرنے پر بے شک تم دنیا میں اپنے دلوں اور آخرت میں اپنے دل اور اجسام دونوں سے اپنے خالق و مالک کے قریب ہو جاؤ گے۔

اے زاہدو تم یہ اچھا نہیں کرتے تم اپنے نفس اور خواہشات سے زاہد بنتے ہو

اور اپنی رائے پر اعتماد کرتے ہو اور اس کو مستقل سمجھتے ہو۔ تم تابعداری کرو اور ان مشائخ عظام و عارف باللہ کی صحبت اختیار کرو جو عالم باعمل ہیں اور نصیحت کی زبان سے مخلوق پر متوجہ ہونے والے ہیں اور وہ اپنے دلوں کو تم سے پھیر کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے اور دنیا کی طمع کو زائل کر چکے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

موت سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کرنا

اے اللہ کے بندے! تو اپنی موت سے پہلے اپنے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر تو محض صالحین کے حالات میں اور ان کے تذکرہ اور ان کی تمنا پر قناعت کر بیٹھا ہے اور تیری مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص پانی کو مٹھی میں لے اپنا ہاتھ کھولے گا تو کچھ بھی نہ پائے گا ایسا نہ بن

تجھ پر افسوس ہے تمنا اور آرزو تو حماقت کا جنگل ہے۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِیَّاکُمْ وَالتَّمَنِیْ فَاِنَّہٗ وَادِی الْحُمُقِ

یعنی اپنے آپ کو آرزو سے بچاؤ کیونکہ وہ تو حماقت کا جنگل ہے۔

عمل تو برے لوگوں جیسے کرتا ہے اور اچھے لوگوں کے درجوں کی تمنا رکھتا ہے جس کی آرزو اور تمنا خوف پر غالب ہوتی ہے وہ بے دین بن جاتا ہے اور جس کا خوف امید اور تمنا پر غالب ہو گیا وہ نا امید ہو جاتا ہے جو کہ کفر ہے تو سلامتی دونوں کی برابری میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاءُہٗ لَاعْتَدَلَا

یعنی مومن کے خوف اور امید کو اگر وزن کیا جائے تو یقیناً دونوں برابر نکلیں گے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو انہوں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے ایک پاؤں کو ﴿بوجہ خوف﴾ پل صراط پر رکھا اور دوسرے پاؤں کو ﴿بہ امید رحمت﴾ جنت میں رکھا۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ زاہد اور فقیہ تھے۔ انہوں نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا۔ علم کو اس کا حق اخلاص کے ساتھ دیا۔ اور انہوں نے اللہ کی طرف قصد کیا اور اللہ تعالیٰ ہی ان کا مقصود تھا اور اللہ نے ان کو اپنی رضامندی عطا فرمائی اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی خوشنودی عطا فرمائی اس لئے کہ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر اور تمام صالحین پر اور ان کے ساتھ ہم سب پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

جس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع نہ کی اور آپ کی شریعت کو ایک ہاتھ میں اور دوسرے ہاتھ میں قرآن کریم کو نہ تھاما اور آپکے چلے ہوئے راستے میں اللہ تعالیٰ کی طرف نہ پہنچا وہ خود بھی ہلاک اور گمراہ ہو گا اور دوسروں کو بھی ہلاک اور گمراہ کرے گا۔ قرآن و حدیث دو نور اور دو دلیلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ قرآن ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچنے کا ذریعہ سنت نبوی ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ نُفُوْسِنَا وَاٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمیں اور ہمارے نفسوں کے درمیان دوری ڈال دے اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹ ذی الحجہ ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۶﴾

مصائب کو چھپانا ایک خزانہ ہے

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مِنْ کُنُوْزِ الْعَرْشِ کِتْمَانُ الْمَصَائِبِ یَامَنْ یَشْکُوْا

یعنی عرش کے خزانوں میں ایک خزانہ مصائب کو پوشیدہ رکھنا ہے۔

اے مخلوق کی طرف اپنے مصائب کی شکایت کرنے والے تجھے مخلوق سے شکایت کرنا کیا فائدہ دے گا۔ مخلوق نہ تجھے نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ تجھے نقصان دے سکتی ہے اور جب تو ان پر اعتماد کرے گا پس تو مشرک ہو جائے گا اور وہ تجھے اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے دور کر دیں گے اور تجھے اس کے عذاب میں ڈال دیں گے اور اس سے تجھے حجاب میں ڈال دیں گے اور تو اللہ تعالیٰ سے محجوب ہو جائے گا۔

اے جاہل تو علم کا دعویٰ کرتا ہے اور دنیا کو اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے طلب کرتا ہے تو یہ تیری منجملہ جہالتوں میں سے ایک جہالت ہے تو مصیبتوں سے رہائی کیلئے مخلوق سے شکایت کرتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ جب یہ حریص کتا تعلیم پا کر شکار کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی حرص اور طبیعت کو ترک کر دیتا ہے اور یہ پرندہ باز شکرہ بھی تعلیم . ولت اپنی طبیعت کی مخالفت کرتا ہے اور شکار کھا لینے کی اپنی عادت کو ترک کر دیتا ہے۔ پس

تیرا نفس تو تعلیم کے زیادہ لائق ہے تو اپنے نفس کو سیکھا اور سمجھاتا۔ تاکہ وہ تیرے دین کو نہ کھالے اور پارہ پارہ نہ کر دے اور اللہ تعالیٰ کی امانتوں میں خیانت نہ کرے۔ نفس کے پاس مومن کا دین اس کا گوشت اور خون ہے نفس کو تعلیم دینے سے پہلے اس کی مصاحبت نہ کر اور جب تعلیم پا لے اور سمجھنے لگے اور مطمئن ہو جائے تو اس وقت اس کا ساتھ دے اور جہاں کہیں بھی متوجہ ہو تمام حالتوں میں تو اس سے جدائی اختیار نہ کر اس کے ساتھ رہ۔ اور جب نفس مطمئن ہو جائے اور برد بار عالم بن جائے اور اس مقسوم پر راضی بن جائے گا جو تقدیر سے اس کے پاس آئیں گی تو تو گیہوں کے میدہ اور جو کی روٹی میں کچھ فرق نہ سمجھے گا۔ نفسانی لذت اس سے دور ہو جائیں گی اور اس کو فاقہ کرنا کھانے سے زیادہ پیارا معلوم ہو گا اور کار خیر اور اطاعت اور ایثار پر وہ تیری موافقت کرنے والا ہو جائے گا اور اس کی طبیعت بدل جائے گی سخی اور کریم اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف رغبت کرنے والا ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب تو آخرت سے بارغبت اور مولیٰ تعالیٰ کا طلب گار بنے گا تو وہ بھی تیرے ساتھ اس کا طالب بنے گا اس کے دروازہ کی طرف چلے گا۔ پس اس وقت تیرے پاس سابقہ امر خداوندی آئے گا اور تجھ سے کہے گا اے فاقہ کرنیوالے کھالے اور اپنی پیاس کو بجھالے۔ عقل مند مریض طبیب کے ہاتھ یا اس کے حکم سے ہی کھاتا ہے اور ہمیشہ اس کا ادب کرتا ہے اور اس کی بات کو قبول کرتا ہے اور اپنی حرص اور رغبت کو اس کی موجودگی میں چھوڑ دیتا ہے۔

اے حریص۔ اے جلد باز۔ وہ کھانا جو تیرے لئے پیدا کیا گیا ہے کہ تیرے سوا کس کی طاقت ہے کہ وہ اس کو کھالے اسے تیرے سوا کوئی نہیں کھا سکتا۔ جو لباس، مکان، سواری اور عورت تیرے لئے پیدا کی گئی ہے ان کو تیرے سوا استعمال کرنے اور لینے اور پہننے کی کون قدرت رکھتا ہے۔ پھر یہ تیری جہالت اور نادانی

کیسی ہے۔ نہ تجھے قرار ہے نہ عقل ہے نہ ایمان ہے اور نہ وعدہ خداوندی کو سچا سمجھنا اے جلد باز مردود جب تو کسی کریم شخص کا کام کرے گا پس اس کا ادب کر اور ترک و اجرت کو نہ طلب کر پس وہ دونوں تجھے بغیر مانگے اور بغیر بے ادبی کے حاصل ہو جائیں گے۔ جب وہ کریم تجھے دیکھے گا کہ تو نے حرص اور مانگنے اور بے ادبی کو چھوڑ دیا ہے تو وہ تجھے دوسرے مزدوروں میں جو کہ تیرے ساتھ کام کرتے ہیں ممتاز بنا دے گا اور تجھے خوش کر دے گا اور دوسروں کی بہ نسبت تجھے بلند جگہ پر بٹھا دے گا۔

اللہ تعالیٰ اعتراض اور منازعت کا ساتھی نہیں ہے وہ تو حسن ادب اور سکون ظاہر و باطن اور موافقت دائمی کا ساتھ دینے والا ہے اور ہر وہ شخص جو تقدیر خداوندی کی موافقت کرتا ہے اس کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مصاحبت نصیب ہوتی ہے۔ عارف باللہ۔ اللہ تعالیٰ کو چاہنے والا اور اسکے ساتھ قائم رہنے والا ہے نہ کہ اس کے غیر کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی موافقت کرنے والا ہے نہ اس کے غیر کیلئے۔ اسی کے ساتھ زندہ ہوتا ہے اور غیر اللہ سے مردہ

اچھی نیت سے کلام کرنا

اے اللہ کے بندے! جب تو کلام کرے تو اچھی نیت کے ساتھ کر اور جب تو سکوت کرے تو سکوت بھی اچھی نیت کے ساتھ ہو۔ جو نیت سے پہلے عمل کو مقدم نہ کرے اس کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں جب تو کلام کرے گا یا سکوت کرے گا تو بہرحال تو گناہ میں مبتلا رہے گا کیونکہ تیری نیت ہی درست نہیں ہوتی اور تیرا خاموش رہنا اور کلام کرنا دونوں خلاف سنت ہیں۔ حالات کے تغیر اور رزق میں تنگی پیش آنے کے وقت ایک لقمہ کی وجہ سے تم رنگ بدل ڈالتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے بگڑ جاتے ہو اور ایک غرض پوری نہ ہونے پر تمام نعمتوں کی ناشکری کرنے لگتے ہو گویا کہ تم اس پر جبر کرنے لگتے ہو اور اس پر حکم چلاتے ہو کہ یوں

کر ایسا کر۔ ویسا کر۔ اور ایسا کیوں کیا۔ اور یوں کرنا چاہیے تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ سے دوری اور غصہ اور راندہ درگاہ ہونا ہے۔

اے ابن آدم تو کون ہے تو تو ایک ذلیل وحقیر پانی سے پیدا کیا گیا ہے اس لئے تو اپنی حقیقت کو پہچان۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع کر اور اس کے سامنے جھک جا۔ جب تیرے پاس تقویٰ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک تیری کوئی عزت نہیں ہے۔ دنیا تو حکمت کا گھر ہے اور آخرت سراسر قدرت۔

حلال روزی' ضروری علم اور عمل میں اخلاص فرض ہے

اے مسلمانو! تمہارے اوپر نگہبان ﴿یعنی فرشتے﴾ مقرر ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں ہو اور تم کو کچھ خبر نہیں۔ تم عاقل بنو اور دل کی آنکھوں کو کھولو۔ جب تمہارے گھر میں کوئی جماعت حاضر ہو تو تمہیں چاہیے کہ خود گفتگو کی ابتداء نہ کرو بلکہ خاموش رہو اور جب وہ بات کریں تو ان کے کلام کا جواب دو اور ایسی بات نہ پوچھو کہ جس کا فائدہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا فرض ہے حلال روزی طلب کرنا فرض ہے۔ ضروری علم حاصل کرنا کہ جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو فرض ہے۔ عمل میں اخلاص پیدا کرنا فرض ہے۔ عمل پر معاوضہ کا چھوڑنا فرض ہے۔ کوئی بھی عمل بدلہ کی نیت سے نہ کر۔ تو فاسقوں اور منافقوں سے دور بھاگ نیک اور سچے لوگوں سے مل جب کوئی معاملہ تجھ پر مشکل ہو اور تو صالح شخص اور منافق کے درمیان فرق معلوم نہ کر سکے اور یہ نہ جانے کہ کون شخص صالح اور نیک ہے اور کون منافق ہے تو تو رات کو اٹھ ﴿یعنی تہجد کے وقت﴾ اور دو رکعت نماز نفل ادا کر تو پھر یہ دعا۔

دعا

يَارَبِّ دُلَّنِيْ عَلَى الصَّالِحِيْنَ مِنْ خَلْقِكَ دُلَّنِيْ عَلٰى مَنْ يَدُلَّنِيْ عَلَيْكَ وَيُطْعِمُنِيْ مِنْ طَعَامِكَ يَسْقِيْنِيْ مِنْ شَرَابِكَ وَيَكْحَلُ عَيْنَ قَلْبِيْ بِنُوْرِ قُرْبِكَ

وَيُخبِرُنِي بِمَارَاى عِيَانًا لاَ تَقلِيدًا

اے میرے رب مجھے اپنی مخلوق میں سے صالحین لوگوں کی طرف میری رہنمائی فرما جو مجھے تیری طرف رہبری کریں اور مجھے تیرے کھانے سے کھانا کھلائیں اور تیرے پانی میں سے پانی پلائیں اور میرے دل کی آنکھوں میں تیرے قرب کے نور کا سرمہ لگائیں اور جو چیز کہ ظاہر ظہور مشاہدہ غیبی سے دیکھتے ہوں اس سے مجھے خبردار کر دیں محض تقلید سے نہیں۔

اہل اللہ نے فضل خداوندی کے طعام سے کھانا کھایا ہے اور اس کے شراب انس سے انہوں نے پانی پیا ہے اور اس کے باب قرب کا مشاہدہ کیا ہے اور انہوں نے محض خبر پر قناعت نہ کی بلکہ ہمہ وقت مجاہدہ اور ریاضت کرتے رہے اور صبر کیا اور اپنے نفوس اور مخلوق سے نظر ہٹا کر رب تعالیٰ کی طرف سفر کرتے رہے یہاں تک کہ سنی ہوئی خبر ان کے نزدیک آنکھوں دیکھی بن گئی اور جب وہ اپنے رب تعالیٰ تک پہنچے تو اس نے ان کو ادب اور تہذیب سکھائی اور حکمتیں اور علوم سکھائے اور اپنے امور مملکت پر ان کو آگاہ کر دیا اور ان کو بتا دیا کہ زمین و آسمان میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ کوئی اس کے سوا عطا کرنے والا ہے اور نہ ہی روکنے والا ہے اور نہ کوئی اس کے سوا حرکت دینے والا ہے۔ نہ کوئی سکون دینے والا۔ نہ کوئی اندازہ کرنے والا ہے اور نہ کوئی حاکم ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی عزت دے سکتا ہے اور نہ کوئی ذلت دے سکتا ہے نہ کوئی مسخر بنانے والا ہے اور نہ اس کے سوا کوئی زبردست قدرت والا ہے۔ وہ ان کو تمام موجودات غیبیہ دکھا دیتا ہے پس وہ انکو اپنے دل اور باطن کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں پس اولیاء اللہ کے نزدیک دنیا او راس کی بادشاہت وحکومت کی قدر باقی رہتی ہے۔ نہ کوئی منزلت ﴿تو معلوم ہوا ولیاء کرام تمام موجودات پر خبردار ہوتے ہیں﴾

دعا

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا كَمَا اَرَيْتَهُمْ مَعَ الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ وَاٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو ہمیں ان عفو و عافیت کے ساتھ یونہی دکھا دے جیسا کہ تو نے انہیں مشاہدہ کروایا اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

بیمار کی دوا توبہ ہے

اے مسلمانو! تم تقویٰ کو چھوڑ دینے سے توبہ کرو۔ تقویٰ تو پرہیز گاری کی دوا ہے اور اس کا چھوڑ دینا بیماری ہے تم توبہ کرو۔ توبہ دوا ہے اور گناہ بیماری ہے۔

حدیث

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ تمہاری بیماری کیا ہے اور اس بیماری کی دوا کیا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ تمہاری بیماری ہیں اور اس کی دوا توبہ ہے۔

توبہ ایک درخت ہے اور ذکر کی مجالس میں ہمیشہ جانا اور حق کی اطاعت میں ہمیشگی کرنا اس کو پانی دیتا ہے۔ تم ایمان کی زبان سے توبہ کرو تو یقیناً تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی۔ تم توحید اور اخلاص کی زبان سے کلام کرو تو بیشک تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی۔ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبتوں کے آنے

کے وقت اپنے ایمان کو اپنا ہتھیار بناؤ ایمان ہی تو تمہیں بچانے والا ہے۔

خطبہ غوثیہ

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ جب تقریر وتبلیغ کیلئے خطبہ پڑھتے تو خطبہ کی ابتداء میں ہر مجلس میں تین بار الحمدللّٰہ رب العلمین کہا کرتے تھے اور ہر مرتبہ تھوڑی دیر کیلئے خاموشی اختیار فرماتے۔ اس کے بعد یوں خطبہ ارشاد فرماتے۔

عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضَاءَ نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَمُنْتَهٰى عِلْمِهٖ وَجَمِيْعَ مَاشَاءَ وَخَلَقَ وَذَرَاءَ وَبَرَاءَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاحْفَظِ الْاِمَامَ وَالْاُمَّةَ وَالرَّعِيَ وَالرَّعِيَّةَ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ فِي الْخَيْرَاتِ اِدْفَعْ شَرَّبَعْضِهِمْ عَنْ بَعْضٍ

اَللّٰهُمَّ وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِسَرَائِرِ فَاَصْلِحْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِحَوَائِجِنَا فَاقْضِهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِذُنُوْبِنَا فَاغْفِرْهَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ بِعُيُوْبِنَا فَاسْتُرْهَا لَاتَرَنَا حَيْثُ نَهَيْتَنَا لَاتَفْقُدْنَا حَيْثُ اَمَرْتَنَا لَاتُنْسِنَا ذِكْرَكَ وَلَاتُؤْمِنَّا مَكْرَكَ وَتُحْوِجْنَا اِلٰى غَيْرِكَ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِيْنَ

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا رُشْدَنَا واعذنا مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا اشْغَلْنَا بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ اقْطَعْ عَنَّا كُلَّ قَاطِعٍ يَقْطَعُنَا عَنْكَ اَلْهِمْنَا ذِكْرَكَ وَشُكْرَكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ داہنی طرف رخ پھیر کر یہی کلمات فرماتے۔ پھر بائیں طرف رخ پھیر کر بھی یہی کلمات ارشاد فرماتے اور اس کے بعد یہ فرماتے۔

لَاتُبْدِ اَخْبَارَنَا وَلَا تَهْتِكْ اَسْتَارَنَا وَلَاتُوءَ اخِذْنَا بِسُوْءِ اَعْمَالِنَا لَاتُخْيِبَا فِيْ غَفْلَةٍ وَلَاتُوءَ اخِذْنَا عَلٰى عِرَّةٍ رَبَّنَا لَاتُوءَ اخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخطانَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَه‘ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اس کے بعد فتوح غیب سے جو کچھ اللہ تعالیٰ آپکی زبان مبارک پر لے آتا ہے بغیر تقریر اور بغیر کسی تمہید کے وعظ شروع فرما دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی بعض مجالس میں آپ وعظ کی ابتدا کسی حدیث پاک یا کلام حکماء میں سے کسی کلمہ کے ساتھ جو آپ کو یاد ہوا کرتے تھے۔ پہلے آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے کلام میں تبرکاً اس کو پڑھا کرتے تھے اور وعظ شروع فرماتے اور کلام کی بنیاد اسی پر رکھتے تھے۔

ترجمہ خطبہ

اتنی حمد جو اس کی مخلوق کے شمار اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے نفس کی خوشنودی اور اس کے کلمات کی سیاہی اور اس کے علم کی انتہا کے موافق اور ان تمام چیزوں کے برابر ہو جس کو اس نے چاہا پیدا کیا اور ظاہر کیا ہے جو کہ حاضر اور غائب کے جاننے والا ہی عام و خاص پر رحم کرنے والا ہے۔ بادشاہ ہے۔ غایت درجہ پاک ہے سب پر غالب اور حکمت والا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے حمد اور بادشاہی ہے وہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہی ایسا زندہ ہے کہ جسے موت نہیں خیر اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی ہر شے پر

قدرت رکھتا ہے اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔

اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ وہ آپ کو تمام دینوں پر غالب کر دے اگر چہ وہ شرکوں کو نا گوار گزرے۔

اے اللہ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرما اور امام و امت اور پاسبان اور راعی و رعیت کی حفاظت فرما اور تمام نیک کاموں میں ان کے دلوں کو متفق کر دے اور ان میں ایک کا شر دوسرے سے دور فرما۔

اے اللہ تو ہمارے بھیدوں کو جاننے والا ہے پس تو ان کی اصلاح فرما دے اور تو ہماری حاجتوں کو جاننے والا ہے پس ان کو بخش دے اور تو ہمارے عیوب اور گناہ کو جاننے والا ہے پس ان کو بخش دے اور جہاں تو نے ہمیں موجود ہونے کا حکم دیا ہے وہاں سے مفقود نہ کرنا اور تو ہمیں اپنی یاد سے غافل نہ کرنا اور ہمیں اپنی فکر سے نڈر نہ کر دینا اور ہمیں اپنے غیر کی طرف محتاج نہ بنانا اور ہمیں غافل لوگوں میں شامل نہ کر دینا۔

اے اللہ ہمیں ہمارے سیدھے راستے کا الہام فرما اور ہمیں ہمارے نفسوں کی برائی اور شر سے پناہ دے۔ اپنے ماسوا سے پھیر کر ہمیں اپنے ساتھ مشغول رکھ اور جو قطع کرنے والا ہمارا تعلق تجھ سے قطع کرے اس کا تعلق ہم سے قطع کر دے اور ہمیں اپنے ذکر وشکر اور اچھی عبادت کا الہام فرما۔

اسکے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ داہنی طرف رخ پھیر کر فرماتے۔

کوئی معبود نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے جو وہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے بزرگ و برتر اللہ کے عطا کیے بغیر کوئی طاقت وقوت نہیں ہے۔

اس کے بعد سامنے کی طرف رخ پھیر کر یہی کلمات فرماتے اور پھر بائیں

طرف رخ پھیر کر یہی ارشاد فرماتے اور پھر فرماتے۔

اے اللہ تو ہماری خبروں کو ظاہر نہ فرما اور ہمارے پوشیدہ عیوب کا پردہ نہ اٹھا اور ہماری بداعمالیوں پر ہماری گرفت نہ فرما اور ہماری زندگی غفلت میں نہ گزار ہمیں محروم اور رسوا نہ فرما اور ہمیں اچانک نہ پکڑنا۔

اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔ اے ہمارے رب ہمارے اوپر ایسا بوجھ نہ ڈالنا کہ جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر بوجھ ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب ہمارے اوپر وہ چیز نہ ڈال دینا کہ جس کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہمیں معاف کر دے اور بخش دے اور ہمارے اوپر رحم فرما تو ہی ہمارا مولیٰ ہے اور ہماری کافر قوم کے مقابلہ میں مدد فرما۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۵ ذی الحجہ شریف ۵۴۵ ہجری کو بروز اتوار صبح کے وقت یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۷﴾

عاقل بن جھوٹ نہ بول

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عاقل بن اور جھوٹ نہ بول تو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں حالانکہ تو دوسروں سے ڈرتا ہے تو کسی جن و انسان اور فرشتہ سے نہ ڈر اور نہ کسی بولنے والے اور خاموش رہنے والے جانور سے ڈر۔ نہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے ڈر پس ڈرنا تو اسی کی ذات سے ہی چاہیے جو عذاب دینے والا ہے یعنی صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ عقل مند شخص تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔ وہ تو ہر لحہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور وہ تو غیر اللہ کی بات کو سننے سے بھی بہرا رہتا ہے۔ اس کے نزدیک تو تمام مخلوق بیمار و عاجز اور محتاج

ہے اور اس جیسے دوسرے علماء ہیں کہ جن کے علم سے لوگوں کو نفع حاصل ہوتا ہے جو کہ شریعت اور حقائق اسلام کے عالم ہیں وہی دین کے معالج ہیں اور طبیب دین کی شکستگی اور خرابی کو جوڑنے والے ہیں۔ اے وہ شخص کہ جس کا دین شکستہ ہو گیا ہے تو ان علماء کی طرف بڑھ تا کہ وہ تیری شکستگی جوڑ دیں جس ذات پاک نے بیماری اتاری ہے وہی ذات ہی دوا کو نازل کرتی ہے اللہ تعالیٰ ہی بہ نسبت دوسرے لوگوں سے زیادہ مصلحت کو جاننے والا ہے تو اپنے رب کے اس کے فعل پر تہمت نہ لگا۔ تیرا نفس تہمت و ملامت کیلئے بہ نسبت غیر کے زیادہ لائق اور بہتر ہے۔ تو نفس سے کہہ دے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اسی کیلئے عطا ہے اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اس کیلئے عصا اور سزا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے مال وعزت کو چھین لیتا ہے پس اگر وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے اور خوشی نصیب کرتا ہے اور عطاؤں سے نوازتا ہے اور سرمایہ عطا کرتا ہے اور اپنی ذات پاک میں فنا کر دیتا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْقُرْبَ مِنْکَ بِلَا بَلَاءٍ اُلْطُفْ بِنَا فِیْ قَضَائِکَ وَقَدَرِکَ اَکْفِنَا شَرَّ الْاَشْرَارِ وَکَیْدَ الْفُجَّارِ اِحْفَظْنَا کَیْفَ شِئْتَ وَکَمَا شِئْتَ نَسْاَلُکَ الْعَفْوَا وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ نَسْاَلُکَ التَّوْفِیْقَ لِلْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ وَالْاِخْلَاصِ فِی الْاَعْمَالِ. اٰمِیْنَ

اے اللہ ہم تجھ سے ایسے قرب کا سوال کرتے ہیں جو بغیر بلا کے ہو تو اپنی قضاء و قدر میں ہمارے ساتھ شفقت فرما اور شریر لوگوں کی شرارت اور بدکاروں کے مکر سے بچا اور تو جس طرح چاہتا ہے ہماری حفاظت فرما اور ہم تجھ سے دین اور دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت کے طلبگار ہیں اور ہم تجھ سے اعمال کی توفیق

اور اعمال میں اخلاص کی بھی توفیق عطا فرما اور ہماری دعا کو قبول فرما﴾

اپنے دل کو پاک کر۔ حکایت

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک شخص حاضر ہوا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا تو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ارے بھائی کیا دیکھتے ہو اس نے کہا کہ میں نماز پڑھنے کی لئے پاک جگہ دیکھ رہا ہوں تو آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ پہلے اپنے دل کو پاک کرو اور پھر جہاں چاہو نماز پڑھ لو۔

ریا کی حقیقت کو مخلص ہی جانتے ہیں کیونکہ وہ ریا میں تھے اور اس سے نجات پا چکے ہیں۔ ریا اہل اللہ کے راستہ میں ایک گھاٹی ہے جس کو انہیں عبور کرنا ضروری ہے۔ ریا۔ نفاق اور تکبر شیطان مردود کے تیر ہیں جس سے وہ انسانی دل پر تیر اندازی کرتا ہے تم مشائخ عظام کی بات کو قبول کرو اور ان سے سیکھو۔ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے رستہ پر چلنا بتائیں گے کیونکہ وہ اس راستہ پر چل چکے ہیں۔ نفس۔ خواہش اور طبیعت کی آفتوں کا حال ان سے معلوم کرو کیونکہ وہ آفتوں سے گزر چکے ہیں اور وہ ان کی خرابیوں اور خیانتوں کو پہچان چکے ہیں اور وہ زمانہ دراز تک اس میں مبتلا رہ چکے ہیں اور آزما چکے ہیں اور مدت کے بعد ان پر غلبہ حاصل کیا اور ان کے مالک ہو گئے ہیں۔ شیطان کے وسوسے سے دھوکہ نہ کھا اور اسکے پھونک مارنے پر مغرور نہ ہو اور تو نفس کے تیروں سے شکست نہ کھا کہ وہ نفس تجھ پر شیطان کے تیر چلاتا ہے کہ شیطان کو تجھ پر نفس ہی کے راستہ سے قدرت حاصل ہوتی ہے۔ شیطان جن کوئی تجھ پر بغیر شیطان انس کے جو کہ تیرا نفس اور برے ہم نشین ہیں قدرت و قابو نہیں پا سکتا تو اللہ تعالیٰ سے فریاد کر اور ان دشمنوں پر اس سے مدد مانگ وہ تیری مدد کرے گا۔

پس جب تو اللہ تعالیٰ کو پالے گا اور جو کچھ اس کے پاس ہے اسے دیکھ نے

اور تو اس سے بہرہ یاب ہو جائے تو اس کے پاس سے اہل وعیال اور مخلوق کی طرف متوجہ ہو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جا اور ان سے کہہ دے کہ تم میرے پاس اپنے سب کو لے آؤ۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے جب ملک وسلطنت پر کامیابی حاصل کر لی تو اس وقت اپنے اہل سے فرمایا کہ تم میری طرف اپنے سب کنبہ کو لے آؤ۔

وہ بڑا محروم شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے محروم رہا اور اس سے دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا قرب فوت ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک کتاب میں فرمایا ہے۔

یَا ابْنِ اٰدَمَ اِنْ فُتکَ فَاتَّکَ کُلُّ شَیْءٍ

اے ابن آدم اگر میں تیرے ہاتھ میں فوت ہوگیا تو ہر چیز تجھ سے فوت ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ تجھ سے کیسے فوت نہ ہو جب کہ تو اس سے اور اس کے ایمان دار بندوں سے روگردانی کرنے والا ہے اور اپنے قول وفعل سے تکلیف دینے والا ہے تو ان سے ظاہر و باطن سے روگردانی کرنے والا ہے۔

مومن کو تکلیف دینا بہت بڑا گناہ ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَذِیَّۃُ الْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ نَقْضِ الْکَعْبَۃِ وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ خَمْسَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً

یعنی کسی مومن شخص کو تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیت المعمور اور کعبہ کو گرا دینے سے گناہ سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فقیروں کو ہمیشہ ایذاء دینے والے شخص سن جو کہ اس پر ایمان لانے والے اور نیک کام کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے اور اللہ

تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے ہیں۔ تجھ پر افسوس ہے تو عن قریب مرنے والا ہے کھینچ کر اپنے گھر سے نکال دیا جائے گا اور وہ تیرا مال جس پر تو تکبر کرتا ہے لوٹ لیا جائے گا وہ تجھے نفع نہ دے گا اور نہ وہ تجھ سے کچھ عذاب الٰہی کو دور کر سکے گا۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۷ جمادی الاخری ۵۴۵ھجری بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُوْنَ﴿۲۸﴾

خدا و رسول کی محبت کیلئے بلا اور فقر ضروری ہے

حدیث

عَنِ النَّبِيِّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه' جَاءَ اِلَيْهِ رَجُل" فَقَالَ لَه' اِنِّي اُحِبُّکَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ لَه'اِتَّخِذِ الْبَلَاءَ جِلْبَابًا اتَّخِذِ الْفِقْرَ جِلْبَابًا لِاَنَّکَ تَتَصِفُ بِصِفُتِيُ تَتَّصِفُ بِیُ لِاَنَّ مِنْ شَرْطِ الْمُحَبَّةِ الْمُوَافَقَه'

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اللہ کیلئے آپ سے محبت رکھتا ہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ تو بلا اور فقیری کو اپنی چادر بنا لے کیونکہ تو میری صفت کے ساتھ متصف ہونا چاہتا ہے اور میری حالت جیسی حالت کا طالب ہے کیونکہ محبت کی شرط محبوب کے ساتھ موافقت کرنا ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت میں سچے بنے تو انہوں نے اپنا سارا مال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خرچ کر دیا اور آپ کی صفت کے ساتھ متصف ہو گئے اور فقر میں آپ کے ساتھ شریک ہو گئے یہاں تک کہ صرف ایک کمبل سے جسم ڈھانپتے اور اس پر گزر فرماتے تھے۔ ظاہر و باطن میں خفیہ اور علانیہ ہر طرح سے نبی کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی موافقت کرتے تھے۔

اے جھوٹے تو اولیاء اللہ اور صالحین کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اوران سے اپنے درہم اور دینار پوشیدہ رکھتا ہے حالانکہ تو ان کے قرب اور دوستی کا خواہاں ہے اس لئے تو عقل مند بن ایسی محبت تو جھوٹی ہوتی ہے۔ محبّ اپنے محبوب سے کسی چیز کونہیں چھپایا کرتا بلکہ اس کو ہر ایک چیز پر ترجیح دیتا ہے۔ فقر و افلاس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے لازم تھا اور آپ کے ساتھ لگا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتا تھا اس لئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فرمان نبوی

لَا يُفَارِقُهٗ وَلِهٰذَا قَالَ الْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُحِبُّنِىْ مِنْ سَيْلِ الْمَاءِ اِلٰى مُنْتَهَاهُ

یعنی جوشخص میری محبت کا دعویٰ کرے تو اس کی طرف فقر زیادہ تیزی کے ساتھ چلتا ہے کہ جس طرح پانی کا روا اپنی منتہی کی طرف

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

مَازَلَتِ الدُّنْيَا عَلَيْنَا كِدْرَةً عُسْرَةً مَّا دَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ صُبَّتِ الدُّنْيَا عَلَيْنَا صَبًّا

جب تک ہم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے تو دنیا ہم پر تنگ اور مکدر ہی رہی اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال با کمال ہو گیا تو دنیا ہم پر موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگی تو محبت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے فقر شرط ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کیلئے بلا اور تکلیف شرط ہے۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

وَكُلَّ الْبَلَاءُ بِالْوَلَاءِ كَيْلَا يَدَّعِىَ مُحَبَّةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

یعنی بلا ولایت پر تعینات کر دی گئی ہے تا کہ کوئی شخص جھوٹ' نفاق اور ریا کے ساتھ محبت خداوندی کا دعویٰ نہ کر سکے۔

اے جھوٹے! تو اپنے دعویٰ اور جھوٹ سے باز آ جا تو اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈال۔ اگر تو سچا بن کر اس میدان میں آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ ہمارا تبع نہ بن تو اپنے کھوٹے درہم صراف کے سامنے پیش نہ کر وہ ان کو تجھ سے قبول نہ کرے گا اور تجھے رسوا کر دے گا تو سانپ اور درندوں کے ساتھ عشق نہ کر وہ دونوں تجھے ہلاک کر ڈالیں گے۔ اگر تو سانپ کا زہر اتارنے والا ہے تو بے شک کہ سانپ کی طرف قدم بڑھا اگر تجھ میں طاقت ہے تو درندوں کی طرف بڑھ ﴿یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کوئی آسان کام نہیں ہے سوچ سمجھ کر ان کی طرف قدم بڑھا۔ فقر اور بلا کیلئے تیار ہو کر اس میں قدم رکھ محض جھوٹے دعویٰ کا کوئی فائدہ نہیں ورنہ ہلاکت میں ڈال دے گا﴾ اللہ تعالیٰ کے راستہ کو سچائی کی حاجت ہے اور نور معرفت کی ضرورت کے بغیر منزل ملنا مشکل ہے۔ صدیقین کے دل میں معرفت کا آفتاب دن رات چمکتا رہتا ہے اور کسی وقت بھی غروب نہیں ہوتا۔

خالق کے پاس بھلائی اور مخلوق کے پاس برائی

اے اللہ کے بندے! تو غضب الٰہی کا نشانہ بنے ہوئے منافقوں سے اپنے رخ کو پھیر لے عقل مند بن جا ایسے لوگوں کے پاس نہ جا اس زمانہ کے اکثر لوگ بھیڑیئے ہیں کہ جن پر انسانوں جیسے کپڑے ہیں تو فکر کا آئینہ لے اور اس میں دیکھ اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے سوال کر کہ وہ اس میں تجھے منافقوں کو دکھا دے تا کہ تجھے معلوم ہو جائے۔ میں تو مخلوق اور خالق عزوجل کو آزما چکا ہوں پس مخلوق کے پاس تو شر اور برائی کو پایا ہے اور خالق عزوجل کے پاس خیر و بھلائی کو پایا ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنَا مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَرْزُقْنِیْ خَیْرَکَ دُنْیَا وَاٰخِرَةً

اے اللہ تو ہمیں مخلوق کی برائیوں سے محفوظ فرما اور دنیا اور آخرت میں اپنی بھلائی عطا فرما۔

میں تمہیں اپنے لئے نہیں چاہتا بلکہ میں تمہیں صرف تمہارے لئے چاہتا ہوں میں تمہاری رسیوں میں بل دیتا اور مضبوط کرتا ہوں اور میں جو کچھ بھی تم سے لیتا ہوں وہ تمہارے لئے ہی فائدہ مند ہے کہ میرے لئے اور میرے پاس جو خاص چیز ہے وہ مجھے تمہاری چیزوں سے بے پروا کر رہی ہے۔ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل ہے۔ میں تمہاری لائی ہوئی چیزوں کا منتظر نہیں رہتا جیسا کہ ریاکار اور منافق تم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھول جانے والا انتظار کرتا رہتا ہے۔ میں تو زمین والوں کیلئے ایک کسوٹی ہوں۔ تم سمجھ دار بنو اپنے کھوٹے مال کو میرے سامنے پیش نہ کرو۔ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تمہارے کھوٹے اور کھرے کو جانتا اور پہچانتا ہوں۔

اگر تو اپنی نجات چاہتا ہے تو میرے ہتھوڑے کا اہرن بن جا۔ تاکہ میں تیرے نفس، خواہش، طبیعت اور تیرے شیطان اور تیرے دشمنوں اور تیرے برے ہم نشینوں کے دماغ کو کچل ڈالوں۔ تم ان دشمنوں کے مقابلہ میں اپنے رب تعالیٰ سے مدد چاہو۔ مدد فتح اور منصور وہی ہوتا ہے جو ان کے مقابلہ میں جما رہے۔ محروم اور بے یارومددگار وہی ہوتا ہے جو ان کے حوالہ کر دیا جائے۔ آفات تو بہت ہیں مگر ان کا نازل کرنے والا ایک ہی ہے۔ مرض تو بہت ہے مگر ان کا طبیب ایک ہی ہے۔ اے بیمار نفس والو تم اپنے نفسوں کو طبیب کے سپرد کر دو اور جو کچھ وہ کرے اس پر تہمت نہ لگاؤ کیونکہ وہ تمہارے نفسوں پر تم سے زیادہ مہربان ہے اس کے سامنے تم بے زبان بن جاؤ۔ اس سے جھگڑا نہ کرو اس

حالت میں تم دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کر لو گے۔

اہل اللہ پورے سکوت اور پوری افسردگی اور پوری مدہوشی میں رہتے ہیں جب ان کو درجہ بکمال حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اس پر ہمیشگی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح گویائی عطا فرما دیتا ہے کہ جیسے قیامت کے دن جمادات کو گویائی عطا فرمائے گا۔ اہل اللہ اسی وقت بولتے ہیں جب بلائے جاتے ہیں اور اس وقت لیتے ہیں کہ جب دیئے جاتے ہیں اور اسی وقت خوش ہوتے ہیں کہ جب خوش کیا جاتا ہے ﴿یعنی ان کا ہر کام صرف اللہ کی رضا کیلئے ہوتا ہے﴾ اولیاء اللہ کے دل ان فرشتوں سے جا ملے ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ﴿سورۃ تحریم﴾

ترجمہ: جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے۔

﴿کنز الایمان﴾

اور وہ فرشتوں سے جا ملے اور فرشتوں کے مرتبہ اور مقام سے بڑھ گئے ہیں۔ معرفت خداوندی اور اس کے علم میں فرشتوں پر بھی فوقیت لے گئے تو فرشتے ان کے خادم اور تابعدار ہیں اور وہ اولیاء اللہ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں کیونکہ اہل اللہ کے دلوں پر حکمتوں کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور ان کے دل تمام آفات سے محفوظ ہوتے ہیں اور جو آفات ان پر نازل ہوتی ہیں وہ ان کے اعضاء اور اجسام اور ان کے نفسوں پر آتی ہیں لیکن ان کے دل محفوظ رہتے ہیں اگر تو ان کے مرتبہ اور مقام کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو پہلے حقیقت اسلام کو دریافت کر اور اسے لازم پکڑ اور اس کے بعد ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دے اور ان سے دوری اختیار کر پھر پورا تقویٰ اختیار کر۔ اس کے بعد دنیا کی مباح اور حلال چیزوں سے رغبت اٹھا۔ اس کے بعد اس کے فضل سے استغناء اختیار کر۔ اسکے بعد فضل

الٰہی سے زہد اختیار کر اور اس کے قرب سے تونگری اختیار کر۔ پس اس کے قرب کی تونگری تیرے لئے صحیح ہو جائے گی تو وہ تجھ پر فضل کا مینہ برسائے گا اور وہ تجھ پر اپنا فضل فرمائے گا اور وہ تیرے اوپر ہر طرح کے دروازوں کو کھول دے گا۔ لطف کا دروازہ رحمت کا دروازہ اپنے احسانات کا دروازہ کھول دے گا پھر وہ تجھ پر دنیا کو تنگ کر دے گا پھر اس کی انتہا تک تجھے کشادہ فرما دے گا۔

اور یہ وسعت صدیقین اور اولیاء اللہ میں سے کسی کو ہی حاصل ہوتی ہے اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی قوت و ہمت کا علم ہے۔ اولیاء اللہ کسی چیز میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل اور جدا نہیں ہوتے۔ باقی اولیاء کی یہی حالت ہوتی ہے کہ دنیا ان سے سمیٹ لی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے ہی لئے ان کے فارغ ہونے کو اور اپنے دربار میں حاضر ہونے اور اپنا ہی طالب بنائے رکھنا پسند آتا ہے اور ان کو دوست رکھتا ہے وہ اسی کی طرف ہر دم راغب رہتے ہیں اور ماسوا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ان کو انقطاع کلی رہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ دنیا عطا فرما دیتا تو شاید وہ دنیا میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کی خدمت سے غافل ہو جاتے اور دنیا کے ساتھ بیٹھ جاتے یہ یعنی اہل اللہ کیلئے تنگ دستی اور فقر غالب ہے اور وہ یعنی فراخی نادر ہے اور نادر کے ساتھ حکم تعلق نہیں رکھتا اور وہ مثل معدوم کے ہوتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں لوگوں میں سے ہیں کہ جن پر دنیا پیش کی گئی۔ پس خدمت مولیٰ تعالیٰ کی وجہ سے دنیا کی طرف متوجہ بھی نہ ہوئے کمال زہد اور اعراض کی وجہ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقسوم کی طرف توجہ بھی نہ فرمائی حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں تھیں۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

دعا نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَبِّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْ فِيْ مَعَ الْمَسَاكِيْنِ

اے میرے رب مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں موت دے اور مساکین کے ساتھ میرا حشر فرما۔

آپ کا زہد صالح اور کامل تھا ورنہ اپنے مقسوم میں زہد کرنے پر کون قدرت رکھتا ہے۔ مسلمان حرص کی گرانی سے راحت میں رہتا ہے نہ وہ حرص کرتا ہے اور نہ وہ جلد بازی کرتا ہے اور اپنے دل سے تمام چیزوں میں بے رغبت اور اپنے باطن کے ساتھ روگرداں بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں مشغول رہتا ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا مقسوم اس کے ہاتھ سے نہ جا سکے گا اس لئے اس نے اس کی طلب کو چھوڑ رکھا ہے تو مقسوم اس کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہے اور عاجزی کرتا ہے اور قبول کر لینے کا سوال کرتا رہتا ہے۔

ایمان کا محتاج

اے اللہ کے بندے تو ایسے ایمان کا محتاج ہے جو کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلائے اور ایسے یقین کا محتاج ہے کہ جو تجھے اس کی راہ میں ثابت قدم رکھے اس راستے میں چلنے کی ابتدائی حالت میں تجھے ہمیانی کی ضرورت ہے کہ جس میں مال و زر ہو اور انجام کار میں ایمان کی حاجت' برخلاف راہ مکتہ المکرّمہ کے بغیر ایمان پھر ہمیان کے جمع کیے فرض نہیں ہوتا اس میں ایمان کے بعد مال و دولت آنے پر چلنا ہوتا ہے۔

بعض اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ مکتہ المکرمہ کا راستہ پہلے ایمان پھر ہمیان کا محتاج ہے اور وہ یہ راستہ ہے کہ جسکی طرف میں نے اشارہ کیا ہے۔ ابتداء اور انتہا میں ہمیان ﴿یعنی مال و زر﴾ اور ایمان کا حاجت مند ہے۔

حکایت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب آپ ابتداء میں علم حاصل کرنے کیلئے چلے تو آپ کی کمر پر پانچ سو دینار کی ایک ہمیان ﴿تھیلی﴾ تھی اس میں سے آپ خرچ کرتے رہتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے اور اس پر ہاتھ مار کر فرماتے تھے اگر تو نہ ہوتی تو لوگ مجھے پامال کر دیتے اور رومال بنا لیتے۔ پس جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم حاصل کر لیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو پہچان لیا تو بقایا تمام مال ایک ہی دن میں فقیروں اور محتاجوں پر خیرات کر دیا اور فرمایا کہ اگر آسمان لوہے کا بن جائے کہ ایک بوند بھی بارش نہ برسائے اور زمین پتھر ہو جائے کہ سبزہ کا ایک دانہ بھی نہ اگائے اس پر بھی اگر میں اپنے رزق کی طلب فکر و اہتمام کروں تو میں کافر ہوں ﴿یعنی اللہ رزق دینے والا ہے کہ اس کے سچے وعدہ پر اعتماد نہ کروں﴾

تو اپنے ایمان کے قوی ہونے تک کسب کرنا اور سبب کے ساتھ تعلق رکھنا لازمی سمجھ۔ اس کے بعد جب ایمان قوی ہو جائے تو سبب سے خالق سبب کی طرف منتقل ہو جا ﴿یعنی وہ بلا سبب بھی دے سکتا ہے اس پر مکمل توکل کر﴾

انبیاء علیہم السلام نے ابتداء میں کسب کیا اور قرض بھی لیا اور اسباب کے ساتھ تعلقات بھی رکھے اور آخر میں صرف توکل اختیار کیا۔ پس انہوں نے ابتداء و انتہا میں شریعت اور طریقت کسب و توکل دونوں کو جمع کیا تو وہ دونوں کے جامع بنے۔

اے محروم تو اپنے ہاتھوں سے کسب کو نہ چھوڑ اور لوگوں کے پاس جو مال و اسباب ہے اس پر بھروسہ کر کے ان سے بھیک مانگنے لگا ہے اس لئے تو ایسا نہ کر کہ ایسا کرنے سے تو مقدر نعمت کا ناشکر گزار بن جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ تجھے عذاب دے گا اور تجھے اپنے قرب سے دور کر دے گا۔ کسب کو چھوڑ دینا اور لوگوں

سے بھیک مانگنا بندہ کیلئے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی جب سلطنت جاتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو چند طریقوں سے آزمایا۔ منجملہ اس کے دوسرے لوگوں سے سوال کرنا بھی تھا۔ آپ اپنے زمانہ سلطنت میں کسب کر کے کھاتے تھے پس جب اللہ تعالیٰ نے ان پر تنگی فرمائی اور ان کو سلطنت سے باہر کر دیا اور ان پر رزق کے راستے تنگ کر دیئے یہاں تک کہ لوگوں سے سوال کرنے لگے اور اس کا سبب ﴿آپ کی لاعلمی میں﴾ آپ کے گھر میں چالیس دن تک ایک عورت کا بت پرستی کرنا ذکر کیا گیا ہے۔ پس اس بت پرستی کے عوض چالیس دن تک آپ کو عقوبت میں رکھا گیا کہ ایک دن کا بدلہ ایک دن رکھا گیا۔

اہل اللہ جب تک اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں کر لیتے نہ تو ان کے غم کو خوشی نصیب ہے نہ ان کے بوجھ کو سر سے اترنا اور نہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور نہ ان کی مصیبت کو تسلی حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات دو قسم کی ہے۔ ایک دنیا میں ملنا دل اور اسرار سے ہے اور وہ نادر ہے اور دوسری ملاقات آنکھوں سے آخرت میں ملنا ہے جب وہ اللہ سے جا ملیں گے تو ان کو خوشی اور فرحت حاصل ہوگی لیکن اس سے پہلے ان کی مصیبت دائمی حلال پاکیزہ ہے۔ اور حرام نجس ہوتا ہے۔

اس کے بعد سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے نفس کے بارے میں گفتگو فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ اللہ کے بندے تو اپنے نفس کو شہوت اور لذت سے باز رکھ اس کو پاکیزہ کھانا کھلا جو کہ نجس نہ ہو۔ پاکیزہ کھانا تو حلال ہوتا ہے اور نجس حرام ہوتا ہے اس کو غذا دے تاکہ نفس تکبر نہ کرے اور اترا کر ادب کو نہ بھول جائے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنَابِکَ حَتّٰی تَعْرِفَکَ اٰمِیْنَ

اے اللہ ہمیں اپنی معرفت عطا فرما تا کہ ہم تجھے پہچان لیں ۔آمین

﴿حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۹ جمادی الاخریٰ ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ التَّاسِعُ وَالْعِشْرُوْنَ ﴿۲۹﴾

دنیادار کی تعظیم کرنا دین کی تباہی ہے

حدیث

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ تَزَعْزَعَ لِغَنِيٍّ طَلَبًا لِمَا فِيْ يَدَيْهِ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهٖ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی مال دار کی تعظیم کیلئے اس مال کی خواہش میں جو اس کے ہاتھ میں ہے اپنی جگہ سے ہلا۔ یا کھڑا ہوا تو اس کا دو تہائی دین چلا گیا۔

اے منافقو سنو! یہ ان لوگوں کیلئے فرمایا ہے جو کہ امیروں کیلئے حرکت کرتے ہے ان کی امارت کی وجہ سے تعظیم کرتے ہیں پس کیا پوچھنا اس کا کہ جس کا نماز روزہ حج بھی انہیں کیلئے ہو اور ان کی دہلیز کو چومتا رہے۔

اے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والو تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کچھ خبر نہیں۔ تم مسلمان بنو اور توبہ کرو اور توبہ میں اخلاص پیدا کرو۔ تا کہ تمہارا دین ترقی کرے تمہارا یقین قوی ہو جائے اور تمہاری توحید کو نشوونما حاصل ہو پس اس کی شاخیں عرش الٰہی تک پہنچ جائیں۔

ایمان کی ترقی

اے اللہ کے بندے! کہ جب تیرا ایمان ترقی کرے گا اور اس کا درخت اونچا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو خود سے اور تمام مخلوق سے بے نیاز کر دے گا

کسب واکتساب سے بے پروا کر دے گا۔ تیرا نفس تیرے دل اور تیرے باطن کو سیر کر دے گا اور تجھے اپنے آستانہ پر لا کر کھڑا کر دے گا اور تیرے فقر کو اپنے ذکر اور اپنے قرب اور اپنے ساتھ انس کی تونگری بخشے گا اور تو ان لوگوں سے جوکہ دنیا کو حاصل کرنے والے اور اس میں مشغول رہنے والے ہیں بے پروا ہو جائے گا تو کسی دنیا دار کی کچھ پرواہی نہیں کرے گا تو تیرا ان کو دیکھنا بطور رحمت وکلفت اور ظلمت ہوگا۔

اے علم کا دعویٰ کرنے والے دنیا کو اہل دنیا سے طلب کرنیوالے اور ان کے سامنے عاجزی کرنے والے اللہ تعالیٰ نے تجھے علم دے کر گمراہ بنا دیا تیرے علم کی برکت جاتی رہی اس کا مغز جاتا رہا اور پوست باقی رہ گیا۔ اے عبادت کا دعویٰ کرنے والے اور اس کا دل مخلوق کی عبادت کر رہا ہے انہیں سے خوف رکھتا ہے اور انہیں سے امیدیں رکھتا ہے ظاہری طور پر تو تیری عبادت اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور باطن میں مخلوق کیلئے۔ تیری تمام خواہشات و ہمت درہم ودینار اور مال واسباب سے ہے جو ان کے ہاتھوں میں ہے تو ان کی حمد وثنا کا امیدوار ہے اور ان کی برائی اور بے رخی سے ڈرتا ہے تو ان کے ہاتھ روک لینے سے ڈرتا ہے اور تو اکثر ان کے دروازوں پر بار بار جاتا ہے ان کی چاپلوسی کرتا ہے اور نرم ومیٹھی باتوں کے کرنے سے ان کی بخشش کا امیدوار ہوتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو مشرک ہے منافق ہے ریاکار ہے۔ بے دین اور زندیق ہے تجھ پر افسوس ہے تو اپنا کھوٹا مال کس پر پیش کر رہا ہے اس پر جوکہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کے پوشیدہ امور کو جانتا ہے۔ تجھ پر افسوس ہے تو نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہتا ہے۔ حالانکہ تو اپنے سچے قول اللہ اکبر میں جھوٹ بولتا ہے کیونکہ تیرے دل میں مخلوق اللہ تعالیٰ سے برتر ہے تو جلدی اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور کوئی نیکی اس کے سوا کسی کیلئے نہ کر۔ نہ دنیا کیلئے نہ آخرت کیلئے تو ان لوگوں

میں سے ہو جا جو کہ صرف اللہ تعالیٰ کے طالب ہیں۔ ربوبیت کا حق ادا کر کوئی عمل حمد و ثنا اور عطا و منع کیلئے نہ کر۔ ہر عمل سے مقصود صرف اللہ کی ذات ہو۔ تجھ پر افسوس ہے تیرا رزق نہ کم ہوسکتا ہے اور نہ ہی زیادہ اور جو کچھ بھلائی اور برائی تیرے مقدر میں لکھی جا چکی ہے اسی کا آنا ضروری ہے پس جس چیز سے فراغت ہو چکی ہے اس میں مشغول نہ ہو۔ اپنی حرص کو کم کر دے اور آرزو کو کوتاہ کر دے اور موت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھ یقیناً تو نجات پا جائے گا اور اپنی تمام حالتوں میں شریعت کی موافقت کو ضروری سمجھ۔

شریعت کی موافقت کو تم نے چھوڑ دیا

اے اللہ کے بندو! کیا تمہارے پاس شریعت کی موافقت باقی نہیں رہی تم نے اس کو اپنے ظاہر و باطن کے ہاتھوں سے چھوڑ دیا ہے اور اپنے نفسوں اور خواہشات کے تابعدار بن گئے ہو اور اللہ تعالیٰ کی بردباری سے دھوکہ میں پڑ گئے اور یکے بعد دیگرے دن بدن تم سے عذاب و سزا کو اٹھاتا رہتا ہے اور آخر میں وہ اس کو تم پر ہر طرف سے نازل کر دے گا اچانک تمہیں پکڑے گا اور گرفتار کرے گا اور پھر تمہیں موت آ جائے گی اور موت کے بعد قبر میں اترنا ہوگا اس وقت قبر کی تنگی اور اس کا عذاب تجھ سے ملے گا اس کے بعد قیامت تک تو اسی حالت میں باقی رہے گا۔ اس کے بعد تمہارا جسم دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور تجھے بڑی پیشی کی طرف لایا جائے گا اس وقت تجھ سے ذرہ ذرہ لحہ لحہ میں جو کچھ تو نے کیا تھا سب کا حساب لیا جائے گا تو بغیر روح کے بت اور بغیر قوت و حقیقت کے سوکھا ہوا چمڑا ہے تو سوائے جہنم کی آگ کے کسی کام کا نہیں ہے۔ تیری عبادت میں اخلاص نہیں ہے جب تک تیری عبادت میں روح ہی نہیں تو تو اور تیری عبادت سوائے جہنم کی آگ کے کسی کام کی نہیں جب تو اپنے اعمال میں اخلاص پیدا نہیں کر سکتا تو تجھے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنے کی ضرورت ہی کیا ہے تجھے ان میں کوئی چیز فائدہ

نہ دے گی اور تو ان لوگوں میں سے ہے کہ جن کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے کہ عمل کرنے والے اور مشقت اٹھانے والے ہیں یعنی دنیا میں عمل کرنے والے اور قیامت کے دن جہنم میں مشقت اٹھانے والے ہیں۔ ہاں تو موت کے آنے سے پہلے اسلام کی تجدید کر اور اخلاص کے ساتھ توبہ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر۔ موت کے آنے کے وقت توبہ کا دروازہ تیرے اوپر بند کر دیا جائے گا۔ پھر تو۔ توبہ کے دروازہ میں داخل نہ ہو سکے گا تو اپنے دل کے قدموں سے چل کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر۔ تاکہ وہ تیرے اوپر اپنے فضل و کرم کا دروازہ بند نہ کرے اور تجھ کو تیرے نفس اور تیری طاقت وقوت اور تیرے مال کے حوالے نہ کر دے اور پھر تجھے کسی حالت میں برکت نہ دے۔

تجھ پر افسوس ہے تو اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا تو نے اپنے دینار کو اپنا رب اور درہم کو اپنا مقصود اعظم بنا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا ہے عنقریب تجھے اپنی خبر معلوم ہو جائے گی اور اپنا انجام دیکھ لے گا۔

تجھ پر افسوس ہے تو اپنی دکان اور اپنے مال کو اپنے اہل وعیال کا حصہ بنا اور ان کیلئے شریعت کے حکم کے مطابق کسب کر اور تیرا دل اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا ہو۔ اپنا اور ان کا رزق اللہ تعالیٰ سے طلب کر نہ کہ مال و دکان سے۔ اس حالت میں وہ تیرا اور ان کا رزق تیرے ہاتھ پر جاری فرما دے گا اور تیرے دل میں اپنے فضل وقرب اور انس کو جگہ دے گا اور تیرے اہل وعیال کو تجھ سے بے نیاز کر دے گا اور تجھے اپنی ذات کے ساتھ تونگری بخشے گا اور وہ ان کو جس طرح اور جس کیفیت سے چاہے گا تونگر اور بے نیاز بنا دے گا اور تیرے دل سے کہہ دیا جائے کہ یہ غناء قلبی تیرے لئے ہے اور یہ ظاہری مال تیرے اہل وعیال کیلئے ہے۔ تو اس مرتبہ اور مقام تک کیسے پہنچ سکتا ہے حالانکہ تو اپنی تمام عمر میں شرک کرتا رہا ہے۔ محجوب اور راندہ درگاہ بنا رہا ہے۔ دنیا اور اس کے جمع

کرنے سے تیرا پیٹ نہیں بھرا۔ تو اپنے دل کے دروازہ کو بند کر اور ہر ایک دنیاوی چیز کو اسکے اندر داخل ہونے سے نا امید کر دے اور اس میں صرف ذکر خداوندی کو جگہ دے اور اپنے برے اعمال سے توبہ کر اور اپنی دلیری پر نادم ہو اور اپنے غرور اور بے ادبی پر شرمندہ ہو اور جو کچھ تجھ سے ہوا اس پر اکثر آنسو بہاتا رہ اور اپنے مال سے فقیروں کی غم خواری کرتا رہ۔ مال کے ساتھ بخل نہ کر پس عنقریب تو اس سے جدا ہو جائے گا۔ بندہ مومن جس کو دنیا اور آخرت میں اپنے صدقہ کا بدلہ ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ بخیل نہیں ہوا کرتا۔

بخیل شیطان کا محبوب ہے۔ حکایت

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے ابلیس لعین سے پوچھا کہ مخلوق میں تیرا سب سے زیادہ محبوب شخص کون ہے تو اس نے کہا کہ بخیل مسلمان آپ نے فرمایا اور سب سے زیادہ مبغوض کون ہے اس نے کہا کہ گنہگار سخی۔ اس سے آپ نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے اس نے کہا کہ بخیل مسلمان سے تو مجھے توقع رہتی ہے کہ اس کا بخل اس کو ایک نہ ایک دن معصیت میں ڈال دے گا اور گنہگار سخی سے مجھے اندیشہ رہتا ہے کہ اس کی سخاوت کی بدولت اس کے گناہ مٹ جائیں گے۔

تو دنیا میں دنیا کیلئے مشغول نہ ہو شریعت نے اس لئے کسب کو مشروع کیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے اطاعت خداوندی پر مدد لی جائے۔ لیکن جب تو نے کمائی کی معصیت پر مدد چاہی اور نماز روزہ اور کار خیر کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا پس تو معصیت میں مشغول رہا نہ کہ اطاعت الٰہی میں گویا کہ تیری کمائی راہزنی کے ہوگی اور ڈاکہ ہے۔ عنقریب موت آئے گی پس مسلمان تو اس سے خوش ہوگا کافر اور منافق اس سے غمگین ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اِذْ مَاتَ الْمُؤْمِنُ یَتَمَنّٰی اِنَّہٗ مَا کَانَ فِی الدُّنْیَا وَلَا سَاعَۃً لِّمَا یَرٰی مِنْ کَرَامَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ

یعنی مومن جب مرنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ کی جو عنایتیں دیکھتا ہے ان کی وجہ سے تمنا کرتا ہے کہ کاش دنیا میں ایک لحہ کیلئے بھی نہ رہتا۔

کہاں ہیں توبہ کرنے والے اور اس پر قائم رہنے والے۔ کہاں ہیں اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے والے اور تمام حالتوں میں اس کی طرف نظر رکھنے والے اور کہاں ہیں حرام چیزوں سے بچنے والے اور محارم سے خلوت وجلوت میں پارسائی کرنے والے کہاں ہیں اپنے دل اور بدن کی آنکھوں کو پست رکھنے والے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِنَّ الْعَیْنَیْنَ لِتَزْنِیَانِ وَزِنَا ھُمَا النَّظْرُ اِلٰی لُمُحَرَّ مَاتِ کُمْ

یعنی آنکھیں بھی زنا کیا کرتی ہیں اور ان کا زنا نامحرم عورتوں کی طرف نظر کرنا ہے۔

اے مخاطب! تیری آنکھیں اجنبی غیر محروم عورتوں اور مرد لڑکوں کو دیکھ کر کس قدر زنا کرتی ہیں کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا۔

فرمان خداوندی ہے

قُلِّ الْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ

ترجمہ: اے محبوب کہہ مومنوں سے کہ اپنی نگاہوں کو جھکائیں رکھیں۔

اے فقیر: تو اپنے فقر ومحتاجی پر صبر کر کہ دنیا کا فقر ختم ہو جائے گا۔

دنیا کی تلخی

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

یَا عَائِشَۃُ تَجَرَّعِیْ مَرَارَۃَ الدُّنْیَا لِنَعِیْمِ الْاٰخِرَۃِ

یعنی اے عائشہ دنیا کی تلخی کے گھونٹ کو آخرت کی نعمتوں کے شوق کیلئے پی جا۔

اے مخاطب کیا تو نہیں جانتا کہ قوم کی معیت میں تیرا نام کیا ہے۔ سعید یا شقی۔ تو اللہ تعالیٰ کے علم اور تقدیر میں لکھا جا چکا ہے لیکن تو اس پر بھروسہ کر کے خوف خدا کو نہ چھوڑ ورنہ تو شریعت کی حدود سے باہر نکل جائے گا اور تجھے جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان کے بجا لانے میں کوشش کر تجھے علم سابق سے کیا واسطہ وہ ایسے غیبی امور ہیں جن کو نہ تو جانتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا جانتا ہے۔ اہل اللہ نے بستر کو لپیٹ دیا اور اس سے علیحدہ ہو گئے اور اپنے مولیٰ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہو گئے اور اس کے خادموں کے ساتھ اس کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور وہ جو کچھ بھی دنیا سے حاصل کرتے ہیں بطور زادراہ لیتے ہیں نہ مزے اڑانے کیلئے بلکہ وہ اپنی حاجت کے مطابق ایسا کرتے ہیں کہ اپنے اجسام کو عبادت خداوندی کیلئے قائم کر لیں اور اپنی شرم گاہوں کو شیطان لعین کے شرمکروفریب سے محفوظ رکھ سکیں۔ اس میں بھی وہ اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرتے ہیں ان کی تمام مشغولیت احکامات کی تعمیل اور سنت کے اتباع میں ہے اور وہ باوجود اس کے تمام اشیاء میں نور ہمت و بلند حوصلگی اور قوت زہد کے ساتھ متمکن ہوتے ہیں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاَعِدْ عَلَیْنَا مِنْ بَرَکَاتِھِمْ. اٰمِیْنَ

اے اللہ ہمیں انہیں میں بنا دے اور ان کی برکتوں میں سے ہمیں بھی حصہ عطا فرما۔

دنیا کی محبت رکاوٹ ہے

اے اللہ کے بندے! جب تک دنیا کی محبت تیرے دل میں رہے گی تو

صالحین کے احوال کو ہرگز نہ پا سکے گا اور جب تک تو مخلوق سے بھیک مانگتا رہے گا اور ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتا رہے گا تو رنج وغم اٹھاتا رہے گا تو اور تیرے دل کی آنکھیں نہیں کھلیں گی۔ جب تک تو دنیا اور مخلوق کے متعلق بے رغبت نہ بن جائے گا تیرا گفتگو کرنا صحیح نہیں ہے۔ کوشاں بن کہ تجھے وہ چیز نظر آئے گی جو دوسروں کو نظر نہ آئے گی۔ تیرے لئے خرق عادت امور ظاہر ہونے لگیں گے تو صاحب کرامت بن جائے گا جب تو اس چیز کو چھوڑ دے گا جو کہ تیرے حساب میں ہے تو تیرے پاس وہ آنے لگے گا جو تیرے حساب میں نہیں۔ جب تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے گا اور اس سے خلوت اور جلوت میں ڈرتا رہے گا تو وہ تجھے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں تیرا گمان بھی نہ ہوگا اور آخر میں اس کا لینا۔ ابتداء امر میں قلب کو دنیا کے چھوڑنے میں اور خواہشوں کے چھوڑنے میں تکلیف میں ڈالنا ہے اور آخر میں اس کے حاصل کرنے میں تکلیف اٹھانا ہے اول حالت پرہیز گاروں کیلئے ہے دوسری حالت ابدال کیلئے ہے جو کہ اطاعت الٰہی میں پہنچنے والے ہیں۔

اے ریاکار۔ اے منافق۔ اے مشرک کہ جس چیز کو چھوڑا جاتا ہے اس میں تو ان سے مزاحمت نہ کر وہ تو گنتی کے لوگ ہیں تو ان کے عمل طلب نہ کر وہ تیرے ہاتھ نہ آئیں گے۔ انہوں نے عادتوں کا خلاف کیا ہے اور تو نے ان کی حفاظت کی ہے پس ضرور ان کے واسطے خرق عادات کیا گیا اور تیرے لئے نہ کیا گیا۔ انہوں نے تیرے سونے کے وقت قیام کیا اور تیرے افطار کے وقت انہوں نے روزہ رکھا اور تیرے امن کے وقت خوف اور تیرے خوف کے وقت امن کیا اور تیرے بخل کے وقت انہوں نے خرچ کیا۔ انہوں نے تمام اعمال صرف اللہ تعالیٰ کیلئے کیے اور تو نے غیر اللہ کیلئے اعمال کئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ارادہ کیا اور تو نے غیر اللہ کیلئے ارادہ کیا۔ انہوں نے اپنے معاملات اللہ تعالیٰ

کے سپرد کیے اور تو نے غیر اللہ کے سپرد کئے اور تو اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرتا رہا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ غنی ہو گئے۔ انہوں نے مخلوق سے گلہ شکوہ کرنے والی اپنی زبانوں کو کاٹ ڈالا اور تو نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے زمانہ کی سختی پر صبر کیا پس وہ تلخی اور سختی اس صبر و رضا کی وجہ سے ان کے حق میں شریں بن گئی۔ تقدیر کی چھریاں ان کے گوشت کو قطع کرتی ہیں اور وہ اس سے بے نیاز ہیں اور وہ اس سے تکلیف محسوس بھی نہیں کرتے کیونکہ وہ تو صرف رنج وغم دینے والے کو دیکھتے ہیں اور وہ اسی کے ساتھ مدہوش ہیں۔ ان سے مخلوق راحت میں ہے ان کیطرف سے کسی کو رنج وغم نہیں پہنچتا۔ کہتے ہیں کہ ابرار وہ ہوتے ہیں جو ذر کو بھی تکلیف میں نہیں ڈالتے۔ ذراس چھوٹی سی چیونٹی کو کہتے ہیں کہ جو دیکھنے میں بھی آئے۔ ابرار اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ اتصال کرتے ہیں اور مخلوق کے ساتھ حسن معاشرت سے اور اہل وعیال سے صلہ رحمی سے۔ وہ دنیا اور آخرت میں دونوں جگہ عیش میں ہیں کہ دنیا میں انہیں قرب کی نعمت حاصل ہے اور آخرت میں نعمت جنت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور اس کے کلام کی سماعت اس کے خلعت کے پہننے کی لذت اور تجھے ان سے کیا مشابہت ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور اس سے بے شرمی کرنے اور نخوت وغرور سے توبہ میں مشغول ہو۔

تجھ پر افسوس ہے حیا اور شرم تو اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے نہ کہ مخلوق سے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز سے پہلے ہے پس مخلوق جو کہ فانی ہے اس سے شرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کہ قدیم ہے اس سے بے شرمی کرتا ہے ﴿تعجب اور افسوس ہے﴾ اللہ تعالیٰ تو کریم ہے اور اس کا غیر بخیل ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور اس کا غیر محتاج اور فقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عادت بخشش ہے اور غیر اللہ کی عادت بخل اور منع کرنا ہے اس لئے اپنی تمام حاجتوں کو اسی کے پاس لے کر جا اور وہ غیروں سے بہتر

ہے تو اس کی کاری گری سے اس پر دلیل پکڑ اور حدود شریعت کی حفاظت کر اور اس سے تقویٰ اختیار کرنے کو لازم سمجھ اور جب تو تقویٰ پر مداوت کرے گا وہ تجھے اس تک پہنچا دے گا پس تو مصنوعات سے منہ پھیر کر اسی کی طرف مشغول ہو جائے گا۔ اسی کی راہ کو تلاش کر اور اسی کو طلب کر اور دنیا اور آخرت کو چھوڑ دے کیونکہ ان دونوں میں جو کچھ تیرا حصہ ہے وہ تجھے ضرور مل کر رہے گا اور تجھ سے فوت نہ ہوگا اور تیرا ماسوا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دینا تیرے دل کو کدرتوں سے صاف کر دے گا اگر تیرا دل تجھ کو اس کی رہبری نہ کرے تو تو چوپایوں کی مثل بے عقل ہے تو دنیا سے اٹھ کھڑا ہو اور ان عقلمند لوگوں کی طرف جا کہ جن کی عقل نے اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی رہبری کی ہے پس ان سے عقل سیکھ اور اس اپنے نفس اور اپنے رب عزوجل کو پہچان تجھ پر افسوس ہے کہ تیری عمر ضائع ہو رہی ہے اور تجھے کچھ خبر بھی نہیں ہے۔ یہ تیری آخرت سے روگردانی ہے اور تیری دنیا کیطرف توجہ کب تک رہے گی۔

تجھ پر افسوس ہے تیرا رزق تیرے سوا کوئی نہ کھائے گا اور جنت یا جہنم میں جو بھی تیری جگہ ہے اس میں تیرے سوا کوئی دوسرا اسکونت نہ کرے گا۔ غفلت نے تجھ پر قبضہ جما لیا ہے اور خواہش نے تجھے قیدی بنا لیا ہے تیرا سارا فکر کھانے پینے نکاح کرنے سونے اور اپنی اغراض حاصل کرنے کے متعلق ہے۔ تیرا مقصد کافروں اور منافقوں کا سا ہے۔ حلال سے ہو یا حرام سے اپنا پیٹ بھر لینے کے بعد تیرے دل پر کچھ اثر نہیں کہ تجھ پر کچھ فرض ہے یا نہیں۔

دین کے مرنے پر فرشتے آنسو بہاتے ہیں

اے مسکین تیرے دین کے مرنے پر فرشتے آنسو بہاتے ہیں تو اپنے نفس پر آنسو بہا تیرا بچہ مر جاتا ہے تو تیرے اوپر قیامت قائم ہو جاتی ہے اور تیرا دین مرتا ہے تو تجھے کچھ پروا بھی نہیں ہوتی اور نہ تو اس پر روتا ہے اور وہ فرشتے جو

تیرے اوپر متعین ہیں وہ دین کے بارے میں تیرے نقصان کو دیکھ کر تجھ پر آنسو بہاتے ہیں کہ تو دین کے سرمایہ سے بالکل لاپرواہ ہوگیا ہے تجھے بالکل عقل ہی نہیں ہے اگر تجھے کچھ بھی عقل ہوتی تو اپنے دین کے چلے جانے پر یقیناً روتا۔ تیرے پاس راس لمال ہے اور تو اس سے تجارت نہیں کرتا عقل اور حیا یہ دونوں راس المال ہیں لیکن تو ان سے اچھی طرح تجارت کرنا نہیں جانتا۔

وہ علم کہ جس پر عمل نہ کیا جائے اور وہ عقل جس سے نفع نہ لیا جائے اور وہ زندگی کہ جو فائدہ نہ دے اس گھر کی طرح ہے جو کہ اجڑا ہوا اور ویران ہو کہ جس میں سکونت نہ کی جائے اور اس خزانہ کی طرح ہے کہ جو لا پتہ ہو اور اس کھانے کی طرح ہے کہ جو نہ کھایا جائے۔ اگر تو اپنی حالت سے ناواقف ہے اور کچھ نہیں جانتا تو میں اس سے خوب واقف ہوں اور جانتا ہوں تو مجھ سے پوچھ میں تجھے بتاؤں گا میرے پاس شریعت کا ایک آئینہ ہے جو کہ ظاہری حکم ہے اور ایک معرفت خداوندی کا آئینہ ہے جو علم باطن ہے تو غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اور اپنے چہرہ کو بیداری کے پانی سے دھولے پھر دیکھ کہ تو کون ہے آیا کہ مسلمان ہے یا کافر ہے۔ مومن ہے یا منافق ہے۔ موحد ہے یا مشرک ہے۔

ریاکار ہے یا اخلاص والا ہے۔ موافق ہے یا مخالف ہے۔ راضی ہے یا ناراض۔ اللہ تعالیٰ تیری کچھ پروانہیں کرے گا چاہے کہ تو راضی رہے یا ناراض۔ اس کا نفع اور نقصان تیری ہی طرف لوٹنے والا ہے۔ وہ پاک ذات ہے کریم و حلیم اور فضل فرمانے والا ہے ہر چیز اس کے لطف و فضل کے ماتحت ہے اگر وہ ہم پر لطف نہ فرمائے تو ہم ہلاک ہو جائیں گے اگر وہ ہم سے ہر ایک کا مقابلہ ہمارے قول و فعل پر کرے تو یقیناً ہم سب کے سب تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

تو بیکار لکڑی کی طرح ہے

اے اللہ کے بندے! تو اپنے سہو اور ریاکاری اور نفاق سے ملی ہوئی عبادت

کا اللہ تعالیٰ پر احسان جتاتا ہے اور اپنے لئے اس کی عزت و کرامت کو طلب کرتا ہے تو باوجود اپنی تباہی اور خرابی کے نیک صالحین بندوں سے مزاحمت کرتا ہے۔
اے نافرمان غلام اے بھاگنے والے توحید کے دائرہ سے نکل جانے والے اس امت کے مخلصین سے خارج تجھے ان صالحین سے کیا نسبت ہے تجھے ان کے ذکر اور ان کی معرفت کے دعویٰ سے کیا غرض ہے شرم کر۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو اتنا رو کہ دوسرے بھی تیرے ساتھ رونے لگیں تو ماتمی لباس پہن کر اپنی مصیبت میں بیٹھ تا کہ دوسرے بھی تیرے پاس بیٹھیں تیری تعزیت کریں تو محروم ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں۔

ایک صالح بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔

وَيْلٌ لِلْمَحْجُوبِينَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اَنَّهُمْ مَحْجُوبُونَ

ان مجوبوں پر سخت افسوس ہے جو کہ اپنے مجوب کو نہیں جانتے۔

تجھ پر افسوس ہے تیرا دل کیا چیز ہے تو کیا سمجھتا ہے تو کس کی طرف شکوہ اور گلہ کرتا ہے تو کس سے فریاد کرتا ہے کس کے ساتھ سوتا ہے جب تو مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو تو کس پر بھروسہ کرتا ہے اس لئے تو مجھ سے بات کر۔ میں تیرے جھوٹ اور نفاق کو خوب جانتا ہوں اور تمام مخلوق میرے نزدیک مچھر کی طرح ہے۔
تم میں جو شخص سچا ہے میں اس کا ادنیٰ غلام ہوں اور میں اس کا خادم ہوں۔ اگر وہ مجھے بازار میں لے جا کر فروخت کرنا چاہے یا مجھے مکاتب بنائے پس جو چاہے کر گزرے۔ وہ اگر میرے پاس جو کپڑے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے لینا چاہے یا مجھے محنت و مزدوری کرنے کا حکم دے پس وہ کر گزرے۔ تجھ میں تو نہ سچائی ہے اور نہ ہی توحید اور نہ ہی ایمان میں تجھے لے کر کیا کروں گا۔ جو دیوار میں خرابی ہے کیا میں تجھے اس میں لگاؤں تو تو بیکار لکڑی کیطرح جو بجز آگ کے کسی کام کے لائق ہی نہیں ہے۔

اللہ بندوں پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھتا ہے

اے مسلمانو! دنیا ختم ہو رہی ہے اور عمریں فنا ہو رہی ہیں اور آخرت تمہارے قریب ہے اور تمہیں مطلق اس کا غم اور فکر نہیں بلکہ تمہارا سارا فکر اور مقصد دنیا کمانا اور جمع کرنا ہے تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں کوئی برائی پہنچتی ہے تو اس کو ظاہر کرتے ہو۔ اگر کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اس کو چھپاتے ہو اور جب تم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو چھپاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرو گے تو وہ تم سے نعمت کو چھین لے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی عَبۡدِہٖ نِعۡمَۃً اَحَبَّ اَنۡ یَّرٰی

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو نعمت عطا کرتا ہے تو وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بندہ پر اس نعمت کا اثر دیکھے۔

اولیاء کرام نے اپنا ایک ہی مقصد بنا لیا ہے کہ تمام چیزوں کو دل سے نکال کر اس میں ایک ہی چیز کو آباد کر لیا ہے دوسری چیزوں کی طرح نہیں اور انہوں نے اپنی عبادتوں کو ریا اور نفاق سے خالص بنایا اپنی بندگی اپنے رب تعالیٰ کیلئے محقق وثابت کر لی ہے اور تم مخلوق کے بندے بنے ہوئے ہو۔ تم ریا اور نفاق کے بندے بنے ہوئے ہو۔ مخلوق اور خواہشات ولذات نفسانیہ کے مداح اور غلام ہو اور تم میں کوئی ایسا نہیں کہ جس کی عبودیت وعبادت اللہ تعالیٰ کیلئے ہو۔ الا ماشاء اللہ چند ہی افراد شاذ و نادر ہیں۔ تم میں سے کوئی دنیا کی عبادت کرتا ہے اور اس کی ہیشگی چاہتا ہے اور اس کے زوال سے ڈرتا ہے اور اس کی پرستش کرتا ہے کوئی جنت کی عبادت کرتا ہے اور جنت کی نعمتوں کا آرزومند ہے اور جنت کے پیدا کرنے والے کی ہرگز آرزو نہیں کرتا۔ کوئی جہنم کی عبادت کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے اور جہنم کے پیدا کرنیوالے سے نہیں ڈرتا۔ مخلوق اور جنت اور جہنم اور

جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے وہ کیا چیز ہے اور اس کا کیا مرتبہ اور مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُ اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ ﴿سورۃ البینہ﴾

ترجمہ: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں' اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف ہوکر ﴿کنز الایمان﴾

جن کو اس کی معرفت اور علم حاصل ہے اور عارف باللہ اور عالم باعمل ہیں وہ اس کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ اس کے غیر کیلئے تو انہوں عبودیت اور ربوبیت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے حکم کی تعمیل میں کی اور اس کی محبت کی وجہ سے نہ کہ کسی دوسری غرض سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ہی مطلوب سمجھا نہ کہ دوسری چیز کو اور سب کو اس کے سوا چھوڑ دیا۔

اے اہل دنیا تم بغیر روح کے تصویریں ہو تم ظاہر ہو اور اولیاء اللہ باطن۔ تم الفاظ ہو اور اولیاء معنی۔ تم ظاہر ہو اور اولیاء اللہ پوشیدہ۔ اولیاء اللہ انبیاء کرام علیہم السلام کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے لشکر ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا بچا ہوا کھانا پینا انہیں اولیاء اللہ کیلئے ہے وہی اسے استعمال کرتے ہیں اور ان کے علوم پر عمل کرتے ہیں پس انبیاء کرام کے وہی سچے وارث ہیں اور ان کی وارثت صحیح ہوگئی۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ

علماء ہی انبیاء کرام کے وارث ہیں

جب ان علماء نے انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم پر عمل کیا تو یہ ان کے خلیفہ اور وارث اور قائم اور مقام جانشین بن گئے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ صرف علم پڑھ لینے سے یہ مرتبہ اور مقام حاصل نہیں

ہوتا کہ جس طرح بغیر گواہوں کے دعویٰ کا فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح علم بغیر عمل کے کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

کہ علم عمل کو پکارتا ہے پس اگر عمل اس کو جواب دیتا ہے تو علم ٹھہر جاتا ہے ورنہ علم چلا جاتا ہے اور اس کی برکت جاتی رہتی ہے اور صرف پڑھنا پڑھانا باقی رہ جاتا ہے۔ اس کا پوست باقی رہ جاتا ہے اور مغز علم چلا جاتا ہے۔

اے علم پر عمل نہ کرنے والے کوئی تم میں شعر گوئی میں ماہر اور عبارت آرائی اور فصاحت و بلاغت میں یکتا ہے مگر عمل اخلاص سے خالی ہوتا ہے اگر تیرا دل مہذب ہو جاتا تو یقیناً تیرے تمام اعضاء مہذب بن جاتے کیونکہ دل اعضاء کا بادشاہ ہے۔ پس جب بادشاہ مہذب بن جاتا ہے رعیت بھی مہذب بن جاتی ہے۔ علم پوست ہے اور عمل مغز۔ پوست کی حفاظت مغز کیلئے کی جاتی ہے اور مغز کی حفاظت روغن نکالنے کیلئے کی جاتی ہے۔ پس جب پوست میں مغز ہی نہ ہو بیکار ہے اس کا کیا کیا جائے اور جب مغز میں روغن ہی نہ ہو تو اس کا کیا کیا جائے۔ علم تو چلا گیا کیونکہ جب عمل ہی چلا گیا پس وہ علم کو بھی لے گیا ایسے علم کا یاد کرنا پڑھنا پڑھانا کہ جس پر عمل نہ کیا جائے کیا فائدہ دیگا۔

اے عالم اگر تو دنیا اور آخرت میں بھلائی چاہتا ہے تو تو اپنے علم پر عمل کر اور لوگوں کو علم سیکھ۔

اے امیر اگر تو دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے مال و دولت میں سے کچھ حصہ فقیروں کو دے ان کی غمخواری کر۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلنَّاسُ عِيَالُ اللّٰهِ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَنْفَعُهُمْ لِعِيَالِهٖ

ترجمہ: آدمی اللہ کی عیال ہیں اور اللہ کے نزدیک سب سے پیارا وہ شخص

ہے جو اس کی عیال کو زیادہ نفع پہنچائے۔

پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ایک کو دوسرے کا حاجت مند بنایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی بہت ساری حکمتیں موجود ہیں۔

اے غنی تو مجھ سے بھاگتا ہے کہ کہیں کچھ دینا نہ پڑے میں تجھ سے تیرے نفع کیلئے ہی لیتا ہوں۔ عنقریب میرے پاس اللہ تعالیٰ کیطرف سے دولت آئے گی اور وہ مجھے تم سے بے نیاز بنا دے گی اور تمہیں میرا حاجت مند بنائے گی۔

ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ جب فقیروں کی بے صبری کو دیکھا کرتے تھے تو بارگاہ خداوندی میں یوں دعا کیا کرتے تھے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ وَسِّعْ عَلَيْنَا فِي الدُّنْيَا وَزَهِّدْنَا فِيْهَا وَلَا تَزْوِيْهَا وَتَرْغِبْنَا فِيْهَا فَنُهْلِكُ بِطَلَبِهَا اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِنَا فِيْ اَقْضِيَتِكَ وَاَقْدَارِكَ

اے اللہ ہمیں دنیا میں وسعت عطا فرما اور اس میں ہمیں زہد عطا فرمانا اور اس کو ہم سے تہہ نہ کر اور ہمیں اس کی رغبت نہ دے ورنہ ہم اس کی طلب میں ہلاک ہو جائیں گے۔ اے اللہ ہم پر اپنے احکام قضاء و قدر میں مہربانی فرما۔ آمین

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۱ جمادی الاخریٰ ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلۡمَجۡلِسُ الۡمُوَفّٰی لِلثَّلَاثِیۡنَ ﴿۳۰﴾

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار

حضور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مبارک ہو اس بندہ کو کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار کیا اور ان تمام نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا اور اپنے نفس اور اسباب اور طاقت وقوت کو بیکار سمجھا۔ عقل مند وہی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی عمل کو شمار وقطار میں نہ لائے ﴿یعنی کم تر سمجھتا رہے﴾ اور کسی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ سے بدلہ نہ چاہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بغیر علم کے کرتا ہے اور بغیر علم کے ہی زاہد بنتا ہے اور بغیر علم کے دنیا حاصل کرتا ہے اور یہ حجاب در حجاب اور غصہ در غصہ ہے تو بھلائی اور برائی میں امتیاز نہیں کرتا اور نہ نفع اور نقصان میں فرق کرتا ہے اور نہ یہ پہچان کرتا ہے کہ دوست کون ہے اور دشمن کون ہے تو یہ سب خرابیاں صرف اس وجہ سے ہیں کہ تو احکام خداوندی سے جاہل ہے اور تو نے مشائخ عظام کی خدمت کو چھوڑ دیا ہے جو کہ مشائخ علم اور مشائخ عمل ہیں وہی تجھے اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھا سکتے ہیں، وہی تیرے صحیح رہنما بن سکتے ہیں جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچتا ہے وہ علم ہی کے ذریعہ سے پہنچتا ہے اور اپنے دل اور جسم سے دنیا میں بے رغبتی اختیار کرنے سے حاصل ہوا ہے جو شخص بہ تکلف زاہد بنتا ہے تو وہ صرف دنیا کو اپنے ہاتھ سے دور کرتا ہے اور جو واقعی زاہد ہوتا ہے وہ دنیا کو اپنے دل سے باہر نکال دیتا ہے۔ اولیاء کرام نے دلوں سے دنیا سے بے رغبتی کی پس زہد ان کی طبیعت بن گیا اور ان کے ظاہر و باطن میں محفوظ ہو گیا۔ ان کی طبیعت کا جوش بجھ گیا ان کی خواہشات ٹوٹ گئیں ان کے نفوس مطمئن ہو گئے اور ان کا شر اپنی حالت سے بدل گیا۔

زہد انبیاء اور بزرگوں کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے

اے اللہ کے بندے! یہ زہد کوئی کاریگری نہیں کہ جس کو تو خود بنا سکے اور نہ کوئی معمولی چیز ہے کہ جس کو تو اپنے ہاتھ میں لے کر پھینک دے بلکہ وہ قدم ڈالنا اور دشوار گزار راستہ ہے سب سے پہلے دنیا کے چہرہ پر نظر ڈالنا ہے کہ اس کو اس کی اصلی حالت پر دیکھے جو کہ تجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام و رسل اور اولیاء و ابدال کے نزدیک کہ جن سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا اور تیرا دنیا کو اصلی صورت پر دیکھنا گزشتہ بزرگوں کے افعال و اقوال کی پیروی سے حاصل ہوگا تو تو بھی وہی دیکھے گا جو انہوں نے دیکھا تھا اور جب تو قول و فعل میں جلوت و خلوت میں علم و عمل میں ۔ صورت و معنی میں ان کے قدم بقدم چلے گا۔ ان کی طرح روزے رکھے گا۔ ان کی طرح نماز ادا کرے گا۔ ان کا سا لینا لے گا اور ان کا سا چھوڑنا چھوڑے گا اور ان سے تو محبت کرے گا۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے ایسا نور عطا فرمائے گا جس سے تو اپنے اور غیر کو صحیح طور پر دیکھنے لگے گا اور تجھ پر تیرے اپنے عیب اور مخلوق کے عیب کھول دے گا پس تو اپنے نفس اور مخلوق سے بے نیاز ہو جائے گا پھر جب تیری ایسی حالت درست ہو جائے گی تو تیرے دل کی طرف قرب خداوندی کے انوار آئیں گے اور تو سچا ایماندار اور یقین والا عارف و عاقل بن جائے گا اور تمام چیزوں کو تو ان کی اصلی صورتوں اور حقیقتوں پر دیکھنے لگے گا اور تو دنیا کو اس طرح دیکھے گا کہ جس طرح تجھ سے پہلے زاہدوں۔ دنیا سے اعراض کرنے والوں نے دیکھا تھا دنیا تجھے بدشکل بوڑھی عورت کی صورت میں نظر آئے گی دنیا گزشتہ بزرگان دین کے نزدیک اسی صورت وصفت پر تھی اور بادشاہوں کے نزدیک خوبصورت آراستہ دلہن کی شکل میں تھی دنیا اہل اللہ کے نزدیک حقیر و ذلیل ہے وہ دنیا کے کپڑوں کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ وہ اپنا مقسوم دنیا سے قہراً و جبراً اور اس کو ذلیل سمجھ کر خلاف مرضی وصول کرتے ہیں اور خود آخرت

کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔

پرانی اور بوسیدہ قبروں کو دیکھ اور ان سے پوچھ

اے اللہ کے بندے! جب تیرا دنیا کے بارے میں زہد درست ہو جائے گا پس تو اس وقت اپنی پسندیدگی اور مخلوق میں زہد کر کے نہ ان سے ڈرے گا اور نہ ہی امید رکھے گا اور جو کچھ تیرا نفس تجھے حکم دے گا تو اس کو بغیر حکم خداوندی کے آنے کے قبول نہیں کرے گا اور اکثر یہ حالت قلبی حیثیت سے بطریق خداوندی الہام یا خواب کے ہوگی۔ جب تو تمام مخلوق سے نفرت اور روگردانی کرنے والا ہوگا اور تیرے دوسرے اعضاء سوائے دل کے قرار پکڑیں گے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں کہ تجھ کو یہ امر نقصان نہ دے گا۔ اصل اعتبار تو دل کے قرار پکڑنے کا ہے۔ یہ تو بڑی سخت مصیبت ہے کہ تجھے قرار نہیں آ سکتا جب تک کہ تیرا نفس اور طبیعت اور خواہش اللہ تعالیٰ کے سوا مر نہ جائے ہاں تو اسکے بعد قرب خداوندی سے زندہ ہو جائے گا۔ پہلے موت ہے پھر زندہ ہونا اٹھنا ہے اور پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تجھے اپنے لئے زندہ کرے گا اور مخلوق کیطرف تجھے لوٹا دے گا تا کہ تو ان کی مصلحتوں میں نظر کرے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف لے آئے اس وقت تجھے دنیا اور آخرت کی طرف رغبت حاصل ہوگی تا کہ تو ان دونوں سے اپنا مقسوم حاصل کرے اور تجھے مخلوق کی تکالیف برداشت کرنے کی طاقت دی جائے گی۔ پس تو اس قوت کے ذریعہ سے ان کو گمراہی سے پھیر دے گا اور ان کے متعلق حکم خداوندی کی تعمیل کرے گا اگر تو یہ خدمت نہ بھی کر پائے گا تو اس کا قرب جو تیرے لئے ہے تجھے کافی ہے اور غیر اللہ سے بے نیاز بنانے والا ہے۔ جب تجھے خالق مل گیا جو کہ تمام اشیاء کو تخلیق کرنے والا ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا اور ہر چیز سے پہلے موجود ہونے والا اور ہر چیز کے فنا ہونے کے بعد رہنے والا ہے تو تو مخلوق کو کیا کرے گا۔ خالق تیرے لئے کافی

ہے۔ تیرے گناہ بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں۔ پس تجھے ہر لمحہ اپنے گناہوں پر توبہ کرتے رہنا چاہیۓ۔

تجھ پر افسوس ہے تو متکبر' نہایت حریص اور مغرور ہے اور سراپا ہوس ہے اور محض عبارت۔ تو پرانی اور بوسیدہ قبروں کی طرف دیکھ اور اہل قبور سے ایمان کی زبان سے گفتگو کر پس وہ تجھے اپنے حالات سے آگاہ کر دیں گے۔

اولیاء کی ارادت کا دعویٰ

اے اللہ کے بندے! تو اللہ تعالیٰ اور اولیاء کرام کی ارادت کا دعویٰ کرتا ہے﴿ تو یہ تیرا دعویٰ بے فائدہ ہے ان جیسا ہو جا﴾ میں تجھے چھوڑ دوں اور سکوٹی پر نہ کسوں اور تجھے عار نہ دلاؤں۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے اوپر محتسب ہوں ان منافقوں کی گردنیں جو کہ اپنے اقوال و افعال میں جھوٹے ہیں کاٹ ڈالوں اور بہت سارے مشائخ عظام بار ہا میرے اوپر محتسب رہ چکے ہیں یہاں تک کہ میرے لئے احتساب کا مرتبہ درست ہو گیا۔

اے زمین والو! کہ جنہوں نے بغیر نمک کے اپنے اعمال کا آٹا گوندھا ہے آؤ اس کیلئے نمک لے لو۔ اے نمک کے خریدارو آؤ آگے بڑھو۔ اے منافقو تمہارا گوندھا ہوا آٹا بغیر نمک اور خمیر کے ہے۔ وہ علم کے خمیر اور اخلاص کے نمک کا محتاج ہے۔عمل کی علم کے ساتھ اصلاح کرو۔ اے منافق تو نفاق سے گوندھا گیا ہے اور عنقریب تیرا نفاق تیرے اوپر آگ بن کر ٹوٹ پڑے گا تو اپنے دل کو نفاق سے خالص کر یقیناً تو اس سے خلاصی حاصل کر لے گا۔ جب تیرا دل مخلص ہو جائے گا تو تمام اعضاء بھی مخلص ہو جائیں گے اور خلاصی پالیں گے تو دل ہی تمام اعضاء کا نگہبان ہے جب تیرا دل سیدھا ہو جائے گا تو تیرے تمام اعضاء سیدھے ہو جائیں گے جب مرد مومن کا دل اور اعضاء درست اور سیدھے ہو جاتے ہیں تو اس کے تمام معاملات کامل ہو جاتے ہیں تو اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں اور شہر

والوں کا محافظ ہو جاتا ہے اور اس کی حالت اور اس کے ایمان کی قوت اپنے پروردگار سے قرب کی مقدار کے موافق بلند ہوتی رہی ہے۔

اللہ کے ساتھ معاملات عمدہ بناؤ

اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات کو عمدہ بناؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اسکے حکم پر عمل کرتے رہو اس نے تمہیں اپنے احکام کی تعمیل کا مکلف بنایا ہے اور نہ کہ اس علم میں مشغول ہونے کی جو کہ تمہاری نسبت پہلے ازل میں ہو چکا ہے تم اس کے حکم کے موافق عمل کرو اور اس کا پورا حق ادا کرو اور جب تم اس کے حکم پر عمل کرو گے تو وہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر تجھے اس کے پاس پہنچا دے گا کہ جس کیلئے تو نے عمل کیا تھا بس تو وہاں علم حاصل کر لے گا جو کہ اس سے پہلے تجھے حاصل نہ تھا اور تو اللہ تعالیٰ کی معیت میں اس کے علم کے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ اس کے حکم کے مطابق رہنے لگے گا تو نے اول تو عمل ہی نہیں کیا اور دوسرے کی طلب کرنے لگا ہے۔ جب تیرے قدم اول ﴿یعنی علم ظاہر ہیں﴾ میں جم جائیں تو اس وقت دوسرے ﴿یعنی علم باطن ذات و صفات خداوندی﴾ کو طلب کر۔

فقہ حاصل کرو

اے اللہ کے بندے! تو نے یہ جانا ہی نہیں کہ استاد سے کس طرح ملاقات کرتے ہیں پس تو اس سے کیسے ملے گا جا اپنے پیچھے لوٹ جا اور عاقل بن۔ علم حاصل کر پھر علم پر عمل کر اور اس کے بعد اخلاص حاصل کر۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تَفَقَّهُ ثُمَّ اعْتَزِلُ

یعنی فقہ حاصل کر پھر کنارا پکڑ

مسلمان شخص پہلے ان چیزوں کو سیکھتا ہے کہ جن کا سیکھنا اس پر فرض ہوتا

ہے پھر وہ مخلوق سے کنارا حاصل کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت پر پہنچ کر وہ مخلوق کو پہچان کر ان سے عداوت کرنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پہچان کر اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اس کا طالب بن کر اس کی خدمت کرنے لگتا ہے۔ مخلوق اس کے پیچھے پڑی پس وہ ان سے بھاگا اور ان کے غیر کو طلب کیا اور ان سے بے نیاز بنا اور ان کے غیر میں رغبت کی تو وہ جان لیتا ہے کہ مخلوق کے ہاتھوں میں نہ نفع ہے اور نہ ہی نقصان۔ نہ بھلائی ہے اور نہ ہی برائی اور اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز مخلوق کے ہاتھوں پر جاری بھی ہو جائے پس وہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہی سے سمجھ لیتا ہے نہ مخلوق کی جانب سے اور وہ جان لیتا ہے کہ مخلوق سے دوری ہی اچھی ہے ﴿ تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آتا ہے ﴾ اس نے جڑ کی طرف رجوع کیا اور شاخ کو چھوڑ دیا اور اس نے جان لیا ہے کہ شاخیں بہت زیادہ ہیں اور جڑ صرف ایک ہی ہے پس اس نے اصل کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا۔ فکر کے آئینہ میں اس نے نظر کی اور معلوم کر لیا کہ بہت دروازوں پر پڑا رہنے سے بہتر ہے کہ ایک دروازہ پر پڑا رہنا چاہیے تو پس ایک دروازہ پر پڑا رہا اور اسی کا ہو گیا۔ جس میں ایمان و یقین اور اخلاص ہو وہ ہی عقل مند ہے کہ اسکو تمام عقلوں کی عقل عطا کی گئی ہے اور اس لئے وہ آدمیوں سے بھاگا اور ان سے ایک کنارہ ہو رہا۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۶ جمادی الاخریٰ ۵۴۵ ھجری کو صبح کے وقت خانقاہ شریف میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الْحَادِیَ وَالثَّلاثُوْنَ ﴿۳۱﴾

غیظ وغضب اللہ کے واسطے ہو اور غیر اللہ کیلئے غضب مذموم ہے

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب غیظ وغضب اللہ تعالیٰ کیلئے ہو وہ اچھا اور پسندیدہ ہے اور غیر اللہ کیلئے غضب ہو تو وہ مذموم ہے مسلمان اللہ تعالیٰ کیلئے غضب ناک ہوا کرتا ہے نہ کہ اپنے نفس کیلئے وہ دین خداوندی کیلئے بھڑکتا اور غضب کرتا ہے نہ کہ نفس کی مدد کیلئے بھڑکتا ہے اس کو غضب آتا ہے کہ جب کہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کی خلاف ورزی کی جائے جیسا کہ چیتے کو غصہ اس وقت آتا ہے کہ جب اس کے شکار کو دوسرے لے لیتے ہیں۔ پس یقیناً اس مرد خدا کے غضب پر اللہ تعالیٰ غضب میں آتا ہے اور اس کے راضی ہونے پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور وہ غصہ اور جو کچھ تیرے نفس کیلئے ہو اس کو اللہ تعالیٰ کیلئے ظاہر نہ کر پس جب تو ایسا کرے گا تو منافق ہو جائے گا اور جو چیز اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہے وہ کمال پر پہنچتی ہے پائیدار بنتی ہے اور باقی رہتی ہے ترقی پایا کرتی ہے اور جو غیر اللہ کیلئے ہوتی ہے وہ بدل جاتی ہے اور زائل ہو جاتی ہے۔ پس جب تو کوئی کام کیا کرے تو اس وقت اپنے نفس اور خواہش اور شیطان کو اس سے دور کر دیا کر اور اس کو نہ کر مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے اور واسطہ بجا آوری حکم خداوندی کے تو کوئی کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر یقینی حکم کے نہ کیا کر اور وہ یقینی حکم شریعت کے واسطے سے ہوگا یا تیرے دل پر شریعت کے موافق اللہ تعالیٰ کے الہام فرمانے سے تو اپنے بارے اور تمام مخلوق اور دنیا کے بارے میں زہد اختیار کر تو اس ذات میں زہد کر جو کہ تجھے انس دے اور مخلوق سے راحت بخشے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس پکڑ اور اس کے قرب کی راحت میں رغبت پکڑ کیونکہ مردان خدا کو اس کے انس اور محبت کے بغیر راحت و آرام نہیں ملتا تو اپنے

نفس، اپنی خواہش اور اپنے وجود کی کدرتوں سے صفائی پانے کے بعد اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر کہ ان کی تائیدات سے تیری بھی تائید ہوگی اور ان کی بینائی سے بینائی پائے گا اور جیسا ان پر فخر کیا جاتا ہے ویسا ہی تجھ پر فخر کیا جائے گا۔ بادشاہ اپنی دوسری رعایا سے ممتاز بنا کر تیرے ساتھ فخر کرے گا تو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے پاک کر کہ جملہ ماسوا کو تو اس سے دیکھے گا۔ اول تو اس کا مشاہدہ کرے گا اور اس کے بعد اس کے افعال کو دیکھے گا جو اس کی مخلوق میں جاری ہو رہے ہیں کہ جس طرح ظاہری نجاست کے ساتھ بادشاہوں کے حضور میں جانے کی اجازت نہیں اس طرح اپنے باطن کی نجاست کے ساتھ حقیقی شہنشاہ اللہ رب العزت کے سامنے نہیں جا سکتا تو تلچھٹ کا بھرا ہوا مٹکا ہے وہ تجھے لے کر کیا کرے گا جو کہ تیرے اندر ہے اس کو پلٹ دے اور پاکیزگی حاصل کر۔ اس کے بعد تیرا داخلہ بادشاہوں کے پاس ہو سکے گا۔ تیرے دل میں گناہ ہیں۔ مخلوق سے خوف انہیں سے امیدیں اور دنیا مافیہا کی محبت بھری ہوئی ہے اور یہ تمام باتیں دل کی نجاستیں ہیں جب تک تیرا نفس مر نہ جائے اور اس کا جنازہ تیرے صدق کے دروازہ نعش پر اٹھایا نہ جائے اس وقت تک تجھے وعظ کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ نفس کے مرجانے کے وقت کچھ پروانہیں کہ تو مخلوق پر متوجہ ہو لیکن جب تک تیرے نزدیک مخلوق کا کچھ وجود ہے اور تیری ان پر نظر جاتی ہے پس تو اپنے ہاتھ کو ان کی طرف نہ بڑھا۔ تا کہ وہ اس کو بوسہ دیں۔ اسوقت تک کہ تجھے قرب خداوندی سے مدہوشی حاصل ہو جائے تو خاموش رہ پس اس وقت تجھے مخلوق سے بے خبری ہوگی اور ان سے ہاتھ چومانے اور ان کے دینے اور منع کر دینے سے اور ان کی تعریف و برائی سے روگردانی ہوگی۔ جب توبہ صحیح ہو جاتی ہے تو ایمان بھی صحیح ہو جاتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے۔

اہل سنت کے نزدیک یہ مذہب ہے کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے کہ

طاعت کی وجہ سے ایمان زیادہ ہوتا ہے اور گناہ کرنے کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے یہ تو عوام کے حق میں ہے اور اب رہے خواص تو ان کے ایمان کی زیادتی ان کے دلوں سے مخلوق کے نکل جانے سے ہوتی ہے اور کمی مخلوق کے دلوں میں گھسنے سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکون کرنے سے ان کا ایمان بڑھتا ہے اور غیر اللہ کی طرف سے سکون کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔ خواص جو ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں اور اسی کی طرف نسبت اور بھروسہ کرتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اسی سے امیدیں وابستہ کرتے ہیں اسی کو یگانہ سمجھتے ہیں اسی پر اعتماد کرتے ہیں پس کسی کو اس کا شریک نہیں سمجھتے اور ثابت قدم رہتے ہیں اور ان کی توحید ان کے دلوں میں ہوتی ہے اور اپنے ظاہر سے مخلوق کی مدارت کرتے ہیں اور جب ان کے ساتھ جہالت برتی جاتی ہے تو وہ جہالت کا برتاؤ بالکل نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

فرمان خداوندی

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا ﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: اور جب ان سے جاہل بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام ﴿کنزالایمان﴾

تیرے اوپر خاموشی اور جاہل کی جہالت اور ان کی طبیعتوں اور نفس اور ان خواہشوں کے غلبہ و جوش سے بربادی لازم ہے لیکن جب وہ گناہ کریں تو تجھے خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ اس وقت خاموشی حرام ہے۔ اس وقت بات کرنا کلام کرنا عبادت میں شمار ہوتا ہے اور ترک کلام گناہ ہے اور جب تجھے اچھے کام کرنے کا حکم دینے اور برے کام کرنے سے روکنے پر قدرت ہو اس میں کوتاہی نہ کر کیونکہ وہ بھلائی کا دروازہ ہے جو تیرے سامنے کھول دیا گیا ہے تو اس کے

اندر داخل ہونے میں جلدی کر۔

حضرت عیسیٰ کی دنیا کی زندگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل کی گھاس پات کھایا کرتے تھے اور صحرائی تالابوں کا پانی پیا کرتے تھے اور غاروں اور ویرانوں میں رہا کرتے تھے اور جب سویا کرتے تھے تو کسی پتھر یا ہاتھ کو تکیہ بنالیا کرتے تھے۔

ایمان دار شخص اسی طرح کرتا ہے اور اسی حالت پر اپنے پروردگار سے ملنے کا عزم وقصد رکھتا ہے اور دنیا میں جو کچھ اس کے مقدر اور مقسوم میں ہوتا ہے وہ خود بخود اس کے پاس آ جاتا ہے پس اس کا ظاہر اس سے نفع حاصل کرتا ہے اور وہ اس کو اپنے نفس کیلئے لیتا ہے مگر اسکا دل پہلی حالت پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اس میں کچھ تغیر وتبدل نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب زہد دل میں جگہ کر لیتا ہے تو دنیا کا آنا اور مقسوم کا استعمال کرنا بدل نہیں سکتا۔

مومن اگر دنیا اور اہل دنیا اور خواہشوں اور لذتوں کو محبوب سمجھتا تو ایک لحہ کیلئے بھی اس سے صبر نہ کر سکتا اسی میں دن رات مشغول رہتا اور نہ ہی عبادت و ریاضت کرتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا اور نہ اس کی اطاعت کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے نفس کے عیوب دکھا دیئے ہیں پس مومن ان عیوب کو دیکھ کر توبہ کرتا ہے اور جو کچھ گزشتہ زمانہ میں اس سے قصور ہوئے تھے اس پر نادم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کتاب وسنت اور مشائخ عظام کے ذریعہ سے دنیا کے عیوب دکھا دیئے پس اس کو دنیا میں بے رغبتی حاصل ہوگئی۔ جب اس نے ایک عیب پر نظر ڈالی اور دوسرے عیوب کو بھی معلوم کر لیا اور اس نے یہ جان لیا کہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور عمر عنقریب ختم ہونے والی ہے اور دنیا کی نعمتیں زائل ہونے والی ہیں اور اس کی رونق بدلنے والی ہے اور اسکے اخلاق برے ہیں۔ دنیا کا ہاتھ ذبح کرنے والا ہے اس کا کلام زہر ہے وہ مزہ چکھنے والی پھر چھوڑ دینے

والی ہے دنیا کا کوئی ٹھکانہ اور جڑ اور عہد نہیں ہے۔ دنیا میں قیام اسطرح ہے کہ جس طرح پانی پر عمارت بنانا۔ لہٰذا مسلمان شخص دنیا کو اپنے دل کا قرار اور ٹھہراؤ نہیں بناتا اور نہ ہی گھر اس کے بعد وہ مرد مومن ایک درجہ اور ترقی کرتا ہے اور اس کی مضبوطی قوت پکڑتی ہے پس وہ اپنے خالق و مالک کو پہچان لیتا ہے۔ وہ آخرت کو بھی اپنے دل کا قرار اور ٹھہراؤ نہیں بناتا بلکہ وہ دنیا اور آخرت میں صرف اللہ تعالیٰ کے قرب کو اپنے لئے ٹھہراؤ اور قرار دیتا ہے اور وہیں اپنے دل اور باطن کیلئے گھر تعمیر کرتا ہے اس وقت وہ دنیا میں اگرچہ ہزارہا گھر بھی بنائے تو کچھ نقصان رساں نہیں کیونکہ وہ اس کو اپنے غیر کیلئے بناتا ہے نہ کہ اپنے لئے۔ وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور قضاء و قدر کی موافقت کرتا ہے۔ اس کا عمارت بنانا مخلوق کی خدمت اور ان کو راحت پہنچانے کیلئے ہوتا ہے اور وہ کھانا پکانے اور روٹی لگانے میں دن کو رات سے ملا دیتا ہے اور دوسروں کو کھلاتا ہے اور خود اس میں سے ایک ذرہ بھی اپنے لئے نہیں رکھتا اور نہ ہی کھاتا ہے۔ اس کا طعام تو مخصوص ہوتا ہے جس میں کوئی غیر شریک نہیں ہوتا پس وہ اپنی خوراک آنے کے وقت افطار کرتا ہے اور تمام وقت جو کہ غیروں کے کھانے کا وقت ہوتا ہے وہ روزہ دار رہتا ہے۔ زاہد کھانے پینے سے روزہ دار ہوتا ہے اور عارف غیر معروف سے اپنے محبوب کے سوا سب سے صائم رہتا ہے اور وہ تو مبتلائے بخار کہ ایسا مریض ہے جو کہ طبیب کے ہاتھ کے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ سے کھاتا ہی نہیں۔ محبوب سے دوری اس کی بیماری ہے اور قرب اس کی دوا ہے۔ زاہد کا روزہ دن میں ہوتا ہے اور عارف کا روزہ دن رات ہوتا ہے۔ اس کے روزہ کا افطار اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے بغیر ہوتا ہی نہیں۔ عارف زندگی بھر روزہ دار رہتا ہے اور ہمیشہ بخار زدہ۔ اپنے دل سے ہمیشہ روزہ دار اور باطن سے سراسر مبتلائے بخار اور اس نے یہ یقین کرلیا ہے کہ اس کی شفا اللہ رب العزت

کی ملاقات اور اس کے قرب میں ہے۔

نجات کیلئے مخلوق کو دل سے نکالو

اے اللہ کے بندے! اگر تو اپنی نجات اور بہتری کا طالب ہے تو اپنے دل سے مخلوق نکال ڈال اور ان سے نہ ڈر اور نہ ان سے کوئی امید رکھ اور نہ ان سے انس پکڑ اور نہ ان کو امیدوار ٹھہرا کر سکون لے۔ کل سے بھاگ اور دور ہو جا اور تمام مخلوق کو جو کہ اس راستہ سے دور ہیں۔ یہ سمجھ لے کہ مردار ہیں۔ پس جب تیرے لئے یہ حالت صحیح ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی یاد کے وقت تیرا اطمینان پانا اور غیر اللہ کی یاد کے وقت تیرا بے قرار اور گھبرانا صحیح ہو جائے گا۔

﴾حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ جمادی الاخریٰ ۵۴۵ ہجری کو بوقت شام مدرسہ قادریہ میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴿

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِیُ وَالثَّلَاثُوْنَ ﴿۳۲﴾

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر اور ممنوعات سے باز آ اور ان آفتوں پر صبر کر اور نوافل کے ذریعہ سے قرب خداوندی حاصل کر تو تیرا نام بیدار اور کارگزار رکھ دیا جائے گا۔ اپنی سعی اور کوشش کر کے اور عمل کے دروازہ پر حاضری میں تکلف برتنا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے توفیق کا خواہاں ہو۔ تجھ سے کام لینے والا وہی ہے اسی سے مانگ اور اسکے حضور میں عاجزی کر یہاں تک کہ طاعت کے اسباب اور سامان تیرے لئے مہیا فرما دے گا کیونکہ جب وہ تجھ سے کوئی کام لینا چاہے گا تو اس کیلئے تجھے تیار کر دے گا۔ جہاں تو کھڑا ہے وہاں سے لپکنے کا حکم تو اس نے تجھ کو دیا ہے اور جہاں وہ ہے وہاں سے توفیق کو تیری طرف متوجہ کر دے گا۔ حکم

ظاہر ہے اور توفیق باطن۔ گناہوں سے باز رہنا منع کرنا ظاہر ہے اور ان سے پرہیز کرنا باطن۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تو احکام کی تعمیل کر۔ اور اس کی حفاظت و نگہداشت سے تو گناہوں کو چھوڑتا ہے اور اسی کی قوت و مدد سے صبر کر سکتا ہے۔ تم میرے پاس عقل و ثابت قدمی اور نیت اور پختہ ارادہ سے اور مجھ پر تہمت لگانے سے دوری کر کے اور میرے متعلق حسن ظن رکھ کر حاضری دو۔ اس وقت میرا کلام تمہیں فائدہ دے گا اور اس کا مطلب سمجھو گے۔ اے مجھ پر الزام لگانے والے جس حال پر میں ہوں کل قیامت کے دن سب تجھ پر ظاہر ہو جائے گا تو میرے حال پر مزاحمت اور جھگڑا نہ کر تیرا دل مقہور اور مغلوب ہو جائے گا۔ دنیا کے بوجھ میرے سر پر ہیں اور آخرت کے بوجھ میرے دل پر اور اللہ تعالیٰ کے بوجھ ﴿یعنی معرفت و قرب﴾ میرے باطن پر کوئی ہے جو میرا مددگار بنے اور جرات و بہادری کر کے میرے آگے بڑھے اور اپنے سر کو خطرہ میں ڈالے۔

میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہوں۔ تم عاقل بنو اور اولیاء اللہ کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آؤ کیونکہ وہ تمام دنیا بھر کے چیدہ اور برگزیدہ اور منتخب ہیں وہ شہروں اور زمین والوں کے محتسب اور پڑتال کرنے والے ہیں۔ انہیں کی وجہ سے زمین محفوظ ہے ورنہ اے منافقو۔ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنو اے جہنم کا ایندھن بننے والو تمہاری ریاکاری اور نفاق اور شرک سے حفاظت کیا ہوتی۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اَيْقِظْنِىْ وَاَيْقِظْهُمْ وَارْحَمْنِىْ وَارْحَمْهُمْ فَرِّغْ قُلُوْبَنَا وَجَوَارِ حَنَالَکَ وَاِنْ کَانَ وَلَا بُدَّفَا لْجَوَارِحُ لِلْعَيَالِ فِىْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالنَّفْسُ لِلْاُخْرٰى وَالْقَلْبُ وَالسِّرُّ لَکَ اٰمِيْنَ

اے اللہ مجھ پر اور ان سب پر توجہ ڈال مجھے اور ان سب کو بیدار کر دے

مجھ پر اور ان پر رحم فرما اور ہمارے قلوب و اعضاء کو اپنے لئے فارغ بنا اور اگر مشغولیت کے بغیر چارہ نہ ہو تو پس اعضاء تو دنیا کے کاموں میں بال بچوں کیلئے رہیں اور نفس کو آخرت کیلئے اور قلب و باطن کو اپنے لئے فارغ بنا دے۔ آمین

عمل کے دروازہ پر ثابت قدم رہنا

اے اللہ کے بندے! تجھ سے کوئی کام نہیں ہوتا حالانکہ بغیر کام کئے چارہ ہی نہیں۔ تجھ سے تنہا کچھ نہ ہو سکے گا حالانکہ تیری حضوری نہایت ہی ضروری ہے تو عمل کے دروازہ پر ثابت قدم کھڑا رہ تاکہ مالک تجھے عمارت کے کام میں نکالے۔ تیری اور توفیق کی مثال اس طرح ہے کہ گویا تو مزدور ہے اور توفیق کام لینے والی اور صاحب عمل اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی اطاعت کا جلدی اور تیزی کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہی توفیق ہے تو اسے پورا کر۔ تیرے اوپر افسوس ہے تو نے اپنے نفس کو مخلوق کے خوف اور انہیں کی توقع کا قیدی بنا دیا ہے۔ اس کے دونوں پاؤں سے ان بیڑیوں کو دور کر۔ تاکہ وہ اپنے پروردگار کی خدمت کیلئے کھڑا ہو جائے گا اور نفس اللہ تعالیٰ کی حضوری میں مطمئن ہو جائیگا۔ تو دنیا اور اس کی خواہشوں اور دنیا کی عورتوں اور ہر اس چیز سے جو دنیا میں ہے اپنے نفس کو فارغ بنا لے۔ زاہد ہو جا۔ پس اگر تقدیر میں اس کیلئے ان چیزوں سے کوئی چیز مقدر ہوتی ہوگی تو وہ تیرے قصد اور تلاش کے بغیر اس کے پاس خود بخود آ جائے گی اور تیرا نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک زاہد قرار پا جائے گا اور وہ تیری طرف نظر کرامت سے دیکھے گا اور جو کچھ مقسوم ہو چکا ہے وہ ہرگز فوت نہ ہوگا جب تک تو اپنے زور اپنی طاقت اور ان چیزوں پر بھروسہ رکھے گا جو تیرے ہاتھ میں ہیں اس وقت غیب سے تیرے پاس کچھ نہ آئے گا۔

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ

جب تک جیب میں کچھ رہے گا غیب سے کچھ نہ آئے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْاِتِّکَالِ عَلَی الْاَسْبَابِ وَالْوُقُوْفِ مَعَ الْھَوَاسِ وَالْاَھْوِیَۃِ وَالْعَادَاتِ نَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّفِیْ سَائِرِالْاَحْوَالِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہم اسباب اور ہوا ہوس اور عادتوں کے ساتھ کھڑا رہنے سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور تمام حالتوں کی برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۱ جمادی الاخریٰ ۵۴۵ ہجری المقدس بوقت صبح جمعتہ المبارک یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّالِثُ وَالثَّلَاثُوْنَ ﴿۳۳﴾

چاند سورج کی طرح تم اپنے رب کو دیکھو گے

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب کو دیکھ لیا پس اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دیکھ لیا وہ اپنے باطن سے اس کی حضوری میں داخل ہو گیا اور ہمارا پروردگار موجود ہے اور وہ دیکھا جا سکتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

سَتَرُوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

یعنی عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسا کہ تم چاند سورج کو دیکھتے ہو۔

ازدحام اس کے دیکھنے سے روک نہیں سکتا۔وہ آج بھی دیکھا جاتا ہے اور کل بھی دیکھا جاتا ہے اور قیامت کے دن سر کی آنکھوں سے دیکھا جائے گا اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو دیکھنے والا ہے اور جولوگ اسکے محبّ ہیں وہ اسی سے راضی رہتے ہیں نہ کہ غیر سے وہ اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اس کے سوا سب سے رک جاتے ہیں اور فقر کی تلخی ان کے نزدیک مٹھاس بن جاتی ہے دنیا کا فقر ان کے پاس موجود ہے اس پر رضا ان کو حاصل ہے اور اس کے ساتھ لذت پانا ان کو نصیب ہے۔ ان کی تونگری فقر میں ہے۔ ان کی لذت بیماری میں ہے۔ ان کا انس وحشت میں ہے اور ان کا قرب سب سے دور رہنے میں ہے۔ ان کی راحت مشقت میں ہے۔ اے بلاؤں پر صبر کرنے والو۔ اے اللہ کی رضا پر راضی رہنے والو۔ اپنے نفس اور خواہشات سے فنا ہونے والو تجھے مبارک اور خوشخبری ہو۔

اللہ علم رکھتا ہے

اے مسلمانو! تقدیر خداوندی کے ساتھ موافقت کرو اور جو افعال خداوندی تمہارے اور دوسری مخلوق کے اندر جاری ہوتے ہیں راضی رہو۔ جو ذات تم سب سے زیادہ عاقل ہے تم اس پر اپنا علم وعقل نہ بگھارو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اللہ علم رکھتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے۔

تم اس کے سامنے افلاس کے قدموں پر اپنے عقل وعلم سے مفلس بن کر کھڑے ہو جاؤ تہی دست بن جاؤ تا کہ تم اس کے علم کو حاصل کر لو۔تم متحیر بن جاؤ اور خود پسند نہ بنو اور اس میں متحیر رہو یہاں تک کہ تمہیں اس کا علم ہو جائے۔ اول حیرت ہے اس کے بعد علم۔ اس کے بعد تیسرے نمبر پر معلومات الٰہی کا

پہنچنا۔ اول ارادہ ہے پھر مراد کا حاصل ہونا۔ تم سنو اور اس پر عمل کرو کیونکہ میں تمہاری رسیاں بٹتا ہوں اور تمہاری رسیوں میں بل دیتا ہوں اور جو تمہاری رسیاں ٹوٹ گئی ہیں ان کو جوڑتا ہوں۔ مجھے تمہارے سوا کوئی فکر نہیں ہے۔ نہ کوئی تمہارے غم کے سوا کوئی غم ہے۔ میں تو ایک پرندہ کی طرح ہوں کہ جہاں کہیں گروں گا دانہ چگ لوں گا۔ اے پھینک دیئے گئے پتھرو۔ اے اپاہجو۔ اے نفس اور خواہش کے غلامو۔ مجھے تو صرف تمہاری ہی فکر ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَارْحَمْهُمْ

اے اللہ مجھ پر اور ان پر رحم فرما

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۳ جمادی الاخری ۵۴۵ ہجری بروز اتوار کو صبح کے وقت یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الرَّابِعُ وَالثَّلَاثُوْنَ ﴿۳۴﴾

اولیاء اللہ کا شغل سخاوت کرنا اور مخلوق کو راحت پہنچانا ہے

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ کا شغل سخاوت کرنا اور مخلوق کو راحت پہنچانا ہے وہ لوٹنے والے ہیں۔ بخشنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے جو کچھ انہیں ملتا ہے وہ اسے لوٹتے ہیں اور اس کو فقیروں اور مسکینوں پر جو کہ تنگدست ہوتے ہیں ہبہ کرتے ہیں اور ان قرض داروں کی طرف سے جو کہ اپنے قرض کے ادا کرنے سے عاجز ہیں ان کے قرض ادا کرتے ہیں یہ بادشاہ ہیں کہ دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں کہ جو بادشاہان دنیا کو لوٹتے ہیں اور قوم کو دیتے نہیں۔

اولیاء اللہ کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور جو موجود

نہیں رہتا اس کے منتظر رہتے ہیں ﴿یعنی کب آئے گا اور کب اللہ کی راہ میں خیرات کریں﴾ اور وہ جو کچھ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لیتے ہیں نہ مخلوق کے ہاتھوں سے۔ ان کے اعضاء کی کمائی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہے اور دل کا کسب اور کمائی اپنی ذات کیلئے اور وہ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کیلئے خرچ کرتے ہیں نہ کہ خواہش اور نفسانی اغراض کیلئے اور نہ ہی تعریف وتوصیف کیلئے۔

تو اللہ تعالیٰ اور مخلوق پر غرور کرنا چھوڑ دے کیونکہ غرور ان متکبروں کی خاصیت ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ جہنم میں منہ کے بل پھینک دے گا اور جب تو اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوا تو نے تکبر ہی کیا۔ جب موذن نے اذان دی اور تو نماز کیلئے کھڑا نہ ہوا پس تو نے اللہ تعالیٰ پر تکبر کیا اور جب تو نے اس کی مخلوق میں سے کسی پر ظلم کیا تو نے اللہ پر تکبر ہی کیا اس لئے تو اس کی درگاہ میں اخلاص کے ساتھ توبہ کر کہ اس سے پہلے کہ وہ اپنی کمزور سے کمزور مخلوق کے ذریعہ سے تجھ کو ہلاک کر دے جیسا کہ نمرود اور دیگر بادشاہوں کو اس نے ہلاک کر دیا کہ جب انہوں نے تکبر کیا۔ تو توبہ اخلاص کے ساتھ کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت دی انہوں نے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل کر دیا۔ امارات کے بعد انہیں فقیر بنا دیا۔ نعمت عطا کر دینے کے بعد انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا۔ زندگی کے بعد انہیں موت دے دی۔

تو ظاہر وباطن سے شرک کو چھوڑ دے اور پرہیز گاروں میں سے ہو جا۔ بتوں کی پوجا ظاہری شرک ہے اور مخلوق پر اعتماد کرنا ان کو نفع اور نقصان کا مالک سمجھنا باطنی شرک ہے۔ شاذو نادر ہی دنیا میں وہ لوگ بھی ہیں کہ جن کے ہاتھ میں دنیا ہوتی ہے اور وہ اس سے محبت نہیں کرتے وہ دنیا کے مالک ہوتے ہیں اور دنیا ان کی مالک نہیں ہوتی۔ دنیا ان سے محبت کرتی ہے لیکن وہ دنیا سے محبت نہیں کرتے۔ دنیا ان کے پیچھے دوڑتی ہے اور وہ دنیا کے پیچھے نہیں دوڑتے۔ وہ

دنیا کو خادم بنا دیتے ہیں۔ دنیا ان کو خدمت گار نہیں بناتی۔ وہ دنیا سے جدائی کرتے ہیں لیکن دنیا ان سے جدا نہیں ہوتی۔انہوں نے اپنے دلوں کو اللہ تعالیٰ کیلئے صحیح کرلیا ہے اور دنیا ان کے فساد کرنے پر قدرت نہیں رکھتی۔ وہ دنیا میں تصرف کرتے ہیں اور دنیا ان میں تصرف نہیں کرتی اس لئے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نِعَمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحُ وَقَالَ لَاخَيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا لِمَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَاَشَارَ بِاَنَّه' يُفَرِّقُهَا بِيَدَيْهِ

یعنی نیکوکار شخص کیلئے نیک مال اچھا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا کہ دنیا اسی کیلئے بہتر ہے جو اس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے خرچ کرتا رہے۔تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ کرکے بتایا ایسے اور ایسے اس کی تقسیم نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ہو۔

تم دنیا کو صرف مخلوق کو نفع پہنچانے کیلئے اپنے ہاتھوں میں اور اس کو اپنے دل سے نکال دو پھر وہ یقیناً تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گی اور نہ اس کی نعمت اور زینت تمہیں دھوکہ دے سکے گی۔ پس عنقریب تم بھی دنیا سے چلے جاؤ گے اور وہ بھی تمہارے بعد فنا ہو جائے گی۔

اپنی رائے پر بھروسہ کرنا

اے اللہ کے بندے! تو اپنی رائے پر بھروسہ کر کے مجھ سے بے پروانہ بن ورنہ تو گمراہ ہو جائے گا تو جس شخص نے بھی اپنی رائے پر بھروسہ کیا وہ گمراہ اور ذلیل ہو گیا اور لغزش کھائی۔ جب تو اپنی رائے پر بھروسہ کر کے بے پروا ہو جائے گا تو تو ہدایت اور حمایت سے بھی محروم ہو جائے گا کیونکہ تو ہدایت کا طالب ہی نہ بنا اور نہ تو اسکے سبب میں داخل ہوا۔تو کہتا ہے کہ علماء کے علم سے بے پروا ہوں حالانکہ تو علم کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ تو بتا کہ عمل کہاں ہے اس کا اثر اور سچائی

کہاں ہے۔ تیرا علم کا دعویٰ صحیح ہونا عمل اور اخلاص اور مصائب پر صبر اختیار کرنے سے ظاہر ہوگا اور اس سے تیری حالت میں تغیر نہ آئے گا اور تو ہائے ہائے بھی نہیں کرے گا اور مصائب پر مخلوق سے بھی شکوہ نہیں کرے گا۔ تو اندھا ہوکر بینائی کا دعویٰ کس طرح کرتا ہے تو کم عقل اور کج فہم ہوکر عقل و فہم کا دعویٰ کیسے کرتا ہے اس لئے تو اپنے جھوٹے دعویٰ سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور اس کی طرف رجوع کر اور اس کے سوا سب کو چھوڑ دے اور تمام مخلوق سے اعراض کر اور سب کے پیدا کرنے والے کو طلب کر۔ کوئی ٹوٹے یا جڑے اور مالک ہو یا تباہ تو ذمہ دار نہیں ہے تو صرف اپنے نفس کی فکر کر یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لے۔ پس اس وقت دوسروں کی طرف توجہ کر۔ اللہ تعالیٰ کے مقصود کا راستہ اختیار کر۔ دنیا اور آخرت میں اس کی صحبت کا طالب بن اور ماسوائے اللہ تعالیٰ سے یکسوئی اور تنہائی کو اختیار کر تو ہمیشہ کیلئے محو ہو جا تو اپنے نفس کو امر و نہی ﴿احکام شریعت﴾ کے سوا کسی چیز میں موجود نہ سمجھ محویت میں رہ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اسی کیلئے قائم کیا ہے۔

اے مردو! اے عورتو! تم میں سے وہی نجات حاصل کرے گا جس کے پاس ذرہ برابر بھی اخلاص، تقویٰ، صبر اور شکر ہوگا اور میں تمہیں مفلس اور محتاج دیکھ رہا ہوں۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۲ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری بروز منگل صبح کے وقت یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الْخَامِسُ وَالثَّلَاثُوْنَ ﴿۳۵﴾

عمل صالح اوپر چڑھتے ہیں

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے تکبر کرنے والوتم پر افسوس ہے۔ تمہاری عبادتیں زمین کے اندر داخل نہیں ہوتی بلکہ آسمان کی طرف چڑھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ‘

عمل صالح ہی اوپر چڑھتے ہیں

ہمارا رب عرش پر قائم اور ملک پر حاوی ہے اور اسکا علم ہر چیز کو احاطہ کرنے والا ہے اور وہ بغیر خاکہ کے ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ سات آیات کریمہ قرآن مجید کی اسی مضمون میں نازل ہوئی ہیں۔ تیری جہالت اور رعونت کی وجہ سے مجھ کو جن کے محو کرنے کی طاقت وقدرت نہیں ہے میں ان کو نہیں مٹا سکتا۔ تو اپنی تلوار سے مجھے ڈراتا ہے۔ میں نہیں ڈرتا تو مجھے اپنے مال کی رغبت دیتا ہے میں رغبت کرنے والا نہیں ہوں۔ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے ڈرتا ہوں اور غیر اللہ سے نہیں ڈرتا۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ اس کے غیر کی عبادت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے عمل کرتا ہوں غیر اللہ کیلئے عمل نہیں کرتا اور میرا رزق اسی کے قبضہ میں ہے ہر چیز اسی کی ملک ہے۔ غلام اور جو کچھ بھی اس کے پاس ہے سب مولیٰ تعالیٰ کا ہے۔

غوث اعظم کے ہاتھ پر ایمان لانے والوں کی تعداد

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ پر پانچ سو لوگ ایمان لائے اور بیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور پھر

ارشاد فرمایا کہ یہ سب کچھ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکتوں کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ غیب کو جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں فرماتا اور بجز اس رسول کے کہ جس کو منتخب فرماتا ہے اس کو علم غیب دیتا ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید اس کا فرمان ہے۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

﴿سورۃ الجن﴾

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے　﴿کنزالایمان﴾

غیب حقیقی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پس تو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کر۔ تاکہ تو ان چیزوں کو دیکھ لے جو اس کے پاس ہیں۔ اپنے اہل و مال اپنے شہر اور اپنی بیوی بچوں سے علیحدہ ہو جا اور ان کو اپنے دل سے نکال دے سب کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر پہنچ جا اس کے غلاموں اور سلطنت اور ملک کی طرف مشغول نہ ہو اگر وہ تیرے سامنے طباق پیش کریں تو اس سے نہ کھا۔ اگر وہ تجھے کسی حجرہ میں ٹھہرائیں تو اس میں نہ ٹھہر۔ اگر وہ تیرا نکاح کرنا چاہیں تو نہ کر ان میں سے تو کسی چیز کو قبول نہ کر۔ جب تک تو اپنے سفر کے کپڑوں اور جوتیوں اور غبار سفر اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہ کر لے کسی کی طرف توجہ نہ کر۔ پس اس حالت پر اللہ تعالیٰ تیری حالت بدلنے والا' تجھے کھلانے والا' تجھے سیراب کرنے والا' تیری وحشت کو انس میں بدلنے والا' تجھے خوشی دینے والا' تیری تھکان کو راحت سے بدلنے والا اور تیرے خوف کو امن سے بدلنے والا ہو جائے گا۔ اس کا قرب تیرے لئے غنا اور اس کا دیدار تیرا کھانا پینا اور تیرا لباس بن جائے گا۔ مخلوق سے دوستی رکھنے کے کیا معنی ہیں ان سے ڈرنا۔

ان سے امیدیں رکھنا۔ ان کی طرف جھکنا اور ان پر بھروسہ کرنا ہے مخلوق سے دوستی رکھنے کا یہی مطلب ہے کہ جس سے ممانعت حکم دیا گیا ہے۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ نے ۵ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری المقدس بوقت صبح جمعتہ المبارک یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشادفرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّادِسُ وَالثَّلَاثُوْنَ ﴿۳۶﴾

یہ دنیا بازار ہے ایک ساعت کے بعد کوئی اس میں باقی نہیں رہے گا

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشادفرمایا کہ یہ دنیا ایک بازار ہے ایک ساعت کے بعد اس میں کوئی شخص بھی باقی نہیں رہے گا۔ رات آنے پر سب بازار والے چلے جائیں گے اور تم اس بات کی کوشش کرو کہ اس بازار سے تم ایسی چیز کی خرید و فروخت کرو کہ جو تمہیں آخرت کے بازار میں نفع دے کیونکہ پرکھنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جو کہ بصیر ہے آخرت کے بازار میں چلنے والا سکہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور عمل میں اخلاص ہے اور وہی تمہارے پاس کم ہے۔

جلد بازی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا

اے اللہ کے بندے تو سمجھ دار بن جلد بازی نہ کر کیونکہ جلدی کرنے سے تجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ تیری جلدی مچانے سے نہ مغرب کا وقت آ سکتا ہے اور نہ ہی صبح۔ پس تو صبر کیوں نہیں کرتا اور کسی کام میں مشغول کیوں نہیں ہو جاتا یہاں تک کہ مغرب کا وقت آ جائے اور تو وقت پر نماز ادا کرے اور تیرا جو بھی ارادہ ہے اسکو تو پالے۔ عاقل بن اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ ادب سے رہ مخلوق پر ظلم نہ کر اور ان سے وہ چیز طلب کرتا ہے جو ان کے پاس نہیں ہے۔ وکیل کی بات اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوتی کہ جب تک اس کو وکالت کا پروانہ نہ مل جائے پس اس وقت تو عطا اور بخشش دیکھے گا۔ سند سے پہلے تجھے

ایک ذرہ بھی نہیں مل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے اذن اور فرمان اور ان کے دلوں میں القاء فرما دینے کے بغیر مخلوق نہ تجھے ذرہ دے سکتے ہیں نہ دنیا کی تھیلی نہ ایک قطرہ نہ دریا تو عاقل بن اور عقل یہی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جگہ پر جما رہ کیونکہ رزق جو اللہ تعالیٰ نے مقسوم میں لکھا ہے۔اسی کے قبضہ میں ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ کل قیامت کے دن تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کس منہ سے جائے گا حالانکہ تو اس سے دنیا میں جھگڑا کرتا ہے اور اس سے روگردانی کرنے والا ہے اور تو اس کی مخلوق کی طرف توجہ کیے ہوئے ہے اور اس کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اپنی حاجتوں کو مخلوق کے سامنے پیش کرتا ہے اور مہمات میں ان پر بھروسہ کرتا ہے مخلوق سے حاجت ظاہر کرنا بھیک مانگنا ہے اور اکثر بھیک مانگنے والوں کیلئے عذاب ہے کہ وہ بھیک مانگنے کیلئے نہیں نکلے مگر بسبب اپنے گناہوں کے اور ان میں بہت ہی کم ہیں وہ سائل کہ جن کے حق میں بھیک مانگنا بلا کراہت ہو۔ پس جب تو ایسی حالت میں سائل بنا تو عذاب میں گرفتار ہوا اور محروم رہے گا اور وہ اپنی عطائیں تجھ پر روک دے گا۔

اے اللہ کے بندے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تو اپنے ضعف کی حالت میں کسی سے کچھ طلب نہ کر اور نہ تیرے پاس کچھ ہو نہ تو کسی کو پہچان نہ کوئی تجھے پہچانے۔ نہ کسی کو تو دیکھ اور نہ تجھے کوئی دیکھے۔ اگر تجھ میں ہمت و طاقت ہو تو دوسروں کو دے اور خود نہ لے پس کر گزر۔ دوسروں کی خدمت کر کسی دوسرے سے خدمت طلب نہ کر ضرور اسی طرح کر۔ اولیاء کرام نے جو عمل کیے اللہ تعالیٰ کیلئے کئے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت کے عجائبات دکھائے ان پر اپنا لطف و کرم فرمایا اور ان کو محبوب بنایا۔

اسلام نہ ہوگا تو ایمان نہ ہوگا

اے اللہ کے بندے! جب تیرے پاس اسلام ہی نہ ہوگا تو ایمان بھی نہ

ہوگا اور جب ایمان نہ ہوگا تو ایقان بھی نہ ہوگا پس اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا علم بھی حاصل نہ ہوگا اور یہ سب امور درجہ بدرجہ حاصل ہوتے ہیں اور ان کے درجات اور طبقات ہیں۔ جب تیرا اسلام درست ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کیلئے تیری فرمانبرداری درست ہو جائے گی جو کہ استسلام ہے تو اپنی تمام حالتوں میں حدود شریعت کی محافظت اور پابندی کے ساتھ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے تو اپنا اور دوسروں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور مخلوق کے ساتھ حسن ادب کر۔

ظلم اندھیروں کا مجموعہ ہے

اپنے نفس اور دوسروں پر ظلم نہ کر کیونکہ ظلم دنیا اور آخرت میں اندھیروں کا مجموعہ ہے۔ ظلم دل کو تاریک اور چہرہ اور نامہ اعمال کو سیاہ بنا دیتا ہے اس لئے نہ تو کسی پر ظلم کر اور نہ ہی کسی ظالم کی مدد کر۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

يُنَادِىْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ الظَّلَمَةُ اَيْنَ اَعْوَانُ الظَّلَمَةِ اَيْنَ مَنْ يَرٰى لَهُمْ قَلَمًا اَيْنَ مَنْ لَاقَ لَهُمْ دَوَاةً اِجْمَعُوْهُمْ وَاجْعَلُوْهُمْ فِىْ تَابُوْبٍ مِنْ نَارٍ

یعنی قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ کہاں ہیں ظالم اور کہاں ہیں ظالموں کی مدد کرنے والے اور کہاں ہیں وہ جنہوں نے ان کیلئے قلم بنایا اور کہا ہیں وہ جنہوں نے ان کی دوات میں صوف ڈالا تھا ان سب کو جمع کر کے آگ کے صندوق میں رکھ دو۔

تو مخلوق سے بھاگ کنارا اختیار کر اور اس بات کی کوشش کر تو نہ مظلوم بنے نہ ظالم اگر تجھ سے ہو سکے تو مظلوم بن ﴿دوسرے لوگ اگر ظلم کریں تو صبر کر﴾ ظالم نہ بن۔ مقہور ہو اور قاہر نہ بن۔

جب مخلوق میں مظلوم کی کوئی مدد کرنے والا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ مظلوم کی مدد

کرتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے۔

اِذَظُلِمَ مَنْ لَّمْ یَجِدْ نَاصِرًا غَیْرَ الْحَقِّ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّه' یَقُوْلُ لَاَنْصُرَنَّکُمْ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ

یعنی جب کسی ایسے شخص پر ظلم ہوتا ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہ ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اے میرے مظلوم بندے میں تیری ضرور مدد کروں گا۔ اگر چہ کچھ عرصہ کے بعد ہو۔

بلندی اور عزت حاصل کرنے کا سبب صبر کرنا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ الصَّبْرَ مَعَکَ وَنَسْاَلُکَ التَّقْوٰی وَالْکِفَایَۃَ وَالْفَرَاغَ مِنَ الْکُلِّ وَالْاِشْتِغَالَ بِکَ وَرَفْعَ الْحُجُبِ

اے اللہ ہم تجھ سے تیرے ساتھ صبر کرنے کا سوال کرتے ہیں اور تجھ سے پرہیز گاری اور کفایت اور ہر چیز سے فراغت اور تیرے ساتھ مشغول رہنے اور جو ہمارے اور تیرے درمیان پردے ہیں اٹھ جانے کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ کے بندو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو واسطے ہیں تم ان کو اٹھا دو کیونکہ تمہارا ان واسطوں کے ساتھ پڑا رہنا ہوس ہی ہوس ہے۔ بادشاہت اور حکومت اور تونگری اور عزت اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے۔

اے منافق تو کب تک ریاکاری اور نفاق کرتا رہے گا کہ جس کیلئے تو منافق بنتا ہے اس سے تجھے کیا فائدہ ملے گا۔ تجھ پر افسوس ہے تو اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا اور اس کے ملنے کو سچا نہیں جانتا جو کہ عنقریب ہونے والی بات ہے تو ظاہر میں اس کیلئے عمل کرتا ہے اور باطن میں اس کے غیر کیلئے تو اس کو دھوکہ دیتا ہے اور تو اس سے اس کے حکم کی وجہ سے نفع حاصل کرنا چاہتا ہے تو ایسے عمل سے باز

آ اور اپنے عمل کی تلافی کر اور اپنی نیت کو اللہ تعالیٰ کیلئے درست کر اور اس بات کی کوشش کر کہ بغیر نیت صالح کے جو اللہ تعالیٰ کیلئے شایان نہ ہو۔ نہ تو کوئی لقمہ کھائے اور نہ ایک قدم چلے اور نہ کسی قسم کا کوئی عمل کرے جب تو ایسا کرے گا پس جو بھی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہوگا نہ کہ اس کے غیر کیلئے اور تجھ سے کلفت قطعاً زائل کر دی جائے گی اور یہ نیت صالح تیری نیت بن جائے گی جب کسی بندہ کی عبودیت اپنے پروردگار کیلئے صحیح ہو جاتی ہے تو اس کو کسی کام میں تکلف کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ وہ اس کا دوست بن جاتا ہے اور اس کی کارسازی فرماتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کا دوست بن جاتا ہے تو اس بندہ کو غنی کر دیتا ہے اور مخلوق سے محجوب کر دیتا ہے پس وہ بندہ مخلوق کا محتاج نہیں ہوتا۔ الغرض مشقت اس وقت تک محسوس ہوگی جس وقت تک کہ قصد و ارادہ میں ہے اور اس راہ طریقت میں چل رہا ہے لیکن جب تو اس کی طرف پہنچ جائے گا اور تیرے سفر کی مسافت ختم ہو جائے گی تو تو قرب خداوندی کی منزل کو پالے گا اور اس میں رہنے لگے گا تو اس وقت تیرا تکلف جاتا رہے گا اور اس کا انس تیرے دل میں جگہ پکڑ لے گا اور وہ انس روز بروز بڑھتا رہے گا یہاں تک کہ تیرے دل کے تمام کناروں کو گھیر لے گا۔ پہلے تو چھوٹا ہوتا ہے پھر بڑا بنتا جاتا ہے۔ پس جب تو بڑا ہو جاتا ہے تو تیرا دل اللہ تعالیٰ کے قرب سے بھر جاتا ہے اور اس میں غیر کا راستہ ہی نہیں رہتا اور نہ غیر کیلئے کوئی گنجائش۔ اگر تو اس کی طرف پہنچنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کر اور اس کے منع کردہ کاموں سے باز آ۔ بھلائی اور برائی' امیری اور غریبی' عزت و ذلت اور اعراض کے پورا ہونے اور نہ ہونے کو اسی کے سپرد کر اور اس کیلئے عمل کر اور ذرہ برابر بھی بدلہ طلب نہ کر۔ عمل کئے جا اور مقصود کام لینے والے کی خوشنودی اور اس کا قرب ہو۔ پس اس کا تجھ سے راضی رہنا اور تیرا دنیا اور آخرت میں اس کا مقرب بن جانا اجرت بنے۔ کہ

دنیا میں اس کا قرب تیرے دل کیلئے اور آخرت میں تیرے بدن کیلئے ہوگا۔ عمل کر اور ذرہ اور دیناروں کی تھیلی کی رغبت نہ کر اپنے عمل کی طرف نظر ڈال بلکہ ایسا ہو کہ تیرے اعضاء عمل کی وجہ سے حرکت کریں اور تیرا دل کام لینے والے کے ساتھ متوجہ ہو۔ جب تو اس مرتبہ پر پہنچ جائے گا تو تیرے دل کیلئے آنکھیں ہو جائیں گی کہ جن سے تو دیکھے گا۔ معنی صورت بن جائیں گے اور غائب حاضر بن جائے گا اور خبر معائنہ بن جائے گی۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ کیلئے قابل بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر حال میں اسکا ساتھی ہوتا ہے کہ اس میں تغیر وتبدل فرماتا ہے اور اس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتا رہتا ہے اور وہ سرتاپا معنی اور ایمان و ایقان ومعرفت اور مشاہدہ بن جاتا ہے۔ وہ دن بغیر رات کے روشنی بغیر تاریکی کے، صفائی بغیر کدورت کے دل بغیر نفس کے فنا بغیر وجود کے اور غیبت بغیر حضور کے بن جاتا ہے۔ وہ مخلوق اور اپنے نفس سے غائب ہو جاتا ہے۔ اس سب کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانوس ہونا ہے اور جب تک تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان یہ انس کامل نہ ہو جائے تو کلام نہ کر۔ مخلوق سے ایک قدم آگے بڑھ ان کا نفع اور نقصان کوئی چیز نہیں ہے تو مخلوق کو جانچ چکا ہے اور نفس سے ایک قدم پرے ہٹ آگے بڑھ اور اسکی موافقت نہ کر بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے نفس سے دشمنی کر تو نفس کو آزما چکا ہے۔ مخلوق اور نفس دو آگ کے سمندر اور ہلاکت کے جنگل ہیں پکے ارادے کے ساتھ اس جائے ہلاکت سے جلد عبور کر جا ایسا کرنے سے تجھے بادشاہت مل جائے گی ﴿یعنی مخلوق اور نفس میں مبتلا رہنا﴾ بیماری ہے اور دوسرا یعنی ان کو ترک کر کے اللہ سے ملنا دوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی اتاری ہے اور دوا بھی اور تمام بیماریوں کیلئے دوائیں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں جس کا اس کے سوا کوئی دوسرا مالک نہیں ہے۔ جب تو توحید پر جمارہے گا تو تجھے واحد حقیقی کے ساتھ انس حاصل ہو

جائے گا۔ جب تو فقر پر صبر کرے گا تو تجھے غنا حاصل ہو جائے گا۔ پہلے تو دنیا کو چھوڑ پھر آخرت کو طلب کر۔ پھر آخرت کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو طلب کر ۔مخلوق کو چھوڑ اور خالق کی طرف لوٹ آ۔

تجھ پر افسوس ہے تو سوچتا نہیں کہ مخلوق اور خالق۔ دنیا اور آخرت دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ رات اور دن' سیاہی اور سفیدی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتے اور نہ ہی ان کا تصور ہو سکتا ہے اور نہ یہ درست ہو سکتا ہے اور نہ اس سے کچھ حاصل۔ یا تو مخلوق کو اختیار کر یا خالق کو۔ دنیا کو اختیار کر یا آخرت کو۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مخلوق تیرے ظاہر میں ہو اور خالق تیرے باطن میں۔ دنیا تیرے ہاتھ میں ہو اور آخرت تیرے دل میں لیکن دونوں تیرے دل میں جمع ہو جائیں۔ پس یہ غیر ممکن ہے تو اپنے نفس کیلئے دونوں میں سے جس کو چاہے دیکھ کر پسند کرے۔ اگر دنیا چاہتا ہے تو آخرت کو دل سے نکال دے۔ اگر آخرت چاہتا ہے تو دنیا کو دل سے نکال دے۔ اگر اللہ تعالیٰ تیرا مقصود ہے تو پس دنیا اور آخرت کو ماسوا اللہ تعالیٰ کے سب کو اپنے دل سے نکال دے کیونکہ جب تک تیرے دل میں ذرہ بھی ماسوائے اللہ تعالیٰ کے ہوگا تو تو قرب خداوندی کو نہیں دیکھ سکے گا اور نہ انس ثابت ہوگا اور نہ اس کی طرف سے تجھے سکون مل سکے گا اور جب تک تیرے دل میں دنیا کا ذرہ بھی ہوگا تو آخرت کو نہ دیکھ سکے گا اور جب تک تیرے دل میں آخرت سے ایک ذرہ ہوگا تو قرب خداوندی کو حاصل نہ کر سکے گا تو عاقل بن اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر تو سچائی کے قدموں کے بغیر نہیں پہنچ سکتا کیونکہ پرکھنے والا بڑا دانا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو مخلوق سے پردہ کرتا ہے اور خالق سے پردہ نہیں کرتا۔ تجھے مخلوق سے پردہ کرنا کیا فائدہ دے گا عنقریب تو مخلوق کے نزدیک رسوا ہو جائے گا اور تیرے اسباب اور معیشت تیری جیب اور گھر نکال لئے جائیں

گے۔اے شیشہ کے ٹکڑے کو اپنے کھانے کے برتن میں چھوڑ دینے والے کھاتے وقت تجھے حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اے زہر کھانے والے عنقریب اس کا اثر تیرے بدن میں ظاہر ہو جائے گا۔ حرام غذا کھانا تیرے دین کے جسم کیلئے زہر ہے اور نعمتوں پر شکر کرنا چھوڑ دینا تیرے دین کیلئے زہر ہے۔ ترک شکر پر عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے محتاجی اور مخلوق سے بھیک مانگنے اور ان کے دلوں سے تیرے لئے شفقت و مہربانی اٹھا لینے کے ساتھ سزا دے گا۔

اے اپنے علم پر عمل کو چھوڑنے والے عنقریب تجھے تیرا علم بھلا دے گا اور علم کی برکت تیرے دل سے جاتی رہے گی۔ اے جاہلو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے تو اس کی جزا اور سزاؤں کو بھی پہنچانتے۔تم اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ اچھے ادب کا برتاؤ کرو اور بے فائدہ کلام کو کم کر دو۔

حکایت

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو میں اسے کہا کہ تیرے لئے کیا ہی اچھا ہوتا اگر تو محنت و مزدوری کرتا پس مجھے اس کہنے کی یہ سزا دی گئی کہ چھ ماہ تک میں تہجد کی نماز پڑھنے سے محروم رہا﴿ کیونکہ ان کو نصیحت کا منصب نہ تھا اس لئے بزرگ کا کام بے فائدہ ہوا کہ جس پر تنبیہ کی گئی﴾

اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک خود کو نہ بدلیں

اے اللہ کے بندے! کار آمد باتوں میں وہ شغل ہے جو کہ بیکار باتوں میں نہیں ہے تو اپنی نفس کو اپنے دل سے نکال ڈال تجھے بھلائی حاصل ہو جائے گی کیونکہ اصل کدورت نفس ہے جو دوسروں کو بھی مکدر بنا دینے والی ہے اس کے نکلنے کے بعد صفائی آ جائے گی تو اپنی حالت کو بدل ڈال یقیناً تو بدل دیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴿سورۃ الرعد﴾

ترجمہ: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں ﴿کنزالایمان﴾

اے انسان سن۔ اے جماعت والو سنو۔ اے شریعت کے مکلفین۔ اے عاقلو۔ اے بالغو سنو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس کی خبروں کو اور اللہ تعالیٰ تمام کلام کرنے والوں سے زیادہ سچا ہے۔ تم اس کیلئے اپنی اس حالت کو بدلو جو اس کو ناپسند ہے تاکہ وہ تمہارے لئے وہ چیزیں جسے تم پسند کرتے ہو تمہیں عطا فرما دے۔ راستہ وسیع اور کھلا ہوا ہے پھر تم اس پر کیوں نہیں چلتے تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اے لولے لنگڑوں اے اپاہجو کھڑے ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کو پکڑ کر اعمال صالحہ کرو۔ غافل نہ بنو۔ جب تک دین متین کی رسی کے دونوں کنارے تمہارے ہاتھ میں ہیں اس سے ایسی مدد لو جو کہ تمہارے نفسوں کی اصلاح کر دے۔ تم اپنے نفس پر سوار ہو جاؤ ورنہ وہ نفس تم پر سوار ہو جائے گا۔ نفس دنیا میں برائی کا حکم دینے والا ہے اور آخرت میں ملامت کرنے والا اور تم ان لوگوں سے بھاگو جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے روکیں اور ان سے اس طرح بھاگو کہ جس طرح تم پر درندہ حملہ کرتا ہے اور تم بھاگتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرو جو اللہ کے ساتھ معاملہ کرتا ہے وہی نفع حاصل کرتا ہے جو اللہ کو محبوب رکھتا ہے اللہ اسے محبوب رکھتا ہے جو اللہ کا قصد کرتا ہے اللہ اس کا قصد کرتا ہے جو اللہ کے قریب آتا ہے اللہ اس کے قریب آ جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ویسے ہی اپنی معرفت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ معبود برحق ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو اور میرے قول کو قبول کرو۔ میرے سوا زمین پر کوئی ایسا نہیں جو میری حالت پر کلام کرتا ہو۔ ہر ایک سے ایک حالت پر کلام ہے۔ میں مخلوق کا خیر خواہ ہوں نہ کہ اپنا۔

اگر میں آخرت کو طلب کرتا ہوں تو مخلوق کیلئے کرتا ہوں نہ کہ اپنے لئے اور ہر وہ کلمہ جو میں بولتا ہوں اس سے میرا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ مجھے دنیا اور آخرت اور جو کچھ ان دونوں میں سے ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں اللہ تعالیٰ ہی میری سچائی کو جانتا ہے کیونکہ اللہ علام الغیوب ہے یعنی تمام غیبوں کو جاننے والا ہے۔تم میری طرف آ ؤ اور بڑھو۔ میں کسوٹی ہوں میں بھٹی اور سکہ ڈھالنے کی ٹکسال کا مالک ہوں۔

اے منافق تو کیا بیہودہ بک بک کر رہا ہے اور تیری بکواس بے معنی ہے تو کب تک۔ میں۔ میں۔ کہتا رہے گا تو ہے کون ۔ تجھ پر افسوس ہے تیری نظر تو غیر خدا پر ہے اور تو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ اور تو غیر خدا سے مانوس ہے اور کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے انس کرتا ہوں تو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والا بتاتا ہے حالانکہ وہ ہمیشہ اعتراض کرنے کا عادی ہے تو اپنے نفس کو صابر بتاتا ہے حالانکہ ایک چھوٹا سا مچھر تجھے مضطرب کر دیتا ہے اور ناشکرا بنا دیتا ہے۔ پس جب تک تیرا گوشت مصائب و تکالیف کی کثرت سے مردہ نہ بن جائے کہ آفتوں کی قینچیاں اس کو کاٹ ہی نہ سکیں اس وقت تیرا کلام کرنا ٹھیک نہیں ہے ہاں اس وقت تو سراپا خلوت بن جائے گا کہ تیرا دل دنیا اور آخرت سے دونوں سے خالی ہو جائے گا اور ان کے اور ان کے اندر کی چیزوں کے اعتبار سے معدوم ہوگا اور احکام خداوندی کی تعمیل اور ممنوعات سے باز رہنے میں موجود ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا فعل تجھ کو موجود کر دے گا اور تجھے حرکت و سکون میں لائے گا اور تو اس کی معیت میں اپنے آپ سے غائب رہے گا جب تک تیرے لئے کوئی مرتبہ ثابت نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بندہ سے اس کی ظاہری صورت کو طلب نہیں کرتا بلکہ اس کا مطلوب تو حقیقت ہے۔

حقیقت توحید خداوندی اور اخلاص اور دنیا و آخرت کی محبت دل سے زائل

کر دینا اور تمام چیزوں سے یکسو ہو جانے کا نام ہے۔ جب بندہ کو مکمل طور پر یہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ محبوب بنا لے گا اور اس کو اپنے قریب کر لے گا اور دوسروں پر اس کو بلندی عطا فرما دے گا۔

اے واحد تو ہم کو موحد بنا اور مخلوق سے ہمیں رہائی عطا فرما اور اپنے لئے خالص بنا لے اور ہمارے دعووں کو اپنے فضل و رحمت کے گواہوں سے صحیح و درست کر دے اور ہمارے دلوں کو پاک کر دے اور ہمارے کاموں کو آسان کر دے اور ہمیں اپنا انس نصیب فرما اور اپنے غیر سے وحشت عطا فرما دے اور ہمارے مقاصد کو ایک مقصد بنا دے اور وہ مقصد صرف تیری ذات پاک اور دنیا اور آخرت میں تیرا قرب ہو۔

دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

﴿حضرت سید نا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۲ رجب ۵۴۵ ہجری بروز منگل شام کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ السَّابِعُ وَالثَّلاثُوْنَ ﴿۳۷﴾

بیماروں کی عیادت اور جنازہ میں شرکت کرنا

حدیث

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ
عُوْدُوا الْمَرْضٰی وَشَیِّعُوا الْجَنَائِزَ فَاِنَّہٗ یُذَکِّرُکُمُ الْاٰخِرَۃَ
یعنی بیماروں کی عبادت کیا کرو اور جنازوں کے ساتھ جایا کرو کہ ایسا کرنے سے تمہیں آخرت یاد دلائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس فرمان سے یہ قصد فرمایا کہ تم آخرت کو یاد کیا کرو اور تم آخرت کی یاد سے بھاگتے اور دنیا کو محبوب رکھتے ہو اور عنقریب تمہارے اختیار کے بغیر تمہارے اور دنیا کے درمیان آڑ ڈال دی جائے گی اور تمہارے ہاتھوں سے وہ چیزیں جن سے تم خوش ہوتے ہو لے لی جائیں گی اور جن چیزوں کو تم ناپسند اور مکروہ سمجھتے ہو وہ تمہارے پاس آ جائیں گی اور مسرت کے بدلہ میں تمہیں رنج و غم چھا جائے گا اے غافل! اے نادان ہوشیار ہو جا دنیا کیلئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ تو آخرت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔

اے ضروریات سے غافل کہ جس کے بغیر چارہ نہیں تو نے اپنی فکر و سوچ خواہشات و لذات اور دینار پر دینار جوڑنا قرار دے لیا اور اپنے اعضاء کو کھیل کود میں مشغول کر دیا ہے۔ اگر کوئی تجھے آخرت اور موت کو یاد دلاتا ہے تو تو کہتا ہے کہ اے واعظ تو نے میرے اوپر اور میرے عیش کو خراب کر دیا ہے اور ادھر ادھر اپنے سر کو ہلانے لگتا ہے۔ تیرے پاس موت کا ڈرانے والا آیا جو کہ تیرے بالوں کی سفیدی ہے تو ان سفید بالوں کو ترشوا دیتا ہے یا خضاب سے سیاہ کر کے بدل دیتا ہے لیکن جب تجھے موت آئے گی تو تو کیا کرے گا۔ جب تیرے پاس

ملک الموت اپنے مددگاروں کے ساتھ آئیں گے تو ان کو کس طرح واپس کرے گا۔ جب تیرا رزق ختم ہو جائے گا اور تیری مدت تمام ہو جائے گی تب کون سی چال چلے گا۔ اس ہوس کو چھوڑ دے دنیا کی بنیاد عمل پر ہے جب تو اس میں عمل کرے گا تجھے اجر عطا کیا جائے گا اگر تو عمل نہ کرے گا تو تجھے کچھ بھی نہیں دیا جائے گا۔ دنیا تو عمل اور آفتوں کا گھر ہے یہ مشقت کا گھر ہے اور آخرت راحت کا گھر ہے اور آفتوں پر صبر اختیار کرنا ہے۔ سچا مسلمان تو دنیا میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈال دیتا ہے پس ضرور وہ راحت پائے گا لیکن اے ابو الہوس تو راحت جلدی طلب کرتا ہے اور توبہ کرنے میں تاخیر کرتا ہے اور دنوں مہینوں اور برس ہا برس آج کل۔ آج کل کرتا چلا جاتا ہے حالانکہ تیری زندگی ختم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ عنقریب تو اپنے کیے ہوئے پر نادم ہوگا' پشیمان ہوگا کہ نصیحت کو کیوں نہ قبول کیا تھا اور آگاہ اور خبردار کیوں نہ ہوا تھا اور سچا راستہ بتایا گیا تھا اور اسے سچ نہ جانا۔

تجھ پر افسوس ہے تیری زندگی کی چھت کی کڑیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ اے مغرور تیری زندگی کی دیواریں گر رہی ہیں اور یہ گھر کہ جس کو تو آباد کر رہا ہے ایک دن ویران ہو جائے گا اور تو دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جائے گا اس لئے تو آخرت کو طلب کر اور اس کی طرف سامان بھیج اور یہ سامان اعمال صالحہ ہیں۔ دنیا میں اعمال صالحہ کر اور تو اپنے مال کو آخرت کی طرف اپنے جانے سے پہلے بھیج دے تاکہ اپنے وہاں پہنچنے کے وقت تو اس کو پالے۔ اے دنیا پر مغرور ہونے والے۔ اے ناچیزوں میں مشغول ہونے والے۔ اے بیوی کو چھوڑ کر خادمہ کے ساتھ مشغول ہونے والے۔ تجھ پر افسوس ہے آخرت اس کے ساتھ اکھٹے نہیں ہوسکتی کیونکہ آخرت دنیا کو جو کہ خادمہ کی طرح ہے پسند نہیں کرتی تو دنیا کو اپنے دل سے نکال دے اور پھر دیکھنا کہ تجھے آخرت کیسے ملتی ہے اور تیری

طرف کیسے آتی ہے اور کس طرح تیرے دل پر غلبہ کرتی ہے پس جب تیری یہ حالت اس طرح ہو جائے گی تو تجھے قرب خداوندی آواز دے گا پس تو اس وقت آخرت کو بھی چھوڑ دینا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو طلب کرنا تو وہیں پر تیرے دل کی تندرستی اور باطن کی صفائی کامل ہو جائے گی۔

دل کی تندرستی

اے اللہ کے بندے! جب تیرا دل تندرست اور صحیح ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور صاحبان علم تیرے دل کی تندرستی کی شہادت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایک دعویٰ کرنے والا قائم کر دے گا اور وہ دعویٰ کرے گا اور خود تیری شہادت دے گا۔ پس تجھے اپنے نفس کیلئے کسی شہادت کی ضرورت نہیں ہوگی اور جب تجھے یہ کمال حاصل ہو جائے گا اس وقت تو ایسا پہاڑ بن جائے گا اور تیز آندھیاں اس کو مٹا نہ سکیں گی اور نہ نیزے اس کو توڑ سکیں گے اور نہ مخلوق کا دیکھنا اور ان سے ملنا جلنا تیرے اندر اثر کر سکے گا اور نہ تیرے دل میں خدشہ گزرے گا اور نہ تیرے باطن کی صفائی کو کوئی مکدر کر سکے گا۔

مقبولیت کیلئے عمل کرنے والا اللہ کا دشمن ہے

اے مسلمانو! تم اس شخص کو چھوڑ دو جو مخلوق میں مقبولیت کیلئے عمل کرتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور بھاگا ہوا غلام ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا اور اس کی نعمت کا ناشکرا ہے۔ محجوب اور مردود و ملعون ہے۔ مخلوق تیرے دل اور خیر اور دین سب کو چھین لے گی اور تجھے مشرک بنا دے گی کہ تو ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھے گا اور اپنے پروردگار کو بھول جانے والا بن جائے گا وہ تجھے اپنے نفع کیلئے چاہتے ہیں نہ کہ تیرے نفع کیلئے اور اللہ تعالیٰ تجھے اپنے نفع کیلئے نہیں چاہتا بلکہ تیرے نفع کیلئے چاہتا ہے پس اس کا طالب بن جو تیرا تیرے لئے خواہاں ہو اور اسی کے ساتھ مشغول ہو جا کیونکہ اس کے ساتھ مشغول ہونا ان سے بہتر ہے

جو تجھے اپنے لئے چاہنے والے ہیں۔ اگر قرب خدوندی کے سوا تجھے کسی چیز کی طلب ہے پس اس کو اللہ تعالیٰ سے طلب کر نہ کہ اس کی مخلوق سے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سب سے بدتر وہ ہے جو دنیا کو مخلوق سے طلب کرتا ہے اس کی بارگاہ میں اسی سے فریاد لا کہ وہی غنی ہے اور تمام کی تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ مخلوق اپنے اور دوسروں کو نفع اور نقصان پہنچانے کی مالک نہیں تو اللہ تعالیٰ کو طلب کر اور اس سے دوستی کر وہ تجھے چاہنے لگے گا۔ ابتداء میں تو تو چاہنے والا ہوگا اور وہ مطلوب اور انتہا میں تو مطلوب ہوگا اور وہ چاہنے والا۔ بچہ بچپن کی حالت میں اپنی ماں کا طالب ہوتا ہے اور جب بڑا ہو جاتا ہے تو اب اس کی ماں طالب ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے لئے تیرے ارادہ کی سچائی کو جان لے گا تو وہ تجھے چاہنے لگے گا اور جب اپنے ساتھ تیری سچی محبت کو جان لے گا تو وہ تجھے اپنا محبوب بنا لے گا اور تیرے دل کی رہنمائی کرے گا اور تجھے اپنے قریب کرے گا۔ اور تو کس طرح فلاح پا سکتا ہے حالانکہ تو نے اپنے دل کی آنکھوں پر اپنے نفس اپنی خواہش اپنی طبیعت اور اپنے شیطان کا ہاتھ رکھ چھوڑا ہے۔ ان ہاتھوں کو ہٹا بے شک تجھے تمام چیزوں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی اور تو سب چیزوں کو اصلی حالت پر دیکھنے لگے گا۔ اپنے نفس کو ریاضت میں ڈال کر اس کی مخالفت کر کے علیحدہ کر۔ اپنی خواہش اپنی طبیعت اور اپنے شیطان کو الگ کر کہ تجھے اللہ تعالیٰ مل جائے گا۔ ان ہاتھوں کو ہٹا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سے پردے اٹھ جائیں گے۔ پس تو اس کے ماسوا کو دیکھ لے گا اپنے نفس کو بھی دیکھ لے گا اور اپنے غیر کو بھی دیکھ لے گا اور اپنے عیوب کو بھی۔ ان سے بھی بچنے لگے گا اور غیر کے عیوب کو دیکھ کر ان سے بھاگے گا اور جب یہ کمال تجھے مکمل طور پر حاصل ہو جائے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے اپنا مقرب بنا لے گا اور تجھے ایسے عطیات سے نوازے گا جو نہ کبھی تیری آنکھ نے دیکھے

ہونگے اور نہ کانوں نے ان کا تذکرہ سنا ہوگا اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر انکا خیال گزرا ہوگا۔ تیرے دل اور باطن کی سماعت کو تیز کر دے گا اور بصارت بخشے گا اور ان کو صحیح کر دے گا اور ان کو کرامت کی خلعتوں سے آراستہ کرے گا اور اپنی ولایت سے تجھے حاکم اور مالک بنا دے گا اور اپنی تمام مخلوق میں تیرے حال کو ظاہر کر دے گا اور تجھے اپنے قرب کا محافظ اور نگہبان بنا دے گا اور ملائکہ تیری خدمت پر مامور ہو جائیں گے اور انبیاء کرام و مرسلین کی ارواح طیبہ کو تجھے دکھا دے گا پس تجھ سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہ رہے گی۔

اللہ سے محبت

اے اللہ کے بندے! اس مرتبہ کا طالب بن اور اس کا متمنی بن اور اسی کو اپنا مقصد بنا اور دنیا کی طلب میں مشغول ہونا چھوڑ دے کیونکہ وہ تیرا پیٹ نہ بھر سکے گی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی چیز تیرا پیٹ نہیں بھر سکتی۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جا وہی تیرا پیٹ بھرے گا جب تجھے یہ مرتبہ حاصل ہو جائے گا تو دنیا اور آخرت کی تونگری مل جائے گی اے غافل! اسی کو چاہ جو تجھے چاہتا ہے اسی کو طلب کر جو تجھے طلب کرتا ہے اسی کو محبوب رکھ جو تجھے محبوب رکھتا ہے۔ اسی کا مشتاق بن جو تیرا مشتاق ہے کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔

فرمان خداوندی

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَه‘

اللہ ان سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

کیا اس کا یہ فرمان جو اس نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔

حدیث قدسی

وَاِنِّی اِلٰی لِقَائِکُمْ لَاشْوَق

بے شک میں تمہاری ملاقات کا زیادہ مشتاق ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے پس تو کھیل کود میں مشغول نہ ہو اس نے تجھے اپنی محبت کیلئے بنایا ہے پس تو اس کے غیر کے ساتھ مشغول نہ ہو تو اس کی محبت میں کسی کو شریک نہ کر۔ اگر تو کسی غیر کی محبت بطور راحت اور رحمت و لطف کے رکھے تو یہ محبت جائز ہے نفوس کی محبت جائز ہے مگر غیر اللہ سے محبت دل و باطن کی محبت جائز نہیں دل اور باطن میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جب جنت میں مشغول ہوئے اور جنت میں قیام کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اور جنت کے درمیان جدائی ڈال دی اور ان کو پھل کھا لینے کے ذریعہ سے جنت سے باہر نکال دیا۔ جب سیدنا آدم علیہ السلام کا دل حضرت حوا علیہ السلام کی طرف مائل ہوا تو ان دونوں کے درمیان تین سو سال کی مسافت کا فاصلہ ڈال دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سراندیب میں اور حضرت حوا کو جدہ میں۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کا دل جب اپنے صاحبزادہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرف جا ٹھہرا اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کو سینے سے لگایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان جدائی ڈال دی۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک قسم کا ذرا سا میلان فرمایا تو اتہام اور بہتان کا قصہ جو کچھ بھی پیش آیا وہ آیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چند روز انہیں دیکھ نہ سکے۔

پس اے مخاطب تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جا اور غیر اللہ سے قطع تعلق کر لے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے انس نہ کر۔ مخلوق کو دل سے نکال دے اور دل کا ایک گوشہ اس کیلئے خالی کر۔ اے جھوٹے۔ اے کاہل۔ اے قول کو کم ماننے والے اگر تو نے میری باتوں کو قبول کیا اور میرے کہنے پر عمل کیا تو تیرا عمل تیرے

نفس کیلئے اچھا ہوگا۔ اگر تو اس پر عمل نہیں کرے گا تو تیرے نفس کا نقصان ہوگا اور اس پر تجھے عذاب ہوگا اور محرومی تیرا مقدر ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: اسکا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی ﴿کنزالایمان﴾

اور مقام پر اللہ نے فرمایا

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَ نْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا کرو گے اور اگر برا کرو گے تو اپنا ﴿کنزالایمان﴾

نفس ہی ہے کہ جو کل قیامت کے دن جنت میں اعمال کا ثواب پائے گا اور جہنم میں برے اعمال کی سزا بھگتے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ وَاَعْطُوْا خِرَقَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ

یعنی اپنا کھانا متقی پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اپنا کپڑا مسلمانوں کو دیا کرو جب تو اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلائے گا اور دنیاوی کاموں میں تو ان کی مدد کرے گا تو تو اس کے عمل میں شریک ہو جائے گا اور اس کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا کیونکہ تو نے اس کے مقصود میں مدد کی اور اس کے دنیاوی بوجھ کو اس سے اٹھا لیا اور اس کے قدم اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھوائے اور جب تو اپنا کھانا کسی منافق ریاکار گناہ گار کو کھلائے گا اور دنیا کے کاموں میں تو اس کی مدد کرے گا تو تو اس کے عمل میں شریک ہو جائے گا اور اس کے عذاب میں کچھ بھی کمی نہ ہوگی کیونکہ تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کرنے میں اس کی مدد کی پس اس کی

برائی تیری طرف لوٹے گی۔ اے جاہل علم حاصل کر۔ علم کے بغیر عبادت میں خیر نہیں ہے اور نہ بغیر علم کے ایقان میں خیر و خوبی ہے۔ علم حاصل کر اور اس پر عمل کر ایسا کرنے سے تو دنیا اور آخرت میں فلاح پا جائے گا۔ جب علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے پر تجھے صبر و استقلال نصیب نہیں تو تو فلاح و نجات کیسے پائے گا۔ جب تو اپنے آپ کو سرتاپا علم کے حوالے کر دے گا تب وہ تجھے اپنا کچھ حصہ دے گا۔

علم کا حصول کیسے

ایک عالم رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ یہ علم جو آپ کو حاصل ہے کس طرح ملا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ کوے کے علی الصبح اٹھنے اور گدھے کے صبر کرنے اور خنزیر کی حرص اور کتے کی چاپلوسی سے سبق حاصل کرنے کی وجہ سے۔

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ میں علماء کرام رحمتہ اللہ علیہم کے دروازوں پر صبح سویرے ویسے ہی پہنچ جاتا تھا کہ جس طرح صبح سویرے اول وقت کوا پرواز کرتا ہے اور انکے ڈالے ہوئے بوجھوں پر ویسے ہی صبر کرتا تھا جیسا کہ گدھا بوجھ اٹھانے پر صبر کرتا ہے اور علم حاصل کرنے کیلئے ویسے ہی حرص کرتا تھا جیسے خنزیر کھانے کی چیز پر حریص ہوتا ہے اور ان استادوں کی خوشامد ایسی کیا کرتا تھا کہ جس طرح کتا کھانے کیلئے اپنے مالک کے دروازہ پر چاپلوسی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مالک اس کو کھانا کھلا دیتا ہے۔

اے طالب علم اگر تو علم اور فلاح و نجات چاہتا ہے تو اس عالم کا قول سن اور اس پر عمل کر علم زندگی ہے اور جہالت موت ہے اور جو عالم اپنے علم پر عامل ہیں اور عمل میں مخلص ہیں۔ اور دوسروں کو پڑھانے پر صابر ہو اس کیلئے موت نہیں ہے کیونکہ جب وہ مرتا ہے تو اپنے پروردگار سے جا ملتا ہے اور اس کی دائمی زندگی اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا وَّالْاِخْلَاصَ فِیْهِ

اے اللہ ہمیں علم اور اس میں اخلاص نصیب فرما ﴿امین﴾

﴿حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۵ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری بروز جمعتہ المبارک صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّامِنُ وَالثَّلَاثُوْنَ ﴿۳۸﴾

شیطان کو لاغر بنانے کا عمل

حدیث

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اَضْنُوْا شَیَاطِیْنَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَضْنٰی بِهَا کَمَا یُضْنِیْ اَحَدُکُمْ بِغَیْرِہٖ بَکَثْرَةِ رُکُوْبِهٖ وَشَیْلِ اَحْمَالِهٖ عَلَیْهِ

ترجمہ: کہ تم لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ پڑھ کر شیطان کو لاغر بنا دو کیونکہ کلمہ طیبہ سے شیطان ایسا لاغر ہو جاتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے اونٹ کو اس پر بکثرت سوار ہونے اور بکثرت بوجھ لادنے سے لاغر بنا دیتا ہے۔ اے مسلمانو تم صرف لا الہ الا اللّٰہ کہنے سے اپنے شیطان کو دبلا نہ کرو بلکہ اس کو اخلاص کے ساتھ کہہ کر اپنے شیطانوں کو لاغر بناؤ۔ توحید خداوندی انسان اور جنات کے شیطانوں کو جلا دیتی ہے کیونکہ توحید شیطانوں کیلئے آگ اور اہل توحید کیلئے نور ہے۔ تو لا الہ الا اللّٰہ کس طرح کہتا ہے حالانکہ تیرے دل میں بکثرت معبود موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر وہ چیز کہ جس پر تیرا اعتماد اور بھروسہ ہے وہ تیرا بت ہے۔ دل کے مشرک ہونے

پر زبان کی توحید تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ دل کی گندگی کے ساتھ جسم کی پاکیزگی تجھے کچھ نفع نہ دے گی۔ صاحب توحید اپنے شیطان کو لاغر بنا دیتا ہے اور مشرک کو اس کا شیطان لاغر بنا دیتا ہے۔ اقوال و افعال کا مغز اخلاص ہے کیونکہ جب اقوال و افعال اخلاص سے خالی ہونگے تو وہ بغیر مغز کے چھلکا رہ جائیں گے۔ چھلکا تو صرف آگ کی صلاحیت رکھتا ہے جلنے کے قابل ہوتا ہے۔ اے مخاطب تو میرے کلام کو سن اور اس پر عمل کر اور یہ عمل تیری طبیعت کی آگ کو بجھا دے گا اور تیرے نفس کی شوکت کو توڑ ڈالے گا تو ایسی جگہ نہ جایا کر کہ جہاں تیری طبیعت میں آگ بھڑک اٹھے پس وہ آگ تیرے ایمان اور دین کے گھر کو ویران کر دے گی۔ طبیعت' خواہش اور شیطان بھڑک اٹھیں گے۔ پس تیرے دین و ایمان اور ایقان کو ملیا میٹ کر دیں گے تو ان منافقوں بناوٹ کرنے والوں طمع سازوں کے کلام کو نہ سن کیونکہ طبیعت ملمع کیے ہوئے بناوٹی سرتا پا ہوس کلام کی طرف مائل ہوا کرتی ہے اس کی مثال بے نمک خمیر کی روٹی کی سی ہے کہ وہ اپنے کھانے والے کے پیٹ کو تکلیف دیتی ہے اور اس کے بدن کو گرا دیتی ہے۔

علم کتابوں سے حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ مردوں کے منہ سے حاصل ہوا کرتا ہے ۔ وہ مرد کون' مردان خدا' متقی' تارک الدنیا' وارث انبیاء' صاحبان معرفت اور باعمل اور اہل اخلاص ہیں۔ جو چیز تقویٰ کے بغیر ہے وہ ہوس اور امر باطل ہے۔ ولایت دنیا اور آخرت میں پرہیزگاروں کیلئے ہے۔ بنیاد اور عمارت دونوں جہانوں میں انہیں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے متقی' موحدین' صابرین کو ہی محبوب رکھتا ہے۔ اگر تیری طبیعت درست ہوتی تو تو ان مردان خدا کو پہچان لیتا اور ان کو محبوب رکھتا اور انکی صحبت اختیار کرتا طبیعت اسی وقت درست ہو سکتی ہے کہ جب معرفت خداوندی سے روشن اور منور ہو جب تک

معرفت خداوندی درست نہ ہو جائے خوبی اور درستی ظاہر نہ ہو جائے اس وقت تک اپنے خیالات پر مطمئن نہ ہو۔ اپنی نگاہ کو محارم سے روک اور نفس کو خواہشات سے باز رکھ اور اسے حلال کھانے کی عادت ڈال اور اپنے باطن کو مراقبہ الٰہی سے اور اپنے ظاہر کو اتباع سنت میں محفوظ رکھ کہ ایسی حالت میں تجھے صحت خاطر صائب الرائے طبیعت حاصل ہو جائے گی اور تجھے معرفت خداوندی حاصل ہو جائے گی۔ میں تو صرف عقل اور دلوں کی تربیت کرتا ہوں لیکن نفس اور طبیعت اور عادتوں سے مجھے علاقہ نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی خوبی ہے۔

دعاؤں کی بدولت زمین سے عذاب پلٹ جاتا ہے

اے اللہ کے بندے تو علم کو حاصل کر اور مخلص بن تاکہ تو نفاق کے جال و قید سے آزاد ہو جائے تو علم کو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کر نہ مخلوق کیلئے اور نہ ہی دنیا کیلئے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے علم حاصل کرنے کی علامت یہ ہے کہ امر و نہی کے آنے کے وقت تیرا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور خوف زدہ ہونا ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھ اور اپنے نفس کو اس کیلئے ذلیل کر اور مخلوق کے سامنے بغیر اس کے تو اس کی طرف حاجت مند ہو اور ان کے مال کی طمع کرے تواضع کر اور اللہ تعالیٰ کیلئے دوستی کر اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ کیلئے کر کیونکہ غیر اللہ کیلئے دوستی عداوت ہے اور غیر اللہ کے ساتھ ثابت قدمی زوال ہے اور غیر اللہ میں بخشش درحقیقت محرومیت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلْاِیْمَانُ نِصْفَانِ نِصْفٌ " صَبْرٌ " وَّنِصْفٌ " وَّشُکْرٌ "

یعنی ایمان کے دو جزو ہیں ایک جزو صبر ہے اور دوسرا جزو شکر ہے۔

جب تو مصائب پر صبر اور نعمتوں پر شکر نہ کرے گا تو مومن نہیں اسلام کی حقیقت فرمانبرداری اور گردن کو جھکانا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَحْیِ قُلُوْبَنَا بِالتَّوَکُّلِ عَلَیْکَ بِاالطَّاعَةِ لَکَ بِالذِّکْرِ لَکَ بِاالْمُوَافَقَةِ لَکَ بِالتَّوْحِیْدِ

اے اللہ ہمارے دلوں کو اپنے توکل اور اپنی اطاعت اور اپنے ذکر اور اپنی موافقت اور اپنی توحید کے ساتھ زندہ کردے۔

اگر ایسے خاصان خدا کہ جن کے دلوں میں ایسی زندگی ہے روئے زمین پر پھیلے ہوئے نہ ہوتے تو یقیناً تم سب ہلاک ہو جاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ اہل زمین سے اپنے عذاب کو انہیں کی دعاؤں سے پلٹ دیتا ہے۔

ظاہری صورت نبوت کی اٹھ گئی ہے اور اس کے معنی قیامت تک باقی ہیں ورنہ کیونکر اور کس طرح زمین باقی رہتی۔ زمین میں چالیس ابدال ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن میں نبوت کے معنے میں سے معنے پائے جاتے ہیں اور ان کا دل ایسا ہے کہ جس طرح ایک نبی کا۔

اور بعض ان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے زمین میں خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو نیابت میں استادوں کا قائم مقام بنا دیا ہے اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

فرمان نبوی

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ

یعنی علماء ہی انبیاء کرام کے وارث ہیں

علماء کرام ہی حفاظت' عمل اور قول وفعل میں انبیاء کرام کے سچے وارث ہیں اس لئے کہ قول بغیر فعل کے کچھ حقیقت نہیں رکھتا اور محض دعویٰ بغیر گواہوں کے کچھ قدر و منزلت نہیں رکھتا۔ ملعون ہے وہ شخص جو اپنے جیسی مخلوق پر بھروسہ کرے۔

اے اللہ کے بندے! قرآن وسنت کا پابند رہنا اور ان پر عمل کرنا اور عمل

میں اخلاص پیدا کرنا گواہ ہے۔ میں تمہارے علماء کو جاہل اور تمہارے زاہدوں کو دنیا کا طلبگار اور دنیا میں رغبت کرنے والا۔ مخلوق پر بھروسہ کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کو بھول جانے والا دیکھتا رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ دوسروں پر بھروسہ کرنا لعنت کا سبب ہے۔

ملعون شخص

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَلْعُوْنَ مَلْعُوْن'' مَنْ كَانَتْ ثِقَتُه' بِمَخْلُوْقٍ مِّثْلِه وَمَالَ عَلَيْهِ الصَّلوٰة وَالسَّلَامُ مَنْ تَعَزَّزَ بِمَخْلُوْقٍ فَقَدْ ذالً

ترجمہ: معلون ہے وہ شخص جو اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ کرے نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مخلوق کے ذریعہ سے عزت چاہی بے شک وہ ذلیل ہوا۔

تجھ پر افسوس ہے جب تو مخلوق سے جدا ہو جائے گا تو خالق عزوجل کے ساتھ ہو جائے گا اور وہ تجھے تیرے نفع اور نقصان سے آگاہ کر دے گا اور تو اپنے اور غیر کی چیز میں تمیز کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر ثابت قدم اور دوام اور دل سے اسباب کو قطع کر دینا لازم اختیار کر کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کو دیکھ لے گا۔ جب تک تیرے دل میں مخلوق اور آخرت یا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز ذرہ برابر بھی رہے گی تجھے یہ مقام اور مرتبہ کامل حاصل نہ ہوگا۔ جب تو مصائب پر صبر نہ کرے گا نہ تیرا دین ہے اور نہ تیرا ایمان قائم رہے گا۔

سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ كَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ

یعنی صبر کو ایمان سے وہ نسبت ہے جو کہ سر کو جسم سے ہے۔

صبر کے معنی یہ ہیں کہ تو کسی سے گلہ شکوہ نہ کرے اور نہ کسی سبب کے ساتھ

تعلق رکھے اور نہ بلاؤں کے آنے کو ناپسند کرے اور نہ ان کے زوال کو دوست رکھے۔ بندہ جب اپنے فقر و فاقہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرتا ہے اور اپنی مراد پر اسی کے ساتھ صبر کرتا ہے اور کسی مباح پیشہ سے عار و انکار نہیں کرتا اور رات دن عبادت اور کسب میں ایک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کی طرف نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور اس کو مصیبت و مشقت سے بے پروا کر دیتا ہے اور اس کو اور اس کے اہل و عیال کو اس طرح سے غنی کر دیتا ہے جو اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

﴿سورۃ الطلاق﴾

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اور اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہوگا ﴿کنزالایمان﴾

تیری حالت پچھنے لگانے والے کی سی ہے جو دوسروں کی تو بیماری نکالتا ہے اور جو بیماری خود تیرے اندر موجود ہے اسکو نہیں نکالتا۔

میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو ظاہراً علم میں ترقی کر رہا ہے اور باطناً جہل کو بڑھا رہا ہے۔

توریت میں لکھا ہوا ہے کہ

جس شخص کا علم بڑھے اس کا درد بھی بڑھنا چاہیے!

یہ درد کیا ہے اللہ تعالیٰ کا خوف اور اسکے اور اس کے بندوں کے سامنے عاجزی کرنا ہے اگر تو عالم نہیں ہے تو علم کو حاصل کر۔ جب تجھے علم نہ ہوگا عمل نہ ہوگا ادب نہ ہوگا اور نہ مشائخ عظام کے ساتھ حسن ظن پھر تجھے کوئی چیز کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ تو نے تو اپنا تمام مقصد صرف دنیا اور اس کے مال و متاع کو بنا رکھا ہے۔

عنقریب تیرے اور اس کے درمیان آڑ ہو جائے گی تجھے ان سے کیا نسبت ان کا سارا مقصود صرف ایک ہی مقصود ہے کہ جس طرح اپنے ظاہر میں اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھتے ہیں اسی طرح باطن میں بھی اسی کا دھیان رکھتے ہیں اور جس طرح اعضاء کو مہذب بناتے ہیں اسی طرح دل کو بھی مہذب بناتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اس مرتبہ میں کامل ہو جاتے ہیں تو جملہ خواہشات کے غم سے ان کو کفایت ہو جاتی ہے۔ پس ان کے دلوں میں بجز ایک خواہش کے کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور وہ خواہش صرف اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت ہے۔

حکایت

اللہ کی خوشنودی مسکین کو راضی کرنے میں

ایک مرتبہ بنی اسرائیل کسی مصیبت اور سختی میں مبتلا ہو گئے تو تمام بنی اسرائیل اکٹھے ہو کر اپنے ایک نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمیں کوئی ایسا کام بتائیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات ہم سے راضی ہو جائے اور ہم اس کی تابعداری کریں اور وہ ہماری اس مصیبت وسختی کے دفع ہونے کا سبب بن جائے پس ان کے نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس معاملہ میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ آپ بنی اسرائیل سے کہہ دیں اگر تم میری رضا مندی اور خوشنودی چاہتے ہو تو مساکین کو راضی کرو اگر تم ان کو راضی کرلو گے تو میں راضی ہو جاؤں گا اگر تم نے ان کو ناراض کیا تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔

اے غافلو سنو تم تو ہمیشہ مساکین کو ناراض کرتے رہتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہو ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی تمہارے ہاتھ کبھی بھی نہ آئے گی۔ تم ہر پہلو اس کی ناراضگی میں ہو۔ تم میرے کلام کی سختی پر ثابت قدم رہو نجات حاصل کرلو گے۔ ثابت قدمی ہی روئیدگی ہے۔ میں مشائخ عظام کے

کلام اور ان کی سختی اور درشتی سے کبھی نہ بھاگتا تھا بلکہ گونگا اور اندھا بنا رہتا تھا۔ ان کی طرف سے مجھ پر آفتیں ٹوٹتی تھیں اور میں خاموش رہتا تھا اور تو ان کے کلام پر صبر نہیں کرتا اور چاہتا یہ ہے کہ فلاح مل جائے۔ یہ ہرگز ہونے والا نہیں اور اس میں کوئی عزت نہیں۔ جب تک تو اپنے نفع اور نقصان کے معاملات میں تقدیر خداوندی کی موافقت نہ کرے گا اور جب تک اپنے حصہ اور نصیب میں تہمتوں کو زائل کر کے مشائخ عظام کی صحبت اختیار نہ کرے گا اور ان کا اتباع اور تمام حالات میں موافقت نہ کرے تجھے فلاح بالکل نہیں مل سکتی۔ ہاں اگر ایسا کرے گا تو بے شک ایسا کرنے سے دونوں جہان کی فلاح مل سکتی ہے جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں اس کو سمجھو اس پر غور فکر کرو اور اس پر عمل کرو بہتر عمل کے کسی بات کا سمجھنا کچھ قدر نہیں رکھتا اور اخلاص کے بغیر عمل خالی طمع ہی طمع ہے۔ طمع کے تمام حروف خالی کھوکھلے ہیں ان میں کوئی نقطہ نہیں عام لوگ تیری کھوٹ کو نہیں پہچان سکتے لیکن صراف تیری کھوٹ کو پہچان کر عوام کو مطلع کر دے گا۔ یہاں تک کہ عوام بھی تجھ سے پرہیز کرنے لگیں گے۔

اگر تو اللہ تعالیٰ کی معیت میں صبر اختیار کرے گا تو اسکے عجیب عجیب لطف کا مشاہدہ کرے گا۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے جب گرفتاری اور غلامی اور قید خانہ اور ذلت پر صبر اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے فعل کی موافقت کی تو ان کی شرافت صحیح ثابت ہوئی تو بادشاہ بن گئے۔ ذلت سے عزت کی طرف موت سے زندگی کی طرف منتقل کئے گئے۔

اس طرح جب تو شریعت کا اتباع کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کرے گا اور اس سے کسی ذات پاک سے ڈرے گا اور اس کی ذات سے امیدیں رکھے گا اور اپنے نفس اور شیطان کی مخالفت کرے گا تو اپنی موجودہ حالت سے دوسری

حالت کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ ناپسند سے پسندیدہ حالت کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ سعی اور کوشش کر کہ تجھ سے کچھ ہو بھی نہیں سکتا اور تیرے لئے ضرورت بھی ہے کہ کوشش کر تجھے بھلائی حاصل ہو جائے گی جو کوئی طالب ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے تو وہ ضرور اپنی مراد کو پا لیتا ہے۔ حلال غذا کھانے کی کوشش کر حلال غذا تیرے دل کو روشن اور منور کر دے گی اور دل کو اس کی تاریکیوں سے باہر نکال دے گی۔ جو عقل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان کرائے اور مقام شکر میں تجھے کھڑا کر دے اور نعمتوں کے اقرار اور ان کے مقدار کے اقرار پر تیری مدد کرے تو وہ بہت نافع عقل ہے۔

اللہ نے تمام چیزوں کو تقسیم کر دیا ہے

اے اللہ کے بندے! کہ جو شخص عین الیقین سے یہ امر جان لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تقسیم کر دیا ہے اور اس سے فراغت پا لی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کر کے اس سے کوئی چیز طلب نہیں کرتا اور وہ اس کا مطالبہ چھوڑ کر ذکر خداوندی میں مشغول ہو جاتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرتا ہے کہ اس کا مقسوم جلد مل جائے نہ یہ کہ دوسرے کا مقسوم عطا فرما دے اور اس کی عادت گمنامی اور خاموشی اور حسن ادب ہے اور اعتراض کو چھوڑ دینا ہے اور مخلوق سے کمی و بیشی کا شکوہ نہیں کرتا۔ دل میں مخلوق سے گداگری ایسی ہی بری ہے جیسا کہ زبان سے بھیک مانگنا۔ میرے نزدیک حقیقت کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے طلب کرتا ہے حالانکہ وہ دوسروں کی بہ نسبت تجھ سے زیادہ قریب ہے اور تو مخلوق سے وہ چیز طلب کرتا ہے جس کی تجھے ضرورت نہیں تیرے پاس تو چھپا ہوا خزانہ موجود ہے اور پھر بھی تو ایک دانہ اور ایک ذرہ کیلئے فقیروں سے مزاحمت کرتا ہے

جب تجھے موت آئے گی تو تجھے رسوا ہونا پڑے گا اور تیرے چھپے ہوئے راز ظاہر ہو جائیں گے اور تجھے چاروں طرف سے لعنت گھیر لے گی۔ اگر تو عقل مند ہوتا تو ایک ذرہ ضرور ایمان حاصل کر لیتا اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مل جاتا اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرتا اور ان کے اقوال و افعال سے ادب سیکھتا۔ یہاں تک کہ جب تیرا ایمان قوی اور ایقان کامل ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنے لئے خالص کر لیتا اور تیرے دل کے اعتبار سے تیرے امر و نہی اور تیرے ادب کا کفیل و کارساز بن جاتا۔

اے ریاکار بت کی پوجا کرنے والے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کی دنیا اور آخرت میں بو بھی نہ سونگھے گا۔ اے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھنے والے اور دل سے ان پر متوجہ ہونے والے تو مخلوق سے اپنے منہ کو پھیر لے نہ تو ان کی طرف سے کوئی نفع ہے اور نہ نقصان اور نہ بخشش ہے اور نہ محرومیت اللہ تعالیٰ کی توحید کا اس حالت میں کہ تیرے دل میں شرک لپٹا ہوا ہے دعویٰ نہ کر اس سے تیرے ہاتھ میں کچھ نہ آئے گا ایسا دعویٰ کرنا بالکل بے سود ہے۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۷ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری بروز اتوار صبح کے وقت خانقاہ شریف میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ التَّاسِعُ وَالثَّلَاثُوْنَ ﴿۳۹﴾

اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو دنیا اور آخرت کی بادشاہت چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ پس تو اس حالت پر اپنے نفس اور دوسروں پر حاکم اور امیر بن جائے گا۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اور تو میری نصیحت کو قبول کر میں تجھ سے سچ کہتا ہوں پس تو میری تصدیق کر۔ جب تو جھوٹ بولے گا اور دوسروں کو جھٹلائے گا تو تجھ سے بھی جھوٹ بولا جائے گا اور تجھ کو بھی جھٹلایا جائے گا اور جب تو سچ بولے گا اور دوسروں کو سچا سمجھے گا تو تجھ سے سچ بولا جائے گا اور تیری تصدیق کی جائے گی تو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا تو اپنے دین کے مرض میں مجھ سے دوا لے اور اس کا استعمال کر تجھے صحت اور تندرستی حاصل ہو جائیگی۔ اگلے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ وہ دین اور دلوں کے طبیبوں یعنی اولیاء اللہ اور صالحین کی تلاش میں مشرق تا مغرب گھوما کرتے تھے پس جب ان میں سے کوئی ایک ان کو مل جاتا تھا اس سے اپنے دین کی دوا طلب کیا کرتے تھے اور آج تمہاری حالت یہ ہے کہ تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بغض کے قابل فقہاء اور علماء اور اولیاء اللہ ہیں جو کہ ادب اور تعلیم دینے والے ہیں۔ پس یقیناً اس حال میں تمہارے ہاتھ میں دوا نہ آئے گی۔ میرا علم اور میری طبابت تجھے کیا فائدہ دے سکتی ہے کہ ہر روز میں تمہارے لئے ایک بنیاد قائم کرتا ہوں اور تم اس کو توڑ دیتے ہو اور میں برابر تجھے دوا بتاتا ہوں اور تو اس کا استعمال ہی نہیں کرتا۔ تجھے کہتا ہوں کہ تو یہ لقمہ نہ کھا کہ اس میں زہر ہے اور یہ لقمہ کھا اس میں دوا ہے لیکن تو میری مخالفت کرتا ہے اور وہی زہر آلودہ لقمہ کھاتا ہے۔ عنقریب اس کا اثر تیرے دین اور ایمان کی عمارت میں ظاہر ہوگا۔

میں تجھے نصیحت کرتا ہوں میں نہ تو تیری تلوار سے ڈرتا ہوں اور نہ تیرے سونے کا خواہش مند ہوں جس کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو جاتی ہے وہ کسی چیز سے بھی نہیں ڈرتا نہ انسانوں سے اور نہ ہی جنات سے اور نہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے نہ درندوں اور نہ ہی زہریلے جانوروں سے اور نہ ساری مخلوقات میں سے کسی چیز سے۔

تم ان مشائخ عظام کو جو عالم باعمل ہیں حقیر نہ سمجھو۔ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں اور اسکے نیک بندوں سے جو معیت خداوندی میں رہنے والے ہیں اور اس کے افعال سے راضی رہنے والے ہیں ان سے ناواقف اور جاہل ہو۔ پوری سلامتی قضاء و قدر پر راضی رہنے اور آرزو کو کوتاہ کرنے اور دنیا سے بے رغبت رہنے میں ہے۔ جب تم اپنے نفس میں کمزوری پاؤ تو پس تم موت کو یاد کرنا اور آرزو کو کوتاہ کرنا لازم پکڑنا۔

حدیث قدسی

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا تَقَرَّبَ الْمُتَقَرِّبُوْنَ اِلَیَّ بِاَفْضَلَ مِنْ اَدَآءِ مَاافْتَرَضْتُ عَلَیْھِمْ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَبَصَرًا وَیَدًا وَّمُوءَ یِدًا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُوَبِیْ یَبْطِشُ یُبْصِرُ جَمِیْعَ اَفْعَالِہٖ

یعنی میرا قرب حاصل کرنے والوں نے فرائض ادا کرنے سے زیادہ کسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کیا۔ میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ سے میرا مقرب بنا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں پس جب میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی آنکھ اس کے کان اس کے ہاتھ اور مددگار بن جاتا ہوں۔ پس وہ مجھی سے سنتا ہے اور مجھی سے دیکھتا ہے اور اپنے

جملہ افعال کو اللہ تعالیٰ ہی سے سمجھنے لگتا ہے۔

اور اسی کی مدد سے اپنی طاقت وقوت اور اپنی ذات اور غیر کے دیکھنے سے باہر آ جاتا ہے۔ تو اس کی تمام حرکات اور قوت و طاقت و زور اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے نہ اپنے نفس سے اور نہ مخلوق سے۔

وہ اپنے نفس اور دنیا و آخرت ہر ایک سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے اور سرتا پا طاعت بن جاتا ہے اس کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اس کی طاعت اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب بنتی ہے۔ طاعت کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اپنا قرب عطا کرتا ہے اور معصیت کی وجہ سے اس کو مبغوض بنا لیتا ہے اور اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔ طاعت کے سبب اس بندے کو انس حاصل ہوتا ہے اور معصیت کے سبب اس کو وحشت ہوتی ہے﴿اولیاء کرام کے قرب و مراتب کا بیان مرتبہ کن فیکون پر فائز ہونا﴾ کیونکہ جو گنہگار اور بدکار ہوتا ہے وہ وحشت میں پڑ جاتا ہے۔ شریعت کے اتباع سے خیر حاصل ہوتی ہے اور شریعت کی مخالفت سے برائی حاصل ہوتی ہے اور جس کی تمام حالتوں میں شریعت رفیق نہ ہو پس وہ ہلاک ہونے والوں میں ایک ہلاک ہونے والا ہے۔ عمل کر اور سعی کر اور عمل پر بھروسہ نہ کر کیونکہ عمل کو ترک کرنے والا محض لالچی ہے اور عمل پر بھروسہ کرنے والا خود پسند اور مغرور ہے۔

ایک جماعت وہ ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان قائم ہے اور ایک جماعت وہ ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان قائم ہے اور ایک جماعت وہ ہے جو مخلوق اور خالق کے درمیان قائم ہے۔ اگر تو زاہد ہے تب تو دنیا اور آخرت کے درمیان قائم ہے اور اگر تو خائف ہے تو جنت اور جہنم کے درمیان قائم ہے۔ اگر تو عارف ہے تو مخلوق اور خالق عزوجل کے درمیان قائم ہے۔ کبھی تو مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی خالق کی طرف۔ آخرت کے احوال اور حساب اور جو

کچھ وہاں پیش آنے والا ہے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے قوم کو تبلیغ کرتا ہے۔ بلکہ وہ تمام امور جس کا تو نے مشاہدہ کیا اور دیکھا ان کی خبر دیتا ہے۔ خبر مشاہدہ کے برابر نہیں ہوا کرتی۔ اہل اللہ بقاء خداوندی کے منتظر رہتے ہیں اور تمام حالات میں اس کے متمنی رہتے ہیں موت سے ڈرتے نہیں ہیں کیونکہ موت تو ان کیلئے محبوب کی ملاقات کا سبب ہے۔ اس سے پہلے کہ دنیا تجھ سے مفارقت کرے تو دنیا سے جدا ہو جا اور اس سے پہلے تو اس کو رخصت کر کہ وہ تجھے رخصت کرے تو اس کو پہلے چھوڑ کہ وہ تجھے چھوڑ دے جب تو قبر میں جائے گا تو تیرے اہل و عیال اور مخلوق تجھے کچھ نفع نہ دیں گے تو مباح چیز کو خواہش اور نفس کے ساتھ لینے سے توبہ کر۔

تقویٰ دین کا لباس ہے

اے مسلمانو! تم ہر حال میں تقویٰ کو اختیار کرو کیونکہ تقویٰ دین کا لباس ہے تم مجھ سے اپنے دین کا لباس مانگو۔ میری اتباع کرو کیونکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہوں میں کھانے پینے نکاح کرنے اور تمام حالات اور اشارات میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیروکار ہوں اور میں ہمیشہ اسی طرح رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو جو کچھ میرے وجود سے مقصود ہے وہ پورا ہو جائے پس میں اسی طریقہ پر رہوں گا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور اس کی ذات پاک کا شکر ہے کہ تمہاری تعریف اور برائی اور تمہارے دینے اور نہ دینے۔ تمہاری بھلائی اور برائی اور تمہارے اقبال اور ادبار کی کچھ فکر نہیں کرتا۔ تو تو جاہل ہے اور جاہل کی کچھ پروا نہیں کی جاتی۔ جب تو جہالت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا تو تیری عبادت تیرے منہ پر مار دی جائے گی کیونکہ وہ ایسی عبادت ہے جو جہالت سے ملی ہوئی ہے اور جہالت سرتاپا فساد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ عَبَدَاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی جَهْلٍ كَانَ يُفْسِدُ اَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ لَا فَلَاحَ لَكَ

یعنی جس شخص نے جہالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اس کا فساد بہ نسبت اس کی اصلاح کے زیادہ ہوتا ہے جب تک تو کتاب اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے گا تجھے کبھی فلاح نہیں ملے گی۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ شَيْخٌ فَاِبْلِيْسُ شَيْخُهٗ

یعنی جس کا کوئی پیر نہیں اس کا شیطان پیر ہے۔

ایسے مشائخ عظام کی پیروی کر جو کتاب وسنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم اور ان پر عمل کرنے والے ہیں تو ان کے بارے میں حسن ظن رکھ اور ان سے علم حاصل کر اور ان کے سامنے ادب سے پیش آ اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے معاشرت قائم کر فلاح پا جائے گا جب تو کتاب وسنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مشائخ عظام عارفین کتاب وسنت کی پیروی نہ کرے گا تو تجھے کبھی فلاح حاصل نہیں ہوگی۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ جس نے اپنی رائے پر استغنا کیا وہ گمراہ ہوگیا۔ جو تجھ سے زیادہ واقف ہے اس کی محبت سے اپنے نفس کو مہذب بنا اور اپنی اصلاح میں مشغول ہو اس کے بعد دوسروں کی طرف مشغول ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ ثُمَّ بِمَنْ تَعُوْلُ وَقَالَ لَا صَدَقَةَ وَذُوْ رَحِمٍ مُّحْتَاجٌ

یعنی اپنے نفس کی اصلاح کر پھر اپنے اہل وعیال کی۔ نیز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیر کو صدقہ دینے میں ثواب نہیں جب کہ تیرے قرابت دار محتاج ہوں۔

اَلْمَجْلِسُ الْمُوَفّٰی لِلْاَرْبَعِیْنَ ﴿۴۰﴾

تفقہ فی الدین

حدیث

حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہٖ خَیْرًا فَقَّمَہ' فِی الدِّیْنِ وَبَصَّرَہ' بِعُیُوْبِ نَفْسِہ'

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور اس کو اس کے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے۔

دین کی سمجھ نفس کی معرفت کا سبب ہے جو کوئی شخص اپنے پروردگار عزوجل کو پہچان لیتا ہے تو وہ تمام چیزوں کو پہچان لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی بندگی اور غیر اللہ کی بندگی سے رہا ہونا صحیح ہو جاتا ہے جب تک تو اللہ تعالیٰ کو غیر اللہ پر اور اپنے دین کو اپنی خوہشات پر اور آخرت کو اپنی دنیا پر اور خالق عزوجل کو مخلوق پر ترجیح نہ دے گا نہ تجھے فلاح ملے گی اور نہ ہی نجات۔

اپنی خواہشات کو دین پر اور دنیا کو آخرت پر اور مخلوق کو خالق پر مقدم کرنے میں تیری ہلاکت ہے تو اس پر عمل کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ تیرے ہر امر میں تیری کفایت کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے محجوب ہے۔ تیری دعا قبول نہیں۔ قبولیت تو حکم کی تعمیل کے بعد ہوتی ہے۔ جب تو حکم خداوندی کے مطابق عمل کرے گا تو وہ تیرے سوال کے وقت تیری درخواست کو قبول کرے گا۔ کھیت کا وجود بعد کھیتی کرنے کے ہوتا ہے۔ کھیتی کر۔ تاکہ تجھے کھیت کاٹنا نصیب ہو جائے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ

یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

تو کھیتی کر۔ اور دل کی زمین کھیتی کیلئے ہے جس کا بیج ایمان ہے اور اس کو پانی دینا اور نگہبانی کرنا اور اس کھیت کو سیراب کرنا اعمال صالحہ سے ہے۔ جب اس دل کے اندر نرمی اور شفقت اور رحمت ہوگی تو اس میں کھیتی اُگے گی اور جب دل سخت اور بدخصلت ہوگا تو اس کی زمین بنجر و شور ہوگی اور بنجر اور شور زمین کھیتی کی پیداوار نہیں ہوتی اور جب تو کھیت کو ایسے پہاڑ کی چوٹی پر بودے گا جہاں کھیتی نہیں اگتی بلکہ وہ بربادی کے زیادہ قریب ہے تو کھیتی کرنا اس کے کاشتکاروں سے سیکھ صرف تنہا اپنی رائے سے کام نہ لے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی کُلِّ صَنْعَۃٍ بِصَالِحٍ

یعنی ہر صنعت میں اس کے صالح لوگوں سے جو کہ ماہر ہوں مدد لیا کرو۔

تو دنیا کی کھیتی میں مشغول ہے نہ کہ آخرت کی کھیتی میں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ دنیا کا طلب گار کبھی فلاح نہیں پا سکتا اور آخرت کی طلب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہو سکتا۔ اگر تو آخرت کو چاہتا ہے دنیا کو چھوڑ دے اور اگر تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو چاہتا ہے تو حظوظ دنیا اور مخلوق کی خوشی اور ناخوشی کو چھوڑ دے یقیناً تو اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔ پھر جب یہ اصول تیرے لئے صحیح ہو جائے گا دنیا اور آخرت اور حظوظ اور مخلوق سب تبعاً اور خواستہ اور ناخواستہ تیرے پاس حاضر ہو جائیں گے کیونکہ جڑ تیرے ساتھ ہے اور ساری شاخیں اس جڑ کی تابع ہیں۔

تو عاقل بن نہ تیرے پاس ایمان ہے اور نہ عقل اور نہ ہی تمیز تو مخلوق کے ساتھ وابستہ ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے ہوئے ہے اگر تو نے توبہ نہ کی تو تو ہلاک ہو جائے گا۔ توبہ نہ کرنے کی صورت میں تو خاصان خدا کے راستہ سے الگ ہٹ ان کے دروازہ سے دور ہو۔ دل کو چھوڑ کر مونڈھوں کو ہلا ہلا کر ان کی صف میں نہ گھس۔ اپنے نفاق اور جھوٹے دعووں اور خواہشوں کے ساتھ ان

میں شامل نہ ہو۔ پس اگر تو خاصان خدا کی صف میں شامل ہونا چاہتا ہے تو صرف دل اور باطن کے ذریعہ سے اور توکل کے کاندھوں پر اور مصائب پر صبر کر کے اور مقسوم پر راضی ہوکر شامل ہوسکتا ہے۔

مصائب کے نزول کے وقت ثابت قدمی

اے اللہ کے بندے! اللہ کے سامنے تو ایسا بن جا کہ مصائب تیرے اوپر نازل ہوتے رہیں تو اپنی محبت کے قدموں پر قائم رہے اور تجھ میں بالکل تغیر پیدا نہ ہو اور تجھ کو تیز ہوائیں اور بارشیں جگہ سے نہ ہلا سکیں اور نہ نیزے تجھے زخمی کر سکیں اور تو ظاہراً اور باطناً ثابت قدم رہے ایسے مقام میں جہاں نہ مخلوق ہو اور نہ دنیا اور آخرت۔ وہاں نہ حقوق ہوں اور نہ حظوظ۔ نہ وہاں کچھ چون و چراں ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہ ہو اور نہ مخلوق کی دیکھ بھال تجھے مکدر بنائے اور نہ اہل و عیال کی فکر معاش اور نہ کمی بیشی سے تیرے دل میں تغیر پیدا ہو۔ نہ مذمت و تعریف سے نہ کسی کی توجہ یا بے توجہی سے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیری معیت اس طرح ہو کہ انسانوں اور جنوں، فرشتوں اور تمام مخلوق کی عقل و فہم سے بالاتر ہو۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

اِنْ کُنْتَ تَصْدُقُ وَاِلَّا فَلَا تَتَّبِعْنَا

یعنی اگر تو اپنی طلب اور ارادہ میں سچا ہے تو خیر ورنہ ہمارے ساتھ نہ ہو۔

جو کچھ میں نے تجھ سے بیان کیا ہے اس کی بنیاد صبر اور اخلاص پر ہے اگر تو چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ نفاق برتوں اور نرم گفتگو کروں تو تو اپنے نفس میں خوش ہوتا ہے اور اتراتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ جو کچھ ہے نہیں۔ نہیں۔ اس کی کچھ عزت نہیں۔ میں آگ ہوں اور آگ پر بجز سمندری جانور کے کہ آگ ہی میں انڈے دیتا ہے اور بچے اور اسی میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ تو اس بات کی کوشش کر کہ تو مصائب اور مجاہدوں اور سختیوں کی آگ میں سمندل بن جا اور قضاء و قدر

کے گرزوں کے نیچے صابر بنا رہے تاکہ تو میری ہمنشینی اور میرے کلام کے سننے اور اس کی سختی اور درشتی پر اور اس پر ظاہراً و باطناً اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر عمل کرنے میں ثابت قدم رہ سکے۔ اول اپنی خلوت میں اور دوم جلوت میں اور سوم اپنے وجود میں پس اگر یہ تیرے لئے صحیح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکم سے دنیا اور آخرت میں تجھے فلاح نصیب ہوگی۔ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا حق ہے تو اس کے متعلق میں کسی کی رعایت نہیں کر سکتا اور میں مخلوق میں کسی کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر توجہ نہیں کرتا بلکہ مخلوق سے اللہ تعالیٰ کا حق وصول کرنے میں اللہ تعالیٰ سے قوت حاصل کرتا ہوں اور کسی طرح کی کمزوری نہیں پاتا۔ میں اپنے نفس کے ساتھ قوی ہوں البتہ مخلوق کے متعلق اپنے نفس کی موافقت کرتا ہوں۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

وَافِقِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِي الْخَلْقِ وَلَا تُوَفِقِ الْخَلْقَ فِي اللّٰهِ انْكَسَرَ مَنِ الْكَسَرَ وَانْجَبَرَ مَنِ انْجَبَرَ

یعنی مخلوق کے متعلق اللہ تعالیٰ کی موافقت کر اور اللہ تعالیٰ کے متعلق مخلوق کی موافقت نہ کر جو ٹوٹے وہ ٹوٹ جائے جو جڑ رہا ہے وہ جڑا رہے۔

میں تیری کس طرح پروا کر سکتا ہوں حالانکہ تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اور اس کے امر و نہی کو حقیر سمجھنے والا ہے اور اس کی قضاء و قدر میں اس سے جھگڑا کرنے والا ہے اور دن رات اس سے دشمنی کرنے والا ہے پس تو اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایک کلام میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِذَا اُطِعتُ رَضِيتُ وَاِذَا رَضِيتُ بَارَكْتُ وَلَيْسَ لِبَرْكَتِي نِهَايَةٌ" وَاِذَا عُصِيتُ غَضِبْتُ وَاِذَا غَضِبْتُ لَعَنْتُ وَتَبْلُغُ لَعْنَتِي اِلَى الْوَالِدِ السَّابِعِ

ترجمہ: جب میری اطاعت کی جاتی ہے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت عطا کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری نافرمانی کی جاتی ہے میں غصہ میں آ جاتا ہوں اور جب میں غصہ میں آ جاتا ہوں تو لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت ساتویں پشت تک پہنچتی۔

تو یہ زمانہ دین کو انجیر کے بدلہ میں فروخت کرنے کا ہے اور آرزوں کو طویل کرنے اور حرص کو قوی کرنے کا ہے اور تو ان لوگوں میں سے نہ ہو جانا کہ جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

وَقَدِمْنَا اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: اور جو کچھ انہوں نے کام کیئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا۔ ﴿کنز الایمان﴾

ہر وہ عمل جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی دوسرا ہو وہ مثل اڑے ہوئے غبار کی طرح ہے۔

تجھ پر افسوس ہے اگر تیرا معاملہ عام لوگوں سے پوشیدہ ہے تو خواص لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ تیرا کھوٹ دیہاتی سے چھپا رہ سکتا ہے مگر صراف سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ جاہل سے تیرا حال چھپ سکتا ہے مگر عالم سے نہیں۔ تو عمل کر اور عمل میں اخلاص پیدا کر اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جا اور بے نفع چیزوں سے شغل چھوڑ دے۔ تیرے نفس کے سوا دوسرے تو اسی مد میں ہیں جن سے تجھے کچھ نفع نہیں پس اس سے مشغول نہ ہو۔ صرف خاص اپنے نفس کی اصلاح کر، تاکہ اس پر غالب آ جائے اور اس کو ذلیل اور قیدی بنا کر اس کو اپنی سواری بنا لے پس تو اس پر سوار ہو کر دنیا کے میدانوں کو قطع کر کے آخرت کی طرف پہنچ جائے۔ مخلوق سے قطع تعلق کر لے یہاں تک کہ خالق کی طرف پہنچ

جائے جب تو اس حالت پر پہنچ جائے گا اور قوت حاصل کر لے گا تو دوسروں کو بھی اپنے پیچھے بٹھا لے گا اور اس کو دنیا سے علیحدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کر دے گا اور حکمت کے لقموں سے اس کو نوالہ دے سکے گا تو سچی بات کو لازم پکڑ تاویل نہ کر۔ تاویلیں کرنے والا دھوکہ باز ہوتا ہے تو مخلوق سے نہ ڈر اور نہ ان سے توقع رکھ کیونکہ یہ ایمان کی کمزوری کی علامت ہے تو اپنی ہمت کو بلند کر تجھے رفعت اور بلندی مل جائے گی بے شک اللہ تعالیٰ تجھے تیری ہمت اور سچائی اور اخلاص کی مقدار پر عطا کرے گا۔ کوشش کر درپے ہو اور طلب کر تجھ سے کچھ نہیں ہوتا حالانکہ کچھ نہ کچھ ہونا ضروری ہے۔ اعمال صالحہ کر اتنی ہی محنت ومشقت کر کہ جنتی رزق کمانے میں محنت اور مشقت کرتا ہے۔ شیطان عوام الناس سے اس طرح کھیلتا ہے جیسا کہ تم میں کوئی سوار اپنی گیند سے کھیلتا ہے کہ جس طرح وہ اپنے گھوڑے کو جدھر چاہتا ہے گھماتا ہے اسی طرح شیطان آدمی کو جدھر چاہتا ہے چکر دیتا ہے۔ انسانوں کے دلوں کے گدھوں پر حملہ کرتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے ان سے خدمت لیتا ہے خلوت خانوں سے اس کو نیچے اتار لاتا ہے اور محرابوں سے باہر نکالتا ہے اور اپنی خدمت میں کھڑا کر لیتا ہے اور نفس شیطان کے اس کام میں اس کی مدد کرتا ہے اور اس کیلئے اسباب مہیا کرتا ہے۔

حضرت آسیہ کا صبر

اے اللہ کے بندے! تو اپنے نفس کو بھوک اور خواہشات اور لذات اور فضولیات سے باز رکھنے کے چابکوں سے مار اور اپنے دل کو خوف اور مراقبہ کے چابک سے پیٹ استغفار کو اپنے نفس اور دل اور باطن کی عادت قرار دے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کیلئے علیحدہ گناہ ہے جو اس کیلئے مخصوص ہے۔ ان پر ہر حالت میں موافقت اور متابعت لازم کر۔

اے نادان۔ جب کہ تقدیر کا رد کرنا بدلنا اور اس کا مٹا ڈالنا اور اس کی

مخالفت کرنا تیرے امکان میں نہیں ہے پس تو اس کے خلاف ارادہ نہ کر۔ جب کہ تجھے وہی پہنچتا ہے جو وہ چاہتا ہے پس تو ارادہ ہی نہ کر جب تو کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور پورا نہیں ہوتا پس تو اس میں اپنے نفس اور دل کو مشقت میں کیوں ڈالتا ہے سب کچھ اپنے خالق و مالک عزوجل کو سونپ دے اور اسی کی طرف رجوع کر اور توبہ کے ہاتھوں سے اس کے دامن رحمت کو پکڑ لے۔ پس جب تو اس حالت پر ہمیشگی کرے گا تو دنیا تیرے دل اور سر کی آنکھوں سے دور ہو جائے گی اور اس کی خواہشوں اور لذتوں کو چھوڑنا تیرے لئے آسان ہو جائے گا اور نہ تو اس کے ڈنگ مارنے کی شکایت کرے گا اور نہ ہی ڈسنے کی اور تیرے نفس اور مصائب کی تکلیف کا یہ حال ہو جائے گا جیسا کہ فرعون کی زوجہ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال تھا یعنی صابر ہو جائے گا۔

جب فرعون کو اپنی زوجہ آسیہ کا مسلمان ہونا متحقق ہو گیا تو اس نے ان کو تکلیف پہنچانے کا حکم دیا اور ان کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں لوہے کی میخیں ٹھونک دیں اور کوڑوں سے سزا دینا شروع کر دی تو حضرت آسیہ نے اپنا یہ حال دیکھ کر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے ان کا جنت میں محل تعمیر کر رہے ہیں اور ان کے پاس ملک الموت روح قبض کرنے کیلئے آئے اور ان سے کہا کہ یہ محل جنت میں آپ کا ہے تو یہ سن کر حضرت آسیہ ہنس پڑیں تو ان سے سزا کی تکلیف دور ہوگئی اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے قریب جنت میں محل تیار فرما۔ پس اسی طرح تو بھی ایسا ہو جا کیونکہ جو کچھ وہاں اللہ کی نعمتیں ہیں وہ تجھے تیرے دل اور یقین کی آنکھوں سے نظر آئیں گی۔ پس جو کچھ یہاں بلائیں اور مصیبتیں ہیں تو ان پر صابر بن جائے گا اور اپنی طاقت اور زور سے باہر نکل جائے گا اور تیرا لینا دینا اور تیری حرکت و سکون سب اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت سے ہوگا تو اس کے

سامنے فنا ہو جائے گا اور اپنے تمام کام اس کی طرف سونپ دے گا اور اپنے متعلق اور مخلوق کے متعلق اس کی موافقت کرے گا کہ نہ اس کی تدبیر کے ساتھ اپنی تدبیر داخل کرے گا اور نہ اس کے حکم کے ساتھ اپنا حکم چلائے گا اور نہ اس کے اختیار کے ساتھ اپنے اختیار کو سمجھے گا جو اس حال سے واقف ہو جائے گا وہ اس کی ذات کے سوا دوسرے کو طلب نہیں کرے گا اور نہ اس کے سوا اس کی کچھ آرزو رہتی ہے عقل مند شخص بھلا اس حال کی تمنا کیسے نہیں کرے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مصاحبت اس کے بغیر پوری نہیں ہوتی۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۴ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری بروز اتوار صبح کے وقت یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الْحَادِیْ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۱﴾

اللہ تعالیٰ سے محبت کے تقاضے

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ بندہ جب یہ جان لیتا ہے کہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے حرکت و سکون دینے سے متحرک ہوتی ہیں اور اس کے ساکن ہونے سے ساکن ہوتی ہیں۔ جب بندہ کیلئے یہ امر متحقق ہو جاتا ہے تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھنے کے بوجھ سے اسکو راحت مل جاتی ہے اور مخلوق اس سے راحت پاتی ہے کیونکہ نہ وہ ان پر کوئی عیب لگاتا ہے اور نہ ہی اپنی ذات کے متعلق ان سے کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس کا مطالبہ تو مخلوق سے محض شرعی ہوتا ہے کہ جس کا شریعت نے اسے حکم دیا ہے اور وہ شریعت کی رو سے ان سے مطالبہ کرتا ہے اور علم کے اعتبار سے انہیں معذور سمجھتا ہے تاکہ حکم اور علم دونوں کو ایک جگہ جمع کرے۔ مخلوق میں فعل خداوندی پر نظر کرنا ایک ایسا عقیدہ ہے جس سے حکم نہیں ٹوٹتا۔ وہی تقدیروں کا مقرر کرنے

والا ہے اور وہی مطالبہ کرنے والا ہے۔

لَا یُسْاَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْن ☆سورۃ الانبیاء☆

ترجمہ: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے ان سب سے سوال ہوگا۔

☆کنز الایمان☆

ہر مسلمان صاحب یقین اور ایمان اور موحد کا جو اللہ تعالیٰ سے راضی اور اس کی قضاء وقدر اور مخلوق میں اس کی صنعت کی موافقت رکھنے والا ہے اس کا یہی عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو تیرے نفس اور صبر کی ضرورت نہیں ہے لیکن وہ دیکھتا ہے کہ تو کیا کرتا ہے اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے یا کہ جھوٹا۔ سچا محب اور عاشق اپنے قبضہ میں کوئی چیز نہیں رکھتا بلکہ وہ تو ہر چیز اپنے محبوب کے حوالے کر دیتا ہے محبت اور ملکیت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا محب جس کو اس کی سچی محبت ہوتی ہے وہ اپنا مال اور اپنا نفس اور اپنے انجام کو اسی کے سپرد کر دیتا ہے اور وہ اپنے اور غیروں کے بارے میں اپنے اختیار کو چھوڑ دیتا ہے اور نہ اپنے محبوب کے تصرفات میں الزام لگاتا ہے اور نہ اس سے جلدی چاہتا ہے اور نہ اس کو بخیل سمجھتا ہے بلکہ جو کچھ بھی محبوب کی طرف سے اس کو پہنچتا ہے وہ اس کو محبوب اور شیریں سمجھتا ہے اس کی تمام جہتیں مسدود ہو جاتی ہیں اس کیلئے صرف ایک جہت ہی محبوب رہ جاتی ہے۔

اے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرنے والے۔ تیری محبت اس وقت تک کامل نہ ہوگی جب تک تیرے حق میں تمام جہتیں بند نہ ہو جائیں اور صرف ایک جہت تیرے محبوب کی باقی رہے گی۔ اس حالت میں تیرا محبوب عرش سے لے کر فرش تک تمام مخلوقات کو تیرے دل سے نکال دے گا پس نہ تجھے دنیا کی محبت رہے گی اور نہ ہی آخرت کی محبت تو اپنے آپ سے بھی وحشت کھائے گا اور اللہ

تعالیٰ سے انس پائے گا تو لیلیٰ کے عاشق مجنوں کی طرح ہو جائے گا۔

مجنوں کی لیلیٰ سے محبت

جب مجنوں کے دل میں لیلیٰ کی محبت پیدا ہوگئی تو وہ مخلوق سے علیحدہ ہو گیا اور تنہائی کو پسند کیا اور وحشی جانوروں میں جا ملا آبادی سے نکل گیا اور ویرانوں کو پسند کیا اور مخلوق کی تعریف اور مذمت سے نکل گیا اور اس کے نزدیک مخلوق کا کلام اور سکوت اور ان کی رضامندی اور ناراضی یکساں ہوگئی۔

ایک دن کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے جواب دیا لیلیٰ پھر اس سے پوچھا گیا کہ کہاں سے آ رہا ہے جواب دیا لیلیٰ پھر اس سے پوچھا گیا کہ کہاں جا رہے ہو جواب دیا لیلیٰ تو مجنوں لیلیٰ کے ماسوا سے فنا ہو گیا بجز اس کی بات کے ہر بات سے بہرا ہو گیا اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت اس کو لیلیٰ سے نہ ہٹا سکی۔

کسی شاعر نے کیا ہی اچھا کلام کیا ہے۔

وَاِذَ تَسَا عَدَتِ النُّفُوْسُ عَلَى الْهَوٰى
فَاالْخَلْقُ يَضْرِبُ فِىْ حَدِيْدٍ بَارِدٍ

یعنی جب نفسوں پر محبت غالب ہو جاتی ہے تو گویا مخلوق کی نصیحت اس طرح معلوم ہوتی ہے جیسے ٹھنڈے لوہے پر چوٹ مارنا۔

﴿محبت جب دل میں رچ جاتی ہے تو لوگوں کی ملامت کب دل پر اثر کرتی ہے﴾

دل جب اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اور اس کو اپنا محبوب سمجھتا ہے اور اس کا مقرب بنتا ہے تو مخلوق اور ان کے پاس ٹھہرنے سے وحشت کرنے لگتا ہے اور اس کو آبادی سے وحشت ہو جاتی ہے اور پریشان و حیران ہو کر منہ کو اٹھا کر ویرانوں کی طرف چلا جاتا ہے بجز امر شریعت کے کوئی چیز اس کو مقید نہیں کر

سکتی۔ بس شریعت اور امر و نہی ہے جو اس کو مقید کر لیتی ہے اور افعال خداوندی نزول تقدیر کے وقت اس کو قید کر لیتا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعْنَا مِنْ یَدِ رَحْمَتِکَ فَنَغْرَقَ فِیْ بَحْرِ الدُّنْیَا وَبَحْرِ الْوَجُوْدِ یَا نَحَ الْکَرَمِ وَالْاٰرَ آءِ وَالسَّابِقَةِ اَدْرِکْنَا

اے اللہ ہمیں اپنی رحمت کے ہاتھ سے نہ چھوڑ دینا ورنہ ہم دنیا اور وجود کے سمندر میں غرق ہو جائیں گے۔ اے کریم عقل اور تقدیر کے بخشنے والے تو ہماری مدد فرما۔

بیماری گناہوں کا کفارہ ہے

اے اللہ کے بندے! جو میرے قول پر عمل نہیں کرتا وہ میرے قول کو سمجھتا بھی نہیں جب عمل کرے گا تب ہی سمجھے گا اور جب تک میرے ساتھ اس کا نیک گمان نہ ہوگا اور وہ میرے قول کی تصدیق نہ کرے گا اور نہ اس پر عمل کرے گا تو میرے کلام کو کس طرح سمجھے گا تو بھوک کی حالت میں میرے سامنے کھڑا ہوا ہے مگر میرا کھانا نہیں کھاتا پھر تیرا پیٹ کیسے بھرے گا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ مَّرِضَ لَیْلَةً وَاحِدَةً وَھُوَ رَاضٍ عَنِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ صَابِرٌ'' عَلٰی مَا نَزَلَ بِہٖ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ

میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ایک رات بیمار رہا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور جو بیماری اس نے نازل کی اس پر صابر رہا تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن پاک تھا کہ جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

تجھ سے کچھ نہیں ہوتا حالانکہ تیرے لئے صبر و رضا کی ضرورت ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا کرتے تھے تھوڑی دیر ٹھہرے رہو ایمان تازہ کریں یعنی ٹھہر جاؤ ایک ساعت ذائقہ چکھیں ٹھہر جاؤ۔ ایک ساعت کیلئے باب قرب میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا صحابہ کرام پر شفقت کی نگاہ سے تھا دقیق باتوں کے اوپر خبردار کرنے کی طرف اشارہ فرماتے تھے اور یقین کی آنکھ سے دیکھنے کی طرف ایماء فرماتے تھے ہر مسلمان مومن اور ہر مومن اہل یقین نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے حضرت معاذ کہتے ہیں آؤ ایک ساعت ٹھہر و ایمان لائیں کیا ہم اہل ایمان نہیں ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یعنی تم معاذ کو اس کی حالت پر چھوڑ دو کہ غلبہ حال میں ایک بلند درجہ کا نام ایمان رکھے ہوئے ہیں۔

اے اپنے نفس، خواہش، طبیعت، شیطان اور دنیا کے بندے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک تیری کچھ قدر و منزلت نہیں جو کہ آخرت کیلئے عبادت کرتا ہے میں اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا چہ جائیکہ وہ شخص دنیا کیلئے عابد ہو۔ تجھ پر افسوس ہے تو بغیر عمل کے محض زبان زوری سے کیا حاصل کرے گا تو جھوٹ بولتا ہے اور تیرا خیال ہے کہ تو سچا ہے تو شرک کرتا ہے اور اپنے نزدیک تو اس کو توحید سمجھتا ہے تو بیمار ہے اور اپنے نزدیک تندرست بنا ہوا ہے تیرے پاس کھوٹ ہے اور تیرا اعتقاد ہے وہ جوہر ہے۔ میرا کام تیرے ساتھ یہی ہے کہ میں تجھے جھوٹ سے روکوں اور سچ کا حکم دوں اور میرے ہاتھ میں تین کسوٹیاں ہیں جن سے میں قرآن و حدیث اور اپنے دل کی شناخت کرتا ہوں اور اخیر کسوٹی میں تمام مشکلیں ظاہر اور منکشف ہو جاتی ہیں۔ تو دل اس مرتبہ پر اس وقت نہیں

پہنچتا جب تک کہ وہ کتاب و سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حقیقۃً عامل نہ بن جائے۔ علم پر عمل کرنا علم کا تاج ہے۔ علم پر عمل کرنا علم کا نور ہے۔ صفائی کی بھی صفائی ہے جوہر کا بھی جوہر ہے۔ مغز کا بھی مغز ہے۔ علم پر عمل کرنے سے دل درست ہو جاتا ہے اور پاک بنا دیتا ہے۔ پس جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو تمام اعضاء صحیح ہو جاتے ہیں۔ جب دل پاک ہو جاتا ہے تو تمام اعضاء پاک ہو جاتے ہیں جب دل کو خلعت عطا ہوتا ہے جو جسم کو بھی خلعت عطا ہوتا ہے۔ جب یہ گوشت کا ٹکڑا صالح ہو جاتا ہے تو تمام جسم بھی صالح ہو جاتا ہے۔ دل کی صحت اور درستی باطن کی درستی کا باعث بن جاتی ہے جو کہ آدمی اور اس کے پروردگار کے درمیان ہے۔ باطن ایک پرندہ ہے اور جسم اس کا پنجرہ ہے جسم ایک پرندہ ہے اور دل اس کا پنجرہ ہے جسم ایک پرندہ ہے اور قبر اس کا پنجرہ ہے اور قبر ہی تمام مخلوق کا ایک ایسا پنجرہ ہے کہ جس میں سب کو داخل ہونا ہے۔

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِیُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۲﴾

تقویٰ اور اللہ کی ذات پر توکل

حدیث

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَکْرَمَ النَّاسِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَقْوَی النَّاسِ فَلْیَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اَغْنَی النَّاسِ فَلْیَکُنْ وَاثِقًا بِمَا فِیْ یَدِاللّٰہِ اَوْثَقَ عَلٰی مَا فِیْ یَدِہٖ مَنْ اَحَبَّ الْکَرَامَۃِ دُنْیَا وَاٰخِرَۃً فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لِاَنَّہٗ قَالَ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

ترجمہ: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ سب سے زیادہ باعزت بنے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ پر تقویٰ اختیار کرے اور جس کو یہ پسند ہو کہ وہ سب سے

قوی ہو جائے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور جس کو یہ پسند ہو سب سے غنی ہو جائے تو اس کیلئے ضروری ہے اپنے ہاتھ کی چیزوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی چیزوں پر اعتماد کرے اور جو شخص دنیا اور آخرت میں عزت چاہتا ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقَاکُمْ

ترجمہ: بے شک تم میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک باعزت وہی ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔

عزت اس سے ڈرنے میں ہے اور ذلت اس کی نافرمانی ہے اور جو شخص دین خداوندی میں قوت چاہتا ہے اس کیلئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ پر توکل کرے کیونکہ توکل دل کو صحیح اور قوی اور مہذب بناتا ہے اور اس کو ہدایت بخشتا ہے اور عجائبات دکھلاتا ہے۔

تو اپنے درہم اور دینار اور اسباب پر بھروسہ نہ کر کیونکہ یہ تجھے عاجز اور ضعیف بنا دے گا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر یہ تجھے قوی بنا دے گا اور تیری مدد کرے گا اور تجھ پر لطف و کرم کی بارش برسائے گا اور جہاں سے تیرا گمان بھی نہ ہوگا وہیں سے تیرے لئے فتوحات لائے گا اور تیرے دل کو اتنی قوت عطا فرمائے گا کہ نہ تجھے دنیا کے آنے کی پروا ہوگی نہ اس کے چلے جانے کی نہ مخلوق کی توجہ اور نہ ان کی بے رخی کی کچھ پروا ہوگی۔ پس اس وقت تو سب سے زیادہ قوی بن جائے گا اور جب تو اپنے مال وجاہ اور اہل و اسباب پر بھروسہ کرنے لگے گا تو اللہ تعالیٰ کے غضب کا اور ان چیزوں کے زوال کا نشانہ بن جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ باعزت ہے اور وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ تیرے دل میں اپنے سوا کسی اور کو دیکھے جو شخص دنیا اور آخرت میں امیر بننا چاہتا ہے پس اس کیلئے لازم ہے کہ

وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے کسی اور سے نہ ڈرے اور اسے اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہونا چاہیے اور غیر اللہ کے دروازوں پر جانے سے شرم کرے اور دوسروں کی طرف نگاہ کرنے سے اپنی دونوں آنکھوں کو بند کرلے یعنی دل کی آنکھوں کو بند کرلے نہ جسم کی آنکھوں کو جو چیزیں تیرے قبضہ میں ہیں تو ان پر کس طرح بھروسہ کرتا ہے حالانکہ وہ معرض زوال میں ہیں اور تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چھوڑتا ہے حالانکہ اس کی ذات پاک کو کبھی بھی زوال نہیں۔ تیری جہالت اللہ تعالیٰ پر دوسروں کی طرف بھروسہ کرنے کیلئے ابھار رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر تیرا بھروسہ کرنا کامل تونگری ہے اور اسکے سوا دوسروں پر بھروسہ کرنا محتاجی ہے۔

اے تقویٰ اور پرہیزگاری کو چھوڑنے والے تو دو جہانوں میں عزت و بزرگی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اے مخلوق اور اسباب پر بھروسہ کرنے والے تو دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی قوت اور بھروسہ سے محروم کر دیا گیا ہے اے مقبوضہ چیزوں پر بھروسہ کرنے والے تو دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ تونگری سے محروم کر دیا گیا ہے۔

صبر پر بھلائی کی بنیاد ہے

اے اللہ کے بندے! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں متقی اور متوکل اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا بن جاؤں تو صبر کو اختیار کر کیونکہ صبر پر بھلائی کی بنیاد ہے جب صبر کے متعلق تیری نیت درست ہو جائے گی تو لوجہ اللہ صبر کرے گا تو اس صبر کا صلہ تجھے یہ ملے گا کہ تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور قرب الٰہی دونوں جہاں دنیا اور آخرت میں داخل ہو جائے گی صبر اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کی موافقت کرنے کا نام ہے جس کے متعلق پہلے ہی سے علم ہو چکا ہے اور اس کی مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کے مٹا دینے کی قدرت نہیں ہے۔ ایمان دار اور ایقان والے بندہ کے نزدیک چونکہ یہ مضمون متحقق ہو گیا ہے اس لئے جو کچھ بھی

اس کی تقدیر میں ہے وہ اس پر بااختیار خود صبر کرتا ہے نہ کہ بوجہ مجبوری۔ صبر اول قدم شروع حالت میں بجبوری ہوتا ہے اور دوسرے قدم میں بااختیار۔ تو ایمان کا بغیر صبر کے کیسے دعویٰ کرتا ہے تو معرفت خداوندی کا بغیر رضاء کے کیسے مدعی بن گیا ہے یہ چیز محض دعویٰ سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ تیرا کلام اس وقت تک معتبر نہیں کہ جب تک تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کو نہ دیکھ لے اور اس کی چوکھٹ پر اپنے سر کو نہ رکھ لے اور تقدیر الٰہی کے روندنے پر صابر نہ بن جائے۔ نفع اور نقصان کے قدم تیرے دل کے جسم اور تیرے بدن کی کھال کو روند نہ ڈالیں تو اپنی جگہ پر ڈٹا رہے گویا کہ تو ایک مست اور متوالا ہے۔ گویا کہ تو بغیر روح کے جسم ہے۔ یہ امر ایسے سکون کا محتاج ہے کہ جس میں حرکت نہ ہو اور ایسی گم نامی کا محتاج ہے کہ جس کا ذکر نہ ہو۔ دل اور باطن سر و معنے کی حیثیت سے ایسی غیبت کا محتاج کہ جس میں مخلوق کے ساتھ مطلقا حضور موجودگی نہ ہو۔

میں تم سے بہت کچھ کہتا اور سنتا ہوں اور تم اس پر عامل نہیں ہوتے اور میری بنائی ہوئی دوا کا استعمال نہیں کرتے میں بہت لمبی چوڑی شرح کے ساتھ کلام کرتا ہوں لیکن تم اس کو سمجھتے نہیں میں تمہیں بہت کچھ دینا چاہتا ہوں لیکن تم اسکو لیتے نہیں میں تمہیں بہت نصیحت کرتا ہوں لیکن تم میری نصیحت کو قبول نہیں کرتے کس چیز نے تمہارے دلوں کو سخت بنا دیا ہے اور اپنے پروردگار سے جاہل بنا دیا ہے۔ تم کس قدر جاہل اور سخت دل ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو پہچانتے اور اس سے ملنے کا یقین رکھتے موت اور موت کے بعد کے ہونے والے واقعات کو یاد کرتے تو تم ایسے غافل نہ ہوتے کیا تم نے اپنے والدین اور رشتہ داروں کو مرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیا تم نے اپنے بادشاہوں کی موت کا مشاہدہ نہ کیا پھر تم ان سے نصیحت کیوں نہیں پکڑی اور اپنے نفسوں کو دنیا کی طلبی اور ہمیشہ دنیا میں ٹھہرنے کی محبت سے کیوں نہ جھڑکا۔ تم نے اپنے دلوں کی حالت کو کیوں نہ پلٹا

اور ان میں کیوں تبدیلی نہ کی اور اپنے دل سے مخلوق کو باہر کیوں نہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

ترجمہ: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں ﴿کنزالایمان﴾

تم کہتے ہو مگر کرتے نہیں ہو اور بسا اوقات کرتے بھی ہو لیکن تمہارا عمل اخلاص سے خالی ہوتا ہے عقل مند بنو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گستاخ نہ بنو ادب کے ساتھ رہو اسی سے مدد چاہو مستعد رہو جانچ کرو اور ثابت قدم رہو غور سے کام لو۔ جس حالت میں تم مشغول ہو یہ تم کو آخرت میں نفع نہ دے گی تم اپنے نفسوں کیلئے بخیل بنے ہوئے ہو۔ اگر تم اپنے نفسوں پر سخاوت کرتے تو ضرور ان کیلئے آخرت کے منافع حاصل کرتے تم زائل ہونے والی اشیاء کے ساتھ مشغول ہو اور جس چیز کو زوال نہیں وہ تم سے فوت ہوگئی ہے۔ تم بیوی اور بچوں اور مال کو اکھٹا کرنے میں مشغول ہو۔ عنقریب تمہارے اور ان کے سب چیزوں کے درمیان آڑ ڈال دی جائے گی۔ تم دنیا کی طلبی اور مخلوق سے عزت چاہنے میں مشغول نہ ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے اور تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گے۔

تیرا دل شرک کرنے کی وجہ سے نجس ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والا ہے اور اس کی ذات پاک پر تہمت لگانے والا ہے اور تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے والا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ تیری اس حالت کو جان لیتا ہے تو تجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے اور اپنے نیک بندوں کے دلوں میں تیری عداوت ڈال دیتا ہے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تھے تو اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیتے تھے اور ان کا لڑکا ان کا ہاتھ پکڑ کر چلتا تھا تو اس بزرگ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ اس لئے کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والے کو نہ دیکھوں' پس ایک دن وہ آنکھوں کو کھولے ہوئے گھر سے باہر نکلے تو ان کی نظر ایک کافر پر پڑ گئی تو وہ بزرگ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

سبحان اللہ۔ دیکھو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ کیلئے ان کی کیسی غیرت تھی اور تو غیر خدا کی کیسے پوجا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے کیسے اسکی نعمتوں کو کھاتا ہے اور ناشکرا بنا ہوا ہے اور اس کو تم محسوس بھی نہیں کرتے کہ تم کافروں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو اس لئے نہ تو تمہارے دلوں میں ایمان ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی غیرت۔ تو۔ توبہ استغفار کر اور اللہ تعالیٰ سے حیاء اور غیرت کر اور اس کے سامنے بے شرم نہ بن اور جرات کے لباس کو اتار کر پھینک دے۔ دنیا کی حرام چیزوں اور شہادت سے بچ اور دنیا کی مباح چیزوں سے بھی جو کہ خواہش اور شہوت کے ساتھ حاصل ہوں اس سے بھی بچ۔ کیونکہ مباحات کا خواہش اور شہوت کے ساتھ حاصل کرنا تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل بنا دے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِن

دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے۔

بھلا قیدی اپنے قید خانہ میں کیونکر خوش ہو سکتا ہے۔ کبھی خوش نہ ہو گا۔ خوشی تو اس کے چہرہ پر ظاہر ہو گی لیکن غم و حزن اس کے دل میں ہو گا۔ اسکے ظاہر پر تو خوشی ہو گی مگر خلوت اور باطن اور معنے کے اعتبار سے مصائب اس کو ٹکڑے ٹکڑے

کر رہے ہوں گے۔ اس کے زخموں کے نیچے سے پٹیاں بندھی ہوئی ہیں اور وہ اپنے زخموں کو اپنی مسکراہٹ کے کرتہ سے ڈھانپے ہوئے رکھتا ہے کہ کہیں کوئی اس کی اصل حالت کو پہچان نہ لے اس لئے اللہ رب العزت فرشتوں کے سامنے اس پر فخر فرماتا ہے اور اس کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جاتے ہیں ان میں ہر ایک دین خداوندی کی دولت کا اور اس کے اسرار کا بہادر ہے اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کی تقدیر کی تلخیوں کو گھونٹ گھونٹ کر پیتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْن

ترجمہ: اللہ صبر کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تیری محبت کو جانچنے کیلئے تیرا امتحان لیتا ہے تو جتنا بھی اس کے احکامات کی تکمیل کرے گا اور اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رہے گا اتنی ہی تیرے ساتھ محبت بڑھے گی اور تو جس قدر اس کی بلاؤں پر صبر کرے گا اسی قدر اس کے ساتھ تیرا قرب زیادہ ہوگا۔ ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے کو عذاب دینے سے انکار کرتا ہے لیکن اس کو بلا میں مبتلا کرتا ہے اور صبر کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

كَاَنَّ الدُّنْيَا لَمْ تَكُنْ وَكَاَنَّ الْاٰخِرَةُ

یعنی گویا کہ دنیا تھی ہی نہیں اور گویا کہ آخرت ہمیشہ سے ہے۔

اے دنیا کے طالب! اے دنیا کے دوست! تم میری طرف قدم بڑھاؤ کہ میں تمہیں دنیا کے عیوب بتلا دوں اور اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھا دوں اور ان لوگوں کے ساتھ تمہیں ملا دوں جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے طالب ہیں۔ تم سراپا

ہوس بنے ہوئے ہو تم میرے کلام کو سنو اور اس پر عمل کرو اور اخلاص کے ساتھ عمل کرو جب تم میرے کہنے پر عمل کرو گے اور اس پر عمل کرتے ہوئے فوت ہو جاؤ گے تو علیین کی طرف بلند مراتب کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے پس جب وہاں نظر کرو گے تو میرے کلام کی اصل حقیقت کو پہچان کر میرے لئے دعا کرو گے اور جس طرف میں اشارہ کرتا ہوں اس کی اصل حقیقت کو معلوم کر لو گے۔

صلحاء کے ساتھ حسن ظن رکھنا

اے مسلمانو! تم اپنے دلوں سے میرے اوپر تہمت لگانے کو دور کرو میں نہ میں لغو گفتگو کرنے والا ہوں اور نہ طالب دنیا اور میں جو کچھ کہتا ہوں ہمیشہ سچ کہتا ہوں اور سچ ہی کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔ میں عمر بھر صلحاء کے متعلق حسن ظن رکھتا رہا اور ان کا خادم بنا رہا اور یہی وہ چیز ہے کہ جس سے مجھے نفع مل رہا ہے۔ میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور تمہیں وعظ سناتا ہوں اور میں اس کی تم سے اجرت بالکل نہیں مانگتا۔ میرے کلام اور وعظ کی قیمت صرف یہی ہے کہ تم اس پر عمل کرو اور میرا وعظ خلوت اور اخلاص کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسی کے شایان شان ہے۔ نفاق تو حیلوں اور اسباب کے منقطع ہو جانے کے وقت منقطع ہو جایا کرتا ہے ایمان و ایقان کی تربیت کی جاتی ہے اور وہی نشوونما پاتے ہیں نہ کہ نفس اور خواہش پر جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے وہ ایمان داری پر کیا جاتا ہے نہ کہ منافق پر۔

اللہ کی یاد میں مشغول ہونا

اے مسلمانو! تم جھوٹی ہوس اور آرزوؤں کو ترک کر دو۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ فائدہ دینے والی چیزوں کے ساتھ کلام کرو اور جو چیز نقصان دہ ہو اس سے خاموشی اختیار کرو اگر کچھ کلام کرنا چاہو تو پہلے اس میں غور و فکر کر لیا کرو اور اس میں اچھی نیت قائم کر لیا کرو اور اس کے بعد کلام کیا کرو۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جاہل کی زبان اس کے دل کے آگے ہے اور عاقل و عالم کی زبان اس کے

دل کے پیچھے ہے۔ تو گونگا بن جا پھر اگر اللہ تعالیٰ کو تیرا بولنا مقصود ہوگا تو وہی تجھے گویا کرے گا اور جب وہ تجھ سے کوئی کام لینا چاہے گا تو تجھے اس کیلئے تیار کر دے گا۔ معیت اور مصاحبت خداوندی کیلئے بالکل گونگا ہونا لازم ہے۔ پس جب گونگا پن پیدا ہو جائے اس وقت اگر چاہے گا اس کی طرف گویائی آ جائے گا اور اگر اس کو تیرا گویا کرنا مقصود نہ ہوگا تو آخرت سے ملنے تک وہ تجھے گونگا رکھے گا اور یہی معنی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے۔

فرمان نبوی

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كُلَّ لِسَانُه، يَكِلُّ لِسَانُ

یعنی جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے

کہ کوئی بات کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے سے اس کے ظاہر و باطن کی زبان بند ہو جاتی ہے اور وہ سراپا موافقت بن جاتا ہے کہ منازعت کا نام بھی نہیں ہوتا اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا ہے اور غیر اللہ پر نظر کرنے سے اس کے دل کی دونوں آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اور اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور اس کے معاملات تتر بتر ہو جاتے ہیں اور اس کا مال پراگندہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے وجود سے باہر نکل آتا ہے اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں سے خارج ہو جاتا ہے کہ اس کا نام ونشان بھی مٹ جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے تو اس کو زندہ فرما دیتا ہے۔ فنا کے ہاتھ سے اس کو فنا کر کے دوبارہ بقاء کے ہاتھ سے دوبارہ زندہ کر دیتا ہے تاکہ وہ طالب بقا الٰہی ہو جائے۔ پھر اس کو مخلوق کی طرف واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ مخلوق کو محتاجی سے نکال کر امیری اور غنا کی طرف بلائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے متصل ہونے کا نام تونگری ہے اور اللہ تعالیٰ سے دوری اور غیر اللہ سے غنا طلب کرنا فقر ومحتاجی ہے غنی اور تونگر وہ ہے کہ جس کا دل قرب خداوندی سے کامیاب ہو گیا۔ فقیر اور محتاج وہ ہے جو قرب

خداوندی کے دروازہ سے دور جا پڑا۔ جس شخص کو اس تونگری کی خواہش ہو اس کو چاہیے کہ دنیا اور آخرت کو اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب کو اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا ہر چیز کو چھوڑ دے اور ایک ایک کر کے تمام چیزوں کو اپنے دل سے نکال دے۔ جو قلیل چیزیں تمہارے پاس موجود ہیں اس کے پابند نہ بنو اور یہ موجودات جو تمہارے پاس ہیں اس کو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے زاد راہ بنا دیا ہے تا کہ اس کی طرف چلنے کے راستے میں اس کو توشہ سفر بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی نعمتیں اس لئے دی ہیں تا کہ تم ان نعمتوں کو اس کی طرف منسوب کرو اور ان سے وجود خداوندی پر استدال کرو اور تمہیں علم اس لئے عطا فرمایا ہے تا کہ تم اس علم پر عمل کرو اور نور علم سے ہدایت پاؤ۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قُلُوْبَنَا اِلَیْکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو ہمارے دلوں کو اپنا راستہ بتا دے اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری المقدس صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الثَّالِثُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۳﴾

فلاح ونجات نفس کی مخالفت میں ہے

اے اللہ کے بندے! جب تو فلاح و نجات چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی موافقت کر اور اپنے نفس کی مخالفت کر۔ اطاعت خداوندی میں نفس کی موافقت کر اور معصیت میں اس کی مخالفت کر۔ تیرا نفس مخلوق کو پہچاننے سے تیرا حجاب ہے اور مخلوق اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں حجاب ہے۔ پس جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا اللہ تعالیٰ کو نہ پہچان سکے گا۔ جب تک تو دنیا کے ساتھ رہے گا آخرت سے واقف نہ ہوگا اور جب تو آخرت کے ساتھ رہے گا آخرت کے رب کو نہ دیکھ سکے گا کہ جس طرح دنیا اور آخرت دونوں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح خالق ومخلوق دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے اور یہ اس کی طبعی عادت ہے۔ پس کچھ مدت کے بعد اصلاح پذیر ہوگا اس کی اصلاح اس وقت تک کرتا رہ یہاں تک کہ وہ دل کے موافق ہوجائے تو ہر حالت میں نفس سے جہاد اور مقابلہ کرتا رہ اور اس کو فرمان خداوندی

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ﴿سورۃ الشمس﴾

ترجمہ: پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی۔ ﴿کنزالایمان﴾

سے دلیل اور حجت نہ سکھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کر دیا ہے نفس کو مجاہدہ کی آگ سے پگھلا دے۔ جب نفس پگھل جائے گا اور فنا ہو جائے گا تو اس وقت وہ دل کی طرف قرار پکڑے گا۔ پھر دل باطن کی طرف اور باطن اللہ تعالیٰ کی طرف مطمئن ہو کر قرار پکڑے گا۔ پس اسی جگہ سے سب کی سیرابی ہو جائے گی۔ جب تو پوری طرح نفس کو پگھلا چکے گا تو

دل سے اس وقت تجھے آواز دی جائے گی کہ اپنے نفس کو قتل نہ کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے اور یہ خطاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا جب کہ نفس کو کدورتوں سے پاک کر لیا جائے گا اور شر کو دفع۔ اور دل ذکر خداوندی اور اس کی اطاعت سے فربہ ہو جائے گا اور جب تک نفس کو یہ بات حاصل نہ ہو تو باوجود کدورت اور خرابی نفس کے قرب خداوندی کی امید نہ رکھ۔ کیونکہ نفس نجاستوں سے پاک نہ ہوگا تو اس کو بادشاہ حقیقی کا قرب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے تو نفس کی آرزو کو کم کر پھر جو کچھ بھی تو اس سے چاہے گا تیرا کہنا مانے گا اس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نصیحت سنا کہ

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

اِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ بِالْمَسَاءِ وَاِذَا مَسَیْتَ فَلَا تُحَدِّثْ نَفْسَکَ بِاالصَّبَاحِ فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اِسْمُکَ

ترجمہ: جب تو صبح کرے تو اپنے دل میں شام کے آنے کا خیال نہ کر اور جب تو شام کرے تو صبح کے آنے کا خیال نہ کر کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کل تجھے کس نام سے پکارا جائے گا ﴿یعنی زندہ یا مردہ﴾ تو اپنے نفس پر بہت زیادہ شفقت کرتا ہے حالانکہ تو نے اس کو خراب کر رکھا ہے بھلا دوسرے اس پر شفقت اور اس کی حفاظت کیا کریں گے۔ تیری آرزو اور حرص کی قوت نے تجھے نفس کے ضائع کرنے پر ابھار رکھا ہے تو آرزو کو کوتاہ کر اور حرص کو کم کرنے اور موت کو یاد کرنے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھنے اور صدیقین کے انفاس اور کلمات کو دوا بنانے اور کدورت سے پاک و صاف کر ذکر سے دن رات علاج کی کوشش کر تو نفس سے کہہ دے کہ تیری نیک کمائی تیرے فائدہ کیلئے ہے اور بری کمائی تیرے نقصان کیلئے ہے تو سوچ سمجھ کر عمل کر کوئی دوسرا تیرے ساتھ عمل نہ کرے گا اور نہ وہ اپنے اعمال سے تجھے کچھ دے گا۔ عمل اور مجاہدہ ضروری

چیزیں ہیں۔

تیرا دوست وہی ہے جو تجھے برائی سے منع کرے اور وہ تیرا دشمن ہے جو تجھے گمراہی کا راستہ بتائے۔

اے مخاطب میں تو تجھے مخلوق کے پاس دیکھ رہا ہوں نہ کہ خالق عزوجل کے پاس۔ تو نفس اور مخلوق کے حق کو ادا کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو نظر انداز کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر دوسروں کا شکر ادا کر رہا ہے۔ تیرے پاس جو نعمتیں ہیں وہ تجھے کس نے دی ہیں کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے نے دی ہیں جو تو اس کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کی پوجا کر رہا ہے۔

اگر تو یہ جانتا ہے کہ جو کچھ بھی نعمتیں تیرے پاس ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا شکر کہاں ہے۔ اگر تو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا ہے تو پھر اس کی عبادت اور اس کے احکامات کی تعمیل اور ممنوعات سے باز رہنا اور اس کی بلاؤ پر صبر کرنا کہاں ہے۔

تو اپنے نفس سے اتنا جہاد کر کہ وہ سیدھے راستے پر آ جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اِنْ تَنْصُرُاللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ﴿سورۃ محمد﴾

ترجمہ: اے ایمان والو اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ ﴿کنزالایمان﴾

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔ ﴿کنزالایمان﴾

تو نفس کو مہلت نہ دے اور نہ اس کا تابعدار بن یقیناً تو نجات پا جائے گا۔ اس کے سامنے نہ مسکرا۔ اسکی ہزاروں باتوں میں سے ایک بات کا جواب دے یہاں تک کہ وہ مہذب بن جائے۔ جب نفس تجھ سے خواہشات اور لذات طلب کرے پس تو اس کو ڈھیل دے اور تاخیر کر اور کہہ دے کہ درخواست پوری ہونے کا مقام جنت ہے۔ انکار کی تلخی پر اس کو صابر بنا یہاں تک کہ عطائے خداوندی آ جائے۔ جب تو نفس کو صابر بنائے گا اور وہ صبر کرنے لگے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوگی کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿سورۃ البقرۃ﴾

ترجمہ: بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

نفس کی باتوں کو نہ مان کیونکہ نفس تجھے برائی کا حکم دے گا۔ تو نفس سے دوستی رکھنا چھوڑ دے اور اس کی مخالفت کر۔ نفس کی مخالفت کرنے میں ہی بہتری ہے۔

اے معرفت خداوندی کا دعویٰ کرنے والے تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے کیونکہ تو نفس کے ساتھ ٹھہرنے والا ہے۔ نفس اور حق دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ دنیا اور آخرت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص اپنے نفس کے ساتھ ٹھہرتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھہرنا جاتا رہے گا۔

سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ اَحَبَّ دُنْيَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَاَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْيَاهُ اِصْبِرْ

ترجمہ: جس شخص نے اپنی دنیا کو دوست رکھا اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت کو دوست رکھا اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا۔

تو صبر اختیار کر جب تیرا صبر کامل ہو جائے گا تو تیری رضا کامل ہو جائے گی فنا تجھے نصیب ہوگی پس ہر چیز تیرے نزدیک خوشگوار ہو جائے گی سب کچھ

شکر ہی بن جائے گا۔ دوری بھی قرب بن جائے گی اور شرک توحید بن جائے گا۔ نہ تو مخلوق کی طرف سے نقصان دیکھے گا اور نہ ہی نفع۔ اغیار تجھے نظر ہی نہ آئیں گے بلکہ سب دروازے اور جہتیں متحد ہو جائیں گی۔ پس تو ایک جہت کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔ یہ ایسی حالت ہے کہ بہت سی مخلوق اس کو سمجھ نہیں سکتی بلکہ یہ حالت تمام مخلوق میں کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

نفس کی موت صبر کرنے اور اس کی مخالفت سے ہے

اے اللہ کے بندے! تو اس بات کی کوشش کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں مر مٹے اور تیری کوشش یہ ہو کہ تیرے بدن سے روح نکلنے سے پہلے تیرا نفس مر جائے۔ نفس کی موت صبر کرنے اور اس کی مخالفت سے ہو سکتی ہے۔ پس عنقریب اس کا انجام بہتر ہو جائے گا اور اس کا بدلہ تیرے لئے ختم نہ ہوگا۔ بہ تحقیق میں نے صبر کیا ہے اور اس کا انجام بہتر دیکھا ہے میں مر چکا تھا پھر اس نے مجھے زندہ کیا اور پھر اس نے مجھے مارا اور میں غائب ہو گیا۔ پھر اس نے میرے غیبت سے مجھے موجود کر دیا میں اس کی معیت میں مر مٹا اور اس کی معیت میں بادشاہ بن گیا۔ میں نے اپنے اختیار اور ارادہ کو چھوڑنے کے متعلق اپنے نفس سے جہاد کیا یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوگئی۔ پس اب تقدیر خداوندی میرا ہاتھ تھامتی ہے اور احسان خداوندی میری مدد کرتا ہے اور اس کا فعل مجھے چلاتا پھراتا ہے اور غیرت خداوندی میری حفاظت کرتی ہے اور مشیت خداوندی میری اطاعت کرتی ہے اور سابقہ قضاء و قدر مجھے آگے بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے بلند فرماتا رہتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے بھاگتا ہے حالانکہ میں تیرا کوتوال اور تیری حفاظت کرتا ہوں۔ میں تیرے نفس کی حفاظت کرتا ہوں پس تجھے میرے پاس ٹھہرنا چاہے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔

اے جاہل بیوقوف تو پہلے میرے پاس آس کے بعد بیت اللہ شریف کا حج کرنے کا ارادہ کر۔ میں کعبہ کا دروازہ ہوں تو میرے پاس آ۔ تاکہ میں تجھے حج کا طریقہ بتاؤں کہ کیسے حج کیا جاتا ہے اور میں تجھے وہ گفتگو سکھاؤں کہ کس طرح رب کعبہ سے خطاب کیا جائے۔ جب مطلع صاف ہو جائے گا غبار ہٹ جائے گا تو تمہیں حقیقت نظر آ جائے گی۔

اے رعایت کے پاسبانو۔ تم میری حفاظت میں آ جاؤ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت عطا کی گئی ہے۔ اولیاء اللہ تمہیں انہیں باتوں کا حکم دیتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے۔ جس طرح میں تمہیں حکم دیتا ہوں اور منع کرتا ہوں وہ بھی تمہیں اسی طرح حکم دیتے ہیں اور منع کرتے ہیں اور تمہاری خیر خواہی ان کے سپرد کی گئی ہے پس وہ اس امانت کو ادا کرتے رہتے ہیں۔ تم اس حکمت کے گھر دنیا میں کام کئے جاؤ۔ یہاں تک کہ اس قدرت کے گھر یعنی آخرت کی طرف پہنچ جاؤ۔ دنیا حکمت کا گھر ہے اور آخرت قدرت کا گھر ہے۔ حکمت کو آلات و اوزار اور اسباب کی حاجت ہوا کرتی ہے اور قدرت اس کی محتاج نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو ایسا کیا ہے تو پس اس لئے کہ قدرت کا گھر جدا ہو جائے اور حکمت کا جدا اور آخرت میں جملہ اشیاء کا وجود سبب کے بغیر ہوگا وہاں تمہارے اعضاء بولنے لگیں گے اور جو کچھ تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کی ہیں اس پر قیامت کے دن تمہارے اعضاء گواہی دیں گے تمہارے راز فاش ہو جائیں گے اور تمام پوشیدہ امور کھل جائیں گے خواہ تم چاہو یا نہ چاہو تمہاری مشیت کام نہ دی گئی۔ کوئی شخص مخلوق میں سے جہنم میں بغیر دل سر کے داخل نہ ہوگا کیونکہ اس پر دلیل قائم ہوگی کچھ عذر نہ کر سکے گا ٹھنڈے دل سے داخل ہو جائے گا۔

تم اپنے نامہ اعمال کو فکر کی زبان سے پڑھو اس کے بعد گناہوں سے توبہ کرو اور نیک عمل کرو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تم گناہوں کے دفتروں کو جمع کر کے

دیکھو ان سطروں پر توبہ کا قلم پھیر دو۔

دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے

اے اللہ کے بندے! تو نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور میری صحبت میں رہا لیکن جو کچھ میں نے تم کو کہا ہے تو نے اس کو نہ مانا۔ پس تجھے اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ تو نے محض ظاہر پرستی کی اس کا راغب ہوا اور حقیقت کی طرف متوجہ نہ ہوا جو میری صحبت چاہتا ہے وہ میری باتوں کو قبول کرے اور اس پر عمل کرے اور جس طرح میں پھروں وہ بھی پھرے ورنہ میرے صحبت میں نہ رہے۔ وہ بہ تحقیق نفع کی نسبت زیادہ نقصان اٹھائے گا میں ایک مہذب دستر خوان ہوں پھر بھی کوئی مجھ سے کھانا نہیں چاہتا۔ میں کھلا ہوا دروازہ ہوں لیکن اس میں داخل کوئی نہیں ہوتا۔ میں تمہارے ساتھ کیا عمل کروں اور میں تمہیں کیا کہوں حالانکہ تم میری بات کو سننا ہی نہیں چاہتے میں تو تمہیں صرف تمہارے لئے چاہتا ہوں نہ کہ اپنے فائدہ کیلئے۔ نہ تو میں تم سے ڈرتا ہوں اور نہ ہی تم سے کچھ امید رکھتا ہوں اور نہ ویرانہ اور آبادی میں تفریق کرتا ہوں۔ باقی زندہ۔ مردہ۔ امیر و فقیر۔ غلام اور بادشاہ کے درمیان کچھ فرق نہیں سمجھتا۔ حکم تو تمہارے غیر کے قبضہ میں ہے۔

جب میں نے دنیا کی محبت اپنے دل سے نکال ڈالی تو مجھے یہ کمال حاصل ہوگیا جب دنیا کی محبت تیرے دل میں موجود پھر تیری توحید کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔ کیا تو نے حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان نبوی ہے۔

حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ

ترجمہ: کہ دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے۔

جب تک تو ابتدائی عبادت گزار بنا ہوا ہے طلب اور سلوک کی حالت میں ہے تو اس وقت تک دنیا تیرے حق میں خطا کی جڑ رہے گی۔ جب تیرے دل کا

سیر ختم ہو جائے گا تو تو قرب خداوندی تک پہنچ جائے گا تو دنیا کا جس قدر حصہ بھی تیرے مقسوم میں لکھا گیا ہے اس کی محبت تیرے اندر پیدا کی جائے گی اور غیر کے مقسوم کی تیرے دل میں عداوت ڈال دی جائے گی اور تیرا مقسوم اس لئے تیرا محبوب بنایا جائے گا تا کہ تو اپنے متعلق اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کو ثابت کرنے کیلئے اپنا پورا مقسوم حاصل کرے۔ پس تو اس پر قانع بنے اور دوسری چیزوں کی طرف توجہ نہ کرے اور تیرا دل اللہ تعالیٰ کے حضور میں قائم رہے اور دنیا کے مقسوم میں تو ویسا ہی تصرف کرے کہ جس طرح جنت کے اندر جنتی استعمال کریں گے۔ پس وہ تمام احکام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوں گے تیرے محبوب بن جائیں گے۔ کیونکہ اگر تو ارادہ کرتا ہے تو اسی کے ارادہ سے کرتا ہے اور اگر کسی چیز کو اختیار کرتا ہے تو اسی کے اختیار سے کرتا ہے اور اس کی تقدیر سے گھومتا رہے گا اور تیرا دل ماسوائے اللہ تعالیٰ کے جدا ہوگا۔ دنیا اور آخرت دونوں تجھ سے دور ہو جائیں گی۔ پس تیرا اپنے مقسوم کو اپنا اور اسے محبوب رکھنا اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہوگا نہ کہ اپنی ذات کی طرف سے۔

منافق ریاکار شخص اپنے عمل پر مغرور ہوتا ہے اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور راتوں کو شب بیداری کرتا ہے روکھا سوکھا کھاتا ہے اور موٹا لباس پہنتا ہے وہ درحقیقت ظاہر و باطن میں تاریکی میں ہی ہے۔ اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھتا۔ پس وہ عمل کرنے والوں اور غم اٹھانے والوں میں سے ہے جن کے بارہ میں عاملۃ ناصبۃ فرمایا گیا ہے اور اس کی پوشیدہ حالت صدیقین اولیاء اور صالحین پر جو کہ واصل الی اللہ ہیں کے نزدیک آج بھی ظاہر ہے کیونکہ مخلوق میں سے خواص لوگ تو آج بھی اس کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور قیامت کے دن جملہ عوام بھی اس کو پہچان لیں گے۔ خواص جب بھی اس کو دیکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں غیظ و غضب کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی

سے اس کی عیب پوشی کرتے ہیں اور اسے عالم میں آشکارا نہیں کرتے تو اپنے نفاق کے ساتھ اولیاء کرام کی جماعت میں شامل نہ ہو اور جب تک تو اپنی زنار کو توڑ نہ ڈالے اور اسلام کی تجدید نہ کر لے اور سچے دل سے توبہ نہ کر لے اور تو اپنی طبیعت اور خواہش اور اپنے وجود اور تحصیل منفعت اور دفع ضرر کے گھر سے باہر نکل نہ آئے تو واعظ نہ بن۔ جب تک تو اپنے آپ سے باہر نہ ہو جائے اپنے نفس اور خواہش اور طبیعت کے دروازہ کو نہ چھوڑے اور اپنے دل کو دہلیز میں اور باطن کو بادشاہ کے حضور میں مقام خلوت میں نہ چھوڑے تیرا کلام نامسموع ہے زبان نہ ہلا۔ اول بنیاد کو مضبوط کر۔ پس جب اس کو مضبوط کر لے گا تو تعمیر کی طرف دوڑ۔ بنیاد کیا ہے دین کے متعلق فہم اور علم ہے مگر دل کا علم وفہم تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب لے جائے گا اور زبان کا علم وفہم مخلوق اور دنیا کے بادشاہوں کے قریب لے جائے گا۔ دل کا علم وفہم اللہ تعالیٰ کے قرب کی مجلس کا صدر نشین بنائے گا اور تجھے صدر مقام پر اور اونچا بٹھائے گا اور تیرے قدم اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھائے گا اس کو اختیار کر۔

تجھ پر افسوس ہے تو اپنے وقت کو علم کی طلب میں ضائع کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو جہالت کے قدم پر ہوس میں مبتلا ہے اور دشمنان خدا کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تجھ سے اور تیرے شرک سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے ساتھ کسی شریک کو قبول نہیں کرتا کیا تو نہیں جانتا تو اسی کا بندہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں تیری باگ ہوگی۔ اگر تو فلاح و نجات چاہتا ہے تو اپنے دل کی باگ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں دے اور اسی کے حوالہ کر دے اور اسی کی ذات پاک پر بھروسہ کر اور ظاہر و باطن میں اسی کی خدمت کر اس پر تہمت نہ لگا کیونکہ وہ ہر تہمت سے بری ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ جانتا اور پہچانتا ہے لیکن تو نہیں جانتا۔ تو اس کے سامنے

خاموش رہنا گم نامی میں پڑنا آنکھیں بند کرنا اور سر کو جھکائے رکھنا اور گونگا بن جانا لازم سمجھ۔ یہاں تک کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بولنے کا حکم آ جائے اب تو اس کے ارادہ سے بول نہ کہ اپنے ارادہ سے پس اس حالت میں تیرا بولنا دل کی بیماری کی دوا اور باطن کیلئے شفا اور عقول کی روشنی اور ضیاء بن جائے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا وَدُلَّھَا عَلَیْکَ وَصِفْ اَسْرَارَنَا وَقَرِّبْھَا مِنْکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو ہمارے دلوں کو منور فرما اور ان کو اپنا راستہ بتا اور ہمارے باطن کو صاف بنا اور اپنی تائید سے دلوں کو قوی کر دے اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

﴿حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۱ رجب ۵۴۵ ہجری بروز اتوار کو بوقت صبح یہ خطبہ خانقاہ شریف میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الرَّابِعُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۴﴾

مومن مسلمان دنیا میں قیدی ہے

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مومن دنیا میں غریب ہے اور زاہد آخرت میں اور عارف زاہد جملہ ماسوا اللہ تعالیٰ میں غریب ہے۔ مومن مسلمان دنیا میں قیدی ہے اگرچہ کتنا ہی وسیع مکان اور فراخی معاش میں کیوں نہ ہو اور اس کے اہل وعیال اس کے مال و مرتبہ میں ہر طرح مزے اڑاتے پھرتے خوشیاں مناتے اور اس کے اردگرد ہنستے کھیلتے ہیں لیکن وہ باطنی قید خانہ میں رہتا ہے اس کی بشاشت وخوشی محض چہرہ پر ہوتی ہے اور غم اس کے دل میں رہتا ہے۔ اس نے دنیا کی حقیقت کو پہچان کر دنیا کو اپنے دل سے طلاق

دے دی ہے اولاً اس نے دنیا کو ایک طلاق رجعی دی ہے کیونکہ اس کو خوف تھا کہ کہیں اغیار ارادہ کو پلٹ نہ دیں پس وہ اس حال میں تھا کہ آخرت نے اس پر اپنا دروازہ کھول دیا پس اس کے چہرہ کی چمک دمک اور حسن کی شعاعیں چمکنے لگیں اس نے دنیا کو اس وقت دوسری طلاق دے دی۔ اس کے بعد آخرت اس پاس آ کر اس کے گلے سے لپٹ گئی پس اس نے دنیا کو تیسری طلاق بھی دے دی اور کلیتہً اس نے آخرت کا ساتھ پکڑ لیا۔ اس کے بعد وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک اس پر قرب خداوندی کی بجلی چمکی قرب مولیٰ تعالیٰ کا نور چمکا پس اس نے آخرت کو بھی طلاق دے دی تو وہ قرب خداوندی کے مزے لوٹنے لگا۔

دنیا نے اس سے سوال کیا کہ تم نے مجھے کیوں طلاق دی ہے۔

مومن نے اس کو جواب دیا اس لئے کہ میں نے تجھ سے زیادہ خوبصورت چیز کو دیکھ لیا تھا۔

آخرت نے سوال کیا کہ تم نے مجھے کیوں طلاق دی۔

مومن نے اس کو جواب دیا کہ چونکہ تیرا وجود اور تیری صورت کسی اور کی دی ہوئی ہے اور تو اس غیر ہی کی تو ہے پس تجھے کیسے طلاق نہ دیتا پس اس وقت مومن کو معرفت خداوندی محقق ہوگئی اور وہ اس کے سوا ہر چیز سے آزاد اور دنیا اور آخرت میں غریب ہو گیا اور ہر ایک سے غائب اور ہر چیز سے محو و فنا ہو گیا۔ پس ایسی حالت فنا میں دنیا اس کی خدمت میں آ کر کھڑی ہو جاتی ہے اور وہ دنیا کو اپنا خادم جانتا ہے نہ حرمِ دنیا اس کے سامنے اپنے حسن و جمال سے خالی ہو کر جس کو اپنے چاہنے والوں پر ظاہر کرتی ہے ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی ہے۔ یہ حالت مسلمان کیلئے اس لئے بنائی گئی ہے تا کہ اس کی توجہ دنیا کی طرف نہ ہو پائے۔ شہنشاہ بیگم جب کسی شخص سے محبت کرنے لگتی ہے اس کو چاہتی ہے تو اپنے تحفہ تحائف اس محبوب کی طرف بوڑھیوں اور سیاہ فام لونڈیوں کی معرفت اس

محبوب کی حفاظت اور اس پر غیرت کی وجہ سے بھیجتی رہتی ہے۔ تو کلیتہً اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جا۔ آئندہ کل کو گزشتہ کل کے پاس اس کے پہلو پر چھوڑ دے کیا خبر ہے کہ کل کا دن تجھے ایسی حالت میں آئے کہ تو مر چکا ہو۔

اے امیر تو اپنی امیری میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو تجھے کیا معلوم کہ کل تو فقیر ہو جائے تو کسی شے کے ساتھ نہ رہ بلکہ تمام چیزوں کے پیدا کرنے والے کے ساتھ رہ کہ جس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے غیر کے پاس تجھے کسی قسم کی راحت نہیں ملے گی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَا رَاحَةَ الْمُؤْمِنِ مِنْ دُوْنِ لِقَاءِ رَبِّهٖ

یعنی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے بغیر مسلمان کیلئے راحت نہیں ہے۔

جب اللہ تعالیٰ تیرے اور مخلوق کے درمیان واسطہ منہدم اور ویران کر دے اور اپنے اور تیرے درمیان واسطہ اور آبادی کر دے پس تو جان لے کہ اس نے تجھے پسند کر لیا ہے۔ پس تو اس کی پسندیدگی کو برا نہ جان۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ صابر بنا رہتا ہے وہ اس کے عجائبات دیکھتا ہے اور جو فقر پر صبر کرتا ہے اس کو امیری نصیب ہو جاتی ہے۔

اکثر مرتبہ نبوت بکریاں چرانے والوں کو ملا ہے اور مرتبہ ولایت غلاموں اور غریبوں کو عطا کیا گیا ہے جس قدر بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ اس کو عزت سے نوازتا ہے اور جس قدر اس کے سامنے عاجزی کرتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی عزت دینے والا اور ذلت دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی پست کرنے والا اور بلند کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا اور وہی ہر مشکل کام کو آسان کرنے والا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا ہم اس کو ہرگز نہ پہچان سکتے۔

اے اپنے اعمال پر غرور کرنے والے۔ تم کس قدر جاہل ہو اگر اس کی توفیق نہ ہوتی نہ تم نماز پڑھ سکتے تھے اور نہ روزہ رکھ سکتے تھے اور نہ صبر کر سکتے تھے تمہارے لئے تو شکر کا مقام ہے نہ کہ غرور اور تکبر کا۔ اکثر لوگ اپنی عبادتوں اور اعمال پر مغرور اور مخلوق سے اپنی تعریف کے طالب ہوتے ہیں اور دنیا اور اہل دنیا میں راغب اور متوجہ ہوتے ہیں اور اسکی وجہ ان کے اپنے نفس اور خواہشات کے ساتھ وابستگی ہے۔ دنیا تو نفس کی محبوب اور آخرت دل کی محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ باطن اور اسرار کا محبوب ہے ہر شخص اپنے محبوب کی طرف جھکتا ہے کیونکہ ان کے دلوں میں حکم کا ڈالنا حکم کی مضبوطی کے بعد رکھا ہے پس حکم کو مضبوط کیے بغیر جو شخص اس کا کچھ بھی دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے کیونکہ وہ حقیقت جس کی شہادت شریعت نہ دے پس وہ بے دینی والحاد ہے تو کتاب اللہ اور سنت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں بازوؤں سے اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کر تو اس کی حضوری میں ایسی حالت میں حاضر ہو کر تیرا ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا رہبر سردار اور استاد بنا لے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک کو اختیار دے کہ وہ تیرا بناؤ سنگھار کریں اور تجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ارواحوں کے حاکم ہیں اور مریدوں کے مربی اور سرپرست ہیں اور مرادوں کے سردار ہیں اور صالحین کے بادشاہ ہیں اور مخلوق میں حالات اور مقامات کے تقسیم فرمانے والے ہیں۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام کائنات کا امیر بنایا ہے اور تمام امور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد فرما دیئے ہیں۔ جب بادشاہ کی طرف سے لشکر کیلئے خلعت برآمد ہوا کرتے ہیں تو اس کی تقسیم سپہ سالار کے ہاتھ سے کرائی جاتی ہے۔

توحید عبادت ہے اور شرک نفس کی عادت ہے پس تو عبادت کو لازم سمجھ اور عادت کو چھوڑ دے۔ جب تو خلاف عادت کرےگا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلاف عادت برتاؤ ہوگا تو اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کر۔ تا کہ اللہ تعالیٰ تیری حالت کو بدل دے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴿سورۃ الرعد﴾

ترجمہ: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

تو نفس اور مخلوق کو اپنے دل سے نکال دے اور ان دونوں کے خالق سے دل کو لبریز کر تا کہ وہ تجھے منصب تکوین عطا فرما دے۔ یہ ایسی چیز نہیں ہے جو کہ دن کے روزوں اور رات کے ذکر اور نمازوں سے حاصل ہو جائے اس کیلئے دل کی طہارت اور باطن کے صفائی کی ضرورت ہے۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ

بیشک صیام و قیام اس دسترخوان کا سرکہ اور ترکاری ہے۔

اصل کھانا تو اور ہی کچھ ہے۔ سچی بات کہی ہے۔ اصل کھانے سے پہلے یہی دونوں چیزیں آتی ہیں ان کے بعد رنگ برنگ کے کھانے آتے ہیں اس کے بعد تناول شروع ہوتا ہے اور پھر ہاتھ دھونا اور سب کے بعد اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہے اور اس کے بعد خلعت اور جاگیر ملنا اور امارت و نیابت اور ممالک اور قلعوں کا سپرد فرمانا۔ جب بندہ کا دل اللہ تعالیٰ کے قابل بن جاتا ہے اور اس میں اس کا قرب جگہ پکڑتا ہے تب اس کو اطراف زمین کی سلطنت اور بادشاہت عطا کر دی جاتی ہے۔

مخلوق کی ایذا رسانیوں پر صبر کرنے کے ساتھ کا رتبہ تبلیغ اس کے سپرد ہو

جاتا ہے باطل کا پلٹ دینا اور حق کا ظاہر کرنا اس کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کو عطا فرماتا ہے اور وہی غنی بنا دیتا ہے کیونکہ جب وہ عطا کرتا ہے تو پورا تونگر بنا دیتا ہے اور اس کے پیٹ کو حکمتوں سے بھر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں اور عارفین کے دلوں کی زمین سے حکمت کی نہریں جاری فرما دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم کی وادی سے عرش عظیم اور لوح محفوظ سے جوش مارتی ہیں اور ان کے دلوں کی طرف جو کہ مردہ اور اللہ تعالیٰ سے جاہل ہیں اور اس سے اور گردانی کرنے والے ہیں پہنچتی ہیں۔

حرام کھانا دل کو مردہ بنا دیتا ہے

اے اللہ کے بندے! حرام کھانا تیرے دل کو مردہ بنا دیتا ہے اور حلال کھانا تیرے دل کو زندہ کر دیتا ہے اور ایک لقمہ ایسا ہے جو تیرے دل کو روشن کر دیتا ہے اور ایک لقمہ ایسا ہے جو تیرے دل کو تاریک کر دیتا ہے ایک لقمہ وہ ہے جو دنیا کے ساتھ مشغول کرتا ہے اور دوسرا لقمہ ہے جو تمہیں آخرت کے ساتھ مشغول کر دیتا ہے۔ ایک لقمہ وہ ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کا راغب بنا دیتا ہے۔

حرام کھانا تجھے دنیا کے ساتھ مشغول کرتا ہے اور تیرے لئے گناہوں کو محبوب بنا دیتا ہے۔ مباح کھانا تجھے آخرت کی طرف مشغول کرتا ہے اور طاعت وعبادت کو تیرے لئے محبوب بنا دیتا ہے۔ حلال کھانا تیرے دل کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے تو ان غذاؤں کی شناخت اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور معرفت خداوندی تو دل میں ہوتی ہے نہ کہ کتابوں میں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے مخلوق کی طرف سے نہیں ہوتی۔ معرفت خداوندی اس کے حکم پر عمل کرنے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو سچا جاننے' سچا ماننے کے بعد اللہ تعالیٰ کو یکتا سمجھنے اور اس پر اعتماد کرنے کے بعد اور تمام مخلوق سے جدا ہو جانے کے بعد اللہ

تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچان سکتا ہے حالانکہ تجھے کھانے پینے اور جماع کرنے کے سوا کسی اور چیز کی شناخت ہی نہیں ہے تو اس میں حلال وحرام کی پرواہ ہی نہیں کرتا کہ یہ کھانا پینا کہاں سے آ رہا ہے کیا تو نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مَنْ لَّمْ يُبَالِ مِنْ اَيْنَ مَطْعَمُه' وَمَشْرَبُه' لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ مِنْ اَىِّ بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ اَدْخَلَه'

ترجمہ: جس نے اپنے کھانے پینے میں حلال وحرام کی پروا نہ کی اللہ تعالیٰ بھی اس کی پرواہ نہ کرے گا اس کو جہنم کے کسی دروازہ سے جہنم میں داخل کرے گا۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر کچھ گفتگو کے بعد فرمایا کہ تو تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو جا اور کسی چیز کی پروا نہ کر اور نہ کوئی چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے غافل بنائے اور نہ مخلوق تجھے اس سے چھڑا کر اپنا پابند بنائے سوا اس کے کہ تو ان سے ان کی سمجھ کے مطابق بات چیت کرے اور مدارت کے ساتھ ان پر صدقہ خیرات کرے کہ تیرا عمل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مُدَاراةُ النَّاسِ صَدَقَةٌ"

ترجمہ: لوگوں کی مدارت کرنا بھی صدقہ ہے۔

تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے عطیہ میں سے کچھ ان کو بھی دیتا رہے اور جس نعمت سے تجھے اس نے نوازا ہے ان پر سخاوت کرتا رہے ان کے ساتھ تیرا نرمی ولطف کا برتاؤ ہو اور ان کے سامنے تیرا پہلو جھکا رہے اور تیرا خلق منجملہ اخلاق خداوندی کے ہو جائے اور تیرا کام امر خداوندی سے ہوگا۔

مشائخ دو قسم کے ہیں

﴿۱﴾ مشائخ شریعت

﴿۲﴾ مشائخ طریقت و معرفت

☆ شیخ شریعت تجھ کو مخلوق کے دروازہ پر لے جائے گا۔

☆ شیخ طریقت تجھ کو قرب الٰہی کے دروازہ کا راستہ بتائے گا۔

معلوم ہوا کہ دروازے دو ہیں جن میں داخل ہوئے بغیر تجھ کو چارہ نہیں۔ ایک مخلوق کا دروازہ ہے۔ ایک خالق کا دروازہ ہے۔ ایک دنیا کا دروازہ ہے۔ ایک آخرت کا دروازہ ہے۔ ایک دوسرے کے تابع ہے۔ اول مخلوق کا دروازہ ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہے۔ جب تک تو پہلے دروازے سے نہ گزرے گا دوسرے دروازے کو نہ دیکھ سکے گا تو اپنے دل کے ساتھ دنیا سے باہر نکل آ' تاکہ تو آخرت کی طرف داخل ہو۔

تو شیخ شریعت کا خدمت گزار بن جا' تاکہ وہ تجھے شیخ طریقت کے پاس پہنچا دے تو مخلوق سے علیحدہ ہو جا' تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جائے۔ یہ درجات ہیں کہ ایک درجہ دوسرے درجہ کے بعد ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں باہم جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ چیزیں باہم مخالف ہیں۔ پس تو ان کے جمع کرنے کا طالب نہ بن تیرے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا تو اپنے دل کو جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے غیر اللہ سے اس کو خالی کر دے کسی دوسرے کو اس میں جگہ نہ دے جبکہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر اور بت ہوں تو اللہ تعالیٰ تیرے دل میں کیونکر داخل ہو گا حالانکہ اس میں بت موجود ہیں اس کی ذات کے سوا ان بتوں کو توڑ ڈال اور اس گھر کو پاک و صاف کر لے اس وقت تو گھر والے کو گھر میں دیکھے گا اور تجھے وہ عجائبات نظر آئیں گے جو تو نے پہلے کبھی نہ دیکھے ہونگے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ وَفِقْنَا لِمَا یُرْضِیکَ عَنَّا وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو ہمیں اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

﴿حضور غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۳ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری بروز منگل شام کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الْخَامِسُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

مخلوق پر بھروسہ کرنے والا ملعون ہے۔

حدیث

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَلْعُوْنٌ مَّنْ کَانَتْ ثِقَتُه بِمَخْلُوْقٍ مِّثْلِه

ترجمہ: ملعون ہے وہ شخص جس کا بھروسہ اپنی جیسی مخلوق پر ہو۔

کثرت کے ساتھ اس دنیا میں وہ لوگ ہیں جو اس لعنت میں شامل ہیں۔ مخلوق میں ایک آدھ ہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے بے شک جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر بھروسہ کیا اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا اور جس نے اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ کیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مٹھی کو بند کرے اور ہاتھ کو کھولے تو اسے ہاتھ میں کچھ نظر نہ آئے۔

تجھ پر افسوس ہے مخلوق تیری حاجتوں کو ایک دن دو دن تین دن اور ایک مہینہ سال دو سال میں پورا کر دیں گے آخر کار تجھ سے تنگ آ کر تجھ سے اپنے

چہروں کو پھیر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کر اسی کی بارگاہ میں حاجتوں کو پیش کر یقیناً وہ تجھ سے دنیا اور آخرت میں تنگ نہ آئے گا اور نہ ہی تیری حاجت روائی سے گھبرائے گا۔

صاحب توحید کیلئے اس کی توحید کی قوت کے وقت نہ کوئی باپ باقی رہتا ہے نہ ماں، نہ دوست نہ دشمن، نہ مال اور نہ مرتبہ اور نہ کسی چیز کے ساتھ قرار و سکون۔ بجز اللہ تعالیٰ کے دروازہ اور اس کے احسانات سے تعلق رکھنے کے اس کیلئے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

اے اپنے درہم و دینار پر بھروسہ کرنے والے عنقریب وہ تیرے ہاتھ تجھے سزا دینے کیلئے چلے جائیں گے۔ جس طرح تو نے انکو طلب کیا تھا وہ درہم و دینار دوسروں کے قبضہ میں تھے ان سے چھین کر تیرے حوالے کر دیئے گئے تاکہ تو ان سے اپنے آقا عزوجل کی اطاعت پر مدد حاصل کر۔ پس تو نے درہم و دینار کو اپنا معبود اور بت بنا لیا ہے۔

اے جاہل! اللہ کیلئے علم سیکھ اور اس پر عمل کر وہ تجھے با ادب بنا دے گا۔ علم زندگی ہے اور جہالت موت ہے۔ صدیق جب کہ علم مشترک کے سیکھنے سے فراغت حاصل کر لیتا ہے تو اس کو علم خاص میں جو کہ علم قلوب و علم باطن ہے اس میں داخل کر دیا جاتا ہے پس جب وہ اس علم میں مہارت حاصل کر لیتا ہے تو وہ دین خداوندی کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ پھر اپنے بادشاہ بنانے والے کی اجازت سے حکم کرتا ہے۔ باز رکھتا ہے منع کرتا ہے اور دیتا ہے اور وہ مخلوق کا بادشاہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حکم دیتا ہے اس کے منع فرما دینے سے منع کرتا ہے۔ اسی کے حکم سے مخلوق سے لین دین کرتا ہے۔ پس حکم کے اعتبار سے مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے اور علم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دربار خداوندی کے دروازہ کا دربان ہے اور علم کے گھر کا اندرون ہے۔ حکم عام ہے اور علم خاص،

عارف شخص اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر اس حالت میں کھڑا رہتا ہے کہ اس کی طرف علم معرفت سپرد کر دیا جاتا ہے اور ایسے حالات پر خبردار کر دیا جاتا ہے کہ دوسروں کو اسکی اطلاع بھی نہیں ہوتی۔ پھر اس کو عطا فرمانے کا حکم دیا جاتا ہے پس وہ لوگوں کو عطا کرتا ہے اور جب نہ دینے کا حکم دیا جاتا ہے تو ہاتھ کو روک لیتا ہے۔ کھانے کا حکم ہوتا ہے تو کھاتا ہے بھوکا رہنے کا حکم دیا جاتا ہے تو بھوکا رہتا ہے کسی شخص پر متوجہ ہونے کا حکم دیا جاتا ہے تو توبہ کرتا ہے اور دوسرے شخص سے بے توجہی کا حکم کیا جاتا ہے تو اس سے بے توجہ بن جاتا ہے۔ کسی شخص سے اس کو لینے کا حکم ہوتا ہے اور کسی پر خرچ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے جو شخص اس کی مدد کرتا ہے وہ منصور ہوتا ہے اور جو اس کو حقیر سمجھتا ہے وہ رسوا ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ تمہاری طرف تمہارے نفع کیلئے آتے ہیں نہ کہ اپنی ضرورتوں کیلئے ان کو تو مخلوق میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وہ مخلوق کی رسیوں میں بل دیتے ہیں ان کی عمارتوں کو مضبوط کرتے ہیں ان پر شفقت و مہربانی کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سردار ہیں وہ جو کچھ تم سے لیتے ہیں اپنے لئے نہیں لیتے بلکہ تمہارے لئے اور مخلوق کی خیر خواہی کیلئے لیتے ہیں اور سدا اسی میں مشغول رہنا ان کا کام ہے کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی طرف سے ہوتی ہے وہ ہمیشہ قائم و دائم رہتی ہے اور جو چیز غیر اللہ کی طرف سے ہوتی ہے وہ قائم نہیں رہتی۔

علم اور علماء کرام کی خدمت کر اور اس پر صبر کر۔ جب تو علم کی خدمت پر جمے گا تو ضرور ہے علم اس کے بعد تیری خدمت کرے گا اور وہ علم تیری خدمت پر ویسا ہی صبر کرے گا جیسا کہ تو اس کی خدمت پر صابر رہا۔ جب تو علم کی خدمت پر صبر کرے گا تو تجھے قلبی فہم اور نور باطن عطا فرما دیا جائے گا۔

اللہ زیادہ علم والا ہے

اے مسلمانو! تم اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ وہ تم سے زیادہ علم والا ہے۔ اس کی کشائش کے منتظر رہو۔ ایک پل سے دوسرے پل تک بہتری کشائش ہے۔تم اللہ تعالیٰ کے خادم بنو اور اس کا دروازہ کھلواؤ اور مخلوق کے دروازوں کو بند کر دو بہ تحقیق اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے عجائبات دکھائے گا جو تمہارے شمار میں بھی نہ آ سکیں گے۔

تجھ پر افسوس ہے اگر اللہ تعالیٰ تجھے مخلوق کے ہاتھوں سے نفع دینا چاہے گا تو نفع پہنچا دے گا اور اگر ان کے ہاتھوں سے نقصان پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچا دے گا کیونکہ وہی دلوں کو مسخر کرنے والا نرم یا سخت بنا دینے والا ہے۔ وہی زندہ کرنے والا ہے اور وہی مارنے والا ہے۔ وہی عطا کرنے والا ہے اور وہی نہ عطا کرنے والا ہے۔ وہی عزت دینے والا ہے اور وہی ذلت دینے والا ہے۔ وہی بیمار بنانے والا ہے اور وہی صحت عطا کرنے والا ہے۔ وہی پیٹ بھرنے والا ہے اور وہی بھوکا رکھنے والا ہے۔ وہی کپڑا دینے والا ہے اور وہی ننگا رکھنے والا ہے۔ وہی محسن ہے اور وہی وحشت میں ڈالنے والا ہے۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ سب کچھ وہی ہے نہ کوئی دوسرا۔ اپنے دل میں اس بات کا اعتقاد رکھ اور اپنے ظاہر سے مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کر کیونکہ زندگی بسر کرنے اور پرہیزگاروں کا یہی کام ہے کہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں اور مخلوق کے ساتھ خاطر و مدارت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ حسن خلق کے ساتھ قرآن و حدیث کے مطابق اخلاق حسنہ سے ان سے ایسی گفتگو کرتے ہیں جو وہ اپنے دلوں سے سمجھ سکیں۔ ان کو قرآن و حدیث کے حکم کے مطابق حکم دیتے ہیں پس اگر وہ مان لیتے ہیں تو انکا شکر ادا کرتے ہیں اگر حکم کی تعمیل نہیں کرتے تو مخلوق اور اولیاء اللہ کے درمیان میں مطلقاً دوستی اور محبت نہیں رہتی اور وہ اللہ تعالیٰ

کے امر و نہی کے معاملہ میں مخلوق کا لحاظ نہیں کرتے۔
تو اپنے دل کو مسجد بنا لے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکار۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْ مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿سورۃ جن﴾
ترجمہ: اور یہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کیساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔
﴿کنزالایمان﴾

پس جب اس بندہ کا درجہ اسلام سے ایمان کی طرف ایمان سے ایقان کی طرف ایقان سے معرفت کی طرف اور معرفت سے علم کی طرف اور علم سے محبت کی طرف محبت سے محبوبیت کی طرف طالبیت سے مطلوبیت کی طرف ترقی کرتا ہے تو اس وقت اگر غفلت کرے تو اس پر قائم نہیں رکھا جاتا اور جب بھول واقع ہوتی ہے تو یاد دلا دیا جاتا ہے اور جب سو جائے تو بیدار کر دیا جاتا ہے اور جب غافل ہو تو ہوشیار کردیا جاتا ہے اور جب وہ پیٹھ پھیرتا ہے تو متوجہ کر دیا جاتا ہے اور جب خاموش ہو جائے تو بلوایا جاتا ہے۔ پس وہ ہمیشہ بیدار اور صاف رہتا ہے کیونکہ اس کے دل کا آئینہ ایسا صاف ہو گیا ہے کہ اس کا اندرونی حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے اور اس کو یہ بیداری سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میراث میں ملی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں سویا کرتی تھیں اور آپ کا دل بیدار رہتا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے ویسے ہی اپنی پیٹھ مبارک کے پیچھے سے دیکھتے تھے۔

ہر ایک کی یہ بیداری اس کی حالت کے مطابق ہوتی ہے اور سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیداری تک تو کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا اور نہ ہی کسی کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شرکت کی قدرت ہے۔ ہاں اتنی

بات ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے ابدال اور اولیاء آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے پس خوردہ کھانے اور پینے کے دستر خوان پر آتے ہیں اور ان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقامات عالیہ کے سمندروں میں سے ایک قطرہ اور کرامات کے پہاڑوں میں سے ایک ذرہ عطا فرما دیا جاتا ہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں اور اس کے مددگار ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچنے کا راستہ بتانے والے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین اور کلمہ اور شریعت کو پھیلانے والے ہیں۔

سَلَامُ اللّٰهِ وَتَحِيَّاتُه' وَعَلَى الْوٰرِثِيْنَ لَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور تحیات قیامت تک نازل ہوتی رہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کے وارثوں پر۔ آمین

مسلمان نے دنیا پر نظر ڈالی پس اس کو چاہا ور طلب کیا اور اپنے دل کو اس سے بھر لیا پس دنیا نے اس کے دل پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اس پر اس مومن مسلمان نے دنیا کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد آخرت کو طلب کیا یہاں تک کہ اس کو بھی پا لیا اور اپنے دل کو اس سے بھر لیا تب اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں آخرت اس کو مقید نہ کر لے اور اللہ رب العزت سے نہ روک لے پس آخرت کو بھی اس نے طلاق دے دی اور اس کو دنیا کے پہلو پر بٹھا دیا اور آخرت کا فرض ادا کر دیا اور خود اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر پہنچ گیا اور وہاں خیمہ گاڑ دیا اور اس کی چوکھٹ کو تکیہ بنا لیا۔

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پیروی کر کہ جنہوں نے ستاروں کے بعد چاند اس کے بعد سورج سے بے توجہی کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں ڈوب جانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿سورۃ الانعام﴾

ترجمہ: میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں نہیں ﴿کنزالایمان﴾

پس جب آستانہ خداوندی پر اس کا تکیہ لگانا مدتوں رہا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سچی طلب کو ظاہر طور پر جان لیا تو اس پر اپنے قرب کا دروازہ کھول دیا اور اس کے دل کو اپنے حضور میں باریابی کی اجازت دے دی اور اس کے حالات وواقعات جو کہ دنیا اور آخرت کے ساتھ گزرے تھے دریافت فرمائے حالانکہ وہ اس سے زیادہ خبر رکھنے والا ہے پس اس نے اپنا تمام قصہ کہہ سنایا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنا قرب اور انس عطا فرمایا اور ہمکلامی کا شرف بخشا اور اپنی رضامندی کا خلعت مرحمت فرمایا اور اس کو اپنے علم وحکمت سے مالا مال کر دیا اور اس کی طلاق دی ہوئی دنیا اور آخرت کو بلا کر ان دونوں سے اس کا جدید عقد کر دیا اور اس کے اور ان دونوں کے درمیان شرائط نامہ لکھ دیا جس میں اس کو بھی کبھی اذیت نہ دینے کی ان پر شرط درج فرمائی اور ان دونوں کو اس کا خادم بنا دیا تاکہ وہ اس کے حصے کو پورے طور سے ادا کرتی رہے ان دونوں کے دلوں میں اس کی محبت کو ڈال دیا پس اس کے حق میں اس کا معاملہ پلٹ گیا اور اس کے دل کی قیام گاہ رب عزوجل کے قریب قرار پائی اور ماسوا اللہ تعالیٰ سب اس سے علیحدہ ہو گئے اور آزاد بندہ بن گیا اور صرف اللہ تعالیٰ کا غلام رہا اور ماسوا اللہ تعالیٰ سے آزاد ہو گیا۔ زمین و آسمان میں بے قید اس کی کوئی شے مالک نہیں اور وہ تمام اشیاء کا مالک بن گیا بادشاہ ہو گیا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے اس کا کوئی مالک نہ رہا۔ قرب خداوندی کا دروازہ اجازت عامہ کے ساتھ اس

کیلئے کھلا ہوا ہے نہ کوئی دربان ہے اور نہ ہی کوئی روک ٹوک کرنے والا۔

اولیاء باذن اللہ لیتے ہیں

اے اللہ کے بندے! تو اولیاء کرام کا خادم بن جا کیونکہ دنیا اور آخرت ان کی خدمت گزار ہیں اور جس وقت بھی وہ جو کچھ ان دونوں سے لینا چاہتے ہیں باذن اللہ لے لیتے ہیں وہ تم کو ظاہری طور پر دنیا عطا کریں گے اور باطنی طور پر آخرت عطا کریں گے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ عَرِّفْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ دُنْیَا

اے اللہ ہمیں ہمارے اور ان کے درمیان میں دنیا اور آخرت دونوں میں واقفیت کر دے۔ آمین

﴿سیدنا حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ ۲۶ رجب ۵۴۵ ہجری بوقت صبح یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّادِسُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

دنیا ایک بازار ہے

حضرت سیدنا حضرت اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا ایک بازار ہے جو عنقریب بند ہو جائے گا تم مخلوق پر نظر رکھنے کے دروازے کو بند کر دو اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر نظر رکھنے کے دروازے کو کھول لو۔ تم دل کی صفائی اور باطن کے قرب حاصل ہو جانے کے وقت اپنے مخصوص امور میں کسب اور اسباب کے دروازہ کو بند کر لو نہ ان امور میں جو کہ تمہارے اہل وعیال اور متعلقین کے ساتھ عام ہیں۔ پس تمہاری کمائی اور نفع اور تحصیل معاش. دوسروں کیلئے ہو اور تم اپنے لئے خاص فضل خداوندی کے طبق کے طالب ہو اور اپنے نفسوں کو دنیا کے ساتھ

بٹھا دو اور اپنے دلوں کو آخرت کے ساتھ اور اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کہتے رہو کہ

اِنَّکَ تَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ

اے پروردگار تو ہمارے ارادوں کو خوب جانتا ہے۔

سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ابدال اور اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کے نائب ہیں۔ پس جس بات کا وہ تمہیں حکم دیں اس کو قبول کرو۔ کیونکہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حکم کرتے ہیں اور انہیں کے منع کرنے سے منع فرماتے ہیں اور جب انہیں بولنے کا حکم ہوتا ہے تو بولتے ہیں اور نہ اپنی طبیعت اور نفس کی خاطر حرکت کرتے ہیں اور نہ ہی خواہشات نفس کو دین الٰہی میں اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں انہوں نے تمام اقوال و افعال میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قول سن لیا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْ ﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: جو کچھ تمہیں رسول دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھیجنے والے یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کردیا اور ان کو دربار خداوندی سے القاب اور خلعتیں اور مخلوق پر حکومت عطا کروا دی۔

اے منافقو! تمہارا خیال ہے کہ دین ایک قصہ کہانی ہے اور امر دینی بیکار

مہمل شے ہے تمہاری اور تمہارے شیطانوں اور تمہارے برے ہم نشینوں کی کوئی عزت نہیں ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیَّ وَعَلَیْھِمْ وَخَلِّصْھُمْ مِنْ ذُلِّ النِّفَاقِ وَقَیْدِ الشِّرْکِ

اے اللہ مجھ پر اور ان پر رحم فرما اور ان کو نفاق کی ذلت اور شرک کی قید سے رہائی عطا فرما۔

تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر حلال کمائی سے مدد حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ مسلمان تابعدار اور حلال کھانے والے بندے کو محبوب بنا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرتا ہے جو اپنے کسب سے کھاتا ہے اور اس کو دشمن سمجھتا ہے جو اپنے نفاق سے کھاتا ہے اور مخلوق پر توکل کر کے کھاتا ہے۔ وہ موحد کو دوست رکھتا ہے اور مشرک کو دشمن۔ وہ تسلیم و رضا والے کو دوست رکھتا ہے اور جھگڑا کرنے والے کو دشمن۔ موافقت کرنا محبت کیلئے شرط ہے اور مخالفت کرنا شرط عداوت ہے۔تم اپنے پروردگار کے سامنے اپنی گردنوں کو جھکا دو اور دنیا اور آخرت میں اس کی تدبیر پر راضی ہو جاؤ۔

ایک مرتبہ میں چند دن بلا میں مبتلا رہا میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بلا کے دفع کرنے کی درخواست کی پس اس نے دوسری بلا اس سے زیادہ مجھ پر ڈال دی پس میں حیرت میں پڑ گیا اور ناگاہ ایک کہنے والے کی آواز آئی اور کہا کیا ہم نے تجھ سے ابتدائی حالت میں یہ نہ کہہ دیا تھا کہ تیری حالت تسلیم کی حالت ہونی چاہیے پس میں نے ادب کیا اور ساکت ہو گیا۔

تجھ پر افسوس ہے تو محبت خداوندی کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسروں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سراپا صفا ہے اور اس کا غیر سرتا سر کدورت۔ پس جب تو دوسروں کو محبوب سمجھ کر صفائی کو مکدر بنائے گا تو تجھ پر کدورت ڈال دی جائے گی

اور تیرے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا تھا جب وہ دونوں حضرات علیہم السلام تھوڑی سے محبت قلبی کے ساتھ اپنے صاحبزادوں ﴿یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف کی طرف مائل ہوئے تو دونوں کا ان بچوں ہی کے ساتھ امتحان لیا گیا﴾۔

اور ہمارے آقا حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنے دونوں نواسوں یعنی حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ ان کو محبوب رکھتے ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو یہ سن کر جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے ایک کو تو زہر پلایا جائے گا اور دوسرے کو شہید کر دیا جائے گا۔ پس وہ دونوں کے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل مبارک سے نکل گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دل مبارک کو اللہ تعالیٰ کیلئے خالی کر لیا اور وہ خوشی آپ پر غم سے متبدل ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور اپنے نیک بندوں کے دلوں پر بڑی عزت رکھنے والا ہے کہ ان کو غیر کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا۔

اے نفاق سے دنیا کے طلب گار تو اپنا ہاتھ کھول اس میں تو کچھ بھی نہ پائے گا۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے محنت اور کمائی کو ترک کر دیا ہے اور بے دین لوگوں کے مال سے کھاتا ہے۔

محنت مزدوری تو تمام انبیاء علیہم السلام کا پیشہ تھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جس کیلئے کوئی صنعت نہ ہو اور آخر میں جا کر انہوں نے باذن خداوندی مخلوق سے کچھ لیا۔

اے دنیا کی شراب اور اس کی شہوتوں اور ہوس میں بدمست بہت جلد تجھے اپنی قبر میں ہوش آ جائے گا اس لئے تو اب بھی سمجھ جا۔

﴿حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۸ رجب المرجب ۵۴۵ ہجری المقدس بروز اتوار بوقت صبح مدرسہ قادریہ میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّابِعُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۷﴾

علم اور عمل

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کر اور اس کے بعد علم پر عمل کر۔ مخلص بن اور اپنے نفس اور جملہ مخلوق سے مجرد ہو جا اور اللہ اللہ کہہ۔ پھر ان سب کو چھوڑ دے کہ وہ اپنے بے ہودہ خیالات میں مشغول رہیں اور تو ویسا ہی کہہ جیسا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا۔

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ　﴿سورۃ الشعراء﴾

ترجمہ: بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں مگر پروردگار عالم ﴿کنزالایمان﴾

جب تک تیری نظر نفع اور نقصان میں مخلوق پر پڑتی رہے تو ان کو چھوڑ دے اور ان کو اپنا دشمن جان۔ پس جب تیری توحید صحیح ہو جائے گی اور شرک کی خباثت تیرے دل سے نکل جائے گی تو مخلوق کی طرف لوٹ آ اور ان سے میل جول کر اور جو کچھ تیرے پاس علم ہے اس سے ان کو نفع پہنچا اور ان کو اللہ تعالیٰ کے دروازے کا راستہ بتا۔ خواص کی موت تمام مخلوق سے مر جانا اور ارادہ اور اختیار سے مر جانا ہے تو جس کو یہ موت حاصل ہوگئی اس کو اپنے پروردگار کے ساتھ حیات ابدی ﴿ہمیشہ کی زندگی﴾ مل گئی۔ اس کی ظاہری موت ایک لحہ کا سکتہ۔ ایک لحہ کی غشی اور ایک لحہ کی عدم موجودگی ہے ذرا سی دیر سونا ہے پھر ہمیشہ کیلئے بیداری ہے۔ اگر تو ایسی موت مرنا چاہتا ہے تو معرفت اور قرب خداوندی

کی شراب پی کر آستانہ خداوندی پر سو جانا اختیار کر' تا کہ وہ تجھے اپنی رحمت اور احسان کے ہاتھ سے تھام لے وہ تجھے حیات ابدی کی زندگی عطا فرما دے۔ نفس کا کھانا علیحدہ ہے اور دل کا کھانا علیحدہ ہے اور سر و باطن کا کھانا علیحدہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فَیُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ

میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں پس وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے باطن کو حقیقت کی غذا اور میری روح کو روحانیت کی غذا کھلاتا ہے اور مجھے ایسی غذا دیتا ہے جو کہ صرف میرے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ اول آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جسم اور دل سے معراج حاصل ہوئی۔ اس کے بعد قالب اور جسم کو روک لیا اور ایسی حالت میں لوگوں میں بھی آپ موجود رہے۔ قلب و باطن سے عروج و معراج فرماتے رہتے تھے۔ یہی حال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے وارثوں کا ہے جو علم و عمل اور اخلاص اور تعلیم میں مخلوق کے جامع ہیں۔

عمل بغیر اخلاص کے جسم بے روح

اے مسلمانو! اولیاء کا بچا کھچا کھاؤ جو کچھ ان کے برتنوں میں پانی ہے اس کو پی جاؤ۔ اے علم کا دعویٰ کرنے والے۔ عمل کے بغیر تیرے علم کا بغیر اخلاص کے کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ علم بغیر عمل کے اور عمل بغیر اخلاص کے جسم بغیر روح کے ہے۔ تیرے اخلاص کی علامت یہ ہے کہ تو مخلوق کی تعریف اور ان کی مذمت اور برائی کی طرف توجہ نہ کر اور نہ ان کے مال اور اسباب کی لالچ و طمع کر بلکہ ربوبیت کو اس کا حق ادا کرتا ہے۔ تیرا عمل نعمت عطا کرنے والے کیلئے ہو۔ تیرا عمل مالک کیلئے ہو نہ کہ ملک کیلئے حق کیلئے ہو نہ کہ باطل کیلئے اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے وہ چھلکا ہے اور خالق کے پاس جو کچھ ہے وہ سراپا مغز ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیری سچائی اور اس کی ذات کیلئے تیرا اخلاص اور اس کے سامنے تیری حضوری صحیح ہو جائے گی پس وہ تجھے اس مغز کے روغن سے کھانا کھلائے گا اور وہ تجھے مغز کے مغز اور باطن کے باطن اور حقیقت کی حقیقت پر خبردار کر دے گا پس اس وقت تو ماسوائے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے برہنہ ہو جائے گا۔ یہ برہنگی دل کے متعلق ہے نہ کہ بدن کیلئے۔ زہد کا تعلق دل سے ہوتا ہے نہ کہ جسم سے روگردانی باطن سے ہوتی ہے نہ ظاہر سے۔ نظر معانی پر ہوتی ہے نہ کہ الفاظ پر۔ دیکھنا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا ہے نہ مخلوق کا۔ دارومدار اس پر ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو نہ کہ مخلوق کی معیت دنیا اور آخرت تمہارے اعتبار سے دونوں معدوم ہو جائیں گے گویا کہ نہ دنیا ہے اور نہ ہی آخرت گویا کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سوا ہے ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے مخصوص اس کے محبّ ہیں جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے کافروں کی تلواروں سے شہادت کے مرتبہ پر فیضیاب ہوئے۔ بدنی تکالیف اٹھا کر کس طرح خوش ہوتے ہیں۔ لذتیں پاتے ہیں۔ پس کیا حال ہوگا ان شہداء کا جو کہ محبت کی تلواروں سے قتل کیے گئے ہیں۔ گناہوں کی وجہ سے اجسام و ابدان پر ویرانی چھا جاتی ہے کیا ویران جگہوں کو تو نے نہیں دیکھا کہ وہاں کے رہنے والوں کے گناہوں نے خراب و برباد کر دیا۔ کیونکہ گناہ شہروں کو ویران بناتے ہیں اور بندوں کو ہلاک کرتے ہیں اسی طرح تیری حالت ہے کہ تیرا جسم ایک شہر کی طرح ہے جب تو اس میں نافرمانی اور گناہ کرے گا اس میں خرابی اور ویرانی آ جائے گی۔ جب تو گناہ کرے گا تو پہلے خرابی اور ویرانی تیرے بدن کی طرف آئے گی پھر تیرے دین کے جسم کی طرف سرایت کرے گی۔ تجھے اندھا پن، اپاہج پن، بہرا پن حاصل ہوگا اور تیری قوت جاتی رہے گی اور تجھے طرح طرح کی بیماریاں آ گھیریں گی۔ تجھے محتاجی آئے گی۔ پس تیرے مال و دولت

ویران و برباد کر دے گی اور وہ تجھے تیرے دوستوں اور دشمنوں کی طرف لے جائے گی اور محتاجی تجھے دربدر پھیرائے گی۔ اے منافق تیرے اوپر افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکروفریب نہ کر اسے دکھ نہ دے۔ تو عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں عمل اللہ تعالیٰ کیلئے کرتا ہوں حالانکہ وہ تیرا عمل مخلوق کیلئے ہوتا ہے تو عمل ان کو دکھانے کیلئے کرتا ہے ان سے نفاق کا برتاؤ برت رہا ہے اور انہیں کی چاپلوسی اور خوشامد کر رہا ہے اور تو اپنے خالق و مالک کو بھول رہا ہے۔ عنقریب تو دنیا سے مفلس اور محتاج ہو کر نکلے گا۔ سوچ غوروفکر کر۔ اے باطن کی بیماری میں مبتلا تو اپنا علاج کر۔ دوا کر۔ اس تیری بیماری کی دوا اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس سے ہی ملے گی تو ان سے دوا لے کر استعمال کر۔ اس سے تجھے دائمی عافیت اور ابدی صحت حاصل ہوگی۔ تیری حقیقت اور دل اور باطن سب کا علاج ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیری خلوت بھی صحیح ہو جائے گی تیرے دل کی دونوں آنکھیں کھل جائیں گی پس تو ان سے اپنے پروردگار کو دیکھے گا اور تو بھی محبوبان خدا میں سے ہو جائے گا جو کہ آستانہ خداوندی پر ٹھہرنے والے ہیں اور اس کی ذات پاک کے سوا کسی کی طرف نظر بھی نہیں کرتے جس کے دل میں بدعت ہو وہ بھلا اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے نظر کر سکتا ہے۔

بدعت سے پرہیز

اے مسلمانو! تم شریعت کی اتباع کرو۔ بدعتی نہ بنو۔ موافقت کرو۔ مخالفت نہ کرو۔ اطاعت کرو نہ نافرمانی نہ کرو۔ مخلص بنو۔ مشرک نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت پر عمل کرو۔ آستانہ خداوندی سے بالکل نہ ہٹو۔ اسی سے سوال کرو۔ اس کے غیر کے سائل نہ بنو۔ اسی سے مدد طلب کرو اس کے غیر سے مدد نہ مانگو۔ اس کی ذات پر بھروسہ کرو اس کے غیر پر بھروسہ اور توکل نہ کرو۔ اور تم اے خاصان خدا۔ اپنے نفسوں کو اس کے سپرد کر دو اور اس کی تدبیر پر جو کہ تمہارے

اور تمہارے غیروں کیلئے ہے راضی ہو جاؤ اور اس کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔
کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا جو اس نے ایک کتاب میں فرمایا ہے۔
مَنْ شَغَلَه' ذِکْرِیْ عَنْ مَّسْئَلَتِیْ اَعْطَیْتُه' اَفْضَلَ مَا اُعْطِیَ السَّائِلِیْنَ
یَامَنِ اشْتَغَلَ بِذِکْرِہٖ
ترجمہ: جس شخص کو میرے ذکر نے سوال کرنے پر باز رکھا میں اس کو مانگنے والوں سے بھی زیادہ عطا کروں گا۔
اے ذکر خداوندی میں مشغول رہنے والے اسی کیلئے اپنے دل کو منکسر بنا دینے والے کیا تو اس کی عطا پر راضی نہیں ہے کہ وہ تیرا ہم جلیس اور ہم نشین ہو جائے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ
ترجمہ: میں اس کا ہم جلیس ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔
اور ارشاد فرمایا
اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِنْ اَجْلِیْ
ترجمہ: میں انکے پاس ہوتا ہوں کہ جنکے دل میرے لئے ٹوٹے ہوئے ہیں۔

اللہ کا ذکر

اے اللہ کے بندے! تیرا دل اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے گا اور وہ تجھے اللہ تعالیٰ کے قرب کے گھر میں داخل کر دے گا اور تو اللہ تعالیٰ کا مہمان ہو جائے گا تو مہمان کی عزت کی جاتی ہے۔ خصوصاً شاہی مہمان کی۔ تو کب تک ملک و سلطنت میں مشغول رہ کر بادشاہ سے غافل رہے گا تو عنقریب اپنی سلطنت اور حکومت کو چھوڑے گا اور آخرت میں موجود ہوگا اور خیال کرے گا کہ گویا دنیا تھی ہی نہیں اور آخرت ہمیشہ سے ہے تو میرے ہاتھ کو خالی دیکھ کر مجھ سے نہ بھاگ کیونکہ مجھے تجھ سے اور تمام مشرق و مغرب والوں

سے بے نیازی ہے۔ میں تو تجھے تیرے نفع کیلئے چاہتا ہوں تمہاری رسیاں بناتا رہتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے دین میں بدعت اور کوئی نئی بات کہ جس کی اصل نہ ہو داخل نہ کر۔ تو دو عادل گواہ یعنی قرآن اور حدیث کی پیروی کر۔ پس وہ یقیناً تجھے تیرے پروردگار کی طرف پہنچا دیں گے۔ اگر تو بدعتی ہو جائے اور تیرے گواہ تیری عقل اور خواہش ہوں تو یقیناً تجھے یہ دونوں جہنم میں پہنچا دیں گے اور تجھے فرعون ہامان اور اس کے لشکر کے ساتھ ملا دیں گے۔ ﴿استغفر اللہ﴾

تو تقدیر خداوندی کے ساتھ حجت کرتا ہے جو تجھ سے قبول نہ کی جائے گی۔ تیرے لئے علم اور تدریس اور اخلاص کی درس گاہ میں شامل ہونا لازمی ہے پہلے تو علم حاصل کر پھر اس پر عمل کر اس کے بعد اخلاص۔ تجھ سے تو کچھ ہوتا ہی نہیں ہے حالانکہ ہونا ضروری ہے' تیری تمام تر کوشش علم اور عمل میں ہونی چاہیے کہ دنیا کی طلب میں عنقریب تیری کوشش منقطع ہو جائے گی۔ پس تو اپنی کوشش سے ایسے کام کر جو تجھے فائدہ دیں۔

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دوران وعظ ایک شخص وجد کرتا ہوا کھڑا ہوا اور دریافت کیا کہ اس دلہن کا پیش خیمہ کیا تھا جو اس کا ایسا نصیبہ ہو گیا۔

تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ شب وصال سے قبل بادشاہ مالک کی ایک نظرِ لطف و کرم۔

رضائے خداوندی اور غم

اے اللہ کے بندے آگے بڑھ اور رضائے خداوندی تک پہنچ جا' تاکہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو جائے جب اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو جائے گا تو وہ تجھے محبوب بنا لے گا تو رزق کے غم اور فکر کو اپنے دل سے نکال دے۔ تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق بغیر مشقت اور تکلیف کے اٹھانے کے آ جائے گا تو

تمام غموں کو اپنے دل سے نکال دے اور سب غموں کو ایک غم بنا لے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کا غم۔ پس جب تو ایسا کرے گا تو وہ تیرے تمام غموں کا کفیل ہو جائے گا۔ غم اس کو کہتے ہیں جو تجھے بے چین بنا دے۔ اگر تیرا غم دنیا کیلئے ہے تو دنیا کا ساتھی ہے۔ اگر تیرا غم آخرت کیلئے ہے تو تو آخرت کا ساتھی ہے۔ اگر تیرا غم مخلوق کیلئے ہے تو مخلوق کا ساتھی ہے۔ اگر تیرا غم اللہ تعالیٰ کیلئے ہے پس تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

﴿حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے یکم شعبان المعظم ۵۴۵ ہجری بروز منگل کے دن یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّامِنُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۸﴾

غضب خداوندی

حدیث

سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مَنْ تَزَيَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا يُحِبُّوْنَ وَبَارَزَ اللّٰهَ بِمَا يَكْرَهُ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ

ترجمہ: جس شخص نے اپنا بناؤ سنگھار اس چیز سے کیا جس کو مخلوق پسند کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس چیز کے ساتھ مقابلہ کیا جس کو اللہ ناپسند کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

اے منافقو! تم کلام نبوت کو سنو۔ دنیا کے بدلہ میں آخرت کو بیچنے والو۔ مخلوق کے بدلہ میں خالق کو بیچنے والو اور باقی کو فانی کے بدلہ میں بیچنے والو۔ تمہاری یہ تجارت بڑے خسارہ کی ہے اور تمہارا اصل مال بھی غارت ہو گیا۔ تم پر افسوس ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے غصہ اور غضب کا نشانہ بنے ہوئے ہو

کیونکہ جس شخص نے لوگوں کی خاطر ایسا بناؤ سنگھار کیا جو درحقیقت اس میں نہیں ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے۔ تم مکاری نہ کرو تم اپنے ظاہر کو آداب شریعت سے سنوارو اور اپنے باطن کو اس میں سے مخلوق کو باہر نکال دینے سے سنوارو۔ مخلوق کے دروازوں کو بند کر دو اور ان کو اپنے دل سے فنا کر دو گویا کہ سمجھ لو مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی ہے۔ تم ان کے ہاتھوں سے نفع اور نقصان کا کچھ خیال نہ کرو۔ تو تو بدن کو سنوارنے میں مشغول ہے اور تو نے دل کی آراستگی کو چھوڑ رکھا ہے۔ دل کی زینت توحید اور اخلاص اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے اور غیر اللہ کو بھلا دینے میں ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ

اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ هُوَالَّذِیْ لَا تُحِبُّ اَنْ تُحْمَدَ عَلَیْهِ

یعنی نیک عمل وہی ہے جس پر تعریف کئے جانے کو محبوب نہ رکھے کہ لوگ تیری تعریف کریں۔

اے آخرت کے اعتبار سے بیوقوفو' دیوانو اور دنیا کے اعتبار سے عقل مندو یہ عقل ایسی ہے جو تمہیں فائدہ نہ دے گی تو ایمان کو حاصل کرنے میں کوشش کر تجھے ایمان حاصل ہو جائے گا۔ توبہ کر اور معذرت کر اور نادم ہو اور اپنی آنکھوں سے آنسو اپنے رخساروں پر بہا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا گناہوں اور غضب خداوندی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ جب تو دل سے توبہ کرے گا تو سچی توبہ کا نور تیرے چہرے پر چمکنے لگے گا تیرا چہرہ روشن ہو جائے۔

راز کو چھپانے کی کوشش کر

اے اللہ کے بندے۔ تو اپنے راز کو چھپانے میں جب تک کہ تو اس کی حفاظت پر قادر ہے کوشش کرتا رہ پس جب تو مغلوب ہوجائے اور راز ظاہر ہو جائے پس اس وقت تو معذور ہے۔ محبت پردہ اور ستر کی دیواروں حیا کی دیواروں

وجود اور مخلوق کی نظر کرنے کی دیواروں کو خراب اور ویران کر دیا کرتی ہے۔

جو شخص بناوٹ کر کے مصنوعی وجد میں آئے اس کو باہر نکال دینے کا حکم دیا گیا ہے اور معکف مغلوب جس پر بے اختیارانہ حال طاری ہو اس کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنایا جاتا ہے کیونکہ بناوٹ نفسانی امر ہے اور غلبہ بے اختیاری امر ہے وہ مخلوق کے دکھانے کا ہے اور یہ رب تعالیٰ کی طرف منسوب ہے تو اس بات کی کوشش کر کہ تو نہ رہے بلکہ صرف وہی رہ جائے تو اس کی کوشش کر کہ نہ اپنے سے نقصان کے رفع کرنے میں حرکت کر اور نہ اپنے نفع کے حاصل کرنے کی کوشش کر۔ پس جب تو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایک خدمت گار مقرر کر دے گا جو کہ تیری خدمت کیا کرے گا اور تجھ سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح ہو جا جیسا کہ مردہ نہلانے والے کے ساتھ کہ جس طرح چاہتا ہے پلٹتا ہے اور جیسے اصحاب کہف رضی اللہ عنہا جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فی الجملہ بغیر وجود اور بلا اختیار اور بغیر تدبیر کے ٹھہرا رہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں قضاء وقدر کے بوجھوں کے اترنے کے وقت اپنے ایمان و یقین کے قدموں پر ٹھہرا رہ کہ ایمان تقدیر کے ساتھ ٹھہرا رہتا ہے اور ثابت رہتا ہے اور نفاق بھاگ جاتا ہے۔

منافق پر جب چند دن اور راتیں گزرتی ہیں تو اس کا جسم دبلا ہو جاتا ہے اور اس کا نفس اور خواہش اور طبیعت فربہ ہو جاتی ہے اور اس کے باطن اور دل کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اس کے گھر کا دروازہ آباد ہو جاتا ہے اور اس کا اندرونی حصہ ویران اور اس کا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا صرف زبان سے ہوتا ہے نہ کہ دل سے۔ اس کا غصہ صرف اپنے نفس کیلئے ہوتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کیلئے لیکن مومن شخص اس برخلاف ہوتا ہے مومن شخص اللہ کا ذکر زبان اور دل سے کرتا ہے اور اکثر اوقات اس دل ذاکر ہوتا ہے اور اس کی زبان سکون میں ہوتی ہے۔

مومن شخص کا غصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ہوتا نہ کہ اپنے نفس اور خواہش اپنی طبیعت اور اپنی دنیا کی خاطر اور نہ مومن حسد کرتا ہے اور نہ ہی خوشحالوں سے ان کی خوشحالی پر جھگڑا کرتا ہے۔

سلامتی کا راز

اے اللہ کے بندے! تو اس بات سے اپنے آپ کو بچا اور پھر بچا کہ تو کسی خوش حال سے جھگڑا کرے کیونکہ وہ تو سلامت رہے گا اور بلند ہو جائے گا اور تو دشمنی اور جھگڑے سے ہلاک ہو جائے گا اور گرتا جائے گا اور ذلیل وخوار ہوگا تو اپنے جھگڑے سے اسکی خوشحالی کو کس طرح متغیر کر سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا علم پہلے ہی سے اسکی اس خوشحالی کے متعلق ہو چکا ہے۔ جب تو اللہ تعالیٰ کے علم سابق کے متعلق جو تیرے اور دوسروں کے بارے میں سابق ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی نظر کرم سے گر جائے گا اور تجھے تیرا عمل کوئی فائدہ نہ دے گا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ

یعنی عمل کرنے والے مشقت اٹھانے والے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں توبہ کر۔ معصوم دانا وہی ہے جو گناہوں سے محفوظ ہے۔ اس بلا کی وجہ سے جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اتارا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف قصد کرنے سے باز نہیں رہتا تو اس بلا کا اپنے سے ٹل جانے کا منتظر رہ۔ اللہ تعالیٰ سے نا امید مت ہو کیونکہ ایک ساعت کے بعد دوسری ساعت میں کشادگی ہے کیونکہ۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ

یعنی اللہ ہر روز ایک جدا شان میں ہے۔

وہ ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر کر اور تقدیر خداوندی پر راضی ہو جا کیونکہ تو نہیں چاہتا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی دوسرا امر پیدا کر دے۔ جب تو بلا پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے بلا کو ہلکا کر دے گا اور تیرے لئے دوسرا ایسا امر پیدا فرما دے گا کہ وہ بھی اسکو پسند کرے گا اور تو بھی اسے محبوب سمجھے گا اور جب تو جزع فزع کرے گا اور تقدیر خداوندی پر اعتراض کرے گا تو وہ تجھ پر مصیبت کو بھاری کر دے گا اور تیرے اعتراض کی وجہ سے اپنا عذاب اور غصہ زیادہ کرے گا۔

اے مسلمانو تم پر بلا اس وجہ سے نازل ہوتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہو اور اس سے جھگڑا کرتے ہو اور اپنے نفس اور خواہشات اور اپنی اغراض کے ساتھ قائم ہو اور دنیا تمہیں محبوب ہے اور دنیا کو جمع کرنے پر تم حریص ہو۔

اللہ کے دروازہ پر

اے مسلمانو! اگر دنیا کے بغیر چارہ نہ ہو تو تمہارے نفس تو دنیا کے دروازہ پر رہیں اور تمہارے دل آخرت کے دروازہ پر اور تمہارے باطن اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر۔ یہاں تک کہ نفس دل بن جائے اور وہ ذائقہ چکھ لے جو کہ دل نے چکھا ہے اور باطن فنا فی اللہ ہو جائے کہ جس کو چکھنے چکھانے کی ضرورت نہ رہے پھر اس کو اللہ تعالیٰ اپنے لئے زندہ فرمائے گا نا کہ غیر کیلئے۔ پس اس وقت وہ ایسا کیمیا بن جائے گا کہ اس میں ایک درہم جب ہزار مثقال تانبے میں ڈالا جائے گا تو وہ تانبے کو سونا بنا دے گا۔ پس اصلی غایت کلی یہی ہے۔ جو کہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ مبارک ہو اس کو جس نے میرے قول کو سمجھا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اور اس پر ایمان لایا۔ مبارک ہو اس کو جس نے اس پر عمل کیا اور مخلص بنا۔ مبارک ہو اس کو وہ ہاتھ جو عمل نے تھاما۔ پس اس کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر

دیا کہ جس ذات الٰہی کیلئے اس نے عمل کیا۔

میں تیرے بارے اللہ سے سوال کرتا رہوں گا

اے اللہ کے بندے! جب تو مر جائے گا تب تو مجھ کو دیکھے گا اور اپنے دائیں بائیں سے پہچانے گا اور میں تیرا بوجھ اٹھاؤں گا اور تجھ سے تکلیف کو دور کروں گا اور تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا رہوں گا۔ تو کب تک مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور ان پر بھروسہ کرتا رہے گا۔ تجھ پر واجب ہے کہ تو یہ جان لے نہ تجھے کوئی تکلیف پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی تجھے نفع دے سکتا ہے نہ ان کا محتاج اور نہ غنی نہ کوئی عزت والا اور نہ کوئی ذلیل تو اللہ تعالیٰ کو لازم پکڑ اور مخلوق پر بھروسہ نہ کر اور نہ اپنی کمائی اور طاقت وقوت پر تو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کہ جس نے تجھے کسب پر قدرت بخشی ہے اور تجھے کمانا نصیب فرمایا۔ پس جب تو ایسا کرے گا تو وہ تجھے اپنے ساتھ سیر کرائے گا اور تجھے اپنے عجائبات قدرت وعجائبات علم ازلی دکھائے گا اور تیرے دل کو اپنے تک پہنچائے گا پھر اس ملاقات کے بعد وہ تجھے سابقہ زمانے کی یاد دلائے گا۔ جیسا کہ وہ جنت میں اہل جنت کو دنیا کی یاد دلائے گا۔ جب تو سبب کے جال کو توڑ دے گا تو سبب پیدا کرنے والے کی طرف پہنچ جائے گا۔ جب تو اپنی عادت کے خلاف کرے گا تو عادت تیرے لئے خلاف کرے گی جو خدمت کرتا ہے وہ مخدوم بنا لیا جاتا ہے اور جو اکرام کرتا ہے اسی کا اکرام کیا جاتا ہے جو قرب چاہتا ہے وہ مقرب بنتا ہے جو تواضع کرتا ہے اسی کو بلندی عطا کی جاتی ہے۔ جو احسان کرتا ہے اس پر احسان کیا جاتا ہے جو حسن ادب اختیار کرتا ہے اسی کو قرب نصیب ہوتا ہے۔ حسن ادب ہی تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچا دے گا اور بے ادبی تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گی۔ حسن ادب اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور بے ادبی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

نفس کا محاسبہ

اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے نفسوں کو پیش کرو اور محاسبہ میں تاخیر نہ کرو۔ اس میں اپنے نفسوں کیلئے آخرت سے پہلے دنیا ہی میں جلدی کرو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَسْتَحْيِ اَنْ يُّحَاسِبَ الْمُتَوَرِّعِيْنَ مِنْ عِبَادِهٖ فِي الدُّنْيَا عَلَيْكَ بِالْوَرَعِ فَالْحُذْ

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں پر جنہوں نے دنیا میں تقویٰ اختیار کیا حساب کرتے ہوئے شرم فرمائے گا یعنی ان سے حساب نہ لیا جائے گا۔

تو تقویٰ اختیار کر ورنہ کل تیری گردن میں رسوائی کی رسی ہو گی تو دنیا میں اپنے تصرفات کے اندر تقویٰ کر ورنہ تیری خواہش دنیا اور آخرت میں مسرتوں سے بدل جائیں گی۔ دینار جہنم کی آگ کا گھر ہیں اور درہم غم کا گھر ہیں۔ خصوصا جب تو درہم و دینار کو حرام طریقہ سے حاصل کرے اور حرام طریقہ سے خرچ کرے جو کچھ میں تجھ سے کہہ رہا ہوں کل تجھے معلوم ہو جائے گا۔ آج تو ان کی محبت میں اندھا بہرا بنا ہوا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ

یعنی کسی شے سے محبت کرنا تجھ کو اندھا بہرا بنا دیتا ہے۔

تو اپنے دل کو دنیا کی محبت سے عریاں کر لے اور اس کو بھوکا پیاسا رکھ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو پہنائے اور کھلائے اور پلائے تو اپنے ظاہر و باطن کو اسی کی طرف سپرد کر دے اور کوئی تدبیر نہ کر وہی وہ رہ جائے تو کچھ بھی نہ ہو تو ہمیشہ مزدور بنا رہ کیونکہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت اجرت اور عطا اور بخشش کا گھر ہے۔ نیک صالح بندوں میں یہی طرز عمل اکثر ہے کہ یہاں عمل

وہاں راحت پائیں گے لیکن انہیں نیک بندوں میں سے شاذ و نادر ایسے بھی ہیں جن کو دنیا میں کام کرنے سے وہ نکال دیتا ہے اور ان پر احسان اور رحمت فرماتا ہے اور آخرت کے آنے سے پہلے دنیا میں بھی ان کو راحت بخشتا ہے ان کے فرائض ادا کر لینے پر اکتفا فرماتا ہے اور ان کو نوافل سے راحت دیتا ہے کیونکہ فرائض تو تمام حالتوں اور مرتبوں میں ساقط ہی نہیں ہوتے اور ایسا مرتبہ ہزاروں بندگان خدا میں سے کسی ایک ہی کا ہوتا ہے اور وہ بہت ہی کامیاب ہیں۔

دنیا میں راحت کا حصول

اے اللہ کے بندے! تو زاہد بن اور دنیا سے رخ پھیر لے ایسا کرنے سے تجھے دنیا میں ہی راحت مل جائے گی اگر دنیا میں سے کچھ حصہ تیرے مقسوم میں ہوگا پس وہ ضرور تجھ تک پہنچ کر رہے گا۔ تیرے پاس تیرا مقسوم آئے گا درآں حالیکہ تو معزز اور مکرم ہوگا کہ تجھ سے سوال کریں گے تو اپنے نفس اور خواہش نفس کے ساتھ نہ کھا کیونکہ یہ ایک پردہ ہے جو تیرے دل کیلئے تیرے پروردگار تک پہنچنے سے روک دے گا۔ مومن اپنے نفس کی خاطر اور خواہش نفس سے نہیں کھاتا اور نہ اس غرض سے کہ پہلے بڑھے اور نہ اس کی خاطر پہنتا ہے اور نہ نفع اٹھاتا ہے۔

بلکہ اطاعت خداوندی کیلئے قوت حاصل کرتا ہے اور اس قدر کھاتا ہے جو کہ اس کے ظاہری قدموں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جما دے وہ شریعت کے مطابق کھاتا ہے نہ خواہش نفس کے موافق اور ولی کامل اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھاتا ہے اور ابدال جو قطب کا وزیر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فعل سے کھاتا ہے اور قطب کا کھانا اور تمام تصرفات حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھانے اور تصرفات کی مثل ہوتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ قطب تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام اور نائب اور آپ کی امت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جانشین ہوتا ہے اور وہ تو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ عزوجل کا

خلیفہ ہے۔ قطب خلیفہ باطنی ہے اور مسلمانوں کا امام جو کہ ان کا بادشاہ ہے خلیفہ ظاہر اور یہ وہی ہے جس کی تابعداری اور فرمانبرداری کا ترک کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں ہے۔

اور یہ بھی منقول ہے کہ جب بادشاہ عادل ہوتو وہ قطب زمانہ ہوتا ہے اور تم یہ خیال مت کر لینا کہ ولایت اور قطبیت کوئی آسان امر ہے اور تمہارے افعال ظاہری کے شمار اور نگہداشت کیلئے فرشتے مقرر ہیں اور تمہارے افعال باطنی کی اللہ تعالیٰ خود نگہداشت کرتا ہے اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو قیامت کے دن حاضر نہ کیا جائے گا بلکہ حاضر کیا جائے گا اور اس کے ساتھ وہ فرشتے ہوں گے جو کہ دنیا میں اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھنے پر مقرر تھے اور ان کے فرشتوں کے ساتھ ننانوے دفتر ہونگے اور ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا کہ جہاں تک نظر جا سکتی ہے اس میں ہر ایک کی نیکیاں اور برائیاں اور جو کچھ اس سے دنیا میں صادر ہوا ہے موجود ہوگا۔ اور ہر ایک کو ان سب کو پڑھنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ اس کو پڑھے گا اگرچہ اس نے دنیا میں لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہوگا۔ کیونکہ دنیا حکمت کا گھر ہے اور آخرت قدرت کا گھر ہے۔ دنیا اسباب و ذرائع کی حاجت مند ہے اور آخرت میں ان کی حاجت نہیں جب تم میں سے کوئی دفتر میں لکھے ہوئے کا انکار کرے گا تو اس کے اعضاء بولیں گے جو کچھ بھی اس نے دنیا میں کیا ہوگا سب کے متعلق ہر ہر عضو علیحدہ علیحدہ بولے گا۔ بہ تحقیق تم بہت بڑے عظیم امر کیلئے پیدا کیے گئے ہو اور تمہیں کچھ خبر نہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿سورۃ المومنون﴾

ترجمہ: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا ہے اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں ﴿کنز الایمان﴾

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۸ شعبان المعظم ۵۴۵ ہجری بروز منگل کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ التَّاسِعُ وَالْاَرْبَعُوْنَ ﴿۴۹﴾

اولیاء کرام کا عمل

حکایت

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے آپ سے کھانے کیلئے کچھ مانگا تو اس وقت آپ کے پاس گھر میں دس انڈوں کے سوا کوئی دوسری چیز موجود نہ تھی آپ نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ وہ انڈے اس سائل کو دے دو تو اس خادمہ نے اس سائل کو نو انڈے دیئے اور ایک رکھ لیا جب مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو ایک شخص نے آ کر دروازہ پر دستک دی اور کہا کہ یہ ٹوکری لے جاؤ آپ دروازہ پر گئے تو اس ٹوکری کو لے کر دیکھا تو اس میں انڈے تھے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ نوے انڈے ہیں آپ نے اپنی خادمہ سے فرمایا کہ دسواں انڈا کہاں ہے اور تو نے سائل کو کتنے انڈے دیئے تھے خادمہ نے کہا میں نے تو سائل کو نو انڈے دیئے تھے اور ایک آپ کے روزہ افطار کرنے کیلئے رکھ لیا تھا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے ہمیں دس انڈوں کا نقصان دلوا دیا ہے۔

اولیاء کرام اپنے پروردگار کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ جو کچھ بھی قرآن و حدیث میں آیا ہے اس پر ایمان رکھتے تھے اور اس کی تصدیق کرتے تھے اور سچا جانتے ہیں۔ وہ قرآن کے غلام تھے اور وہ اپنی حرکات وسکنات اور اپنے لین دین اور شریعت کی مخالفت نہیں کرتے تھے اس معاملہ میں انہوں نے نفع پایا اور اسی پر جم گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھلا ہوا دیکھا اور اس

میں داخل ہو گئے اور غیر اللہ کا دروازہ بند پایا بس اس کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے غیر اللہ کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کی اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں غیر کی موافقت نہ کی۔ اللہ کی موافقت میں اللہ کے دشمنوں سے بغض رکھا اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ دوستی رکھی اس لئے کہ

ایک بزرگ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

مخلوق کے متعلق اللہ تعالیٰ کی موافقت کر اور اللہ تعالیٰ کے متعلق مخلوق کی موافقت نہ کر۔ ٹوٹ جائے جو بھی ٹوٹے اور جڑ جائے جو کوئی بھی جڑا رہے۔

اولیاء اللہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی مدد کرتے رہتے ہیں اور ان کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پکڑتی تھی اور نہ وہ حدود خداوندی میں اور شریعت کے قائم کرنے میں کسی ایک حد کی مخالفت کرتے تھے۔

اے اللہ کے بندے تو جس ہوس میں مبتلا ہے اور وہ تیرے اوپر مسلط ہے اس کو چھوڑ اور اولیاء کرام اور ان کے اقوال و افعال میں ان کی اتباع کر۔ محض جھوٹے دعوے سے ان کے مقامات پر کہ جس پر وہ پہنچے ہوئے ہیں وہاں تک پہنچنا طلب نہ کر۔ جیسا کہ انہوں نے مصائب پر صبر کیا تو بھی صبر کر تاکہ تو ان کے مقام کو حاصل کر لے اگر مصائب و آلام نہ ہوتے تو تمام آدمی زاہد و عابد ہوتے لیکن جب انسانوں پر مصائب نازل ہوتے ہیں تو وہ صبر نہیں کرتے پس وہ آستانہ خداوندی کے دروازہ سے محجوب ہو جاتے ہیں اور جو صبر نہیں کرتے اس کو عطا نہیں کیا جاتا بلکہ وہ محروم رہتے ہیں۔ جب تجھے صبر و رضا حاصل نہ ہوگا تو یہ اس کی عبودیت سے تیرے نکل جانے کا سبب بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ فَلْیَتَّخِذْ اِلٰهًا سِوَائِیْ

ترجمہ: جو شخص میری قضاء اور قدر پر راضی نہ ہو اور بلا پر صبر نہ کرے پس

اسے چاہیے کہ وہ میرے سوا کوئی دوسرا معبود بنا لے۔

تم اللہ تعالیٰ پر قناعت کرو اور غیر اللہ کو چھوڑ دو اور جو کچھ مقدر ہے چاہے تمہارے لئے فائدہ مند ہو یا نقصان ہو وہ ہونے والا ہے۔تم حقیقی اسلام حاصل کرو تا کہ تم ایمان تک پہنچ جاؤ پھر ایک ایمان کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو تا کہ تم درجہ ایقان تک پہنچ جاؤ۔ پس اس وقت تمہیں وہ چیزیں نظر آنے لگیں گی جو اس سے پہلے تم نے نہ دیکھی ہونگی اور وہ تمہیں تمام اشیاء کو حقیقی صورتوں میں دکھائے گا۔خبر معائنہ بن جائے گی وہ یقین قلب کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں لے جا کر کھڑا کرے گا اور سب چیزوں کو اسی کی طرف دکھائے گا۔ پھر جب دل اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہو جائے گا تو دست کرامت اس کے دل کی طرف بڑھ کر اس پر کرم فرمائے گا تب وہ دل صاحب کرم و ایثار بن جائے گا کہ مخلوق پر کرم کرے گا اور کسی چیز سے ان پر بخل نہ کرے گا۔صحیح دل جو اللہ تعالیٰ کے قابل بن جاتا ہے صاحب کرم ہوا کرتا ہے اور ایسے ہی وہ باطن جو کدورت سے پاک و صاف ہو جاتا ہے صاحب اکرام ہوا کرتا ہے حالانکہ ان پر اللہ تعالیٰ جو اکرم الاکرمین ہے نے کرم فرمایا ہے۔

بارگاہ الٰہی میں رسائی کا طریقہ

اے مسلمانو! تم اطاعت خداوندی میں کرم و ایثار اور سخاوت وعطا کو لازم پکڑو نہ کہ اس کی معصیت میں۔ ہر نعمت جو معصیت میں صرف کی جاتی ہے وہ معرض زوال میں وبال کا باعث ہے۔تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگے رہو اور حلال کسب میں اس وقت تک مشغول رہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔ پس تمہارے سارے افکار اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائیں نہ کہ کسی دوسرے کے ساتھ۔ پس اس وقت تمہارا کھانا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے طباق سے بن جائے گا اس طرح نہ تم جان بھی سکو گے اور نہ سمجھ سکو گے۔نفس مخلوق اور اللہ

تعالیٰ کے درمیان پردہ ہے جب وہ نفس کے درمیان سے اٹھ جائے گا۔ حجاب زائل ہو جائے گا۔

حکایت

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے تو انہوں نے عرض کیا مولا کریم تیری بارگاہ میں رسائی کا کیا طریقہ ہے تو ارشاد ہوا اے بایزید تو اپنی خواہشات نفس کو چھوڑ اور میری طرف آ جا۔ حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں اپنے نفس کی خواہشات سے اس طرح باہر نکل آیا جیسے سانپ اپنی کینچلی اتار کر اس سے نکل آتا ہے۔

اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف نفس سے جدا ہونے کا تعین کیا ہے اور اسی کے چھوڑنے کا حکم اس لئے دیا کہ دنیا و مافیہا اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا ہے سب کا سب نفس ہی کے تابع ہے۔ دنیا نفس کیلئے ہے اور اسی کی محبوب ہے اور آخرت بھی اسی کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ

ترجمہ: اور جنت میں ہر وہ چیز موجود ہوگی جس کی نفس خواہش کریں گے اور آنکھیں ان سے لذت پائیں گی۔

اولیاء کا شغل

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ کلام کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ دن بھر مخلوق اور عیال کی مصلحتوں میں اور رات بھر اپنے پروردگار کی خدمت اور اس کے ساتھ خلوت اور تنہائی میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی طرح بادشاہ سارا دن غلاموں اور خدمت گاروں اور لوگوں کی حاجت روائی

پوری کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ پس جب رات آ جاتی ہے تو اپنے وزیروں اور مخصوص لوگوں سے خلوت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو دل کے کانوں سے سنو اور اس کو یاد کرو اور اس پر عمل کرو۔ میں حق کی طرف سے حق ہی کہتا ہوں اور میں جو کچھ بھی کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے راستہ کی کیفیت جانتا ہوں تا کہ تم اس راستہ پر چلو اور میں صرف اس بات پر تم سے قناعت کرنے والا نہیں ہوں کہ تم میرا وعظ سن کر یہ کہہ دو۔ اَحْسَنْتُ یعنی اچھا بیان کیا بلکہ تم اپنے دل کی زبانوں سے اَحْسَنْتُ کہو اور میرے کہنے پر عمل کرو اور اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرو یہاں تک کہ جب میں تمہارے عمل اور اخلاص دیکھوں گا تو میں تم سے کہہ دوں گا تم نے بہت اچھا کیا۔

تم کب تک اپنے نفس اور دنیا اور آخرت اور مخلوق اور ماسوائے اللہ تعالیٰ کے نماز پڑھتا رہے گا مخلوق تیرے نفس کا حجاب ہے۔ تیرا نفس تیرے دل کا حجاب ہے اور تیرا دل تیرے باطن کا حجاب ہے۔ پس جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا تو اپنے نفس کو نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اگر تو مخلوق کو چھوڑ دے گا تو تو اپنے نفس کو دیکھنے لگے گا اور وہ تجھے تیرے رب تعالیٰ کا اور تیرا دشمن نظر آئے گا اور تو نفس سے ہمیشہ لڑتا رہے گا یہاں تک کہ اس کو پروردگار کے ساتھ قرار حاصل ہوگا اور اس کے وعدہ سے مطمئن ہو جائے گا اور اسکی وعید سے خوف کرنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لائے گا اور اسکے منع کردہ کاموں سے باز رہے گا اور تقدیر خداوندی سے موافقت کرنے لگے گا پس اس وقت تیرے دل اور باطن سے حجاب اٹھ جائیں گے اور تجھے ان کے ذریعہ سے وہ چیزیں نظر آنے لگے گی جو تو نے اس سے پہلے نہ دیکھیں ہونگی اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں گے اور اسکو محبوب رکھیں گے اور غیر خدا کے ساتھ قرار نہ لیں گے۔

عارف باللہ کسی چیز کے ساتھ نہیں ٹھہرتا وہ تو ہر چیز کے پیدا کرنے والے کے ساتھ قرار پاتا ہے نہ تو اسے نیند آتی ہے اور نہ اونگھ اور نہ کوئی اس کو اللہ تعالیٰ سے روک سکتا ہے اور محبوب کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کا وجود ہی نہیں ہوتا اور وہ تقدیر خداوندی اور علم خداوندی کی وادی میں پھرتا رہتا ہے۔ علم کے دریا کی موجیں اس کو اٹھاتی بٹھاتی رہتی ہیں۔ کبھی اس کو عالم بالا کی طرف بلند کرتی ہیں اور کبھی تحت زمین پر اتارتی ہیں اور وہ حیرت زدہ ہوتا ہے کہ کچھ نہیں سمجھتا۔ گونگا' بہرا ہوتا ہے نہ غیر کی سنتا ہے اور نہ غیر کو دیکھتا ہے گویا کہ وہ مردہ بے جان ہوتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسکو حیات دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے تو اسکو وجود بخشا ہے اولیاء اللہ ہمیشہ قرب کے سراپردوں میں رہتے ہیں جب حکم کی نوبت آتی ہے تو وہ حکم کے صحن میں موجود ہوتے ہیں اور جب نکلنے کی نوبت آتی ہے تو وہ دروازہ پر ہوتے ہیں اور مخلوق کے واقعات معلوم کرتے ہیں۔ مخلوق اور خالق کے درمیان واسطہ بن جاتے ہیں بس یہی ان کے حالات ہیں اور لیکن بعض حالات ان کے مخفی بھی رہتے ہیں۔

حقیقی اسلام کا حصول

اے مسلمانو! یہ کیا بات ہے کہ تم سراپا ہوس بنے ہوئے ہو۔ تم بے فائدہ زمانہ کو ضائع کر رہے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صابر بنو تمہیں دنیا اور آخرت کی خوبیاں مل جائیں گی۔ اگر تو حقیقی اسلام حاصل کرنا چاہتا ہے تو سر تسلیم جھکا دے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اس کی قضاء وقدر اور فعل کے سامنے بغیر چون و چرا کے پیش کر دے اس طریقہ کی وجہ سے تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے گا تجھ کو چاہیے کہ کسی چیز کو بھی نہ چاہے کیونکہ وہ ٹھیک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا تَشَاءُ وْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہ

ترجمہ: اور بغیر مشیت خداوندی کے تم نہیں چاہ سکتے۔

جب کہ وہ چیز پوری ہی نہیں ہوتی جو تو چاہتا ہے پس چاہیے کہ تو چاہنا ہی چھوڑ دے اور تو اللہ تعالیٰ کے فعل میں جھگڑا نہ کر اگر وہ تیری آبرو' تیری امان' تیری عافیت اور تیری اولاد سب کچھ لے اور تیری آبروریزی کرے پس تو اس کے قضاء وقدر اور ارادہ اور تبدیلی کے سامنے مسکراتا رہ۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے اور تجھے اس کے ساتھ صفائی مقصود ہے تو اپنے دل کو اس تک دنیا میں رہ کر پہچانا چاہتا ہے تو تو ایسی حالت بنا کہ اپنے غم کو مخفی رکھ اور اپنی بشاشت کو ظاہر کر اور لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی اور اخلاق حسنہ کے ساتھ پیش آ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

بِشْرُ الْمُؤْمِنِ فِیْ وَجْھِہٖ وَحُزْنُہ' فِیْ قَلْبِہٖ

ترجمہ: مسلمان کے چہرہ پر بشاشت ہوتی ہے اور دل میں غم

تو کسی سے شکوہ نہ کر کیونکہ اگر تو اس کی ذات پاک کا شکوہ کرے گا تو اسکی نظروں سے گر جائے گا اور جس بلا پر تو نے اس سے شکایت کی تھی وہ بھی تجھ سے زائل نہ ہوگی اور اپنے اعمال میں سے کسی عمل پر غرور نہ کر کیونکہ مغرور ہونا عمل کو فاسد اور ہلاک کر دیتا ہے۔

اور جس شخص کی نظر اللہ تعالیٰ کی توفیق پر ہوتی ہے اس سے عمل پر مغرور ہونا جاتا رہتا ہے۔ تو اپنا تمام مقصود اسی کی ذات پاک کو بنا پس اس حالت میں یقیناً وہ اپنی رحمت تیری طرف متوجہ کر دے گا اور اپنے تک پہنچنے کے اسباب تیرے لئے مہیا کر دے گا جبکہ تو اپنے اقوال و افعال میں جھوٹا ہوگا تو اس بات پر کہاں قدرت رکھے گا کہ تو اللہ تعالیٰ کو اپنا مقصود کلی بنا سکے۔ مخلوق سے تعریف کا خواہش مند اور ان کی برائی سے ڈرنے والا اللہ تعالیٰ کا طالب نہیں بن سکتا۔ اللہ

تعالیٰ کا راستہ تو سر تا پا سچ ہی سچ ہے۔ اولیاء اللہ کیلئے سچائی ہی سچائی ہے بغیر کذب کے اور سچائی بغیر ظہور کے کہ ان کے افعال بہ نسبت اقوال بکثرت ہیں اور وہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں کردار اور کوتوال اور حفاظت کرنے والے اور اس کے منتخب اور مخصوص بندے ہیں۔

اے منافق تجھے ان سے کیا نسبت ان کی تجھ میں کیا نشانی ہے تو اپنے نفاق سے ان میں نہ گھس ان کی صفت سے علیحدہ رہ یہ ولایت بناؤ سنگھار آرزو اور قیل وقال سے نہیں حاصل ہوتی تو اپنے اندر صلاحیت پیدا کر۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الصَّادِقِيْنَ وَاٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو ہمیں اپنے سچے بندوں میں شامل کر دے اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اللہ والوں کے افعال کی مخالفت کوئی فائدہ نہ دے گی

حضور سیدنا حضرت غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ والوں کے حالات جاننے محض نام لینے ان کا لباس پہن لینے اور ان جیسا کلام کرنے پر اکتفا نہ کر۔ ان کے افعال کی مخالفت کے ہوتے ہوئے یہ تجھے کچھ فائدہ نہ دے گا۔ تو تو بغیر صفائی کے سراپا کدورت اور مخلوق بغیر خالق، دنیا بغیر آخرت باطل بغیر حقیقت ظاہر بغیر باطن قول، بغیر عمل، اور عمل بغیر اخلاص، اور اخلاص بغیر موافقت سنت کے ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے قول کہ جس پر عمل نہ ہو اور ایسے عمل کو کہ جس میں اخلاص نہ ہو قبول نہیں فرماتا۔ کوئی چیز کیوں نہ ہو کہ جو چیز کتاب اللہ اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالف ہو۔ مقبول نہ ہوگی اور تیری بناوٹ بغیر ثبوت کا دعویٰ

ہے پس یقیناً اس میں سے تجھے کچھ بھی اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ اگر تیرے اس جھوٹ سے تجھے مخلوق میں مقبولیت حاصل ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی قبولیت تجھے ہرگز حاصل نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ تو دلوں کے اندر کی باتوں کو جاننے والا ہے تو اپنے جھوٹے دام پیش نہ کر کیونکہ ان کو پرکھنے والا دانا اور خبر رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو تیرے دل کی طرف نظر کرتا ہے نہ کہ تیری صورت کی طرف وہ تیرے کپڑوں کو دیکھتا ہے وہ تیرے کھانوں اور ہڈیوں کے اندرونی حالت پر نظر رکھتا ہے۔ وہ تیری خلوت کو دیکھتا ہے نہ کہ تیری جلوت کو۔ کیا تو اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا کہ جس پر مخلوق کی نظر جاتی ہے تو نے اس کو مزین اور آراستہ کر لیا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کی چیز ہے اس کو تو نے نجس بنا رکھا ہے۔ اگر تو فلاح چاہتا ہے تو اپنی نگاہوں سے توبہ کر اور اپنی توبہ میں اخلاص پیدا کر۔ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے سے توبہ کر۔ تیرا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے نہ ہو۔ میں تجھے سرتاپا خطا کار ہی دیکھتا ہوں کیونکہ تو نفس وہوا اور دنیا اور سہولتوں اور لذتوں کا ساتھی بنا ہوا ہے ایک بشر تجھے غصہ میں ڈالتا ہے اور ایک لقمہ تجھے غضب ناک بنا دیتا ہے تو نفس کی خوشی سے خوش اور اس کی ناراضی سے ناراض ہوتا ہے۔ پس تو نفس کا بندہ ہے تیری لگام اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تجھے اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے کیا نسبت ہے کہ جن کی بندگی اللہ تعالیٰ کیلئے اور خوشنودی اس کے افعال پر محقق ہو چکی ہے۔ ان پر آیتیں نازل ہوتی ہیں اور وہ مضبوط پہاڑوں کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔ مصائب ان کی طرف اور ان کے اوپر نازل ہوتے رہتے ہیں اور وہ صبر اور موافقت کی نظر سے ان کو دیکھتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اجسام کو مصیبتوں کیلئے چھوڑ دیا ہے اور وہ اپنے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کر گئے ہیں۔ پس وہ بغیر آدمیوں کے خیمہ اور بغیر پرندوں کے خالی پنجرہ ہیں اور ان کی روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور ان کے

جسم اللہ تعالیٰ کے سامنے۔ اے اپنے خالق و مالک سے روگردانی کرنے والو۔ اللہ تعالیٰ سے وحشت کرنے والو! تم میری طرف بڑھو میں تمہارے اور اسکے درمیان تعلقات کو درست کر دوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے بارے میں درخواست کروں اور اس سے تمہارے لئے امن حاصل کروں۔ اس کے سامنے عاجزی کروں اور وہ حقوق جو اس کے تم پر ہیں تجھے ہبہ کر دے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ رُدَّنا اِلَیْکَ وَاَوْقِفْنَا عَلٰی بَابِکَ اجْعَلْنَا لَکَ وَفِیْکَ وَمَعَکَ اِرْضَنَا بِخِدْمَتِکَ اجْعَلْ اَخْذَنَا وَعَطَاءَ نَا لَکَ طَهِّرْبَوا طِنَنَاعَنْ غَیْرِکَ لَاتَرَنَا حَیْثُ نَهَیْتَنَا لَاتَفْقِدْنَا حَیْثُ اَمَرْتَنَا لَا تَجْعَلْ ظَوَاهِرَنَا فِیْ مَعَاصِیْکَ وَبَوَاطِنَنَا فِی الشِّرْکِ بِکَ خُذْنَا مِنْ نُفُوْسِنَا اِلَیْکَ اجْعَلْ کُلَّنَا لَکَ اَغْنِیَآءَ بِکَ عَنْ غَیْرِکَ نَبِّهْنَا مِنَ الْغَفْلَةِ عَنْکَ اَرِدْنَا بِطَاعَتِکَ وَمُنَاجَاتِکَ لَذِّذْ قُلُوْبَنَا وَاَسْرَارَنَا بِقُرْبِکَ اَحِلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ کَمَا اَحَلْتَ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَقَرِّبْنَا اِلٰی طَاعَتِکَ کَمَا قَرَّبْتَ بَیْنَ سَوَادِ الْعَیْنِ وَبَیَاضِهَا اَحِلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَا تَکْرَهُهٗ کَمَا اَحَلْتَ بَیْنَ یُوْسُفَ وَزُلَیْخَا فِیْ مَعْصِیَتِکَ

ترجمہ: اے اللہ تو ہم کو اپنی طرف لوٹا اور ہم کو اپنے دروازہ پر کھڑا کر لے تو ہم کو اپنا بنا لے اور ہم کو اپنی خدمت کیلئے منتخب فرما۔ ہمارا لینا دینا سب اپنے لئے بنا۔ ہمارے باطن اپنے غیروں سے پاک فرما۔ جہاں کی تو نے ممانعت فرمائی ہے وہاں ہم کو نہ دیکھ اور جہاں حاضر رہنے کا حکم تو نے دیا ہے وہاں سے ہم کو غیر حاضر نہ کر۔ ہمارے ظاہر کو اپنے گناہوں میں اور ہمارے باطن کو شرک میں مبتلا نہ کر۔ ہمارے نفسوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ ہم کو سرتاپا اپنا بنا لے۔ تیرے سبب سے تیرے غیر سے ہم غنی ہو جائیں۔ اپنی غفلت سے تو ہم کو بیدار کر دے۔ ہم

سے اپنی طاعت و مناجات کا ارادہ فرما اور ہمارے دل اور باطن کو لذت دے تو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جا جیسا کہ تو آسمان و زمین کے درمیان حائل و فاصل ہے اور ہم کو اپنی طاعت کے اتنا قریب کر دے جتنا تو نے آنکھ سے سیاہی اور سفیدی کو قریب فرما دیا ہے اور تو ہمارے اور اپنے ناپسندیدہ امور کے درمیان ویسا ہی حائل ہو جا جیسا کہ تو نے اپنی معصیت کے متعلق حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے درمیان حائل اور آڑ بن گیا تھا۔

اس دعا کے بعد حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اے مسلمانو! تم اپنے نفسوں اور خواہشوں اور طبیعتوں کو دائمی روزہ دار دائمی نماز' دائمی صبر سے پگھلا ڈالو۔ جب بندہ اپنے نفس' خواہش اور طبیعت کو پگھلا ڈالتا ہے تو وہ اور اس کا مولیٰ تعالیٰ مزاحمت کے بغیر باقی رہ جاتے ہیں۔ دل اور باطن اور مولیٰ اور بغیر تنگی کے فراخی اور بغیر بے چارگی کے عافیت ہی باقی رہ جاتی ہے۔ تم عقل مند بنو اور علم کو حاصل کرو اور اخلاص کے ساتھ نیک اعمال کرو۔

علم حاصل کرنا فرض ہے

اے اللہ کے بندے! تو پہلے مخلوق سے علم حاصل کر اسکے بعد اللہ تعالیٰ سے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ عَمِلَ بِمَا یَعْلَمُ اَوْرَثَهُ اللّٰهُ عَلِمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ لا بُدَّمِنَ التَّعَلِّمِ

یعنی جو کوئی اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم عطا فرما دیتا ہے جو اس کو حاصل نہ تھا۔

پہلے تیرا مخلوق سے علم حاصل کرنا ضروری ہے اور وہ حکم شرعی ہے اس کے بعد دوسرے نمبر پر خالق سے اور وہ علم لدنی ہے جو کہ باطن کے اسرار کے ساتھ مخصوص ہے۔ استاد کے بغیر تو کسی سے علم حاصل کرنے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے تو حکمت کے گھر میں ہے۔ علم طلب کر کیونکہ علم طلب کرنا فرض ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اُطْلُبُو الْعِلْمَ وَلَوْ کَان بِالصِّیْنِ

ترجمہ: تم علم کو طلب کرو اگرچہ وہ ملک چین ہی میں کیوں نہ ملے۔

صحبت صالحین کے فوائد

اے اللہ کے بندے! تو اس شخص کی صحبت اختیار کر جو تیرے نفس کے جہاد پر تیری مدد کرے نہ اس کی جو کہ تیرے مقابلہ میں نفس کا مددگار بنے۔ جب تو جاہل اور منافق جو کہ نفس وطبیعت کا پیروکار ہے اس کی صحبت اختیار کرے گا وہ تیرے مقابلہ میں نفس کا مددگار ہوگا۔ مشائخ عظام کی صحبت دنیا کیلئے اختیار نہیں کی جاتی بلکہ ان کی صحبت آخرت کیلئے اختیار کی جاتی ہے۔ جب کوئی شیخ خواہش اور طبیعت کا پیروکار ہوگا تو اسکی صحبت دنیا کیلئے کی جائے گی اور جب وہ صاحب دل ہوگا تو اس کی صحبت آخرت کیلئے کی جائے گی اور جب وہ صاحب باطن ہوگا تو اسکی صحبت اللہ تعالیٰ کیلئے اختیار کی جائے گی۔

اے جھوٹے مشیخت وصدارت کا دعویٰ کرنے والے اور صاحب اخلاص اور سچے مشائخوں کے حال میں گھسنے والے جب تک تو اپنے نفس اور خواہش کی پیروی میں دنیا کو طلب کرتا رہے گا۔ پس تو ایک بچہ ہے یہ محض ایک طبیعت ہے بہت ہی کمیاب ہیں وہ نفس جو کہ دنیا سے اعراض کریں اور اس کو بجبوری نہیں بلکہ بااختیار چھوڑ بیٹھیں اور نفس کا مطمئن بن جانا کہ وہ دل بن جائے یہ تو بہت ہی نادرالوجود اور دور از دور ہے کیونکہ یہ تو نفس کے حق میں اس وقت درست ہوسکتا ہے جب کہ دنیا آخرت اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے اندھا بن جائے جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اس کا خطرہ بڑھ جاتا ہے اور اس کا خوف بے حد زیادہ ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ خطرہ بادشاہ کے وزیر سے ہوا کرتا ہے کیونکہ وہ بادشاہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے تو کوئی مومن

شخص اللہ تعالیٰ تک بغیر اخلاص کے پہنچ ہی نہیں سکتا اس مقام پر پہنچ کر وہ بڑے خطرے میں پڑ جاتا ہے اور اولیاء کرام بڑے خطرے میں رہتے ہیں ان کا خوف اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے سکون حاصل نہ کر لیں اس لئے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا اس لئے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اَنَا اَعْرَفُکُمْ بِاللّٰہِ وَاَشَدُّ کُمْ لَہٗ خَوْفًا

میں اللہ تعالیٰ کو تم سے زیادہ پہچاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے خوف کرنے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو آزماتا رہتا ہے تا کہ ان کو صاف بنائے پس وہ ہمیشہ خوف کے قدم پر کھڑے رہتے ہیں اور تغیر و تبدل سے ڈرتے رہتے ہیں اگر ان کی حالت میں امن پایا جاتا ہو اگر چہ ان کو سکون عطا فرما دیا جائے وہ مضطرب ہی رہتے ہیں اور وہ اپنے نفسوں سے ایک ذرہ اور ایک رائی کے دانہ کے برابر غیر کی طرف توجہ اور غفلت پر جھگڑتے رہتے ہیں اور جس قدر ان کو سکون ملتا ہے اسی قدر ان کا دل اڑان ہوتا ہے اور جتنا بھی اللہ تعالیٰ ان کو تونگری بخشتا ہے اسی قدر وہ اس کے محتاج بنتے ہیں۔ جتنا بھی وہ ان کو امن بخشتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ خوفناک ہوتے ہیں ان پر جس قدر عطائے خداوندی ہوتی ہے رکتے ہیں اور وہ جس قدر ان کو ہنساتا ہے وہ روتے ہیں اور جس قدر بھی ان کو فرحت دیتا ہے اتنا ہی غمگین ہوتے ہیں کہ وہ دوسروں کی حالت پلٹ جانے اور انجام کار کے خراب ہو جانے سے ڈرتے رہتے ہیں انہوں نے اس بات کو جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی فعل کا سوال نہ کیا جائے کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔
﴿کنز الایمان﴾

اور تو اے غافل اللہ تعالیٰ سے گناہ اور مخالفت کر کے مقابلہ کر رہا ہے اور پھر بھی بے خوف بنا ہوا ہے عنقریب تیرا امن خوف سے اور تیری وسعت تنگی سے اور تیری عافیت بیماری سے اور تیری عزت ذلت سے تیری بلندی پستی سے اور تیری امیری محتاجی سے بدل دی جائے گی۔

تو اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ قیامت کے دن تجھے عذاب خداوندی سے امن و امان دنیا میں اس سے تیرے خوف کی مقدار پر حاصل ہوگا اور آخرت میں تیرا خوف دنیا میں تیرے امن کی مقدار پر ہوگا ﴿یعنی جتنا تو یہاں خوف زدہ رہا اتنا ہی وہاں امن ملے گا اور جتنا ہی یہاں مطمئن رہا اتنا ہی وہاں خوف زدہ ہوگا﴾ لیکن تم تو دنیا کے سمندر میں غوطہ ظن اور غفلت کے کنویں کی تہہ میں بیٹھے ہوئے ہو۔ اسی وجہ سے تمہارا عیش جانوروں کے عیش کی طرح بنا ہوا ہے تم کھانے پینے نکاح اور سونے کے علاوہ کسی بات کو سمجھتے ہی نہیں تمہارے حالات اہل دل اولیاء کرام پر ظاہر ہیں۔ دنیا کی حرص اور اس کو جمع کرنے او رطرح طرح کے رزق کی طلب نے تم کو اللہ تعالیٰ کے راستہ اور اس کے دروازہ سے روک رکھا ہے۔

اے وہ شخص جس کو اس کی حرص نے رسوا کر دیا ہے اگر تو اور تمام اہل زمین اس لئے جمع ہو جائیں کہ جو تیرے مقدر میں چیز نہیں ہے اس کو کھینچ لائیں تو ہرگز اس پر ان کو قدرت حاصل نہیں ہے۔ پس تجھے چاہیے کہ جو کچھ تیرے مقسوم میں لکھا جا چکا ہے اور جو کچھ مقسوم میں نہیں لکھا گیا دونوں کی حرص کو چھوڑ دے۔ عقل مند شخص کیلئے یہ امر کیونکر پسندیدہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا وقت ایسی چیز میں

ضائع کردے کہ جس سے فراغت حاصل کر لی گئی ہے۔

تو اپنے دل سے بالکل مخلوق کو نکال ڈال۔ نفع اور نقصان دینے اور لینے۔ تعریف اور برائی۔ عزت و ذلت۔ اقبال و ادبار میں مخلوق کی طرف نظر نہ کر اور اس بات کا اعتقاد رکھ کہ نفع اور نقصان سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ بھلائی اور برائی اس کے قبضہ قدرت میں ہے کہ وہ ان دونوں کو مخلوق کے ہاتھ پر جاری کرا دیتا ہے پس جب یہ حالت متحقق ہو جائے گی تو مخلوق اور خالق کے درمیان سفیر بن جائے گا کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کے دروازہ تک لے جانے والا ہو جائے گا تو ان کو ایسا دیکھے گا گویا کہ وہ تیرے اعتبار سے معدوم ہیں اور تو اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو جنون اور جہالت کی آنکھ سے دیکھے گا پس تو ان کا علاج و معالجہ کرنے لگے گا اور ان کی تکلیف اور جہالت پر صابر بن جائے گا۔

اپنے پروردگار کے فرمانبردار اہل عقل علماء ہیں اور اس کے نافرمان گنہگار اور جاہل اور مجنون ہیں۔ گنہگار شخص نے اپنے پروردگار کو نہ جانا پس اس کی نافرمانی کی اور اپنے شیطان کا تابع بنا اور اس کی موافقت کرنے لگا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے جاہل نہ ہوتا تو ہرگز اس کی نافرمانی نہ کرتا۔ اگر وہ اپنے نفس سے واقف ہوتا اور یہ جانتا کہ میرا نفس برائی کا حکم دیتا ہے تو کبھی بھی نفس کی موافقت نہ کرتا اور میں تجھے کس قدر شیطان ملعون اور اس کے مددگاروں سے ڈراتا رہتا ہوں لیکن تو اس کو مصاحب بنائے ہوئے ہے اور اس کی بات کو قبول کرتا رہتا ہے۔ شیطان کے مددگار نفس اور دنیا اور خواہشات اور طبیعت برے ہم نشین ہیں تو ان سب سے بچ اور پرہیز کر کیونکہ سب کے سب تیرے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی دوست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تجھے صرف تیرے نفع کیلئے چاہتا ہے اور دوسرے تجھے صرف اپنے لئے چاہتے ہیں۔ جب تو اپنے نفس کو خلوت کی حالت میں گم کر دے گا اور دوسرے طلبگاروں کے

ساتھ تو بھی اس کا طالب ہوگا تو اس وقت تیری خلوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانوس بن جائے گی۔ جب تو اپنے نفس کو دنیا کے ساتھ اور اپنے دل کو آخرت کے ساتھ اور اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ چھوڑ دے گا پس اس وقت تیری خلوت انس بحق بن جائے گی لیکن جب تک تیرے نزدیک نفس اور اغیار کا وجود رہے گا تجھے خلوت حاصل نہ ہوگی تیری خلوت نشینی بیکار ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی معیت میں خلوت جب ہوسکتی ہے جب غیر اللہ سے بالکل علیحدگی ہو اس کو جب ہی پا سکتا ہے جب اس کے غیر کو تو دشمن بنا لے۔ تجھے صفائی جب ہی مل سکتی ہے جب کہ تو صفائی و اہل صفاء پر توجہ کرے گا اور تو مخلص تب ہی بن سکتا ہے جب تو آستانہ خداوندی کو دیکھ سکے گا جب تو بادشاہ کے دروازہ پر پہنچ جائے گا اس وقت اس کے نوکروں چاکروں کو وہاں کھڑے ہوئے دیکھے گا۔ تو نے شاہی دروازہ کو ابھی دیکھا ہی نہیں ہے اور نہ اس کی طرف چلا ہے پھر تو شاہی نوکروں کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔ تیرے کلام کا اعتبار نہیں ہے جب تک کہ تو اس کے دروازہ کو نہ دیکھ لے اسی وقت تجھ کو اس کے غلام نظر آئیں گے۔ تیرا کلام اس وقت تک معتبر ہی نہیں جب تک کہ تو اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھے اسی وقت تو سچائی دیکھ سکے گا اور وہیں تجھے معلوم ہو سکے گا اور سچائی تجھے اٹھا سکے گی اور آگے بڑھائے گی اور تجھے بیدار بنائے گی اور جھوٹ کو تجھے واپس کر دے گا اور تجھے غافل بنا دے گا اس لئے تو سچے لوگوں کی معیت اختیار کرتا کہ تیرے ساتھ بھی انہیں جیسا معاملہ کیا جائے۔

تو اپنے اقوال و افعال میں سچائی اختیار کر اور اپنی تمام حالتوں میں صابر بن۔ سچائی کیا ہے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور اخلاص اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا اور توکل کی حقیقت اسباب اور دوست و ارباب سے قطع تعلق کر لینا اور دل و باطن کی حیثیت سے اپنی قوت و طاقت سے علیحدہ اور دور ہو جانا ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ

کے ساتھ اپنا اتصال چاہتا ہے تو اس کے سوا ہر متصل چیز سے قطع تعلق کر لے اور اپنے سے اور ان سب سے اپنے رخ کو پھیر لے تو تمام حادث چیزوں سے روگرانی کر لے تاکہ تو ان کے موجد کی طرف پہنچ جائے۔ جب تک کہ تو اپنے اور ان کے ساتھ رہے گا فلاح نہیں پا سکے گا۔

قرب خداوندی ازدحام واجتماع کو برداشت نہیں کر سکتا وہ تو یگانگت کو چاہتا ہے تم میں سے تو لاکھوں کروڑوں میں آخر دم تک ایک آدھ آدمی ہی ہوگا جو میری بات کو سمجھ سکے گا اور اس پر عمل کرے گا اور باقی تم لوگ تو صرف عمارت میں محض برکت حاصل کرنے کیلئے حاضری دیتے ہو میں تو تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بھلائی کا امیدوار ہوں۔

فرمان نبوی ہے۔

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنْ

دنیا مسلمان کیلئے قید خانہ ہے۔

پس جب وہ اپنے قید خانہ کو بھول جائے گا تب اس کو وسعت نصیب ہوگی۔ مسلمان قید خانہ میں ہے اور عارف باللہ مستی اور بے ہوشی میں ہے پس وہ قید خانہ سے بے خبر ہیں۔ کہ ان کے رب تعالیٰ نے اپنے شوق کی شراب اپنے انس کی شراب اور طلب کی شراب اور مخلوق سے غفلت اور اپنے ساتھ بیداری کی شراب پلا دی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شرابیں پلا دیں تو وہ مخلوق سے علیحدہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی معیت میں مدہوش ہو گئے قید خانہ اور قیدیوں سے بے خبر ہو گئے ان کیلئے ان کی جنت اور جہنم دنیا میں ہی بنا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ سے منازعت کرنا ان کیلئے جہنم ہے اور بیداری ان کیلئے جنت ہے۔ عوام کے حق میں تو قیامت حساب و کتاب دینے کا نام ہے اور خواص کے حق میں مشاہدہ اور معائنہ کا دن ہے ایسا کیوں نہ ہو کہ انہوں نے دنیا ہی میں اپنے

نفسوں پر قیامت قائم کر لی ہے اور وہ پٹنے سے پہلے ہی رو چکے ہیں پس مار کے وقت ان کا یہ رونا کام آ گیا۔

حکایت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور ارشاد فرمایا اے سفیان کیا تو یہ نہ جانتا تھا کہ میں بخشش اور رحمت کرنے والا غفور اور رحیم ہوں پھر بھی تو میرے خوف سے اس کثرت سے روتا رہا کیا مجھ سے تجھے شرم نہ آئی۔

تو اپنی طبیعت اور خواہش اور اپنے شیطان کو چھوڑ دے اور ان کی طرف مائل نہ ہو اور جب یہ امر ثابت ہو جائے پس تو اپنے اور میرے ہم نشینوں کے درمیان دشمنی پیدا کر لے اور جب تک وہ تیری حالت میں تیری موافقت اختیار نہ کریں ان سے دوستی نہ کر۔

توبہ دولت کا کایا پلٹ ہے پس جب تو نے توبہ کی اور توبہ سے پہلے جس حالت پر تھا اس کو نہ بدلا تو اپنی توبہ کرنے میں جھوٹا ہے جب تو اپنی حالت کو بدلے گا تو تیرے معاملہ میں تبدیلی کی جائے گی کیونکہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴿سورۃ الرعد﴾

ترجمہ: بے شک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں ﴿کنزالایمان﴾

تو دنیا میں کسی پر ظلم نہ کر ورنہ آخرت میں تیری گرفت کی جائے گی تو دنیا میں عدل و انصاف کر۔ تاکہ وہ تجھے راہ جنت سے منحرف نہ کر دے۔ ظالموں نے جب عدل و انصاف کو چھوڑ دیا تو ان کو جنت کے راستہ سے دور کر دیا گیا جو

کہ انصاف والوں کا گھر ہے۔تو ہر چیز کو اس کی جگہ پر چھوڑ دے تا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ اور مقام حاصل ہو جائے۔ یہ آخری زمانہ ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اپنے آپ کو بدل ڈالا ہے۔ پس میں تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تغیر و تبدل سے ڈر رہا ہوں۔ اشیاء میں تغیر و تبدل ضروری ہے لیکن بعض حال پوشیدہ رکھے جاتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ کی مخلوق۔ میں تمہاری بہتری اور نفع چاہتا ہوں اور میں اس بات کا خواہش مند ہوں کہ جہنم کے دروازے بند اور ان کے بالکل معدوم ہو جانے اور اس بات کا کہ کوئی بھی مخلوق میں سے جہنم میں نہ جائے اور جنت کو کھولنے اور اس بات کا کہ جنت میں داخل ہونے میں کوئی بھی مخلوق میں سے روکا نہ جائے یہی میری آرزو ہے اور میری یہ تمنا صرف اس لئے ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی شفقت و رحمت پر آگاہ ہو چکا ہوں جو اس کی رحمت اپنی مخلوق پر ہے۔

میرا وعظ کرنے کیلئے بیٹھنا صرف تمہارے دلوں کی مصلحتوں اور سنوارنے کیلئے ہے نہ کہ تقریر الٹ پھیرنے اور اسے سنوارنے کیلئے۔تم میری سخت کلامی سے نہ بھاگو۔میری تربیت اور پرورش ایسے پاکیزہ لوگوں نے کی ہے جو کہ دین خداوندی کے بارے میں بہت سخت تھے۔ میرا وعظ بھی سخت ہے اور میرا کھانا بھی سخت اور روکھا سوکھا ہے۔ پس جو مجھ سے اور میرے جیسوں سے بھاگے گا اس کو فلاح ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ جن باتوں کا تعلق دین خداوندی سے ہے ان کے متعلق جب تو بے ادب بنے گا تو میں تجھے چھوڑوں گا نہیں اور نہ تجھ سے یہ کہوں گا کہ تو ایسا کیے جا اور مجھے اس کی پروا نہیں تو میرے پاس آئے یا نہ آئے میں پروا نہیں کروں گا۔ میں صرف اللہ تعالیٰ سے قوت کا طالب ہوں نہ کہ تم سے۔ میں تمہاری گنتی اور شمار اور تمہارے حساب سے علیحدہ ہوں اور بس جس حال میں ہوں وہ تم سے زبان سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پس وہ دل سے بیان ہو سکتا ہے اور میرا

خیال دائیں بائیں اور پیچھے کو نہیں ہوتا بلکہ صرف آگے ہوتا ہے میں بغیر پشت کا سینہ ہوں۔ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور سلف صالحین کی اتباع کرنے والا ہوں۔ میں کبھی ان کے آستانہ خداوندی کی دوڑ میں ان کے پاس سے علیحدہ نہیں ہوتا ہو تم اپنے گناہوں اور بے ادبی سے توبہ کرو۔ یہ توبہ تمہارے دلوں کی زمین میں میرا بیج بونا ہے۔ یہ ایک عمارت ہے جس کی میں تمہارے لئے بنیاد ڈالتا ہوں اور شیطان ملعون کی عمارت کو ڈھا رہا ہوں اور رحمٰن کی عمارت بنا رہا ہوں اور میں تمہیں تمہارے مولیٰ تعالیٰ سے ملا رہا ہوں۔ میں مغز کے ساتھ قائم ہوں نہ کہ چھلکے کے ساتھ بظاہر تو ایک چھلکا ہے میں اس کی پرورش میں مشقت اٹھانا نہیں چاہتا میں تو تمہارے مغز کی پرورش کرتا ہوں اور تمہارے چھلکوں سے دور رہتا ہوں اور میں تمہاری پرورش کرتا رہوں گا تا کہ ہم سب کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اللہ اور رسول کی اطاعت

اے اللہ کے بندو! تم میری صحبت دنیا کیلئے نہیں بلکہ آخرت کیلئے اختیار کرو اور جب تمہاری صحبت مجھ سے آخرت کیلئے درست ہو جائے گی تو تبعاً اور ضمناً دنیا بھی تمہارے پاس آ جائے گی پس تم اس کو زہد کے قدم پر یعنی بے رغبتی کے ساتھ ضرورت کے مطابق لو گے اور میں تمہارے لئے اس کا ضامن ہوں اس پر تم سے حساب و کتاب نہیں کیا جائے گا۔ تم آخرت کو دنیا پر۔ باطن کو ظاہر پر۔ حق کو باطل پر۔ باقی کو فانی پر مقدم کرو۔ پہلے چھوڑو پھر لو۔ طبیعت۔ نفس اور خواہش کے ہاتھوں سے لینا چھوڑ دو۔ دل اور باطن کے ہاتھوں سے لو۔ تم مخلوق کے ہاتھوں سے لینا چھوڑ دو اور خالق کے ہاتھوں سے لینا اختیار کرو۔ تم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ امر و نہی فرمائیں اس کو قبول کرو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا ﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے وقت درندہ بہادر بنے رہو اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ممانعت کے وقت بیمار بن جاؤ اور تقدیرات قضاء کے آنے کے وقت مردہ بن جاؤ۔ اپنے سر کو جھکا دو اور اس کے ساتھ اچھے اخلاق برتو۔ تم اللہ تعالیٰ سے وہ چیز اپنے لئے نہ مانگو جو اس کے علم کے خلاف ہو اور تمہارے اور دوسروں کے بارے میں جو احکام قضاء وقدر ہوں اس کی موافقت کرو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْقَلَمَ قَالَ لَهٗ اُکْتُبْ قَالَ مَا الَّذِیْ اَکْتُبُ قَالَ اُکْتُبْ حُکْمِیْ فِیْ خَلْقِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ اے قلم لکھ تو قلم نے عرض کیا مولیٰ کیا لکھوں تو ارشاد ہوا قیامت تک میری مخلوق کے بارے میں جو حکم ہیں سب کو لکھ دے۔

اے مردہ دلو۔ نفسوں سے زندہ رہنے والو۔ تمہارے تو دل مردہ ہو چکے ہیں پس دوسروں کی مصیبت میں جتنا روتے ہو اپنے دلوں کی معیت میں اس سے زیادہ رونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جانا دلوں کی موت ہے۔

پس جو کوئی اپنے دل کو زندہ کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ دل کو ذکر خداوندی کیلئے چھوڑ دے اور اس کے انس کیلئے اس کی شان وعظمت اور مخلوق کی

طرف تصرفات کرنے میں توجہ کیلئے متوجہ کر دے۔

دل سے اللہ کا ذکر

اے اللہ کے بندے! تو پہلے اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر۔ اس کے بعد اپنے بدن سے اللہ کا ذکر کر تو اپنے دل سے اس کا ذکر ہزار مرتبہ کر اور اپنی زبان سے ایک مرتبہ۔ آفات کے نازل ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر صبر سے کیا کر اور دنیا کے آنے کے وقت دنیا کو چھوڑنے سے اور آخرت کے آنے کے وقت توحید کے ساتھ اور ماسوائے اللہ تعالیٰ کے آنے کے ان سے منہ پھیر لینے سے ذکر کیا کر جب تو اپنے نفس کی باگ کو ڈھیلا کر دے گا تو وہ تجھ میں لالچ و طمع کرنے لگے گا اور تجھے گرا دے گا تو نفس کے منہ میں تقویٰ کی باگ ڈال اور بے فائدہ قیل و قال کو چھوڑ دے۔

تو موت کو یاد کرتا رہ تیرے دل کو صاف کر دے گی اور دنیا کو تیرا مغبوض بنا دے گی تیرے دل سے پردہ کھول دے گی۔ پس تو مخلوق کو فانی اور مردہ ہلاک شدہ اور عاجز دیکھے گا نہ ان میں نفع دینے کی قوت ہے اور نہ ہی نقصان۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۲۱ شعبان المعظم ۵۴۵ ہجری المقدس بروز جمعتہ المبارک کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الْخَمْسُوْنَ ﴿۵۰﴾

اپنی اور مخلوق کی اصلاح

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ کلام کرنے کے بعد ارشاد فرمایا تو اپنی اور دوسروں کی اصلاح میں مشغول رہ اور بے فائدہ قیل وقال اور دنیا کی ہوس کو چھوڑ دے اور جہاں تک ہو سکے دنیا کے غموں سے فارغ ہونے کی کوشش کر۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تَفَرَّغُوْامِنْ هُمُوْمِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ

یعنی تم سے جہاں تک ہو سکے دنیا کے غموں سے فارغ ہو جاؤ۔

اے دنیا سے ناواقف شخص اگر تو دنیا کی حقیقت کو پہچان لیتا تو ہرگز اس کا طالب نہ بنتا۔ اگر دنیا تیرے پاس آئے گی تو تجھے مصیبت میں ڈالے گی اور اگر تجھ سے چلی جائے تو تجھے حسرت میں مبتلا کرے گی۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو پہچان لیتا تو اس وجہ سے غیر اللہ سے واقف ہو جاتا لیکن تو تو اللہ تعالیٰ اور اسکے بھیجے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے جاہل اور ناواقف ہے۔

تجھ پر افسوس ہے جو تجھ سے پہلے لوگوں پر دنیا کی طرف سے جو چیزیں ان پر گزری ہیں ان سے نصیحت حاصل نہیں کرتا تو دنیا سے خلاصی طلب کر تو دنیا کے لباس کو اتار کر پھینک دے اور دنیا سے دور بھاگ۔ نفس کے لباس کو اتار دے اور اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف بھاگ۔ پس جب تو اپنے نفس سے جدا ہو جائے گا تو یقیناً ماسوائے اللہ تعالیٰ سے علیحدہ ہو سکے گا اس لئے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے نفس کا تابع ہے۔ پس تو اپنے نفس سے دوری اختیار کر لے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ لے گا۔ تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے حقیقت میں تجھے سلامتی

مل جائے گی تو اس کی راہ میں مجاہدہ کر بے شک تجھے ہدایت حاصل ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر تو وہ تیرے لئے اپنی نعمتوں میں اضافہ فرما دے گا تو اپنے آپ کو اور مخلوق کو اسی کے حوالے کر دے تو اپنے اور غیر کے بارے میں کسی طرح اللہ تعالیٰ پر اعتراض نہ کر۔

اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو کر نہ اپنا کوئی ارادہ رکھتے ہیں اور نہ کوئی اختیار برتتے ہیں اور نہ وہ اپنے مقسوم کی طلب میں حرص کرتے ہیں اور نہ ہی غیروں کے مقسوم کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔

اگر تو دنیا اور آخرت میں اولیاء اللہ کی صحبت چاہتا ہے تو ان کے تمام اقوال و افعال اور ارادوں میں ان کی موافقت کر میں تجھے دیکھ رہا ہوں تو نے معاملہ برعکس کر دیا ہے اور تو نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور اس کے جھگڑنے کو دن رات کو اپنا طریقہ بنا لیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ ایسا کر اور ایسا نہ کر گویا کہ تو معبود ہے اور اللہ تعالیٰ بندہ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور مقدس اور کس قدر حلیم ہے وہ بڑا بردبار ہے۔ اگر اس کو بردباری نہ ہوتی تو تو اپنی حالت کہ جس حال پر تو ہے برخلاف دیکھتا۔

اگر تو بھلائی چاہتا ہے تو اس لہٰذا کے سامنے ظاہر و باطن دونوں کا سکون اختیار کر۔ ظاہری سکون حرکتوں سے اور باطنی سکون خطروں سے ہو تو سوال کرنا میرے نزدیک بے ادبی ہے اور میں اس کو محض رخصت شمار کرتا ہوں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ فرض کو ادا کر اور حرام سے بچ اور تقدیر خداوندی کی موافقت کر اور اپنے ظاہر و باطن کو اس کے سامنے کلام کرنے سے روک لے تو یقیناً تو دنیا اور آخرت کی بھلائی کو حاصل کر لے گا۔

تو مخلوق سے کسی طرح کا سوال نہ کر کیونکہ مخلوق تو عاجز و بے بس اور محتاج ہے اپنے اور دوسروں کیلئے کسی بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں تو اللہ تعالیٰ کے

ساتھ صابر بنا رہ اور اس سے جلدی طلب نہ کر اور نہ اس کو بخیل سمجھ اور نہ اس پر الزام لگا اللہ تعالیٰ تو تم پر تم سے زیادہ شفقت کرنے والا ہے۔

ایک بزرگ رحمتہ اللہ سے منقول ہے کہ

مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا اور جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت کو لازم اختیار کرو پس وہ تمہاری حالت کو تم سے زیادہ جانتا ہے اور یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ جس میں تمہاری مصلحت ہو اس پر وہ تم کو آگاہ کر دیا کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿سورۃ بقرہ﴾

ترجمہ: اور قریب ہے کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ ﴿کنزالایمان﴾

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔ ﴿کنزالایمان﴾

جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنا چاہے اس کو چاہیے کہ اس راستہ پر چلنے سے پہلے وہ اپنے نفس مہذب بنائے کیونکہ نفس بے ادب اور برائی کا حکم دینے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ کر کیا عمل کرے گا تو اس کو اپنے سفر میں کیسے اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ پہلے تو اپنے نفس سے جہاد کر کے اس کو مطمئن بنا جب تیرا نفس مطمئن ہو جائے پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کی طرف اپنے ساتھ لے کر جا نفس کی موافقت اس وقت کرنا جب ریاضت کر لے اور تعلیم و حسن ادب

حاصل کر لے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ وعہد پر مطمئن ہو جائے۔ بغیر اس کے تو نفس کی موافقت نہ کرنا۔ نفس تو اندھا' گونگا' بہرا' مخبوط الحواس اور اپنے پروردگار سے ناواقف اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ پس ہمیشہ مجاہدوں اور ریاضتوں سے اس کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اس کی زبان بولنے لگے گی اور اس کے کان سننے لگیں گے اور اسکا خبط اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی اور جہالت زائل ہو جائے گی اور یہ نفس رسیوں اور مردان خدا کی صحبت اور ہمیشگی اور ساعت بساعت اور روز بروز اور سال بسال اس میں قائم رہنے کا محتاج ہے۔ یہ صرف ایک ساعت اور ایک دن اور ایک مہینہ کے مجاہدہ سے حاصل نہ ہوگا۔ اس کو بھوک کے کوڑوں سے مار۔ اس نفس کو اس کے حصہ سے روک اور اسکا حق اس کو پورے طور سے دے تو اس پر حملہ کر اس کی تلوار لکڑی کی ہے نہ کہ لوہا کی۔ اس کی باتیں ہی باتیں ہیں کام کچھ بھی نہیں۔ صرف جھوٹ ہے سچ کا پتہ ہی نہیں۔ اس کا وعدہ ہے وفا نہیں۔ وہ دوستی کا نام بھی نہیں جانتا بغیر دولت کے گھومتا ہے۔ ابلیس جو کہ اس کا سردار ہے سچے مسلمانوں پر عداوت ومخالفت میں کوئی طاقت وقوت نہیں تو پھر نفس کی کیفیت کیا ہوگی۔ تو یہ گمان نہ کر کہ شیطان ملعون جنت میں اپنی قوت سے گیا اور اس نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوا دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اس پر قوت دی اور اس کو سبب بنایا تھا نہ کہ اصل۔

اے کم عقل تو کسی مصیبت کی وجہ سے جس میں تجھے اللہ تعالیٰ مبتلا فرمائے اس کے دروازہ سے نہ بھاگ کیونکہ وہ تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ جاننے اور پہچاننے والا ہے وہ کسی فائدہ اور حکمت کیلئے تیرا امتحان لیا کرتا ہے جب وہ تیرا کسی بلا کے ساتھ تیرا امتحان لے پس اس پر ثابت قدم رہ اور اپنے گناہوں کی طرف رجوع کر اور استغفار کر توبہ زیادہ کر اور اس پر صبر اور ثابت قدمی کی درخواست کرتا رہ۔ اس کے سامنے کھڑا رہ اور اس کے دامن رحمت سے لپٹ جا

اور اس کے رفع کرنے اور اسکی مصلحت بیان فرمانے کی اس سے دعا مانگتا رہ۔ اگر تو نجات چاہتا ہے تو ایسے شیخ کامل کی صحبت اختیار کر جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور علم خداوندی کو جاننے والا ہو اور وہ تجھے علم پڑھائے اور ادب سکھائے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے واقف کر دے۔

مرید کو دستگیر اور رہبر اور رہنما کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ وہ ایک ایسے جنگل میں ہے کہ جس میں کثرت کے ساتھ اژدھے اور بچھو ہیں اور طرح طرح کی آفات پیاس اور ہلاک کرنے والے درندے ہیں پس وہ شیخ کامل دستگیر اس کو ان آفات سے بچائے گا اور اس کو پانی اور پھل دار درختوں کی جگہ بتاتا رہے گا جب مرید بغیر رہنما اور شیخ کامل کے ہوگا تو درندوں اور سانپ اور بچھوؤں اور آفات سے بھرے ہوئے جنگل میں چلے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

اے دنیا کے راستہ کے مسافر تو قافلہ اور رہنما اور رفیقوں سے جدا نہ ہو ورنہ تیرا مال اور جان سب چلے جائیں گے اور آخرت کے راستہ کے مسافر تو ہمیشہ مرشد کامل کے ساتھ رہ وہ تجھے منزل مقصود تک پہنچا دے گا تو اس راستہ میں اس کی خدمت کرتا رہ۔ اسکے ساتھ حسن ادب سے پیش آ اور اس کی رائے سے علیحدہ نہ ہو وہ تجھے علم سکھائے گا اور تجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دے گا۔ پھر وہ تیری شرافت و صداقت اور دانائی دیکھ کر راستہ میں تجھے اپنا قائم مقام بنا دے گا۔ تجھے راستہ میں امیر اور راستہ میں چلنے والوں کا حاکم بنا دے گا اور اپنے شکر کا تجھے خلیفہ اور جانشین مقرر کرے گا پس تو اس حالت پر رہے گا یہاں تک کہ وہ مرشد کامل تجھے سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تک لائے گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد کر دے گا۔ پس آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں تجھ سے ٹھنڈی ہوں گی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجھے قلوب و احوال اور معانی پر اپنا نائب بنا

دیں گے۔ پس تو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان قاصد اور سفیر اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام اور خادم بن کر رہے گا۔ مخلوق اور خالق کی طرف آمدورفت کرے گا۔ کبھی مخلوق کی طرف اور کبھی خالق کی طرف تو یہ ایسی چیز ہے جو محض خلوت نشینی اور آرزو سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایسی چیز سے حاصل ہوتی ہے جو کہ سینوں میں جگہ پائے ہوئے ہے اور عمل نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔

اولیاء اللہ تمام قبیلوں میں میں منتخب اور لاکھوں کروڑوں میں آخر دم تک ایک دو ہی ہوتے ہیں جو کہ کلام خداوندی کو اپنے دلوں اور معانی سے سنتے ہیں اور اس سننے کو اپنے اعضاء کے اعمال سے سچا کر دکھاتے ہیں۔

اے جاہلو! تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور صدیقین اور سلف صالحین کے طریقہ پر چلو اور ان کے تمام اقوال وافعال میں ان کی پیروی کرو اور منافقین کے راستہ پر نہ چلو جو کہ دنیا کے طالب اور آخرت سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ کو چھوڑ دینے والے ہیں جس راستہ پر کہ نیک بندے چلے تھے۔ یہ منافق دائیں بائیں اور پیچھے کی طرف چلے۔ کاہلوں کا راستہ تلاش کر کے اس پر چلے اور صحیح راستہ جو کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ تھا کہ جس پر بزرگان دین چلے تھے اس راستہ پر نہ چلے۔

قیامت کے دن دوستی اور محبت ختم ہو جائے گی

اے اللہ کے بندے یہ لوگ جن سے تو آج دنیا میں دنیا کیلئے ملتا ہے۔ کل قیامت کے دن تجھے نظر ہی نہ آئیں گے۔ تمہارے درمیان دوستی اور محبت ختم کر دی جائے گی۔ تیرے اور تیرے برے ہم نشینوں کے درمیان میں کہ جن سے تو نے اللہ تعالیٰ کے خلاف دوستی کی تھی قطع کر دی جائے گی۔ اگر تجھے مخلوق کی دوستی کے بغیر چارہ نہیں ہے پس تو پرہیزگاروں زاہدوں اور اللہ تعالیٰ کو پہنچاننے والے

علماء سے دوستی اور محبت کر جو کہ اللہ تعالیٰ کو چاہنے والے ہیں اور اس کے طالب ومطلوب ہیں۔ اس طرح کے لوگوں سے میل جول رکھ جو تجھ سے خلق کو لے لے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے اور گمراہی تجھ سے لے لے اور تجھے سیدھے راستے پر بٹھا دے جو کہ تیری آنکھوں پر دنیا سے پٹی باندھ دے پھر اس کو آخرت پر لے جا کر کھول دے اور تیرے سامنے سے دنیا کا طبق علیحدہ کر دے اور اس کے بدلہ میں آخرت کا طبق رکھ دے۔ ننگے پاؤں ہونا تجھ سے دور کر دے اور اس کے بدلہ میں تجھے جرابیں عطا کر دے۔ تجھ سے اژدھوں اور بچھوؤں اور درندوں کے درمیان میں سے کھڑا کر کے امن اور راحت اور سنہری جگہ پر بٹھا دے تو اس طرح کے لوگوں سے میل جول رکھ کہ جن میں یہ صفات موجود ہوں اور ان کی نصیحت اور ان کے امر ونہی کو قبول کر۔ ایسی حالت میں تجھے بہت جلد دنیا ہی میں بھلائی حاصل ہو جائے گی کہ آخرت کا انتظار ہی نہ کرنا پڑے گا۔ بہادری ایک ساعت صبر ہی کا تو نام ہے۔ استقلال سے کام لے تجھ سے کچھ ہو بھی تو نہیں سکتا اور تیری ضرورت بھی ہے تو زنبیل خرید اور عمل کے دروازہ پر بیٹھ جا اگر تیری مقدر میں کوئی کام ہے تو قریب ہے کہ تو کام پر لگ جائے گا تو سبب کو اس کا حق ادا کر اور بھروسہ کر کے عمل کے دروازہ پر بیٹھ جا۔ پس اگر وہاں سے دوسرے مردوں کو لے جائیں اور تجھے نہ لے جائیں تو تو پھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹ۔ یہاں تک کہ تجھے ہر ایک سے مکمل ناامیدی ہو جائے کہ اب تجھے کوئی کام پر نہ بلائے گا اس وقت تو اپنے نفس کو توکل کے سمندر میں ڈال دے کہ اسباب اور اسباب کے پیدا کرنے والے دونوں کا جامع بن جائے گا ﴿یعنی مطلب یہ ہے کہ تقدیر پر ایمان لا کر تدبیر سے بالکل غافل نہ ہو جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا لیکن سبب کی تلاش ضروری ہے﴾ تو اپنے استاذ کے سامنے حسن ادب اختیار کر اور تیری خاموشی تیرے بولنے سے زائد ہو کیونکہ ایسا کرنا

تیری تعلیم کا اور استاذ کے دل میں تیری نزدیکی کا سبب بن جائے گا۔ حسن ادب تجھے مقرب بنا دے گا اور بے ادبی تجھے دور پھینک دے گی تو حسن ادب کس طرح کر سکتا ہے حالانکہ تو با ادب لوگوں سے ملا ہی نہیں ہے۔ تجھے علم کس طرح حاصل ہو سکتا ہے جب کہ تو اپنے پڑھانے والے سے راضی ہی نہیں ہے اور اس کے متعلق تیرا حسن ظن ہی درست نہیں ہے۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۸ شعبان المعظم ۵۴۵ ہجری کو بوقت صبح جمعتہ المبارک کے دن یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الْحَادِیْ وَالْخَمْسُوْنَ (۵۱)

دنیا اور آخرت

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا سرتاپا حکمت و عمل ہے اور آخرت تمام کی تمام قدرت، پس دنیا کی بنا حکمت پر ہے اور آخرت کی بنا قدرت پر، پس تو دار العمل، دار حکمت (دنیا میں) عمل کو نہ چھوڑ، تو عمل کرتا رہ اور اس کی قدرت کو عاجز نہ سمجھ، حکمت کے گھر میں عمل کرتا رہ اور تو اس کی قدرت پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جا، قدرت کو اپنے نفس کیلئے عذر نہ بنا کیونکہ نفس اس کو حجت بنالے گا اور عمل کرنا ترک کر دے گا۔ تقدیر کا عذر پیش کرنا کاہلوں کی حجت ہے۔ بس تقدیر کا عذر تو اوامر ونواہی میں ہو سکتا ہے نہ کہ عبادت اور فرائض میں

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ کلام فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ مومن کو نہ تو اس دنیا میں سکون ملتا ہے اور نہ ہی اس کی چیزوں سے جو دنیا میں ہیں۔ وہ دنیا سے اپنا مقسوم لیتا ہے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ سے یکسو ہو جاتا ہے وہاں پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے دنیا کی سوزش دور کر دی جاتی ہے اور اس کے دل کو دربار خداوندی میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔

اس کے باطن کی سفارت اس کے باطن کو دل کی طرف اور دل نفس مطمئنہ اور فرمانبردار اعضاء کی طرف لے جاتی ہے اور تمام اعضاء پر اسے قابو مل جاتا ہے اور وہ اسی حال میں ہوتا ہے کہ یکا یک اس کو اس کے متعلقین سے بے نیاز بنا دیا جاتا ہے اور درمیان میں آڑ کر دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کی ایذاؤں سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور سب کو اس کا تابعدار بنا دیتا ہے اور اس کے اور ان کے قلوب میں خود حائل ہو جاتا ہے۔ تو یہ بندہ تنہا اپنے پروردگار کی معیت میں باقی رہ جاتا ہے۔ گویا اس کے اعتبار سے مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی۔ گویا سوائے اس کے پروردگار کے کوئی اور مخلوق ہی نہیں ہے۔ پس اس کا پروردگار فاعل مختار ہوتا ہے اور یہ اس کا محل فعل' اللہ تعالیٰ اس کا مطلوب رہ جاتا ہے اور یہ اس کا طالب۔ وہ اس کی اصل رہ جاتا ہے اور یہ اس کی شاخ۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پہچانتا ہی نہیں اور نہ اس سوا کسی کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق سے پوشیدہ کر دیتا ہے اس کے بعد جب چاہے گا اس کو لوگوں کیلئے اٹھا کر کھڑا کر دے گا۔ ان کی ہدایت اور مصلحت کیلئے اس کو موجود کر دے گا اور یہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے مخلوق کی ایذاؤں پر صبر کرتا رہے گا۔ اولیاء اللہ دلوں اور اسرار کے محافظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت میں قائم اور غیر اللہ کی معیت سے جدا ہوتے ہیں۔ ان کا ہر کام اور ہر عمل اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے نہ غیر اللہ کیلئے۔ اے منافق۔ تیرے پاس تو اولیاء اللہ کی کوئی خبر ہی نہیں ہے اور نہ ہی ایمان کی کوئی خبر۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کے انس کی کچھ خبر۔ تو محض بے خبر ہے۔ عنقریب تو مر جائے گا اور مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا۔ تو نے محض زبان کی فصاحت پر قناعت کر لی ہے اور دل کو گونگا بنا رکھا ہے یہ تیرے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ دل کی فصاحت کی ضرورت ہے نہ کہ زبان کی فصاحت کی۔

اے مردہ دل اے اولیاء اللہ سے بغاوت کرنے والے۔ اے مسرف اور

اے اپنے نفس اور مخلوق کی بدولت اللہ تعالیٰ سے محجوب اور دور ہو جانے والے اگر تو دوسروں پر ایک مرتبہ روئے تو اپنے نفس پر ہزار مرتبہ رو۔

دعا

اِلٰهِیْ اِنِّیْ کُنْتُ اَخْرَسَ فَاَنْطَقْتَنِیْ فَانْفَعِ الْخَلْقَ بِنُطْقِیْ وَکَمِّلْ لَهُمُ الصَّلَاحَ عَلٰی یَدِیْ وَاِلَّا رُدَّنِیْ اِلَی الْخَرَسَ

یاالٰہی میں گونگا تھا تو نے مجھے گویائی عطا کی۔ لہٰذا میری گویائی سے مخلوق کو فائدہ عطا کر' اور میرے ہاتھوں پر ان کی مکمل اصلاح فرما ورنہ مجھے میرے گونگا پن کی طرف لوٹا دے۔

صالحین کا اللہ مددگار ہے

اے مسلمانو۔ میں تمہیں ایک خونی موت کی طرف۔ یعنی نفس۔ خواہش۔ طبیعت۔ شیطان اور دنیا کی مخالفت اور مخلوق سے علیحدگی اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو چھوڑ دینے کی طرف بلا رہا ہوں۔ تم ان سب حالتوں میں جہاد کرو اور ناامید نہ ہو کیونکہ

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَانٍ

یعنی اللہ تعالیٰ ہر روز ایک جدا شان میں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اس کی قدرت کے مطابق سوال کرو۔ اس سے تمہارا سوال بحیثیت قدرت ہو نہ کہ بحیثیت حکمت۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے علم کی حیثیت سے ہو نہ کہ تمہارے علم کے اعتبار سے۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے قلوب و اسرار کے ذریعہ سے مانگو نہ زبان کی تیزی و طراری سے۔ تمہارا سوال تمہارے علم و قدرت کے سمندروں سے ہٹ کر ہو۔ تم اس کی حضوری میں تمام چیزوں سے مفلس ہو کر کھڑے رہو۔ تم اس پر عامل اور حاکم نہ بنو اور نہ اس پر اپنا مرتبہ اور عقل مندی بگھارو۔ اور نہ اپنی تدبیروں سے اس کی تدبیر کو رد کرو۔ تم جاہلوں کی طرف توجہ نہ

کرو جو کہ اپنے علم پر عمل نہ کریں۔ وہ شخص جاہل ہے اگر چہ کیسا ہی علم کا حافظ اور اس کے معنی اور مطالب کا جاننے والا ہو۔ تیرا علم حاصل کرنا بغیر عمل کے تجھ کو مخلوق کی طرف لوٹا دے گا۔ اور تیرا علم پر عمل کرنا تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچا دے گا اور تجھے دنیا سے بے رغبت کر دے گا اور باطن سے خبردار بنا دے گا۔ اور ظاہر کی زیبائش سے تجھ کو غافل بنا دے گا اور باطن کی آراستگی کا تجھے الہام کرے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ تیرا کارساز ہوگا۔ کیونکہ تو حقیقت میں قابل بن گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ

یعنی صالحین کا اللہ تعالیٰ مددگار ہے۔

ان کے ظاہر و باطن دونوں کی کارسازی فرماتا ہے۔ ان کے ظاہر کی حکمت کے ہاتھوں سے اور باطن کی اپنے علم کے ہاتھوں سے تربیت فرماتا ہے۔ نہ تو وہ دوسروں سے ڈرتے ہیں اور نہ غیر خدا سے امیدیں رکھتے ہیں۔ بجز اس کے نہ کسی سے کچھ لیتے ہیں اور نہ اس کے سوا دوسری راہ میں کچھ دیتے ہیں۔ وہ غیر اللہ سے وحشت کھاتے ہیں اور اسی سے مانوس رہتے ہیں اور اسی سے سکون حاصل کرتے ہیں۔ یہ آخری زمانہ ہے اس میں بہت کچھ تبدیل ہوگیا ہے۔ نبوت کا زمانہ دور چلا گیا ہے۔ یہ نفاق درنفاق کا زمانہ ہے۔

اے منافق۔ تو دنیا اور مخلوق کا بندہ ہے اور تیرے تمام عمل ان کے دکھاوے کیلئے ہیں اور اپنی طرف اللہ تعالیٰ کی توجہ اور نظر کو بھلا دیا ہے اور تو ظاہر کرتا ہے کہ میں آخرت کیلئے عمل کر رہا ہوں حالانکہ تیرا سارا عمل اور قصد دنیا کیلئے ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَا تَزَيَّنَ الْعَبْدُ بِعَمَلٍ لِلْاٰخِرَةِ وَهُوَ لَايُرِيْدُ هَاوَلَا يَطْلُبُهَا لُعِنَ فِى السَّمٰوٰتِ بِاسْمِهٖ وَنَسَبِهٖ اِنِّىْ اَعْرِفُكُمْ

ترجمہ: جب بندہ اپنے آپ کو عمل آخرت کیلئے مزین کرتا ہے اور اسکا مقصود و مطلوب راہ آخرت نہیں ہوتا تو اس کے نام ونسب پر آسمانوں میں لعنت کی جاتی ہے۔

اے منافقوں۔ میں تمہیں شریعت اور طریقت کے طریقوں سے پہچانتا ہوں۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے تمہاری پردہ پوشی کرتا ہوں۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو حیا ہی نہیں کرتا تیرے ظاہری اعضاء گناہوں اور نجاست سے پاک نہیں ہوئے اور تو باطنی طہارت کا دعویٰ کرتا ہے۔ دل کی پاکیزگی ابھی صحیح نہیں ہوئی اور باطن کی پاکیزگی کا تو مدعی ہے۔ مخلوق کے ساتھ ادب سے پیش آنا ابھی تجھے آیا ہی نہیں اور تو خالق کے ساتھ ادب کا دعویدار ہے۔ معلم ﴿یعنی شیخ کامل﴾ ابھی تجھ سے خوش ہوا ہی نہیں اور نہ تو اس کے ساتھ ادب برتا ہے اور نہ تو نے ان کے حکم کو قبول کیا ہے اور تو بیٹھنے لگا منبر و سند پر اور صدر نشین ہونے لگا اور وعظ شروع کر دیا۔ تجھے وعظ کہنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ تو توحید کے قدم پر کھڑا ہو اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ثابت قدم رہ۔ اور اپنی ہستی کی خودی سے علیحدہ ہو کر لطف خداوندی کے پہلو میں بیٹھ جا اور انس کے بازو کے نیچے چھپ جا اور اخلاص کا دانہ جگ اور مشاہدہ خداوندی کا پانی پی۔ اس کے بعد اسی حالت پر قائم رہ۔ یہاں تک کہ تو شاہی مرغ بن جائے۔ پس اس حالت پر پہنچ کر تو مرغوں کا محافظ بن جائے گا اور ان پر دانہ نثار کرنے والا۔ اور عام لوگوں کو دن رات اذان دے کر جگانے والا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کو جگاتا رہے گا۔

اے جاہل۔ تو اپنے ہاتھ سے کتاب کو پھینک دے اور میری حضوری میں سر کے بل آ کر باادب ہو کر بیٹھ جا۔ علم مردان خدا کے دہن سے حاصل کیا جاتا ہے نہ کہ کتابوں سے۔ علم ان سے حاصل کیا جاتا ہے جو اپنے وجود اور تمام مخلوق

سے فانی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے باقی ہیں۔ اپنے وجود اور تمام مخلوق سے فنا ہو جانے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے وجود پانے پر حصول ولایت کا مدار ہے۔ غیر اللہ سے فنا ہو اور ذات حق تعالیٰ سے زندگی حاصل کر۔ تو اللہ تعالیٰ کے ان خادموں کی صحبت اختیار کر جو اس کے دروازہ سے کبھی نہیں ہٹتے۔ جن کا شغل اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لانا ہے اور اس کے ممنوعات سے بچنا ہے اور قضاء و قدر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت کرنا ہے۔ ان کے متعلق جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور فعل ہو وہ اس کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں۔ ان کو اپنے اور غیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے کسی قسم کا جھگڑا ہی نہیں۔ نہ وہ قلیل میں اللہ تعالیٰ سے، اعتراض کرتے ہیں نہ کثیر میں۔ نہ اعلیٰ اور ادنیٰ پر اعتراض کرتے ہیں۔ تو اپنے نفس کی خدمت یعنی اس کے اغراض کے حصول کی حرص میں اللہ تعالیٰ کی خدمت سے غافل نہ بن۔ اولیاء اللہ مخلوق سے بلا ضرورت بہ تکلف طلب کرتے ہیں ان کی طلب ذاتی نہیں ہوتی بلکہ ان کو مخلوق پر شفقت کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ ان کو الہام فرماتا ہے۔ یہ مجبوری سے طلب کرتے ہیں نہ کہ نفس کی پیروی سے۔ ان کا نفس تو مطمئن ہو گیا ہے اس کا کوئی ارادہ اور شہوت دنیا کے متعلق باقی ہی نہیں رہا ہے۔ تیرا گمان یہ ہوگا کہ اس کا نفس بھی تیرے جاہل نفس کی طرح ہے جس نے تجھ کو اپنی خدمت گاری کیلئے کھڑا کر رکھا ہے اور اپنے ارادہ اور خواہش میں تجھ سے چکر لگوا رہا ہے۔ کاش کہ تجھے عقل ہوتی تو اپنے نفس کی خدمت سے منحرف ہو کر اپنے پروردگار کی خدمت میں مشغول ہو جاتا۔ تیرا نفس تیرا دشمن ہے اُس کی بات کا جواب دینے سے سکوت کرنا ہی تیرے لئے بہتر ہے اور یہ کہ تو اس کی بات کو دیوار پر مار دے۔ اس کی بات کو اس طرح سن جیسے کسی دیوانہ کی بات سنتے ہیں کہ جس کی عقل جاتی رہی ہو۔ تو نفس کی بات کی طرف توجہ ہی نہ کر۔ نہ اس کی طلب خواہشات۔ لذات اور خرافات پر نظر کر۔ اس کی ہلاکت

اس میں ہے تو نفس کی بات کو سنے۔ تیری اور اس کی اصلاح اس کی مخالفت کرنے میں ہے۔ جب نفس اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اس کو ہر جگہ رزق ملتا ہے۔ جب نفس اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور متکبر بن جاتا ہے۔ تو اس کے اسباب منقطع کر دیئے جاتے ہیں اور اس پر طرح طرح کے مصائب نازل کر دیئے جاتے ہیں۔ پس تیرے اور اس کی ہلاکت کا سبب ہو جاتا ہے۔ نفس دنیا اور آخرت میں ٹوٹا پانے والا ہو جاتا ہے۔ جس کسی کا نفس تابعدار اور قناعت کرنے والا ہوتا ہے اپنا مقسوم رزق کو خوشنودی کے ساتھ حاصل کرتا ہے۔ تمام فرائض جو اس پر لازم کئے گئے ہیں خوش دلی کے ساتھ بغیر تکلیف کے ادا کرتا ہے اس کا دل ماسوا اللہ تعالیٰ سے فارغ رہتا ہے اور اسکے اعضاء دنیا اور اس کے فضولیات کے حاصل کرنے کی صعوبت سے سکون و آرام میں رہتے ہیں۔

اے دولت مند۔ نعمتوں کا شکر ادا کر ورنہ وہ نعمتیں تجھ سے چھین لی جائیں گی' اور ادائے شکر سے نعمت کے بازو تراش دے ورنہ وہ نعمت تیرے پاس سے اڑ جائے گی۔ جو اپنے پروردگار کی طرف سے مرا ہوا ہے وہ مردہ ہے اگرچہ دنیا میں اس کا شمار زندہ لوگوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کی زندگی اس کو کیا نفع پہنچائے گی جب کہ وہ اس کو اپنی خواہشات' لذات اور خرافات کے حاصل کرنے میں صرف کر رہا ہے ایسا شخص حقیقت میں مردہ ہے اگرچہ صورۃً مردہ نہ ہو۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَابِكَ وَاَمِتْنَاعَنْ غَيْرِكَ

اے اللہ تو ہمیں اپنے ساتھ زندہ رکھ اور اپنے غیر سے ہمیں موت دے دے۔ امین

اے عمر کے بوڑھے۔ طبیعت کے بچے۔ تو کب تک اس بدخصلت دنیا کے پیچھے اپنی طبیعت کے بے چینی کی وجہ سے دوڑتا رہے گا۔ تو نے دنیا کو اپنا مقصود

اعظم بنا لیا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا مقصود وہ ہے جو تجھے غم میں ڈالتا ہے۔ اور حقیقت میں تو اس کا بندہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں تیری لگام ہے۔ اگر تیری لگام دنیا کے ہاتھ میں ہے تو تو دنیا کا بندہ ہے۔ اگر تیری لگام آخرت کے ہاتھ میں ہے تو تو آخرت کا بندہ ہے۔ اگر تیری لگام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تو تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔ اگر تیری لگام نفس کے ہاتھ میں ہے تو تو اپنے نفس کا بندہ ہے۔ اگر تیری لگام تیری خواہش کے ہاتھ میں ہے تو تو اپنی خواہش کا بندہ ہے۔ اگر تیری لگام مخلوق کے ہاتھ میں ہے تو تو مخلوق کا بندہ ہے۔ پس تجھے دیکھنا چاہیے کہ تیری لگام کس کے ہاتھ میں ہے۔ تم میں غالب اور کثرت سے تو وہی لوگ ہیں جو طالب دنیا ہیں اور تھوڑے سے غم میں آخرت کو چاہنے والے ہیں۔ اور شاذ و نادر ہیں وہ لوگ جو دنیا اور آخرت کے پروردگار کی ذات کے طالب ہیں تو انہی کے حسن ادب کے ساتھ صحبت اختیار کر۔ ان سے جھگڑا نہ کر اور نہ ان کی بے عزتی کر۔ ورنہ تو نقصان اٹھائے گا۔ ان کی شان میں گستاخی نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔ تم عقل مند بنو۔ تم اپنے برے اعمال سے اللہ تعالیٰ سے دشمنی ظاہر کر رہے ہو۔ اس کے نزدیک تمہارے عمل مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتے۔ اگر تم اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اور تمام حالتوں میں مخلص بن جاؤ تو کچھ مرتبہ اور مقام حاصل کر سکتے ہو۔ ایسا خزانہ جو کبھی فنا نہ ہو صدق و اخلاص۔ خوف خدا اس سے توقع رکھنا اور تمام حالتوں میں اسی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ تو ایمان کو اختیار کر وہ تجھے اولیاء اللہ سے ملا دے گا۔ جب تو ان میں سے کسی ایک کو بھی دیکھ پائے تو اپنا بازو اس کے سامنے جھکا دے اور اپنی حالت اس کے سپرد کر دے اور پھر اس سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کر چپ ہو جا اور اپنی بے ادبی سے اس کو تکلیف نہ پہنچا۔ اور جس چیز کا علم تجھے نہ ہو اس میں سکوت کرنا علم ہے۔ اور جس چیز کو تو نہ جانتا ہو اس کا تسلیم کرنا ہی علم ہے۔

اے ضعیف الیقین نہ تیرے پاس دنیا ہے اور نہ آخرت یہ تیری اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی اور اس کے اولیاء اللہ اور ابدال اور انبیاء کرام پر تہمت لگانے کی وجہ سے ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام کا قائم مقام بنا دیا ہے اور ان پر وہی بوجھ رکھ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام اور صدیقوں پر رکھا تھا۔ انبیاء علیہم السلام کے اعمال اور ان کے علوم ان کے سپرد کئے۔ ان کے نفس اور خواہشات سے ان کو فنا کر دیا اور اپنے ساتھ موجود کر دیا اور اپنی حضوری میں ان کو جگہ عطا فرمائی اور ان کے دلوں کو اپنے لئے پاک کر دیا۔ دنیا اور آخرت اور تمام مخلوق ان کے قبضہ میں دے دی اور انہیں اپنی قدرت دکھائی اور ان کو اپنی حکمت اور علم سکھلائے اور اپنی طاقت وقوت عطا فرما دی۔ ان کو خدائی قوت ہے۔ ان کو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم یعنی نہ زور ہے نہ طاقت مگر اللہ برتر بلند ہے۔ کہنا صحیح ہے۔ وہ اس قول میں سچے بنے۔ پس انہوں نے اپنی اور مخلوق کی تمام طاقتوں اور قوتوں کو فنا کر دیا اور قوت خداوندی کے ساتھ چپٹ گئے۔

حضرت معاذ کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ بِیْ مَا اُرِیْدُ مَصَبِّرْنِیْ عَلٰی مَا تُرِیْدُ

اے اللہ اگر تو وہ نہ کرے جو میں چاہتا ہوں تو مجھے اس پر صابر بنا دے جو تو چاہتا ہے۔

علم عمل کو پکارتا ہے

اے اللہ کے بندے۔ اللہ تعالیٰ کی قضاء پر راضی رہنا دنیا حاصل کرنے سے جو کہ منازعت خداوندی کے ساتھ ہو بدرجہا اچھا ہے۔ راضی بقضاء رہنے کی شیرینی صدیقوں کے دلوں میں تمام شہوتوں اور لذتوں کے حاصل کرنے سے زیادہ میٹھی ہے۔ ان کے نزدیک تو تمام دنیا مافیھا سے زیادہ شیریں ہے۔ کیونکہ وہ زندگی کو باوجود اس کی مختلف حالتوں کے خوش عیش بنائے رکھتی ہے۔ لوگوں کو علم

بغیر عمل اور اخلاص کی زبان سے گفتگو کیا کر ایسی زبان سے جو کہ بلا عمل ہے بات نہ کر۔ نہ وہ تجھے اور نہ تیرے پاس بیٹھنے والوں کو کچھ نفع دے گی۔
سرکا دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔
يَهْتِفُ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ
یعنی علم عمل کو پکارا کرتا ہے۔

پس اگر وہ اس کے بلانے پر آ جاتا ہے تو فبھا ورنہ علم چلا جاتا ہے۔ علم کی برکت چلی جاتی ہے اور اس کی محبت باقی رہ جاتی ہے۔ تو اپنے علم کے فتنہ میں پڑا ہوا عالم رہ جاتا ہے تیرے پاس محض علم کا درخت رہ جاتا ہے اور اس کا پھل جاتا رہتا ہے۔ اللہ سے یہ دعا کر کہ وہ تجھے اپنے دربار کی حضوری اور ادب عطا فرما دے۔ پس جب وہ تجھے یہ نصیب فرما دے تو اب اس سے دعا کر کہ وہ اپنے پردہ میں رکھے۔ اور تو اس میں سے کسی چیز کے ظاہر کرنے کو پسند اور محبوب نہ رکھے۔ جب تو اس معاملہ کے اظہار کو پسند کرے گا جو کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے تو تیری ہلاکت کا سبب بن جائے گا۔ تو اپنے احوال و اعمال پر تکبر کرنے سے بچتا رہ کیونکہ یہ اپنے صاحب کو سرکشی میں ڈالنے والا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی نظر سے گرا دینے والا ہے۔ تو مخلوق کو وعظ سنانے اور اس میں مقبولیت حاصل کرنے کی محبت سے بچتا رہ اور اس کو پسند نہ کر یہ تیرے لئے نقصان دہ ہے نہ کہ نافع اور تو ایک کلمہ بھی نہ کہہ یہاں تک کہ تیرا معاملہ صحیح ہو جائے اور تیرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقینی امر صادر ہو جائے۔ اور تو لوگوں کو ایسی حالت میں دعوت دیتا ہے کہ ابھی تو نے ان کیلئے اپنے گھر میں کھانا تیار ہی نہیں کیا۔ بغیر انتظام کئے دعوت کا بلاوا دینا گویا ان کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ اس کام کو بنیاد کی ضرورت ہے اس کے بعد عمارت بنے گی۔ تو پہلے اپنے دل کی زمین کو اس وقت تک کھودتا رہ کہ اس میں حکمت کا چشمہ ابلنے لگے۔ پھر اخلاص اور

مجاہدوں اور نیک اعمال سے تعمیر شروع کر یہاں تک کہ تیرا محل بن کر بلند ہو جائے پھر اس کے بعد لوگوں کو اس کی طرف آنے کی دعوت دے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَحْيِ اَجْسَادَ اَعْمَالِنَا بِرُوْحِ اِخْلَاصِکَ

اے اللہ تو ہمارے عملوں کے جسموں کو اپنے اخلاص کی روح سے زندہ رکھ۔

جب مخلوق تیرے دل میں ہو تجھے ایسی خلوت نشینی کیا فائدہ دے گی ہرگز نہیں نہ تیری کوئی عزت و وقعت ہوگی اور نہ تیری خلوت نشینی کی۔ جب تو مخلوق کو دل میں لئے ہوئے خلوت کرے گا پس تو اکیلا بغیر انس خداوندی کے بیٹھنے والا ہوگا تیری خلوت نشینی بیکار ہوگی بلکہ اس حالت میں نفس و شیطان اور خواہشات نفسانیہ تیرے ہم نشین ہوں گے۔ اور جب تیرا دل اللہ تعالیٰ سے مانوس ہوگا۔ پس اگرچہ تو اہل و عیال خویش اقارب کے درمیان میں بھی ہو پھر بھی مخلوق سے خلوت میں ہی میں ہوگا اور جب انس خداوندی تیرے دل میں جاگزیں ہو جائے گا وہ تیرے وجود کی دیواروں کو منہدم کر دے گا اور بصیرت کی آنکھوں کو بینا کر دے گا۔ پس تو اللہ تعالیٰ کے فضل و فعل کو دیکھنے لگے گا غیر اللہ کو چھوڑ کر اسی سے راضی رہے گا۔ جو شخص احوال میں سے کسی حال میں ہو کہ شریعت کا پابند بھی رہے اور نہ اس کے حال سے اونچے حال کا اور نہ اس کے زوال کا نہ بقا کا خواہش مند ہو بیشک اس نے رضا اور موافقت اور عبودیت خداوندی کی شرط کو حاصل کرلیا۔

تجھ پر افسوس ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور دعویٰ حصول رضا کا کرتا ہے اور تیری حالت ایک مچھر اور ایک لقمہ اور ایک کلمہ اور ذرا سی آبرو چلے جانے سے بدلتی رہتی ہے۔ تو جھوٹ نہ بول نہ میں تیرے جھوٹ کو سنوں گا اور نہ میں اس پر عمل کروں گا اور نہ میں اس پر تیری تصدیق کروں گا۔ اور مخلوق میں چند ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے دلوں کی طرف الہام کیا جاتا ہے ان میں وہ کلمات ڈال

دیئے جاتے ہیں جو صرف انہیں کیلئے مخصوص ہیں۔ بھلائی پر ان کو خبردار کر دیا جاتا ہے اور اسی پر ٹھہرا دیئے جاتے ہیں ایسا کیوں کر نہ ہوگا کہ وہ تمام اقوال و افعال میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروکار ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی ظاہری طور پر بھیجی جاتی تھی اور ان کے دلوں کی طرف باطنی طور پر وحی بھیجی جاتی ہے۔ کیونکہ اولیاء کرام سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وارث ہیں اور تمام احکام میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تابعداری کرتے ہیں۔ اگر تو ایسی تابعداری کو صحیح طور سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو موت کو کثرت سے یاد کیا کر۔ کیونکہ موت کا ذکر تیرے نفس اور خواہش اور تیرے شیطان اور تیری دنیا سے علیحدہ ہونے پر تیرا مددگار بن جائے گا۔ جس شخص نے موت سے نصیحت حاصل نہ کی پس اس کیلئے نصیحت کا کوئی طریقہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

كَفٰى بِالْمَوْتِ وَاعِظًا قَسْمُكَ يَاْتِيْكَ اِنْ زَهَدْتَّ

یعنی تیرے لئے نصیحت کرنے کو موت ہی کافی ہے۔

اگر تو رغبت کرے یا نہ کرے جو تیرا مقسوم اور حصہ ہے وہ تیرے پاس ضرور آ جائے گا۔ پس جب تو بے رغبتی کرے گا تو تیرا مقسوم عزت کی حالت میں تجھے پہنچے گا اور جب تو اس کی طرف رغبت کرے گا تیرا مقسوم تجھ کو ایسی حالت میں پہنچے گا کہ تیری کچھ عزت نہ ہوگی۔ منافق جب کہ اس کے پاس مخلوق موجود ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے شرم کرتا ہے اور جب وہ مخلوق سے علیحدہ ہوتا ہے بے حیائی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا۔

تجھ پر افسوس ہے اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرا ایمان اور اعتقاد صحیح ہوتا کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تیرے پاس ہے اور تیرا محافظ ہے تو تو ضرور اس سے شرم و

حیا کرتا۔ میں تم سے حق بات کہتا ہوں اور نہ میں تم سے ڈرتا ہوں اور نہ ہی کوئی امید رکھتا ہوں۔ تم اور تمام زمین کے رہنے والے میرے نزدیک مچھر اور چیونٹی سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ کیونکہ میں نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں نہ کہ تمہاری طرف سے۔ غلام اور بادشاہ دونوں میرے نزدیک سب برابر ہیں۔ اگر تم اپنے نفسوں اور دوسروں پر اعتراض کرو تو وہ شریعت کے مطابق ہو نہ خواہش نفس اور طبیعت کے کہنے سے ہو۔ جس بات سے شریعت ساکت ہو تم اس کے سکوت میں موافقت کرو۔ اور جس چیز پر شریعت حکم بیان کرے پس تم اس کے بیان میں موافقت کرو۔

اللہ مددگار ہے

اے اللہ کے بندے۔ کسی دوسرے پر اپنے نفس اور خواہش سے اعتراض نہ کیا کر بلکہ اپنے ایمان سے اعتراض کر' اعتراض کرنے والا درحقیقت ایمان ہی ہے اور مٹانے والا یقین ہے۔ اور مددگار اللہ تعالیٰ ہے وہ تیری مدد کرے گا اور وہ تجھ پر فخر کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ

ترجمہ: اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی بھی تمہیں مغلوب کرنے والا نہ ہوگا۔

اِنْ تَنْصُرُ اللّٰهَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

ترجمہ: اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

جب تو کسی ناجائز امر پر اللہ تعالیٰ سے غیرت کر کے اعتراض کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دور کر دینے پر تیری مدد فرمائے گا اور اس کے کرنے والے پر تجھے فتح دے گا اور ان سب کو تیرے سامنے جھکا دے گا۔ اور جب تیرا اعتراض۔

تیرے نفس اور خواہش اور شیطان اور تیری طبیعت کے ورغلانے سے ہوگا تو وہ تجھے بے یارو مددگار بنا دے گا اور نہ اس پر تجھے فتح دے گا اور نہ تو اس کے مٹا دینے پر قادر ہوگا۔ معترض کہ جس کا اعتراض ایمان کی خاطر نہ ہو وہ معترض نہیں۔ اعتراض کر کے اگر تو یہ چاہتا ہے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہو نہ کے مخلوق کیلئے۔ دین کیلئے ہو نہ کہ نفس کیلئے۔ اللہ تعالیٰ کیلئے ہو نہ کہ تیرے لئے پس تو اپنی ہوس کو ترک کر دے اور اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کر۔ موت تیری گھات میں ہے اس کے پل کو عبور کرنا پڑے گا۔ تو اس حرص کو چھوڑ دے کہ جس نے تجھے ذلیل بنا رکھا ہے جو کچھ تیرے مقسوم کا ہے وہ تجھے ضرور ملے گا اور جو کچھ تیرے غیر کا مقسوم ہے وہ تجھے ملنے والا نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہوجا اور دوسروں کے مقسوم کی طلب کو ترک کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ﴿سورۃ طٰہٰ﴾

ترجمہ: اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہیں جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

عارف باللہ لوگوں پر سب چیزوں سے زیادہ سخت وگراں مخلوق کے ساتھ کلام کرنا اور ان کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عارف تو ہزار ہوتے ہیں اور بولنے والا صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی سی قوت کے محتاج ہوتے ہیں اور عارف ان کی سی قوت کے محتاج کیوں نہ ہوں جب وہ طرح طرح کی مخلوق میں بیٹھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ سمجھداروں سے بھی ملتے

ہیں۔ مومن اور منافق کے ساتھ بھی بیٹھتے ہیں پس وہ بڑے سخت امتحان اور تکلیف میں مکروہات پر صبر کرنے والے ہیں اور باوجود عارف اس کے اپنے حالات میں اپنی پاکیزہ حالت میں محفوظ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ حکم خداوندی کو ہمیشہ بجا لاتا ہے۔ اور جب وہ مخلوق سے کلام کرتے ہیں ان کا کلام اپنے نفس اور خواہش اور اپنے اختیار و ارادہ سے نہیں ہوتا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اسی وجہ سے ان کی اللہ کی طرف سے حفاظت کی جاتی ہے۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عارف بنے نفع اور نقصان کے متعلق مخلوق کی قدر و منزلت اپنے دل سے نکال دے۔ کیونکہ تو بغیر اس کے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکے گا۔

تجھ پر افسوس ہے۔ دولت کا ہاتھ میں رکھنا جائز ہے جیب میں رکھنا جائز ہے اور کسی اچھی نیت سے اس کو جمع کر کے رکھنا جائز ہے لیکن دنیا کا دل میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ دروزہ پر کھڑا رہنا اس کا جائز ہے لیکن دروازہ سے آگے بڑھنا جائز نہیں۔ اس میں تیرے لئے کچھ عزت نہیں جب یہ بندہ اپنے وجود اور مخلوق سے فنا ہو جاتا ہے تو گویا وہ گمشدہ اور نابود ہو جاتا ہے۔ اور اس کا باطن مصائب کے آنے سے متغیر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا حکم آنے پر موجود ہو جاتا ہے۔ بس امر کو بجا لاتا ہے اور نہی سے پرہیز کرتا ہے نہ کسی چیز کی وہ تمنا کرتا ہے اور نہ وہ کسی چیز پر حریص ہوتا ہے۔ تکوین اس کے دل پر وارد ہوتی ہے اور دنیا کی تمام چیزوں میں تصرف کا اختیار اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اے علم اور عمل میں خیانت کرنے والو۔ تمہیں ان سے کیا تعلق۔ اے اللہ اور اسکے رسول کے دشمنو۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے قطع تعلق کرنے والو۔ تم کھلے ظلم اور کھلے نفاق میں مبتلا ہو تو یہ نفاق کب تک رہے گا۔

اے عالمو۔ اے زاہدو۔ تم کب تک بادشاہوں اور حاکموں کیلئے نفاق

برتے رہو گے۔ کہ ان سے دنیا کا مال و زر اور اس کی شہوت اور لذت لیتے رہو گے۔تم اور اس زمانہ کے اکثر بادشاہ ظالم اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مال میں خیانت کرنے والے ہیں۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اكْسِرْ شَوْكَةَ الْمُنَافِقِيْنَ وَاخْذُلْهُمْ اَوْ تُبْ عَلَيْهِمْ وَاقْمِعِ الظَّلَمَةَ وَطَهِّرِ الْاَرْضَ مِنْهُمْ اَوْ صَلِحْهِمْ اٰمِيْنَ

اے اللہ تو منافقوں کے دبدبہ اور شوکت کو توڑ دے اور انہیں ذلیل وخوار کر دے یا ان کو توبہ کی توفیق دے اور ظالموں کا قلع قمع فرما دے اور زمین کو ان سے پاک کر دے یا ان کی اصلاح فرما دے۔ امین

اے بادشاہو۔ اے غلامو۔ اے ظالمو۔ اے منافقو۔ اے مخلصو۔ دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت ہمیشہ کیلئے ہے تو مجاہدہ اور زہد سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو چھوڑ دے اور اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک و صاف کر دے اور اس سے بچ کہ کوئی چیز تجھ کو شکار نہ کر لے یا تجھے قیدی بنا لے یا تجھے کوئی چیز تیرے خالق و مالک سے روک نہ لے۔ جب تیرے مقسوم کا حصہ تیرے پاس آئے تو ان کو حکم اور موافقت خداوندی کے ہاتھوں سے زہد کے قدموں میں کھڑے ہو کر لے نہ کہ اختیار اور محبت دنیاوی کے ہاتھوں سے لے۔ زہد جب قائم رہتا ہے تو بدن میں اثر کرتا ہے دل میں غم اور جسم میں لاغری پیدا کرتا ہے۔ جب غم اور لاغری متحقق ہو جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی معیت اور معرفت کی خوشی آتی ہے جو اس کے غم اور فکر کو دور کر دیتی ہے ایمان والا تمام مخلوق اور اہل و مال و اولاد تک سے دل برداشتہ رہتا ہے اور بدن سے ان کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور اس کا دل شاہی قاصد کے آنے کا منتظر رہتا ہے۔ وہ شہر کے دروازہ پر پہنچ گیا ہے اہل و مال سے رخصت ہو چکا ہے اگرچہ ان کے درمیان بیٹھا ہوا

ہے۔ مومن شخص مخلوق کے درمیان رہتا ہوا ان سے رخصت ہو چکا ہے۔ اس کی بود و باش مخلوق کے ساتھ ہے اور اس کی اصل رگ خالق کے ساتھ۔ جب توحید خداوندی دل میں پیوست ہو جاتی ہے کیونکہ توحید خداوندی تیرے ظاہر و باطن تیری امیری وفقیری اور مخلوق کی توجہ اور روگردانی اور ان کی برائی اور بھلائی کو برابر کر دیتی ہے تو ان کو اپنے دل سے کیسے نہ نکال دے گا جبکہ تیرا مضغۂ گوشت ﴿یعنی دل﴾ ان سے باوجود وسعت کے تنگ ہو چکا ہے۔

اور تیرا دل اللہ تعالیٰ اور اس کے ذکر اور اس کے شوق سے بھر گیا ہے۔ بس اس وقت تو بمصداق آیہ کریمہ کے۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ اس جگہ حکومت اللہ سچے ہی کی ہے۔ اب تو سچا بے نیاز اور خاص کفایت کے ساتھ لوگوں سے مستغنی بنا دیا جائے گا۔

اے جاہل۔ تو جہالت کو چھوڑ کر علم پڑھ۔ تو خود سیکھنا چھوڑ کر تعلیم دینے میں دوسروں کو مشغول ہو گیا ہے۔ تو مشقت نہ اٹھا اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہو گا اور نہ کوئی تیرے ہاتھ پر فلاح پا سکے گا۔ کیونکہ تو خود اپنے نفس کا معلم نہیں ہو سکتا وہ دوسروں کا معلم کیسے بن سکتا ہے۔

قدرت خداوندی

اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کی قدرت کو عاجز و کمزور نہ سمجھو۔ ورنہ کافروں میں شامل ہو جاؤ گے۔ تم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرو تاکہ یہ عمل تمہیں علم تک پہنچا دے۔ جب تمہارے پاس علم محقق ہو جائے گا تم قدرت کو دیکھ لو گے۔

اس وقت تمہارے دل اور اسرار کے ہاتھوں میں مرتبہ تکوین دے دیا جائے گا پھر تم جو چاہو گے وہ ہونے لگے گا۔ جب اللہ تعالیٰ اور تمہارے درمیان دل کے اعتبار سے پردہ نہ رہے گا وہ قادر مطلق تمہیں تکوین پر قدرت بخشے گا۔ اور تجھے اپنے بھید کے خزانوں پر مطلع کر دے گا۔ اور اپنے فضل کے طعام سے تجھے کھانا

دے گا اور اپنے انس کا شربت تجھے پلا دے گا اور تجھے اپنے قرب کے دستر خوان پر بیٹھا لے گا۔ یہ سب قرآن کریم اور حدیث نبوی پر عمل کرنے کا ثمرہ ہے۔ تو ان دونوں پر عمل کر اور ان سے علیحدہ نہ ہو یہاں تک کہ تیرے پاس علم کا مالک اللہ تعالیٰ آ جائے۔ اور تجھے اپنے پاس لے جائے۔ جب شریعت کا استاد کتاب شریعت کے متعلق تیری صداقت کی گواہی دے گا تب وہ تجھے کتاب علم طریقت کی طرف منتقل فرما دے گا۔ پس جب تو اس میں بھی پوری طرح کامل ہو جائے گا اس وقت تیرے دل اور باطن کو قائم کر دیا جائے گا اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے ان کے ساتھ ہوں گے اور ان کو بادشاہ حقیقی علم کے مالک کے دربار میں لے جا کر کھڑا کر دیں گے۔ اور ان دونوں سے ارشاد فرمائیں گے اب تم دونوں ہو اور خدا۔ تم جانو اور تمہارا خدا جانے۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ شعبان المعظم ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِیْ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿۵۲﴾

اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا

حضور سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو تم اللہ رب العزت کی طرف دوڑ لگاؤ اور تمام مخلوق اور دنیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر ایک سے تعلق کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو اور اپنے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف چلو۔

اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ

ترجمہ: سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرتے ہیں۔ ﴿کنز الایمان﴾

مخلوق کو فنا کی آنکھ سے دیکھنا

اے اللہ کے بندے۔ مخلوق کی طرف بقا کی آنکھ سے نہ دیکھ بلکہ ان کی طرف فنا کی آنکھ سے دیکھ کہ سب فانی ہیں۔ نفع اور نقصان کی آنکھ سے ان کی طرف نہ دیکھ بلکہ عاجزی اور ذلت کی آنکھ سے دیکھ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں سب عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایک جان اور اسی کی ذات پاک پر بھروسہ کر اور جس چیز سے فراغت ہوچکی ہے اس میں بکواس نہ کر۔ دنیا اور جو کچھ اس میں ظاہر ہورہا ہے سب سے فراغت ہوچکی ہے اور مخلوق اور ان کے تمام انقلاب اور تغیرات پیش آرہے ہیں سب سے فراغت ہوچکی ہے۔ مسلمان شخص کا دل ان تمام جھگڑوں سے خالی ہے خاص کر جب وہ تمام اسباب سے خالی ہو جائے پس وہ اپنی حالت میں زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے پاس اسباب اور اہل و عیال آجاتے ہیں تو اس پر اس کی مدد کی جاتی ہے اور ان کے برداشت کی اس کو قوت عطا کی جاتی ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کے سوا ہر حال میں فارغ رہتا ہے اور مخلوق سے ہمیشہ غائب و دور رہتا ہے اور اس سے وہ تغیر و تبدیل کا طالب نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جو چیز مقدر ہوچکی ہے وہ تبدیل نہیں ہوسکتی۔ اور مقسوم سے فراغت ہوچکی ہے اس میں کمی یا زیادتی نہیں ہوسکتی پس وہ نہ زیادتی کو طلب کرتا ہے اور نہ کمی کو اور اپنے مقسوم میں نہ تاخیر چاہتا ہے اور نہ جلدی آنے کا خواہاں ہوتا ہے کیونکہ ہر چیز کیلئے ایک خاص وقت متعین ہے۔ پس مخلوق میں یہی لوگ ہی درحقیقت عاقل اور ہوشیار ہیں اور زیادتی اور کمی اور جلدی اور تاخیر کے طالب اصل میں پاگل اور دیوانے ہیں۔

جو شخص اللہ سے راضی ہوگا وہ اپنی اور غیر کی تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو محبوب بنا لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی معرفت عطا فرمائے گا اور ساری عمر اس کو اپنی راہ مقصود پر ساتھ رکھے گا۔ اول وہ

اس کو توفیق دیتا ہے اس کے بعد اس کو اپنا مقرب بناتا ہے اور اس کی حیرت و پریشانی کے وقت فرماتا ہے۔ اَنَا رَبُّکَ کہ میں تیرا رب ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا۔

اِنِّی اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ﴿سورۃ طہ﴾

ترجمہ: بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال۔

﴿کنزالایمان﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بظاہر یہ ارشاد فرمایا تھا اور اس عارف کے دل سے بطور باطن ارشاد فرماتا ہے۔ اور اس بندہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ پاک سے اور اپنی رحمت وشفقت کے سبب سے بھی سنا دے گا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے معجزات تو ظاہراً ہوتے ہیں اور اولیاء کرام کی کرامات باطناً' اولیاء کرام انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ دین خداوندی کو قائم رکھتے ہیں اور اس کو شیاطین و انس و جن سے بچاتے رہتے ہیں۔ اور تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اولیاء کرام سے ناواقف ہے۔

اے منافق تو کیا جانے کہ اولیاء اللہ کس حالت اور مرتبہ و مقام پر ہیں تو قرآن کریم کو پڑھتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کیا پڑھتا ہے۔ تو عمل کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ عمل کیسے کرتے ہیں۔ یہ تو دنیا ہے بغیر آخرت کے۔ پھر تو اولیاء کرام پر اعتراض کرتا ہے تو عاقل بن اور ادب سیکھ اور توبہ کر اور گونگا بن جا۔ نہ تجھے اللہ تعالیٰ کی خبر ہے اور نہ اس کے رسولوں کی خبر ہے اور نہ اس کے اولیاء کی خبر ہے۔ اور نہ اس کے علم کی خبر ہے کہ وہ تیرے اور مخلوق کے ساتھ کیا کرے گا۔ تو توبہ کو اور سکوت کو لازم پکڑ اور اپنی عزت کے مطابق قبر میں جانے کو سوچا کر۔ شریعت کے حکم کے مطابق عمل کر یہاں تک کہ تو علم سیکھ جائے۔ اللہ تعالیٰ سے معاملہ رکھ تاکہ وہ تجھے ایسا نور عطا فرما دے گا جس کے ذریعہ سے تو دنیا اور

آخرت کو دیکھنے لگے گا۔ اور میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں اس کو قبول کرو اور اس میں کوشش کرتے رہو۔ اور جو کچھ تقدیر میں پہلے سے لکھا جاچکا ہے اس میں غم کو چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ صرف تمہاری ہوس اور کمزوری اور کاہلوں کی حجت ہے۔ ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم تقدیر کے بارے میں بحث نہ کریں بلکہ کمر باندھیں اور کوشش کر کے عمل کریں اور یہ نہ کہیں کہ ایسا کیوں ہوا۔ اور کس لئے ہوا یہ سب چون و چرا کو چھوڑ دیں اور علم خداوندی میں دخل نہ دیں۔ ہمارا کام تو صرف کوشش کر کے عمل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

لَایُسْاَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْاَلُوْن ﴿سورۃ انبیاء﴾

ترجمہ: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

﴿کنزالایمان﴾

جب تیرا معاملہ ختم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے دل کو اپنا قرب عطا کرے گا اور تیرا زہد دنیا میں درست ہو جائے گا اور تو آخرت میں رغبت کرنے لگے گا تو اپنا نام قرب خداوندی کے دروازہ پر لکھا ہوا پائے گا کہ فلاں بن فلاں اللہ رب العزت کے آزاد شدہ بندوں میں سے ہے۔ پس یہ ایسی چیز ہے اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل اور کمی نہیں ہوسکتی۔ پس اس وقت پروردگار کیلئے تیرا شکر اور نیک کام اور طاعات اس کے سامنے زیادہ ہو جائیں گی اور باوجود اس کے اپنے دل کے ہاتھ سے خوف نہ چھوڑ اور اس کی قدرت کو کمزور نہ سمجھ اور۔

ارشاد خداوندی کو پڑھ۔

یَمْحُو اللّٰهُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہ' اُمُّ الْکِتَاب

ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

اللہ تعالیٰ نے جس مکتوب کو لکھ لیا ہے اس پر مطمئن نہ ہو کیونکہ اس کی ذات پاک اس پر قادر ہے کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے اس کو مٹا دے اور وہ اس پر غالب ہے۔ تو ہر وقت اطاعت اور خوف اور دہشت اور احتیاط کے قدم پر کھڑا رہ یہاں تک کے تجھے موت آ جائے اور تو دنیا سے سلامتی کے ساتھ آخرت کی طرف چلا جائے۔ پس اس وقت تو تغیر وتبدل سے بے خوف ہو جائے گا۔

اے اپنی جہالت اور نفاق اور دنیا کی طلب اور دنیا کی کشمکش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے مزاحمت کرنے والے تو تو حرام کھا رہا ہے پھر تجھے دل کا نور اور باطن کی صفائی اور دانش مندانہ کلام کی کیسے تمنا اور آرزو ہے۔ اولیاء کرام کا کلام تو ضرورت کے مطابق ہوتا ہے اور ان کی نیند تو استغراق اور ان کا کھانا بیماروں کا سا ہوتا ہے۔ پس وہ اپنی موت کے آنے کے وقت تک اسی حالت پر قائم رہتے ہیں اور وہ ان فرشتوں کے مشابہہ ہوتے ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

لَايَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُوْءْ مَرُوْنَ

ترجمہ: جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

﴿کنزالایمان﴾

تو یہ فرشتوں کے مشابہہ ہو کر فرشتوں سے بڑھ گئے اور فرشتے ان کے خادم ہیں اور دنیا اور آخرت میں ان کے حاشیہ بردار رہیں گے۔

تقویٰ کی حقیقت

اے مسلمانو! اگر میرا کلام تمہارے حال کے موافق نہ ہو اور تم اس کو نہ سمجھ سکو تو ایمان اور تصدیق کے ساتھ اس کو سنو۔ میرا کلام دلوں کیلئے باعث عزت اور وجاہت ہے تم اس کو دل اور باطن سے سنا کرو۔ تمہارے ظاہر و باطن کو چین نصیب ہوگا اور تمہارے نفسوں اور خواہشوں کی شوکت ٹوٹ جائے گی اور تمہاری

شہوتوں کی آگ بجھ جائے گی اور تمہارے حق میں سب سے زیادہ بدتر چیز تمہاری شہوتیں ہیں جو دنیا کو تمہارا دوست بناتی ہے اور فقر کو تمہارا دشمن ٹھہراتی اور تمہیں ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے دل کے اندر ہے اگر تو اس کو جمع کر کے ایک کھلے ہوئے طباق میں رکھ کر اس کو تمام بازار میں پھیرائے تو اس میں ایک ایسی چیز بھی نہ ہوگی کہ جس سے تو شرمندہ ہو۔

اے جاہل! تیرے لئے غیر متقی ہونا کفایت نہیں کرتا یہاں تک کہ جب تجھے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر تو تجھے غصہ آ جاتا ہے اور جب تجھے حق و سچ بات کہی جاتی ہے تو اس کو سن کر کاہلی کرتا ہے اور جب تجھ پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو تو اس پر غیظ و غضب کرتا ہے اور اپنا غصہ اس سے نکالتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے ڈرا کرتا ہے تو وہ اپنے غصے کا بخار نہیں نکالا کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ

كُنْتُ اُحِبُّكُمْ كَمَا اَطَعْتُمُوْنِىْ فَلَمَّا عَصَيْتُمُوْنِىْ بَغَضْتُكُمْ

یعنی جب تم میری اطاعت کرتے ہو تو میں تمہیں دوست رکھتا ہوں اور جب تم میری نافرمانی کرنے لگے میں تم سے بغض رکھنے لگا۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت کی وجہ سے دوست رکھتا ہے نہ کسی حاجت کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت تمہارے نفع کیلئے ہے نہ کہ اپنے نفع کیلئے۔ اور جو تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہو وہ اس کو پسند کرتا ہے کیونکہ اس کا نفع تمہاری طرف لوٹنے والا ہے۔ تیرے لئے لازم ہے کہ جو ذات پاک تجھے صرف تیرے لئے

چاہتی ہے تو اس کی طرف مشغول اور متوجہ ہو۔ جو تجھے اپنے لئے چاہتا ہے اور اس سے اعراض کر جو تجھے اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ مومن تمام چیزوں کو بھلا کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اس کو قرب خداوندی اور اس کے ساتھ زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا توکل صحیح ہوگیا۔ پس اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے متعلق اس کے تمام مصائب کا ضامن اور کفیل بن گیا۔ جب مسلمان کا توکل اور توحید درست ہو جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اس سے وہ معاملہ کرتا ہے جو اس نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا لقب نہیں بلکہ آپ کے معنی اور آپ کی حالت عطا فرما دیتا ہے۔ اور آپ کے طعام میں سے اس کو کھلاتا ہے اور آپ کے پینے میں سے اس کو پلاتا ہے اور اپنے آستانہ کی دہلیز پر اس طرح رکھتا ہے نہ کہ یہ مقام ابراہیمی اس کو عطا کرتا ہے۔ پس اس وقت اس مسلمان کا نسب آپ سے صحیح ہو جاتا ہے نہ کہ بہ حیثیت صورت و حقیقت۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ تجھے تیری حرص نے ظالم لوگوں کا خدمتگار بنا رکھا ہے اور تو حرام کھاتا چلا جا رہا ہے تو کب تک حرام کھاتا رہے گا۔ اور جن بادشاہوں کی تو خدمت میں لگا ہوا ہے عنقریب اس کی بادشاہت ختم ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی خدمت سے منہ موڑتا ہے کہ جس کی بادشاہت کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ تو عاقل بن اور تھوڑی سے دنیا پر قناعت کر، تاکہ آخرت کا تجھے کثیر حصہ ملے مقسوم کو اپنے زہد کے ہاتھوں سے کھا۔ اور تیرا کھانا پینا دروازہ خداوندی پر اس کی قدرت اور اس کے فعل کے ہاتھ سے اس کی معیت میں ہو۔ نہ دنیا کی معیت میں ہو اور نہ کہ دنیا کے ہاتھ سے اور نہ کہ بادشاہوں کے دروازوں پر طبیعت و خواہش اور شیطان وعوام کے ہاتھ سے۔ جب تو دنیا کو ایسی حالت میں لے گا اور اس سے کھائے گا تو تیرا دل آستانہ خداوندی کے دروازہ پر ہوگا تو فرشتے اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ

تیرے اردگرد ہوں گی۔ پس ان دونوں مرتبوں اور حالتوں کے درمیان میں کس قدر بڑا قابل غور فرق ہے۔

اولیاء اللہ بڑے صاحب عقل ہیں جنہوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم اپنے دنیاوی حصہ راستہ میں کھائیں گے اور نہ اپنے گھروں میں کھائیں گے ہم تو اس کی حضوری میں اس کے سامنے کھائیں گے زاہد جنت میں کھائیں گے اور عارف باللہ اس کی حضوری میں کھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ دنیا ہی میں سکون پذیر ہوتے ہیں۔ اور محبوبان خدا نہ دنیا میں کھاتے ہیں اور نہ آخرت میں کھائیں گے اور انکا کھانا پینا اور اللہ تعالیٰ سے ان کا قرب وانس اور پروردگار کی طرف دیکھتے رہنا ہے۔ انہوں نے دنیا کو آخرت کے بدلے میں اور آخرت کو قرب خداوندی سے جوکہ دنیا اور آخرت کا خالق و مالک ہے فروخت کر دیا۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سچے ہیں اور انہوں نے دنیا اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کیلئے فروخت کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہیں اور وہ غیر سے تعلق ہی نہیں رکھتے۔ پس جب ان کی خرید وفروخت تمام ہوگئی تو دریائے رحمت جوش میں آیا پس دنیا اور آخرت کو بطور بخشش واپس کر دیا اور ان کو دونوں کے لینے کا حکم فرمایا۔ پس انہوں باوجود شکم سیر ہونے بلکہ تخمہ کے ہونے کی صورت میں اور عدم حاجت کی صورت میں تعمیل حکم قبول کیا اور لے لیا۔ یہ انہوں نے تقدیر کی موافقت اور تقدیر کے ساتھ حسن ادب کی خاطر قبول کرلیا اور لے لیا اور کہتے رہے کہ تو ہمارے ارادوں کو جانتا ہے اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تیرے غیر سے راضی نہیں۔ بھوک اور پیاس اور برہنگی اور ذلت ورسوائی سے جو تیری طرف سے پہنچے ہم اس پر راضی ہیں کہ تیرے دروازے پر پڑے رہیں جب وہ اس پر راضی ہوگئے اور ان کے نفس اس پر مطمئن ہوگئے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نظر رحمت فرمائی پس ذلت کے بعد ان کو عزت عطا فرمائی اور فقیری کے بعد ان کو غنی کر دیا اور دنیا اور

آخرت میں اپنے قرب سے ان کو عزت عطا فرمائی۔

مومن شخص دنیا میں زہد کو اختیار کرتا ہے پس وہ زہد اس کے باطن کے میل کچیل اور خرابی کو ختم کر دیتا ہے تب آخرت آتی ہے جس سے اس مومن شخص کا دل سکون کر لیتا ہے۔ اس کے بعد دست عزت آتا ہے آخرت کو اس کے دل سے ختم کر دیتا ہے اور اس بات سے اس کو آگاہ کرتا ہے کہ آخرت قرب خداوندی سے روکنے والی چیز ہے۔ تو اس وقت مومن شخص تمام مخلوقات کو چھوڑ دیتا ہے اور احکام شریعت کو بجا لاتا ہے اور اس کی ان حدود کو جو اس کے اور عام انسانوں کے درمیان مشترک ہیں حفاظت کرتا ہے۔ اس کی بصیرت کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے نفس اور مخلوقات کے عیوب کو دیکھنے لگتا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار کے علاوہ کسی سے دل لگاتا ہے اور نہ غیر کی بات پر کان دھرتا ہے اور نہ غیر اللہ کو کچھ سمجھتا ہے اور نہ اس کے سوا کسی دوسروں کے وعدوں سے مطمئن ہوتا ہے اور نہ غیر اللہ کی دھمکیوں سے ڈرتا ہے اور غیر اللہ کے ساتھ مشغولیت کو چھوڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے۔ جب مومن مسلمان یہ کمالات حاصل کر لیتا ہے تو وہ ایسے بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گذرا ہے۔

پہلے اپنے نفس کی اصلاح کرو

اے اللہ کے بندے۔ تو پہلے اپنے نفس کی اصلاح کی طرف مشغول ہو۔ پہلے اپنے نفس کو نفع دے۔ اس کے بعد دوسروں کی شمع کی طرح نہ بن کہ دوسروں کو روشنی بخشتی ہے اور اپنے نفس کو جلاتی ہے۔ تو کسی شے میں اپنی خودی اور خواہش اور نفس کے ساتھ داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جب تجھ سے کسی امر کا ارادہ کرے گا تو تجھے اس کام کیلئے تیار کر دے گا۔ اگر تجھ سے مخلوق کو نفع پہنچانا چاہے گا تو تجھے ان

کی طرف واپس لوٹا دے گا اور تجھے ثابت قدمی اور ان کے ساتھ مدارت اور ان کی تکلیفوں کو برداشت کرنے کی قوت عطا کرے گا۔ تیرے دل میں وسعت عطا کرے گا اور تیرے سینہ کو کشادہ کر دے گا اور اس کے اندر دانائی اور حکمت کو بھر دے گا اور وہ تیرے باطن کو ملاحظہ فرماتا رہے گا اور تیرے باطن کی رازداری فرماتا رہے گا پس اس وقت وہی ہوگا نہ کہ تو۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان خداوندی ہے۔

يَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ

ترجمہ: اے داود ہم نے زمین میں تم کو اپنا خلیفہ بنایا۔

اے مخاطب۔ تو فرمان خداوندی۔ ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ کو غور کی نظر سے دیکھ یوں نہیں فرمایا کہ تو نے اپنے نفس کو خود خلیفہ بنایا۔ پس اولیاء کرام کا نہ تو کوئی ذاتی ارادہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اختیار بلکہ وہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور فعل اور تدبیر اور ارادہ کے تحت کرتے ہیں۔

اے سیدھے راستے سے ہٹ جانے والے تو کسی شے کیساتھ حجت نہ کر تیرے پاس اس کی کمی کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ مشاہدہ تیرے سامنے ہے حلال و حرام تیرے سامنے ظاہر ہیں۔ تو اللہ پر کس قدر بے حیاء بن گیا ہے۔ اور اللہ سے خوف کرنا تیرا کس قدر کم ہوگیا ہے اور کون سی چیز نے تجھے نڈر بنا دیا ہے تو اس کے ملاحظہ کو کس قدر ہلکا سمجھے ہوئے ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

خَفْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاکَ

اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر تو اس کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تجھے دیکھتا ہے۔

بیدار لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دلوں سے دیکھ لیا۔ پس ان کا انتشار دل

جمع بن گیا اور ان کے براگندہ اجزا پگھل کر ایک ہی چیز بن گئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان سے پردے گر گئے اور بنیادیں مٹ گئیں اور معنی باقی رہ گئے اور تمام تعلقات منقطع ہو گئے اور دوست جدا ہو گئے۔

پس ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ جب ان کیلئے یہ حال صحیح نہ ہو جائے نہ ان کیلئے کلام ہے نہ حرکت ہے اور نہ کسی شے سے خوشی یہاں تک کہ ان کا یہ معاملہ درست ہو گیا تو یہ کامل بن گئے۔ پہلے یہ دنیا کی غلامی اور بندگی سے باہر نکلے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا سب سے جدا ہو گئے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے معاملہ اور ذات میں ہمیشہ امتحان میں ہی رہتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو دیکھے کہ یہ کیسے عمل کرتے ہیں۔ پس باطن گویا بادشاہ کے ہے اور دل اس کا وزیر۔ نفس اور زبان اور دوسرے اعضاء یہ سب ان دونوں کے حاضر باش خدمتگار ہیں۔ باطن دریائے خداوندی سے سیراب ہوتا ہے اور دل باطن سے سیراب ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ دل سے اور زبان نفس سے سیراب ہوتی ہے اور اعضاء زبان سے سیراب ہوتے ہیں۔ جب زبان صالح ہو جاتی ہے تو دل صالح ہو جاتا ہے اور جب زبان بگڑ جاتی ہے تو دل بھی بگڑ جاتا ہے۔ تیری زبان کو تقویٰ کی لگام اور فضول باتوں اور نفاق سے توبہ کی ضرورت ہے جب تو اس پر قائم رہے گا تو زبان کی فصاحت دل کی فصاحت کی طرف لوٹ آئے گی پس جب دل کو یہ کمال حاصل ہو جائے گا تو وہ روشن ہو جائے گا۔ اور دل زبان سے روشن ہوگا اور وہ نور اعضاء پر ظاہر ہوگا تو اس حالت پر پہنچ کر قرب والی زبان سے گفتگو کیا کرے گا اور اس کی قرب کی حالت میں نہ اس کی زبان ہوگی اور نہ اس کی دعا اور نہ ہی ذکر' ذکر اور دعا اور کلام تو بعد کی حالت میں ہوا کرتا ہے لیکن قرب کی حالت میں سکون اور گمنامی اور اس سے نفع حاصل کرنے میں قناعت ہوا کرتی ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَرَاکَ فِي الدُّنْيَا بِعَيْنَيْ قَلْبِهٖ وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ بِعَيْنَيْ رَاْسِهٖ وَاٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ: اے اللہ تو ہمیں ان لوگوں میں سے کر دے جو تجھے دنیا میں دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور آخرت میں سر کی آنکھوں سے اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۔ رمضان المبارک ۵۴۵ ہجری کو بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشادفرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّالِثُ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿۵۳﴾

ولایت اور آزمائش

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادفرمایا کہ بغیر آزمائش کے کوئی چارہ نہیں خصوصاً دعویٰ کرنے والوں کیلئے اگر آزمائش کا معاملہ نہ ہوتا تو مخلوق میں بہت سے لوگ ولایت کے مدعی ہوتے اس لئے کہ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

ولایت پر بلا اور آزمائش کو مسلط کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص ولایت کا دعویٰ نہ کرے اور منجملہ ولی کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ مخلوق کی اذیت پر صبر اختیار کرے اور ان سے درگذر کرے۔

اولیاء کرام مخلوق میں جو کچھ حالات دیکھتے ہیں اس سے اندھے اور جو کچھ ان سے سنتے ہیں اس سے بہرے بن جاتے ہیں۔ اولیاء کرام نے اپنی آبروؤں کو ان کیلئے ہبہ کر رکھا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ تیرا کسی چیز کو محبوب رکھنا اندھا اور بہرا بنا دیا کرتا ہے۔

اولیاء کرام نے اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا محبوب بنالیا ہے پس وہ لوگ غیر اللہ سے اندھے اور بہرے ہوگئے ہیں۔ وہ مخلوق سے خوش کلامی اور نرمی و مدارت کے ساتھ ملتے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ کی غیرت کے سبب غضب الٰہی کی موافقت میں مخلوق پر غصہ بھی کرتے ہیں۔ اولیاء کرام روحانی طبیب ہیں انہوں نے ہر مرض کی دوا کو پہچان لیا ہے۔ طبیب ہر ایک مرض کا علاج ایک ہی دوا سے کیا کرتا ہے۔ اولیاء کرام دل اور معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے سامنے اصحاب کہف کی طرح ہیں ان کو تو جبرئیل علیہ السلام دائیں بائیں پلٹتے ہیں اور ان کو قدرت و رحمت و لطف کا ہاتھ پلٹتا ہے۔ اور محبت کا ہاتھ ان کے دلوں کو پلٹے دیتا ہے اور ان کے دلوں کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرتا ہے۔ ان کی دنیا' دنیا کے طلب گاروں کیلئے ہے اور ان کی آخرت' آخرت کے طلب گاروں کیلئے ہے اور ان کا پروردگار ان سے کسی شے کا بخل نہیں کرتا اور وہ جو چاہتا ہے ان کو عطا کرتا رہتا ہے۔ جب تو ان سے دنیا طلب کرتا ہے اور وہ ان کے پاس ہوتی ہے تو وہ اس کو خرچ کر دیتے ہیں۔ اور جب ان سے آخرت کا ثواب طلب کیا جاتا ہے تب وہ اس کو خرچ کر دیتے ہیں۔ فقراء دنیا کے محتاجوں کو دنیا دیتے ہیں۔ اور آخرت کے متعلق کوتاہی کرنے والوں کو آخرت کا ثواب دیتے ہیں۔ مخلوق کو مخلوق کیلئے چھوڑ دیتے ہیں اور خالق کو اپنے لئے۔ اور چھلکا سب کو ہبہ کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب چھلکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طلب اور قرب خداوندی ان کے نزدیک مغز ہے۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ

فاسق کے منہ پر عارف ہنسا ہی کرتا ہے۔

ہاں وہ اس کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے اور اس کی تکلیف کو برداشت کرتا رہتا ہے اور اس پر عارفان حق ہی قادر ہوسکتے ہیں اور زاہدین' عابدین اور

مریدین قادر نہیں ہوتے۔ یہ اولیاء کرام عاصیوں پر کس طرح رحم نہ کریں وہ بیچارے تو رحم کے قابل توبہ اور معذرت کے مقام میں ہی ہیں۔ عارف باللہ کے اخلاق' اخلاق خداوندی کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ اہل معصیت کو شیطان اور نفس اور خواہش کے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بچہ کو کسی کافر کے ہاتھ میں قیدی دیکھتا ہے تو کیا وہ اپنے بچے کو چھڑانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بس عارف باللہ کیلئے تمام مخلوق اولاد کی طرح ہی ہوتی ہے۔ وہ مخلوق سے شریعت کی زبان سے خطاب کرتا ہے اور احکام بتاتا ہے اور پھر علم ازلی پر آگاہ ہونے کی وجہ سے ان پر رحم کرتا ہے۔ عارف باللہ کی نظر اللہ تعالیٰ کے افعال پر جاتی ہے جو مخلوق میں جاری ہو رہے ہیں اور وہ قضاء و قدر کے امور کے صادر ہونے کی طرف جو کہ علم خداوندی کے دروازہ سے نکلتے ہیں نگاہ رکھتا ہے مگر اس کو پوشیدہ رکھتا ہے اور مخلوق سے شریعت کے موافقت امر و نہی کے ساتھ خطاب کرتا رہتا ہے اور علم کے ساتھ جو کہ پوشیدہ راز ہے مخلوق سے خطاب نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں انبیاء کرام کو بھیجا اور ان پر کتابیں نازل فرمائیں اور ڈرایا اور دھمکایا کہ مخلوق پر حجت قائم ہو جائے اور رہا ان کے بارے میں علم خداوندی تو اس میں نہ تو دخل دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ پر اس کے بارے میں اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ حکم کے اندر تو ہے اور علم کے اندر اثبات و استقلال ہے۔ تجھ کو حکم کی بھی ضرورت ہے جو کہ تیرے اور دوسروں کے درمیان مشترک ہے اور تو اپنے لئے اپنے علم خاص کا محتاج ہے جو کہ تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ جب تم میں سے کوئی علم ظاہر پر عمل کرتا ہے تو جس طرح پرندہ اپنے بچہ کے منہ میں چگا دیتا ہے اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو علم باطن سے ہی چگا دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ شفقت

اس کے ساتھ اس لئے کرتے ہیں کہ اس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ظاہر یعنی شریعت پر عمل کیا۔ ابن آدم جب صحیح ہو جائے تو اس کی مثل کوئی صحیح نہیں اور جب صفائی حاصل کرلیتا ہے تو اسکی مثل کوئی صفائی حاصل کرنے والا نہیں اور جب وہ قریب اور مقرب بن جائے تو اس جیسا کوئی مقرب نہیں۔

جاہل شخص اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور عاقل شخص اپنے عقل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور عارف شخص اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ مستقل اور عالم ہے جو تمام مخلوق کو اس کا لقمہ بنا لیتا ہے اور سب کے سب اس میں غائب ہو جاتے ہیں کہ ان کے نزدیک اللہ کی ذات پاک کے سوا کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی پس وہ اس وقت کہتا ہے۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ

یعنی وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر اور باطن ہے۔

اور اس کا ظاہر باطن اور اول و آخر اور صورت و معنی میں اللہ تعالیٰ ہی جلوہ گر رہتا ہے اور اس کے نزدیک غیر اللہ کوئی چیز ہی نہیں ہوتی ہے۔ پس اسی حالت میں یہ بندہ ہمیشہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی معیت میں اور تمام حالات میں اسی کے موافق رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور اس کے غیر کے غصہ کو پسند کرتا ہے۔ کسی ملامت کرنے والی کی ملامت اس پر اثر نہیں کرتی۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ

تو مخلوق کے متعلق اللہ تعالیٰ کی موافقت کر اور اللہ تعالیٰ کے متعلق مخلوق کی موافقت نہ کر۔ ٹوٹ جائے جسے ٹوٹنا ہے اور جڑا رہے جسے جڑا رہنا ہے تو کسی کی پروا نہ کر۔

تیرا شیطان اور تیری خواہش اور تیری طبیعت اور تیرے برے ہم نشین تمام

کے تمام تیرے دشمن ہیں تو ان سے بچتا رہ تاکہ تجھے ہلاکت میں نہ ڈال دیں۔

تو علم کو حاصل کر تاکہ تو ان سے دشمنی اور بچاؤ کا طریقہ سیکھ لے اس کے بعد تو یہ معلوم کر سکے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح کرتے ہیں اور تجھے کیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ جاہل شخص کی عبادت بارگاہ خداوندی میں قبول نہیں ہوتی۔

علم دنیا کا نور ہے

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

مَنْ عَبَدَاللّٰهِ بِجَهْلٍ كَانَ مَا يُفْسِدُ اَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت جہالت سے کرتا ہے۔ اس کے مفسدات اصلاح سے زیادہ ہوا کرتے ہیں۔

جاہل شخص کی عبادت کچھ بھی قدر و قیمت نہیں رکھتی بلکہ وہ سرتاپا فساد اور ظلمت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اور علم بھی بغیر عمل کے کچھ نفع نہیں دیتا اور عمل بغیر اخلاص کے نافع نہیں ہوتا۔ کوئی عمل بغیر اخلاص کے نفع نہیں دیتا اور نہ وہ عمل اس کا قبول کیا جاتا ہے۔ جب تو علم کو حاصل کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو وہ علم تیرے اوپر چھت بنے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلْجَاهِلُ يُعَذَّبُ مَرَّةً وَالْعَالِمُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَلْجَاهِلُ لِمَ يَتَعَلَّمْ وَالْعَالِمُ لِمَ لِمْ يَعْمَلْ بِعِلْمِهٖ

جاہل شخص کو ایک بار عذاب ہوگا اور عالم کو سات مرتبہ۔ جاہل سے پوچھا جائے گا کہ تو نے کیوں علم حاصل نہ کیا اور عالم سے پوچھا جائے گا کہ تو نے علم پر عمل کیوں نہ کیا۔

تو پہلے علم حاصل کر اور اس پر عمل کر اور دوسروں کو بھی علم سکھا۔ تو یہ تیرے لئے تمام خوبیاں جمع کر دیں گی۔ جب تو علم کی کوئی ایک بات سنے گا اور اس پر

عمل کرے گا اور دوسروں کو سکھلائے تو تیرے لئے دو ثواب ہوں گے۔ ایک ثواب علم سیکھنے کا اور دوسرا ثواب علم سکھانے کا۔ دنیا تاریک ہے اور علم دنیا کا نور ہے۔ پس جسے علم نہ ہوگا وہ اس تاریکی میں ٹکریں مارتا پھرے گا اور جتنی اصلاح کرے گا فساد اس میں زیادہ ہوگا۔

اے علم کا دعویٰ کرنے والے تو دنیا کو اپنے نفس اور طبیعت اور اپنے شیطان اور اپنے وجود کے ہاتھوں سے نہ لیا کر اور نہ ریا کاری اور نفاق سے لے۔ تیرا زہد صرف ظاہری ہے اور تیری رغبت باطنی تو ایسا زہد لغو اور بیکار ہے تجھے اس پر عذاب دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ سے مکر وفریب کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تیری خلوت وجلوت کے معاملات اور وہ چیزیں جو تیرے دل کے اندر ہیں سب کو جانتا ہے۔ اس کے نزدیک خلوت وجلوت اور پردہ سب برابر ہیں۔ کہہ ہائے شرم۔ ہائے افسوس۔ ہائے رسوائی۔ اللہ تعالیٰ دن رات کے میرے تمام افعال کس طرح دیکھتا رہتا ہے اور اس پر آگاہ ہے اور میں اس کے دیکھنے سے شرماتا نہیں۔ تو اپنی بے حیائی سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اور فرائض ادا کرنے اور ممنوعات سے باز رہنے کے ساتھ اس کی نزدیکی حاصل کرکے مقرب بن جا۔ ظاہری اور باطنی گناہوں کو ترک کر دے اور کھلی ہوئی نیکیاں کر کہ اس سے تو اس کے دروازہ پر پہنچ جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے گا اور وہ تجھے اپنا محبوب بنا لے گا اور تجھ سے محبت کرے گا اور مخلوق کا بھی محبوب بنا دے گا اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تجھے اپنا محبوب بنا لیں گے تو تمام مخلوق سوائے کافروں اور منافقوں کے تجھ سے محبت کریں گے۔ کافر اور منافق وہ تجھ سے محبت کرنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت نہیں کر سکتے۔ جس شخص کے دل میں کچھ بھی ایمان ہوتا ہے وہ مومن سے محبت کیا کرتا ہے اور جس شخص کے دل میں نفاق ہوتا ہے وہ ایمان والوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ پس کافروں اور منافقوں اور

شیطانوں کی دشمنی کو برا نہ سمجھ منافق اور کافر انسانوں میں کے شیطان ہیں۔ ایمان دار یقین رکھنے والا۔ عارف باللہ مخلوق سے اپنے دل اور ستر و باطن سے علیحدہ رہا کرتا ہے اور ایسی حالت پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے نفس سے نقصان کے دفع کرنے پر اور اس کی طرف نفع کھینچنے پر قدرت ہی نہیں رکھتا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑا ہوا رہتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی طاقت وقوت باقی نہیں رہتی اور جب اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ معاملہ درست ہو جاتا ہے تو اس کے پاس ہر طرف خیر ہی خیر آنے لگتی ہے۔

اے مخاطب اللہ والوں سے محض دعویٰ اور خلوت نشینی اور آرزو کی وجہ سے مزاحمت نہ کر ان کی صفت میں داخل نہ ہو محض دعویٰ اور آرزو سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ تجھے گفتگو کرنا مناسب نہیں جب تک تو اسباب سے اندھا نہ ہو جائے اور اپاہج نہ بن جائے اور تیرے دونوں پاؤں مخلوق کے دروازوں کی طرف دوڑنے سے کٹ نہ جائیں۔ اور تیرا دل اور تیری عقل اور تیرا چہرہ مخلوق کی طرف سے پورے طور سے خالق کی طرف نہ پھر جائے۔ تیری پیٹھ مخلوق کی طرف ہو جائے اور تیرا چہرہ اللہ تعالیٰ کی طرف تیرا ظاہر اور تیری صورت مخلوق کی طرف ہو جائے اور تیرا باطن اور مغز وحقیقت خالق کی طرف۔ پس اسی حالت پر پہنچ کر تیرا دل فرشتوں اور نبیوں کا سا بن جائے گا۔ اور تیرے دل کو انہیں کے طعام و شراب سے کھانا پینا عطا کیا جائے گا یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس کا تعلق دل اور اسرار اور معانی سے ہے نہ کہ صورتوں سے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ طَيِّبْ قُلُوْبَنَا وَاخْلَعْ عَلٰى اَسْرَارِنَا وصِفْ عُقُوْلَنَا فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ عَقُوْلِ الْخَلْقِ وَعُقُوْلِنَا

اے اللہ تو ہمارے دلوں کو پاکیزہ کر دے اور ہمارے اسرار کو خلعت ومعرفت

عطا کر اور ہماری عقلوں کو ان حالتوں میں جو کہ ہمارے اور تیرے درمیان ہیں وہ صفائی عطا فرما جو کہ ہماری اور تمام مخلوق کی عقلوں سے ماورا ہو۔ آمین

تعجب ہے کہ میں قیامت کے دن منافقوں کے حق میں بحث و مناظرہ کروں گا پھر مسلمانوں کیلئے کیوں کر نہ جھگڑا کروں گا۔ غور وفکر کرو۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ عَنِ الْکُلِّ اَغْنِنِیْ بِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ عَنِ الْمُعَلِّمِ وَعَنِ الصِّبْیَانِ وَعَمَّا فِیْ بُیُوْتِھِمْ وَاجْعَلْ دَارَہٗ دَارَالسِّمَاطِ مَعَ التَّعْلِیْمِ. اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْکَلَامَ قَدْ غَلَبَ عَلَیَّ فَاعْذِرْنِیْ فِیْہِ جَامَکِّیَتِیْ قَدْ تَمَّتْ وَحَصَلَتْ لِیْ مِنْکَ بَقِیَّۃُ جَامَکِّیَۃِ الْاَطْفَالِ وَالْاِتْبَاعِ وَالطَّوَارِقِ فَاَسْاَلُکَ تَسْھِیْلَ ذٰلِکَ مَعَ طِیْبَۃِ قَلْبِیْ وَصَفَاءِ سِرِّیْ

اے اللہ تو مجھے تمام مخلوق سے غنی کر دے مجھے اپنے ساتھ رکھ اور تمام ماسوا سے بے نیاز بنا دے معلم بچوں سے اور ہر اس چیز سے جو کہ ان کے گھروں میں ہے بے نیاز کر دے اور میرے گھر کو تعلیم کے ساتھ مہمان خانہ بنا دے۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ کلام مجھ سے غلبہ حال میں نکل گیا ہے پس اس میں مجھے معذور رکھ میرا پیالہ پر ہو گیا ہے اور تیری طرف مجھ کو بچوں اور خادموں اور مہمانوں کے پیالوں کا بقیہ ہی حاصل ہو گیا ہے کہ ان کو بھروں پس میں تجھے اس کے آسان کرنے کا دل و باطن کی پاکیزگی اور صفائی کے ساتھ سائل ہوں۔

اللہ ہی ہاتھوں پر جاری کرنے والا ہے

اے مسلمانو! تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں تم سے لیتا ہوں اور میری نظر تم پر پڑی ہے۔ نہیں۔ اس میں کوئی کرامت نہیں ہے۔ پس میں تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے لیتا ہوں نہ کہ تم سے۔ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے ہاتھوں پر جاری کرنے والا ہے۔ جب تک میں تمہارے ساتھ تھا تمہیں پہچانتا ہی نہ تھا اور جب

میں تم سے علیحدہ ہوگیا ہوں تمہیں پہچاننے لگا ہوں۔ میں منافقوں کا سر کچلنے والا اور عارفوں کا جانچنے والا ہوں میں منافقوں کو منہ پر کہہ کر مارتا ہوں نہ کہ ڈنڈے سے۔ میرا دستر خوان تمہارے لئے بچھا ہوا ہے اور میرا کھانا تمہاری فراغت کے بعد ہوگا۔ میرے لئے نوالہ کسی دوسرے ہی کی طرف سے ہے۔ میرے لئے طباق تمہارے چلے جانے کے بعد اس میں میرے دوست کی طرف سے آتا ہے جس کے سامنے میں رہتا ہوں اور اس کی خدمت کرتا ہوں۔

اے اہل بصیرت کیا تم نہیں دیکھتے کہ میری آستین چڑھی رہتی ہے اور میری کمر بندھی رہتی ہے۔

سوال

کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اللہ کا پیغام انبیاء علیہم السلام کی طرف جبرئیل علیہ السلام لاتے تھے پس اولیاء کرام کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام پہچانے والا کون ہے۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء کرام کا بلاواسطہ اللہ تعالیٰ خود ہی پیغام رساں ہے وہ اس کی رحمت و لطف و احسان و الہام اور اس کی توجہات مخصوصہ سے جو کہ وہ اولیاء کرام کے قلوب و اسرار کی طرف رکھتا ہے اور ان پر مہربانیاں فرماتا ہے۔ وہ اس کو اپنے دل کی آنکھوں اور باطن کی صفائی اور ہر وقت کی بیداری سے سوتے اور جاگتے ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔

دنیا کی حرص

اے مسلمانو! تمہیں دنیا کی محبت اور دنیا پر حرص اور اس کی زیادتی و بڑھانے کی الفت اللہ تعالیٰ اور اولیاء کرام کی معرفت سے روکتی رہتی ہے۔ تم

آخرت کو یاد کیا کرو اور دنیا کو ترک کر دو۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنَّ حُسْنَ الْکَرَمِ وَحُسْنَ الْجُوْدِ مِنْ صِفَاتِکَ وَنَحْنُ عَبِیْدُکَ وَاَعْطِنَا ذَرَّۃً مِّنْھَا امین

اے اللہ حسن وکرم اور سخاوت تیری صفات میں سے ہے اور ہم تیرے بندے ہیں تو ہمیں ان دونوں میں سے ایک ذرہ عطا فرما دے۔

﴿حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷ رمضان المبارک ۵۴۵ ہجری بروز منگل کے دن شام کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الرَّابِعُ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿۵۴﴾

دنیا اور آخرت دو قدم ہیں

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندے دو قدم میں انہیں تو نے اٹھایا اور پہنچا ایک قدم دنیا سے اور دوسرا آخرت سے ایک قدم اپنے نفس سے اور دوسرا قدم مخلوق سے۔ تو اس ظاہر کو ترک کر یقیناً تو باطن تک پہنچ جائے گا۔ ہر کام کی ابتداء اور انتہا ہے تو ابتداء اور انتہا پر پہنچا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تیرا کام شروع کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کام انتہا پر پہنچانا ہے۔ تو ٹوکری اور بیلچہ لے اور عمل کے دروازہ پر بیٹھ جا۔ تاکہ جب تجھے تلاش کیا جائے تو تو کام لینے والے کے نزدیک ہو۔ تو اپنے بچھونے پر لحاف میں دبا ہوا پردوں اور قفلوں کے اندر بیٹھا ہوا ہے پھر عمل اور عمل کی طرف بلائے جانے کو طلب کر رہا ہے تو اپنے دل کو نصیحت سے قریب کر اور اس کو قیامت کا دن یاد دو اور پرانی اور بوسیدہ قبروں پر نگاہ ڈال کر غور وفکر کر۔ اور اس پر غور کر کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوقات کو کیسے جمع کرے گا اور

اپنے سامنے ان کو کیسے کھڑا کرے گا۔ جب تو ہمیشہ اس پر غور وفکر کرتا رہے گا تو تیرے دل کی سختی دور ہو جائے گی اور اس کی کدورت سے صفائی حاصل ہو جائے گی۔ جب عمارت بنیاد پر تعمیر کی جاتی ہے پائیدار اور مضبوط رہتی ہے اور جو عمارت بنیاد کے بغیر تعمیر کی جاتی تو وہ جلد گرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ جب تو اپنے حال کی عمارت کو حکم ظاہر پر تعمیر کرے گا تو مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے گرانے پر قادر نہ ہوگا۔ اور جب تعمیر ایسی نہ ہوگی تو تیرا حال ثابت نہ رہے گا اور نہ تو کسی مرتبہ اور مقام پر پہنچ سکے گا۔ اور صدیقین کے دل ہمیشہ تجھ پر غصہ کرتے رہیں گے اور وہ آرزو کریں گے کہ وہ تجھے نہ دیکھیں۔

اے جاہل تیرے اوپر افسوس ہے۔ دین کوئی کھیل ہے یا مکاری کا نام۔ نہیں نہیں۔ اس میں جھکنے سے تیری گردن کو کوئی عزت نہیں۔ اے مکار تو نے اپنے نفس کو بغیر قابلیت کے مخلوق سے وعظ کہنے کا اہل سمجھ لیا ہے اور یہ قابلیت تو صالحین میں سے بھی بعض لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ صالحین کا طریقہ تو گونگا بنا رہنا اور اشارہ سے بات کرنا ہے نہ کہ بولنا ان میں سے شاذ و نادر ہیں جن کو بولنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پس وہ گرانی خاطر کے ساتھ مخلوق کو وعظ کرنے لگتے ہیں۔

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ کلام کے بعد ارشاد فرمایا کہ خبر مشاہدہ بن جائے گی اور تیرے دل اور صفائی باطن کے اعتبار سے معاملہ پلٹ جائے گا۔

اللہ کو دیکھ کر اللہ کی عبادت کرنا

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اگر پردہ اٹھ جائے تو میرے یقین میں کچھ زیادتی نہ ہوگی۔ اور فرمایا کہ میں جب تک رب تعالیٰ کو دیکھ نہ لوں اس کی عبادت نہیں کرتا اور فرمایا کہ میرے دل نے مجھے میرے پروردگار کو دکھایا ہے۔

اے جاہلو! علماء کے پاس بیٹھو اور ان کی خدمت کرو اور ان سے علم حاصل کرو کیونکہ علم مردان خدا سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔ تم علماء کی صحبت میں حسن ادب کے ساتھ بیٹھو اور ان پر اعتراض کو چھوڑ دو تا کہ تجھے ان کے علوم کا فیض حاصل ہو جائے اور ان کے عملوں سے تجھے فوائد حاصل ہوں اور ان کی برکات تمہارے اوپر برسیں اور ان کے منافع تمہارے شامل حال ہوں۔ تم عارفین کی صحبت میں خاموشی کے ساتھ بیٹھا کرو اور زاہدین کے ساتھ رغبت کے ساتھ بیٹھا کرو۔ عارف کا قرب ہر ساعت میں بہ نسبت پہلی ساعت کے زیادہ ہوتا ہے اور ہر ساعت میں اپنے پروردگار کیلئے اس کا خشوع و خضوع نیا اور جدید رہتا ہے۔ وہ حاضر سے ڈرتا ہے اور نہ کہ غائب سے۔ جس قدر اس کا قرب اللہ تعالیٰ سے بڑھتا ہے اتنا ہی اس کا خشوع زیادہ ہوتا ہے۔ اور جس قدر اس کے مشاہدہ میں ترقی ہوتی ہے اتنا ہی اس کا گونگا پن زیادہ ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کا نفس اس کی طبیعت اس کی خواہش اسکی عادت اور اس کے وجود کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے قلب و باطن اور حال و مقام اور عطا و بخشش کی زبان گویا ہو جاتی ہے اور جو انعام خداوندی اس کو عطا ہوتا ہے ظاہر کرتا رہتا ہے اس لئے ان کی حضوری میں خاموشی سے بیٹھا جائے تا کہ ان سے نفع حاصل کیا جائے اور وہ شراب وحدت جو ان کے سینوں میں جوش مار رہا ہے پیا جاسکے۔ جو کوئی شخص عارف باللہ لوگوں کے پاس زیادہ اٹھتا بیٹھتا ہے وہ اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جاتا ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ جو کوئی اپنے نفس سے واقف ہو گیا پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

نفس ہی بندہ اور اس کے رب تعالیٰ کے درمیان میں ایک بڑا حجاب ہے جو شخص اپنے نفس سے واقف ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے سامنے تواضع کرنے لگتا ہے۔ جب وہ نفس سے واقف ہو جائے گا اس سے بچنے لگے گا

اور نفس سے واقفیت ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بن جاتا ہے اور وہ یہ جان لیتا ہے کہ اس نے جو مجھے نفس سے واقف بنایا ہے وہ ضرور میرے لئے دنیا اور آخرت کی بہتری چاہتا ہے۔ پس اس بندہ کا ظاہر اس کے شکر میں اور اس کا باطن اس کی حمد وثناء میں مشغول ہوتا ہے۔ اس کا ظاہر پراگندہ ہوتا ہے اور باطن مجتمع۔ اس کی مسرت اس کے باطن میں ہوگی اور اس کا غم حال چھپائے رکھنے کی وجہ سے اس کے ظاہر میں۔

عارف کا حال مومن کے برعکس ہوتا ہے کیونکہ اس کا غم دل میں ہوتا ہے اور مسرت چہرہ پر ہوتی ہے۔ وہ تو ایک ادنی غلام کی طرح ہے جو کہ دروازہ پر کھڑا ہوا ہے اور وہ یہ جانتا بھی نہیں کہ اس سے مقصود کیا ہے آیا کہ مقبول کیا جائے گا یا لوٹا دیا جائے گا۔ اس کیلئے دروازہ کھولا جائے گا یا ہمیشہ کیلئے بند رکھا جائے گا۔

جو شخص اپنے نفس سے واقف ہو جاتا ہے وہ ہر حالت میں مومن کے برعکس ہوتا ہے۔ مومن صاحب حال ہوتا ہے اور حال بدلتا رہتا ہے اور عارف صاحب مقام ہوتا ہے اور مقام ثابت رہتا ہے۔ مومن اپنے حال کے منتقل ہونے اور ایمان کے چلے جانے سے ہر وقت خائف رہتا ہے بس اس کا دل ہمیشہ غمگین رہتا ہے اور وہ چہرہ پر غم چھپانے کیلئے خوشی ظاہر کرتا رہتا ہے اور اس کی باتیں تیرے منہ پر خوشی ظاہر کریں گی اور اس کا دل اپنے غم کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوتا رہتا ہے۔

عارف کی یہ حالت ہے کہ اس کا غم اس کے چہرہ پر ہوتا ہے کیونکہ وہ مخلوق سے ڈرانے والے چہرہ کے ساتھ ملتا جلتا ہے اور ان کو ڈراتا رہتا ہے اور سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب بن کر ان کو شرعی احکام اور شرعی ممنوعات بتاتا رہتا ہے۔ اولیاء اللہ نے جو کچھ سنا اس پر عمل کیا اس لئے ان کے عمل نے ان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیا۔ انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کیا تب وہ اپنے دل کے کانوں سے اللہ تعالیٰ کے نصائح بلاواسطہ سننے لگے۔ یہ

مرتبہ اور مقام مخلوق سے غائب و بے خبر اور خالق سے حاضر و بیدار ہو جانے پر نصیب ہوتا ہے۔ جب تیرا دل صحیح ہو جائے گا تو تو ہمیشہ مخلوق سے غائب اور بے خبر ہوگا اور خالق سے باخبر ہوکر بیدار ہوگا۔ تو جلوت میں بھی خلوت نشین ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ارادات کرم اور اس کی حکمت تیرے باطن پر نازل ہوتی رہے گی اور تیرا باطن اس کو دل پر ظاہر کرتا رہے گا۔ اور دل نفس مطمئنہ پر نفس مطمئنہ زبان پر اور زبان مخلوق پر ظاہر کر دے گی۔ جو شخص اس کیفیت سے مخلوق کو وعظ و نصیحت کرے ورنہ ہرگز کلام و وعظ نہ کرے۔

اولیاء کرام کا جنون مشہور ہے وہ طبعی عادتوں اور نفسانی خواہشات کے افعال کا چھوڑ دینا اور شہوات و لذات سے آنکھوں کا بند کرلینا ہے اور نہ یہ کہ ان کو ایسا جنون ہو جاتا ہے کہ جن کی عقلیں جاتی رہتی ہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اگر تم اولیاء اللہ کو دیکھ لو تو ان کو مجنون کہہ دو اگر وہ تمہیں دیکھیں تو یوں کہیں کہ یہ لوگ ایک لمحہ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے۔

تیری خلوت نشینی ابھی صحیح نہیں ہوئی کیونکہ خلوت تو اسے کہتے ہیں کہ انسان قلب کے اعتبار سے تمام چیزوں سے برہنہ ہو جائے۔ تیرا باطن بالکل خالی ہو جائے مجرد بن جائے نہ دنیا ہو نہ آخرت اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی نہ رہے اور یہی راستہ انبیاء علیہم السلام اولیاء صالحین رحمۃ اللہ علیہم کا رہا ہے۔ میرے نزدیک امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا خلوت خانوں میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے ہزار عابدوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

تو اپنے نفس کی نظر کو جھکا لے اور اس کو روک لے اور لوٹا لے تاکہ وہ نظر ہلاکت نفس کا سبب نہ بن جائے مگر جبکہ نفس قلب و باطن کا تابع ہوکر منجملہ ان کے تابعداروں خادموں کے بن جائے اور کوئی رائے نفس کی دونوں کے خلاف

نہ نکلے اور نفس ان دونوں کے ساتھ متحر ہو جائے نفس اور ان دونوں کے درمیان میں فرق نہ رہے جس کا یہ دونوں حکم دیں نفس بھی وہی حکم دے جس سے یہ منع کریں نفس بھی اسی سے منع کرے اور جس کو یہ دونوں پسند کریں نفس بھی اسی کو پسند کرے پس ایسی حالت میں نفس مطمئنہ بن جائے گا اور تینوں کی طلب اور مقصود ایک ہی ہو جائے گا۔ جب نفس اس حالت پر پہنچ جائیگا تو وہ اپنے مجاہدوں کی کمی کر دینے کا مستحق بن جائے گا۔ تیرے ساتھ اور مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی معاملہ کرے اس میں تو اللہ تعالیٰ سے مباحثہ نہ کر۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان خداوندی ہے۔

لَایُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ ﴿سورۃ انبیاء﴾

ترجمہ: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

﴿کنزالایمان﴾

اگر تو نے حسن ادب کا برتاؤ نہ کیا تو تیری تابعداری اللہ تعالیٰ کے کب صحیح ہوگی اگر تو نے حسن ادب کو ملحوظ نہ رکھا تو تجھے ذلیل کر کے گھر سے باہر نکال دیا جائے گا۔ اگر تو حسن ادب کو اختیار کرے گا اور تقدیر خداوندی کے ساتھ موافقت کرے گا تو تجھے عزت کے ساتھ بٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا محبّ اللہ کا مہمان ہے اور مہمان اپنے کھانے پینے اور لباس میں اور اپنی تمام حالتوں میں گھر والوں پر اپنا اختیار نہیں چلاتا اور نہ ہی خودمختار بنتا ہے بلکہ ہمیشہ ان سے راضی اور موافقت کرنے والا صابر بنا رہتا ہے پس ایسی حالت میں اس سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تو دیکھتا ہے اور پاتا ہے اور اس سے خوش رہ۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کے دل سے دنیا اور آخرت اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز غائب ہو جاتی ہے۔ تیرے اوپر واجب ہے کہ تیری گفتگو

اللہ تعالیٰ کیلئے ہو ورنہ خاموشی تیرے لئے بہتر ہے۔ تیری زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو ورنہ تیرے لئے موت بہتر ہونی چاہیے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا فِیْ طَاعَتِکَ وَاحْشُرْنَا مَعَ اَھْلِ طَاعَتِکَ اٰمِیْنَ

اے اللہ تو ہمیں اپنی اطاعت میں زندہ رکھنا اور اپنے تابعداروں کے ساتھ ہمارا حشر فرمانا۔ آمین

شیخ کامل کی صحبت

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ مومن شخص اپنے نفس کو چھوڑ کر شیخ کامل کی صحبت میں رہتا ہے اور وہ اس کو ادب سکھاتا ہے اور تعلیم دیتا رہتا ہے وہ بچپن سے لے کر موت کے وقت تک ہمیشہ علم سیکھنے میں ہی رہتا ہے۔ ابتدائی حالت میں حافظ اس کو قرآن کریم پڑھاتا ہے حفظ کرواتا ہے۔ اس کے بعد اس کو عالم اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث اور سنت کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی توفیق اس کے شامل حال رہتی ہے اور اپنے علم پر عمل کرتا رہتا ہے پس اس کا عمل اس کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے علوم کا وارث بنا دیتا ہے جو اس کو معلوم ہی نہیں ہوتے۔ جو اس کے دل کو قدموں کے بل کھڑا کر دے گا اور اخلاص اس کے قدموں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا۔ جب تو عمل کرے اور دیکھے کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پاتا اور نہ عبادت و انس میں شیرینی پاتا ہے تو یہ جان لے کہ تو عمل ہی نہیں کرتا بلکہ تو کسی ایسے خلل کی وجہ سے جو کہ تیرے عمل میں ہے محجوب ہے اور وہ خلل کیا ہے۔ ریا۔ نفاق اور خود پسندی ہے۔

اے عمل کرنے والے تو اخلاص کو لازم پکڑ ورنہ تو اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈال۔ خلوت وجلوت میں مراقبہ کر۔ جلوت میں مراقبہ کرنا منافقین کا طریقہ ہے

اور جلوت و خلوت میں دونوں میں مراقبہ کرنا اخلاص والوں کا طریقہ ہے۔ تجھ پر افسوس ہے۔ جب تو کسی خوبصورت مرد یا خوبصورت عورت کو دیکھے بس تو اپنے نفس اور خواہش اور طبیعت کی آنکھ کو بند کر لے اور یاد کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَانٍ ﴿سورۃ یونس﴾

تم کسی شان میں بھی ہو تمہارا رب تمہیں دیکھتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اپنی آنکھوں کو حرام چیزوں پر نظر ڈالنے سے جھکا لے اور اس کو یاد کر کہ جس کی نظر و علم سے تو کبھی جدا نہیں ہوسکتا۔ جب تو اللہ تعالیٰ سے علم و مباحثہ اور جھگڑا ترک کر دے گا تو تیری بندگی اس کیلئے کامل ہو جائے گی اور تو اس کا سچا بندہ بن جائے گا اور ان لوگوں میں داخل ہو جائے گا جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: بیشک میرے بندوں ﴿اے شیطان﴾ پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

جب اللہ تعالیٰ کیلئے تیرا شکر کرنا محقق ہو جائے گا تب اللہ تعالیٰ مخلوق کے قلوب اور ان کی زبانوں پر تیری شکر گذاری اور دوستی کا الہام کر دے گا۔ پس اس وقت شیطان اور اس کے معاونین کو تیرے اوپر کوئی راستہ نہ رہے گا۔ دعا کا ترک کر دینا عزیمت ﴿بڑا درجہ﴾ ہے اور اس میں مشغول ہونے کی اجازت ہے دعا کرنا ڈوبتے کا سہارا ہے اور قید میں بند کا روشن دان ہے یہاں تک کہ وہ قید سے

رہائی پالے اور اس کو بادشاہ کی حضوری حاصل ہو جائے۔

تم عقل مند بنو۔ تم نہ تو اچھی طرح دعا کا ترک جانتے ہو اور نہ دعا کرنا۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کو نیت اور عقل اور علم کی محتاجی نہ ہو نیز اس کی پیروی کی جس کا کہ پہچاننا لازم ہے۔ تم نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے پاس کیا ہے۔ اس لئے تم ان سے بدگمان بنے ہوئے ہو۔ ان کے ساتھ اپنے دین اور اپنے حالات کے سروں کا خطرناک معاملہ نہ کرو تم ان کے تمام تصرفات میں ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرو۔ جب تک شریعت ان پر اعتراض نہ کرے تم بھی ان پر اعتراض نہ کرو۔ وہ ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں رہتے ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ ان کو سکون عطا نہ کرے اور ان کی سلامتی کا ضامن نہ بن جائے اس وقت تک خوف کے سبب ان کے دل کو قرار ہی نہیں آتا۔ اے دنیا بھر پر رہنے والے بندو آؤ! زاہدو آؤ۔ اور وہ چیز سیکھو جس کی تمہیں کچھ خبر نہیں۔ تم میرے مکتب میں داخل ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں وہ علم پڑھاؤں جس سے تمہارے دل خالی ہیں۔ دلوں کا مکتب جدا ہے باطن کا مکتب جدا ہے۔ نفسوں کا مکتب جدا ہے۔ اعضاء کا مکتب جدا ہے۔ یہ سب الگ الگ درجے اور مقامات اور گنتی کے قدم ہیں۔ ابھی تو تیرا پہلا قدم درست نہیں ہوا تو دوسرے قدم تک کیسے پہنچے گا۔ ابھی تو تیرا ایمان درست نہیں ہوا تو ایقان تک کیسے پہنچے گا۔ ابھی تو تیرا ایقان درست نہیں ہوا تو معرفت اور ولایت تک کیسے پہنچے گا۔

تو عقل مند بن۔ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تم میں سے ہر ایک شخص بغیر مال و اسباب کے مخلوق پر حکومت اور سرداری کا طالب بنا ہوا ہے۔ مخلوق پر سرداری اور حکومت اس وقت ملتی ہے جب کہ ان میں دنیا نفس خواہش طبیعت اور اردہ میں بے رغبتی ہو۔

تو پہلے زاہد بن پھر سرداری ملے گی۔ سرداری آسمان سے اترتی ہے نہ کہ

زمین سے۔ ولایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے نہ کہ مخلوق کی طرف سے تو ہمیشہ تابعدار بنا رہ نہ متبوع مصحوب ﴿یعنی مقتدا اور امام﴾ ذلت اور گمنامی کو پسند کر اگر علم خداوندی میں تیرے لئے اس کی ضد مقدر ہوئی ہے تو اپنے وقت پر وہ خود آ جائے گی۔ تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اپنی طاقت وقوت کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ پر تیرا کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ مخلوق اور نفس کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنا اور اپنی بندگی اللہ تعالیٰ کیلئے صحیح کر یعنی احکام کی تعمیل کرنا اور ممنوعات سے باز رہنا اور مصائب و آلام پر صبر کرنا ہے۔ اس امر کی بنیاد توحید اور اس پر ثابت رہنا ہے اور اعمال صالحہ اس کی عمارت ہے۔ ابھی تو نے بنیاد کو تو مضبوط ہی نہیں کیا پھر تعمیر کس چیز پر بنائے گا۔ تیری نیت درست ہی نہیں ہوئی تو کلام کیسے کرے گا۔ تیرا سکوت ابھی پورا ہی نہیں ہوا تو گفتگو کیسے کرے گا۔ مخلوق سے وعظ و کلام کرنا انبیاء کرام علیہم السلام کی نیابت ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام مخلوق کیلئے واعظ تھے۔ جب انبیاء کرام اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے علماء عاملین کو ان کا قائم مقام بنا دیا اور علماء کو ان کا وارث قرار دیا۔ جو شخص ان کا قائم مقام بننا چاہتا ہے اس کو اپنے زمانہ میں تمام مخلوق سے زیادہ پاک و صاف اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور علم کا سب سے زیادہ واقف کار ہونا چاہیے۔

اے اللہ اور اسکے رسول اور اولیاء کرام اور صالحین سے جاہلو۔ اور اپنے نفسوں طبیعتوں اور اپنی دنیا اور آخرت سے جاہلو۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے وعظ و معرفت و ولایت آسان کام ہے۔ تمہارے اوپر افسوس ہے تم گونگے بن جاؤ اور اس وقت تک خاموشی اختیار کرو کہ جب تمہیں بلوایا جائے اور اٹھایا جائے اور کھڑا کیا جائے۔ جس کا علم اس کی خواہش پر غالب آ جائے پس وہی علم فائدہ مند ہے اور کیوں نہ علم فائدہ مند ہو جب کہ اس نے مخلوق کے دروازے بند کر

دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھ یا ہے جو سب سے بڑا دروازہ ہے۔ جب یہ بند کرنا اور کھولنا کسی کیلئے صحیح ہو جاتا ہے اس سے بالکل زحمت جاتی رہتی ہے اور اسے خلوت نشینی مل جاتی ہے۔ اس کے دل کی طرف خلعت آنے اور اس پر نچھاور ہونے لگتی ہے۔ وہ ہوائیں آتی ہیں جو اس کے چھلکوں کو اس سے جھاڑ دیتی ہیں اور مغز باقی رہ جاتا ہے۔ خواہشات کا راستہ بند اور مقہور اور مغلوب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کھل جاتا ہے اور اس پر اس کی مراد کی شاہراہ ظاہر ہو جاتی ہے جو کہ انبیاء مرسلین علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کا راستہ ہے۔ یہ شاہراہ کیا ہے بغیر کدورت کے صفائی کا راستہ ہے۔ بغیر شرک کے توحید کا راستہ ہے۔ بغیر منازعت کے سر جھکا دینے کا راستہ ہے بغیر جھوٹ کے سچائی کا رستہ ہے بغیر مخلوق کے خالق کا راستہ ہے بغیر سبب کے اسباب پیدا کرنے والا کا راستہ ہے یہی وہ شاہراہ ہے جس پر دین کے امراء اور معرفت کے شاہان سلاطین چلتے رہے جو کہ مردان حق اور اللہ تعالیٰ کے منتخب و برگزیدہ ہیں اور دین کے مدگار اور دین کیلئے محبت اور دشمنی رکھنے والے ہیں۔

تجھ پر افسوس ہے تو ان کے راستہ پر چلنے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ تو نے اپنے نفس اور دوسری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا رکھا ہے۔ جب تک تو کسی زمین والے سے خائف اور توقع رکھے گا تو تیرا ایمان کامل ہی نہیں ہے اور جب تک دنیا میں ایک بھی چیز ایسی ہو جس کو تو اپنی مراد بنائے تو تیرا زہد کامل ہی نہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کسی پر بھی تیری نظر جائے تو تیرے لئے توحید صحیح نہیں۔

عارف تو دنیا اور آخرت میں مسافر اور ان دونوں میں ماسوائے اللہ تعالیٰ کے بے رغبتی کرنے والا ہوتا ہے اور اس کے غیر کی اس کو بالکل رغبت ہی نہیں ہوتی۔

شفقتِ غوث اعظم

اے مسلمانو! میری باتوں کو غور سے سنو اور اپنے دلوں سے مجھ پر الزام لگانا دور کر دو۔ تم مجھ پر کس طرح تہمت لگاتے ہو اور میری غیبت کرتے ہو حالانکہ میں تو تمہارا شفیق ہوں۔ میں تمہارے بوجھ کو اٹھاتا ہوں اور تمہارے عملوں کی پھٹن کو سیتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے تمہاری خوبیوں کے قبول کرنے اور تمہاری برائیوں سے درگذر فرمانے کی شفارش کرتا رہتا ہوں۔ جو شخص مجھے پہچان لیتا ہے وہ مرنے تک مجھ سے دور نہیں ہوتا۔ اس نے اپنی خواہشات اور لذات اور اپنا کھانا پینا اور لباس مجھی کو بنا رکھا ہے اور میری وجہ سے دوسروں سے بالکل مستغنی ہے۔

اللہ کے ساتھی

اے اللہ کے بندے! تو مجھ سے کیوں محبت نہیں رکھتا حالانکہ میں تو تجھے تیرے لئے چاہتا ہوں نہ کہ اپنے نفع کیلئے میں تیری منفعت کا خواستگار ہوں اور میں تجھے دنیا کے ہاتھوں سے جو کہ تجھے قاتل اور دھوکہ دینے والی ہے چھوڑانا چاہتا ہوں۔ تو دنیا کے پیچھے کب تک بھاگتا رہے گا عنقریب دنیا تیری طرف متوجہ ہوگی اور وہ تجھے قتل کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو دنیا کے ساتھ ایک لحہ کیلئے بھی نہیں چھوڑتا وہ دنیا سے ان پر مطمئن نہیں ہے نہ اپنے دوستوں کو دنیا کیلئے چھوڑتا ہے اور نہ کسی اپنے غیر کے ساتھ چھوڑتا ہے۔ بلکہ وہ ان کی معیت میں اور یہ اس کی معیت میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ ان کے دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور اس کے سامنے حاضر اور غیر اللہ سے اعراض کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کا ساتھی ہے اور وہی ان کا محافظ ہے اور وہی ان کا انیس ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاحْفِظْنَا کَمَا حَفِظْتَھُمْ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو ہمیں انہیں میں سے بنا دے اور ہماری اسی طرح حفاظت فرما جیسی تو نے ان کی حفاظت فرمائی ہے اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین

اے منافق! اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ظاہر فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق پر ان کو شہرت دیتا ہے اللہ ہی مخلوق کے دلوں پر اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے جمع کر دینے والا اور تابعدار بنا دینے والا ہے تو اپنے نفاق کی چال کی وجہ سے مخلوق کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اس سے تجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

علم خداوندی میں تغیر نہیں

اے اللہ کے بندے! تو اپنی شہوتوں کو اپنے قدموں کے نیچے پامال کر دے اور اپنے پورے دل سے ان سے اعراض کر۔ اگر ان میں سے کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں تیرے لئے مقدر ہوگی تو وہ اپنے وقت پر خود ہی آ جائے گی کیونکہ تقدیری امر میں زہد درست نہیں ہوتا اور علم خداوندی میں تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ تیرا مقدر اور مقسوم اپنے وقت مقررہ پر خوشگواری اور کفایت اور پاکیزگی کی حالت میں تجھے پہنچے گا پس تو اس کو عزت کے ہاتھوں سے لے گا نہ کہ ذلت کے ہاتھوں سے اور باوجود اس کے تجھے اللہ کے نزدیک سے اس میں زہد کا ثواب ملے گا اور وہ تیری طرف کرامت کی نظر سے دیکھے گا اس لئے کہ تو نے مقسوم شے کی طلب میں حرص اور الحاح نہیں کیا ہے۔ جتنا بھی تو مقسوم و مقدرات سے بھاگے گا وہ تجھے چمٹیں گے اور تیرے پیچھے دوڑیں گے لہٰذا اس

میں زہد کرنا صحیح اور درست نہیں۔ لیکن ان کے آنے سے پہلے ان سے اعراض کرنا ضروری ہے تو مجھ سے زاہد بننا اور بنا دینا سیکھ ابھی جہالت کیساتھ اپنے گوشہ میں نہ بیٹھ۔ فہم دین حاصل کر پھر گوشہ نشین بن حکم خداوندی سیکھ اور اس پر عمل کر پھر سب سے رخ پھیر لے اور علیحدہ ہو جا پھر ان علماء ربانی سے ملتا رہ پس ان سے تیرا ملنا اور ان کا کلام سننا تیری گوشہ نشینی سے زیادہ اچھا ہے۔ جب تو ان علماء میں سے کسی ایک کو بھی دیکھے گا تو اس کا ساتھ نہ چھوڑ اور علم معرفت خداوندی میں اسی سے تفقہ حاصل کر۔ ان کے منہ سے احکام سن کر فقیہ بن۔ علم مردوں سے ہی حاصل ہوا کرتا ہے۔ یہ مرد کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور علم کے جاننے والے ہیں۔ پس جب یہ تیری حالت درست ہو جائے گی اس وقت تو تنہا بغیر نفس اور بغیر شیطان اور بغیر خواہش وطبیعت و عادات اور بغیر مخلوق کی طرف نظر کرنے کے گوشہ میں بیٹھ جا۔ جب یہ تیری گوشہ نشینی درست ہو جائے گی تو فرشتے ارواح صالحین اور ان کی ہمتیں تیرے اردگرد ہوں گے۔ اگر مخلوق سے تیری تنہائی اور علیحدگی اور گوشہ نشینی اس قاعدہ پر ہو تو بہتر ہے ورنہ یہ سب نفاق اور فضولیات میں زمانہ کا ضائع کرنا ہے اور دنیا اور آخرت میں تو اس آگ میں رہے گا جو کہ منافقوں اور کافروں کیلئے بنائی گئی ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ عَفْوًا وَّغُفْرَانًا وَّسِتْرًا وَّتَجَاوُزًا وَتَوْبَةً لَاتَهْتِکْ اَسْتَارَنَا لَا تُوءَ اخِذْ بِذُنُوْبِنَا يَا اللّٰهُ يَاكَرِيْم وَاَنْتَ قُلْتَ وَهُوَ الَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ تُبْ عَلَيْنَا وَاعْفُ عَنَّا وَ اٰمِيْنَ

اے اللہ میں معافی اور مغفرت اور پردہ پوشی اور تجاوز اور توبہ کو طلب کرتا ہوں تو ہماری پردہ دری نہ فرما اور نہ ہمارے گناہوں پر مواخذہ فرمانا۔ اے اللہ کریم تو نے ارشاد فرمایا کہ وہ خدا ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے

اور برائیوں کو معاف فرماتا ہے ہماری توبہ قبول فرما اور ہمیں معاف فرما۔ امین

تجھ پر افسوس ہے تو علم کا دعویٰ کرتا ہے اور جاہلوں کی سی خوشی کرتا ہے اور ان کا سا غصہ کرتا ہے۔ تیری دنیا کے ساتھ خوشی اور مخلوق پر تیرا متوجہ ہونا تجھے حکمت و دانائی بھلا دے گا اور تیرے دل کو سخت کر دے گا۔ مومن شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے خوش نہیں ہوتا۔ اگر تیرے لئے بغیر شادمانی کے چارہ ہی نہ ہو تو خیر۔ پس تو اس وقت خوشی کر جب تک تیرے پاس دنیا ہوں اور تو اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرے اور تو خادمان حق کو نفع پہنچائے اور ان طاعتوں پر تو ان کی مدد کرے۔ تو دن رات اللہ تعالیٰ سے خوف رکھ یہاں تک کہ تیرے قلب و باطن سے کہہ دیا جائے۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے کہا گیا تھا۔

فرمان خداوندی ہے۔

لَاتَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴿سورۃ طٰہٰ﴾

ترجمہ: ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سنتا اور دیکھتا ہوں۔

﴿کنزالایمان﴾

تو ان ڈرنے والوں میں نہیں ہے کیونکہ عمل کے بغیر صرف علم کا حفظ کر لینا اور یاد کر لینا ہی تیرے پاس ہے۔ اس لئے تو انبیاء علیہم السلام کا وارث نہیں ہوسکتا۔ وارثت تو تب صحیح ہوسکتی ہے جب علم و عمل اور اخلاص سب ہوں۔ تو اپنے مرتبہ کو پہچان اور کسی ایسی چیز کی طرف پیش قدمی نہ کر جو تیرے مقدر میں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مقدر کی ہوئی چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کر تو وہ تیری موافقت کرے گا اور تیرے اوپر اپنا کرم فرمائے گا اور تیرے اوپر بوجھ کو اٹھا دے گا اور تیرے ساتھ دنیا اور آخرت میں نرمی کرے گا۔

مسلمان کا ایمان جب قوی ہو جاتا ہے تو اس کو مومن اور صاحب ایقان کہا

جاتا ہے پھر جب اس کا ایقان قوی ہو جاتا ہے تو اس کا نام عارف رکھ دیا جاتا ہے اور جب اس کی معرفت قوی ہو جاتی ہے تو اس کا نام عالم رکھ دیا جاتا ہے۔ جب اس کا علم قوی ہو جاتا ہے تو اس کا نام محبّ رکھ دیا جاتا ہے۔ جب اس کی محبت قوی ہو جاتی ہے تو اس کو محبوب کہہ کر پکارا جاتا ہے اور جب وہ صحیح معنوں میں محبوب ہوجاتا ہے اس کا نام غنی مقرب ومستانس رکھ دیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب سے انس پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی حکمتوں اور علم اور اپنے اگلے پچھلے لکھے ہوئے اور اپنی قضاء و قدر کے بھیدوں پر آگاہ فرما دیتا ہے اور یہ اس کے حوصلے اور اس کے دل کی اس طاقت اور گنجائش کے موافق ہوتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قائم اور دل سے مخلوق سے خارج ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا علم سابق آتا ہے اس کے ہمراہ کھانے پینے لباس و نکاح کا حصہ ہوتا ہے اور یہ اس کو بے سبب اور اس کے غائب ہونے کے نہیں پاتا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لینے کیلئے اپنے اس محبوب کو ظاہر اور پیدا کر دیتا ہے تاکہ علم ازلی باطل اور محو نہ ہو جائے پس اللہ تعالیٰ اس کو دوسری زندگی کے ساتھ پیدا فرما دیتا ہے تاکہ اپنے علم ازلی میں جو تعمیر فرمائی تھی وہ منہدم نہ ہو جائے۔ پس اس محبوب کو اس کے مقسوم حصہ کے ایسے لقمہ کھلائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹے بچوں کو لقمہ دیئے جاتے ہیں جیسا کہ ماں اپنے دودھ پیتے بچے کے منہ میں شہد چٹایا کرتی ہے کہ خود ہی اس کے منہ میں مقسوم رکھ دیئے جاتے ہیں اور وہ ایسے کھاتا رہتا ہے جیسا کہ مریض شربت کو پیتا ہے اور ان کے ذریعہ سے اپنی قوت کے بغیر اپنے اختیار کے حفاظت کرتا ہے۔ بلکہ تقدیر خداوندی ہی ایسے مومن صاحب ایقان عارف باللہ فانی کی جوکہ اپنی طرف نفع کھینچنے اور اپنے سے مضرت رساں چیزوں کے دفع کرنے سے فنا ہو چکا ہے پرورش فرماتا ہے۔ رحمت کا ہاتھ اس کو دائیں بائیں کروٹیں دلاتا رہتا ہے اور لطف و کرم کا ہاتھ اسے اٹھاتا رہتا

ہے۔ بدنصیبی اس شخص کیلئے ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانا اور اس کے دامن رحمت سے نہ چپٹا بدنصیبی اس شخص کیلئے ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ نہ کیا اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہوا اور اپنے سر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے لطف و احسانات سے وابستہ نہ ہوا۔

صدیقین کے دلوں کی تربیت کا ان کے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک خود اللہ تعالیٰ ان کا کفیل رہتا ہے۔ جب کسی بلا سے ان کو آزمایا جاتا ہے اس پر ان کا صبر ملاحظہ فرماتا ہے ان کی نزدیکی اس سے زیادہ ہوتی ہے۔ مصیبتیں نہ ان کو مغلوب کرتی ہیں اور نہ ان تک پہنچتی ہیں۔ مصیبتیں کیسے لاحق ہوسکتی ہیں جبکہ وہ مصیبتیں تو پیادہ ہیں اور صدیقین کے دل توڑنے والے پرندوں کے بازوؤں پر ہوتے ہیں۔ بدنصیبی اس کی جو ان کے دلوں کو ستائے۔ ہائے غضب خدا کا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا عذاب اس کیلئے بدنصیبی اس کی محرومیت پر جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اولیاء کی خدمت

اے اللہ کے بندے تو اولیاء اللہ کا خادم اور غلام بن جا اور ان کے سامنے خاک پا بن جا۔ پس جب تو اس پر ہمیشگی کرے گا تو سردار بن جائے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے سامنے جھکتا ہے تو اللہ اس کو دنیا اور آخرت میں بلند مقام عطا فرماتا ہے۔ جب تو عام لوگوں کی تکالیف برداشت کرے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ رفعت عطا کرے گا اور تجھے سرداری عطا کرے گا۔ پھر کیا کہنا ان کا جو مخلوق میں سے خواص اولیاء اللہ کی خدمت کرے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَجْرِ الْخَیْرَاتِ عَلٰی اَیْدِیْنَا وَاَلْسِنَتِنَا وَاجْعَلْنَا مِنْ اَھْلِ لُطْفِکَ وَعِنَایَتِکَ

اے اللہ ہمارے ہاتھوں پر اور ہماری زبانوں پر نیکیاں جاری فرما اور ہمیں اپنے لطف و عنایت کا اہل بنا۔ آمین

﴿حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰ رمضان المبارک ۵۴۵ھ کو مدرسہ قادریہ میں یہ خطبہ صبح کے وقت ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الْخَامِسُ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿۵۵﴾

تقدیر خداوندی پر رضا مندی

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ارشاد کے بعد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو تقدیر خداوندی پر رضا حاصل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرے۔ کیونکہ موت کا ذکر مصائب و آفات کو آسان کر دیتا ہے۔ تو اپنے نفس اور مال اور اولاد کے متعلق تقدیر خداوندی پر الزام نہ لگا بلکہ ہمیشہ یہ کہا کر کہ میرا خدا مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے جب تو ہمیشہ اس حالت پر رہے گا تو تجھے رضا اور موافقت خداوندی کی لذت حاصل ہو جائے گی۔ تمام آفتیں اپنی جڑ بنیاد سے جاتی رہیں گی اور اسکے عوض تیرے پاس نعمتیں اور پاکیزہ چیزیں آئیں گی۔ جب تو بلا کی حالت میں رضائے خداوندی سے موافقت کرے گا اور اس سے لذت پائے گا تو تب تیرے پاس ہر طرف سے نعمتیں آئیں گی۔

اے غافل تجھ پر افسوس ہے تو غیر اللہ کی طلب میں اللہ تعالیٰ سے غافل نہ بن تو کب تک اس سے رزق کی وسعت چاہتا رہے گا ہوسکتا یہ وسعت تیرے لئے فتنہ ہو۔ جب تجھے معلوم نہیں ہے کہ بھلائی کس چیز میں ہے پس تو خاموشی اختیار کر اور تقدیر خداوندی سے موافقت کر۔ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے افعال پر رضا اور شکر طلب کرتا رہ۔ وہ رزق کی وسعت جس پر شکر نہ کیا جائے فتنہ ہے

اور رزق کی تنگی بھی جس پر صبر نہ کیا جائے فتنہ ہے شکر کرنا نعمتوں کی زیادتی کا باعث ہے اور تجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گا اور صبر تیرے دل کے قدموں کو ثابت قدمی دے گا اس کو قوی بنائے گا اس کو فتوحات بخشے گا اور دنیا اور آخرت میں اس کا انجام محمود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر اعتراض کرنا حرام ہے اس سے چہرہ اور دل سیاہ ہو جاتے ہیں۔ تجھ پر افسوس ہے جس اعتراض میں تو اپنے نفس کو مشغول کر رہا ہے اس کو بدل کر اللہ تعالیٰ سے دعا میں اس کو مشغول کر اسی مشغلہ میں نفس کو لگا تاکہ تیری بلاؤں کے وقت ٹل جائیں اور آفتوں کی آگ بجھ جائے۔ اور اے طلب خدا کے مدعی اور اس کی رحمت اور محبت کے خزانوں پر خبردار ہونیوالے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے سے پہلے جب تک تو اسکے راستہ میں ہو تو اس سے دعا مانگتا رہ جب تو راستہ میں متحیر ہو تو کہہ۔

اے حیرت زدہ لوگوں کے رہنما میری رہنمائی فرما۔

اور جب تو مصیبت میں گرفتار ہو جائے اور تو صبر سے عاجز ہو تو یوں کہہ

اے اللہ میری مدد فرما اور مجھے صابر بنا اور اس مصیبت کو مجھ سے دور فرما دے۔ لیکن

جب تو منزل مقصود پر پہنچ جائے اور تیرے دل کو حضوری میں لے لیا جائے اور مقرب بنا لیا جائے تو اس وقت سوال زبان سے نہ ہو بلکہ خاموشی اور مشاہدہ ہو۔ تو مہمان بن جائے گا تو مہمان کسی چیز کی فرمائش نہیں کرتا بلکہ حسن ادب کا برتاؤ کرتا ہے اور جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کھا لیتا ہے اور جو کچھ دیا جاتا ہے اسے لے لیتا ہے۔ مگر جب میزبان کی طرف سے اسے کہا جاتا ہے کہ فرمائش کر پس اس وقت وہ تعمیل حکم بغیر خود اختیاری کے فرمائش کر دیتا ہے۔ دوری کے وقت سوال اور قرب کے وقت خاموشی ضروری ہے۔

اللہ والے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کسی کو پہچانتے ہی نہیں ہیں اور ان

کے دوست احباب ان سے منقطع ہو جاتے ہیں اور ان کے دلوں سے تمام اسباب جدا ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کا کھانا پینا چند دن یا چند مہینوں تک بند کر دیا جائے جب بھی وہ پروا نہیں کرتے۔ اور نہ ان میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو غذا دینے والا ہے اور جو چاہتا ہے ان کو غذا عطا فرماتا رہتا ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اللہ تعالیٰ سے غیر اللہ کو طلب کرے تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ ہاں جب وہ محبوب صادق و اصل الی اللہ مہمان اور مقرب خدا ہو جائے گا تو اس سے کہا جاتا ہے کہ مانگو اور فرمائش کرو اور جو کچھ بھی طلب کرو گے عطا کیا جائے گا۔ محبّ حالت قبض میں ہوتا ہے اور محبوب حالت بسط میں ﴿قبض و بسط دونوں تصوف کی اصطلاحیں ہیں قبض کا تعلق خوف سے ہے اور بسط کا تعلق رحمت اور وسعت سے ہوتا ہے﴾ اور محبّ ناکامی میں اور محبوب عطا میں ہوتا ہے۔ جب تک بندہ محبّ بنا رہتا ہے پس وہ حیرت شکستگی اور پراگندگی میں اور گذر اوقات کیلئے فکر معاش میں رہتا ہے۔ اس کے بعد جب حالت پلٹتی ہے تو وہ محبوب بن جاتا ہے اور اس کے حق میں معاملہ پلٹ جاتا ہے۔ پس ناز اور خوشحالی و قرار اور وسعت رزق اور مخلوق کا مسخر ہونا اس کو نصیب ہوتا ہے اور یہ محبّ ہونے کی حالت پر صبر اور ثابت قدمی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

بندہ کی اللہ تعالیٰ سے مصاحبت اور اللہ تعالیٰ کی بندہ سے محبت ایسی نہیں ہوتی جیسا کہ مخلوق کی محبت مخلوق سے ہوتی ہے۔

لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ" وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿سورۃ شوریٰ﴾

اس جیسا کوئی نہیں وہ سنتا دیکھتا ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

اس نے مثالیں تو انسانوں کیلئے بیان فرمائی ہیں۔ تم اس سے سمجھنے اور اس کی معیت میں خوش دلی کو طلب کرو۔ پس وہی جس پر چاہتا ہے خوش دلی وسیع کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے دلوں کا رزق زیادہ فرما دیتا ہے۔

اولیاء کرام میں سے ہر ایک کے دل میں تمام زمین و آسمان والوں کی گنجائش ہوا کرتی ہے ان کا دل مثل عصا موسیٰ کے ہو جاتا ہے۔

عصا موسیٰ علیہ السلام

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا ابتداء حال میں حکمت تھا بعد میں سراپا قدرت بن گیا تھا۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے اسباب کو نہ اٹھا سکتے تھے تو وہی عصا اس کا حامل بن جاتا تھا۔ وہی عصا آپ کی کیلئے سواری بن جاتا تھا اور جب آپ علیہ السلام چلنے سے عاجز ہو جاتے تھے تو آپ علیہ السلام کے بیٹھنے اور سونے کی حالت میں وہی عصا تکلیف دہ چیزوں کو دفع کرتا رہتا تھا اور وہی عصا ضرورت کے وقت درخت بن جاتا تھا اور آپ کیلئے ہر قسم کے پھل پیش کیا کرتا تھا۔ جب آپ بیٹھتے تھے تو آپ پر وہی عصا سایہ کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ عصا کے اندر اپنی قدرت دکھائی کہ ہم جس چیز سے چاہیں جو کام لیں۔ عصا کے واسطہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت سے مانوس بنالیا اور ان سے کلام فرمایا اور ان پر احکام جاری فرمائے اور نبوت سے سرفراز فرمایا تو ان سے پوچھا۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوْسٰى قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰىo قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰىo فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى o قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰىo

﴿سورۃ طٰہٰ﴾

ترجمہ: اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔ فرمایا اسے ڈال دے اے موسیٰ۔ تو موسیٰ نے عصا ڈال دیا تو جبھی وہ دوڑتا ہوا سانپ ہوگیا فرمایا اسے اٹھالے اور ڈر نہیں اب ہم اسے پھر پہلی طرح کر دیں گے۔ ﴿کنز الایمان﴾

اس سے اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قدرت پر خبردار کر دیا جائے تا کہ ان کی نگاہوں میں فرعون کی شان وشوکت حقیر بن جائے اور ان کو فرعون اور اس کے لشکر سے لڑنا سکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو لڑنے کیلئے تیار کر دیا اور ان کو خرق عادات پر مطلع فرما دیا۔ ابتدائے امر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل اور سینہ میں تنگی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل اور سینہ کو وسعت عطا فرما دی اور ان کو حکم اور نبوت وعلم سے نواز دیا۔

اے جاہل! جس کی قدرت ایسی ہو کیا وہ بھلا دینے اور نافرمانی کے قابل ہے تو اسے نہ بھلا جو کہ تجھے نہیں بھلاتا اور تو اس سے غافل نہ ہو جو تجھ سے غفلت نہیں فرماتا۔

موت کو یاد کیا کر کیونکہ ملک الموت کو روحوں پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ تیرے مال و اسباب اور جو کچھ بھی تیری ملکیت میں ہے کہیں تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ عنقریب تجھ سے یہ سب کچھ واپس لے لیا جائے گا اور اس وقت تجھ کو اپنی کوتاہی اور ان واہیات مشغلوں میں وقت برباد کرنا یاد آئے گا اور نادم وشرمندہ ہوگا۔ اس وقت ندامت تجھے کچھ فائدہ نہ دے گی۔ عنقریب تو مرنے والا ہے اور میرے وعظ ونصیحت کو یاد کرے گا اور اپنی قبر میں تمنا کرے گا کاش میرے پاس رہا کرتا اور مجھ سے میرے وعظ کو سنتا۔ تو اس بات کی کوشش کر کہ میری بات کو قبول کرے اور اس پر عمل کرے تا کہ دنیا اور آخرت میں میرے ساتھ رہے۔ تو میرے ساتھ حسن ظن رکھ تا کہ تجھے میرا قول فائدہ دے۔ دوسروں کے ساتھ تو نیک گمان رکھ اور اپنے نفس سے بدگمان رہ اگر تو ایسا کرے گا تو خود بھی نفع حاصل کرے گا اور دوسرے لوگ بھی تجھ سے فائدہ حاصل کریں گے۔

جب تک تو غیر اللہ کے ساتھ رہے گا تو رنج وغم اور شرک وگناہ میں مبتلا رہے گا تو دل سے مخلوق سے علیحدہ ہو جا اور اللہ تعالیٰ سے مل جا اور وہ دیکھے گا

جن کو نہ کسی آنکھ نہ دیکھا ہے اور نہ کانوں نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گذرا ہے۔ جس حالت میں تو مشغول ہے وہ درست اور تام ہیں کیونکہ اس کی بنیاد کمزور ہے مضبوط نہیں۔ تو نے جو اونچے ٹیلے پر عمارت بنا رکھی ہے وہ تو گر جانے والی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر اور جس حالت پر تو ہے اس سے توبہ کر۔ دنیا کی طلب اور آخرت سے روگردانی جو دل میں ہے اسے دور کرنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔

تجھ پر افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے محتاجی کو پسند کیا ہے اور تو اس سے امیری طلب کرتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا جو وہ تیرے لئے پسند کرتا ہے تو اس کو ناپسند کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی چیز کو ناپسند ٹھہرا دیا ہے۔ تیرا نفس۔ تیری خواہش۔ تیری طبیعت تیرا شیطان اور تیرے برے ہمنشین تمام کے تمام اختیار خداوندی کو ناپسند کرتے ہیں۔ پس تو ان کی موافقت نہ کر اور نہ ان کی طرف متوجہ ہو اور نہ تو ان کے اعتراض کی طرف توجہ کر تو قلب و باطن کے حکم کو سنا کر کیونکہ یہ دونوں خیر و بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور شر سے روکتے ہیں۔ تو اپنی محتاجی پر راضی رہا کر تیرا اس پر راضی رہنا ہی امیری ہے یہ بھی ایک قسم کی حفاظت ہے۔ تو خلاف تقدیر پر قدرت نہیں رکھتا کیونکہ جس وقت اللہ تعالیٰ اس پر تجھے قدرت دے دیتا تو غالب و ظاہر تر یہی ہے کہ اپنے گناہوں کے سبب سے ہلاک ہو جاتا ہے اور جب اس نے تجھے محتاج اور عاجز بنا دیا ہے تو غالب اور ظاہر تر یہی ہے کہ وہ تیرے گناہوں سے محافظت فرما رہا ہے۔ جب تو اللہ تعالیٰ کے اختیار پر صبر کرے گا تو تیرے لئے اس کے پاس اتنا ثواب ہوگا اگر تمام روئے زمین والے اس کو شمار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ تو تو جلد باز شخص ہے جلد باز کے ہاتھ میں اس کی خواہش میں سے کچھ بھی نہیں آتا۔ جلد بازی تو شیطان کا کام ہے اور توقف کرنا رحمان کی طرف سے ہوتا ہے۔ جب تو جلد

بازی کرے گا تو شیطان کے لشکر اور اس کے ساتھیوں میں ہوگا۔ اور جب تو توقف کرے گا اور توبہ کرے گا اور ادب بجا لائے گا اور صبر اختیار کرے گا تو رحمان کے لشکر اور اس کا ساتھی ہوگا۔

تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو کرلے اور جس سے بچنے کا حکم دیا ہے ان کو ترک کر دیا جائے اور اس کے افعال اور مقدرات پر اور تمام آفات و مصائب پر صبر کیا جائے۔ تم سرتاپا خلق اور نفس اور خواہش اور سرتاپا غیر حاضر اور محض طبیعت بنے ہوئے ہو۔ تم کو عارفین کی خبر ہی نہیں ہے۔ تم ان کے اعتبار سے بالکل دیوانے اور مجنون ہو۔ صاحبان عقل وہی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے دیوانے کا جنون کامل ہو جاتا ہے تو اس کا دیوانہ پن سے نکلنے کا وقت قریب آ جاتا ہے۔ ابتداء میں حرکت ہے اور آخر میں سکون۔ مرض جاتا رہتا ہے اور حکمت اس کی تابعدار بن جاتی ہے۔

سوادِ اعظم کا اتباع لازمی ہے

اے اللہ کے بندے۔ تو آخرت سے بالکل خالی ہے اور دنیا سے بھرا ہوا ہے اور تیری یہ حالت اور صالحین و اولیاء کی خدمت سے الگ رہنا اور ان سے میل جول ترک کرنا اور اپنی رائے پر بھروسہ کرکے بے پروا ہو جانا مجھے غم میں ڈالتا رہتا ہے۔ کیا تو نے یہ جانا اور پہچانا کہ جو کوئی اپنی رائے کو کافی سمجھ کر اس پر بھروسہ کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ کوئی عالم ایسا نہیں ہے جو کہ علم کی زیادتی کا محتاج نہ ہو۔ اور کوئی صاحب علم نہیں جس سے زیادہ صاحب علم کوئی دوسرا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً ﴿سورۃ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ: اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔ ﴿کنز الایمان﴾

تو جمہور کی اتباع کا پابند ہو اور جماعت سے علیحدہ نہ ہو تو شاہراہ اعظم کو

پکڑے رہو تو شریعت کی تابعداری کر اور اس سے جدا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے گا۔ تو سب کی اتباع کر اور بدعت کے راستے نہ نکال تو یقیناً مقصود کو پالے گا۔ سواد اعظم کا اتباع لازم ہے اس راستہ پر نفس اور خواہش کی معیت میں چلنا نہیں ہوسکتا بلکہ حکم کی معیت میں عمل کر کے اپنی طاقت وقوت اور بہادری کو کر اور سر تسلیم جھکا کر سرافگندگی اختیار کر کے جلد بازی کو ترک کر اور آہستگی کو اختیار کر کے یہ راستہ طے ہوسکتا ہے۔ تو یہ ایسی چیز نہیں ہے جو تیری جلد بازی سے آجائے۔ یہ تو بڑی ریسیوں اور مردان خدا کی معیت اور صبر اور مشقت و مجاہدہ سے اس بات سے کہ تو بعض بادشاہان معرفت الٰہی کے دربار میں رہے تاکہ وہ تجھے راستہ بتائیں اور معرفت کا سبق دیں اور تیرے بوجھ کو تجھ سے اٹھالیں تو ان کی ہمرکابی میں چلے۔ پس جب تو تھک جائے وہ تیرے اٹھا لینے اور سوار کرنے کا حکم دیں گے یا تجھے اپنے پیچھے سوار کریں گے۔ اگر تو محبّ ہوگا تو یہ تجھے اپنی زین پر سوار کر کے خود تیرے پیچھے سوار ہو کر چلیں گے۔ جس نے اس کا مزہ چکھا وہی اس کو خوب سمجھا۔

اہل اللہ کے پاس بیٹھنا ایک نعمت ہے اور اغیار کے پاس بیٹھنا جو کہ جھوٹے اور منافق ہیں ایک عذاب ہے۔ اللہ کیلئے مراقبہ اور اپنے نفس سے ان چیزوں کا مطالبہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور جو اس کی مخلوق کے حقوق ہیں ان کو پورا کرنا ضروری سمجھ۔ اگر تو دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کا دھیان رکھ کہ اللہ تعالیٰ کو تیرے متعلق سب علم ہے اور اپنے نفس سے عمل کا مطالبہ کرتا رہ تاکہ نفس امر خداوندی کو بجالائے اور گناہوں سے باز رہے اور آفات کے نزول کے وقت اس پر صبر کرے اور احکام قضاء وقدر کے نازل ہونے کے وقت رضا مندی کو اور نعمت کے ملنے کے وقت اس پر شکر کو لازم کرے۔ پس جب تو ایسا کرے گا تو موانعات تجھ سے دور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی مصاحبت تیرے

لئے کامل ہو جائے گی اور تجھے راستہ کا رفیق مل جائے گا اور چشمہ معرفت کو پالے گا اور ایسا خزانہ تیرے ہاتھ آ جائے گا تو کہیں بھی جائے گا وہ تیرے پیچھے پیچھے چلے گا اور تو اس کی بالکل پروا ہی نہیں کرے گا کہ کہاں اترا۔ کیونکہ تو جہاں بھی گرے گا تجھے اٹھا لیا جائے گا۔ حکم، علم، قدر، انسان، جن اور تمام فرشتے تیرے خادم بن جائیں گے۔ تجھ سے ہر چیز ڈرنے لگے گی کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا بن گیا ہے اور ہر چیز تیری اطاعت کرے گی۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا بن گیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو ہر چیز اس سے ڈرنے لگتی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کے دل میں ہر چیز کا خوف اور ڈر ڈال دیا جاتا ہے۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا خادم بن جاتا ہے تو ہر چیز کو اللہ تعالیٰ اس کا خادم بنا دیتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کا بھی ذرہ بھر عمل ضائع نہیں کرتا۔ تو جیسا کرے گا ویسا ہی بدلہ پائے گا اور جیسے تم ہو گے ویسا ہی تم پر حاکم مسلط کر دیا جائے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ عَامِلْنَا بِکَرَامِکَ وَاِحْسَانِکَ وَتُجَاوُزِکَ وَلُطْفِکَ بِنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ تو دنیا اور آخرت میں ہم سے کرم و احسان اور درگذر فرمانے اور لطف کے ساتھ معاملہ فرمانا اور ہمیں دنیا میں بھلائی اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ السَّادِسُ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿٥٦﴾

موت کی یاد

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

اے اللہ کے بندے۔ میں تیری حرکات کو ان لوگوں کے خلاف پاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں تو اہل شر اور فساد سے ملتا جلتا ہے اور اولیاء اللہ اور اصفیاء سے دور بھاگتا ہے تو نے اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی کر دیا ہے اور اس کو دنیا اور اہل دنیا اور اسباب دنیا کی خوشی سے پر کر دیا ہے کیا تو نہیں جانتا کہ خوف خداوندی دل کا کوتوال ہے اور دل کو نور بخشنے والا وضاحت و شرح کرنے والا ہے اگر تو اسی حالت پر قائم رہا تو یقیناً تو نے دنیا اور آخرت میں سلامتی کو رخصت کر دیا۔

اگر تو موت کو کثرت سے یاد کرتا رہتا تو دنیا کے ساتھ تیری خوشی کم ہو جاتی اور تیرا زہد زیادہ ہو جاتا۔ جس کا انجام موت ہو وہ کسی چیز سے کس طرح اور کیسے خوش ہو سکتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لِكُلِّ سَاعٍ غَايَةٌ وَّغَايَةُ كُلِّ حَيٍّ الْمَوْتُ

یعنی ہر سعی کرنے والے کی ایک انتہا ہے اور ہر زندہ شخص کی انتہا موت ہے۔

تمام خوشیوں اور غموں امیری اور فقیری۔ سختی اور نرمی بیماریوں اور درد و تکلیف کا سب کا اخیر موت ہے۔ جو شخص مر گیا اس کیلئے قیامت ہوگئی۔ جو چیز اس کے حق میں بعید تھی قریب ہوگئی۔ وہ تمام چیزیں جن میں تو مبتلا ہے سرتاپا ہوس ہیں تو ان سب سے اپنے دل اور اپنے اندرون اور اپنے باطن سے علیحدہ ہو جا دنیا کا قیام ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت ہمیشہ کیلئے ہے جس کی کوئی

مدت نہیں ہے تو اس کی کوشش کر کہ تو سراپا طاعت بن جائے جب تو ایسا کرے گا تو تو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کا ہو جائے گا۔ نفس کا وجود معصیت ہے اور اس کا گم کر دینا طاعت ہے۔ خواہشات پر عمل کرنا نفس کا وجود ہے۔ خواہشات سے باز رہنا نفس کا گم کر دینا ہے۔ خواہشات نفسانیہ سے باز رہ اور بغیر موافقت اور تقدیر خداوندی ان کو حاصل ہی نہ کر نہ اپنے اختیار سے اور نہ خواہش سے۔ تو زہد کے ہاتھوں سے جبراً قہراً خواہشوں کو استعمال کرتا رہ۔ زہد اور بے رغبتی کے ہاتھوں کو ہلا کر مقدر خواہشات کو حاصل کر کے ان کو نفس تک پہنچا دے۔ زہد ایک ضروری چیز ہے کہ اپنی حالت کی واقفیت سے پہلے اس کا ہونا ضروری ہے۔ زہد و بے رغبتی تاریکی کی حالت میں ہوتی ہے رغبت اور توجہ روشنی کی حالت میں یہ ابتدائی حالت تاریکی ہے پس تو اپنے سے دور کر دے تو تجھے روشنی نظر آنے لگے گی۔ قدرت تاریکی ہے اور تیرا قدرت والے کے ساتھ ٹھہرنا روشنی ہے۔ اول معاملہ تاریکی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کشف ہو جائے گا اور تو اس کے سامنے ثابت قدم ٹھہر جائے گا تو تیرا معاملہ روشن ہو جائے گا۔ جب معرفت کے چاند کی روشنی ظاہر ہوتی ہے شب قدر کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے۔ پس جب معرفت خداوندی کا آفتاب چمک جائے گا تو تمام کدورتیں اور تاریکیاں زائل ہو جائیں گی۔ جو کچھ تیرے اردگرد ہے اور جو کچھ تجھ سے دور ہے سب تجھ پر ظاہر ہو جائے گا اور جو حالات اس سے پہلے تجھ پر مشکل تھے سب کے سب واضح ہو جائیں گے۔ تجھے خبیث اور پاک میں تمیز ہو جائے گی اور دوسروں کے اور اپنے معاملات میں فرق معلوم ہو جائے گا تو مخلوق کی مراد اور اللہ تعالیٰ کی مراد میں فرق کرنے لگے گا اور مخلوق اور خالق کے دروازہ کو علیحدہ علیحدہ دیکھے گا۔ پس تو خالق کے دروازہ پر وہ چیزیں دیکھے گا جو کہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے ان کا تذکرہ سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا خیال

گذرا۔ اور تیرا دل مشاہدہ خداوندی کے طعام کو کھائے گا انس کی شراب پئے گا اور اس پر قبولیت کے خلعت اتارے جائیں گے۔ پھر اس کو مخلوق کی مصلحتوں اور لوگوں کی گمراہی اور اپنے رب کو چھوڑ بیٹھنے اور اس کی معصیت میں مرتکب رہنے سے واپس کرنے کیلئے مخلوق کی طرف لوٹایا جائے گا اور اس کا یہ لوٹایا جانا سخت مضبوطی اور حفاظت وسلامت دائمی کے ساتھ ہوتا ہے۔

اے ان امور سے جاہل شخص اور ان پر ایمان نہ رکھنے والے تو بغیر مغز کے چھلکا ہے اور محض ایک ٹیک کی لکڑی ہے اور لکڑی بھی بوسیدہ ہے جو کہ آگ کے قابل ہے۔ مگر توبہ کرنے اور اس پر ایمان لانے اور تصدیق کرنے سے نجات ہوسکتی ہے۔

تجھ پر افسوس ہے اگر تو توبہ کرلے اور ایمان لے آئے گا اور تصدیق کرے گا اور تقدیر کے ساتھ موافقت کرے گا پس تو بھلائی اور سلامتی اور شیرینی کو پالے گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس میں شیشہ کے ٹکڑے پائے گا جو کہ تیری زبان تیرے تالو اور تیرے جگر کو پارہ پارہ کر دیں گے۔ تو میری باتوں کو مان لے میں تیری رسیوں میں بل دیتا ہوں۔ میری باتوں کو مان مجھ سے دشمنی نہ کر میرے اور تیرے درمیان میں دشمنی وجہ کیا ہے۔ میں تیری عبادت اور تیری نجاست اور میل کچیل کو دور کرنے کیلئے گویا کہ ایک مسجد ہوں میں تیرے لئے راستہ صاف کرتا ہوں اور اس میں تیرے لئے اس میں کھانے پینے کا سامان فراہم کرتا ہوں۔ میں سب کچھ تیرے فائدہ کیلئے کر رہا ہوں اور اس پر تجھ سے کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ میری مزدوری میرے پیالہ کا بھرنا کسی دوسرے کے سر پر ہے نہ تجھ پر۔ میرا کام اللہ تعالیٰ کے چاہنے والوں کی خدمت میں لگا رہنا ہے۔ جب تیری اللہ تعالیٰ کیلئے طلب درست ہو جائے گی تو میں تیری خدمت میں لگا دیا جاؤں گا۔ جب بندے کا ارادہ اور اس کی طلب اللہ تعالیٰ کیلئے مکمل طور

سے درست ہو جاتی ہے تو تمام چیزوں کو اس کیلئے مسجد کر دیا جاتا ہے۔

عظیم و علیم رب سے تعلق

اے اللہ کے بندے۔ تو خود اپنے نفس کا واعظ اور ناصح بن نہ مجھ سے اور نہ کسی دوسرے سے حاجت رکھ۔ میرا وعظ تو تیری ظاہری حالت کی بنا پر ہوگا اور تیرا اپنا وعظ تیری باطنی حالت کی بنا پر ہوگا۔ تیرا وعظ نفس سے ایسا ہو کہ ہر وقت تو موت کو کثرت سے یاد کیا کر اور تمام تعلقات اور اسباب سے قطع تعلق کر۔ تمام جہانوں کے پیدا کرنے والے عظیم و علیم رب سے تعلق رکھ۔ اسی کے دامن رحمت سے لگ جا اور اسی کی شفقت سے وابستہ ہو جا اور غیر کی طرف توجہ نہ کرا ور وہ غیر تجھے اس سے دور کر دے گا۔ جب تم سے کوئی بھی شخص میرے ہاتھ پر فلاح پالیتا ہے تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اور جب میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور وہ اسے قبول نہیں کرتا تو اس پر مجھے بہت رنج ہوتا ہے۔ مسلمان میرے قریب ہوتا ہے اور منافق مجھ سے دور بھاگتا ہے۔

اے منافقو! میں اللہ تعالیٰ سے تم پر اس کے غضب کرنے پر موافقت کرنے والا ہوں۔ اس نے مجھے تمہارے اوپر بھڑکتی ہوئی آگ بنا دیا ہے۔ پس اگر تم نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لی اور جو کچھ میں کہوں اسے تم قبول کرو گے اور میری سخت کلامی پر صبر کرو گے تو میں تمہارے اوپر امن و سلامتی کے ساتھ ٹھنڈا بن جاؤں گا۔

تم پر افسوس ہے تمہیں شرم نہیں آتی تمہاری اطاعت و تابعداری صرف ظاہری ہے اور باطن میں گناہ ہیں۔ تم عنقریب موت اور بیماری کے ہاتھوں گرفتار ہو جاؤ گے اس کے بعد آتش الٰہی کے قید خانہ یعنی جہنم میں قید کر دیئے جاؤ گے۔

اے اعمال میں تقصیر اور غفلت کرنے والو تم بھی ذرا شرم نہیں کرتے دن رات فضول باتیں اور بیکار پڑا رہنا پسند کر لیا ہے اور باوجود عمل صالح کی غفلت اور کوتاہی سے اللہ تعالیٰ سے نعمتوں کو طلب کرتے ہو۔ تم اعمال پر جمع ہو جاؤ تو تو

تمہارے نفس اعمال کرنے کے عادی بن جائیں گے۔ شروع میں ہر کام کرنے سے وحشت ہوتی ہے آخرکار تم صاف اور خالص بن جاؤ گے اور تمہاری تمام کدورتیں زائل ہو جائیں گی اور جب تم آؤ گے تو اس کیلئے ابتداء اور انتہا کی ضرورت ہے۔ معرفت خداوندی کے میدان میں آؤ مقرب بن جاؤ گے۔

اے اپنے سردار کی خدمت سے بھاگنے والو غلامو! اے برگزیدہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور صالحین کی رائے سے بے نیاز ہوکر اپنی رائے کو بہتر سمجھنے والو۔ اے خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر عمل کرنے والو۔ کیا تم نے نہیں سنا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَلْعُوْن'' مَّلْعُوْن'' مَّنْ کَانَتْ ثِقَتُہٗ بِمَخْلُوْقٍ مِثْلِہٖ

ملعون ہے ملعون ہے وہ جس نے اپنی جیسی مخلوق پر بھروسہ کیا۔

نہ تو دنیا کو طلب کر اور نہ دنیا میں کسی چیز کیلئے غصہ کر کیونکہ یہ تیرے دل کو ایسے ہی خراب کر دے گی جیسا کہ سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو نے دنیا کی صحبت اور غرور دونوں کو جمع کرلیا ہے یہ دونوں خصلتیں ایسی ہیں اگر ان خصلتوں سے توبہ نہ کرے تو کبھی بھی فلاح نہیں پاسکتا۔ تو سمجھ دار بن تو کیا چیز ہے اور کون ہے اور کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے غور وفکر کر۔ تو غرور نہ کر۔ غرور تو وہی کرتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جاہل ہوتا ہے۔

اے کم عقل تو غرور کے ذریعہ رفعت کا خواہش مند ہے۔ تو اس کا برعکس کر تو تجھے رفعت حاصل ہو جائے گی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جو کوئی اللہ کیلئے عاجزی کرتا ہے تو اسے بلند کر دیا جاتا ہے اور جو کوئی غرور کرتا ہے اسے پست کر دیا جاتا ہے جس نے آخرت کو پسند کیا وہ پہلے لوگوں میں

شامل ہوا اور جس نے تھوڑے کو پسند کیا اس کو بہت عطا کیا گیا اور جو ذلت پر راضی رہا اسے عزت نصیب ہوئی۔

تو کم درجہ حالت پر راضی رہ تا کہ تیرے حق میں معاملہ پلٹ جائے کہ جو کوئی تقدیر کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیتا ہے اور اس پر راضی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات پر قدرت رکھنے والا ہے۔ عاجزی اور حسن ادب تجھے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیگا۔ غرور اور بے ادبی تجھے اللہ تعالیٰ سے دور کر دے گی۔ فرمانبرداری تیری اصلاح کرے گی اور تجھے مقرب بنائے گی اور معصیت تجھے خراب کر دے گی۔

دین کے عوض دنیا خریدنا

اے اللہ کے بندے! تو دین خداوندی کو ایک انجیر کے بدلہ میں فروخت نہ کر تو اپنے دین کو بادشاہوں امیروں کے انجیر اور حرام لقمہ کے بدلہ میں فروخت نہ کر۔ جب تو دین کے بدلہ میں دنیا خریدے گا اور اس کو کھائے گا تو تیرا دل سیاہ ہو جائے گا اور تیرا دل کیوں نہ سیاہ ہوگا تو تو مخلوق کا پجاری ہو گیا ہے۔

اے رسوا اور بدنصیب اگر تیرے دل میں نور ہوتا تو تو حرام اور مشتبہ اور مباح میں اور اس چیزوں میں جو کہ تیرے دل کو سیاہ اور روشن بنانے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قریب اور دور کرنے والی ہیں ضرور فرق اور جدائی کرسکتا ہے۔

اے جاہل! میں تو کسب اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر توکل کے علاوہ کسی دوسری چیز کو پہچانتا ہی نہیں ہوں۔ ابتداء ایمان میں بذریعہ کشف لین دین ہوتا ہے پھر ایمان کے قوی ہو جانے کے وقت اللہ تعالیٰ سے ان واسطوں کے اٹھ جانے کے جو کہ تیرے اور اس کے درمیان میں حائل ہیں۔

جب دل قوی ہو جاتا ہے تو وہ مخلوق کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے لیتا ہے۔ اور واسطوں کے اٹھ جانے کے معنی یہ ہیں کہ جو کہ مخلوق کسی کو کچھ دلانے

میں محض اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر رہی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھنا اور واسطوں کے ساتھ وابستگی اٹھ جاتی ہے۔ پس وہ لیتا تو انہیں سے ہے مگر دینے والا اللہ تعالیٰ کو سمجھتا ہے اور ان کی تعریف اور برائی اور قبول اور رد سب سے بہرا بن جاتا ہے۔ اگر وہ کچھ دیں تو بھی وہ اسکو فعل خداوندی سمجھتا ہے۔

اولیاء کرام تو غیر اللہ سے گونگے اور بہرے ہیں پس انکے نزدیک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کا مددگار ہے۔ ذلت دینے والا اللہ ہے۔ نفع اور نقصان پہنچانے والا بھی اللہ ہے۔ ان کے پاس تو بغیر چھلکے کے مغز ہے اور بغیر کدورت کے صفائی۔ صفائی پر صفائی پاکیزگی پر پاکیزگی ہے۔ پس یہی بات ہے جو کہ تمام مخلوق کو ان کے دلوں سے نکال باہر کر دیتی ہے ان کے دلوں میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی باقی نہیں رہتا۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ذکر باقی رہتا ہے نہ کہ غیر کا ذکر۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا الْعِلْمَ بِکَ

اے اللہ تو ہمیں اپنی معرفت عطا فرما۔

تجھ پر افسوس ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ اپنی کھوٹ کے چلانے پر تو میرے اوپر قادر ہے۔ اے منافق اگر مجھے شریعت کا حکم نہ ہوتا تو میں تیری طرف آتا اور تجھے رسوا کر دیتا تو میرے ساتھ الجھ کر اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈال کیونکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب بندوں کے علاوہ کسی سے شرم و حیا نہیں کرتا۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو تمام مخلوق اس کے دل سے گر جاتی ہے اور سب اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت کے پتے موسم خزاں میں جھڑ جاتے ہیں۔ پس وہ تنہا مخلوق کے رہ جاتا ہے اور اپنے دل اور باطن کے اعتبار سے ان پر نظر کرنے سے اندھا اور ان کی بات سننے سے بہرا بن جاتا ہے۔ نفس جب مطمئن بن جاتا ہے تو اعضاء کی حفاظت اس کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ اس

کے بعد دل کی طرف سفر کرتا ہے اور وہاں جو چیزیں ہیں ان کو طلب کرتا ہے۔
پھر اس کے بعد اس کے پاس دنیا آتی ہے اور نفس کی خادم بن کر اور اس کی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے طالب ہیں ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہی برتاؤ ہے۔ اپنے مقسوم حاصل کرنے کے وقت دنیا ان کے پاس بدشکل بڑھیا کی طرح بال بکھیرے ہوئے آتی ہے اور ان کو ان کے پورے مقسوم دے جاتی ہے اور دنیا ان کی لونڈی اور خادمہ بن جاتی ہے۔ اولیاء کرام دنیا سے اپنے مقسوم کو حاصل کرتے رہتے ہیں لیکن دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کیلئے دل خالی کرنا

اے اللہ کے بندے تو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کیلئے خالی کر لے اور اپنے اعضاء اور نفس کو بال بچوں کیلئے محنت و مشقت میں مشغول کر دے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کر اور اس کے فعل سے ان کیلئے کمائی کر۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے خاموش رہنا اور صبر و رضا کے ساتھ سوال کر دینا دعا و سوال کرنے سے بہتر ہے۔ تو اپنے علم کو اس کے سامنے ختم کر دے اور اس کی تدبیر کے سامنے اپنی تدبیر کو علیحدہ رکھ اور اپنے ارادہ کو اس کے ارادہ کیلئے منقطع کر۔ اور اپنی عقل کو اس کی قضاء و قدر کے نازل ہونے کے وقت علیحدہ کر دے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کو پروردگار' مددگار اور سلامتی دہندہ سمجھتا ہے تو اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر۔ اگر اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا ہے تو اس کے سامنے خاموشی لازم ہے۔ مومن کے خیالات اور مقاصد سب ایک ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس سوائے اس خیال کے جو کہ اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترتا ہے کوئی بھی خیال باقی نہیں رہتا۔ وہ قرب خداوندی کے دروازہ پر اطمینان و سکون کے ساتھ کھڑا رہتا ہے۔ پس جیسا معرفت خداوندی اس کے دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو اس کے سامنے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پس وہ اندر داخل ہو جاتا ہے اور وہ چیزیں

دیکھنے لگتا ہے جس کے بیان کرنے پر وہ قدرت نہیں رکھتا۔ خطرہ اور خیال دل کیلئے ہے اور اشارہ ایک خفی کلام ہے باطن کیلئے۔ جو شخص کہ اپنے نفس اور خواہش اور بداخلاقیوں اور تمام مخلوق سے فنا ہو جاتا ہے وہ بڑے آرام وخوشی اور نعمت میں رہتا ہے اور اسے اس حالت میں ویسی ہی کروٹیں دلائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ اصحاب کہف کو کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ﴿سورۃ کہف﴾

ترجمہ: ہم ان کو سیدھی اور الٹی طرف کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔

﴿کنزالایمان﴾

اے اللہ کے بندے تو میری باتوں کو سن اور اس پر ایمان لا اور اس کو نہ جھٹلا اور ہر طرح سے اپنے نفس کو بھلائی سے محروم نہ رکھ۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹ رمضان المبارک ۵۴۵ ہجری کو خانقاہ شریف میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السَّابِعُ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿۵۷﴾

سچائی قناعت اور توکل

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندو میرے اوپر ایک ذرہ سچائی کا صدقہ کر دو۔ باقی تمہارے مال اور جو کچھ بھی تمہارے گھروں میں ہے سب تمہیں معاف ہیں۔ میں تم سے صرف صدق و اخلاص ہی چاہتا ہوں اور اس کا نفع بھی تمہارے لئے ہے۔ میں تمہیں صرف تمہارے لئے چاہتا ہوں نہ کہ اپنے لئے۔ تم اپنی ظاہری اور باطنی زبانوں کے الفاظ کو مقید کرلو کیونکہ تمہارے اوپر نگران مقرر ہیں۔ فرشتے تمہارے ظاہر کی نگرانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی نگرانی کرتا ہے۔

اے دنیا میں عمل اور گھر تعمیر کرنے والے شخص جس کی عمر دنیا کی عمارت کی تعمیر میں ختم ہو رہی ہے تو کوئی عمارت بغیر صالح نیت کے نہ بنا۔ پس دنیا میں عمارت کی بنیاد نیک نیتی ہے تیری عمارت کی تعمیر نفس اور خواہش کی موافقت میں ہونی چاہیے۔

جاہل شخص دنیا میں چونکہ اپنے نفس اپنی خواہش اپنی طبیعت اور اپنی عادت کی بنا پر شریعت کے حکم اور اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کی موافقت کے بغیر تعمیر کرتا ہے پس یقیناً اس کیلئے نیت صالح درست نہیں ہوتی اور نہ اس کیلئے اس کی عمارت مبارک ہوتی ہے اور اس میں دوسرے لوگ بسیں گے اور قیامت کے دن اس سے پوچھا جائے گا کہ یہ عمارت کیسے بنائی تھی اور کہاں سے خرچ کیا تھا تمام چیزوں کا حساب لیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور موافقت طلب کر اور اپنے مقسوم پر قناعت کر اور جو چیز تیرے مقسوم میں نہیں ہے اس کی طلب نہ کر۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَشَدُّ عَقُوْبَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِعَبْدِهٖ فِی الدُّنْیَا طَلَبُهٗ مَا لَمْ یُقْسَمْ لَهٗ

یعنی اللہ تعالیٰ کا سخت ترین عذاب دنیا میں اس بندہ پر ہے اس چیز کی طلب کرتا ہے جو اس کے مقسوم میں نہیں ہے۔

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو میرے پاس اس حالت میں آتا ہے کہ میرے ساتھ تیرا حسن ظن صحیح نہیں ہوتا پس تو میرے وعظ و کلام سے کس طرح فلاح پا سکتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ تو اللہ کے نیک اور محبوب بندوں پر اعتراض کرتا ہے اس لئے تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اسلام تو استسلام سے بنایا گیا ہے کہ جس کے معنی قضاء وقدر کا ماننا اور اللہ تعالیٰ کے افعال پر قرآن کریم اور حدیث نبوی کی حدود کی حفاظت کے ساتھ راضی رہنا ہے۔ پس

اس وقت جب تو ایسا کرے گا تو تیرا اسلام کا دعویٰ کرنا درست ہوگا۔ یہ تیری لمبی امیدوں کی نحوست ہے جو تجھے اللہ تعالیٰ کی معصیت اور مخالفت میں ڈالتی ہیں جب تو امیدوں کو کم کر دے گا تیرے پاس بھلائی آ جائے گی پس اگر تو فلاح پائے تو اس پر چنگل مار لینا۔ مسلمان کی تو یہ شان ہوتی ہے جب کوئی چیز مقدرات سے آتی ہے وہ اس کو تقدیر کے ہاتھوں سے لیتا ہے اور شریعت کی موافقت اور رضا مندی کے ساتھ اس پر راضی ہو جاتا ہے۔ پھر نہ اس کیلئے نفس باقی رہتا ہے نہ خواہش اور نہ اس کی طبیعت رہتی ہے اور نہ ہی شیطان ملعون۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ ان کے مقابلہ پر مسلمان کی مدد کی جاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بالکل معدوم ہی ہو گئے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہم سے کوئی بھی اس دنیا میں معصوم نہیں ہے۔ مسلمان کا نفس مطمئن اور اس کی خواہش مغلوب اور اس کی طبیعت کا جوش بجھا رہتا ہے۔ اور اس کا شیطان مقید رہتا ہے کہ اس کے ہاتھ اس سے کچھ بھی نہیں آتا۔ شیطان ہر طرح کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کچھ بھی نہیں پاتا۔ توکل میں سبب کے ساتھ ٹھہراؤ نہیں ہوا کرتا اور توحید میں نفع اور نقصان کے متعلق کسی پر نظر رکھنا نہیں ہوتا تو تو سرتاپا نفس اور سرتا سر خواہش اور عادات کا بندہ بنا ہوا ہے نہ تو تجھے توکل کی کچھ خبر ہے اور نہ ہی توحید کی کچھ خبر ہے۔ اول تلخی ہے اس کے بعد مٹھاس۔ اول ٹوٹنا ہے اس کے بعد جڑنا۔ اول مرنا ہے اس کے بعد ہمیشگی ہے۔ اول زندگی اور ذلت ہے اس کے بعد عزت ہے۔ اول محتاجی ہے اس کے بعد امیری ہے۔ اول ناپید ہونا ہے اس کے بعد ذات حق سے وجود پانا ہے نہ کہ اپنے اختیار سے۔ اگر تو اس پر صبر کرے گا تو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے چاہے گا وہ تیرے لئے صحیح اور درست ہو جائے گا۔ ورنہ تیرے لئے کچھ بھی درست نہیں ہوگا۔ اور جو چیز بھی تجھے اللہ تعالیٰ کی ذات

پاک سے غافل بنائے وہ تیرے لئے منحوس ہے اگرچہ فرائض اور سنت ادا کرنے کے بعد نماز روزہ ہی کیوں نہ ہو۔ جب تو فرض روزہ ادا کرلیا پھر اس کے بعد نفلی روزہ میں تجھے بھوک اور پیاس تیرے دل کو اللہ تعالیٰ کی حضوری اور اس کے مراقبہ اور اس کے ساتھ خوش عیشی سے روک دے جس پر کہ صحبت اور قرب خداوندی کا دارومدار ہے پس تو حجاب کا بندہ اور مخلوق اور اپنی خواہش ونفس کا بندہ ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ۔ عارف باللہ تو اللہ تعالیٰ کی معیت میں اس کی قوت کے جھنڈے کے نیچے اپنے علم و باطن کے ساتھ کھڑا رہتا ہے اور اسی کی قضاء وقدر کے ساتھ گھومتا ہے اور جب وہ عاجز ہو جاتا ہے تو بغیر اس کے کہ وہ خود گھومے اس کو گھومایا جاتا ہے۔ بغیر اس کے وہ حرکت کرے اس کو حرکت دی جاتی ہے۔ بغیر اس کے کہ خود ساکن ہو اس کو ساکن بنا دیا جاتا ہے۔ اور وہ منجملہ ان لوگوں کے ہو جاتا ہے جن کے بارے میں فرمان خداوندی ہے۔

وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ﴿سورۃ کہف﴾

ترجمہ: اور ہم نے ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

جبکہ ان کا عاجز ہونا ظاہر ہوا ان کو اللہ کی طرف سے حرکت دی گئی۔ حرکت قدرت کی معیت میں ہوتی ہے اور سکون وتسلیم عاجزی کے وقت حرکت تیرے وجود کے وقت ہوتی ہے اور سکون تیرے گم ہو جانے کے وقت حرکت کی ضرورت ہے شریعت میں اور سکون کی ضرورت ہے علم میں۔ تیرا دل تب درست ہوگا جب تو اپنے نفس اور خواہش اور طبیعت اور تمام مخلوق سے علیحدہ ہو جائے گا۔ تو مخلوق کا مقید نہ بن سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی تیرے نفع اور نقصان کا مالک نہیں اور نہ ہی رزق کا مالک ہے۔ تو ہمیشہ اسی کی اطاعت میں مشغول رہ اور امرونہی کی بجاآوری میں لگا رہ اور تیرے ہاتھ میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ بھی باقی نہ رہے پس تو اس وقت تمام مخلوق سے زیادہ امیر اور عزت والا بن جائے گا۔ اس وقت

تیری مثال حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جیسی ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو ان کے سامنے جھکنے اور سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور یہ بات تمام مخلوق اور خواص کی عقلوں سے بھی باہر ہے۔ پس وہ شخص حضرت آدم علیہ السلام کا ذرہ اور منجملہ ان کے خلاصہ کے ہے۔

اے کم علم والے۔ پہلے علم دین کو حاصل کر اس کے بعد گوشہ نشین ہو جا۔ اولیاء کرام نے پہلے علم دین کو حاصل کیا پھر اپنے دلوں سے مخلوق سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ان کے بدن تو مخلوق کے ساتھ رہے اور مخلوق کی اصلاح کیلئے ان کے باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے اور اس کی خدمت وصحبت میں مشغول رہے۔ پس اولیاء کرام موجود بھی ہیں اور جدا بھی۔ تعمیل شریعت میں مخلوق کے ساتھ موجود ہیں اور اپنے دلوں سے ان سے دور اور تمام چیزوں سے جدا اور کنارا کرنے والے ہوتے ہیں شریعت کو مضبوط بنانا ان کا ظاہری مشغلہ ہے۔ جب کبھی ان کے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو وہ خود ہی دھو لیتے ہیں اور پاک کر لیتے ہیں اور خوشبو میں بسا لیتے ہیں اور جب ان کے کپڑے کا کوئی حصہ پھٹ جاتا ہے وہ اس میں پیوند لگا لیتے ہیں اور وہ اسی کو سی لیتے ہیں وہی مخلوق کے سردار ہیں ان میں سے ایک ذرہ مثل بلند پہاڑوں کے ہے۔ اور ان کے دل اپنے رب کی معیت میں ہیں اور وہ اس کے سامنے پڑے ہوئے ہیں اور اس کے دھیان میں لگے ہوئے ہیں اور اس کے علم میں غوطہ زن رہتے ہیں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ غِذَاءَ نَا ذِكْرَكَ وَغِنَانَا قُرْبَكَ اٰمِيْنَ

اے اللہ اپنا ذکر ہماری غذا بنا دے اور اپنا قرب ہماری تونگری بنا دے۔ امین

تو مردہ دل ہے اور تیری صحبت بھی مردہ دلوں کے پاس ہے۔ تو زندہ دلوں نجباء اور ابدال کی صحبت اختیار کر۔ تو قبر ہے اور اپنی جیسی قبر کے پاس آمد و رفت

کرتا ہے۔ تو مردہ ہے اپنے جیسے مردہ کے پاس آتا جاتا ہے۔ تو اپاہج ہے کہ تجھے تیرے جیسا اپاہج کھینچ کر لے جاتا ہے۔ تو اندھا ہے اور تیرے جیسا اندھا ہی تیرا رہبر و رہنما ہے۔ تو یقین رکھنے والے صالحین کی صحبت اختیار کر اور ان کی نصیحت پر صبر کر اور اس کو قبول کر کے اس پر عمل کر تو فلاح پا جائے گا۔ تو مشائخ عظام کی باتوں کو غور سے سن اور اس پر عمل کر اور ان کا احترام کر اگر تجھے اپنی فلاح مقصود ہے۔

غوث اعظم کا حسن ادب

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک شیخ تھے اور جب کبھی مجھے مشکل آن پڑتی اور میرے دل میں خطرہ گذرتا تھا تو وہ خود بخود مجھ سے بیان کر دیتے تھے اور مجھے کوئی بات کرنے کی تکلیف نہ دیتے تھے۔ یہ اس لئے تھا کہ میں ان کا بے حد احترام کرتا تھا اور ان کے ساتھ حسن ادب سے پیش آتا تھا۔ میں کبھی مشائخ عظام کی صحبت میں بغیر احترام اور حسن ادب کے نہ رہا۔

صوفی بخیل نہیں ہوتا کیونکہ اس کے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہا کہ جس میں بخل کرے وہ سب کچھ چھوڑنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر اس کو کوئی چیز دی جاتی ہے تو وہ دوسروں کیلئے لے لیتا ہے نہ کہ اپنے لئے۔ اس کا دل تو تمام موجودات اور مصورات سے پاک ہو چکا ہے۔ بخل تو وہ کرے کہ جس کے پاس مال ہو اور صوفی کی تو تمام چیزیں غیر کی ملک ہوتی ہیں۔ پس وہ غیر کے مال میں کس طرح بخل کر سکتا ہے۔ نہ تو اس کا کوئی دشمن ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی دوست اس کی توجہ کسی کی تعریف اور برائی سننے کی طرف نہیں ہوتی۔ وہ عطا اور منع کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف خیال نہیں کرتا۔ نہ وہ زندگی سے خوش ہوتا ہے اور نہ اسے موت کا غم ہے۔ اس کی موت اللہ کا اس پر غصہ اور ناراض ہونا ہے اور اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کا اس سے راضی ہونا ہے۔ جلوت میں اسے وحشت رہتی ہے اور خلوت میں اسے

انس رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی غذا ہے اور انس کی شراب اس کا پانی۔ ایسی حالت میں وہ یقیناً وَمَا فِیْھَا سے کیسے بخیلی کرسکتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک تو تمام چیزوں سے لاپروائی ہے۔

دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار.

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

﴿حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۴ رمضان المبارک ۵۴۵ ہجری بوقت صبح جمعۃ المبارک کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ الثَّامِنُ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿۵۸﴾

علم اور اخلاص

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کب تک تو علم پڑھے گا اور اس پر عمل نہ کرے گا۔ تو علم کی کتاب کو لپیٹ کر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی کتاب کھولنے میں مشغول ہو جا ورنہ تجھے فلاح حاصل نہیں ہوگی تو صرف علم پڑھنے میں مشغول ہے اور تو اپنے افعال میں اللہ تعالیٰ پر بڑا دلیر بن گیا ہے اور تو نے اپنی آنکھوں سے حیا کا پردہ اتار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے ہلکا جان لیا ہے تو اپنی خواہش سے لین دین کرنے والا اور اپنی خواہش سے منع کرنے والا اور حرکت کرنے والا ہے۔ پس تیری خواہش تجھے ہلاک کر دے گی تو اپنی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کر اور اس کے حکم پر عمل کر جب تو بظاہر حکم ﴿یعنی شریعت﴾ پر عمل کرے گا تو وہ عمل تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت کے قریب کر دے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنَا مِنْ رَقْدَۃِ الْغَافِلِیْنَ اٰمِیْنَ

اے اللہ تو ہمیں غافلوں کی خواب سے بیدار فرما دے۔ امین

جب تو گناہ کرے گا تجھ پر آفات کا نزول ہوگا پس اگر تو توبہ کرے گا اور اپنے پروردگار سے ان گناہوں سے مغفرت مانگے گا اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے گا تو وہ آفتیں تیرے آس پاس گریں گی نہ کہ تیرے اوپر۔ تیرے اوپر مصائب کا آنا ضروری ہے پس تو اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کر کہ وہ مصائب کے ساتھ تجھ کو صبر اور موافقت عطا فرما دے۔ تاکہ وہ معاملہ جو کہ تیرے اللہ تعالیٰ کے درمیان میں ہے وہ محفوظ رہے۔ پس اس قت خدشہ بدن پر ہوگا نہ کہ دل میں ظاہر ہوگا اور نہ کہ دین میں۔ پس اس وقت وہ مصیبت نعمت بن جائے گی نہ عذاب۔

اے منافق! تو نے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع میں صرف نام پر قناعت کرلی ہے تو حقیقت ومعنی سے لاپروا ہے یہ تیرا ظاہر وباطن جھوٹ ہے پس تو اسی وجہ سے دنیا اور آخرت میں ذلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا ذلالت ہے اور جھوٹ بولنا بھی ذلالت ہے۔

اے عالم تو اپنے علم کو اہل دنیا کے سامنے میلا نہ کر تو باعزت شے کو ذلیل شے کے عوض فروخت نہ کر۔ علم عزت ہے۔ اور وہ دنیا جو کہ دنیاداروں کے ہاتھوں میں ہے ذلیل ہے۔ مخلوق میں یہ قدرت نہیں کہ وہ چیز جو تیرے مقسوم میں نہیں ہے تجھے دے سکیں۔ بیشک تیرا مقسوم ان کے ہاتھوں سے تجھے پہنچتا ہے پس تو صبر اختیار کر۔ تیرا مقسوم ان کے ہاتھوں سے تجھے پہنچے گا۔ تو عزیز کا عزیز بنا رہے گا۔

تجھ پر افسوس ہے جس کو خود دوسرے کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے وہ بھلا دوسرے کو کس طرح رزق دے سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول ہو جا اور اس سے مانگنا چھوڑ دے پس وہ اس کا محتاج نہیں ہے کہ تو اس کو اپنی

مصلحت بتائے اور واقف بنائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایک کلام میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِيْ عَنْ مَّسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِيْ السَّائِلِيْنَ ذِكْرُ اللِّسَانِ

ترجمہ: جس شخص کو میرے ذکر نے سوال کرنے سے مشغول بنائے رکھا اسکو میں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا۔

بغیر قلب کے صرف زبان کے ذکر میں نہ تیری کوئی عزت ہے اور نہ ہی بزرگی۔ اصل ذکر تو قلب و باطن کا ذکر ہے پھر زبان کا ذکر ہے جب کسی بندے کا ذکر الٰہی درست ہو جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ ﴿سورۃ البقرۃ﴾

ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کر کہ وہ تیرا ذکر کرے۔ ﴿کنزالایمان﴾

اور اسکا ذکر یہاں تک کر کہ ذکر کی وجہ سے تیرے تمام گناہ جھڑ جائیں اور تو گناہوں سے پاک اور صاف ہو جائے اور طاعت بلا مصیبت کے ہو جائے۔ پس وہ اس وقت منجملہ ان لوگوں کے جن کا کہ وہ ذکر کرتا ہے ذکر کرے گا۔ پس تو اس مخلوق سے غافل ہو جائے گا اور اس کا ذکر تجھے سوال سے باز رکھے گا اور تیرا کل مقصود وہی ہو جائے گا اور تو اپنے تمام مقاصد سے غافل ہو جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ تیرا کل مقصود ہو جائے گا وہ تیرے دل کے ہاتھوں میں اپنی حکومت کے خزانوں کی چابیاں عطا فرما دے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا

ہے اور اس کے غیر کو دوست نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے اپنے ماسوا کی محبت کو زائل کر دے گا۔ جب کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت نکل جاتی ہے اور اس کے تمام اعضاء میں اس وجہ سے خوشی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا ظاہر و باطن اور صورت و معنی سب اسی میں مشغول ہو جاتے ہیں پس اللہ تعالیٰ اس کو دیوانہ بنا لیتا ہے اور عادت سے خارج کر کے آبادی سے باہر کر دیتا ہے۔ پس جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ اس کو بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ کیا تجھے عقل نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ سے دیکھے اور سمجھے کیا تو کبھی ایسے شخص کے پاس نہیں بیٹھا جو مرنے والا ہوتا ہے۔ قریب ہے تیری بھی باری آ جائے گی اور ملک الموت تیری زندگی کے دروازے کو دستک دیں اور اس کو اس جگہ سے اکھاڑ پھینکیں گے اور وہ تیرے اور تیرے اہل و عیال اور دوست احباب میں تفریق و جدائی کر دیں گے۔ تو اس بات کی کوشش کر تیری روح ایسی حالت میں قبض نہ ہو کہ تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے والا ہو۔ تو اپنا مال آخرت کی طرف پہلے سے روانہ کر دے اور موت کا انتظار کر پس جو کچھ تو نے دنیا میں دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بہتر معاملہ دیکھے گا۔

دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین

﴿حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یکم شوال ۵۴۵ ہجری بروز جمعۃ المبارک صبح کے وقت یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ التَّاسِعُ وَالْخَمْسُوْنَ ﴿۵۹﴾

طمع کرنے والے کا وعظ

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ طمع کرنے والے کا وعظ و کلام خود غرض اور مداہنت سے خالی نہیں ہوتا اس کو مخالفت سامعین کی طاقت نہیں حق گوئی غیر ممکن ہے اس کا کلام خالی بلا مغز کے چھلکا ہے اور لفظ بلا معنی ہوا کرتا ہے۔ جس طرح طمع کے حرف نقطوں سے خالی ہیں ایسے ہی لفظ طامع۔ ﴿یعنی لالچی شخص﴾ خالی ہے۔ طمع کے حرف ط' م' ع' میں ان میں ہر ایک نقطہ سے خالی ہے۔

اے اللہ کے بندو! تم سچ بولو گے تو فلاح حاصل کرو گے۔ سچے کی ہمت آسمان میں بلند ہے اس کو کسی قائل کا قول ضرر نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے جب وہ تجھ سے کسی اور کا ارادہ کرے گا تو تجھے اس کیلئے تیار کر دے گا۔ کسی بے ادب سے کچھ کلام نکلا اور یہ اس کا جواب ہے۔ تمہاری حالتوں کی سچائی مجھے گویا کر دیتی ہے اور تمہارا جھوٹ بولنا مجھے ساکت کر دیتا ہے۔ تمہاری خریداری کے مطابق میں تم سے فروخت کرتا ہوں۔

علماء اور زاہدین

اے اللہ کے بندے۔ اگر تیرے پاس علم کا پھل اور برکت ہوتی تو تو ہرگز اپنی نفسانی خواہشات کیلئے بادشاہوں کے دروازوں پر نہ دوڑ لگاتا۔ عالم کے پاس وہ پاؤں ہی نہیں ہوتے جن سے وہ مخلوق کے دروازوں پر دوڑ لگائے۔ اور زاہد کے پاس وہ ہاتھ ہی نہیں ہوتے جن سے وہ لوگوں کا مال حاصل کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے محبّ کے پاس وہ آنکھیں ہی نہیں ہوتی کہ جن سے وہ غیر اللہ کی طرف دیکھے۔ سچا محبّ وہ ہے جو اپنی محبت میں سچا ہے اگر تمام مخلوق سے بھی

ملاقات کرے تو مخلوق کی طرف اس کو نظر کرنا ملال نہ ہو۔ وہ تو اپنے محبوب کے سوا کسی کو دیکھتا ہی نہیں ہے۔ اور اس کے سر کی آنکھوں میں دنیا کی اور اس کے دل کی آنکھوں میں آخرت کی قدر ہی نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے باطن کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عظمت وقدر ہوتی ہے۔

تم عقل مند بنو۔ تمہاری تو کچھ حقیقت ہی نہیں ہے۔ اکثر لوگ تم میں چیخنے چلانے والوں کا اتباع کرنے لگتے ہیں بہت سے وعظوں کا وعظ زبانی ہوتا ہے دلوں سے نہیں ہوتا۔ منافق کی سرد آہیں زبان اور سر سے ہوتی ہیں اور سچے شخص کی سرد آہیں اس کے دل اور باطن سے ہوتی ہیں۔ سچے شخص کا دل اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر اور اس کا باطن اس کے سامنے ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اس کے دروازہ پر چیخ و پکار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ چیختے ہوئے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ قسم ہے پروردگار کی تو اپنی تمام حالتوں میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کے راستہ کو بھی نہیں پہچانتا اور دوسروں کی کیا رہنمائی کرے گا۔ تو خود اندھا ہے دوسروں کا ہاتھ کیسے پکڑے گا۔ تجھے تیری خواہش، طبیعت اور نفس کی تابعداری دنیا و ریاست اور شہوت کی محبت نے اندھا بنا دیا ہے تو میرے پاس آ۔ جب تک گناہ تیرے ظاہر پر ہی ہیں اس سے پہلے کہ وہ گناہ تیرے دل تک پہنچیں بڑھ ورنہ گناہ پر اصرار کرنے والا ہو جائے گا۔ پھر وہ اصرار منتقل ہو کر کفر بن جائے گا۔

جس شخص کی بندگی اور تابعداری اللہ تعالیٰ کیلئے متحقق ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سننے پر قدرت حاصل کر لیتا ہے۔

اس کے بعد سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنی اسرائیل کے ان ستر لوگوں کا ذکر فرمایا جن کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلام سنوانے کیلئے اپنی قوم میں سے منتخب فرما کر کوہ طور پر لے گئے تھے۔ اور فرمایا کہ جب ان سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا تو وہ سب کے سب بے ہوش ہو کر گر پڑے

اور صرف حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام باقی رہ گئے اور جب موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ان کو ہوش آیا تو کہنے لگے ہم میں کلام خداوندی کو سننے کی طاقت نہیں ہے۔ پس اے موسیٰ آپ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بن جائیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور آپ ان لوگوں کو کلام خداوندی سناتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان پر دہراتے جاتے تھے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوت ایمانی اور حقیقی طاعت وعبودیت خداوندی کے ذریعہ سے کلام خداوندی سننے پر قادر ہوئے اور وہ ستر ہمراہی اپنے ضعف ایمان کی وجہ سے اس کے سننے پر قادر نہ ہوسکے۔ اگر وہ لوگ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے احکام کو جوکہ توریت میں تھے قبول کر لیتے اور امرونہی میں ان کی اطاعت کرتے اور ادب بجالاتے اور اپنے خودساختہ اقوال پر جرات نہ کرتے تو کلام خداوندی سننے پر قدرت حاصل کر لیتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا میں ہر جھوٹے منافق دجال پر مسلط ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہر نافرمان گنہگار پر مسلط ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں میں سب سے بڑا نافرمان ابلیس لعین ہے اور ان سب کا چھوٹا فاسق ہے۔ میں ہر گمراہ اور گمراہ کن باطل کی طرف دعوت دینے والے سے لڑائی کرنے والا ہوں اور اس پر۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** سے مدد چاہنے والا ہوں۔

نفاق تیرے دل میں جم گیا ہے۔ تو اسلام اور توبہ کرنے اور زنار کفر کے توڑ ڈالنے کا محتاج ہے اسے قطع کر اور توبہ کر کے مسلمان بن جا۔ جس کام میں مشغول ہوں اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس یہ عنقریب کثیر وکبیر اور عظمت والا ہو جائے گا اور اپنے دونوں پاؤں پر کھڑا ہوگا اور اپنے بازوؤں سے مخلوق کی چھتوں پر پرواز کرے گا اور ان کے گھروں میں داخل ہوگا اور وہ اس کو اپنی آنکھوں اور اپنے دلوں سے دیکھ لیں گے۔ اگر یہ مشغلہ میرے نفس اور خواہش وطبیعت اور

میرے شیطان اور باطل کی طرف سے ہے پس اس کیلئے خرابی اور دوری ہوگی اور بہت جلد جھوٹا پڑ جائے گا اور پگھل جائے گا اور لوٹ جائے گا اور متفرق اور منقطع ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جھوٹے اور منافق شخص کی تائید اور مدد نہیں کرتا اور منکر کو کچھ نہیں دیتا اور ناشکرے کو زیادہ نعمتوں سے نہیں نوازتا۔ ہر وہ نفس جس کے دل میں تھوڑا سا بھی نفاق ہے اس سے کوئی کام نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا نفاق اس کے دین کے جل جانے کا سبب بن جائے گا۔

اے میرے مریدو میں نے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا تم سنتے ہو اور عمل نہیں کرتے بھاگ رہے ہو۔ میرا نام تمام شہروں میں گونگا مشہور تھا میں مجنون اور گونگا اور خاموش بنا ہوا تھا مگر مجھ کو راست نہ آیا آخرکار قضاء قدر نے مجھے نکال کر تمہاری طرف ڈال دیا۔ میں تو تہہ خانوں میں تھا تقدیر نے باہر نکالا اور مجھے لاکر کرسی پر بٹھا دیا۔ تو جھوٹ نہ بول کہ تیرے پاس دو دل ہیں۔ بلکہ ایک ہی دل ہے اور وہ جس چیز سے بھر گیا اس میں دوسری چیز کی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ﴿سورۃ الاحزاب﴾

ترجمہ: اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے۔ ﴿کنزالایمان﴾

ایک دل خالق اور مخلوق دونوں سے محبت کرے یہ نہیں ہوسکتا ایک دل میں دنیا بھی ہو اور آخرت بھی یہ نہیں ہوسکتا۔ ہاں جب دل خالق کی طرف ہو اور چہرہ مخلوق کی طرف ہو ایسا ہوسکتا ہے۔ مخلوق کی طرف متوجہ ہونا ان کی مصلحتوں کیلئے اور بغرض شفقت جائز ہے مگر دل کا لگاؤ خالق ہی سے رہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے جاہل ہے وہ ریاکاری کرتا ہے اور نفاق برتتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو جاننے والا ہے وہ ایسا نہیں کرتا۔ احمق شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ ریاکار شخص منافق بنتا ہے اور عالم کی شان سے یہ بعید ہے۔ احمق شخص اللہ تعالیٰ کی

نافرمانی کرتا ہے اور عاقل شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور دنیا جمع کرنے پر حریص ریاکاری اور نفاق برتتا ہے اور جو حریص نہیں ہوتا وہ امیروں کو کوتاہ کرنے والا ہوتا ہے وہ ایسا نہیں کرتا۔ مومن شخص فرائض کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرلیتا ہے اور نوافل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو نوافل کو جانتے بھی نہیں بلکہ وہ فرائض ادا کرتے ہیں پھر نوافل پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو ہمارے اوپر اس وجہ سے فرض ہے کہ ہمیں ان کو پڑھنے کی قدرت عطا فرما دی گئی ہے۔ ہمارا ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنا فرض ہے۔ غرض وہ کسی نفل کو بھی اپنے لئے نفل نہیں سمجھتے بلکہ ہر عبادت کو فرض سمجھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کیلئے ایک آگاہ کرنے والا ہے جو ان کو ہمیشہ آگاہ کرتا رہتا ہے ایک معلم ہے جو ان کو ہمیشہ تعلیم دیتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے تعلیم و تعلم کے اسباب مہیا فرماتا رہتا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

لَوْاَنَّ الْمُؤْمِنَ عَلٰی قُلَّةِ جَبَلٍ لِقَیَّضَ اللّٰهُ لَه، عَالِمًا یُعَلِّمُه،

ترجمہ: مومن شخص اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کوئی عالم مقرر فرما دے گا جو اسے تعلیم سکھائے گا۔

تو صالحین کی باتوں کو مستعار لے کر ان سے دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور اپنے نفس کو چھوڑ دیتا ہے خود فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ کیونکہ مانگی ہوئی چیز چھپی نہیں رہتی تو اپنے مال کا لباس پہن نہ کہ دوسروں سے مانگ۔ تو اپنے ہاتھ سے کپاس بو اور اسے پانی دے اور اپنی کوشش اور محنت سے اس کی پرورش کر پھر اس کو بن اور سی اور پہن غیر کے مال و کپڑوں پر خوشی کا اظہار نہ کر۔ جب تو دوسروں کے کلام کو لے کر کلام کرے گا اور اس کلام کو اپنا بنائے گا تو تیرے اوپر بہت لوگوں کے دل غصہ کریں گے۔ جب تیرے لئے فعل ہی نہ ہو تو قول بھی نہ

ہونا چاہیے ہر کام کا تعلق عمل سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اُدخُلو الْجَنَّۃَ بِمَا کُنتُم تَعلَمُوْنَ

ترجمہ: اپنے عمل کے باعث جنت میں داخل ہو جاؤ۔

﴿یہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا﴾ تم معرفت خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ معرفت خداوندی اس کیساتھ غائب ہو جانے اور اس کی قضاء و قدر اور علم و قدرت کے ساتھ قائم ہو جانے کا نام ہے۔ معرفت اس کے افعال و احکامات میں پوری عنایت کا نام ہے۔ تیرا کلام بتلائے گا کہ تیرے دل میں کیا چیز ہے زبان دل کی ترجمان ہے۔ پس جب اختلاط والا ہوگا حق اور باطل میں فرق محسوس نہ کرے گا پس کبھی کلام درست ہوگا اور کبھی باطل۔ کبھی تو شے کی حقیقت کو کماحقہ بیان کر سکے گا اور کبھی اس پر قدرت نہ پائے گا اور جب دل کا یہ اختلاط جاتا رہے گا تو زبان درست ہو جائے گی۔ جب دل سے شرک جاتا رہے گا تو زبان درست ہو جائے گی۔ اور جب وہ شرک کرنے والا ہوگا تو وہ مخلوق کے ساتھ پابند ہوگا اور اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہے گا لغزش واقع ہوگی جھوٹ بولے گا۔ بعض واعظین کلام کرنے والوں میں سے وہ ہیں جو کہ اپنے دل سے کلام کرتے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو اپنے سر و باطن سے کلام کرتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو اپنے نفس و خواہش اور شیطان اور عادت کی پیروی سے کلام کرتے ہیں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اجعَلْنَا مُؤمِنِینَ وَلَاتَجعَلْنَا مُنَافِقِینَ

اے اللہ تو ہمیں ایمان والا بنا نہ کہ منافقین میں سے بنا۔ امین

جب دل میں ایک شخص کی محبت دوسرے کا بغض واقع ہو جائے تو اس سے

دوستی اور اس سے دشمنی اپنے نفس وطبیعت کی پیروی سے نہ کر بلکہ ان دونوں کے فیصلہ کیلئے کتاب وسنت پیش کر دے پس اگر وہ دونوں تیرے محبوب کی موافقت کریں پس تو ہمیشہ اس کی محبت میں ڈٹا رہ۔ اور اگر دونوں اس کی مخالفت کریں پس تو اس کی محبت سے علیحدہ ہو جا۔ اگر وہ دونوں تیرے دشمن کی جس کو تو نے دشمن سمجھا ہے مخالفت کریں پس تو اس کے بغض سے علیحدہ ہو جا۔ اگر وہ دونوں اس کی موافقت کریں پس تو اس کی دشمنی پر ڈٹا رہ۔ اور اگر اس سے تجھے قناعت حاصل نہ ہو اور معاملہ واپس نہ ہو پس صدیقین کے دلوں کی طرف رجوع کر اور ان سے دریافت کر وہ فیصلہ فرما دیں گے۔ تو انہیں کے دلوں کی طرف رجوع کر پس یہی دل درست ہیں۔ کیونکہ جب دل درست ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تمام چیزوں سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ دل جب قرآن و حدیث نبوی پر عمل کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے تو وہ دانا اور بصیر ہو جاتا ہے اور وہ تمام چیزیں جو کہ اس کے نفع اور نقصان کی ہیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ اور غیر اللہ کیلئے ہے اور جو کہ حق و باطل ہے وہ سب کو پہچان لیتا ہے۔ جبکہ ایمان دار کو ایسا نور حاصل ہو جاتا ہے تو صدیقین اور مقربین کی کیا حالت ہوگی۔ ایمان دار شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور عطا ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اس لئے کہ

مومن کی فراست

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّه' يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَ

مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

عارف اور مقرب کو بھی ایک نور عطا کیا جاتا ہے جس سے وہ اپنے قرب خداوندی کو دیکھتا ہے اور اس قرب کی وجہ سے وہ اپنے دل سے فرشتوں اور انبیاء

کرام کی روحوں اور صدیقین کے دلوں اور روحوں کو دیکھتا ہے اور ان کے احوال و مقامات دریافت کرتا رہتا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس کے وسط قلب اور صفائی باطن کے اندر ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ فرحت کے ساتھ معیت خداوندی میں بسر کرتا رہتا ہے۔ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہو جاتا ہے۔ خالق سے لے کر مخلوق میں تقسیم کرتا رہتا ہے۔ بعض ان میں وہ ہیں جن کی زبان اور دل دونوں خوب بولنے والے ہوتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا دل خوب بولنے والا ہوتا ہے مگر زبان میں بعض ہوتا ہے اور جو منافق ہوتا ہے وہ زبان طرار والا اور اسکا دل گونگا ہوتا ہے اس کا تمام علم زبان پر ہوتا ہے اس لئے کہ

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ مُنَافِقٌ " عَلِیْمُ " اللِّسَانِ

سب سے زیادہ خوفناک جس سے میں اپنی امت پر خوف کرتا ہوں منافق زبان طرار ہے۔

تو کسی چیز پر غرور نہ کر کیونکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کرتا ہے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت میں ہے کہ وہ اپنے ایک دینی بھائی سے ملاقات کرنے کیلئے گئے اور ان سے کہا اے میرے بھائی آؤ ہم اپنے متعلق علم الٰہی پر روئیں جو ہمارے بارے میں مقدر ہو چکا ہے ﴿یعنی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ انجام کیا ہوگا﴾ اس بزرگ نے کتنی اچھی بات کہی۔ بیشک وہ عارف باللہ شخص تھا۔ اور اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان سنا تھا۔

اچھے برے اعمال

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ایک شخص جنتیوں جیسے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان

صرف ایک ہاتھ یا ایک گز سے زیادہ فاصلہ باقی نہیں رہتا پس اس کی شقاوت غالب آتی ہے اور وہ جہنمی بن جاتا ہے اور تم میں ایک شخص اہل جہنم کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ یا ایک گز سے زیادہ فاصلہ باقی نہیں رہتا پس اس کی سعادت غالب آتی ہے او وہ جنتی بن جاتا ہے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا اگر میں اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھتا تو اپنی جگہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

اگر کوئی سائل پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کو کس طرح دیکھا جاسکتا ہے تو پس میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ بندہ کے دل سے جب مخلوق نکل جاتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا باقی کچھ نہیں رہتا تو اللہ تعالیٰ جس طرح بھی چاہتا ہے اپنا دیدار کرواتا ہے اور اس کے قریب آ جاتا ہے جس طرح اس کو اور چیزیں ظاہراً دکھاتا ہے اسی طرح اپنی ذات کو باطناً دکھا دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

یہ بندہ جس طرح خواب میں اس کی ذات پاک کو دیکھتا ہے اس کے قریب ہو جاتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے۔ اسی طرح کبھی حالت بیداری میں بھی اس کا دل اس سے گفتگو کرتا ہے۔ وہ اپنے وجود کی آنکھیں بند کر لیتا ہے پس باعتبار ظاہر اس کو جیسا بھی وہ حقیقت میں ہے اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ایک معنوی صفت عطا فرما دیتا ہے جس سے یہ بندہ اس کو دیکھتا ہے اس کے قریب ہو جاتا ہے۔ اس کی صفات اور اس کی کرامتوں اور فضل و احسان اور اس کے لطف و شفقت و بندہ نوازی کو دیکھتا رہتا ہے۔

جس کی معرفت وعبودیت الٰہی متحقق ہو جاتی ہے وہ نہ یوں کہتا ہے کہ مجھے

اپنی زیارت کروا دیجئے اور نہ یوں کہتا ہے کہ مجھے کچھ نہ دیجئے کچھ نہیں کہتا وہ تو فانی مستغرق ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ جو مرتبہ فنائیت پر پہنچے ہوئے تھے کہا کرتے تھے مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا۔ کیسی اچھی بات کہی کہ میں تو اس خدا کا بندہ ہوں اور بندہ کو اپنے آقا و مولیٰ کے ساتھ اختیار اور ارادہ ہی کیا ہوتا ہے۔

حکایت

ایک شخص نے غلام خریدا۔ یہ غلام دیندار اور نیک صالح تھا پس آقا نے اس سے پوچھا اے غلام کیا چیز کھانا چاہتا ہے اس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ کھلائیں گے۔ پھر اس نے پوچھا کیا پہننا چاہتا ہے اس نے جواب دیا جو کچھ حضور آپ پہنائیں گے۔ پھر اس نے پوچھا کہ میرے گھر میں کہاں قیام کرنا چاہتا ہے اس نے کہا جہاں آپ جناب بٹھائیں گے۔ پھر اس نے پوچھا کیا کام پسند کرو گے اس نے جواب دیا جو آپ حکم دیں گے پس یہ سن کر مالک رو پڑا اور کہا میرے لئے کیا ہی مبارک ہوتا اگر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ تو میرے ساتھ ہے یہ سن کر غلام نے کہا اے میرے آقا کیا غلام کو اپنے آقا کے ساتھ کچھ اختیار اور ارادہ ہوتا ہے پس آقا نے جواب دیا تو اللہ تعالیٰ کیلئے آزاد ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں تو میرا مخدوم بن کر میرے پاس رہے میں اپنی جان و مال سے تیری خدمت کروں گا اور اپنی جان و مال تجھ پر قربان کر دوں۔

ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کیلئے کوئی ارادہ و اختیار باقی ہی نہیں رہتا اور کہتا ہے مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا۔ وہ اپنے اور غیروں کے معاملہ میں قضاء و قدر کے ساتھ مزاحمت نہیں کرتا۔ بندگان خدا میں سے اکاد کا ہی ایسے بندے ہوتے ہیں جو کہ مخلوق سے بے رغبت اور خلوتوں سے انس حاصل کرتے ہیں' قرآن و حدیث نبوی کی قرأت سے مانوس ہیں۔ پس ایسی

حالت میں ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانوس ہو کر اس کے قریب ہو جاتے ہیں۔ جن سے وہ اپنے اور غیروں کے نفسوں کو دیکھنے لگتے ہیں ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں پس تمہارے کاموں میں سے ان پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ وہ تمہارے خطرات تمہیں بتا دیتے ہیں اور جو چیزیں تمہارے گھروں میں ہوتی ہیں اس سے تمہیں خبردار کرتے ہیں۔

تجھ پر افسوس ہے۔ سمجھ دار بن اپنی جہالت کی وجہ اولیاء سے مزاحمت نہ کیا کر مکتب سے نکلتے ہی تو منبر پر چڑھ بیٹھا اور لوگوں کو وعظ سنانے لگا۔ تو غور وفکر کر یہ ایسا امر ہے جو کہ ظاہر و باطن دونوں کے استحکام کا محتاج ہے پھر ہر ایک سے فنا ہو جانے کا اس کے بعد دو ضرورتوں میں سے ایک ضرورت واقع ہونے کا اس وقت تجھے وعظ گوئی جائز ہوگی۔ پہلی ضرورت یہ ہے کہ تیرے سوا تیرے گھر میں کوئی واعظ نہ رہے پس تو اس وقت ضرورۃً لوگوں سے وعظ کہہ اور دوسری ضرورت یہ ہے کہ دل تجھے وعظ کرنے کا حکم دے پس اس وقت تو منبر پر مخلوق کو خالق کی طرف لوٹانے کیلئے چڑھ اور لوگوں کو وعظ سنا۔

تجھ پر افسوس ہے تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تو صوفی ہے اور تو تو سراپا کدورت ہے۔ صوفی تو وہ ہوتا ہے جو ظاہر و باطن قرآن و حدیث کی اتباع کی وجہ سے بالکل صفا اور جس قدر اس کی صفائی بڑھتی جائے وہ اپنے وجود کے دریا سے باہر آتا جائے اور اپنے دل کی صفائی سے اپنے اختیار اور ارادہ اور اپنی چال ڈھال کو ترک کرتا جائے۔ بھلائی کی بنیاد سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال کی اتباع کرنا ہے۔ جب بندہ کا دل صاف ہو جائے گا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوگا کہ آپ اس کو بعض چیزوں کا حکم دیتے رہیں گے اور بعض چیزوں سے منع فرماتے رہیں گے تو وہ شخص سرتاپا دل بن جائے گا اور اس کا جسم ایک کنارا ہو جائے گا اور وہ سر بلا

جہر اور صفائی بلا کدورت ہو جائے گا اس سے ظاہر کا چھلکا علیحدہ ہو جائے گا اور وہ سرتاپا مغز باقی رہ جائے گا اور وہ معنوی لحاظ سے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں رہنے لگا۔ اس کا دل سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تربیت پائے گا اس کا ہاتھ آپ کے دست مبارک میں ہوگا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اسکی طرف سے عرض و معروض کرنے والے واسطہ ہوں گے۔ دل سے سب کا نکالنا اتنا مشکل کام ہے جیسے مضبوط پہاڑوں کا اکھاڑنا ہے۔ جس کیلئے مجاہدوں کے کدالوں اور سخت مشقتوں اور آفتوں کے نازل ہونے پر بڑے صبر کرنے کی حاجت و ضرورت ہے جو چیز تمہارے ہاتھ نہ آئے اس کی جستجو نہ کرو۔ قرآن کریم پر عمل کرو اور مسلمان بن جاؤ۔ تمہارے لئے مبارک ہے کہ تم قیامت کے دن مسلمانوں کے گروہ میں ہو اور کافروں کے گروہ میں سے نہ ہو۔ ہم سب کیلئے مبارک ہے کہ ہم جنت کی زمین میں یا اس کے دروازہ پر ہوں اور تم جہنمیوں میں سے نہ ہو۔ تم عاجزی اور انکساری کرو تکبر اور غرور نہ کرو۔ انکساری کرنے سے بلندی نصیب ہوتی ہے اور تکبر پست اور ذلیل کرتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ

جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے۔

جب دل ذکر خداوندی میں مشغول رہتا ہے تو اس کو معرفت خداوندی اور علم خداوندی اور توحید اور توکل اور جملہ ماسوا سے اعراض نصیب ہوتا ہے۔ ذکر خداوندی میں مشغول رہنا دنیا اور آخرت میں بھلائی حاصل کرنے کا سبب ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو ذکر اس میں ہر وقت رہنے لگتا ہے اس کی تمام طرفوں اور تمام بدن پر وہی لکھ دیا جاتا ہے۔ بس اس کی دونوں آنکھیں تو سوتی ہیں اور

اس کا دل ذکر خداوندی میں مشغول رہتا ہے۔ یہ اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وراثۃ حاصل ہو جاتا ہے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ جو بعض راتوں میں بغیر ضرورت کے سو جایا کرتے تھے اور بغیر حاجت کے اس کیلئے تیاری کرتے تھے ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا دل اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔

ان بزرگوں کا یہ فرمانا سچ تھا کیونکہ سچے خواب بھی ایک قسم کی وحی خدا ہوتے ہیں لہٰذا ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک نیند ہی میں تھی۔

﴿حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹ رجب ۵۴۵ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

اَلْمَجْلِسُ السِّتُّوْنَ ﴿۶۰﴾

بے فائدہ چیزوں کو ترک کرنا

حدیث

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ

آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں یہ بھی ہے اس کام کو ترک کر دے جو اسلام کیلئے فائدہ مند نہ ہو۔

جس شخص کا اسلام مستحسن اور مستحکم ہو جاتا ہے وہ فائدہ مند چیزوں پر راغب ہو جاتا ہے اور بے فائدہ چیزوں سے اعراض کرتا ہے۔ کیونکہ بے فائدہ کاموں میں مشغول ہونا بیکار اور ابوالہوس لوگوں کا کام ہے۔ وہ اپنے خالق و مالک کی رضا

مندی سے محروم ہے۔ جو اس کے حکم پر عمل نہ کرے اور اس کام میں مشغول ہو جائے جس کا اس نے حکم نہیں دیا یہی اصل محرومیت اور اصل موت اور اصلی پھٹکار ہے۔ تیرا دنیا میں مشغول ہونا اچھی نیت کا محتاج ہے اور نہ تیرے اوپر غضب خداوندی نازل ہوگا۔ اس کے بعد معرفت کی طرف قدم بڑھانا ہے۔ جب تو اصل کو ضائع کر دے گا تو فرع ﴿یعنی حصول معرفت کی ہوس کے ساتھ مشغول ہونا تجھ سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ باوجود نجاست دل کے اعضاء کی طہارت تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ تو اپنے اعضاء حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اور اپنے دل کو قرآن کریم پر عمل کے ساتھ پاک کر تو اپنے دل کی یہاں تک حفاظت کر کہ تیرے اعضاء کی حفاظت کی جائے۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے اس سے وہی ٹپکا کرتا ہے جو چیز تیرے دل میں ہوگی وہی تیرے اعضاء سے ٹپکے گی۔ تو سمجھدار اور ہوشیار بن جو موت پر ایمان لاتا ہے اور اس پر یقین کرتا ہے۔ اس کے ایسے عمل نہیں ہوتے جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا منتظر رہتا ہے اور اس کے محاسبہ اور باز پرس سے ڈرتا ہے اس کے ایسے عمل نہیں ہوتے۔ صحیح دل توحید اور توکل اور یقین وتوفیق اور علم و ایمان اور قرب خداوندی سے پر ہوا کرتا ہے۔ یہ تمام مخلوق کو عاجزی اور ذلت اور محتاجی کی آنکھ سے دیکھا کرتا ہے اور باوجود اس کے ان میں سے ایک ایک چھوٹے بچے پر بھی تکبر نہیں کیا کرتا اور یہ جس وقت کافروں اور منافقوں اور گنہگاروں سے ملتا ہے تو بوجہ عزت خداوندی کے ان پر مثل درندہ کے ہو جاتا ہے اور یہ سب اس کے سامنے گوشت کے پڑے ہوئے ٹکڑے کے ہو جاتے ہیں۔

اور جو لوگ صالح اور متقی پرہیزگار ہوتے ہیں ان کے سامنے یہ عاجزی کرتا ہے اور اپنے آپ کو کم تر بنالیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی جن کی یہ صفات ہیں تعریف کرتا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ﴿سورۃ فتح﴾

ترجمہ: کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ﴿کنز الایمان﴾

اے بدعتی تیرے اوپر افسوس ہے۔ تو اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ کہے انی انا اللّٰہ کہ میں ایسا خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ارے جاہل یہ شان تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ ہمارا پروردگار کلام فرمانے والا ہے گونگا نہیں اور اسی لئے اپنے کلام کے بارے میں جو کہ اس نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا تاکید فرمائی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ﴿سورۃ النساء﴾

ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔ ﴿کنز الایمان﴾

اللہ تعالیٰ کیلئے کلام ثابت ہوا ہے جو سنا اور سمجھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا

یٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿سورۃ قصص﴾

ترجمہ: اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا ﴿کنز الایمان﴾

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے کہا کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی خدا ہوں کوئی فرشتہ یا جن اور انسان نہیں ہوں اور تمام جہانوں کا خالق و مالک ہوں۔ اور فرعون اپنے اس قول میں اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ﴿یعنی میں تمہارا بڑا خدا ہوں﴾ تو فرعون خدائی دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ خدا برحق اور معبود برحق میں ہی ہوں۔ مخلوق میں فرعون کوئی خدا نہیں ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے واپسی کے وقت موسمی سردی اور تاریکی شب اور حاملہ بیوی کے دردزہ کی اس پریشانی اور تنگی میں پڑے تو ان کا

ایمان و ایقان ظاہر ہوا۔ جب وہ تاریکی شب اور بیوی کے اس تکلیف کے سبب جس میں وہ مبتلا تھی غم کے اندھیری میں پڑے تب اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے اپنا نور ظاہر کیا پس سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل وعیال اور قوت و اسباب سے کہا تم سب یہاں ٹھہرو میں نے آگ روشن دیکھی ہے اور میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ مجھے نور نظر آ رہا ہے میرے باطن میرے دل میرے معنی اور میرے مغز کو نور دکھائی دے رہا ہے۔ سابقہ ازلی اور ہدایت میرے سامنے آئی ہے اور مخلوق سے بے نیازی مجھے حاصل ہوگئی ہے۔ ولایت وخلافت مجھے مل گئی ہے جڑ میرے ہاتھ آئی اور شاخ مجھ سے رخصت ہوگئی۔ ملکیت چلی گئی اور مجھے بادشاہ حقیقی مل گیا ہے۔ فرعون کا خوف چلا گیا ہے اور اس کی طرف خوف مستقل ہوگیا ہے یہ کہہ کر اپنے اہل وعیال سے رخصت ہوگئے اور ان تمام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دیا اور چل پڑے۔ پس ضرور ہوا کہ ان کے متعلقین کی حفاظت ان کے بعد خود فرمائے۔ اسی طرح جب مسلمان کو اللہ تعالیٰ اپنا مقرب خاص بنا لیتا ہے اور وہ اس کو اپنے قرب کے دروازہ کی طرف بلا لیتا ہے تو مسلمان دائیں بائیں اور آگے پیچھے نگاہ ڈالتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی جہت کے سوا تمام جہتوں کو بند پاتا ہے اس وقت وہ اپنے نفس خواہش اعضاء عادت اہل وعیال اور تمام چیزوں سے جن سے اس تعلق تھا خطاب کرتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا نور قرب دیکھ لیا ہے پس میں اس کی طرف جانے والا ہوں اگر واپس لوٹنے کی اجازت ملی تو تمہاری طرف لوٹوں گا۔ غرض وہ دنیا مافیہا اور اسباب اور تمام خواہشات کو رخصت کر دیتا ہے۔ وہ تمام مخلوق اور ہر ممکن اور مصنوعی چیز کو رخصت کر دیتا ہے اور صانع کی طرف سفر اختیار کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے بیوی بچوں اور تمام اسباب کا کفیل و کارساز ہو جاتا ہے۔ بعض احوال جو کہ دور والوں سے پوشیدہ رکھے جاتے ہیں نہ کہ نزدیک ہونے والوں سے دشمنوں سے پوشیدہ رکھے جاتے ہیں نہ کہ دوستوں سے۔ اکثر

لوگوں سے پوشیدہ رہتے ہیں نہ کہ نادر لوگوں سے۔ دل جس وقت درست اور صاف ہو جاتا ہے تو چھؤں جانبوں سے اللہ تعالیٰ کی پکار اور دعوت کو سنتا ہے۔ ہر نبی و رسول اور صدیق اور ولی کی آواز دینے کو سنتا ہے۔ پس ایسی حالت میں یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوتا ہے۔ قرب خداوندی اس کی زندگی بن جاتا ہے اور اس کی موت دوری کا سبب ٹھہرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے میں اس کی رضا مندی ہوتی ہے۔ وہ اسی پر ہر چیز سے بے نیاز بن جاتا ہے اور نہ اس کو اپنی دنیا برباد ہونے کی پروا ہوتی ہے اور نہ بھوک اور پیاس اور ننگے ہونے کی پروا کرتا ہے اور نہ اسے اپنی آبروریزی کی پروا ہوتی ہے۔

مرید کی رضا طاعات میں ہوتی ہے اور عارف کی رضا جو کہ مراد بن گیا ہے قرب خداوندی میں ہے۔

اے بناوٹی زاہد یہ کمال تیری موجودہ حالت سے حاصل نہیں ہوسکتا اور نہ یہ امر دن کو روزہ رکھنے اور شب کو قیام کرنے اور موٹا کھانے اور پہننے سے اور نفس و طبیعت و جہالت اور مخلوق پر نگاہ کرنے کے ساتھ تمام ہوسکتا ہے اس سے تو تجھے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

تجھ پر افسوس ہے تو اپنے اندر اخلاص پیدا کر اور تمام سے علیحدہ ہو جا سچ بول اس مقام پر پہنچ جائے گا اور مقرب خدا بن جائے گا۔ اپنی ہمت بلند رکھ تجھے ترقی نصیب ہوگی۔ احکام خداوندی کو تسلیم کر تجھے سلامتی نصیب ہوگی۔ قضاء و قدر سے موافقت کر تجھے توفیق عطا کر دی جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو جا تجھ سے رضا مندی کر لی جائے گی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ تَوَلَّ اُمُوْرَنَا فِیْ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَاتُکِلْنَا اِلٰی نُفُوْسِنَا وَلَا اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ

اے اللہ تو دنیا اور آخرت میں ہمارے امور کا کفیل بن جا اور ہمیں ہمارے نفسوں اور مخلوق میں کسی ایک کے بھی حوالے نہ فرما۔

نیند اور بیداری

حدیث

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو فرماتا ہے اے جبرائیل فلاں شخص کو سلا دے اور فلاں شخص کو بیدار کر دے۔

شرح حدیث

اس حدیث کی دو شرحیں ہیں۔ ایک یہ کہ اے جبرائیل فلاں محب کو عبادت کیلئے بیدار کر دے اور فلاں محب کو سلا دے۔ اس نے میری محبت کا دعویٰ کیا ہے اس کیلئے ضروری ہے کہ میں اس کی آزمائش کروں اور اس کو اس کی جگہ پر اس وقت تک کھڑا کئے رکھوں کہ اس کے وجود کے پتے میرے غیر کیلئے جھڑ جائیں۔ تو اس کو کھڑا رکھ تا کہ اس کے دعویٰ کی دلیل ہو جائے اور اس کی حقیقی محبت ثابت ہو جائے۔ اور اے جبرائیل تو فلاں شخص کو سلا دے کیونکہ وہ محبوب ہے اس نے بڑی مدت تک مشقت اٹھائی ہے اور اس کے پاس کوئی بھی چیز میرے سوا باقی نہیں رہی ہے اس کی محبت میرے ساتھ متحد ہو چکی ہے اور اس کا دعویٰ و دلیل اور میرے عہد کا پورا کر دینا پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے اب میری باری اور میرے عہد پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے اور وہ میرا مہمان ہے اس لئے اس سے خدمت نہ لی جائے اس کو مشقت میں نہ ڈالا جائے اس کو میری لطف و کرم کی گود میں سلا دیا جائے اور میرے فضل و کرم کے دسترخوان پر بٹھا دیا جائے اور اس کو میرے قرب سے مانوس کر دیا جائے اور اغیار کی نظروں سے اسے غائب کر دیا جائے

اس کی محبت صحیح ہوچکی ہے اور جب محبت صحیح ہو جاتی ہے تو تکلیف میں ڈالنا زائل کر دیا جاتا ہے۔

دوسری شرح یہ ہے کہ اے جبرائیل فلاں کو سلا دے کیونکہ میں اس کی آواز کو ناپسند کرتا ہوں اور فلاں کو بیدار کر دے کیونکہ اس کی آواز مجھے بہت محبوب لگتی ہے۔ جب محبّ اپنے دل کو ماسوا سے پاک کرلیتا ہے اور اس میں غیر اللہ باقی نہیں رہتا تو وہ محبوب بن جاتا ہے اور جس وقت اس کی توحید' اس کا توکل' اس کا ایمان' اس کا ایقان اور اس کی معرفت کامل ہو جاتی ہے تو اس وقت وہ محبوب بن جاتا ہے۔ مشقت اس سے جاتی رہتی ہے اور راحت آ جاتی ہے۔ جو شخص کسی بادشاہ سے محبت کرے اور دونوں کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہو تو اس پر محبت غالب آ جاتی ہے اور اس کو سراسیمہ اور حیران بنا کر اس بادشاہ کے شہر کا رخ کر کے نکل پڑتا ہے دن اور رات کو ملاتا ہوا برابر چلتا ہے۔ مشقتیں اور خطرات جھیلتا رہتا ہے اس کو کھانا پینا کچھ بھی اچھا نہیں لگتا یہاں تک کہ وہ بادشاہ کے دروازہ پر پہنچ جاتا ہے اور اس بادشاہ کو بھی اس کے حال کی خبر ہوتی ہے۔ پس بادشاہ کے خدمتگار اس عاشق کے استقبال کے نکلتے ہیں اور مرحبا کہتے ہیں اور اس کو حمام کی طرف لے جاتے ہیں اور اس کی میل کچیل دور کرتے ہیں اور اس کو عمدہ اور خوبصورت لباس پہناتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اس کے بعد اس کو بادشاہ کے دربار میں حاضر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کو آرام سے بٹھاتا ہے اور اس سے میٹھی میٹھی گفتگو کرتا ہے اور اس کا حال دریافت کرتا ہے اور اس کے بعد اپنی حسین سے حسین کنیز سے اس کا نکاح کر دیتا ہے اور اپنے ملک میں اس کو جاگیر عطا کرتا ہے اور وہ اس کا محبوب بن جاتا ہے۔ پس آیا اس کے بعد کچھ خوف یا تکلیف باقی رہے گی یا نہیں یا وہ اپنے شہر کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے گا۔ یہ جانے والا اس بادشاہ کی جدائی کس طرح کرے گا وہ اس کے دربار کا

مقرب اور صاحب مرتبت و معتمد بن چکا ہے۔

اسی طرح یہ دل جب اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچ جاتا ہے تو وہ قرب خداوندی اور اس کی مناجات سے صاحب مرتبہ اور امن والا ہو جاتا ہے پس اس کی طرف اس کے غیر کی طرف رجوع کرنے کی تمنا نہیں کرتا۔ اس مقام تک دل کا پہنچنا فرائض کے ادا کرنے سے اور حرام اور شہوت سے صبر کرنے سے مباح وحلال کے لینے سے اور پورا تقویٰ اور کامل زہد اختیار کرنے سے ہوگا کہ ماسوا اللہ تعالیٰ کو ترک اور نفس و شیطان کی مخالفت کرے اور دل کو تمام مخلوق سے پاک بنائے۔ اچھائی اور برائی' عطا اور منع' پتھر اور ڈھیلے اس کے نزدیک برار ہو جائیں۔ ابتداء زہد و ورع اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینا ہے اور اس کی انتہا اس کی نظر میں پتھر اور ڈھیلے کا برابر ہو جانا ہے۔ جس شخص کا دل درست اور اپنے رب تعالیٰ سے متصل ہو جاتا ہے اس کے نزدیک پتھر اور ڈھیلہ' تعریف اور برائی' بیماری اور عافیت' امیری اور فقیری اور دنیا کی توجہ اور اعراض سب برابر ہو جاتے ہیں۔ جس کی حالت درست ہو جاتی ہے اور اس کا نفس اور خواہش مر جاتی ہے اور اس کی طبیعت کی آگ بجھ جاتی ہے اور اس کا شیطان ذلیل ہو جاتا ہے اس کے دل میں دنیا اور تمام دنیا والے حقیر ہو جاتے ہیں اور آخرت اس کے نزدیک باعظمت بن جاتے ہیں پھر وہ ان دونوں سے اعراض کر لیتا ہے اور اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کے دل کیلئے مخلوق کے درمیان ایک راستہ ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں گذرتا ہوا اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور مخلوق اس کیلئے دائیں بائیں ہو جاتی ہے اور ایک کنارہ ہو کر اس کیلئے راستہ خالی کر دیتے ہیں اور اس کے صدق کی آگ اور باطن کی ہیبت سے بھاگتے ہیں۔ جس کی ایسی حالت صحیح ہو جاتی ہے اور اس کو کوئی لوٹانے والا اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے نہیں لوٹا سکتا اور نہ کوئی روکنے والا اس کو روک سکتا ہے اور نہ اس کے لشکر کو شکست دی جاسکتی

ہے اور نہ اس کا جھنڈا پلٹا جاسکتا ہے اور نہ اس کی طلب کو سکون ہوتا ہے اور نہ اس کی توحید کی تلوار کند ہوسکتی ہے اور نہ اس کے اخلاص کے قدم تھکتے ہیں اور نہ اس کے کسی امر میں تنگی ہوتی ہے اور نہ اس کے سامنے کوئی دروازہ قفل قائم رہتا ہے۔ دروازہ اور قفل تمام اڑ جاتے ہیں اور ساری اطراف کھل جاتی ہیں۔ کوئی چیز بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہرتی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آ ٹھہرتا ہے۔ پس لطف خداوندی اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کو اپنی گود میں سلا لیتا ہے اور اپنے خوان فضل سے اس کو کھانا کھلاتا ہے اور شراب انس سے اس کو سیراب کرتا ہے۔ پس اس وقت اس کو وہ لذت میسر آتی ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گذرا ہے۔ اس کا مخلوق کی طرف لوٹنا ان کی ہدایت اور ان کی بادشاہت اور نعمت کا سبب بن جاتا ہے اور اس بندہ کی بادشاہت جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچ چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کو اور اس کے ماسوا کو دیکھ چکا ہے۔ بادشاہت خلق کی ہدایت میں مشغول ہوتا ہے۔ وہ مخلوق کیلئے ایک آلہ کار اور نہایت باخبر سفیر دروازہ خداوندی کی طرف رہنمائی کرنے والا بن جاتا ہے۔ پس اس وقت وہ عالم ملکوت میں معظم کے خطاب سے پکارا جاتا ہے اور تمام مخلوق اس کے دل کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے اور اس کے سایہ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اے نالائق واعظ تو بکواس نہ کر تو ایسی چیز کا مدعی ہے جو تجھے حاصل نہیں ہے اور نہ وہ تیرے پاس ہے۔ بلکہ تیرے اوپر تیرا نفس غالب آ چکا ہے مخلوق اور دنیا تیرے دل میں گھسے ہوئے ہیں۔ وہ دونوں تیرے دل میں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ بڑے ہیں تو تو اولیاء اللہ کی گنتی اور شمار سے بھی خارج ہے۔ جس چیز کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں اگر تو وہاں تک پہنچنا چاہتا ہے تو اپنے دل کو تمام چیزوں سے پاک کرنے میں مشغول ہوجا۔ احکام خداوندی کی تعمیل کر اور

ممنوعات سے باز آ اور قضاء وقدر پر صبر کر اور دنیا کو اپنے دل سے نکال دے اس کے بعد میرے پاس آ تا کہ میں تجھ سے باتیں کروں اور اس سے پرے کی باتیں تجھے بتاؤں۔ اگر تو یہ کام کرلے گا تو اس وقت تجھے تیرا مقصود حاصل ہو جائے گا اس سے پہلے تیرا کلام کرنا بکواس ہے۔ تجھ پر افسوس ہے اگر تو ایک لقمہ کا حاجت مند ہے اور تیرے پاس سے ایک دانہ جاتا رہے یا تیری آبرو میں فرق آ جائے تو تیرے اوپر قیامت آ جاتی ہے اور تو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے لگتا ہے اور اپنے بیوی بچوں پر غصہ کرتا ہے اور ان کو مارتا پیٹتا ہے اور تو اپنے دین اور نبی کو سخت سست کہنے لگتا ہے۔

اگر تو سمجھدار اور ہوشیار ہوتا اور صاحب مراقبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کیلئے بے زبان بنا رہتا اور اس کے تمام فعلوں کو اپنے حق میں نعمت اور مصلحت سمجھتا۔ تو قضاء وقدر کے ساتھ موافقت کرتا اور جھگڑا نہ کرتا ناشکرا نہ بنتا اور غصہ نہ کرتا۔ خاموشی اختیار کرتا۔ شکوہ نہ کرتا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتا۔ اور تجھ سے کہا جاتا جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ　﴿سورۃ الزمر﴾

ترجمہ: کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں　﴿کنزالایمان﴾

اے جلد باز، صبر کر تجھے خوشگوار نعمت ملے گی، تو نے تو اللہ تعالیٰ کو جانا اور پہچانا ہی نہیں ہے اگر تو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا تو اس کے غیر سے شکایت نہ کرتا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا تو س کے سامنے بے زبان بنا رہتا اور اس سے کچھ بھی طلب نہ کرتا اور نہ اپنی دعا میں گڑگڑاتا بلکہ تو اس کی موافقت کرتا اور اس کے ساتھ صبر کرتا۔

جب تک تو تزکیہ نفس کا محتاج ہے عقل سے کام لے۔ اس کا ہر فعل سراپا

مصلحت ہے وہ تجھے آزماتا ہے تاکہ دیکھے تو کیسے کام کرتا ہے۔ وہ تجھے جانچ رہا ہے کہ آیا تو اس کے وعدہ پر بھروسہ کرنے والا ہے کہ نہیں اور تو یہ جانتا بھی ہے یا کہ نہیں کہ وہ تیرے حال سے واقف ہے اور تجھے دیکھ رہا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب کوئی مزدور شاہی محل میں کام کر رہا ہو اور مزدوری طلب کرے تو یہ اس کی حرص اور حماقت سمجھی جاتی ہے اور فوراً اس کو مکان سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور اس کو کہا جاتا ہے کہ کیا یہ جگہ تقاضا کی محتاج تھی۔

جب تک مومن شخص کے دل میں حرص یا طمع یا تقاضا یا مخلوق میں سے کسی کا خوف' یا کسی سے توقع ہوگی اس کا ایمان کامل نہ ہوگا۔ یہ بات ہر وقت فکر اور اصول و فروع میں کامل غور و حوض کرنے اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور صالحین کے حالات میں توجہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیونکر ان کو دشمنوں کے ہاتھوں سے نکالا اور ان کے مقابلہ میں ان کی مدد فرمائی اور ان کیلئے ان کے تمام امور میں کیسے کشادگی اور وسعت عطا فرمائی۔ صحیح غور و فکر کرنے سے توکل درست ہو جاتا ہے اور دنیا دل سے غائب ہو جاتی ہے اور وہ جن اور انسان اور فرشتوں اور تمام مخلوق کو بھلا دیا کرتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر خدا میں مشغول رہتا ہے۔ ایسے دل والا شخص مخلوق سے اتنا بے خبر بن جاتا ہے کہ گویا اس کے سوا کوئی مخلوق ہی نہیں ہے اور ساری مخلوق میں صرف اسی کو طاعات اور عبادت کا حکم ہوا ہے اور گویا اس کو محرمات سے روکا گیا ہے۔ اسی پر انعام کیا گیا ہے نہ دوسروں پر گویا تمام تکلیفوں کا بوجھ اسی کے باطن اور دل کی گردن پر ہے اور وہ تمام تکالیف کے پہاڑوں کو باوجود مختلف الاجناس ہونے کے یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب تکلیف دینے والے کی طرف سے یہ پیغامات ہیں۔ پس یہ ان تمام تکالیف کو اپنی بندگی اور فرمان برادری ثابت کرانے کیلئے برداشت کرتا ہے اور یہ مخلوق حامل بن جاتا ہے اور خالق اس کا حامل بن جاتا ہے۔ یہ مخلوق کا طبیب بن جاتا ہے اور

اللہ تعالیٰ اس کا طبیب بن جاتا ہے۔ یہ مخلوق کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف پہچانے کا دروازہ، مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سفیر بن جاتا ہے۔ یہ مخلوق کیلئے آفتاب بن جاتا ہے اور مخلوق اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستہ میں اس سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ یہ مخلوق کیلئے کھانا پینا بن جاتا ہے اور ان سے کسی وقت غائب نہیں ہوتا۔ اس کی تمام فکر مخلوق کی مصلحتوں کیلئے ہوتی ہے اور وہ اپنے نفس کو بھول جاتا ہے ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ نہ اس کیلئے نفس ہے نہ طبیعت نہ کوئی خواہش یہ اپنے کھانے پینے اور لباس سب کو بھول جاتا ہے۔ یہ اپنے نفس کو بھلا کر صرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو یاد رکھنے والا بن جاتا ہے اور اپنے دل کے اعتبار سے اپنے نفس اور مخلوق سب سے باہر علیحدہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔ اس کا سارا فکر بس مخلوق کو نفع پہچانا ہے اس نے اپنا نفس اپنے پروردگار کی قضاء وقدر کے ہاتھ کو سونپ دیا اور اپنے آپ سے بالکل جدا ہو گیا۔ جو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ تک لے جانا چاہے اس میں ان تمام صفات کا ہونا ضروری ہے۔ تو ابوالہوس ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اس کے محبوب اور مخصوص بندوں اور اولیاء اللہ سے ناواقف ہے۔ تو زہد کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ تو رغبت سے بھرا ہوا ہے۔ تیرا زہد اپاہج ہے کہ اس کے قدم ہی نہیں ہیں۔ تیری تمام رغبت دنیا اور مخلوق کے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ سے تجھے ذرا بھی رغبت نہیں ہے۔ تو میرے سامنے حسن ظن اور حسن ظن کے قدموں سے کھڑا ہونا اختیار کر کہ میں تیری اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کروں اور تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ بتا دوں۔ تو اپنے بدن سے غرور و تکبر کا لباس اتار کر پھینک دے تو تواضع اور انکساری کا لباس پہن لے۔ تو عاجزی اختیار کرتا کہ تجھے عزت ملے اور تواضع کرتا کہ تجھے بلندی نصیب ہو۔ تمام وہ چیزیں جس میں تو مبتلا ہے اور جس حالت پر تو ہے سب ہوس ہی ہوس ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ یہ بات بدن

کے اعمال سے نہیں آیا کرتی بلکہ پہلے دل کے اعمال اور اس کے بعد بدن کے اعمال یعنی دونوں ہوں تب آیا کرتی ہے۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے تھے۔ زہد یہاں ہوتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہوتا ہے اور اخلاص یہاں ہوتا ہے۔

جو شخص فلاح اور نجات کا طالب ہے وہ ایسے مشائخ عظام کے قدموں کی خاک بن جائے۔ وہ ایسے مشائخ کہ جنکی یہ حالت ہو کہ جنہوں نے مخلوق اور دنیا کو چھوڑ دیا دونوں کو رخصت کر دیا اور عرش سے فرش تک سب کو الوداع کر دیا۔ جنہوں نے تمام چیزوں کو چھوڑا اور ایسا رخصت کیا کہ اس طرف کبھی واپسی نہ ہوگی۔ انہوں نے تمام مخلوق کو رخصت کر دیا اور ان کے نفس بھی ان میں شامل ہیں۔ ان کی ہستی ہر حالت میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہے۔ جو شخص اپنے نفس کے موجود ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ہوس اور ہذیان میں مبتلا ہے۔

اکثر زاہد اور عابد بننے والوں میں سے مخلوق کے بندہ اور ان کو شریک خدا سمجھنے والے ہیں۔ اسباب پر بھروسہ نہ کر نہ ان کو اللہ تعالیٰ شریک سمجھ اور نہ ان پر اعتماد کر کیونکہ جو مسبب الاسباب اور اسباب کو پیدا کرنے والا ہے اور ان میں ہر قسم کا تصرف کرنے والا ہے تم پر ناراض ہوگا۔

قرآن کریم اور حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تلوار اپنی طبیعت سے کسی چیز کو نہیں کاٹتی بلکہ اللہ تعالیٰ بذریعہ تلوار کے کاٹتا ہے۔ آگ اپنی طبیعت سے کسی کو نہیں جلاتی بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کے ذریعہ سے جلانے والا ہے کھانا اپنی طبیعت سے سیر نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے پیٹ بھر دیتا ہے۔ پانی اپنی طبیعت سے کسی کو سیراب نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پانی سے سیراب کرنے والا ہے۔ اور ایسے ہی جملہ

اسباب خواہ کسی جنس کے ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان میں اور ان کے ساتھ تصرف فرمانے والا ہے اور اسباب اس کے حضور میں ایک آلہ ہیں کہ ان کے ذریعہ سے جو کچھ چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں وہی ہر کام کرنے والا ہے۔ تم اپنے تمام امور میں اس کی طرف رجوع کیوں نہیں کرتے اور اپنی تمام ضروریات اس پر کیوں نہیں چھوڑتے اور اپنی ہر حالت میں اسی کو یگانہ و یکتا کیوں نہیں سمجھتے۔ بات بالکل ظاہر ہے کسی سمجھدار شخص پر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ غلام کو لاٹھی سے مارا جاتا ہے اور آزاد شخص کیلئے صرف اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت کرنے والے کو عزت و عظمت عطا کرتا ہے۔ تم اس کی نافرمانی نہ کرو۔ بیشک نافرمان شخص کو اللہ تعالیٰ ذلیل اور رسوا کرتا ہے۔ مدد کرنا' رسوا کرنا' محروم رکھنا اسی کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مدد فرما کر عزت عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مدد سے محروم رکھ کر ذلیل کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے علم سے عزت عطا فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے جہالت سے ذلیل کر دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے قرب سے عزت عطا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے قرب سے دور رکھ کر ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

﴿حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ رجب ۵۴۵ ہجری بروز منگل شام کے وقت یہ خطبہ اہل بغداد سے ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الْحَادِیْ وَالسِّتُّوْنَ ﴿۶۱﴾

خواطر اور قطع تعلقات

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریر کے بعد کسی شخص نے سوال کیا

سوال

خواطر یعنی کہ دل میں جو خطرے گذرتے ہیں انکے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

جواب

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ تو کیا جانے خواطر کیا چیز ہیں کہ تیرے دل میں شیطان' طبیعت' خواہش اور دنیا کی طرف سے خطرات آتے ہیں۔ تیرا فکر وہی ہے جو تجھے بے چین بنا دے اور تجھے غم میں رکھے۔ تیری خواطر بھی تیری جنس میں سے ہیں کہ جو کچھ بھی تو عمل کرے گا ویسے ہی خطرات پیدا ہوں گے اللہ تعالیٰ کا خطرہ اسی دل میں آتا ہے کہ جو ماسوا اللہ تعالیٰ سے خالی ہو۔

جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ ﴿سورۃ یوسف﴾

ترجمہ: کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا۔ ﴿کنز الایمان﴾

جب تیرے پاس اللہ تعالیٰ اور اس کا ذکر ہوگا تو لامحالہ تیرا دل اس کے قرب سے لبریز ہو جائے گا اور شیطان' خواہش اور دنیا کے خطرے تیرے پاس سے بھاگ جائیں گے۔ دنیا کا خطرہ جدا اور آخرت کا خطرہ جدا' فرشتہ کا خطرہ جدا اور نفس کا خطرہ جدا دل کا خطرہ جدا اور اللہ تعالیٰ کا خطرہ جدا جدا ہے۔

اے سچے طلبگار تو تمام خطروں کے دفع کرنے اور خطرات حق کی طرف سکون کا محتاج ہے۔ جب تو نفس' خواہش' شیطان اور دنیا کے خطرات سے اعراض کرے گا تو تیرے پاس اس وقت آخرت کا خطرہ آجائے گا۔ اس کے بعد فرشتہ کا خطرہ اور سب کے آخر دل میں اللہ تعالیٰ کا خطرہ آئے گا وہی اصل مقصود ہے۔ جب تیرا دل صحیح ہو جائے گا تو وہ خاطر کے پاس آئے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو کون سا خاطر ہے اور کس کی طرف سے ہے۔ پس اس وقت جواب ملے گا۔ میں فلاں فلاں خاطر ہوں۔ میں خاطر حق ہوں کہ جو اللہ کی طرف سے آیا ہوں۔ میں تیرا خیرخواہ دوست ہوں اللہ تعالیٰ تجھے دوست رکھتا ہے پس میں بھی تجھے دوست رکھتا ہوں۔ میں سفیر ہوں اور نبوت کے حالات میں سے میں تیرا حصہ ہوں۔

معرفت کا حصول

اے اللہ کے بندے تو معرفت خداوندی کی طرف متوجہ ہوجا کیونکہ وہی ہر بھلائی کی جڑ ہے۔ جب تو اس کی زیادہ اطاعت کرے تو وہ تجھے اپنی معرفت عطا فرمادے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا اَطَاعَ الْعَبْدُ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ اَعْطَاہُ مَعْرِفَتَہٗ

ترجمہ: جب بندہ اللہ کی اطاعت کرنے لگتا ہے تو وہ اس کو اپنی معرفت عطا فرماتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ترک کر دیتا ہے تو وہ معرفت کو اس کے دل سے چھینتا نہیں ہے بلکہ اس کو اس کے دل میں قائم رہنے دیتا ہے تا کہ قیامت کے دن اس کے ذریعہ سے اس پر الزام قائم کرے اور اس سے فرمائے کہ میں

نے اپنی معرفت سے ممتاز کیا تھا اس کے ذریعہ سے تجھے فضیلت بخشی تھی پھر تو نے اپنے علم پر عمل کیوں نہ کیا۔

رب کی نعمت کا اظہار

اے اللہ کے بندے تیرے نفاق اور تیری فصاحت و بلاغت اور مجاہدہ سے چہرہ کو زرد کرنے، کپڑوں میں پیوند لگانے، مونڈھے سکیڑ لینے اور رونے رولانے سے اللہ تعالیٰ سے تیرے ہاتھ میں کچھ بھی نہ آئے گا۔ یہ ساری باتیں تیرے نفس تیرے شیطان اور مخلوق کو شریک خدا سمجھنے اور ان سے دنیا طلبی کے سبب سے پیدا ہوگئی ہے اس لئے تو ذرا غور و فکر کر۔ کچھ تقریر کے بعد

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تو اپنے آپ کو کم تر اور حقیر سمجھ اور اپنے امر کو پوشیدہ رکھ اور اس پر قائم رہ یہاں تک کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو کہ اپنے رب تعالیٰ کی نعمت کو ظاہر کر۔

حکایت

حضرت ابن شمعون رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی کرامت ظاہر ہوتی تھی تو فرمایا کرتے تھے کہ یہ دھوکا ہے شیطان مردود کی طرف سے وسوسہ ہے اور ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے یہاں تک کہ ان سے کہا گیا تم کون ہو اور تمہارا باپ کون ہے ہماری نعمت جو تم پر ہے اس کا اظہار کر۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں اللہ رب العزت سے عرض کیا اے میرے رب مجھے کچھ وصیت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ میں تمہیں اپنی اور اپنی طلب کے متعلق وصیت کرتا ہوں چار مرتبہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یونہی عرض کیا اور ہر مرتبہ پہلا جواب ملا۔ اللہ تعالیٰ نے

موسیٰ علیہ السلام سے یوں نہ فرمایا کہ تم دنیا کو طلب کرو اور نہ یہ فرمایا کہ تم آخرت کا طلب کرو۔ گویا ہر مرتبہ یہی ارشاد ہوتا تھا کہ میں تمہیں اپنی اطاعت کرنے اورنافرمانی کے چھوڑ دینے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنے قرب کے طلب کرنے کی اور اپنی توحید اور اپنے لئے عمل کرنے کی تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ اور میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے سوا سب سے رخ کو پھیرلو۔

جب دل صحیح ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو وہ غیراللہ کو برا سمجھتا ہے اسی سے مانوس ہوتا ہے اور غیر اللہ سے متوحش ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت میں راحت پاتا ہے اور غیر اللہ کی معیت میں تکلیف اٹھاتا ہے۔

دعا

اے میرے اللہ تو میرا گواہ رہنا میں تیرے بندوں کو ضرورت سے زیادہ نصیحت کر چکا ہوں ان کی اصلاح و بھلائی میں کوشش کرنے والا ہوں۔ میں ان تمام چیزوں میں جس میں کہ میں مشغول ہوں معنی اور باطن کے اعتبار سے ان سے ویسے ہی خارج وعلیحدہ رہوں اگر میں کسی چیز میں اس کی تدبیر اورتصرفات میں سے اس کے ساتھ رہوں تو میرے لئے کوئی عزت نہیں ہے۔

اے خلوت خانوں میں بیٹھنے والو عابدو۔ آ ؤ میرے وعظ کلام کا ذائقہ چکھو اگرچہ ایک ہی لفظ کیوں نہ ہو۔ تم ایک دن یا ہفتہ بھر میری صحبت میں رہو تا کہ تم اپنے فائدہ کی باتیں مجھ سے سیکھ لو۔

تم پر افسوس ہے تم میں سے اکثر تو سراپا ہوس ہی ہوس ہیں تم اپنے خلوت خانوں میں بیٹھ کر مخلوق کی پوجا کرتے رہتے ہو۔ یہ امر محض خلوتوں میں بیٹھنے سے جہالت کے باوجود حاصل نہیں ہوسکتا اس لئے تم جہالت کو ترک کر دو۔

تم پر افسوس ہے۔ تو علم اور علماء عاملین کی تلاش میں اتنا چل کہ تجھ میں طاقت رفتار باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ تو اس راستہ میں چل کہ کوئی چیز بھی تیری

مطاوعت نہ کرے سب کو تھکا دے اور جب تو عاجز ہو جائے بیٹھ جا۔ پہلے تو اپنے ظاہر سے سیر کر پھر دل اور معنی سے سیر کر جب تو ظاہر و باطن کے اعتبار سے تھک جائے ٹھہر جا تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرب اور وصول آ جائے گا اور تو اس کی طرف پہنچ جائے گا۔ جب چلتے چلتے تیرے دل کے قدم تھک جائیں اور چلنے میں تیری قوتیں ختم ہو جائیں تو یہ تیری اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جانے کی علامت ہے۔ پس اس مقام پر پہنچ کر اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اس کے دروازہ پر پڑا رہ۔ وہ تیرے لئے جنگل میں خانقاہ بنا دے یا تجھے ویرانہ میں بیٹھا دے یا تجھے آبادی کی طرف واپس لائے گا اور دنیا اور آخرت اور جن وانس اور فرشتوں اور روحوں کو تیری خدمت کیلئے مقرر فرما دے۔

جب بندہ کا قرب درست ہو جاتا ہے تو ولایت و نیابت اسے حاصل ہو جاتی ہے اور جو کچھ خزانوں میں ہوتا ہے اس کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے اور زمین و آسمان اور اس کے رہنے والے اس کے سفارشی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اس کو بادشاہی کا قرب اور مرتبہ اور باطن وحقیقت کی صفائی اور دل کی نورانیت حاصل ہوچکی ہے۔ تو دل کی صفائی حاصل کر تا کہ اسلام و ایمان تیرے پاس محض عاریت نہ ہوں اس سے تیرا خوف اور نماز' روزہ اور شب بیداری بڑھ جائے گی۔ یہی وجہ ہے جس سے اولیاء اللہ سراسیمہ ہو کر منہ کے بل گرے اور وحشی جانوروں میں جا شامل ہوئے اور جنگلوں کی گھاس اور حوضوں کے پانی میں ان کے ساتھی بن گئے۔ آفتاب ان کا سایہ بن گیا اور چاند سورج ان کا چراغ بن گئے۔ تم بہت سے ہذیان اور بے فائدہ قیل و قال اور مال کے ضائع کرنے کو چھوڑو۔ تم پڑوسیوں' دوستوں اور اہل معرفت والوں کے ساتھ بلاوجہ نہ بیٹھو کیونکہ یہ محض ہوس ہے۔ اکثر جھوٹ اور غیبت دو آدمیوں کا جمع ہونے سے ہوتی ہے اور معصیت بھی دو آدمیوں کے درمیان پوری ہوا کرتی ہے۔ تم میں سے کوئی بھی

شخص اپنے گھر سے بغیر ضرورت کے خواہ اس کی مصلحت کے متعلق ہو یا اس کے اہل وعیال کے متعلق ہو باہر نہ نکلا کرے۔ تو اس بات کی کوشش کر کہ ابتداء کلام تیری طرف سے نہ ہوا کرے بلکہ تیرا کلام جواب میں ہوا کرے اور جب کبھی تجھ سے کوئی سائل کچھ پوچھے پس اگر اس کے جواب میں تیری یا اس کی مصلحت ہو تو اس کا جواب دے دے ورنہ جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

اہل اللہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جو بھی کام کرتے ہیں ان کے دل خوف زدہ ہی رہتے ہیں۔ اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں وہ اچانک نہ پکڑ لئے جائیں اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کا ایمان ان کے پاس عاریت نہ ہو۔

ان میں بعض ایک آدھ ہی ایسے ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسانات اور انعامات ہوتے ہیں اور ان کے دل آستانہ خداوندی کے دروازوں پر داخل ہو جاتے ہیں اور ان کو اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکا ولی اور مددگار بن جاتا ہے اور ان کو سرداری عطا فرما دیتا ہے۔ ان کو اپنے اولیاء وابدال اور مخصوص بندوں میں سے بنا لیتا ہے ان کو اپنے بندوں کا شیخ اور بادشاہ قرار دے دیتا ہے ان کو زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ بنا دیتا ہے اور وہ کار خلافت انجام دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے منتخب بندوں میں سے کر لیتا ہے۔ اپنے علم کا ان کو عالم بناتا ہے اور ان کو اپنی حکمتوں سے گویائی بخشتا ہے۔ اپنی عزت افزائی سے ان کو نوازتا ہے اور اپنی امداد سے ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کو نفع اور نقصان کی تمام چیزوں سے آگاہ فرماتا ہے اور ان کے دلوں کے اندر قدم ایمان کو مضبوط کر دیتا ہے اور ان کے ایمان کے سر پر تاج معرفت رکھ کر دیتا ہے تقدیر ان کی خادم بن جاتی ہے۔ انس وجن اور فرشتے ان کے آگے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ ان کے دل اور باطن کی طرف فرمان

خداوندی آتے رہتے ہیں۔ ان میں ہر ایک شخص بذات خود ایک بادشاہ ہوتا ہے خود اپنی دارالسلطنت کے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور مخلوق کی اصلاح کیلئے اپنے لشکر کو زمین میں شیطان ملعون کے فعل کو شکست دینے کیلئے منتشر کرتا رہتا ہے۔

انسان کی تخلیق کا مقصد

اے مسلمانو۔ تم اللہ والوں کے قدموں پر چلو تمہارا مقصد کھانا پینا اور پہننا اور نکاح کرنا اور دنیا کا جمع کرنا نہ ہو۔ کیونکہ یہ بہت ذلیل مقصد ہے۔ عبادت عادت کے ترک کرنے کا نام ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کا دروازہ تلاش کرو اور وہیں خیمہ لگاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے آفات کی وجہ نہ بھاگو کہ وہ تم پر بلا اور آفت و مرض کو بھیج کر اس بات پر آگاہ کرتا رہتا ہے کہ تم اس سے طلب کرتے رہو۔ اور اس کے دروازہ سے دور نہ ہٹو۔ تم ان لوگوں میں سے نہ بنو جو ضبط کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کس چیز کو چاہتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو۔ پھر اس کی عبادت میں اخلاص کو پیدا کرو کیا تم نے اللہ کا فرمان نہیں سنا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ　﴿سورۃ الذاریات﴾

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اپنے لئے ہی بنائے کہ میری بندگی کریں۔

﴿کنزالایمان﴾

اور جب تم نے اس حق کو سمجھ لیا ہے اور سچا جان لیا ہے پھر تم کیوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑتے ہو۔ اور اس تک پہنچانے والے راستہ میں مجبوط الحواس بنے ہوئے ہو۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا پس وہ ان لوگوں میں سے ہے جو کہ اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو نہیں سمجھتے کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ جو لوگ تحقیق اور حقیقت کے قدم پر ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کو ضرور موت آنی ہے اور پھر زندہ ہونا ہے

لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کے بندہ ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

قرب کا دروازہ

اے اللہ کے بندے اس کے بعد باطنی امور کا درجہ ہے جن کا انکشاف اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کے دروازہ پر کھڑا ہو جانے اور اس کے منتخب بندوں سے اور اس کے نائبوں سے جو کہ وہاں کھڑے رہنے والے ہیں ملاقات کی جائے اور جس وقت تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ تک پہنچ جائے گا اور گردن کو جھکائے ہوئے پورے ادب کے ساتھ ہر وقت وہاں کھڑا رہے گا تو تیرے چہرہ و دل کے سامنے قرب کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور کھینچنے والا اس کو کھینچ لے گا اور مقرب بنانے والا اس کو مقرب بنا لے گا۔ سلا دینے والا اس کو سلا دے گا۔ آراستہ کرنے والا اس کو آراستہ کر دے گا۔ سرمہ لگانے والا اس کو سرمہ لگائے گا۔ زیور پہنانے والا اس کو زیور پہنائے گا۔ اور وسعت دینے والا اس کو وسعت عطا فرمائے گا۔ امن دینے والا اس کو امن دے گا۔ اس سے گفتگو کرنے والا اس سے گفتگو کرے گا۔ کلام کرنے والا اس سے کلام کرے گا۔

اے اللہ کی نعمتوں سے غافل رہنے والو تم کہاں ہو۔ تمہارے دلوں سے اس امر کو جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں کس نے دور کر دیا ہے تم یہ گمان کرتے ہو یہ کام بہت آسان ہے یہاں تک کہ وہ تمہیں بناوٹ اور تکلیف و نفاق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ کام تو سچائی اور تقدیر کے ہتھوڑوں پر صبر کرنے کی طرف حاجت مند ہے۔ جب تو غنی ہو کر عافیت و تندرستی میں رہ کر معصیت خداوندی میں مشغول رہے۔ پھر تو تمام گناہوں اور ظاہر و باطن کی لغزشوں سے توبہ کر لے اور جنگلوں' بیابانوں کا رخ کر لے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو طلب کرے گا تو اس وقت تیرے امتحان کا وقت آ جائے گا اور تیرے اوپر بلائیں نازل ہوں گی۔ پس اس وقت تیرا نفس دنیاوی لذتوں کا جس میں کہ وہ

پہلے مشغول تھا اور عافیت کا خواہاں ہوگا۔ پس تو اس کی خواہش کو قبول نہ کرنا اور نہ نفس کو اس کا حصہ دینا۔ پس اگر تو صبر کرے گا تو تجھے دنیا اور آخرت کی حکومت مل جائے گی۔ اگر تو نے صبر نہ کیا تو یہ امور تجھ سے فوت ہو جائیں گے۔

اے توبہ کرنے والے۔ تو توبہ پر ثابت قدم رہ اور اپنے نفس کے ساتھ اخلاص پیدا کر۔ اور گردش حال اور آفات کے نزول کو لازم سمجھ لے اور اس کو یہ جتا دے کہ اللہ تعالیٰ اس کو رات بھر جگائے گا اور دن بھر بھوکا رکھے گا اور اس کے اس کے اہل وعیال اور ہمسایوں اور دوستوں اور اہل معرفت کے درمیان میں تفرقہ ڈالے گا۔ اور ان کے دلوں میں اس کی طرف ناراضی بھی واقع کرے گا۔ اور ان میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آئے گا اور نہ اس کی نزدیکی کرے گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر

کیا تو نے حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کا قصہ نہیں سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت و برگذیدگی کی تحقیق کا ارادہ فرمایا اور یہ چاہا کہ ان میں غیر اللہ کا کچھ بھی حصہ نہ رہے اس وقت ان کو ان کے اہل وعیال و مال اور خدام سے علیحدہ کر دیا اور ان کو آبادی سے باہر ایک کوڑی پر ایک جھونپڑی میں لا بٹھایا اور ان کے پاس ان کے اہل وعیال میں سے سوائے ان کی بیوی صاحبہ کے کوئی نہ رہا۔ آپ کی بیوی صاحبہ لوگوں کی خدمت کر کے ان کیلئے غذا اور کھانا وغیرہ لاتی تھیں۔ اس کے بعد ان کا گوشت' کھال اور قوت بھی لے لی گئی اور صرف کان آنکھ اور دل کو باقی رہنے دیا اور اپنے عجائبات قدرت ان میں ظاہر کر کے دکھائے پس حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام ہمہ وقت زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اور اپنے دل سے اس کے ساتھ مناجات کرتے تھے اور اپنی آنکھوں سے اس کی قدرت کے کرشموں کا نظارہ کرتے تھے۔ حالانکہ آپ کی روح آپ کے بدن کے اندر تڑپا کرتی تھیں اور فرشتے آپ پر درود پڑھتے تھے اور ملاقات کیلئے آیا کرتے

تھے اور انسان آپ سے جدا ہوگئے اور انس ان سے متصل ہوگیا تھا۔ اسباب اور قوت اور تمام قویٰ ان سے منقطع ہوگئے تھے اور خود حضرت ایوب علیہ السلام اسیر محبت اسیر تقدیر وقدرت وارادہ خداوندی اور علم سابق کے باقی رہ گئے تھے۔

ابتداء میں آپ معاملہ پوشیدہ تھا ﴿کہ کمال صبر سے کوئی واقف نہ تھا﴾ اس کے بعد آخر میں علانیہ ہوگیا۔ ابتداء میں کڑوا تھا۔ پھر انتہا میں شیریں ہوگیا کہ تکلیف کی زندگی آپ کیلئے ایسے لذیذ بن گئی جس طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زندگی نار نمرود میں لذیذ بن گئی تھی۔

اولیاء اللہ بلا پر صبر کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور تمہاری طرح پریشان اور بے قرار نہیں ہوتے۔ بلائیں اور تکالیف طرح طرح کی ہوتی ہیں۔ بعض تو بدن میں ہوتی ہیں اور بعض دل میں۔ اور بعض مخلوق کے ساتھ جس کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ مصائب اللہ تعالیٰ کے آنکڑے ہیں۔ عابدٗ زاہد کی مراد دنیا میں کرامتیں ہیں اور آخرت میں جنت اور عارف کا مقصود دنیا میں ایمان قائم رکھنا ہے اور آخرت میں نار جہنم سے نجات پانا ہے وہ ہمیشہ اسی نعمت و خواہش میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دل سے منجانب اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے سکون کر اور ثابت قدم رہ ایمان تمہارے پاس قائم ہے اور تجھ سے دوسرے مسلمان اپنے ایمان کیلئے نور حاصل کرتے ہیں اور تیری کل قیامت کے دن شفاعت قبول کی جائے گی۔ تیرا قول مقبول ہوگا اور بہت سی مخلوق کیلئے جہنم سے نجات کا سبب بنے گا اور تو اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضوری میں رہے گا جو کہ تمام شفاعت کرنے والوں کے سردار ہیں۔ یہ مشغلہ چھوڑ کر دوسرے شغل میں لگ یہ تیرے لئے ایمان اور معرفت کی بقاء کا اور عاقبت میں سلامتی کا اور انبیاء و مرسلین اور صدیقین لوگوں کے ساتھ چلنے کا جو کہ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں ان کا فرمان ہے۔ پس جس قدر

اس پر زیادتی ہے اس کا خوف اور حسن ادب اور شکر کی زیادتی بڑھتی جاتی ہے۔
اولیاء اللہ نے قول خداوندی
يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ
ترجمہ: وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔
اور قول خداوندی
لاَ يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿سورۃ الانبیاء﴾
ترجمہ: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سے سوال ہوگا۔
﴿کنزالایمان﴾

اور فرمان خداوندی
مَا تَشَاؤنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿سورۃ التکویر﴾
ترجمہ: اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہان کا رب ﴿کنزالایمان﴾
کے معنی سمجھ لئے ہیں اور انہوں نے یہ پہچان لیا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی کرتا ہے مخلوق کا چاہا نہیں ہوتا۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ ہر ایک دن جدا شان میں ہے وہی کسی کو پیچھے کر دیتا ہے کسی کو بلندی عطا فرماتا ہے۔ کسی کو پست کرتا ہے اور کسی کو عزت سے نوازتا ہے۔ کسی کو ذلیل بنا دیتا ہے کسی کو معزول کر دیتا ہے اور کسی کو حاکم بناتا ہے۔ کسی کو مارتا ہے اور کسی کو زندہ کر دیتا ہے۔ کسی کو امیر بنا دیتا ہے اور کسی کو فقیر کر دیتا ہے۔ کسی کو دیتا ہے اور کسی سے ہاتھ روکتا ہے۔
اللہ والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرار ہی نہیں ہوتا وہ ڈرتے رہتے ہیں وہ ان میں تغیر وتبدل کرتا رہتا ہے۔ کبھی ان کو نزدیک کر لیتا ہے اور کبھی ان کو دور کر دیتا ہے۔ کبھی کھڑا کر دیتا ہے اور کبھی ان کو بٹھا دیتا ہے۔ کبھی عزت دیتا ہے کبھی ذلت دیتا ہے۔ کبھی عطا فرماتا ہے اور کبھی ہاتھ روک لیتا ہے۔ اللہ والوں پر حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور وہ سچی بندگی اور حسن ادب کے قدم پر

سر جھکائے آستانہ خداوندی پر جمے رہتے ہیں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْاَدَبِ مَعَکَ وَمَعَ خَوَاصِّکَ مِنْ خَلْقِکَ لَاتَبْتَلِنَا بِالتَّعَلُّقِ بِالْاَسْبَابِ وَالْاِعْتِمَادِ عَلَیْھَا ثَبِّتْ عَلَیْنَا تَوْحِیْدَنَا لَکَ وَتَوَکُّلَنَا عَلَیْکَ یَقِیْنَابِکَ وَرَدَّ الْحَوَآئِجِ اِلَیْکَ لَاتَبْتَلِنَا بِاَقْوَالِنَا وَاَعْمَالِنَا وَلَاتُوءَ خِذْنَا بِھَا عَامِلْنَا بِکَرَمِکَ وَتُجَاوُزِکَ وَمُسَاحَتِکَ. اٰمِیْنَ

اے اللہ ہمیں اپنے اور اپنی مخلوق میں سے اپنے مخصوص بندوں کے ساتھ حسن ادب عطا فرما۔ اور ہمیں اسباب کے ساتھ متعلق ہو جانے میں اور ان پر اعتماد کر لینے میں مبتلا نہ کر دینا اپنے لئے ہماری توحید اور اپنے اوپر ہمارے بھروسہ اور یقین کو اور اپنی طرف حاجتوں کے لوٹانے کو ثابت رکھنا اور ہمیں ہمارے اقوال و اعمال میں مبتلا نہ کر دینا اور ان کے سبب سے ہم پر مواخذہ نہ کرنا اور ہمارے ساتھ اپنے کرم اور درگذر اور چشم پوشی کا معاملہ فرمانا۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا راستہ وہ راستہ ہے جس میں نہ مخلوق ہے اور نہ ہی اسباب۔ نہ اپنی واقفیت ہے نہ جہت اور نہ کوئی دروازہ۔ اور نہ اس میں کسی مخلوق کا وجود۔ پس بدن دنیا کے ساتھ ہوتا ہے اور دل آخرت کے ساتھ اور باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ باطن حاکم ہے دل پر۔ اور دل حاکم ہے نفس مطمئنہ پر اور نفس مطمئنہ حاکم ہے بدن پر۔ اور اعضاء حاکم ہیں مخلوق پر۔

جب بندہ کا یہ معاملہ درست اور کامل ہو جاتا ہے۔ جن و انس اور فرشتے اس کے زیر قدم ہو جاتے ہیں۔ سب دست بستہ اس کی حضوری میں کھڑے رہتے ہیں اور وہ خود مسند قرب پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔

اے منافق یہ بات تیرے نفاق اور بناوٹ سے تیرے ہاتھ نہیں آسکتی۔ تو اپنے ننگ و ناموس کو پال رہا ہے تو اپنی مقبولیت کو مخلوق کے دلوں میں پال رہا

ہے۔ اور تو اپنی دست بوسی کی ترقی پرورش میں لگا ہوا ہے اور تو دنیا اور آخرت دونوں میں اپنے نفس کیلئے منحوس ہے اور ان کیلئے بھی جس کی تو پروش کر رہا ہے اور ان کو اپنے اتباع کا حکم دے رہا ہے۔ تو ریا کار اور دجال اور لوگوں کے مالوں پر نظر رکھنے والا ہے۔ پس ضرور ہے کہ تیری دعا قبول نہ ہوگی اور نہ صدیقین کے دلوں میں تیری کچھ وقعت ہوگی۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے علم دے کر گمراہ کر دیا ہے۔ جب غبار دور ہو جائے گا عنقریب تو دیکھ لے گا کہ آیا تیرے نیچے گھوڑا تھا یا گدھا' جب غفلت کا غبار دور ہوگا تو اللہ والوں کو گھوڑوں اور بختی اونٹوں پر سوار اور اپنے آپ کو ان کے پیچھے ایک شکستہ گدھے پر سوار دیکھے گا اور تجھ کو شیطان اور ابلیسوں کے شریر و سرکش پکڑلیں گے۔ تم اس بات کی کوشش کرو کہ تمہارے دلوں سے قرب خداوندی کا دروازہ کہیں بند نہ ہو جائے۔ تم سمجھدار بنو۔ تمہاری حالت کچھ بھی نہیں ہے۔ تم کسی ایسے شیخ کامل کی صحبت اختیار کرو جو حکم خداوندی اور علم لدنی کا واقف کار ہو اور وہ تمہیں اس کا راستہ بتائے۔ جو کسی فلاح والے کو نہ دیکھے گا فلاح نہیں پاسکتا۔ جو علماء باعمل کی صحبت اختیار نہ کرے گا وہ خاکی انڈہ ہے۔ اور نہ اس کیلئے مرغ ہے اور نہ ماں باپ کچھ بھی نہیں ہے۔ تم اس شخص کی صحبت اختیار کرو جس کو اللہ تعالیٰ کی صحبت نصیب ہے۔ اور جب رات کا اندھیرا چھا جائے اور تمام مخلوق سو جائے اور ان کی آوازیں بند ہو جائیں تو تم میں ہر شخص کو چاہیے کہ کھڑے ہو کر اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے۔

دعا

يَا رَبِّ دُلَّنِیْ عَلٰی عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ الْمُقَرَّبِیْنَ حَتّٰی یُدَلَّنِیْ عَلَیْکَ وَیُعَرِّفَنِیْ

اے رب تو اپنے مقرب بندوں میں سے کسی ایسے بندہ کی طرف میری رہنمائی فرما جو مجھے تیرے اوپر مطلع کر دے اور مجھے تیرا راستہ بتا دے۔ آمین

سبب ایک ضروری امر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اپنا راستہ بغیر انبیاء کرام علیہم السلام کے بتا دیتا۔

تم سمجھدار بنو۔ تم کسی حالت پر بھی ہو پس اپنی عقلوں سے ہوشیار ہو جاؤ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنِ اسْتَغْنٰی بِرَاْیِهٖ ضَلَّ

جس نے اپنی رائے کو کافی سمجھا وہ گمراہ ہوا۔

تو ایسے شخص کو تلاش کر جو کہ تیرے دین کے چہرہ کیلئے آئینہ ہو۔ تو اس میں ویسے ہی دیکھے گا جیسا کہ آئینہ میں دیکھتا ہے اور اپنا ظاہری چہرہ اور عمامہ اور بالوں کو درست کر لیتا ہے ان کو سنوارتا ہے۔ تو عقل مند بن' یہ ہوس کیسی ہے اور کیا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے کسی شخص کی ضرورت نہیں جو مجھے تعلیم دے حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

فرمان نبوی

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنْ

یعنی مومن آئینہ ہے مومن کا

جب مسلمان کا ایمان درست ہو جاتا ہے تو وہ تمام مخلوق کیلئے آئینہ بن جاتا ہے کہ وہ اپنے دین کے چہروں کو اس کے گفتگو کے آئینہ میں اس کی ملاقات اور قرب کے وقت دیکھتے ہیں۔

یہ کیسی ہوس ہے تم ہر وقت اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے رہتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے لباس و نکاح اور رزق کو زیادہ کر دے۔ حالانکہ یہ ایسی چیز ہے کہ اس میں ذرہ بھر کمی اور زیادتی نہیں ہوسکتی۔ یہ ایسی چیز ہے کہ جس سے فراغت ہو چکی ہے۔ جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس میں مشغول رہو اور جن چیزوں سے تمہیں منع کیا گیا ہے اس سے تم باز رہو۔ اور تم ان چیزوں کی

طلب میں مشغول نہ ہو جن کا خود بخود آنا ضروری ہے کیونکہ وہ خود تمہارے لئے ان کے آنے کا ضامن ہے۔ سارے مقسوم اپنے اوقات مقررہ پر خود آجائیں گے۔ تم ان کو پسند کرو یا نہ پسند کرو تمہارے پاس وہ ضرور پہنچیں گی۔ اللہ والے ایسی حالت پر پہنچ جاتے ہیں کہ وہاں نہ ان کیلئے دعا باقی رہتی ہے نہ سوال اور نہ وہ تحصیل منفعت کا سوال کرتے ہیں اور مضرتوں کے دفع کا سوال کرتے ہیں۔ ان کی دعائیں صرف بہ تعمیل حکم باعتبار دل کبھی اپنے لئے اور کبھی مخلوق کیلئے باقی رہ جاتی ہیں۔ پس وہ دعائیہ کلمات اس سے غائب رہ کر زبان سے نکالتے ہیں۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا حُسْنَ الْاَدَبِ مَعَکَ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ

اے اللہ ہم کو تمام حالتوں میں اپنے ساتھ حسن ادب نصیب فرما۔ آمین

نماز اور روزہ اور اس کا ذکر اور تمام عبادتیں اس کی عادت بن جاتی ہیں اس کے گوشت اور خون میں گھل جاتی ہیں۔ اس کے بعد تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت اس کے پاس آجاتی ہے اور حکم شریعت کی قید ایک لحہ کیلئے بھی اس سے جدا نہیں ہوتی۔ حالانکہ وہ اس سے پرے ہو جاتا ہے۔ حکم شرعی گویا اس کیلئے سواری کی مثل بن جاتا ہے اور وہ اس میں بیٹھے ہوئے قدرت خداوندی کے سمندر میں سیر کرتا رہتا ہے اور ہر وقت چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ یہ سیر کرتے ہوئے آخرت کے کنارے پر جو کہ لطف اور دوست کے قرب کے سمندر کا کنارا ہے پہنچ جاتا ہے۔ پس وہ کبھی مخلوق کیساتھ رہتا ہے اور اس کا چین و سکون اور راحت خالق کی معیت میں ہوتا ہے۔ اے منافق تجھے اس کی مطلق خبر نہیں ہے۔

تجھ پر افسوس ہے کہ ان باتوں میں سے تیرے معاملات میں کوئی چیز بھی نہیں۔ اے مخلوق کے دلوں میں بھرے ہوئے خانقاہوں میں بیٹھنے والو۔ تم میری آواز کو ہی کہ لازم پکڑو اور اس سے بچو۔ نہیں سنتے تم یقیناً بہرے بن گئے ہو۔

اٹھو کھڑے ہو جاؤ میرے پاس آؤ۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے۔ میں تمہارے برتاؤ اور خطاب تمہارے سوء ادب اور افعال بد کے موافق نہیں کروں گا۔ بلکہ بشفقت خداوندی اس کے حکم سے تمہارے ساتھ نرمی کا معاملہ برتوں گا۔ تم میری سخت کلامی کی وجہ سے مت بھاگو۔ پس یہ میری طرف سے نہیں ہے۔ بہ تحقیق میں وہی گفتگو کرتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا جاتا ہے۔

اللہ والوں کا خوف

اے مسلمانو! اللہ والے عبادت خداوندی میں دن کو رات سے ملا دیتے ہیں اور باوجود اس کہ وہ خوف اور اندیشہ کی حالت میں رہتے ہیں اور وہ اپنے انجام کار کی برائی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے متعلق اور اپنے خاتمہ اور انجام کے متعلق حکم خداوندی سے ناواقف ہیں۔ پس انہوں نے باوجود نماز' روزہ' حج اور تمام طاعتوں پر مداوت کے دن کو راتوں سے غم اور حزن اور گریہ کے ساتھ ملا دیا ہے اور اپنے دل اور زبان سے ذکر خداوندی کرتے رہے۔ لہٰذا جب وہ آخرت میں پہنچیں گے تو جنت میں داخل ہوں گے اور دیدار خداوندی سے مشرف ہوں گے اور اپنی عزت افزائی دیکھیں گے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور کہیں گے۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ﴿سورۃ فاطر﴾

ترجمہ: سب تعریف اس معبود برحق کیلئے کہ جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔ ﴿کنزالایمان﴾

اور اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو ان مسلمانوں کے استاد اور مشائخ واکابر' سردار' امیر اور بادشاہ ہیں وہ یوں عرض کریں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ فِی الدُّنْیَا قَبْلَ الْاٰخِرَةِ

سب تعریف اس معبود برحق کیلئے کہ جس نے آخرت سے قبل دنیا میں ہم

سے غم کو دور کر دیا۔

جب ان کے دل اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر پہنچیں گے تو اس کو کھلا ہوا پائیں گے اور لشکر استقبال کیلئے صف بستہ کھڑے ہوئے اپنے آنے کا منتظر پائیں گے جو ان کو سلام کریں گے اور سب کے سب ان کے سامنے سرخم کر دیں پس یہ منزل قرب میں داخل ہوں گے اور وہ بہار دیکھیں گے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی بشر کے دل پر اس کا خیال گذرا اور وہ عرض کریں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحزَنَ حَزَنَ الْعَبْدِ حَزَنَ الْحِجَاب

سب تعریف اس رب ذوالجلال کی جس نے ہم سے دور فرما دیا دوری اور حجاب کا غم

اور فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَیْفَ مَا اَشْغَلْنَا بِالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالْخَلْقِ

سب تعریف اس خدا کی اس نے ہم کو دنیا اور آخرت اور مخلوق میں مشغول نہ بنایا۔

اور فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اصْطَفَانَا لِنَفْسِہٖ وَاخْتَارَنَا لِقُرْبِہٖ وَ اَذْھَبَ عَنَّا حَزَنَ الْاِنْقِطَاعِ عَنْہُ حَزَنَ الْاِشْتِغَالِ بِغَیْرِہٖ

سب تعریف اس پروردگار کی جس نے ہم کو اپنی ذات اور اپنے قرب کیلئے منتخب فرمالیا اور ہم سے اس نے غم کو دور کر دیا جو اس کے غیر کے ساتھ مشغول ہونے کا غم تھا۔

اور فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنَا الْاِنْقِطَاعَ اِلَیْہِ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْر" شَکُوْر"

سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کی جس نے ہم کو اپنے ساتھ یکسوئی عطا فرمائی

بیشک ہمارا پروردگار بخشنے والا اور قابل شکر ہے۔

دار معرفت، علم اور فنا

اے اللہ کے بندے۔ جب تو اپنا ایمان مضبوط کرلے گا تو دار معرفت کی طرف پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد وادی علم کی طرف پھر فنا کی طرف۔ جہاں پہنچ کر تو خودی اور تمام مخلوق سے فنا ہو جائے گا۔ اس کے بعد وجود خداوندی کی طرف پہنچ جائے گا جہاں وہی ہوگا نہ تو اور نہ مخلوق۔ پس اس وقت تیرا غم زائل ہو جائے گا اور حفاظت خداوندی تیری خدمت کریگی اور حمایت تجھے محیط ہوگی اور توفیق تیرے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوگی اور فرشتے تیرے ارد گرد چلیں گے اور پاک روحیں آکر تجھے سلام کریں گی۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوق پر تیرے ساتھ فخر کرے گا۔ اور اس کی نگاہیں تیری پاسبانی کریں گی اور تجھے اس کے قرب و انس کے گھر اور مناجات کی طرف کھینچیں گی اور جو عذر کے بغیر مجھ سے الگ ہوا وہ برباد ہوا۔

تجھ پر افسوس ہے کہ جس مقام پر میں کھڑا ہوں اس میں میرا مقابلہ کرتا ہے اس کی تجھے قدرت نہیں ہے اس سے تیرے ہاتھ کچھ نہ آئے گا اور تیری مزاحمت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ یہ تو ایسی چیز ہے جو آسمان سے زمین کی طرف اترا کرتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ

﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم انداز سے ﴿کنز الایمان﴾

آسمان سے بارش زمین کی طرف اترتی ہے پھر اس سے پیداوار ظاہر ہوتی ہے۔ یہ امر ولایت آسمان سے دلوں کی زمین کی طرف اترتا ہے پس وہ ہر قسم کی

بھلائی سے اگنے اور لہلہانے لگتے ہیں۔ اس سے اسرار اور حکمتیں اور توحید و توکل اور مناجات اور قرب خداوندی کے درخت اگتے ہیں۔ یہ دل ﴿ایسا باغ﴾ بن جاتا ہے جس میں طرح طرح کے درخت اور پھل اور پھول نکلتے ہیں۔ اس میں بڑے بڑے جنگل اور چٹیل میدان اور دریا اور نہریں اور پہاڑ ظاہر ہو جاتے ہیں اور وہ انسان و جنات اور فرشتوں اور روحوں کے جمع ہونے کا مقام بن جاتا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو کہ عقلوں سے بالاتر ہے۔ محض قدرت ہے اور ارادہ وعلم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے۔ اور یہ اس کی مخلوق میں خاص ہی خاص افراد کو نصیب ہوتا ہے۔ تم اس بات کی کوشش کرو کہ تم میرے وعظ کے جال میں پھنس جاؤ۔ میرا بیٹھنا اور وعظ کہنا ایک جال ہے اور میں منتظر رہتا ہوں کہ اس میں تم میں سے کوئی آ پھنسے۔ یہ دستر خوان تو اللہ تعالیٰ کا دستر خوان ہے نہ کہ میرا۔ تم میرے پکارنے کو سن کر اس پر عمل کرو۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف پکارنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم میرا کہنا مانو اور میری پیروی کرو تاکہ میں تم کو اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے دروازہ تک لے جاؤں۔ سچ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور جھوٹ شیطان کی طرف بلاتا ہے حق بھی ایک چیز ہے اور باطل بھی ایک چیز ہے اور یہ دونوں ہر مومن مسلمان کے سامنے ظاہر ہیں جو کہ اپنے نور ایمان سے دیکھا کرتا ہے۔

اہل عراق سے خطاب

اے اہل عراق! تم کو ذکاوت کا دعویٰ ہے اور پھر تم سچے اور جھوٹے اور برسرِ حق اور برسرِ باطل میں تمیز نہیں کرتے۔ تمہارے جھٹلانے کا نقصان تم پر ہی لوٹنے والا ہے اور مجھے اس کی پروا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو چاہنے والا اور اس کی جنت کو چاہنے والا اس کی دوزخ سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ وہ صرف اس کی ذات پاک کو چاہتا ہے اور اس کی دوری سے ڈرتا ہے۔ تم شیطان اور خواہش اور نفس اور دنیا اور شہوتوں کے قیدی بنے ہوئے ہو اور تجھے اس کی کچھ خبر نہیں ہے۔ تمہارا

دل قید میں ہے اور تجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ خَلِّصْہُ مِنْ اِسْرِہٖ وَخَلِّصْنَا اٰمِیْن

اے اس کو قید سے رہائی عطا فرما اور ہمیں بھی اس سے نجات عطا فرما۔ امین

تم عزیمت پر عمل کرو اور رخصت سے اعراض کرو۔ جو شخص رخصت کا پابند ہوتا ہے اور عزیمت کو چھوڑتا ہے اس کا دین برباد ہو جانے کا اس پر خوف ہے۔ عزیمت مردوں کیلئے ہے کیونکہ وہ خطرناک اور دشوار اور تلخ چیزوں کو اختیار کرتے ہیں۔ اور رخصت بچوں اور عورتوں کیلئے ہے اس لئے کہ اس میں آسانی ہے۔

ہمت والے مردوں کی صف

اے اللہ کے بندے۔ تو پہلی صف کو لازم پکڑ کیونکہ وہ ہمت والے مردوں کی صف ہے اور پچھلی صف سے جدائی اختیار کر کیونکہ وہ نامردوں کی صف ہے۔ تو اس نفس کو خدمت گذار بنا دے اور اس کو عزیمت کا عادی بنا۔ کیونکہ تو جس قدر اس پر بوجھ لادے گا وہ اس کو اٹھائے گا تو اس پر سے لاٹھی نہ اٹھا ورنہ وہ سو جائے گا اور بوجھ اپنے اوپر سے گرا دے گا اور تو اس کو اپنے دانتوں اور آنکھوں کی سفیدی نہ دیکھا۔ نہ پیار کی نگاہ سے دیکھ وہ نہایت ہی خراب غلام ہے کہ لاٹھی کے بغیر کام ہی نہ کرے گا۔ تو اسے پیٹ بھر کھانا ہی نہ دے مگر اس وقت جب تجھے یقین ہو جائے کہ شکم سیری اس کو سرکش نہ بنائے گی اور اب وہ پیٹ بھرنے کے مقابلہ پر کام بھی پورا ہی کرے گا۔

حکایت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ عبادت بھی بہت کرتے تھے اور کھاتے بھی بہت تھے اور جب شکم سیر ہو جاتے تو کہاوت بیان کرتے تھے کہ حبشی کا پیٹ

بھرو اور اس کو خوب رگیدو۔ کیونکہ حبشی تو گدھا ہے اس کے بعد عبادت کیلئے کھڑے ہو جاتے پس اس کا پورا حصہ لیتے تھے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا دیکھا یہاں تک مجھے ان سے نفرت ہوگئی۔ پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اتنا روئے یہاں تک کہ مجھے ان کے حال پر رحم آ گیا۔ تو زیادہ کھانے میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی نہ کر بلکہ کثرت سے عبادت میں ان کی پیروی کر کیونکہ تو سفیان نہیں ہے۔ تو اپنے نفس کو پیٹ بھر کر مت کھلا جیسا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کھلایا کرتے تھے اس لئے کہ تو نفس پر اتنی قدرت نہیں رکھتا جتنی کہ وہ اپنے نفس پر قدرت رکھتے تھے۔ تو حرام چھوڑ دینے اور حلال سے تقلیل پر کوشش کر قوت ایمان و ایقان کے ہوتے ہوئے ہر چیز میں بے رغبتی کر پس تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ہو جائے گا اور نہ مخلوق اور اسباب کے بندوں میں سے نہ دنیا اور حظوظ اور شہوت اور شیطان کے بندوں سے نہ مخلوق کے نزدیک نہ جاہ کی طلب کا اور نہ ان کی توجہ و عدم توجہ اور ان کی تعریف اور برائی کے بندوں سے یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ تیرا دل اس حالت میں کہ تو نفس کی معیت میں اپنی طبیعت اور خواہش کے گھر میں رہے ایک قدم بھی آستانہ خداوندی کے دروازہ کی طرف نہ چلے گا سچی بات یہ ہے کہ میں تجھے ہمیشہ مخلوق و اسباب کا قیدی بنا ہوا دیکھتا ہوں آخر یہ قید کب تک رہے گی۔ تم اپنی قیدوں سے رہائی مجھ سے سیکھو جلد رہائی حاصل کرو۔

اے جاہل۔ تیرا دل اس حالت میں کہ اس میں مخلوق بھری ہوئی ہوگی تو اللہ کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔ تو گھر میں بیٹھے ہوئے جامع مسجد کا دروازہ کیسے دیکھ سکتا ہے جب تو اپنے گھر اور اہل و عیال سے نکلے گا تو جامع مسجد کو دیکھ سکے گا۔ جب تو

سب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ دے گا تو تو اس کو دیکھے گا۔ جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا تو خالق کو نہیں دیکھ سکے گا۔ جب تو دنیا کے ساتھ رہے گا تو آخرت کو نہیں دیکھ سکے گا۔ جب تو آخرت کے ساتھ رہے گا تو آخرت کے رب کو نہیں دیکھ سکے گا۔ جب تو سب سے علیحدہ ہو جائے تو تیرا باطن اللہ تعالیٰ سے ظاہری نہیں بلکہ معنوی ملاقات کرے گا۔ عمل کیلئے دل ہے اور معانی کیلئے اسرار۔

اللہ والوں نے اپنے اعمال سے منہ پھیرلیا اور اپنی نیکیوں کو بھلا دیا اور اس پر معاوضہ کے طالب نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے ایسی جگہ اتارا جہاں نہ ان کو غم لاحق ہوتا نہ کسی قسم کا رنج و تکان اور نہ انقطاع اور نہ کمزوری اور نہ وہاں کسی قسم کا کسب ہے اور نہ محنت و مزدوری۔

ارشاد خداوندی ہے۔

لَا یَمَسُّنَا فِیْهَا نَصَبٌ''

کا مطلب مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ جنت میں روٹی اور اس کے حاصل کرنے کا فکر و اہتمام اور اہل و عیال کا بار معاش کچھ بھی نہ ہوگا۔ جنت تو سر بسر فضل ہے اور خیر ہے۔ بالکل راحت اور عطا بے شمار ہے۔ تمام دارومدار اللہ تعالیٰ کیلئے تیرے قلب کے حضور پر ہے جو کہ دنیا اور آخرت اور مخلوق کی غرض و علت سے وراء ہے۔

اللہ تعالیٰ کیلئے حضور قلب بغیر موت کے اور بغیر اس کی سچی یاداشت کے صحیح اور درست نہیں ہوسکتا کہ اگر تو دیکھے تو موت کو دیکھے اور سنے تو موت کو سنے۔ درحقیقت موت کی یاد پوری بیداری کے ساتھ ہر خواہش کو دشمن بنا لیتی ہے اور ہر خوشی کے پاس آ کر ٹھہر جاتی ہے۔ تم موت کو یاد کیا کرو۔ اس سے کہیں بچاؤ نہیں۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو وہ ماسوائے اللہ کو بھول جاتا ہے۔ وہ تو قدیم و ازلی دائم اور ابدی ہے تمام چیزیں اس کے ماسوا حادث و نو پیدا ہیں۔ جب دل درست

ہو جاتا ہے تو اس سے جو کلام نکلتا ہے حق اور صواب ہوتا ہے۔ کوئی رد کرنے والا اس کو رد نہیں کرسکتا۔ دل کو دل خطاب کرتا ہے اور باطن کو باطن' خلوت کو خلوت' معنیٰ کو معنیٰ' مغز کو مغز اور حق کو حق خطاب کرتا ہے۔ پس اس وقت اس کا کلام دلوں میں ایسا بیٹھ جاتا ہے کہ جیسے کہ بیج عمدہ نرم زمین بے شور میں جمتا ہے۔

جب دل درست ہو جاتا ہے تو وہ ایسا جھاڑ بن جاتا ہے جس میں شاخیں اور پتے اور پھل سب کچھ ہوتے ہیں اس میں تمام مخلوق انس و جن اور فرشتوں کیلئے نفع ہوتے ہیں۔ جب دل کیلئے صحت نہ ہو تو وہ حیوانوں کا سا دل ہے کہ محض صورت ہے بلا معنیٰ کے اور خالی برتن ہے کہ جس میں کوئی چیز بھی نہیں۔ بغیر پھل کے درخت' بغیر پرند کا پنجرہ' بغیر مکین کا مکان' ایسے خزانہ کی طرح جس میں بہت درہم و دینار اور جواہر جمع کئے گئے ہوں اور کوئی خرچ کرنے والا نہ ہو۔ ایسا جسم جس میں روح نہ ہو۔ مثل ان اجسام کے جو مسخ ہو کر پتھر بن گئے ہوں۔ پس ایسے دل صورت بلا معنیٰ ہیں جو دل کہ اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنے والا اور اس کے ساتھ کفر کرنے والا ہو مسخ کیا گیا ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے دل کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً

﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں پھر ان سے بھی زیادہ کرے۔ ﴿کنز الایمان﴾

جب بنی اسرائیل نے توریت پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مسخ فرما کر پتھر بنا دیا اور ان کو اپنے دروازہ سے ہانک دیا۔ ایسے ہی اے امت محمدیہ جب تم قرآن کریم پر عمل نہ کرو گے اور اس کے احکام کو مضبوطی کے ساتھ نہ پکڑو

گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی مسخ کر دے گا اور ان کو اپنے دروازہ سے ہانک دے گا۔ تم ان لوگوں میں سے نہ بنو جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کے باوجود گمراہ کر دیا۔ جب تو مخلوق کیلئے علم حاصل کرے گا تو تیرا عمل مخلوق کیلئے ہوگا اور جب تو علم خاص اللہ تعالیٰ کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا۔ اور جب تو علم دنیا کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل دنیا کیلئے ہوگا اور جب تو علم آخرت کیلئے حاصل کرے گا تو تیرا عمل آخرت کیلئے ہوگا۔ شاخوں کی بنیاد جڑوں پر ہوا کرتی ہے جیسا تو کرے گا ویسا ہی اس کا بدلہ پائے گا۔ ہر برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے تو اپنے برتن میں بدبودار روغن رکھ کر یہ چاہے کہ اس سے گلاب چھلکے یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو دنیا میں دنیا اور اہل دنیا کیلئے عمل کرتا ہے اور تو یہ چاہتا ہے کہ کل تجھے آخرت ملے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو عمل مخلوق کیلئے کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ تجھے کل خالق مل جائے اور اس کا قرب نصیب ہو جائے۔ تیری کوئی عزت نہیں ظاہر اور غائب تو یہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو عمل کے بغیر اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دے تو یہ اس کے اختیار میں ہے۔ طاعت جنت کا عمل ہے اور گناہ جہنم کا عمل ہے۔ اس بعد اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے اگر چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو ثواب عطا فرما دے اور چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو عذاب دے دے۔ وہ مالک و مختار جو چاہتا ہے کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں بلکہ مخلوق سے باز پرس ہوگی۔

اگر اللہ تعالیٰ ﴿فرضاً﴾ کسی پیغمبر اور صالحین میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کر دے تو تب بھی وہ عادل رہے گا اور یہ محبت بالغہ ہوگی۔ ہم پر تو یہی واجب ہے کہ ہم کہیں کہ معاملہ و حکم سچا ہے اور ہم چون و چراں نہ کریں ایسا ہوسکتا ہے اور ممکن ہے اور اگر ہوگا حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاف ہوگا البتہ یہ ایسی بات ہے کہ وقوع میں نہ آئے گی' اور نہ وہ اس میں سے کوئی بات کرے گا۔

تم میرا کلام سنو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے سمجھو کیونکہ میں متقدمین کا غلام ہوں ان کے سامنے کھڑا ہوا ہوں ان کے اسباب کو کھولتا پھیلاتا ہوں اور اس پر آواز لگاتا ہوں اور اس میں کوئی خیانت نہیں کرتا اور نہ اس کو اپنی ملک بتاتا ہوں۔ میں ابتداء ان کے کلام سے کرتا ہوں اور پھر اس کو اپنی طرف سے دہرا دیتا ہوں اور ان سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے برکت چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے وعظ ونصیحت کرنے کا اہل بنا دیا۔ میرے والد ماجد نے باوجود دنیا پر قادر ہونے کے اس سے بے رغبتی کی اور میری والدہ ماجدہ نے ان کی موافقت کی اور وہ ان کے فعل پر راضی ہیں۔

میرے والدین نیکوکار دین دار اور مخلوق پر شفقت کرنے والوں میں سے تھے۔ باقی ان سے یا مخلوق میں کسی اور سے کیا لینا۔ میں تو پیغمبر اور ان کے بھیجنے والے خدا تک آ پہنچا ہوں کہ انہیں دو سے فائز ہوتا ہوں۔ میری ہر بھلائی اور نعمت انہیں دونوں کی معیت میں ہے اور انہیں دونوں کے پاس ہے۔ میں مخلوق میں سے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور ارباب میں سے اپنے اللہ رب العزت کے سوا کسی کو نہیں چاہتا۔

اے عالم تیرا وعظ محض زبان سے ہے نہ کہ دل سے تیری صورت سے ہے معنی سے نہیں ہے۔ صحیح دل اس وعظ سے دور بھاگتا ہے جو زبان سے ہو اور دل سے نہ ہو۔ پس وہ ایسے کلام کے سننے کے وقت ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ پرندہ پنجرہ میں اور منافق مسجد میں۔ جب کوئی صدیقین میں سے منافق عالموں کی مسجد پہنچ جاتا ہے تو اس کی کامل آرزو وہاں سے نکل جانے کی ہوتی ہے۔ ریاکاروں منافقوں اور دجالوں کی چہروں کی علامات جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسولوں کے دشمن ہیں اللہ والوں کو معلوم ہے۔ ان کی علامتیں ان کے چہروں پر ظاہر ہوتی ہیں وہ صدیقین سے ایسے بھاگتے ہیں جیسا کہ شیر سے۔ ان کے دلوں کی آگ سے جل جانے کا خوف کرتے ہیں۔ فرشتے ان کو صدیقین اور صلحا کی جماعت سے دھکے دے کر ہٹا دیتے ہیں۔ ایسا مکار عالم عوام کے نزدیک بڑا بزرگ ہوتا ہے اور صدیقین کے نزدیک ذلیل ہوتا ہے۔ عوام کے نزدیک وہ آدمی ہوتا ہے اور صدیقین کے نزدیک وہ بلی ہوتا ہے۔ صدیقین کی نگاہوں میں اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

صدیق نور خداوندی سے دیکھتا ہے نہ کہ اپنی آنکھوں کے نور سے اور نہ آفتاب و قمر کے نور سے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عام نور ہے اور اس صدیق کیلئے ایک خاص نور ہے جو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔ شریعت یعنی کتاب و سنت میں مضبوط کر دینے اور واضح ہونے کے بعد وہ ان دونوں پر عمل کرتا ہے پس اسے علم کا نور عطا کر دیا جاتا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُکْمَکَ وَعِلْمَکَ وَقُرْبَکَ اٰمِیْنَ

اے اللہ ہمیں اپنی شریعت اور علم اور قرب عطا فرما۔ آمین

اے منافقو! اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نہ دے اور تم میں کس درجہ بکثرت ہیں وہ لوگ جن کا سارا مشغلہ اپنے اور مخلوق کے درمیانی تعلق کو آباد کرنا اور اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو ویران بنانا بنا ہوا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ سَلِّطْنِیْ عَلٰی رُؤُسِھِمْ حَتّٰی اُطَھِّرَ الْاَرْضَ مِنْھُمْ

اے اللہ تو مجھے انکے اوپر مسلط کر دے تاکہ میں زمین کو ان کے وجود سے پاک کر دوں۔

اس زمانہ میں منافقوں کے نفاق کی علامت یہ ہے کہ وہ میرے پاس نہیں آتے اور نہ وقت ملاقات وہ مجھ سے سلام کرتے ہیں پس وہ اگر ایسا کرے گا تو اس کا یہ کرنا بھی تکلیف ہوگا۔ یہ دین محمدی پستی پر ہے جن کی دیواریں گر رہی ہیں۔

دعا

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ اَعْوَانًا عَلٰی بِنَائِهٖ مَا یَبْنِیْ عَلٰی اَیْدِیْکُمْ اٰمِیْن

اے اللہ مجھے اس کے بنانے کیلئے مددگار عطا فرما۔ امین

اے منافقو! یہ عمارت تمہارے ہاتھوں سے تعمیر نہیں ہوسکتی۔ تمہارے لئے کچھ عزت نہیں تا کہ وہ تمہارے ہاتھوں پر تعمیر ہوسکے تم تعمیر بھی کیسے کر سکتے ہو نہ تمہیں بنانے کا کام آتا ہے اور نہ تمہارے پاس اس کے اوزار موجود ہیں۔

اے جاہلو! تم اپنے دین کی دیواروں کو بناؤ پھر تم دوسروں کی عمارت تعمیر کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ جب تم مجھ سے دشمنی کرو گے تو تم حقیت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی کرو گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد میرے شامل حال ہے۔ تم بغاوت نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ اپنے حکم پر غالب ہے۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی مگر قتل کرنے پر قادر نہ ہوسکے اور قادر کس طرح ہوسکتے تھے جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بادشاہ اور اس کے نبیوں میں ایک نبی اور اس کے صدیقوں میں ایک صدیق تھے۔ اور انکی تقدیر میں یہ بات مقرر ہوچکی تھی کہ ان کے ہاتھوں پر مخلوق کی مصلحتیں پوری ہوں گی۔

اس زمانہ کے منافقو تم میری ہلاکت کے خواہش مند ہو تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو تمہارے لئے کوئی بزرگی نہیں ہے۔ تمہارے ہاتھ اس سے قاصر ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے۔ اگر احکام شریعت کی حکمتیں نہ ہوتیں تو میں ہر ایک کو یقین

کے ساتھ بتا دیتا کہ فلاں فلاں شخص منافق ہے اور اللہ و رسول کا دشمن ہے۔
حکم اور علم کے ساتھ قائم رہنے میں ہر امر کی بنیاد و حکمتیں ہیں۔ اللہ والے مخلوق سے نہیں ڈرتے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی امان اور سرپرستی و حفاظت میں ہیں۔ ان کو اپنے دشمنوں کی پروانہیں ہوتی اس لئے کہ عنقریب ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا اور زبان بریدہ دیکھ لیں گے اور انہیں معلوم ہے کہ مخلوق عاجز اور معدوم ہے نہ ان کے ہاتھ میں ہلاکت ہے نہ حکومت۔ نہ ان کے ہاتھ میں امیری ہے اور نہ ہی فقیری۔ نہ ان کے ہاتھ میں نقصان ہے اور نہ ہی نفع۔ ان کے نزدیک تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔ اور نہ اس کے سوا کوئی قدرت والا ہے۔ نہ دینے والا نہ منع کرنے والا نہ کوئی ضرر و نفع پہنچانے والا۔ نہ اس کے سوا کوئی زندگی اور موت دینے والا ہے۔ وہ تو شرک کے بوجھ سے راحت میں ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے برگذیدگی و انتخاب کے مقام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس اور راحت میں رہتے ہیں۔ وہ تو اس کی راحت و لطف اور اس کی مناجات سے لذت حاصل کرنے والے ہیں۔ دنیا رہے یا نہ رہے اور آخرت ہو یا نہ ہو خیر و شر ہو یا نہ ہو انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ انہوں نے ابتدا امر میں دنیا اور مخلوق اور شہوتوں کے متعلق زہد میں تکالیف اٹھائیں۔ پھر جب اس پر جمے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تکلف کو انکی طبیعت اور عطیہ خداوندی بنا دیا۔ ان کا زہد واقعی زہد۔ اور کی طبیعت واقعی طبیعت بن گئی۔ تم ان سے تعلیم حاصل کرو۔ طاعات خداوندی میں تکلیف اور تکلیف برداشت کرو اور گناہوں کو چھوڑ دو اور میری باتوں سے علیحدہ ہو جاؤ یہ تکلیف و تکلف انجام کار میں طبیعت بن جائے گا۔ تم اپنے پروردگار کے کلام کو سمجھنے کی کوشش کرو اور اس پر عمل کرو اور اپنے عمل میں اخلاص پیدا کرو۔

ایمان' معرفت اور قرب خداوندی

اے اللہ کے بندے۔ تو سرتاپا نفس طبیعت اور خواہش بنا ہوا ہے تو اجنبی

عورتوں اور بچوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھا ہے اور پھر یہ کیوں کہتا ہے کہ مجھے ان کی طرف مطلق توجہ نہیں ہوتی۔ تو جھوٹا ہے شریعت و عمل اس میں تیری موافقت نہیں کرتی۔ تو آگ کو آگ سے اور لکڑی کو لکڑی سے ملائے چلا جاتا ہے پس ضرور ہے کہ تیرے دین و ایمان کا گھر جل اٹھے گا۔ انکار شریعت اس بات میں عام ہے شریعت نے اس میں کسی کا استثنا نہیں کیا ہے۔ پہلے تو ایمان اور معرفت اور قوت اور قرب خداوندی پیدا کر اس کے بعد نائب حق بن کر مخلوق کا طبیب بن جا اور ان کا علاج کر۔ تجھ پر افسوس ہے تو سانپوں کو کس طرح چھوڑتا ہے اور الٹ پلٹ کرتا ہے۔ حالانکہ تو نہ سانپ پکڑنے کا ہنر جانتا ہے اور نہ تو نے تریاق کھا رکھا ہے۔ تو خود اندھا ہے پھر لوگوں کی آنکھوں کا علاج کیا کرے گا۔ تو خود گونگا ہے اور لوگوں کو کیسے تعلیم دے گا۔ تو جاہل ہے پھر دین کو کس طرح درست کرے گا۔ جو شخص دربان نہ ہو وہ لوگوں کو شاہی دروازہ تک کس طرح پہنچا سکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے قرب اور مخلوق کے متعلق اس کی سیاست سے جاہل ہے۔ یہ ایسی چیز ہے نہ میری عقل میں آسکتی ہے اور نہ تمہاری عقل میں آسکتی ہے۔ نہ میں اس کا ضبط کر سکتا ہوں اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تم سنو اور قبول کرو۔ میں بادشاہ حقیقی کی طرف سے منادی اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب بن کر آیا ہوں۔ دین کے متعلق سب سے زیادہ بے لحاظ ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف داری میں تمہارے کسی چھوٹے بڑے کا لحاظ بھی نہیں کرتا۔ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کارندہ ہوں۔ ان کی پیشی میں کام کرنے والا ان دونوں کی طرف نسبت رکھنے والا ہوں۔ یہ دنیا فنا ہونے والی ہے اور چلے جانے والی ہے۔ یہ دنیا آفات اور بلاؤں کا گھر ہے اس میں کسی شخص کو خوش نصیبی حاصل نہیں ہے خصوصاً دانا اور عاقل کیلئے۔ جیسا کہا گیا

ہے کہ دنیا میں دانا شخص اور موت کو یاد رکھنے والے کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی کہ جس کے مقابلہ میں درندہ منہ کھولے ہوئے اس کے قریب ہوگا اس کو قرار کس طرح آسکتا ہے۔اس کی آنکھ میں نیند کس طرح آسکتی ہے۔

اے غافلو! قبر اپنا منہ کھولے ہوئے اور موت کا درندہ اور اژدھا اپنے منہ کھولے ہوئے ہیں۔قضاء وقدر کا جلاد اپنے ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے حکم کا منتظر کھڑا ہوا ہے۔لاکھوں کروڑوں میں سے ایک آدھ ہی شخص ایسا ہوگا جو کہ اس حکمت پر خبردار اور بغیر غفلت کے پیدا ہو۔ابتداء حال میں تجھ کو کسی ہنر کی ضرورت ہے کہ جس کے ذریعہ سے کماتا اور کھاتا رہے یہاں تک کہ تیرا نفس قوی ہو جائے۔پس جب تو اس پر قائم اور جما رہے گا اللہ تعالیٰ تجھ کو توکل کی طرف لے آئے گا اور بغیر سبب کے وہ تجھے کھانا کھلائے گا۔

اے مشرک! اپنے سبب کے ساتھ شرک کرنے والے اگر توکل کے کھانے کا ذائقہ چکھ لیتا تو کبھی بھی شرک نہ کرتا اور اس کے دروازہ پر متوکل بن کر اس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاتا۔میں صرف دو طریقوں سے خورد ونوش کو جانتا ہوں یا پابندی شرع کے ساتھ کسب کرنے سے یا توکل کے ذریعہ سے۔تجھ پر افسوس ہے تو اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں شرماتا۔محنت و مزدوری چھوڑ کر لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہے۔محنت و مزدوری ابتداء ہے اور توکل انتہا۔پس میں تیرے لئے نہ ابتداء پاتا ہوں اور نہ انتہا۔میں تجھ سے حق بات کہتا ہوں اور تجھ سے شرماتا نہیں ہوں سن اور قبول کر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جھگڑا نہ کر۔میں تمہاری ذات اور تمہارے مال و متاع اور تمہاری تعریف اور مذمت میں ساری مخلوق سے زیادہ زاہد ہوں۔اگر میں نے تم سے کچھ لیا ہے تو اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کیلئے لیا ہے۔تمہارے سامنے میرا کلام اور وعظ ایک کاری ضرب وحملہ ہے جس کا مجھے ایسے طریقہ سے حکم دیا گیا ہے جس کو میں جانتا ہوں اور اس کی صحت پر یقین

رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کا نہ کوئی منسوخ کرنے والا ہے کہ اس کو منسوخ کر دے نہ کوئی روکنے والا ہے کہ اس کو روک سکے۔

تجھ پر افسوس ہے۔ تجھے لوگوں کی باتیں دھوکہ میں نہ ڈال دیں۔ تو اپنے نفع اور نقصان کی باتوں کو جس میں تو مبتلا ہے۔ اس سے خوب واقف ہے۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ" ﴿سورۃ القیامۃ﴾

ترجمہ: بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے۔ ﴿کنز الایمان﴾

تجھے عوام کی نظروں میں کس نے اچھا بنا دیا ہے اور کس نے تجھے خاص کی نظروں میں برا بنا دیا ہے۔

اے دنیا میں رغبت کرنے والو۔ اے دنیا سے خوش ہونے والو۔ عقل اور ضبط کا دعویٰ کرنے والو۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا فرمان نہیں سنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ" وَّلَهْوٌ" وَّزِيْنَةٌ" ﴿سورۃ الحدید﴾

ترجمہ: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش ﴿کنز الایمان﴾

اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ خبر دی ہے کہ اس نے تمہیں کھیل کود کیلئے پیدا نہیں کیا۔ دنیا میں مشغول ہونے والا کھیل کود کرنے والا ہے۔ جس نے آخرت کو چھوڑ دیا دنیا پر قناعت کر لی اس نے ناچیز پر قناعت کی۔ دنیا جو کچھ بھی تم کو دے گی وہ سب سانپ بچھو اور زہر ہے۔ جب تم اس کو نفس اور خواہش اور شہوت کے ہاتھوں سے لو گے۔ تم آخرت کے ساتھ مشغول رہو اور اپنے دلوں سے اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔ اس کے بعد وہ جو کچھ بھی تم کو اپنے دست فضل سے عطا فرمائے گا وہ لے لو۔ تم اپنے دلوں کے قدموں سے اللہ تعالیٰ کی طرف کھڑے رہو اور اس کی طرف مشغول رہو۔ تم دنیا اور آخرت کے متعلق غور وفکر سے کام لو پھر دونوں میں سے ایک کو ترجیح دو۔ اگر تو کوئی چیز سیکھنا چاہے گا وہ

سیکھ بھی لے گا تب میرے پاس اس سے زیادہ پائے گا۔ میرا کھیت پک گیا ہے اور اس نے جمال حاصل کرلیا ہے۔ اور تمہاری کھیتی جب اگتی ہے تو اسی وقت جل جاتی ہے۔

تو سمجھدار بن اپنی ریاست کو ترک کر اور ادھر آ اور دوسرے لوگوں کی طرح یہاں بیٹھ جا تاکہ میرا کلام تیرے دل کی زمین میں جم جائے۔ اگر تجھے عقل ہوتی تو ضرور میری صحبت میں بیٹھتا اور دن بھر میں ایک لقمہ مل جانے سے قناعت کرلیتا اور میری سخت کلامی پر صبر کرتا۔ جس شخص کے پاس ایمان ہوتا ہے وہ ثابت قدم رہتا ہے اور پھلتا پھولتا ہے اور جس کے پاس ایمان نہیں ہوتا وہ میری صحبت سے دور بھاگتا ہے۔

دعا

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ آمین

﴿حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ رجب ۵۴۶ ہجری کو یہ خطبہ مدرسہ قادریہ میں ارشاد فرمایا﴾

☆☆☆☆

اَلْمَجْلِسُ الثَّانِیُ وَالسِّتُّوْنَ ﴿۶۲﴾

توحید اور زہد

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

تو اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنے دل میں اس قدر مضبوط کر کہ تیرے دل میں مخلوق میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ نہ تجھے گھر نظر آئے نہ ہی کوئی شہر توحید سب کو نابود کر دیا کرتی ہے۔ ساری دوا اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھنے اور دنیا کے سانپ سے اعراض کرنے میں ہے۔ تو اس وقت تک اس سانپ سے بھاگ کہ تیرے پاس کوئی سپیرا آجائے اور وہ اس کے دانت نکال دے اور اس کے زہر کو دفع کر دے اور تجھے اس کے قریب کر دے اور اس کا ہنر سکھلا دے اس کو تیرے سپرد کر دے اور اس میں کچھ بھی اذیت باقی نہ رہے پس اس وقت تو اس کو الٹے پلٹے گا اور اس کو تیرے ڈسنے کی قدرت بھی نہ ہوگی۔

جب تو اللہ تعالیٰ کو محبوب بنا لے گا اور وہ تجھے محبوب بنا لے گا۔ تو وہ دنیا اور شہوت اور لذت اور نفس اور خواہش اور شیطانوں کے شر کفایت فرمائے گا۔ پس تو اپنا مقسوم بلا ضرر اور بغیر کدورت کے حاصل کرتا رہے گا۔ اور بغیر گواہ کے مدعی۔ تو مشرک بن کر توحید کا دعویٰ کب تک کرتا رہے گا۔ کیا تجھے طاقت ہے کہ رات کے وقت میرے ساتھ خوفناک مقامات میں چلے۔ میں بغیر ہتھیار کے ہوں اور تو اپنے ہتھیاروں سے مسلح ہے پھر دیکھ کہ کون ڈرتا ہے میں یا تو۔ کون دوسرے کے کپڑوں میں چھپتا ہے میں یا تو۔ تو نے نفاق میں تربیت پائی ہے اور میری پرورش توحید میں ہوئی ہے۔

اللہ والے اور دنیا

اے مسلمانو۔ تم دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہو تاکہ وہ تمہیں کچھ دے دے اور دنیا

اللہ والوں کے پیچھے دوڑتی رہتی ہیں تا کہ وہ کچھ ان کو دے دے۔ دنیا انکے سامنے سر جھکائے کھڑی رہتی ہے۔

تو اپنے نفس کو توحید کی تلوار سے مار دے اور اس کو توفیق کی خود پہنا دے۔ اور اس کیلئے مجاہدہ کا نیزہ اور تقویٰ کی ڈھال اور یقین کی تلوار ہاتھ میں لے کہ کبھی نیزہ بازی ہو اور کبھی تلوار کے وار' تو اس وقت تک ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہ کہ تیرا نفس تیرے سامنے پست ہو جائے اور تو اس پر سوار ہو جائے۔ اس کی لگام ہاتھ میں لئے ہوئے تو اس پر جنگل اور دریا کا سفر کرتا پھرے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ تیرے سبب سے ان لوگوں پر فخر کرے گا جو کہ اپنے نفس کے ساتھ باقی ہیں اور نفس سے نجات نہیں پا سکے۔ جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا اور اس پر غالب آ گیا تو نفس اس کی سواری بن جاتا ہے اور اس کا بوجھ اٹھاتا ہے اور اس کا حکم مانتا ہے اور مخالفت نہیں کرتا۔ تیرے اندر کوئی خوبی نہیں یہاں تک کہ تو اپنے نفس سے واقف ہو جائے اور اس کو لذت سے روکے اور اس کا حق ادا کرے ہاں اس وقت تجھے دل سے قرار حاصل ہوگا اور دل کو باطن کے ساتھ قرار ملے گا اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرار ملے گا۔

تم مجاہدہ کی لاٹھی اپنے نفسوں سے نہ اٹھاؤ۔ تم اس کی مصیبتوں سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ تم اس کی چال بازی کی نیند سے دھوکہ نہ کھاؤ۔ تم درندہ کی بناوٹی نیند سے فریب میں نہ آؤ۔ تم پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ سو رہا ہے اور درحقیقت کسی شکار کی تاک میں ہے۔ یہ نفس بھلائی۔ اطمینان و عاجزی و انکساری اور نیک کاموں میں موافقت کا اظہار کرتا ہے اور باطن میں وہ اس کے خلاف پر ساعی ہوتا ہے۔ پس اس کے بعد جو صورت اس سے انجام پانے والی ہے اس سے ڈرتا رہ۔

اولیاء کرام مخلوق سے اعراض رکھتے ہیں لیکن ان کی طرف نظر کرنے اور بیٹھنے کی تکلیف اس لئے اٹھاتے ہیں کہ انہیں امرونہی کرتے رہیں۔ اولیاء کرام

کی مثال مخلوق کیلئے ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں نے چاہا کہ دریا کو عبور کریں اور بادشاہ تک پہنچ جائیں۔ پس لوگ راستہ سے واقف ہوئے اور عبور کر گئے اور جب وہ بادشاہ تک پہنچ گئے تو بادشاہ نے ان کو حکم فرمایا کہ ان کی طرف واپس ہوں تا کہ جس راستہ سے خود آئے ہیں اس سے ان کو واقف کر دیں پس وہ آئے اور کنارہ پر کھڑے ہو گئے اور ان کو آواز دی کہ راستہ ادھر ہے اور ان کو باخبر کرتے رہے اور وہ جب ان کے قریب پہنچ گئے تو ان کے ہاتھ پکڑ لئے اس کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔

وَقَالَ الَّذِىٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿سورۃ مومن﴾

ترجمہ: اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو تمہیں بھلائی کی راہ بتاؤں۔ ﴿کنزالایمان﴾

جو شخص تم میں عقل مند ہوگا نہ دنیا پر نہ اولاد اور اہل و اموال اور کھانے پینے کی چیزوں اور سواریوں اور عورتوں پر خوش ہوگا۔ یہ سب ہوس ہے۔

مسلمان کی خوشی ایمان و یقین کی قوت اور قلب کے دروازہ قرب حق تک پہنچ جانے پر ہوا کرتی ہے۔ اچھی طرح سن لو۔ خبردار ہو جاؤ کہ دنیا اور آخرت کے بادشاہ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عارف اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے عمل کرنے والے ہیں۔

شرک

اے اللہ کے بندے۔ تیرا دل اور باطن کب صاف ہوگا حالانکہ تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے ہوئے ہے اور تجھے کس طرح فلاح مل سکتی ہے۔ جبکہ تو ہر وقت مخلوق ہی سے مدد چاہتا ہے۔ مخلوق کی طرف جاتا ہے۔ مخلوق سے ہی شکوہ کرتا ہے اور مخلوق سے بھیک مانگتا رہتا ہے جبکہ تیرا دل توحید سے بالکل خالی ہے کہ اس میں ذرہ برابر بھی توحید نہیں ہے وہ صاف کس طرح ہو سکتا ہے۔ توحید

نور ہے اور مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھنا تاریکی اور اندھیرا ہے۔تو فلاح کس طرح پا سکتا ہے۔ حالانکہ تیرا دل تقویٰ سے ایسا خالی ہے کہ ذرہ بھی اس میں تقویٰ نہیں ہے تو خالق سے مخلوق کے ساتھ رہ کر حجاب میں پڑ ہوا ہے۔تو سبب پیدا کرنے والے سے سببوں میں الجھ کر حجاب میں پڑا ہوا ہے۔محض دعویٰ سے کیا حاصل ہوگا۔معرفت خداوندی صرف دو ہی صورتوں میں حاصل ہوسکتی ہے اول مجاہدہ اور ریاضت اور مشقتوں اور مصیبتوں کے برداشت کرنے سے یہی بات صالحین میں غالب اور مشہور ہے۔ دوسرے بغیر مشقت برداشت کئے محض عطائے خداوندی سے وہ بہت نادر ہے۔مخلوق میں سے ایک دو ہی کو یہ عطا ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی معرفت اور محبت عطا فرماتا ہے اس کے اہل وعیال اور اس کے کام کاج سے جدا کر کے اس میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرما دیتا ہے۔ اس کو ڈاکہ زنی سے جدا کر کے عبادت خانہ میں پہنچا دیتا ہے اور اس کے دل سے مخلوق کو نکال دیتا ہے اور اس کی طرف اپنے قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اس کو بے ہودہ گوئی سے علیحدہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو ذرا سی چیز بھی کافی ہو جاتی ہے اور اس کو فہم و دانش اور غلبہ وعزت عطا فرما دیتا ہے اور جو کچھ وہ دیکھتا اور سنتا ہے اس سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور وہی عمل کرتا ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہدایت وعنایت وکفایت کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس سے نہ ہوں۔ اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔

فرمان خداوندی ہے۔

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ

﴿سورۃ یوسف﴾

ترجمہ: ہم نے یونہی ہی کیا اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس مقرب بندے سے برائی اور گناہوں کو دور کر دیتا ہے اور توفیق کو اس کا خدمت گار بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والا اور اس کو پہچاننے والا مخلوق کو ہر طرح سے نصیحت کرتا ہے کبھی اپنے قول سے کبھی اپنے فعل سے اور کبھی صرف اپنی ہمت سے الغرض جس طرح وہ سمجھتے ہیں اور جس کو وہ سمجھ نہیں سکتے دونوں طرح نصیحت کرتا ہے۔

نفس کی اصلاح

اے اللہ کے بندے۔ اپنے ایمان کی کمزوری کے وقت صرف اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول رہ دوسروں کی فکر نہ کر۔ تیرے ذمہ تیرے اہل اور پڑوسی اور پڑوسن اور تیرے شہر اور تیرے ملک والوں کی اصلاح کا حق نہیں۔ ہاں جب تیرا ایمان قوی ہو جائے تب اپنے اہل وعیال کی اصلاح کی طرف توجہ کر۔ اس کے بعد عام مخلوق کی طرف نکل۔ مخلوق کی طرف اس وقت توجہ ہو جبکہ تقویٰ کی زرہ پہن لے اور اپنے دل کے سر پر ایمان کا خود اور اپنے ہاتھوں میں توحید کی تلوار اور اپنے ترکش میں قبولیت دعا کے تیر لے لے اور توفیق کے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو جائے اور بھاگ دوڑ اور تلوار زنی اور تیر اندازی سیکھ لے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر حملہ کر۔ پس اس وقت نصرت اور مدد خداوندی تیرے چھ جانبوں سے آئے گی اور تو مخلوق کو شیطان لعین کے ہاتھوں سے چھڑ لے گا اور ان کو آستانہ خداوندی تک پہنچا دے گا اور ان کو جنت کے اعمال کی ترغیب دے گا اور اہل جہنم کے اعمال سے ڈرائے گا اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ تو جنت وجہنم کو پہچان چکا ہے او ان دونوں کے اعمال سے آگاہ ہو چکا ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچ جاتا ہے اس کی دل کی آنکھوں سے پردے دور کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ چھیوؤں جانبوں میں جدھر توجہ کرتا ہے اپنی نظر کو اس کے پار پہنچا دیتا ہے اور کوئی چیز اس سے حجاب میں نہیں رہتی اور اپنے دل کے سر کو اٹھا کر عرش و آسمان سب کو دیکھ لیتا ہے اور سر کو نیچے جھکاتا ہے تو تمام زمین کے طبقات اور ان کے رہنے والوں کو دیکھ لیتا ہے۔ ان سب امور کا سبب ایمان اور معرفت خداوندی ہے جس کے ساتھ علم وحکمت دونوں ہوں۔ جب تو اس مقام پر پہنچ جائے گا پس اس وقت مخلوق کو آستانہ خداوندی کی طرف دعوت دے اس سے پہلے تجھ سے کچھ بھی نہ ہوگا۔ جب تو مخلوق کو دعوت دے گا اور بلائے گا اور خود دروازہ خداوندی پر نہ ہوگا تو یہ تیرا دعوت دینا اور بلانا الٹا تجھ پر وبال ہوگا جب تو حرکت کرے گا گر جائے گا۔ جب تو بلندی چاہے گا پست ہوگا۔ تجھے صالحین کے حالات کی کچھ خبر نہیں ہے تو محض زبان دراز اور بلکہ قلب کے خیالی زبان ہے۔ تو بغیر باطن کے ظاہر اور بغیر خلوت کے جلوت اور بغیر قوت کے بہادر بنا ہوا ہے۔ تیری تلوار لکڑی کی ہے اور تیرا تیر گندھک کا ہے تو بغیر شجاعت کے بڑا بہادر بنا ہوا ہے ہلکا سا تیر تجھے قتل کر دے گا اور ایک چھوٹا سا مچھر تجھ پر قیامت قائم کر دے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ قَوِّ اَدْیَانَنَا وَاِیْمَانَنَا وَاَبْدَانَنَا بِقُرْبِکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے اللہ ہمیں اپنا قرب عطا فرما اور ہمارے دین اور ایمان اور بدنوں کو اپنے قرب کی قوت عطا فرما اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ آمین

﴿حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۰ رجب ۵۴۶ ھ بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح مدرسہ قادریہ میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا﴾

ملفوظاتِ غوثیہ

نگاہ ولی سے زندگی ملتی ہے

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اول تو میں کسی کے پاس اٹھتا بیٹھا نہ تھا پھر اگر بیٹھتا بھی تھا تو اپنے دو تین احباب کے پاس اٹھتا بیٹھا تھا جو کہ یقین رکھنے والے اور میری موافقت رکھنے والے تھے۔

اے اللہ کے بندے تو اولیاء کرام کی صحبت اختیار کر کیونکہ ان کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب کسی پر نگاہ اور توجہ کرتے ہیں تو اس کو زندگی عطا کر دیتے ہیں اگر چہ وہ شخص جس کی طرف نگاہ پڑی ہے یہودی یا نصرانی یا مجوسی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ مسلمان ہوتا ہے تو اس کے ایمان اور یقین و استقامت میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ جب دل صحیح اور درست ہو جاتا ہے تو نگاہ بھی صحیح ہو جاتی ہے۔ جب دل درست ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ جب وہ کسی پر نظر ڈالتا ہے تو نگاہ معرفت و قرب سے نگاہ ڈالتا ہے اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس کا قرب اس کے دل میں ایک بادل بن جاتا ہے اور اس کی نگاہ بجلی بن جاتی ہے اور اس کا وعظ بارش بن جاتا ہے جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے وہ اس کو اپنی زبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس کی زبان قلم بن جاتی ہے جو کہ

معرفت کی دوات اور علم کے سمندر سے سیاہی لیتا ہے اور لکھتا ہے۔ اس کا وعظ نور و حکمت بن جاتا ہے اور اس کی نظر قلبی، حالت بجلی یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک مضبوط جڑ سے ظاہر ہوتے ہیں جو کہ احکام کے بجا لانے اور ممنوعات سے باز رہنے میں اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راضی کر لینے میں ثابت قدم ہو جاتا ہے اس کو یہ معرفت اور قرب حاصل ہوتا ہے اگر اس میں کچھ کمی باقی رہ جاتی ہے پس وہ حکم دینے والے کی طلب میں جو کہ اصل بھیجنے والا ہے چہرہ کے بل حیران و سراسیمہ پھرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی خرابیاں اور نقصان دور ہو جاتے ہیں اور اس کا علم اور قرب بڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے سچی محبت

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سچی طلب نیک اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور نیک عمل وہی ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اور اس میں کوئی شریک نہ ہو۔ نیک عمل تجھے اس شاہراہ پر لا کر ڈال دے گا جو اللہ تعالیٰ کو تجھ سے مقصود ہے پس تو دائیں بائیں ہوئے بغیر اپنے دل اور معنی اور اندرون کے پاؤں سے چلے گا مخلوق اور دنیا و آخرت سب سے علیحدہ ہوکر اس راستہ میں سیر کرے گا اور ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو چاہنے والے ہیں۔ اور تو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح کہے گا۔

وَعَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی

یعنی اے میرے رب میں نے تیری طلب میں اس لئے جلدی کی ہے تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اس کی ذات پاک کا طالب ہوتا ہے تو وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا تھا۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ

یعنی اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر پہلے ہی سے دودھ پلانے والیاں حرام دی تھیں۔ ایسے ہی اس محبّ صادق کے دل پر ہر فانی مخلوق سے تربیت پانا حرام کر دیا جاتا ہے کہ فنا کے بعد اس کو بقا نصیب ہوتی ہے۔ اور تمام دودھ پلانے والیوں کے دودھ اس کے حق میں غیرت خداوندی کی وجہ سے خشک کر دیئے جاتے ہیں اور تمام چیزیں اس کے دل سے زائل کر دی جاتی ہیں ﴿وہ صرف یہ قدرت سے تربیت پاتا ہے﴾ تاکہ وہ کسی غیر کے ساتھ اپنے محبوب کے سوا مقید نہ ہو جائے۔ یہ مومن عارف ہمیشہ اپنے اعمال صالحہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں رہ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے دل کیلئے اپنے پروردگار کے حضور میں داخلے کی اجازت حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ عارف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں غلام کی طرح خدمت گار بنا رہتا ہے۔ عرصہ دراز کی خدمت کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے بادشاہ کا دروازہ دیکھا دیجئے کسی کام میں لگا دیجئے اور ایسی جگہ پر بیٹھا دیجئے کہ میں بادشاہ کو دیکھتا رہوں اور میرا ہاتھ اس کے قرب کے دروازہ کی زنجیر میں لگا دیجئے پس حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو اپنی معیت میں لیکر آستانہ خداوندی کے دروازہ کے قریب لے جاتے ہیں اور ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

اے میرے محبوب ﴿صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾ اے سفیر' اے رہنما' اے رہبر' اے معلم' یہ تمہارے ساتھ کون ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب عرض کرتے ہیں۔

اے میرے پروردگار تو جانتا ہے ایک ناتواں اور کمزور ہستی ہے کہ جس کی میں نے تربیت کی ہے اور اس کو شاہی دروازہ کی خدمت کیلئے منتخب کرلیا ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عارف کے دل سے ارشاد فرماتے ہیں کہ اب تو ہے اور تیرا پروردگار ہے۔ جیسا کہ شب معراج جرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمان پر چڑھایا اور اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچا دیا تو عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں آپ ہیں اور آپ کا پروردگار ہے۔

موت کی تیاری

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

اے اللہ کے بندے۔ تو اپنی آرزو کو کوتاہ کر اور حرص میں کمی پیدا کر۔ اور ایسی نماز ادا کر کہ جس طرح دنیا سے رخصت ہونے والا شخص آخری نماز پڑھتا ہے۔ کسی مومن شخص کو سونا اس وقت تک زیبا نہیں دیتا کہ جب تک وہ اپنا وصیت نامہ لکھ کر اپنے سر کے نیچے نہ رکھ لے۔ اگر اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کی حالت میں بیدار کر دے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے ورنہ اس کے گھر والے اس کا وصیت نامہ پالیں گے کہ اس کی موت کے بعد اس سے نفع اٹھا کر اس کیلئے رب کے حضور میں رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔ تیرا کھانا پینا' تیرا اپنے اہل وعیال میں رہنا' تیرا اپنے دوستوں سے ملنا' دنیا سے رخصت ہونے والے شخص کی طرح ہونا چاہیے۔ تو اپنے دل میں یہ بات پیدا کر کہ میں رخصت ہو رہا ہوں اور جس کی ہر بات غیر ہی کے قبضہ میں ہو اس کی یہ حالت کیوں نہ ہو۔ مخلوق میں بعض ہی افراد ایسے ہوتے ہیں جو آگاہ ہو جاتے ہیں کہ ان کیلئے کیا تجویز ہوا ہے اور ان سے کیا صادر ہوگا اور کس دن ان کی وفات ہوگی اور یہ ان کے دلوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور اس کو کھلا ہوا اس طرح دیکھتے ہیں کہ جس طرح تم اس

آفتاب کو دیکھتے ہو۔ ان کی زبانیں ان کا اظہار نہیں کرتی۔ اول اس کی اطلاع باطن کو ہوتی ہے اس کے بعد باطن قلب کو اطلاع دیتا ہے اور قلب نفس مطمئنہ کو اطلاع دے کر پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرتا ہے۔ نفس اس امر مودب پر ہونے اور دل کی خدمت گذاری اور اس کی معیت میں رہنے کے بعد مطلع ہوا کرتا ہے۔ وہ مجاہدوں اور تکالیف برداشت کرنے بعد اس کا اہل ہو جاتا ہے۔ جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نائب اور زمین پر اس کا خلیفہ بن جاتا ہے وہ اسرار خداوندی کا دروازہ ہوتا ہے جن کے پاس انکے دلوں کے خزانوں جو کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے کی کنجیاں آجاتی ہیں۔ یہ ایسی چیز ہے جو کہ مخلوق کی عقل سے بالاتر ہے۔ کیونکہ مخلوق سے جو کچھ بھی ظاہر ہو رہا ہے وہ اس کے پہاڑ کا ایک ذرہ اس کے سمندر کا ایک قطرہ اور اس کے آفتاب کا ایک چراغ ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعْتَذِرُ اِعْتِذَارُ اِلَیْکَ مِنَ الْکَلَامِ فِیْ ھٰذِہِ الْاَسْرَارِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ مَغْلُوْب''

اے اللہ میں ان اسرار کے متعلق گفتگو کرنے سے معافی چاہتا ہوں اور عذر پیش کرتا ہوں اور تو جانتا ہے کہ میں مغلوب ہوں۔

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جس بات سے تجھے معذرت کرنا پڑے اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ لیکن جب میں اس کرسی پر بیٹھتا ہوں تو تم سے غائب ہو جاتا ہوں اور وہ میرے دل کے سامنے موجود ہی نہیں رہتا کہ جس کی معذرت کرنے کی ضرورت ہو اور تم کو وعظ کہنے کی حالت میں اس کا خیال رکھوں گا۔ میں تمہارے پاس سے ایک مرتبہ بھاگا تھا اور تم ہی میں پھر آ پڑا۔ میں نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ ہر رات نئی جگہ گذاروں اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف۔ اور ایک گاؤں سے

دوسرے گاؤں کی طرف سیر کرتا پھروں اور حالت مسافرت میں پوشیدہ رہوں یہاں تک کہ وفات پا جاؤں۔

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پھر فرمایا کہ یہ تو میرا ارادہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کے خلاف تھا جو کہ ہوا۔ اور جس بات سے بھاگا تھا اسی جگہ آ پڑا۔

تکوین کے میدان

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب دل درست ہو جاتا ہے اور اس کے قدم آستانہ خداوندی پر جم جاتے ہیں تو وہ تکوین کے میدان اور جنگلوں اور اس کے سمندروں میں جا پڑتا ہے۔ بس یہ کبھی اس کے کلام سے انجام پاتا ہے اور کبھی ہمت سے انجام پاتا ہے اور کبھی اس کی توجہ سے انجام پاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فعل بن جاتا ہے اور یہ یکسو ہو جاتا ہے اور یہ فنا ہو جاتا ہے اور وہی باقی رہتا ہے۔ تم میں سے کم لوگ وہ ہیں جو اس کی تصدیق کریں گے اکثر تو تکذیب ہی کرنے والے ہیں۔ اس کی تصدیق کرنا اور اس پر عمل کرنا انتہائی مرتبہ ہے۔

صالحین کا منکر منافق اور دجال ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

صالحین کے احوال کا وہی شخص انکار کرسکتا ہے جو منافق اور دجال اور اپنی خواہش پر سوار ہوتا ہے۔ یہ امر اعتقاد صحیح اور اس کے بعد عمل کرنے پر موقوف ہے۔ جو شخص ظاہر شریعت پر عمل کرتا ہے اور اس کو معرفت خداوندی کا وارث بنا دیا کرتا ہے اور اس سے واقف کر دیتا ہے۔ حکم اس کے اور مخلوق کے درمیان ہوتا ہے اور علم اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان میں اس کے اعمال ظاہری بمقابلہ اعمال باطنی کے مثل ایک ذرہ کے ہو جاتے ہیں۔ اس کے اعضاء سکون

لیتے ہیں اس کا دل سکون نہیں کرتا اس کے سر کی آنکھیں سو جاتی ہیں اور اس کا دل عمل کرتا رہتا ہے اور ذکر کرتا رہتا ہے۔

حکایت

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی جس پر تسبیح پڑھ رہے تھے اچانک ان کی آنکھ لگ گئی اور سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھل گئی تو انہوں نے دیکھا کہ تسبیح ہاتھ میں بدستور چل رہی ہے اور ان کی زبان برابر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے۔

اس کے دل کو عمل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے پس وہ عمل کرتا ہے اور اس کے باطن کو بھی عمل کرنے کا حکم دیا جاتا ہے پس وہ باطنی عمل کرتا رہتا ہے۔

چنانچہ فرمان خداوندی ہے۔

اللہ والوں کیلئے اور بھی عمل ہیں جن کو وہ کرتے رہتے ہیں۔ ظاہری عمل تو تمام بندوں کیلئے ہیں اعضاء کے اعتبار سے اور باطنی عمل قلوب و اسرار کی حیثیت سے خاص بندوں کیلئے ہیں۔ اندرونی راز و نیاز ان کے اور خالق کے درمیان ہوتے ہیں جس کی اطلاع دوسروں کو نہیں ہوتی باوجود اتنے قرب کے یہ خوف کے قدم پر کھڑے ہوئے ڈرتے رہتے ہیں۔ حالات کے تغیر اور زوال مرتبہ کی بابت اغیار کے سے انقلاب کا اندیشہ رکھتے ہیں اور قلوب کے مسخ ہو جانے سے ڈرتے رہتے ہیں اور خائف رہتے ہیں کہ کہیں ان کے قلوب مسخ نہ کر دیئے جائیں اور ان کے چاند سورج گہن میں نہ آ جائیں اور ان کے پاؤں پھسل نہ جائیں اسی خیال سے ہر وقت آستانہ قرب خداوندی کی زنجیر سے لٹکے رہتے ہیں۔ اور اسی کے دامن رحمت کو تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے رہتے ہیں۔

دعا

رَبَّنَا لاَ نُرِيْدُ بَقَاءَ الْإِيْمَانِ وَالْمَعْرِفَةِ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا بذٰلک قَدْ

تَمَسَّکْنَا بِذَیْلِ رَحْمَتِکَ فَلَا تُخَیِّبْ ظَنَّنَا فِیْکَ کَوْنُ لَنَا ذَالِکَ فَاِنَّکَ اِذَارَدْتَ اَمَرَ قُلْتُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنَ

اے ہمارے رب ہم تجھ سے دنیا و آخرت کچھ نہیں چاہتے۔ ہم ایمان و معرفت کی بقا کے طالب ہیں تو بطور صدقہ ہمیں عطا فرما دے ہم نے تیری رحمت کے دامن کو تھام لیا ہے ہمارے اس گمان کو جو کہ ہم نے تیرے ساتھ کرلیا ہے خائب و خاسر نہ کر دینا۔ تو ہماری اس مراد کو پورا فرما دے کیونکہ جب تو کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کن فرما دیتا ہے تو پس وہ ہوجاتا ہے۔

اولیاء کرام کی اتباع

حضرت غوث رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

اے میری قوم۔ تم اولیاء کرام اور ان کے اقوال و افعال میں ان کی اتباع کرو ان کے خادم بنے رہو اپنی جان اور مال سے ان کا قرب حاصل کرو۔ جو کچھ تم ان کو دو گے وہ ان کے پاس تمہارے لئے محفوظ رہے گا۔ اور کل قیامت کے دن وہ تمہاری امانتیں تمہارے سپرد کر دیں گے۔ تو وسعت رزق کی تمنا کرتا ہے حالانکہ علم خداوندی میں اس کی تنگی کے متعلق قلم چل چکا ہے لہٰذا تو مبغوض بن گیا ہے کہ ایسی چیز کا طالب ہے جو تیری مقسوم میں نہیں ہے۔ تو کب تک دنیا کی طلب میں کوشش و حرص کرے گا حالانکہ تجھے قسمت سے زیادہ لکھا ملنے والا نہیں ہے۔ اولیاء کرام کے قدم طاعت پر کھڑے رہتے ہیں ان کے دل خوف زدہ رہتے ہیں اور تم معصیت کے قدم پر کھڑے ہو اور تمہارے دل بالکل بے خوف ہیں یہی سراسر دھوکہ ہے تم اس سے ڈرو کہ وہ کہیں تمہیں اچانک اپنی گرفت میں نہ لے لے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِسْتَعِیْنُوْا عَلٰی کُلِّ صَنْعَةٍ بِصَالِحِ اَهْلِهَا

تم ہر کام میں اس کام کے لائق اور صالح لوگوں سے مدد لیا کرو۔

عبادت خداوندی بھی ایک بہت بڑا کام ہے اور اس لائق و اہل وہ ہیں جو کہ اعمال میں اخلاص کرنے والے احکام شریعت کے جاننے والے اور اس پر عمل کرنے والے معرفت خداوندی کے بعد مخلوق کو رخصت کر دینے والے اپنی جانوں اور مالوں اور اولاد اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں سے بھاگنے والے اور اپنے قلوب و اسرار کے قدموں پر کھڑے رہنے والے ہیں۔ ان کے جسم تو آبادی کے اندر مخلوق کے درمیان میں اور ان کے دل جنگلوں چٹیل میدانوں میں ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل پرورش پالیتے ہیں اور ان کے بازو مضبوط ہو جاتے ہیں اور آسمان کی طرف اڑنے لگتے ہیں ان کی ہمتیں بلند ہو جاتی ہیں اور ان کے قلوب پرواز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قریب جا پہنچتے ہیں پس وہ ان لوگوں میں سے ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَار ﴿سورۃ جن﴾

ترجمہ: اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

﴿کنز الایمان﴾

جب تیرا ایمان یقین بن جائے گا تیری معرفت علم بن جائے گی اس وقت تو خدائی کارندہ بن جائے گا۔ دولت مند لوگوں کے ہاتھوں سے لے کر فقیروں میں تقسیم کرے گا۔ تو باورچی خانہ کا دروازہ بن جائے گا تیرے دل اور باطن کے ہاتھوں پر لوگوں کا رزق جاری ہوگا۔

اے منافق جب تک تو ایسا نہ ہو جائے تیری کوئی عزت نہیں۔

تجھ پر افسوس ہے تو نے کسی پرہیزگار متقی۔ زاہد و عالم کے ہاتھ پر جو کہ حکم

اور علم کا جاننے والا ہے تہذیب حاصل نہیں کی۔

تجھ پر افسوس ہے تو ایسی چیز کا طالب ہے جو کہ تجھے ملنے والی نہیں ہے جب دنیا ہی محنت و مشقت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی تو قرب خداوندی کس حاصل ہوسکتا ہے۔ تجھے ان لوگوں سے واقفیت اور نسبت ہی کیا ہے جن کی کثرت عبادت کا وصف اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح ذکر کیا ہے۔

فرمان خداوندی ہے

كَانُوْ قَلِيْلاً مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْن وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

﴿سورۃ الذاریات﴾

ترجمہ: وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے۔

﴿کنزالایمان﴾

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت میں ان کی سچائی کو جان لیا ان کیلئے ایسی ایسی ہستیاں پیدا کر دیں جو کہ ان کو خبردار کرتی ہیں اور ان کے بستروں سے ان کو اٹھاتی رہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اے جبرائیل تو فلاں شخص کو اٹھا کر کھڑا کر دے اور فلاں شخص کو سلا دے۔

اس کے دو معنی ہیں۔

﴿۱﴾ ایک یہ کہ فلاں شخص کو کھڑا کر کیونکہ وہ اپنی عبادت میں سچا ہے اور مخلوق سے بھاگنے والا ہے تو اس سے تکلیف اور نیند کو دور کر دے اور تو فلاں کو سلا دے کیونکہ وہ بہت جھوٹا اور منافق ہے۔ باطل در باطل ہے اور لعنت در لعنت کا مستحق ہے تو اس پر اونگھ کو مسلط کر دے تا کہ میں راتوں کو کھڑے ہوکر عبادت کرنے والوں میں اس کا منہ نہ دیکھوں۔

﴿۲﴾ دوسرے معنی یہ ہے کہ اے جبرائیل فلاں شخص کو اٹھا کیونکہ وہ محبّ و طالب ہے اور تکلیف اٹھانا محبّ و محبت کی شرط ہے اور فلاں کو سلا دے کیونکہ وہ محبوب ہے اور محبوب کیلئے راحت شرط ہے تو وہ سلا دیا جاتا ہے اور اسے راحت دی جاتی ہے کیونکہ اس نے دن کو رات سے عبادت سے ملا دیا اس نے کئے ہوئے اقرار اور وعدہ کو پورا کر دکھایا ہے اور اپنی سچی محبت کو ثابت کر دیا ہے۔ پس جب اس نے اپنے عہد و اقرار کو درست کرلیا اور پورا کر دکھایا اب اللہ تعالیٰ کے عہد کے پورا کرنے کا وقت آ گیا ہے کیونکہ وہ اپنے راستہ میں رنج و تکلیف اٹھانے والوں کا اپنی معیت میں راحت کا ضامن ہے۔

اولیاء کرام کے قلوب جب اپنے پروردگار کی طرف چلنے میں انتہا پر پہنچ جاتے ہیں تو وہ خواب میں وہ چیزیں دیکھنے لگتے ہیں جو انہوں نے حالت بیداری میں نہ دیکھی تھیں۔ انہوں نے نمازیں ادا کیں روزے رکھے اور فاقہ و بے آبروئی کے مجاہدوں میں اپنے آپ کو ڈالا۔ راتوں کو دنوں سے ملا دیا اور عبادتوں میں مشغول رہے یہاں تک کہ ان کو جنت حاصل ہوگئی۔ جب جنت حاصل ہوگئی تو پھر ان کو ارشاد ہوا کہ راستہ تو دوسرا ہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طلب ہے۔ لہٰذا ان کے اعمال اب قلبی بن گئے پس جب دل اللہ تعالیٰ تک پہنچ گئے تو وہ مضبوط و راسخ قدم ہوگئے اور وہاں ٹھہر گئے۔ جس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کیا طلب کر رہا ہے تو اس کو اپنے پروردگار کی طاعت میں اپنی قوت و کوشش کا خرچ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ مسلمان ہر وقت ریاضت میں رہا کرتا ہے یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے جا ملاقات کرتا ہے۔

شیخ اور مرید

تجھ پر افسوس ہے تو میرے مرید ہونے کا مدعی ہے اور اپنا مال مجھ سے پوشیدہ رکھتا ہے تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے مرید کیلئے اپنے شیخ کامل کے مقابلہ پر

نہ قمیض ہوتی ہے نہ عمامہ اور نہ سونا اور نہ مال و زر وہ سب کچھ اپنے شیخ کا ہی جانتا ہے وہ اسی کے طباق پر وہی چیز کھاتا ہے جس کے کھانے کا اس کو حکم دیا جاتا ہے وہ اپنے آپ سے فنا ہو جاتا ہے اور شیخ کامل کے حکم و ممانعت کا منتظر رہتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ شیخ کامل کا حکم کرنا اور منع کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور نیز یہ بھی جانتا ہے کہ مرید کی ساری مصلحتیں شیخ کامل کے ہاتھ پر ہوتی ہیں اور اس کی رسی کو وہی بٹتا ہے۔ اگر تو اپنے شیخ پر تہمت لگائے تو اس کی صحبت اختیار نہ کر اور نہ اس کی صحبت اختیار کرنا تیرے لئے درست ہوگی اور نہ اس کا مرید بننا تیرے فائدہ مند ہوگا۔

مریض جب طبیب پر الزام لگاتا ہے تو اس کے معالجہ سے شفایاب نہیں ہوتا۔

قرآن وحدیث پر عمل کرنا

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا زہد مخلوق میں درست ہو جاتا ہے تو مخلوق کا اس کی طرف رغبت کرنا درست ہو جاتا ہے اور وہ اس کے کلام اور اس کی طرف نظر کرنے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ جب تو مخلوق کو علم و معرفت خداوندی سے جاننے اور پہچاننے لگے گا تو مخلوق کی ساری صنعتیں تیری نظر سے غائب ہو جائیں گی۔ انس و جن اور فرشتے سب تجھ سے معدوم ہو جائیں گے اور تیرا دل دوسری صفت کے ساتھ متصف کر دیا جائے گا اور اسی طرح تیرا باطن اس سے علیحدہ کر دیا جائے گا اور تیرے وجود کا پوست جو کہ بنی آدم کی عادت کا پوست ہے تجھ سے دور ہو جائے گا۔ شریعت آئے گی تیری قمیص بن جائے گی پس تو شریعت کا لباس پہنے ہوئے تمام زمین میں پھیرے گا اور اپنے نفس اور مخلوق خداوندی کو احکام خداوندی بتائے گا۔ تو اس چیز کو لازم پکڑ جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور وہ قرآن کریم اور حدیث ہے۔ کیونکہ جو قرآن وحدیث کو چھوڑ دیتا ہے وہ زندیق ﴿یعنی

بے دین بن جاتا ہے اور اسلام کی حد سے خارج ہو جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ٹھکانہ جہنم اور عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی عذاب میں مبتلا ہوگا۔

شریعت کا اتباع کرنے والوں کی پیروی کی جائے

عارف کے دل کیلئے احکام شریعت کی مضبوطی اور آستانہ خداوندی پر جم جانے کے بعد ایک اور چیز جو کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ درمیان میں ہوتی ہے حاصل ہو جاتی ہے جس کے سبب سے وہ اس کا مستحق ہو جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے اور اس کی باتوں کو سنا جائے۔ اس لئے ان لوگوں کی اتباع کی ممانعت آتی ہے جو کہ شریعت کے پابند نہ ہوں کیونکہ شریعت کی پابندی ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں اور شریعت کی اتباع ہی معرفت خداوندی کی جڑ ہے اور جس نے عمل اور اخلاص سے اس کو مضبوط کیا اور مخلوق کو اس کی تعلیم دی وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبے والا ہے اس لئے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے

مَنْ تَعَلَّمَ وَعَلِمَ وَعَلَّمَ دُعِيَ فِي الْمَلَكُوْتِ عَظِيْمًا

ترجمہ: جس شخص نے علم حاصل کیا اور اس پر عمل کیا اور دوسرے لوگوں کو علم سکھایا وہ ملکوت اعلیٰ میں عظیم نام سے پکارا جائے گا۔

جہالت اور گوشہ نشینی

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

تو اپنے خلوت خانہ میں جہالت کے ساتھ گوشہ نشین نہ ہو کیونکہ ایسی گوشہ نشینی اختیار کرنا پوری خرابی ہے۔ اس لئے کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

پہلے فقہ حاصل کر اس کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر

جب تک ایک ایسا شخص بھی موجود ہو جس سے تو ڈرتا ہو یا اس سے کسی قسم

کا طمع رکھتا ہو اس وقت تک تیرا خلوت خانہ میں بیٹھنا تیرے لئے بہتر نہیں ہے۔ تیرے لئے خوف اور طمع کے قابل صرف ایک ذات پاک یعنی اللہ تعالیٰ ہو اور کوئی باقی نہ رہے میں تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور اس کا قرب حاصل کرنے کی غرض سے اس کے دین پر قائم رہنے کے سوا کسی کو جانتا اور پہچانتا ہی نہیں ہوں اور اس کے دین پر قیام اور اس کی مدد محض ذات خداوندی کیلئے ہے نہ کہ کسی دوسرے کیلئے۔ عوام الناس جب حدود شریعت سے بڑھ جاتے ہیں ممنوعات کے مرتکب ہوتے ہیں احکامات کو چھوڑ دیتے ہیں اور دین کو پس پشت ڈال دیتے ہیں تو یہ دین دہائی دیتا ہے اور صدیق اس آواز کو سنتا ہے اور اس کے دل اور باطن کو بھی یہ آواز سنائی دیتی ہے۔ تو اس کی چیخ و پکار کو سن کر کمر بستہ ہو جاتا ہے اور کھڑے ہو کر پوری طرح اس کی مدد میں مشغول ہو جاتا ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتا ہے وہ دین کی خیر خواہی کرتا ہے اور اس کی طرف سے مدافعت کرتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ محض اپنے پروردگار کی قوت و مدد سے کرتا ہے نہ کہ اپنے نفس' خواہش' طبیعت' رعونت' جہالت اور نفاق کی قوت سے۔ عبادت اس کا نام ہے کہ عادت کو ترک کیا جائے نہ یہ کہ عادت کو بھی عبادت بنا لیا جائے۔ عادت ہی عبادت کی قائم مقام ہے۔

اولیاء کا دنیا و آخرت اور مخلوق سے قطع تعلق کرنا

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء کرام نے دنیا اور آخرت اور مخلوق کے تعلق کو باطل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے تعلق پیدا کر لیا۔ تم اپنے کھوٹے درہم پیش نہ کرو کیونکہ پرکھنے والا بڑا ہوشیار ہے وہ بغیر کسوٹی پر پرکھے تم سے نہ لے گا۔ جو کھوٹ تمہارے پاس ہے تم اس کو پھینک دو اور اس کو کوئی چیز بھی نہ سمجھو۔ تم سے وہی مال لیا جائے گا جو بھٹی میں داخل ہو کر میل کچیل سے صاف ہو جائے گا۔ پس تم یہ خیال نہ کرو کہ معاملہ آسان ہے۔ تم

میں سے اکثر لوگ اخلاص کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ہوتے منافق ہیں۔ اگر امتحان کا معاملہ نہ ہوتا تو بہت لوگ دعوے دار بن جاتے۔ جو شخص بردباری کا مدعی ہوگا ہم غصہ دلا کر اس کا امتحان لیں گے اور جو شخص سخاوت کا مدعی ہوگا ہم مانگ مانگ کر اس کا امتحان لیں گے۔ اور ہر وہ شخص جو کسی چیز کا دعویٰ کرے میں اس کا اس کی ضد سے امتحان لیتا ہوں۔ تم اپنے ہوس کو چھوڑ دو اور اپنی تمام حالتوں میں تقویٰ اختیار کرو۔ رب تعالیٰ کی ذات انہیں کیلئے ہے جو تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں۔ تم اصل میں شرک سے اور فرع میں گناہوں سے بچو۔ اس کے بعد قرآن و حدیث کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور اس کو اپنے ہاتھوں سے نہ چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی کریم ہے وہ اپنے بندے پر خوف جمع نہیں کرتا۔

اولیاء اللہ کا خوف

اولیاء کرام کا خوف دنیا میں کھانے اور پینے اور لباس پہننے اور نکاح کرنے اور تمام تصرفات میں مقدم ہو چکا ہے۔ انہوں نے حرام اور متشبہات اور بہت سی حلال چیزوں کو حساب اور عذاب خداوندی کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے اپنے کھانے پینے اور تمام حالتوں میں تقویٰ اختیار کرلیا ہے اور دنیا میں تمام چیزوں کو بطریق زہد چھوڑ دیا ہے۔ پس جب زہد نے ان کی طبیعتوں میں قرار پکڑلیا تو انہیں علم خداوندی حاصل ہوگیا اور وہ علم ان کے سروں کا تاج بن گیا ہے۔ پس لامحالہ حرام و متشبہات اور مباح ان سے برطرف ہوگئے اور خالص حلال ان کے پاس رہ گیا جو کہ ان صدیقین کا جن کو اس کا غم نہیں اور نہ وہ ان کے دل میں خطرہ بن کر گذرتا ہے حلال ہے۔

دنیا اور آخرت کا ترک کرنا

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بندہ جب دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے علاوہ ہر چیز سے علیحدہ ہو

جاتا ہے اور اس کا دل مقام قرب و احسان و لطف خداوندی میں پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو کھانے پینے اور لباس یا کسی اور چیز کے حاصل کرنے کی جو کہ اس بندہ کی مصلحتوں میں ہیں تکلیف نہیں دیتا۔ اس بندے کا دل ان چیزوں میں مشغول ہونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مقربین کے دل ہر وقت قرب و علم کی خاص درسگاہ میں رہتے ہیں۔ جہاں ان کے قلوب و باطن کو تمام ارادوں سے فنا ہو جانے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ڈال دینے کی تعلیم دی جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ خود ان کا سرپرست بن جاتا ہے اور کسی دوسرے کے حوالے نہیں کرتا اور یہ امور عام مخلوق کی عقلوں اور اس ظاہر سے بالاتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان اولیاء کرام کو فنا کر دیتا ہے پھر جب چاہتا ہے ان کو زندہ کر دیتا ہے اور مخلوق کی طرف واپس کر دیتا ہے۔ علم اول کی علم ثانی سے تائید ہوتی ہے۔ اول جہل ہوتا ہے اس کے بعد علم اس کے بعد عمل پھر اخلاص۔ پھر اس کے بعد دوسرا علم۔ اس کے بعد دوسرا عمل اول خاموشی ہے پھر گویائی۔ اول اپنی ہستی سے فنا ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ موجود ہونا ہے۔

تمام چیزیں اللہ کی محکوم ہیں

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

اے مردہ دلو۔ تمہارا میرے پاس بیٹھنا کس کام کا ہے۔ اے دنیا اور بادشاہوں کے بندو۔ اے امیروں کے غلاموں اے گرانی کے بندو۔ تم پر افسوس ہے اگر گیہوں کے دانہ کی قیمت ایک دینار تک پہنچ جائے تو بھی صاحب ایمان کو کچھ پرواہ نہیں کرتا نہ اس کی قوت یقین اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے کی وجہ سے اس کو اپنی معاش کا فکر لاحق ہوتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ ضرور پہنچائے گا۔

تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کر۔ پرے ہٹ علیحدہ ہو جا۔ تمام

چیزیں اللہ تعالیٰ کی محکوم اور ماتحت اور اس کے زیر اثر ہیں مخلوق سے روگردانی کرنا بڑا حق اور خالق کے ساتھ مشغول ہونا بہت زیادہ اور بڑا حق ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تمہاری سمجھ میں نہیں آتا۔ تم پر لازم ہے کہ تم توحید کے دلائل کو سمجھو اور صدیقین و اولیاء کرام کے کلمات پر توجہ کرو اور انہیں سنو۔ ان کی باتیں وحی الٰہی کی طرح ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی کے حکم سے بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عوام کمینوں کے حکموں سے جدا و علیحدہ خاص حکم دیا کرتا ہے۔ ان کا کلام عوام کی طرح نہیں ہوا کرتا۔ تو سراپا ہوس ہے تو کتابوں سے وعظ اکٹھا کر لیتا ہے اور وعظ و بیان کرنے لگتا ہے۔ اگر تیری کتاب ضائع ہوگئی تو تو کیا کرے گا۔ یا تیری کتابوں میں آگ لگ جائے یا تیرا وہ چراغ جس سے تو کتابوں کو دیکھتا ہے بجھ جائے تو تو کیا کرے گا۔ جب تیرا گھڑا ٹوٹ جائے اور اس میں جو پانی ہے بہہ جائے تو بتا تو کیا کرے گا۔ تیری انگیٹھی اور کوئلے اور دیا سلائی اور چشمہ کہاں ہے جس سے تو کام لے گا۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے او اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے تو نور خداوندی اس کے دل میں چقماق اور چشمہ بن جاتا ہے پس وہ خود بھی منور اور روشن ہو جاتا ہے اور دوسرے بھی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اے شور و غل مچانے والو۔ اے خواہشات کے ہاتھوں سے جمع کی ہوئی کتابوں کے تابعدارو۔ تم پر افسوس ہے تم خاص لوگوں سے جھگڑا کرتے ہو۔ تم شکست کھاؤ گے اور ہلاک ہو جاؤ گے اور اپنی مراد کو نہ پہنچ سکو گے بھلا تمہاری کوششوں سے تقدیر و علم ازلی کس طرح پلٹ سکتا ہے تم مومن اور مسلمان بنو۔

کیا تم نے فرمان خداوندی نہیں سنا۔

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ

ترجمہ: جنتی وہی ہیں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے۔

اسلام کی حقیقت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

اسلام کی حقیقت گردن کا جھکا دینا ہے۔ اولیاء کرام نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیا اور چون چرا اور اس کو یوں کر اور یوں نہ کر کو بھلا دیا ہے۔ اولیاء کرام طرح طرح کی طاعتیں کرتے ہیں اور اس کے سامنے خوف کے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں ہر وقت ان پر خوف طاری رہتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

ارشاد فرماتا ہے۔

يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ"

ترجمہ: وہ کوئی کام کریں ان کے دل خوف زدہ رہتے ہیں۔

میرے احکام کی تعمیل کرتے رہتے ہیں اور ممنوعات سے بچتے رہتے ہیں اور میری بلا پر صبر کرتے رہتے ہیں اور عطا پر شکر کرتے ہیں اور اپنی جانوں اور مالوں اور اولادوں و آبروں کو تقدیر خداوندی کے ہاتھوں میں حوالے کرتے ہیں اور ان کے دل مجھ سے خائف رہتے ہیں

عارف باللہ جب آخرت سے زہد کرنے لگتا ہے تو آخرت سے کہتا ہے تو مجھ سے دور ہو جا کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا طالب ہوں۔ تو اور دنیا میرے نزدیک سب ایک ہیں۔ دنیا مجھے تجھ سے روکتی تھی اور تو مجھے اللہ تعالیٰ سے روکتی ہے۔ جو مجھے اللہ تعالیٰ سے روکے اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ تم اس کلام کو سنو کہ یہ علم خداوندی کا مغز ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے اور اپنی مخلوق کے متعلق جو کچھ مقصود ہے اس کا خلاصہ ہے اور یہ انبیاء مرسلین علیہم السلام اور اولیاء صالحین کا واقعی حال ہے۔

اے دنیا و آخرت کے بندو۔ تم اللہ تعالیٰ اور اس کی دنیا اور آخرت سے

ناواقف ہو۔ تم انسان نہیں بلکہ دیواریں ہو۔ تیرا بت دنیا بنی ہوئی ہے۔ تیرا بت آخرت بنی ہوئی ہے۔ تیرا بت مخلوق بنی ہوئی ہے اور تیرا بت خواہشات و لذات بنی ہوئی ہیں اور تیرا بت مدح و ثناء اور مخلوق میں مقبولیت بنی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو چیز بھی ہے وہ بت ہے۔

اولیاء کرام صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے طالب ہوتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی نعمتیں دروازہ خداوندی پر ان کو کھلائی جاتی ہیں۔ طبیب کے گھر میں کھلائی جاتی ہیں۔ طبیب ان میں سے جو چیز بھی چاہے لے اور مریض کو کھلا دے۔

منافق پر قیامت

اے منافقو۔ تم اس حال سے بے خبر ہو۔ منافق تو اس میں سے ایک حرف سننے کی بھی طاقت نہیں رکھتا اس پر قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ حق سننے پر قادر ہی نہیں۔ میرا کلام حق ہے اور میں حق پر ہوں۔ میرا کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے نہ کہ میری طرف سے شریعت کی طرف سے ہوتا ہے نہ ہوا وہوس کی طرف سے مگر تیری بیمار سمجھ پر آفت ہے۔

مومن کی موت

تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے علم حاصل کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا پس تیرا علم کیا نفع دے گا۔ تو نے جوانی کی حالت میں مشائخ عظام کی خدمت نہ کی پس تو بڑھاپے کی حالت میں ان کی کس طرح خدمت کرے گا۔ مرتے وقت ہر مسلمان کی آنکھوں سے پردے اٹھ جاتے ہیں پس وہ ان نعمتوں کو جو کہ اس کیلئے جنت میں ہیں دیکھتا ہے اور خوبصورت حوریں اور غلمان اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس کی طرف جنت کی خوشبو پہنچتی ہے۔ پس اس کو موت اور سکرات موت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے جیسا کہ اس نے حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیساتھ کیا تھا۔ اور بعض اہل ایمان ایسے بھی

ہوتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس سے آگاہ ہو جاتے ہیں مگر وہ مقرب اور منتخب اور محبوب بندے ہیں۔

تقدیر کو کوئی رد نہیں کر سکتا

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

اے اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے والے تو بے فائدہ بکواس نہ بکا کر۔ تقدیر کو نہ کوئی رد کرنے والا رد کر سکتا ہے اور نہ کوئی روکنے والا روک سکتا ہے تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے تجھے راحت ملے گی۔ یہ دن اور رات کا رد کرنا تیرے امکان میں نہیں ہے۔ جب رات آتی ہے تو آ ہی جاتی ہے چاہے تو خوش ہو یا ناخوش۔ اور یہی حال دن کا ہے کہ دونوں تیری خواہش کے خلاف بھی آتے رہیں گے۔ ایسے ہی ہر وہ چیز جو تیرے نفع اور نقصان کی ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے ضرور آ کر رہے گی۔ جب محتاجی کی رات آئے گی پس تو اسے تسلیم کر اور امیری کے دن کو رخصت کر دے جب مرض کی رات آئے گی پس اسے تسلیم کر اور صحت پسندیدگی وخوشی کے دن کو رخصت کر دے۔ تو مرض۔ بیماری۔ محتاجی اور آبروریزی کی راتوں کا خوش دلی سے استقبال کیا کر تو قضاء و قدر مقدرات خداوندی میں کسی چیز کو رد نہ کر ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا اور تیرا ایمان چلا جائے گا اور تیرا باطن مرجائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ

میں وہ معبود ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جو میری قضاء کو تسلیم کرتا ہے اور میری بلا پر صبر اختیار کرتا ہے اور میری عطا کردہ نعمتوں پر شکر کرتا ہے میں اپنے پاس اس کو صدیق لکھ دیتا ہوں۔ اور جو کوئی میری قضاء کو تسلیم نہیں کرتا اور میری بلا پر صبر نہیں کرتا اور میری نعمتوں پر شکر نہیں کرتا پس وہ کوئی اور میرے سوا اپنا خدا تلاش کرے۔

جب تو قضاء پر راضی نہ ہوا اور بلا پر صبر نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر نہ کیا پس تیرے لئے کوئی خدا نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خدا تلاش کر۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خدا ہی نہیں۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے پس قضاء و قدر پر راضی ہوجا اور تقدیر پر ایمان لا خواہ خیر ہو یا شر اور شیریں ہو یا تلخ۔ اور اس بات کو یقینی سمجھ کہ جو کچھ بھی تکلیف تجھ کو پہنچتی ہے وہ تیری احتیاط کرنے سے ہرگز ٹل نہیں سکتی تھی۔ جب تیرے لئے ایمان متحقق ہو جائے گا تو ولایت کے دروازہ پر پہنچ جائے گا پس اس وقت تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ہو جائے گا جو اس کی عبودیت میں راسخ ہیں۔

ولی علامت

ولی کی علامت یہ ہے کہ وہ تمام حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرنے والا ہوتا ہے اور بغیر چون و چرا کے اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے کے ساتھ سراپا موافقت بن جاتا ہے۔ پس لامحالہ اس کی صحبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ دائمی ہوتی ہے کہ ہر وقت اس کے قرب کی معیت میں رہتا ہے نہ دائیں ہٹتا ہے اور نہ بائیں ہٹتا ہے اور نہ ہی پیچھے کی طرف بلکہ صرف آگے کا رخ وہ بن جاتا ہے۔ بغیر پیٹھ کے سینہ اور بغیر بعد کا قرب اور بغیر کدورت کے صفائی۔

مخلوق پر بھروسہ کرنا شرک ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

تو بغیر شر کے خیر بن جا۔ مگر تیری امیدگاہ مخلوق ہے اور تیرا خوف انہیں سے وابستہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ تو عطا کے وقت مخلوق کی تعریف کرتا ہے اور منع کے وقت انہیں کی مذمت کرتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے۔ مخلوق کے پاس اس میں سے کچھ بھی نہیں ہے عطا اور

منع کا مالک کوئی دوسرا ہی ہے تجھے کچھ خبر نہیں ہے نہ ہی تیرے پاس توحید رہی۔ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں اور اسی سے لی جاتی ہیں نہ اس کی مخلوق سے۔ اس کا راستہ طے کرنے کے بعد اس کے دروازہ کی طرف رجوع کر کے وہ چیزیں حاصل کی جاتی ہیں۔ ابتداء میں سبب ہوتا ہے اور انتہا میں سبب پیدا کرنے والا۔ مبتدی بذریعہ اسباب کے طلب کرتا ہے جیسا کہ پرند کا بچہ اپنی ماں اور باپ سے طلب کرتا ہے یہاں تک کہ وہ دونوں اس کو رزق دیتے ہیں پس جب وہ بچہ بڑا ہو جاتا ہے اور اڑنا سیکھ لیتا ہے تو ماں باپ دونوں سے اور اپنے بازو کی قوت کے وقت بے پرواہ ہو جاتا ہے اور تنہا خود رزق تلاش کرتا ہے۔ کیا تم میں سے کسی نے ایک لقمہ کبھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کے ہاتھ سے بغیر اپنی طاقت وقوت اور مخلوق پر بھروسہ کئے بغیر کھایا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تم ایسی چیزوں کا دعویٰ کرتے ہو جو تم میں موجود نہیں تو ایسی حالت میں تیرا بھروسہ اپنی قوت و طاقت و اسباب پر ہے۔ ایمان و ایقان اور توحید کا کس طرح دعویٰ کرتا ہے تو عقل مند بن یہ امر محض دعویٰ سے حاصل نہیں ہوتا۔

بظاہر اسلام کے مدعی

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے تو اس منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے وعظ کہتا ہے اور اس میں خود بھی ہنستا ہے اور مضحکہ خیز حکایتیں بیان کرتا ہے ایسی صورت میں تو یقیناً فلاح نہیں پا سکتا اور نہ سننے والوں کو فلاح حاصل ہوگی۔ واعظ تو معلم اور استاد ہوا کرتا ہے اور سننے والے بچوں کی طرح ہوتے ہیں۔ بچہ سختی اور بغیر لزوم احتیاط کے اور ترشردی کے کچھ نہیں سیکھ سکتا۔ ان میں بعض ہی افراد بغیر ان امور کے عطائے خداوندی سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ بظاہر اسلام کے مدعی ہیں اور بہت سے

ایسے بھی ہیں جن کی باتیں کفار کی طرح ہیں کہ ہماری زندگی تو یہی دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کیا کرتا ہے کافروں نے یہ زبانوں سے کہا اور اکثر تم میں اس کو چھپاتے ہیں اور بذریعہ ایسے افعال اس کے قائل ہو رہے ہیں جو کہ اس قول کے مقصود ہیں۔ پس میرے نزدیک ان کی قدر و قیمت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ ان کا حال اللہ تعالیٰ کے سامنے کھلے گا۔ انہیں نہ عقل ہے اور نہ تمیز جس کے ذریعہ سے ضرر رساں اور نفع رساں چیزوں کے درمیان جدائی کرسکیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَنْ نَّاخُذَ اِلَّامَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا

اللہ پناہ میں رکھے کہ جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے اس کے سوا کسی دوسرے کو لیں۔ ﴿شاہی پیالہ جب بنیامین کے سامان سے نکلا یوسف کے بھائیوں نے کہا کہ سزا میں ان کی جگہ ہم سے جس کو چاہیں قید میں رکھ لیں تو ان کو یہی جواب دیا گیا﴾

ایسے ہی وہ شخص جس کے پاس ولایت وتوحید اور ایمان کی پونجی پائی جائے گی قرب خداوندی کا مستحق ہوگا۔ جب دل اللہ تعالیٰ کیلئے صالح ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق اور اسباب کے ساتھ نہیں چھوڑتا اور نہ اسباب کے ذریعہ سے خرید و فروخت اور لین دین کے ساتھ چھوڑتا ہے اس کو دوسروں سے تمیز دے دیتا ہے اور اس کو اس کی پستی سے اٹھا کر اپنے دروازہ پر بیٹھا لیتا ہے اور اپنے لطف وکرم کی گود میں اسے سلا دیتا ہے۔

دنیا رخصت ہونے والی ہے

سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے تیرے اسلام کا کرتہ پھٹا ہوا ہے اور تیرے ایمان کا کپڑا نجس ہے تو برہنہ ہے تیرا دل

جاہل ہے۔ تیرا باطن مکدر ہے۔ تیرا سینہ اسلام سے کشادہ نہیں کیا گیا۔ تیرا باطن خراب ہے اور تیرا ظاہر آباد ہے۔ تیرا نامہ اعمال سیاہ ہے۔ تیری وہ دنیا جس کو تو جمع کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے تجھ سے رخصت ہونے والی ہے۔ قبر اور آخرت تیری طرف منہ کئے ہوئے آنے کو تیار ہے تو اپنے معاملہ اور انجام کیلئے کہ جس کی طرف جانا ہے بیدار ہو جا۔ ممکن ہے کہ تیری موت آج ہی یا اسی ساعت میں واقع ہو جائے اور وہ تیری امیدوں کے درمیان حائل ہو جائے۔ دنیا کی آرزوئیں جن کو تو لئے بیٹھا ہے تو اس کو نہ پا سکے گا اور نہ وہ تجھ کو مل سکیں گی۔ اور جس آخرت کو تو نے بھلا رکھا ہے پس وہ تجھے ضرور ملے گی۔ تیرا غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہونا سراپا ہوس ہے۔ اور تیرا خوف اور امیدواری غیر اللہ سے سرتاپا ہوس ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی ہم کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ وہ خدا ایسا ہے کہ جس نے ہر چیز کیلئے سبب پیدا کر دیا ہے حکم سبب پر وارد ہوتا ہے۔ جب تو حکم پر عمل کرتا رہے گا تو اس عمل کی حقیقت تک رسائی پائے گا اسباب تجھ سے اس طرح ساقط ہو جائیں گے کہ جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں اسباب جاتے رہتے ہیں اور سبب کا ظہور ہوگا۔ چھلکا جاتا رہے گا اور مغز ظاہر ہوگا۔ مسبب الاسباب سے تعلق رکھنا ہی مغز ہے وہی اصل ہے اور وہی درخت کا پھل ہے۔ صاحب توحید شخص حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ مشکیزہ سے نالے کی طرف اور نالے سے نہر کی طرف اور نہر سے دریا کی طرف شاخ سے جڑ کی طرف۔ اصل سے ولد کی طرف۔ بندہ سے معبود کی طرف صنعت سے صانع کی طرف۔ عاجز سے قادر کی طرف۔ محتاجی سے امیری کی طرف۔ ضعف سے قوت کی طرف قلیل سے کثیر کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ تم میرے اوپر زبان درازی نہ کرو۔ تم میں سے اکثر ایسے ہیں کہ جن کے دل ایمان سے خالی ہیں۔ جس شخص کو اپنے نفس کو درست کرنے کی ضرورت ہو اس کو

چاہیے کہ نفس کو سکوت اور حسن ادب کی لگام دے اور نفس کو تقویٰ کی زرہ پہنائے کہ یہی اس کے مطمئنہ بننے اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔

وصول الی اللہ کی اقسام

وصول الی اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وصول خاص۔ اور ایک وصول عام۔ وصول عام موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنا ہے۔ اور وصول خاص بعض اہل اللہ کے دل موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسوں کی پوری مخالفت کرتے ہیں اور نفع اور نقصان کے متعلق مخلوق سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ پس جب وہ اس پر مداومت کر لیتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف ایسے پہنچ جاتے ہیں جس طرح عوام اس کی خدمت کے بعد اس کی طرف پہنچ جاتے ہیں۔ جس کی یہ حالت درست ہو جاتی ہے اس کو استقامت وبسط اور ہم کلامی و انس نصیب ہوتا ہے۔ اس وقت یہ واصل الی اللہ کہتا ہے تم سب اپنے اہل وعیال کو لے کر آؤ۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام جب کنویں اور قید خانہ سے باہر نکلے اور ان مصائب پر صبر اختیار کیا پس جب وہ صاحب اقتدار ہو گئے اور تمام چیزیں ان کے قبضہ میں آ گئیں۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تم اپنے سب اہل کو لے کر آؤ۔ یعنی جب حضرت یوسف علیہ السلام کو تونگری اور سلطنت نصیب ہوئی اور مقام قبض جا کر مقام بسط حاصل ہو گیا۔ اس سے پہلے کنویں اور قید خانہ میں بے زبان بنے ہوئے تھے پس جب اس سے باہر نکل آئے تو گویائی حاصل ہو گئی۔

قرب الٰہی کی طلب میں جانوں کا خرچ کرنا

سیدنا حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے میری قوم تم ہر چیز کو اللہ تعالیٰ سے مانگو جو سب چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ اپنا سب کچھ اسی

کی طلب میں خرچ کرو۔ اولیاء کرام نے قرب خداوندی کی طلب میں اپنی جانوں کوخرچ کر دیا۔ اور انہوں نے جان لیا کہ کیا چیز طلب کر رہے ہیں۔ لہٰذا اپنی جانوں کا خرچ کرنا ان پر آسان ہوگیا۔ جو سمجھ لیتا ہے کہ کیا چیز طلب کر رہا ہے جو کچھ بھی خرچ کرے وہ اس پر آسان ہو جاتا ہے۔

حکایت

ایک شخص کا بردہ فرش کی دکان سے گذر ہوا۔ اس نے اسکی دکان میں ایک خوبصورت لونڈی کو دیکھا تو اس کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی تو اس جگہ سے آگے بڑھنے کی اس میں قدرت و طاقت نہ رہی اس شخص کی سواری ایک گھوڑا تھا جس کی قیمت ایک سو دینار تھی اور جسم پر نفیس لباس تھا سونے کی جڑاؤ تلوار حمائل کئے ہوئے تھا اور اس کے آگے آگے حبشی غلام تھا جو غاشیہ بردار تھا۔ پس یہ شخص اس بردہ فروش کی طرف بڑھا اور اس سے اس لونڈی کو خریدنے کی خواہش کی۔ اس نے جواب دیا اس میں کوئی شک نہیں کہ تو میری لونڈی پر عاشق ہوگیا ہے اور عاشق کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنی تمام ملکیت کی چیزوں کو اپنے محبوب کی طلب میں خرچ کر دیا کرتا ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی اس وقت تمہاری ملک میں ہے اس کی قیمت میں دیدے اس کے بغیر میں اس کوفروخت نہیں کروں گا پس وہ شخص گھوڑے سے اتر پڑا اور جو کچھ بھی کپڑے اس کے جسم پر تھے سب اتار دیئے اور بردہ فروش سے ایک کرتہ عاریت لے کر پہن لیا اور تمام موجودہ چیزیں معہ حبشی غلام سب کچھ اس کے حوالہ کر دیا اور کنیز کو لے کر ننگے پاؤں اور ننگے سر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ تو جب اس عاشق نے قیمت خرچ کی تو اس کے بدلہ میں چیز کو حاصل کرلیا تو وہ اپنے مطلوب کی قدر کو پہچان گیا اور اس پر خرچ کرنا آسان ہوگیا۔

جو شخص محبت میں سچا ہوتا ہے وہ بجز اپنے محبوب کے کسی چیز کے پاس قرار ہی نہیں پاتا۔

جنت کی قیمت

ایک شخص نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان

وَفِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ

یعنی جنت میں وہ تمام چیزیں ملیں گی جن کو نفس خواہش کریں اور جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

کی خبر سن لی تو اس کی قیمت کیا ہے۔ تو ہم نے اس کو جواب دیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

﴿سورۃ توبہ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس کے بدلے پر کہ ان کیلئے جنت ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

تو اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے تو جنت تیری ہو جائے گی۔

قرب کے دروازہ کی قیمت

ایک دوسرے شخص نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو چاہنے والے ہیں کہ میرے دل نے باب قرب کو دیکھ لیا ہے اور میں عاشقوں کو اس میں آتے جاتے اور بادشاہی خلعت پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں پس اس دروازہ میں داخل ہونے کی قیمت کیا ہے۔

ہم نے اس کو جواب دیا کہ تو اپنے سب کچھ کو اس کے راستہ میں خرچ کر دے اور اپنی خواہش اور لذتوں کو چھوڑ دے اور اس میں اپنے آپ کو فنا کر دے جنت اور مافیھا کو رخصت کر دے۔ نفس خواہش اور طبیعت کو الوداع کہہ دے۔ دنیا اور آخرت کی خواہشات کو چھوڑ دے سب کو چھوڑ کر سب کو اپنے دل کے پیچھے ڈال دے اس کے بعد دروازہ میں داخل ہو جا اب تجھ کو وہ جلوہ نظر آئے گا

جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گذرا ہوگا۔

جس شخص کو یہ کامل طور پر مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے دل کے پاؤں مضبوط ہو جاتے ہیں دنیا اور آخرت دونوں اس کی ہو جاتی ہیں اور بغیر مشقت کے خالص نعمت بن جاتی ہیں اور یہ دونوں اس کی مہمانی کا سامان ہو جاتے ہیں اور اس کی اجرت دنیا میں دل کے ساتھ قرب الٰہی ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن آنکھوں سے دیدار خداوندی اجرت ہے۔

اللہ ہی ہدایت عطا کرنے والا ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندے یہ کہہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے ہدایت عطا کرے گا۔ اے دنیا میں زہد کرنے والے جب تیرا دل دنیا سے آخرت کا طالب بن کر باہر نکلے پس کہہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے ہدایت عطا کرے گا اور وہی منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔

اے طالب مولیٰ۔ اے حق کا ارادہ کرنے والے۔ اس میں رغبت کرنے والے۔ جب اپنے مولیٰ کا طالب بن کر تیرا دل جنت کے دروازے سے باہر نکلے تو کہہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے وہی مجھے راہ مقصود بھی دکھائے گا۔ اس کی رہبری کو راستہ کی دشواری کا رہنما بنا۔ اے وہ شخص جو شریعت و طریقت کے دونوں راستوں پر چلنا چاہتا ہے ایسے لوگوں کو راہبر بنا جو ان راستوں میں چلے اور ان راستوں کے خوفناک موقعوں سے آگاہ ہو چکے ہیں اور وہ مشائخ عظام ہیں جو علم کے عامل اور اپنے اعمال میں اخلاص والے ہیں۔

توحید پر قائم رہنا

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے

بندے تو راہبر کا غلام بن جا اور اسی کی اتباع کر۔ تو اپنی سواری اس کے آگے چھوڑ دے اور اس کے ساتھ چلتا رہ۔ کبھی اس کے دائیں اور کبھی بائیں اور کبھی آگے اور کبھی پیچھے تو اس کی رائے سے باہر نہ نکل اور اس کے قول کی مخالفت نہ کر پس تو اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائے گا اور اپنے راستہ سے نہ بھٹکے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم رہ وہ تیری تمام مشکلات کا حل فرما دے گا اور تجھ سے تمام مصائب دور فرما دے گا۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالنے کیلئے گوپھن میں رکھا گیا تو آپ علیہ السلام نے تمام واسطوں کو قطع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف توجہ نہ کی اس لئے کہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرما دیا۔

فرمان خداوندی ہے۔

قُلْنَا یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدً وَّسَلَامً'' عَلٰی اِبْرَاھِیم ﴿سورۃ الانبیاء﴾

ترجمہ: ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر

﴿کنزالایمان﴾

اے آگ تو جدا ہو کر کنارہ کر لے متغیر ہو جا اور بدل جا اپنی گرمی اور شر کو روک لے۔ سمٹ جا اور سکڑ جا بغیر ایذا کے ٹھنڈی ہو جا۔ برف بن جا۔ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کو واحد سمجھنے اور توحید میں مخلص بننے کی برکت تھی۔ بندہ جب اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے اور اس کیلئے سراپا اخلاص ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور وہ خود اس میں تصرف فرماتا ہے اور کبھی بندہ کو تصرف کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور وہ بندہ عطائے خداوندی سے خود متصرف ہو جاتا ہے۔ تو یہ مخلوق میں خاص الخاص بندگان خداوندی کا حال ہے۔ ہر وہ شخص جو کہ جنت میں داخل ہوگا جس چیز کو کہے گا کہ ہو جا تو وہ چیز موجود ہو جائے گی۔ مگر کمال اس میں ہے کہ یہ تصرف کا اختیار آج حاصل کر نہ کہ کل۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اور ہر زمانہ میں توکل کے قدموں پر قائم رہے۔ اس وقت بھی جبکہ مخلوق میں پڑوسیوں اور غیر پڑوسیوں سب نے علیحدگی اختیار کی اور اس وقت بھی جب افلاس و تنگی معاش کے ساتھ اہل و عیال کی کثرت ہوئی اور غلہ کا نرخ بھی گراں ہو گیا اور بھائی بندوں نے آپ کی تشریف آوری پر اپنے دروازوں کو بند کر دیا۔

نائب مصطفیٰ

سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں عنقریب تم اس کو یاد کرو گے اور نادم ہو گے۔ تم میرا کہنا مانو سنو کیونکہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا نائب ہوں۔

دعا

اِلٰهِیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَا وَالْعَافِیَةَ فِیْ هٰذِهِ النِّیَابَةِ اَعْنِیْ عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ اَنَا فِیْهِ قَدْ اَخَذْتَ الْاَنْبِیَاءَ وَالرُّسُلَ اِلَیْکَ وَقَدْ اَوْ قَفْتَنِیْ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ اُقَاسِیْ خَلْقَکَ فَاَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ اِکْفِنِیْ شَرَّ شَیَاطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ وَشَرَّ جَمِیْعَ الْمَخْلُوْقَاتِ. اٰمِیْنَ

اے پروردگار اس نیابت میں یعنی اس امر کہ جس میں۔ میں مشغول ہوں تجھ سے عفو و عافیت طلب کرتا ہوں۔ تو نے انبیاء کرام و مرسلین علیہم السلام کو اپنی طرف بلا لیا اور تو نے ان کی نیابت میں مجھے اول صف میں کھڑا کر دیا ہے میں تیری مخلوق کی ایذائیں برداشت کرتا ہوں اس لئے میں تجھ سے عفو و عافیت کا طالب ہوں تو تمام انس و جن اور تمام مخلوق کی برائیوں مجھے کفایت کر اور محفوظ رکھ۔ امین

اولیاء احکام شریعت کی حفاظت کے ساتھ رہتے ہیں

حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے زاہدو۔ اور اے عابدو۔

اپنے اندر اخلاص پیدا کرو ورنہ تم اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالو۔ روزہ نماز اور لوٹا جھوٹا کھانا اور پہننا نیت اخلاص کے بغیر نفسانیت اور خواہش نفس کی شمولیت میں تم کو پیارا معلوم ہونے لگا ہے۔ تم پر افسوس ہے اللہ والوں کے عمل قلبی حیثیت سے کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کے احکام کی معیت اور ظاہر و باطن پوشیدہ اور علانیہ حدود میں شریعت کی حفاظت کیساتھ خالق ومخلوق کے ساتھ ہمیشہ گھومتے رہتے ہیں اور ہر صاحب فضل کو اس کا فضل اور حق دار کو اس کا حق دیتے رہتے ہیں۔ کتاب اللہ کا حق کتاب اللہ کو دیتے رہتے ہیں۔ اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حق سنت کو دیتے رہتے ہیں۔ اور علم خداوندی جو ان کے دلوں کے اندر ہے اس کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ اہل وعیال اور نفس کو ان کا حق دل اور مخلوق کا حق ان کو دیتے رہتے ہیں وہ لوگ شان وتسلیم اور شان تمکین اور قید و رہائی اور لینے اور دینے میں مشغول رہتے ہیں اور وہ قلوب و اسرار اور نفسوں پر حدیں قائم کرتے رہتے ہیں۔ ان کا احتساب مخلوق پر جاری رہتا ہے اور یہ مضمون تمہارے معاملات اور معلومات سے بالاتر ہیں۔ مسلمان جب اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا ہے اور وہ اس کو قبول نہیں کرتا تو وہ کہہ دیتا ہے کہ عنقریب تو میرے قول ونصیحت کو یاد کرے گا اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

مومن کو اللہ کی عبادت محبوب ہوتی ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مومن عارف توحید ومعرفت کی تلوار سے مخلوق کے نفسوں سے جہاد کرتا رہتا ہے اور جو ان میں سے اس کی قید میں آ جاتا ہے تو وہ اس کو اٹھا کر شاہی دروازہ پر لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حالت پر خبردار ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں۔

سب چیزوں میں زیادہ بندہ مومن کو محبوب اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے۔ اس کو سب سے زیادہ محبوب نماز کی طرف اٹھ کر جاتا ہے۔ پس وہ اپنے گھر میں

بیٹھے ہوئے دل کے انتظار سے موذن کا انتظار کرتا رہتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف پکارنے والا ہے اور جب وہ اذان سن لیتا ہے تو اس کے دل میں سرور داخل ہو جاتا ہے اور اس کا دل جامع مسجد اور دیگر مسجدوں کی طرف اڑنے لگتا ہے۔ وہ سائل کے آنے سے خوش ہوتا ہے جب اس کے پاس کچھ موجود ہوتا ہے تو وہ سائل کو دے دیتا ہے کیونکہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان سنا ہے۔

فرمان نبوی

اَلسَّائِلُ هَدِیَّةُ اللّٰهِ اِلٰی عَبْدِهٖ

یعنی سائل اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے جو بندہ کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

وہ بندہ کس طرح نہ خوش ہو کہ اس سائل کو اس کے پروردگار نے اس کی طرف بھیجا ہے تاکہ وہ فقیر کے ہاتھ سے قرض حاصل کرے۔ یہ مومن عارف کے خصائل اور جو عارف ہوتا ہے وہ حدود شریعت کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کو اس میں داخل ہونے سے حفاظت کرتا ہے۔ وہ اس سے ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے دل کو دیکھے تو اس میں کسی دوسرے کا خوف یا دوسرے سے توقع یا دوسرے پر بھروسہ نہ دیکھ پائے۔ وہ اپنے دل کو مخلوق اور اسباب کے ساتھ متعلق ہو کر میلا کچیلا کرنے سے حفاظت کرتا رہتا ہے اور مخلوق کی ملاقات کو مکروہ سمجھتا ہے حالانکہ اس کو بغیر اس کے چارہ نہیں۔ کیونکہ مخلوق مریض ہے اور یہ ان کا طبیب ہے۔ یہ دنیا اور آخرت کی زندگی کو قرب خداوندی کی عزت کے مقابلہ میں جو کہ اس کی تمام و کامل آرزو اور مراد ہے ناپسند کرتا رہتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لِعِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰثَرْتُمْ اٰخِرَتَکُمْ عَلٰی دُنْیَاکُمْ

وَاٰثَرْتُمْ عِبَادَتِیْ عَلٰی شَھْوَاتِکَ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ اِلَّا لَکُمْ

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمان دار بندوں سے فرمائے گا تم نے اپنی آخرت کو دنیا پر اور میری عبادت کو اپنی شہوتوں پر مقدم رکھا اور ترجیح دی قسم ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی کہ میں نے جنت کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مومنین کیلئے ہوگا مگر اپنے محبین کیلئے یوں ارشاد ہوگا۔

اَنْتُمْ اٰثَرْ تُمُوْنِیْ عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِیْ دُنْیَائِیْ وَاٰخِرَتِیْ عَزَ الْتُمُوْا الْخَلْقَ عَنْ قُلُوْبِکُمْ وَنَحَیْتُھُوْھُمْ مِنْ اَسْرَارِکُمْ فَھٰذَا وَجْھِیْ لَکُمْ وَقُرْبِیْ لَکُمْ وَاُنْسِیْ لَکُمْ اَنْتُمْ عِبَادِیْ حَقًّا

یعنی تم نے مجھے میری تمام مخلوق دنیا وآخرت پر مقدم رکھا اور مجھے سب پر ترجیح دی اور تمام مخلوق کو اپنے دلوں سے علیحدہ کر دیا۔ اور ان کو اپنے باطن سے دور کر دیا پس میرا دیدار اور میرا قرب اور میرا انس تمہارے لئے ہے اور تم ہی میرے سچے بندے ہو۔

اولیاء کرام کی برکات

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء کرام میں سے بعض وہ ہیں جو آج بھی دنیا میں جنت کا کھانا کھاتے ہیں اور جنت کا پانی پی رہے ہیں اور وہ تمام چیزیں جو کہ جنت میں ہیں وہ ان کو دیکھ رہے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو کہ کھانے پینے سے بے پرواہ ہیں اور مخلوق سے علیحدہ اور حجاب میں ہیں اور زمین کو بغیر موت کے آباد کر رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا الیاس وحضرت سیدنا خضر علیہما السلام۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی ایسی مخلوق بھی ہے جو کہ زمین میں پوشیدہ ہے وہ تمام انسانوں کو دیکھتے ہیں لیکن انسان ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ اولیاء تو بہت ہیں اور مخصوص اور خواص ان میں بہت کم ہیں کہ چند ہی افراد اکا دکا ہیں اور ان کا قرب ڈھونڈتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی برکت

سے زمین سبزہ اگاتی ہے اور آسمان مینہ برساتا ہے اور مخلوق سے آفات اور بلیات دور ہوتی ہیں۔ فرشتوں کا کھانا پینا اللہ تعالیٰ ذکر اور تسبیح اور تہلیل ہے۔

اولیاء کرام میں سے بہت افراد ایسے ہیں جن کا کھانا پینا ذکر خدا اور تسبیح اور تہلیل ہوتا ہے۔ تمہیں اس کلام کے سننے کا کیا فائدہ تم میں اکثر تو شیطان لعین مردود کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے غلام ہیں نہ تو تمہاری کوئی عزت ہے اور نہ شیطان لعین کی کوئی عزت ہے۔

بے حیائی پر فرشتوں کو تعجب

حضرت پیران پیر روشن ضمیر رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے خادمو۔ تم خدمت کو چھوڑ دو۔ تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔ تم اپنے دل کے قدموں پر چل کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جاؤ۔ اور تم اس سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہیں اس چیز کی جس سے کہ وہ تم سے راضی ہو ہدایت کرے۔ تم اس سے درخواست کرو کہ وہ تمہیں اپنا خادم بنا لے۔ اس سے دعا مانگو کہ ایسا خزانہ دکھلا دے جو کبھی ختم نہ ہو۔ ایسے چشمہ پر پہنچا دے جو کبھی خشک نہ ہو۔ پس جب تمہیں یہ دربار خداوندی سے عطا ہو جائے پس تم اس سے سوال کرو کہ وہ تمہاری طرف آخرت کو مبغوض کر دے اور تمہیں آخرت کی محبت عطا کرے اور تمہیں عمل کی توفیق بخشے اور اپنی محبت عطا کرے اور اپنے ماسوا سے چھڑا دے۔

تو مخلوق کا بندہ بنا ہوا ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوتا تو تیرے تمام کام اس کے حوالے اور حاجتیں اسی پر پیش کی جاتیں۔ تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو جس میں تمہارا فعل خود تمہارے قول کو جھٹلاتا ہے۔ کیا تم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔

فرمان خداوندی ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

مَالا تَفعَلُوْنَ ﴿سورۃ الصف﴾

ترجمہ: اے ایمان والو کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت نہ پسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔ ﴿کنزالایمان﴾

تمہاری بے حیائی پر فرشتے تعجب کرتے ہیں کہ زبان سے ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ توحید کے متعلق تمہارے جھوٹ سے وہ فرشتے متعجب ہوتے ہیں۔ تمہاری ساری باتیں گرانی دار فانی اور بادشاہوں امیروں کے متعلق ہوتی ہیں کہ فلاں شخص نے یہ کھایا۔ فلاں شخص نے یہ پیا۔ فلاں نے نکاح کیا۔ فلاں شخص مال دار ہوگیا۔ فلاں شخص محتاج ہوگیا۔ یہ تمام باتیں سرتاپا ہوس ہیں اور عذاب و پھٹکار ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور گناہوں کو چھوڑ دو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو نہ کہ اس کے غیر کی طرف۔ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور اس کے غیر کو دل سے بھلا دو۔ میری نصیحت پر ثابت قدم رہنا ایمان کی علامت ہے اور اس سے بھاگنا نفاق کی علامت ہے۔ اے میرے متعلق طعن کرنے والو۔ ادھر آؤ تاکہ اپنی اور تیری حالت کو شریعت پر پرکھیں بس جس کی حالت شیشے اور چاندی کی سی نکلے وہ اس بات کا مستحق ہوگا کہ اس کے بارے میں طعنہ کیا جائے اور اس کو چھوڑ دیا جائے اور وہ مر جائے۔ بسم اللہ آ جا۔ باہر نکل۔ مخنثوں کی طرح منہ چھپا کر نہ بھاگ۔ یہ محض لاشے اور ہوس و کاہلی ہے۔ تجھ پر افسوس ہے عنقریب تیری حالت کھل جائے گی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْنَا وَلَا تَفْضَحْنَا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اے اللہ تو ہم پر توجہ فرما اور ہمیں دنیا و آخرت میں رسوا نہ کرنا۔

بغیر بنیاد کے تعمیر

حضرت سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے

بندے۔ تیرا کام بغیر بنیاد کے تعمیر ہوا ہے پس یقیناً تیری دیواریں گر جائیں گی۔
تیری بنیاد چونکہ بدعتیں اور گمراہیاں بنی ہیں اور تیری عمارت ریاء و نفاق ہے۔
پس یہ عمارت کس طرح قائم رہ سکتی ہے یہ تو محض خواہش وطبیعت ہے۔ تو کھاتا
ہے اور پیتا ہے اور نکاح کرتا ہے اور خواہش وطبیعت سے بھی مال کو جمع کرتا ہے
ان میں سے کسی ایک کام میں تیری نیت صالح نہیں ہے۔ مسلمان کی ہر حال میں
اور ہر کام میں نیت نیک ہوا کرتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ کھاتا ہے
اور نہ ہی پیتا ہے اور نہ پہنتا ہے اور نہ نکاح کرتا ہے اس کا دنیا و آخرت میں یہی
معاملہ ہے۔ دنیا میں اس کو اللہ تعالیٰ کا حکم شریعت کے واسطہ سے ہوتا ہے اور
آخرت میں حکم خداوندی کے بغیر واسطہ کے ہوگا۔

وہ اس دنیا اور اس کے جلد فنا ہوجانے پر نظر کرتا ہے۔ پس وہ دنیا میں بے
رغبتی کرتا ہے اور اپنے مقسوم کے آنے کو یاد رکھا کرتا ہے اور اس کو شریعت اور
اپنے دل کی شہادت سے استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے اس کی حاجت نہیں
ہے اور نہ میں اس کا خواہش مند ہوں۔ اور اس کا دل دائیں بائیں بھاگتا ہے۔
پس وہ اسی کے لینے پر مجبور کر دیا جاتا ہے یہ حالت اس کی دنیا میں ہے۔ لیکن
آخرت میں جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہ کرے گا جنت کی طرف آنکھ
اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ جب وہ جنت کی کوئی چیز کھائے گا تو امر یقینی اور تقدم و
اشارہ کے بغیر کھائے گا ہی نہیں۔ اس کا ان چیزوں کو صرف جنت کا حق ادا کرنے
کیلئے قبول کرے گا تاکہ حور وغلمان اور ان کی خواہشات کا حق ادا کرتا رہے۔ ان
معاملات میں وہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور شہداء وصالحین کی موافقت کرے گا۔
ورنہ اکثر اوقات تو اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضوری میں گذارے گا۔ جو شخص اللہ
تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر حال میں خوشیاں عطا کرتا ہے کیا تو نے
اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَمَنْ يَّتَقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ

﴿سورۃ طلاق﴾

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

اس آیت کریمہ نے اسباب پر بھروسہ کرنے کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ امراء اور بادشاہوں کا دروازہ بند کر دیا ہے اور توکل کا دروازہ کھول دیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ یہ صلہ دے گا ہر کام میں اس کیلئے راستہ اور وسعت عطا فرمائے گا کہ جس میں اور لوگوں کو تنگی آتی ہے۔

میں تم سے کیا معاملہ کرو۔ تم سے کیا کہوں۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

لَقَدْ اَسْمَعْتَ لَوْنَادَيْتُ حَيًّا

وَلٰكِنْ لَّاحَيٰوةَ لِمَنْ تُنَادِيْ

ترجمہ: اگر تو کسی زندہ شخص کو پکارتا تو وہ سن بھی لیتا مگر تو ایسے شخص کو پکار رہا ہے جس میں زندگی ہی نہیں ہے۔

تیرا دل ایمان و اسلام اور ایقان سب سے خالی ہے نہ تجھے معرفت نصیب ہے اور نہ ہی علم۔ پس تو سراپا ہوس ہے اور تیرے ساتھ گفتگو کرنا بیکار ہے۔

اے منافقو! تم نے زبان سے توکل پر قناعت کر رکھی ہے حالانکہ تمہارے دل مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانے والے ہیں۔ میرا دل غیر خداوندی کی وجہ سے تم پر غصہ میں بھرا ہوا ہے یا تو خاموش ہو جاؤ اور مزاحمت کو چھوڑ دے ورنہ تمہارے گھروں میں آگ لگا دی جائے گی۔

دعا

یَاحَائِلُ بَیْنَ الْمَاءِ الْمَالِحِ وَالْعَذْبِ حُلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ التَّسَخُّطِ عَلَیْکَ وَالْمُنَازِعَةِ لَکَ فِیْ اَقْدَارِکَ حُلْ بَیْنَنَا وَبَیْنِ مَعَاصِیْکَ بِبَرْزَخٍ مِنْ رَحْمَتِکَ اٰمِیْنَ

اے وہ ذات جو شیریں اور کھارے پانی کے درمیان حائل ہے تو ہمارے اور اپنے اوپر غصہ کرنے والے اور قضاء وقدر کے متعلق جھگڑا کرنے کے درمیان میں حائل ہو جا اور اپنی رحمت کاملہ سے ہمارے اور اپنے گناہوں کے درمیان میں تو برزخ و آڑ بن جا۔ امین

اللہ سے ڈرنے والا آگ سے محفوظ

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندے جب تو بلا کے نازل ہونے سے پہلے اپنے پروردگار سے ڈرنے والا اس کو یاد کرنے والا اور اس کو واحد سمجھنے والا اس کی طرف اشارہ کرنے والا ہو جائے گا پس جس وقت تو بلا کی آگ میں گرنے لگے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْداً وَّسَلاَماً

اے آگ تو سلامتی کے ساتھ میرے اس بندے پر ٹھنڈی ہو جا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِنَا کَذَا وَاِنْ کُنَّا لاَ نَسْتَحِقُّ عَامِلْنَا بِکَرَمِکَ لاَ تُحَاقِقْنَا وَلاَ تُوَارِنَا وَلاَ تُوَافِقْنَا اٰمِیْنَ

اے اللہ تو ہمارے ساتھ ایسا ہی معاملہ فرما اگرچہ ہم اس کے مستحق نہیں میں اپنے کرم سے ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کر۔ ہماری جانچ نہ کر ہمیں اپنی نظر رحمت سے اوجھل نہ کر اور ہمارے اعمال کے موافق جزا نہ دینا مغفرت فرما دینا۔ امین

حسنِ ادب

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف باللہ کے حق میں ادب کرنا ویسا ہی فرض ہے جیسا کہ توبہ کرنا گنہگار کے حق میں فرض ہے۔ عارف ادب کرنے والا کیسے نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ مخلوق میں سے خالق کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے۔ جو شخص جہالت کے ساتھ بادشاہوں سے میل جول کرے گا اور اس کی جہالت اس کو قتل کی طرف نزدیک کرنی والی ہوگی۔ ہر وہ شخص جسکو ادب نہ ہوگا پس وہ خالق اور مخلوق دونوں کا مبغوض رہے گا۔ جس میں ادب نہ ہو پس وہ ہر قت باعث عذاب و بیزاری میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ادب اختیار کرو۔ تم اپنی آخرت کی طرف توجہ کرو اور دنیا سے اعراض کرو۔ کافروں کی اس پر توجہ نہ کرو کیونکہ کافر اس سے لاعلمی کی وجہ سے اس پر متوجہ ہوتے ہیں اور اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جب بندہ اپنے گناہوں اور لغزشوں اور خطاؤں سے توبہ کرتا ہے اور رات کو عبادت خداوندی میں مشغول اور خطاؤں سے توبہ کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے پس وہ زاہد اور پرہیزگار بن جاتا ہے۔ پس حرام میں جا پڑنے کے اندیشہ سے اس کے کسب میں کمی آ جاتی ہے۔ اس کے بعد ترقی کرتا ہے پس دنیا سے نفرت کرنے والا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ترقی کرتا ہے پس زاہد بن جاتا ہے اس کے بعد ترقی کر کے عارف باللہ بن جاتا ہے۔ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہو جاتا ہے پس اس کی حضوری میں بیٹھتا ہے اور اسی سے گفتگو کرتا رہتا ہے۔ اس کا دل مخلوق سے خالی اور مستغنی ہو جاتا ہے اور خالق کا محتاج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح طیبہ کی معیت عطا کرتا ہے اور ہم کلام بنا دیتا ہے۔ اور یہ ذات حق تعالیٰ سے مانوس اور اس کے قریب ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ اور مقام بڑی مدت کے بعد عطا ہوتا ہے۔

دین کے بدلے دنیا کمانا حرام ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس تو ان حالتوں کو جانتا ہی نہیں ہے پھر ان میں کلام کیوں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہی نہیں تو دوسروں کو اس کی طرف کیوں بلاتا ہے۔ تو اس دولت مند اور اس دنیاوی بادشاہ کے سوا کسی کو پہچانتا ہی نہیں۔ تیرے لئے نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی خدا۔ جو ان کو بھیجنے والا ہے۔ تو پرہیزگاری کے ساتھ نہیں کھاتا تیرا کھانا تو محض حرام سے ہے۔ دین کے بدلے دنیا کمانا حرام ہے تو منافق اور دجال ہے اور میں ان کا دشمن ہوں اور منافقوں کی سرکوبی کرنے والا ہوں ان کی عقلوں کو چاک کرنے والا ہوں۔ میری گدالیں اس منافق کے گھر کو ویران کرتی ہیں جس ایمان کا وہ دعویٰ کر رہا ہے اس کو زائل کر دیں گی۔ منافق کے ساتھ ہتھیار ہی نہیں ہے کہ جس کے ساتھ وہ مقابلہ کرے اور لڑے اور نہ اس کے پاس گھوڑا ہے کہ جس پر سوار ہوکر حملہ کرے اور کروفر دکھائے۔

مخلوق اور خالق اور ظاہر وباطن اور سبب اور سبب کو پیدا کرنے والے اور حکم وعلم کے درمیان میں آفتوں کے نازل ہونے کے وقت ایمان کا اثر اور ایقان کا عمل اور توحید کی قوت اور اللہ تعالیٰ پر توکل وبھروسہ ظاہر ہوا کرتا ہے۔ ایمان ہی تو اس دعویٰ کی دلیل ہے۔ جو ایمان والے ہوتے ہیں وہ اپنے دلوں سے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے ڈرتے ہیں اور اس سے امیدیں رکھتے ہیں نہ کہ اس کے غیر سے۔ مسلمان اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں نہ کہ اس کے غیر کے پاس۔ مسلمان اسی کے دروازہ کی طرف لوٹا کرتے ہیں نہ کہ غیر اللہ کے دروازہ کی طرف۔ میں اس کو دیکھ رہا ہوں تم اللہ تعالیٰ کو کیسے نہیں پہچانتے ہو۔ جو دنیا کو پہچان لیتا ہے وہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور آخرت کو پہچان لیتا ہے اس کو معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ بھی مخلوق ہے اس کے بعد کہ وہ نہ تھی پیدا

ہوئی ہے۔ پس وہ آخرت کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور اس کے پیدا کرنے والے سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ پس دنیا و آخرت اس کے دل کی آنکھوں میں ذلیل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے باطن کی آنکھوں میں عظیم ہو جاتا ہے پس وہ اسی کا طالب بن جاتا ہے اور غیر اللہ سے قطع تعلق کر لیتا ہے اس کے سامنے مخلوق چیونٹی کی طرح ہو جاتی ہے۔ وہ ان کو مثل ان بچوں کے کھیلتا ہوا جو کہ مٹی سے کھیل کھیلا کرتے ہیں دیکھتا ہے۔ اس کو بادشاہ معزول نظر آتے ہیں اور امیر مغرور نظر آتے ہیں جو غیر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں ان کو وہ محجوب ومحروم دیکھتا ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ تم کتاب اللہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور کلام صالحین کے ساتھ کھیل کرتے رہتے ہو۔ تمہارا یہ کھیل تمہاری جہالت کی وجہ سے ہے۔

اگر تم کتاب وسنت کی اتباع کرتے تو عجیب برکات دیکھتے۔ اولیاء کرام مصیبت پر ہمیشہ صابر بنے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی منشاء کے موافق عطا فرما دیتا ہے۔ اگر صبر نہ ہو تو تنگ دستی ومصیبت ایک عذاب ہے۔ اگر صبر ہو تو کرامت وعزت ہے۔

بندہ مومن صبر کی معیت میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور مناجات کے مزے لیا کرتا ہے اور وہاں سے ہٹنے کو پسند نہیں کرتا۔ میرے وعظ کا بازار کس طرح مندا پڑ گیا ہے کہ نفسوں اور خواہشوں پر اس کا سکہ نہیں چلتا۔ نفس اس سے فائدہ نہیں لیتے۔ یہ آخری زمانہ ہے کہ نفاق کا بازار قائم ہے۔ میں اس میں دین کے قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جس پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ یہ آخری زمانہ ہے اگر لوگوں کے معبود درہم اور دینار ہیں۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح بن گئے ہیں۔ جن کے دلوں میں گوسالہ کی محبت گھل مل گئی تھی۔ اس

زمانہ کا گوسالہ درہم و دینار بن گئے ہیں۔

اللہ بلند ہمت کومحبوب رکھتا ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تجھ پر افسوس ہے تو اس دنیا کے بادشاہ سے مرتبہ اور مال کا طالب کس طرح بنا ہوا ہے اور اپنی مشکلات میں اس پر کیسے بھروسہ کرتا ہے حالانکہ وہ عنقریب معزول ہونے والا ہے یا مر جانے والا ہے۔ اس کا مال و ملک اور مرتبہ سب چلا جائے گا اور وہ اسی قبر کی طرف جو کہ اندھیرا اور وحشت اور تنہائی اور غم وہم اور کیڑوں کا گھر ہے منتقل ہو جائے گا اور وہ حکومت سے ہلاکت کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ ہاں اگر اس کے پاس نیک عمل اور مخلوق کیلئے نیک نیتی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا اور اس کے حساب میں آسانی کر دے گا۔ جو مغزول ہونے والا اور مر جانے والا ہے ان پر بھروسہ نہ کرو ورنہ تیری امیدیں ٹوٹ پڑیں گی اور تیری مدد منقطع ہو جائے گی۔

مومن شخص کی ہمت دنیا اور اہل دنیا اور آخرت اور اہل آخرت سب سے اونچی اٹھ جاتی ہیں۔ اس نے جان لیا ہے کہ اللہ بلند ہمتوں کو محبوب رکھتا ہے لہٰذا اس کی ہمت اتنی بلند ہوئی کہ اللہ تعالیٰ تک جا پہنچی اور اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑی۔ پس ان کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم نہ ملا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس کے قلب و باطن کو پکارا اور ان کو مخلوق میں تصرف اور حکومت اور ریاست و نیابت عطا فرما دی۔ پس وہ دنیا میں بھی رئیس بن کر رہا اور آخرت میں بھی رئیس ہوگا۔ دنیا میں بھی بادشاہ ہے اور آخرت میں بھی بادشاہ بنے گا۔

اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنا

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو تم اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرو اور ان نعمتوں کو دوسروں کی طرف منسوب نہ کرو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰه

ترجمہ: اور جو کچھ نعمت تمہارے پاس ہے پس وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

فقراء کو تلاش کر اور ان کو اللہ کے دیئے ہوئے سے دیا کر اور اس بات کی کوشش کر کہ تجھ پر اس جھوٹے مکار منافق کا داؤ نہ چل جائے جو مال دار ہو کر فقیروں کی صورت بنائے پھرتا ہے اور ظاہرداری کے برتاؤ اور رونی صورت بنانے اور خستہ حال پھرنے سے مفلسوں کی صف میں گھستا ہے جب تجھ سے ایسا کوئی شخص مانگا کرے تو ذرا توقف کیا کر اور اپنے دل سے فتویٰ پوچھ لیا کر کیونکہ ممکن ہے کہ مال دار ہو اور اپنے آپ کو فقیر ظاہر کرتا ہو۔ پس دیکھ لیا کر کہ دل کیا کہتا ہے بزرگوں کا قول ہے کہ اپنے نفس سے فتویٰ لیا کر اگرچہ مفتی فتویٰ دے چکیں مومن مسلمان اپنی بصیرت قلبی سے مخلوق پہچان لیا کرتا ہے اس کے نزدیک کچھ علامات ہوتی ہیں اس کا دل حساس ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس نور سے دیکھا کرتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رکھا ہے۔

سست اور کاہل شخص

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے تو نہایت درجے کا سست اور کاہل ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تیرے ہاتھ کچھ بھی نہ لگے گا۔ تیرے پڑوسی اور بھائی بندے اور تیرے عزیز و اقارب نے سفر کیا جستجو کی اور کھود کھاد کی پس انہوں نے خزانے حاصل کئے۔ ایک ایک درہم کا نفع دس دس اور بیس بیس حاصل کیا اور بامراد لوٹ بھی آئے مگر تو اپنی جگہ بیٹھا ہوا ہے عنقریب یہ تھوڑی سی پونجی جو تیرے ہاتھ میں ہے چلی جائے گی اور اس کے بعد تو دوسرے لوگوں سے مانگتا پھرے گا۔

مجاہدہ اور ریاضت

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مجاہدہ اور ریاضت کر اور تقدیر خداوندی پر بھروسہ کر کے بیٹھ نہ جا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا۔

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔ ﴿کنزالایمان﴾

جلدی کر تیرے علاوہ اور لوگ آ گئے اور تو اپنا پورا کام کر چکا ہے ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بس تو کسی چیز کو غیر اللہ سے طلب نہ کر کیا تو نے فرمان خداوندی نہیں سنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْئٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُه‘ وَمَا نُنَزِّلُه‘ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ
﴿سورۃ الحجر﴾

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم انداز سے ﴿کنزالایمان﴾

اے دنیا کے طالب اور اے درہم و دینار کے خواہش مند یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں پس تو ان کو مخلوق سے طلب نہ کر اور نہ ان کے دینے سے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھ اور نہ ان کو اسباب پر اعتماد کرنے کی زبان سے مانگ۔

دعا

اَللّٰهُمَّ یَاخَالِقَ الْخَلْقِ وَیَامُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ خَلِّصْنَا مِنْ قَیْدِ الشِّرْکِ بِخَلْقِکَ وَاَسْبَابِکَ وَاٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

عَذَابَ النَّارِ اٰمِیْنَ

اے اللہ مخلوق کو پیدا کرنیوالے اور اے مسبب الاسباب تو ہمیں اپنی مخلوق اور اسباب کے ساتھ شرک کی قید سے رہائی عطا فرما اور ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ امین

دل کی بیماریوں کے معالج

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یَاعِبَادَاللّٰہِ اے اللہ کے بندو۔ تم حکمت کے گھر میں ہو لہٰذا واسطہ کی ضرورت ہے۔ اپنے معبود سے ایسا طبیب تلاش کرو جو تمہارے دلوں کی بیماریوں کا علاج کرے۔ تم ایسا معالج طلب کرو جو تمہیں دوا دے۔ ایسا رہنما تلاش کرو جو تمہاری رہنمائی کرے اور تمہارے ہاتھ کو پکڑ لے۔ تم اللہ تعالیٰ کے مقرب اور مودب بندوں اور اس کے قرب کے دربانوں اور اس کے دروازہ کے نگہبان سے نزدیکی کرو۔ تم اپنے نفوس کی خدمت اور خواہشات اور طبیعت کی اتباع میں ہوگئے ہو۔ میں تمہارے اخلاق کو سنوارنا چاہتا ہوں اور دین خداوندی اور اسلام میں تمہیں دلیر بنانا چاہتا ہوں۔ تم ان لوگوں کا قول جو کہ اپنے نفسوں پر خوش ہوتے ہیں اور تمہیں خوش کرتے ہیں اور بادشاہوں کے سامنے ذلیل ہوتے ہیں اور ان کے سامنے چیونٹیوں کی طرح بن جاتے ہیں۔ ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے اگر یہ ایسا کرتے بھی ہیں تو بناوٹ اور نفاق کی راہ سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے اور منافقوں سے زمین کو پاک کر دے۔ یا ان کو توفیق بخشے اور اپنے دروازہ کی ہدایت فرمائے۔ مجھے بڑی غیرت آتی ہے جب میں کسی کو سنتا ہوں کہ زبان سے اللہ اللہ کہتا ہے اور اس کی نظر غیر اللہ پر جاتی ہے۔

اے ذکر کرنے والے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر یہ جانتے ہوئے کیا کر کہ تو اس کے سامنے ہے۔ تو محض زبان سے اور دل کو غیر اللہ کی طرف متوجہ کرکے ذکر خدا نہ کیا

کر۔ میرے نزدیک میرے دوست اور دشمن دونوں برابر ہیں۔ روئے زمین پر نہ کوئی میرا دوست ہے اور نہ ہی کوئی دشمن۔ یہ میرا قول صحت توحید اور مخلوق کو عاجزی کی آنکھوں سے دیکھنے کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ ہر شخص جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ میرا دوست ہے اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ میرا دشمن ہے۔ اطاعت خدا کرنے والا میرے ایمان کا دوست ہے اور نافرمانی کرنے والا اس کا دشمن۔

دعا

اَللّٰھُمَّ حَقِقْ لِیْ ھٰذَا وَثَبِّتْہُ وَثَبِّتْنِیْ عَلَیْہِ اِجْعَلْہُ مَوْھِبَۃً لَّا عَارِیَۃً

اے اللہ تو اس امر کو میرے لئے محقق و ثابت کر دے اور مجھے اس پر ثابت رکھ تو اس کو دائمی عطیہ بنا دے نہ بطور عاریت۔ امین

یہ ایسی چیز ہے جو کہ محض دعویٰ اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوتی اور آرزو اور نام و لقب اور زبان درازی سے حاصل نہیں ہوا کرتی بلکہ سچائی اور اخلاص اور دنیا کے چھوڑ دینے اور نفس و خواہش اور شیطان کی دشمنی سے حاصل ہوا کرتی ہے۔

تم عقل مند بنو۔ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ نہ صاحب دل ہوا اور نہ قلب دینے والے کی تمہیں معرفت حاصل ہے۔ تمہارے نفوس نہ ریاضت پائے ہوئے ہیں نہ تعلیم یافتہ ہیں بلکہ تکبر و بڑائی سے لبریز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اَنَا ﴿میں﴾ اور لِیْ ﴿میرے واسطے﴾ نہیں ہے۔ یہ سارا راستہ تو فنایت و محویت ہے۔ ابتداء میں ضعف ایمان کے وقت لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ﴿کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ کے سوا﴾ ہے اور انتہا ہے میں قوت ایمان کے وقت لاَ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ﴾ ﴿تیرے سوا کوئی نہیں ہے﴾ کیونکہ وہ مخاطب اور حاضر و شاہد ہوا کرتا ہے۔ جس نے مخلوق سے کچھ مانگا اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے اندھا ہوگیا نہ اس نے خدا کی خدمت کی اور نہ اس کی صحبت میں رہا۔ اگر وہ حالت جوانی میں اس کی خدمت کرتا تو وہ بڑھاپے کی حالت میں غنی کر دیتا۔ وہ اپنے ان بندوں کو بھی عطا کرتا ہے جو اس

کی خدمت و اطاعت نہیں کرتے۔ پس جو اسکی خدمت کرتے ہیں وہ ان کو کیسے نہ عطا کرے گا۔ ایمان دار شخص جب بوڑھا ہو جاتا ہے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے او وہ قرب خداوندی کی وجہ سے مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ایک ذرہ ایک گدڑی اور ایک لقمہ کا مالک کیوں نہ ہو۔ جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں اس کو غور سے سنو اور اس کو پس پشت نہ ڈالو۔ بہ تحقیق میں سچ ہوں اور سچ کہہ رہا ہوں جو کہ حق در حق ہے اور میں تجربہ کی بات کہہ رہا ہوں۔ میں تم میں سے اکثر لوگوں کو محجوب دیکھتا ہوں۔ وہ اسلام کا تو دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے پاس حقیقت میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔

تم پر افسوس ہے محض اسلام کا نام تم کو کچھ نفع نہ دے گا تم باطن کو چھوڑ کر اسلام کی ظاہری شرطوں پر عمل کرتے ہو۔ تمہارا عمل ادنیٰ چیز کے برابر بھی نہیں ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کے پاس لیلۃ القدر کی علامت ہوا کرتی ہے۔ انکی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ پس وہ ان جھنڈوں کی روشنی جو کہ فرشتوں کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اور فرشتوں کے چہروں کا نور اور آسمان کے دروازوں کی روشنی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ کا نور ملاحظہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات اہل زمین کو اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔

بندہ جب اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو اس کا دل پوری طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور پوری عطا سے نوازتا ہے اور کامل انس بخشتا ہے اور اسے عزت عطا کرتا ہے۔ پس جب وہ بندہ اس سے قرار پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خودی سے زائل کر دیتا ہے اور اس کے ہاتھ کو خالی کر دیتا ہے اور اس کو اپنی ذات کی طرف لوٹا لیتا ہے اور اپنے اور اس کے درمیان پردہ ڈال لیتا ہے۔ اس کو آزماتا ہے تاکہ اس کے عمل کو دیکھے کہ آیا بھاگتا ہے یا ثابت قدم رہتا ہے۔ پس جب اس کی ثابت قدمی ظاہر ہو جاتی ہے اس سے پردے اٹھا دیتا ہے اور

اس کو اس کی پہلی خوشحالی کی حالت کی طرف لوٹا دیتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے مجھ پر مجھ سے ہے ہی کیا۔ بندہ اور اس کی تمام ملکیت اس کے آقا کی ہوتی ہے اور آپ نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سونپ دیا تھا اور اپنے اختیار و مزاحمت کو زائل کر دیا تھا اور آپ اس بات پر رضا مند تھے کہ تقدیر خداوندی ان کی کارسازی کرے گی اور آپ کا دل صالح اور نفس مطمئن ہوگیا تھا۔ پس آپ ارشاد خداوندی پر عمل کیا کرتے۔

ارشاد خداوندی:

اِنَّ وَلِیِّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْنَ

﴿سورۃ اعراف﴾

ترجمہ: بیشک میرا والی اللہ ہے جس نے کتاب اتاری وہ نیکیوں کو دوست رکھتا ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

حکایت

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ملا کرتے تھے تو ان فرماتے تھے کہ آؤ اس فکر میں مل کر روئیں کہ اللہ تعالیٰ ہی جانے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے متعلق کیا ہے۔

کیا ہی اچھا کلام تھا اور یہ کلام اس شخص کا ہے جو اللہ تعالیٰ کو جاننے والا اور پہچاننے والا اور اس کے تصرفات سے آگاہ تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کون سا علم ہے جس کی طرف حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا تھا۔

وہ ارشاد خداوندی یہ تھا۔

کہ یہ جماعت جنتی ہے اور میں بے پرواہ ہوں کچھ پرواہ نہیں کرتا اور یہ جماعت جہنمی ہے اور میں بے پرواہ ہوں۔ کل کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی موضع پر

مخلوط کر دیا لہٰذا پتہ نہیں ہم دونوں کس جماعتوں میں سے ہیں۔
اولیاء کرام اپنے ظاہری اعمال پر غرور و تکبر نہیں کرتے اس لئے اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ بہت سی مخلوق کے معبود بادشاہ بنے ہوئے ہیں اور بہت لوگوں کی دنیا اور امارات اور عاقبت اور طاقت معبود بنی ہوئی ہے۔

عبادت کے لائق اللہ کی ذات ہے

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تم نے فرع کو اصل اور مرزوق کو رازق بنالیا۔ غلام کو آقا۔ محتاج کو تونگر سمجھ لیا ہے۔ عاجز کو قوی اور مردہ کو زندہ قرار دے دیا ہے۔ تمہاری کوئی عزت نہیں۔ نہ ہم تمہاری پیروی کریں گے اور نہ تمہارے کہنے پر چلیں گے۔ ہم تو تم سے علیحدہ ہوکر سلامتی کے ٹیلہ پر طریق سنت اور ترک بدعت کے ٹیلہ پر۔ توحید و اخلاص کے ٹیلہ پر۔ ترک و نفاق اور مخلوق کو عاجزی اور فقر اور ضعف اور قہر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ جب تو دنیا کے جباروں اور فرعونوں اور بادشاہوں اور امیروں کی تعظیم کرے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو بھلا دے گا اور اس کی عظمت کو نہیں پہچانے گا۔ پس تیرا حکم بت پرستوں کا سا ہو جائے گا تو جس کی تعظیم کرے گا وہ تیرا بت قرار پائے گا۔

تجھ پر افسوس ہے کہ تو بتوں کو بنانے والے کی عبادت کر تو اللہ کے نزدیک ہو جا تمام مخلوق تیرے نزدیک ہو جائے گی۔ جس قدر تو اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرے گا۔ اسی قدر اس کی مخلوق تیری تعظیم کرے گی۔ جس قدر تیرے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ ہوگی اس قدر اس کی مخلوق تجھ سے محبت کرے گی۔ جو جتنا اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اس طرح تجھ سے مخلوق ڈرے گی۔ جتنا تو اللہ تعالیٰ کے امرونہی کا احترام کرے گا اس قدر مخلوق تیرا احترام کرے گی۔ جتنا تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے گا اس قدر مخلوق تیرا قرب چاہے گی اور جس قدر تو اللہ تعالیٰ کی خدمت کرے گا اس قدر مخلوق تیری خدمت کرے گی۔ موت کو یاد کرنا نفس کی بیماریوں

کی دوا ہے اور بیماریوں کے سر پر ہتھوڑا ہے۔

حضرت غوث اعظم اور ملک الموت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سالہا سال دن رات موت کو کثرت کے ساتھ یاد کرتا رہا میں نے موت کے ذکر سے فلاح حاصل کی اور اس کی یاد سے اپنے نفس پر غالب آ گیا۔ بعض رات تو میں موت کو یاد کرتا اور شروع رات سے آخر رات تک روتا رہا۔ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ میں رو رہا تھا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہا تھا۔

اِلٰهِیْ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَاَنْ لَّا یَقْبِضَ مَلَکُ الْمَوْتِ رُوْحِیْ وَتَتَوَلّٰی قَبْضَهَا

یعنی اے اللہ میں تجھ سے معافی کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ میری روح ملک الموت قبض نہ کرے بلکہ تو خود میری روح قبض فرما۔

پس میں نے آنکھ بند کی تو ایک خوبصورت بزرگ کو دیکھا وہ دروازے سے داخل ہوا۔ میں نے کہا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا میں ملک الموت ہوں پس میں نے ان سے کہا میں نے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ خود میری روح قبض کرے اور تم میری روح کو قبض نہ کرنا۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ آپ نے یہ دعا کیوں مانگی آخر میرا قصور کیا ہے۔ میں تو ایک محکوم بندہ ہوں کسی کے ساتھ نرمی کرنے کا مجھے حکم دیا جاتا ہے اور کسی کے ساتھ سختی کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اس کے بعد ملک الموت نے مجھ سے معانقہ کیا اور روئے اور میں بھی ان کے ساتھ خوب رویا اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں نے اپنے آپ کو روتا ہوا پایا۔

حکایت

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک سے زیادہ ناگوار وہ دل ہیں جن کو دنیا نے جلایا ہوا ہے حالانکہ ان کے سینوں نے

قرآن جمع کر رکھا ہے۔

تو ایسے بھائی زیادہ پیدا کر جو نیک کام کرنے والے ہوں۔ قیام کرنے والے ہوں رکوع اور سجود کرنے والے ہوں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے ہوں۔ جن کے ہاتھوں کو ان کے تقویٰ و پرہیزگاری نے کمائی سے روک دیا ہو۔ ان کی ساری ہمت اللہ تعالیٰ کی طلب میں مصروف ہو۔ تم انہیں پر اپنے مال کو خرچ کرو کیونکہ کل قیامت کے دن انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے انتہا دولت ملنے والی ہے۔

سوال

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ کون سی آگ زیادہ سخت ہے۔ خوف کی آگ یا عاشقوں کی آگ۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا مرید کیلئے خوف کی آگ اور مراد کیلئے شوق کی آگ۔ یہ اور چیز ہے اور وہ اور چیز ہے۔

نفع اور نقصان پہچانے والا ایک ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے اسباب پر بھروسہ کرنے والے۔ تمہیں نفع پہچانے والا بھی ایک ہے اور نقصان پہچانے والا بھی ایک ہے۔ تمہارا بادشاہ بھی ایک ہے اور سلطان بھی ایک اور معبود بھی ایک۔ کیا تم نے نہیں سنا۔

فرمان خداوندی

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَّلاَ يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ﴿سورۃ کہف﴾

ترجمہ: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ ﴿کنزالایمان﴾

اگر تو اپنے آپ سے علیحدہ ہو جائے تو اس کو دیکھ سکتا ہے۔

سوال

ایک سائل نے یہاں پر عرض کیا حضور میں کیسے علیحدہ ہوسکتا ہوں۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں تو اپنے نفس کی مخالفت کرکے اس کو مجاہدہ میں ڈال کر اس کا کہنا ماننے سے اپنے کانوں کو بہرہ بنا کر اپنے آپ کو جدا کر اور نفس کی خواہشات اور لذت اور دعوتوں کو پورا نہ کر۔ پس اس وقت وہ ذلیل ہو جائے گا اور تیرے دل سے دور ہو جائے گا اور وہ بغیر جرأت کے پڑا ہوا گوشت کا ایک ٹکڑا بن جائے گا۔ پس اس میں اطمینان کی روح چلے گی جب اس میں سے روح وجود نکل جائے گی تو اس میں روح طمانیت سرایت کرے گی پس اس مقام پر پہنچ کر نفس و قلب دونوں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے لگیں گے۔ جب وہ روح مطمئن ہو جائے گی اور موافقت کرنے لگے گی تو اس میں پہلی روح کے سوا دوسری روح پھونک دی جائے گی۔ یعنی ربوبیت کی روح۔ عقل کی روح۔ بے رغبتی کی روح۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وجود کی روح۔ اس کی طرف اطمینان کی روح۔ غیر اللہ سے نفرت کی روح

جو شخص اپنے عمل میں سچا ہوتا ہے وہ مشائخ عظام سے رخصت ہوکر آگے بڑھتا ہے اور ان کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تم اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔ یہاں تک کہ میں اس مقام پر جو آپ حضرات نے میری رہنمائی فرمائی ہے میں وہاں آؤں۔ مشائخ عظام تو آستانہ خداوندی کے دروازہ ہیں پس اس میں خوبی ہی کیا ہے تو دروازہ کو چمٹا رہ اور گھر کے اندر داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے

کیلئے مثالیں دیا کرتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ جن چیزوں کی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اس کی تصدیق کرو۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تک پہنچنے کی اصل بنیاد ایمان ہے۔ تمام بھلائیوں کی بنیاد ایمان ہے اور اخلاص نبوت کی جڑ ہے اور نبوت رسالت کی جڑ ہے۔ اور وہ ولایت کی جڑ ہے۔ غوثیت اور قطبیت کی جڑ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَرْزُقْنَا اٰمِیْنَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَوَّلُ الْفُتُوحِ

کلام امام عارف محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت ابو صالح جیلانی جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ جن کو آپ نے متفرق مجالس میں ان چیزوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر القاء فرمایا اور ظاہر کیا اور اس کو آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں نے چن لیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو اور ہم کو ان سب کی برکتوں سے فیضیاب کرے۔ آمین

حکایت

جب علی بن فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوگئے ان کے باپ نے ان کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے بندہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے بہتر کسی کو لطف و کرم کرنے والا نہ پایا۔

ہر قسم کا رزق اللہ نے پیدا کیا ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے میرے صاحبزادے تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو لازم پکڑ اور غیر اللہ کے ساتھ مشغول نہ ہو۔ دنیا اس کا گھر ہے اور ہر قسم کا رزق اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اور ہر ایک مخلوق کی روزی اسی نے مقدر فرمائی ہے۔ فرشتے تیرے رزق کی حفاظت کرتے ہیں اور متعین ہیں۔ خیر و شر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کے حکم سے بندہ پر آفتوں کے تیر برستے رہتے ہیں۔ جب بندہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیتا ہے اور آفتوں پر صبر اختیار

کرتا ہے تو اس کے پاس طبیب قریب آ کر اس کے زخم کا علاج کرتا ہے اور طبیب اس کو محبت سے اٹھالیتا ہے طبیب اس کو شوق سے سینہ سے لگا لیتا ہے ابتداء تکلیفوں کے ساتھ ہی ہوا کرتی ہے۔ جبکہ جنت تکلیفوں سے ہی گھڑی ہوئی ہے۔ پس قرب خداوندی اس کے بغیر کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ مسلمان بندہ دنیا کی بستی میں بادشاہ کی طرف سے عمل کرنے والا کارگذار ہے۔ جب باطن آسمان اور دل زمین بن جاتا ہے۔ تب دل باطن کے آسمان کا بچا کھچا کھاتا ہے۔ جب وہ چاہتا ہے تو دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے پھر رحمت خداوندی کو اپنے سے قریب دیکھ کر دونوں ہاتھوں کو اس کی طرف پھیلا دیتا ہے گویا کہ وہ کسی چیز کے ساتھ معانقہ کر رہا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے اہل مجلس مجھے معذور سمجھو آج ہم جس حال کی قید اور زندگی کی قید میں گونگے اور بہرے بنے ہوئے ہیں کہ کچھ بیان نہیں کر سکتے۔

میں نے اپنے باپ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو دیکھا پس انہوں نے مجھے فرمایا اے میرے بیٹے تو نے اپنے نسب کو مجھ سے صحیح کر دکھایا اور میرا خلف سعید ثابت ہوا ہے۔

موت سے پہلے مرجا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

وحشت کا ہونا ضروری ہے۔ جب تجھے موت آئے گی ہر ملنے والا تجھ سے دور ہو جائے گا اور ہر قرابت دار تجھے چھوڑ دے گا۔ پس تو ان کے چھوڑنے سے پہلے ان کو چھوڑ دے اور ان سے قطع تعلق کر لے۔ غیر اللہ کی طرف راستہ اور دہلیز ہوتی ہے۔ تو مرنے سے پہلے مرجا۔ تو اپنے آپ سے اس ساری مخلوق سے مرجا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندگی نصیب ہو جائے گی۔ تجھ کو چاہیے کہ مردے کی

مثل ہو جا۔ تقدیر کا ہاتھ تجھے لقمہ کھلائے گا اور تجھے کروٹیں بدلوائے گا۔ تو اپنا حصہ بغیر اپنے قصد سے لیا کرے گا جب تیری حالت درست اور کامل ہو جائے گی یہ طائر۔ یعنی روح اڑ جائے گی اور کسی قسم کی اس کو پروا نہ ہوگی۔ قیامت آئے یا نہ آئے موت پیدا کی جائے یا نہ پیدا کی جائے اس کے پاس ایک ایسا مشغلہ ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا ہے۔ ہاں البتہ احکام شریعت بدستور محفوظ رہیں گے ان میں یہ سرمو کمی نہیں کرتا۔ پاک ہے وہ ذات ہے جس نے تم پر اپنے حکم سے پردہ ڈال دیا ہے اور علم سے تم کو ظاہر کر دیا ہے۔ تم میں بعض لوگ نیلے رنگ اور صوف کے کپڑوں سے نیکوں کاروں کی صورت بنائے ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ ہمارے نزدیک کافر ہیں۔

موت اور موت کے بعد کے واقعات کو یاد کرنا

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اپنی محنت و مزدوری سے کما کر کھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ پس اب کما کر کھانا اس پر حرام کر دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تکوین کا خزانہ کھول اور علم کے خزانہ سے لے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

تم سے جہاں تک ہوسکتا ہے دنیا کے غموں سے فارغ ہو جاؤ۔ مرنے کو اور مرنے کے بعد کے واقعات اور پل صراط پر چلنے اور اس کے بعد کے واقعات کو یاد کرو۔ اور آخرت کو اس کی نعمتوں اور عذاب کے ساتھ یاد کرلیا کرو۔ تم دل کی پاکی اور باطن کی پاکی اور نفس کے مجاہدہ اور شیطان کے محاربہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو کر دنیا سے فراغت حاصل کرلو۔

تم اللہ تعالیٰ کیلئے آزاد ہو جاؤ اور تمام مخلوق سے قطع تعلق کرلو اور اسی کے ہو جاؤ۔

توحید کے معنی یہ ہیں کہ تمام مخلوق کو معدوم سمجھے اور ہر ایک سے جدا ہو جائے اور طبیعت بدل کر فرشتوں کی ﴿یعنی کوئی گناہ ہی نہ کرے﴾ اس کے بعد فرشتوں کی طبیعت سے بھی فنائیت حاصل ہو اور اپنے پروردگار کے ساتھ مل جائے۔

پس اس وقت وہ تجھے شراب وصل سے سیراب کرے گا اور تو ایسے اعمال سے مخصوص ہو جائے گا جو کہ ظاہری اعمال اس کے پاس زیادہ ہیں۔

ظاہری تصدیق کا نام اسلام ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام ظاہری تصدیق کا نام ہے اور ایمان اس کی قوت ہے۔ اس کے بعد معرفت خداوندی کا مرتبہ ہے پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ موجود ہونے کا مقام ہے۔ پس جب تیرا وجود اس کے ساتھ ہو جائے گا وہ بھی تیرے ساتھ ایسا ہو جائے گا تو بقا کا مرتبہ حاصل کرلے گا۔ مومن اپنی کمائی اور سبب معاش کے ذریعہ سے کھاتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ سب اور روزی اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے پھر جب اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے تو وہ توکل کے ذریعہ سے کھاتا ہے اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور اس کی پہلی نظر و خیال میں سر مو تغیر واقع نہیں ہوتا۔ اگر وہ ہزار برس تک بھی دریائے دجلہ میں بیٹھا رہے تب بھی اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہے گا۔

تو میری نصیحت کو قبول کر اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے گا۔ تو ایسی حالت میں قضاء و قدر کے متعلق تو اللہ تعالیٰ سے معارضہ کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا منہ لے کر جائے گا تو معارضہ کو چھوڑ دے اور جھگڑا نہ کر۔

حضرت عزیر علیہ السلام

حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام نے مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معارضہ کیا کہ وہ اولاً مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو ناپید کر دیتا ہے۔ اس وقت ان کا دفتر نبوت سے نام خارج کر دیا اور معزول کر کے ایک سو برس تک موت

دے دی پھر ان کو دوبارہ زندہ کر دیا اور اموال سابقہ ان کو واپس کر دیئے اور نبوت بھی عطا فرما دی۔ تو استغفار کو اپنی زبان کا طریقہ اور اعتراف و اقرار کو اپنے دل کا طریقہ اور سکون کو اپنے باطن کا طریقہ مقرر کر لے۔

ذکر اول زبان سے ہوا کرتا ہے اس کے بعد دل کی طرف پہنچتا ہے۔ پھر محبت اور شوق آتا ہے اور زبان پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔

خواہشات سے کھانا دل کو سخت بنا دیتا ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے بہت سارے مشائخ عظام کی صحبت اختیار کی ہے ان میں سے کسی ایک کی بھی دانت کی سفیدی نہیں دیکھی۔ انہوں نے مجھ سے مسکرا کر بھی کبھی بات نہ کی۔ لذیذ اور پاکیزہ غذائیں خود کھاتے تھے اور مجھے ایک لقمہ بھی نہیں کھلاتے تھے۔ لیکن میری طبیعت میں ان کی طرف سے بدگمانی یا ملال کا مطلق اثر نہیں آتا تھا۔ تم آداب سیکھو۔

دوسرے کو چھوڑ کر پیٹ بھرے مگر تو بھوکا ہی رہا کر۔ ورنہ دوسرے عزت پائیں گے اور تو ذلیل ہوگا۔ دوسرے تونگر بن جائیں گے اور تو مفلس ہی رہے گا اسی دن کیلئے میں تمہاری تربیت کرتا ہوں اور تمہیں ہدایت کرتا ہوں اور علم سکھاتا ہوں۔ مجھے اس کا یقین حاصل ہو چکا ہے کہ تم مجھے نفع پہنچا سکتے ہو اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہو اور نہ تم میرے رزق میں ذرا برابر کمی کر سکتے ہو۔ اس کے بعد میں نے تم کو وعظ کہنا شروع کیا ہے۔ میں اس خیال کو اسی وقت مضبوط کر لیا تھا جبکہ میں جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں رہتا تھا۔ خواہشات کے مطابق کھانا دل کو سخت بنا دیتا ہے اور باطن کو قید کر لیتا ہے اور دانائی کو زائل کر دیتا ہے اور نیند اور غفلت کو بڑھا دیتا ہے اور حرص کو قوی اور آرزوؤں کو طویل کر دیتا ہے۔

اے خواہش کے قید خانہ کے قیدی۔ اے مخلوق کے بندے۔ اے اپنے انجام سے بے خبر۔ اے خالق، مخلوق اور اپنے نفع اور نقصان سے نادان کیا تجھ

میں عقل نہیں ہے پس تو سمجھداری سے کام لے اور موت کو یاد کر کیونکہ موت کی یاد ہر بھلائی وسلامتی کی کنجی ہے۔ جب تو موت کو یاد کرے گا تو تمام فضولیات تم سے جدا ہو جائیں گی۔ جب تیری حرص کمزور اور آرزو کم ہو جائے گی۔ تب تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن پڑھ کر اور اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔

اللہ کی نعمتوں کا اقرار

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندے تجھے ہرگز فلاح نصیب نہ ہوگی یہاں تک کہ تو اس کی نعمتوں کا اقرار کرے اور وہ نعمتیں تجھے توحید خداوندی کے دریا میں ڈبو دیں۔ پھر اس کی توحید میں تو غیر اللہ کی طرف نظر کرنے سے فنا ہو جائے۔ وہ تیرا دوست کیسے بن سکتا ہے جو کہ اس کی شکایت کرتا ہوگا اور اس کی تقدیر کے بارے میں مناظرہ و مجادلہ کرے گا۔ محبت وشوق اور اس کا قرب ان باتوں کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا۔ جب محبت صحیح ہو جاتی ہے تو قضاء و قدر کے نزول کے وقت تکلیف باقی نہیں رہا کرتی۔ جب محبت جاگزیں ہو جاتی ہے تو معارضہ اور تہمت سب اٹھ جاتی ہے۔ تیرا ہر قدم جو بڑھتا ہے وہ قبر کی طرف بڑھتا ہے تو قبر کے سفر کی طرف مشغول رہے۔

☆ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

عارف باللہ کو وہ ذات جس کی معرفت اس کو حاصل ہوئی ہے۔ مخلوق میں مقبولیت و مردودیت مدح و ذم کے فکر و خیال سے بے خبر بنا دیا کرتی ہے۔ جب نفس دور ہو جاتا ہے اس کی جگہ آخرت آ جاتی ہے اور جب آخرت زائل ہو جاتی ہے اس کی جگہ قرب خداوندی آ جاتا ہے اور وہ اس قرب سے انس لیتا رہتا ہے اور اس کی طرف راحت پاتا ہے۔

نماز تیرا آدھا راستہ طے کرائے گی اور روزہ تجھے اس کے دروازہ پر لے جا کر کھڑا کر دیتا ہے اور صدقہ تجھے مکان کے اندر داخل کر دے گا۔ بعض مشائخ

عظام نے ایسا ہی کیا ہے۔تم اللہ تعالیٰ کا راستہ طے کرنے میں صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔

سالک کی تنہائی

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

سالک کی تنہائی و مسافرت بھی کیا قابل حسرت ہے کہ کوئی اس کا ہمدم نہیں۔مگر شریعت کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا صاع تمہارے اسرار و اعمال کو ظاہر کردیتا۔لیکن حکم علم کے دامن میں پناہ لینے والا ہے تاکہ وہ ظاہر نہ ہو کبھی وہ منعم کے ساتھ مشغولیت کی وجہ سے نعمت سے بے رغبتی کرتا ہے اور اس سے نعمت منقطع کرلی جاتی ہے تاکہ وہ اس نعمت کے ساتھ مشغول نہ ہو جائے۔پس اس کا مشغلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قریب کرلیتا ہے اور اس کے ہاتھ میں مرتبہ تکوین دے دیتا ہے مختار و متصرف ہو جاتا ہے۔

میرا وعظ تمہیں پس پشت ڈال دینے اور تم سے نظر پھیر لینے کے بعد ہے۔مجھے تمہاری پرواہ نہیں اور اس لئے میں نے تمہاری دنیا و آخرت دونوں سے تجاوز کرلیا ہے۔ میں نے تمہاری حالت پر غور کیا پس میں سمجھ گیا نہ تمہارے ہاتھوں میں نفع ہے اور نہ ہی نقصان اور نہ منع کرنا۔پس اللہ تعالیٰ ہی تم میں تصرف کرنے والا حاکم و مختار ہے۔اللہ تعالیٰ کے نقصان پہنچائے بغیر تم کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلیا۔لیکن دنیا کو میں نے فنا ہونے والا۔جانے والا۔قاتل و مکار اور دھوکہ باز پایا اس وجہ سے اس پر دل ٹھہرانا اور اس کے ساتھ قرار پکڑنا مجھے مکروہ معلوم ہوا اس لئے میں نے اس سے بے رغبتی کی اور ناپسند کیا۔اب رہی آخرت تو اس کے پاس تھوڑی دیر میں توقف کیا اور اس کی حالت میں غور کیا تو اس کا عیب بھی مجھ پر ظاہر ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ وہ

بھی عدم کے بعد وجود میں آئی اور حادث ہونے میں دنیا کی شریک ہے۔ اور میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر نفس کی خواہشات اور وہ چیزیں مہیا فرمائیں ہیں۔ جن کو آنکھوں سے لذت حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ

ترجمہ: جنت میں وہ چیزیں ہیں جس کی نفس خواہش کریں گے اور آنکھیں پائیں گی۔

پس میں نے کہا کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے وہ کہاں ہے لہٰذا اس سے بھی میں نے منہ پھیرلیا اور اس کے آقا اور موجد اور اس کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ ہوا۔

جب بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو اس کو جہل کی جگہ علم اور بعد کی جگہ قرب اور سکوت کی جگہ ذکر اور وحشت کی جگہ انس اور تاریکی کی جگہ روشنی عطا فرما دیتا ہے۔

اے نفس اور اے خواہش اور طبیعت اور اے ارادہ۔ اگر تم مجھ سے توحید اور مخلوق سے قطع کر لینے اور اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف سکون پکڑنے اور مخلوق کی طرف سے توجہ ہٹا لینے کے ساتھ قناعت کرو گے تو میں ان میں سے ایک لقمہ بھی بغیر دیدار خداوندی کے نہ لوں گا اور نہ میں حلف کرلوں گا کہ میں نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔ پس جب تم مر جاؤ گے میں اپنے باطن سے اللہ تعالیٰ کی طرف اڑ جاؤں گا۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں بنیادیں گر رہی ہیں اور اپنے بنانے والوں سے فریاد کر رہی ہیں۔ ان کی نہر کا پانی خشک ہوگیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جاتی اگر کی بھی جاتی ہے تو ریا اور نفاق سے کی جاتی ہے جو کہ ان دیواروں کے قائم کرنے اور نہر کے وسیع کرنے

میں اور اہل نفاق کے شکست دینے میں مدد کرے۔

میں ایسے علم کی گفتگو کر رہا ہوں جس کو واضح کرنا ہمارے امکان میں نہیں ہے اور اس کو ہم کسی فرشتے کو بھی نہیں بتاتے کہ مبادا وہ کسی پر ظاہر کر دے۔ طور ﴿جو کہ تجلی گاہ خدا ہے﴾ درحقیت تیرا دل ہی ہے اس کو شیطان نہیں دیکھ سکتا جو کہ اس کو خراب کر دے۔ اور نہ بادشاہ دیکھ سکتا ہے جو اس پر غلبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے طور کی قسم اس لئے کھائی ہے کہ اس پر اپنے محبوب سے راز و نیاز اور کلیم سے باتیں ہوتیں اور اس پر تجلی فرمائی۔ جب دل اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اتنا وسیع کر دیتا ہے کہ اس میں انس و جن اور فرشتے سب سما جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں رہتی جو اس کو اس سے باز رکھے اور وہ کسی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ تب اللہ تعالیٰ اس کو قریب کر دیتا ہے۔ کیا تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کا قصہ نہیں سنا کہ اس نے اتنی لکڑیوں اور رسیوں کے انبار کو کس طرح نگل گیا اور اس میں کوئی تغیر پیدا نہ ہوا۔

سوال:

حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کامل ملاح نے سوال کیا کہ حضور حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ جب عالم زاہد نہیں ہوتا تو وہ اپنے زمانہ والوں کیلئے باعث عذاب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ دوسروں کیلئے عذاب کا سبب ہو۔

جواب:

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اخلاص اور عمل کے بغیر وعظ کہا کرتا ہے۔ پس وہ نہ دلوں میں اثر کرتا ہے اور نہ قرار پکڑتا ہے پس وہ لوگ اس کو سنتے ہیں اور عمل نہیں کرتے۔ ﴿سن کر عمل نہ کرنے پر عذاب نازل ہوتا ہے﴾ جب دل صحیح ہو جاتا ہے اور علم سے روشن اور

منور ہو جاتا ہے تو وہ اپنے نور سے ت کے گناہوں کی آگ کو ویسے ہی بجھا دیتا ہے۔ جیسا کہ جہنم کی آگ کو مسلمانوں کا نور اس پر گذرنے کے وقت بجھا دے گا۔

گوشہ نشینی

بعض اہل علم بزرگوں سے منقول ہے

کہ گوشہ نشینی نفس کی اور شہوتوں اور مخالفت کرنے اور رفیق کے ساتھ فتح مندی حاصل کرنے پھر تنہائی میں بیٹھ جانے کا نام ہے۔ کیونکہ خلوت نشینی آخرت کا راستہ ہے اور نفس اس بات کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ رفیق آخرت بن سکے اور ایسے ہی خواہشات نفس بھی اس قابل نہیں۔ پس اس کو رفیق بنانا گمراہی میں پڑنا ہے اور شیطان دشمن ہے۔ جنت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور شہوات نفسانیہ ایسی آفتیں ہیں جو کہ تیری دانائی کی آنکھوں کو راستہ میں اندھا بنا دیں گی۔ اور مخلوق تو راستہ کے ڈاکو ہیں۔ اس لئے تو اپنی خواہش کو اپنی خلوت کے دروازہ پر چھوڑ دے پھر تو تنہا اندر داخل ہو جا۔ وہاں تنہائی میں تو اپنے مونس کو پالے گا۔

علم اکبر کیا ہے

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے حواریوں نے عرض کیا تھا ہم کو علم اکبر سب سے بڑے علم کی تعلیم دیجئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی قضاء وقدر پر راضی رہنا اور اللہ تعالیٰ کیلئے محبت رکھنا علم اکبر ہے۔

زندیقیت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

تو تو زندیق ﴿یعنی بے دین﴾ ہے خلوت میں گناہ کرتا ہے اور پھر عابد اور

زاہد ہونے کا اظہار کرتا ہے اور عاقبت سے بے خوف بن گیا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو مارا مارا پھر رہا ہے مقسوم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے ایسی حالت میں جیسے کوئی شخص خراسان میں ہو اور عراق میں اس کا کوئی رشتہ دار مر جائے جس کے پاس بہت مال و دولت ہو جس کا سوائے اس خراسانی رشتہ دار کے کوئی وارث ہی نہ ہو تو جو کچھ بھی ہوگا اس کا ترکہ ہوگا وہ اس خراسانی کے پاس پہنچ جائے گا۔ حالانکہ خراسانی کو اس کا علم بھی نہیں ہے۔ ضرور پہنچ جائے گا ایسے ہی تیرا مقدر تجھے پہنچ کر رہے گا۔ تم تو عوام میں داخل ہو تم سے محض کھانے پینے پہننے کے متعلق کلام کرنا درست ہے ﴿نہ کہ معرفت کے اسرار﴾ ہم پر امر خداوندی غالب ہے اس وجہ سے ہم اس کے مخالف تم سے کلام کرتے ہیں۔ دل نفس کی نفسانیت کو مٹا دیا کرتا ہے تاکہ اس کے راستہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ جب تیرے دل میں ایک شخص کی محبت اور دوسرے کی عداوت جاگزیں ہو جاتی ہے تو کیا عمل کرتا ہے اپنی طبیعت سے محبت کرتا ہے اور اسی طبیعت سے عداوت رکھتا ہے تمہاری کوئی عزت نہیں۔ تو تمام چیزوں کو قرآن و سنت پر پرکھ لیا کر اگر وہ چیزیں ان کے موافق ہوا کریں تو بہتر ہے ورنہ تو ان سے رجوع کرلیا کر۔ پس اگر قرآن و سنت تجھے اس کی صحت کا فتویٰ دے دیا کریں تو تو اپنے دل کی طرف رجوع کیا کر۔ جب دل قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور جب اسے قرب خداوندی حاصل ہو جاتا ہے تو وہ عالم بن جاتا ہے۔ اور جب وہ عالم ہو جاتا ہے تو اپنے نفع اور نقصان۔ حق و باطل اور امر شیطانی اور حکم رحمانی کو جاننے پہچاننے لگے گا ہر ایک میں فرق کر سکے گا۔ اس کو اپنا قرب اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اپنے سے معلوم ہونے لگے گا اور وہ ہمیشہ رحمٰن عزوجل کی معیت میں خوش رہتا ہے۔ وہ خریدار بن جاتا ہے کہ بادشاہ سے خرید کر مخلوق پر تقسیم کیا کرتا ہے۔

جب تو یہاں داخل ہوا کرے پس تو اپنے علم اور زہد وتقویٰ اور تمام حالتوں کو چھوڑ کر اس مجلس میں آیا کر۔ اس لئے اگر ان کو لئے ہوئے آئے گا بسا اوقات وہ چیزیں تجھ کو مجھ سے اوجھل رکھیں گی اور چونکہ اپنے آپ کو میرا حاجت مند نہ سمجھے گا لہٰذا برکات مجلس سے محروم رہے گا اور سب کچھ نہ جانے گا۔

حکایت

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کی یہ حالت تھی کہ جو کچھ کسی کے دل میں خطرہ گذرتا وہ اس کو بیان کر دیا کرتے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ جو حالت میری ہے کیا اس کو تم دوست رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا! جی ہاں۔ میں اسی حالت کو دوست رکھتا ہوں۔ تو وہ بزرگ فرمانے لگے میں صائم الدھر ہوں اور ہمیشہ آخری رات میں روزہ افطار کرتا ہوں۔ تم بھی ایسا کرو اور اس شہر کا کھانا پاک نہیں ہے پس اس لئے پرہیز کرتا ہوں اس لئے تم بھی احتیاط کرو۔

خواب میں وعظ کرنے کا حکم

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو وعظ کہنے کا مشورہ دیا کرتے تھے اور آپ بوجہ انکساری کے وعظ نہیں کیا کرتے تھے۔ پس حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنید بغدادی کو وعظ کہنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے تو ان کے ذکر سے پہلے ہی انہوں نے فرمایا کہ کیوں جناب ہماری بات نہ مانی یہاں تک کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ہوا۔

اے واعظ تیرے اوپر افسوس ہے تو لوگوں سے وعظ کہتا ہے حالانکہ ابھی تک تیرے اعمال خراب ہیں تو ایک تکیہ بن گیا ہے اور روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں

ہے کہ جس سے میں ڈرتا ہوں اور طمع رکھتا ہوں۔ میں آسمان و زمین اور آخرت میں کسی سے خائف اور امیدوار نہیں ہوں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نظر نہ آئے تو میں زندہ نہ رہ سکوں اور اسی جگہ پارہ پارہ ہو جاؤں۔ سائل نے بزرگ سے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کس طرح نظر آتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا اس کا وجود میری آنکھوں کو بند کر لیتا ہے اس کے بعد اس کا رب اس کو اپنا دیدار کراتا ہے کہ جس طرح جنت میں اپنا دیدار کروائے گا۔ جس طرح بھی چاہے گا جنت میں اپنے آپ کو دکھائے گا۔ اس کے دل پر اپنی تجلی ڈال کر اپنی صفات اپنے احسان اور لطف و کرم اور کنارہ رحمت کو دکھا دیتا ہے۔

حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا۔

صوفی کون ہوتا ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنے وجود سے پاک اور صاف ہو گیا اور اس کا دل اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان قاصد بن گیا اور کوئی صوفی صوفی ہی نہیں ہو سکتا جب تک سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لا کر ادب اور امر و نہی نہ فرما دیں۔ اس کے بعد اس کا دل ترقی پاتا چلا جاتا ہے اور اس کا باطن صاف ہو جاتا ہے اور بادشاہ کے دروازہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو تھامے ہوئے کھڑا ہو۔

جنت میں عربی زبان ہوگی

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے پہلے جو کلام کیا تھا وہ سریانی زبان میں تھا اور قیامت کے دن انسانوں سے سریانی زبان میں حساب ہوگا۔ پس جب لوگ جنت میں داخل ہوں گے عربی زبان میں گفتگو کیا کریں گے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان ہے۔

اللہ کی اطاعت سے معرفت حاصل ہوتی ہے

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی معرفت عطا فرما دیتا ہے۔ جب بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ سے معرفت چھینتا نہیں بلکہ قائم رکھتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے قیامت کے دن اس پر حجت قائم ہو۔ مومن کے دل میں خطرہ ملکی آتا ہے ﴿یعنی الہام غیبی﴾ پس اس کے نزدیک آ کر ٹھہر جاتا ہے اور مرد مومن اس سے کہتا ہے کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے وہ کہتا ہے میں نبوت سے تیرا حصہ ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ میں حق ہوں۔ میں حبیب ونگہبان کی طرف سے آیا ہوں۔

یہ خطرہ اس مومن کے باطن اور کان اور آنکھ سب کو پر کر دیتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوگا کہ تو اس کو دیکھے گا کہ تنہائی کو محبوب سمجھے گا اور اپنے وطن سے ہجرت کرے گا۔ اس کے بعد اس مومن کے پاس دوسرا امر آتا ہے جو اس کو حرکت دیتا ہے یہاں تک کہ اس کو سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ پس جب اس کو سکون حاصل ہو جاتا ہے تو یہ ہمیشہ ہم کلامی میں رہتا ہے۔ تو اس کو ہمیشہ ایسی حالت میں پائے گا کہ گویا کسی کی طرف کان لگائے ہوئے ہے۔ کوئی بات چیت کرنے والا اس کے پہلو میں ہے۔ جس سے یہ ہم کلام ہے۔

اللہ کی محبت

ایک شخص آپ کے سامنے کچھ دنیا مانگنے کیلئے کھڑا ہے پس آپ نے اس کو بٹھا دیا اور ارشاد فرمایا میں تجھے دنیا اور اس کے بعد آخرت سے بے رغبت کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اس کے بعد زہد اختیار کرنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے عطا کرے پس تو نہ لے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ

اے عیسیٰ تم ڈرتے رہو کہیں میں تمہارے ہاتھ سے نہ جاتا رہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔

اے پروردگار مجھے کسی خاص نصیحت کا حکم ارشاد فرمایئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ میں تجھے اپنی صحبت کا حکم دیتا ہوں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا پھر بارگاہ خداوندی سے یہی حکم ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہوا کہ میں تجھے اپنی صحبت کا حکم دیتا ہوں یہاں تک کہ تیری ہستی کا بیضہ تجھ سے جدا ہو جائے گا اور شریعت مقدس کا بازو تجھے سی دے اور تجھے کلام کرنا سکھا دے۔ اس وقت تو فضل کے دانے چگنے لگے گا اور اس سے اثر حاصل کرلے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب اس سے یہ تھا کہ مخلوق کو وعظ کہنا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اس وقت تک ترک کر دے کہ جب تک تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشش اور وعظ گوئی اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کی قابلیت پیدا نہ ہو جائے۔ تم اس حکم ظاہری کو اس پر عمل کر کے مضبوط کرلو پھر دیکھ کہ قرب مناجات خداوندی سے کیا لذت تمہیں حاصل ہوتی ہے۔ عوام تو بس کھانے کے عاشق ہیں۔ میں ایسی حالت میں وعظ کرتا ہوں کہ تم میرے نزدیک اور زمین و آسمان سب معدوم ہوتے ہیں۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ

کے سوا مجھے کوئی نفع اور نقصان پہنچانے والا نہیں۔

مرید کی اصلاح

سوال

بعض مشائخ عظام کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ مرید کو اس سے پہلے پکڑ کر وہ سمجھنے لگے۔

جواب

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ قرب حق اور لطف حق سے واقف ہو۔ اس کو عبادت اور نماز روزہ کے مجاہدہ میں لگاؤ۔ کیونکہ قرب و لطف سے کامیاب ہونے کے بعد وہ اعمال میں سستی کرنے لگے گا۔ پس اس سے پہلے کہ وہ تمہاری خورد ونوش سے واقف ہو اس سے مجاہدہ کراؤ ورنہ اس کا مزہ چکھنے کے بعد وہ اسی کا دیوانہ ہو کر تمہارے قابو میں نہ رہے گا اور تجھے چھوڑ دے گا۔

اللہ کے طالب کو تلاش کرو

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کام میں مشغول ہوگیا ہے۔ یہ جاہ و مرتبہ کا بندہ ہے اور وہ درہم و دینار کا بندہ ہے۔ یہ بادشاہ کا بندہ ہے۔ اور یہ اپنی دنیا کا بندہ ہے اور یہ اپنے نفس وثواب کا بندہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کوئی اپنے روزہ میں اور کوئی اپنی نماز میں اور کوئی اپنی گوشہ نشینی میں اور کوئی جہنم کے خوف میں اور کوئی جنت کی صحبت میں مشغول ہے۔

تم روئے زمین پر ایسا شخص تلاش کرو۔ جس کا دل اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی

معیت میں اس کے ساتھ متعلق ہو اور وہ مخلوق سے بے پرواہ ہو کر دین خداوندی کی نصرت اور مدد میں لگا ہوا ہو۔ پس اگر تم ایسے شخص کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ اور وہ تجھے مل جائے تو تم اس کا دامن پکڑ لو۔

مومن کی خوشی اور غم

حضرت غوث محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی خوشی اس کے چہرہ پر ہوتی ہے اور اس کا غم اس کے دل میں پوشیدہ ہوتا ہے جب ترقی کر کے عارف بنتا ہے تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ غم چہرہ پر ظاہر ہوتا ہے اور خوشی اس کے دل میں ہوتی ہے۔ چہرہ پر غم مخلوق کو ادب سکھانے کیلئے ہوتا ہے اور دل میں خوشی قضاء و قدر کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ وہ قضاء و قدر کی طرف دیکھ کر ہنستا رہتا ہے اور ان دونوں سے خوش ہوتا ہے۔

اَلدُّنیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ

دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے۔

جب تک وہ مومن رہتا ہے دنیا اس کیلئے قید خانہ بنی رہتی ہے اور جب تقویٰ میں ترقی کرتا ہے تو وہ دنیا سے نکل کر اپنے قید خانہ اور تنگی سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

﴿سورۃ طلاق﴾

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتے ہیں اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

وہ اپنے بیضہ وجود سے نکل جاتا ہے شریعت کا دانہ چگنے لگتا ہے اور قرب کا بازو اس کو اپنی آغوش میں لے لیتا ہے اور اس کو اپنی طرف ملا لیتا ہے ایسا شخص طباقوں اور دسترخوان کا مالک بن جاتا ہے۔ اے احمق تیرے ساتھ بخلی ہے کہ

جس کو قرار نہیں۔ تیرے ساتھ اسباب ہے جیسے آئے گا چلا جائے گا۔ تو محتاج ہے کہ تو ہزار بار فنا ہو اور ہزار بار مرے۔ پھر تو آخر میں درخت کی مانند قرار پکڑ لے گا کہ دن رات آتے اور وہ پھل دیتا رہتا ہے اور اپنی حالت سے نہیں پلٹتا بڑھتا رہتا ہے نشوونما پا کر سایہ ڈالتا رہتا ہے اس کے بعد تو ساتوں زمین کی میخ بن جائے گا یہ حالت پیدا ہوگی۔ تو ہذیان نہ بک۔ دعویٰ نہ کر اگر تجھے ایک چیونٹی کاٹ لیتی ہے تو تجھ پر قیامت قائم ہو جاتی ہے اور کھانے کا ایک لقمہ ضائع ہو جائے تو قیامت قائم ہو جاتی ہے تو اپنی حالت کو چھوڑ دے اپنے میں داخل ہونے دے میں تیرے دل میں مل جائے جوڑ پیدا کرے اور تیرے بچہ پیدا ہو کہ ہوا میں اڑے اور تیرے باطن کی بلندی پر جا کر ٹھہرے۔ مشرق و مغرب بحر و بر کی سیر کرے۔ تو سویا ہوا پڑا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلنَّاسُ نِیَام" فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَھُوْا

لوگ سوئے ہوئے ہیں جب موت آئے گی تب آنکھ کھلے گی۔

وہ شخص بہت برا ہے جس کی آنکھ مرنے کے بعد کھلے گی۔ فقیر کیلئے ضروری ہے کہ وہ قناعت کی تہبند باندھے اور پارسائی کی چادر اوڑھے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچ جائے اور سچائی کے قدم سے اس کی طرف قرب خداوندی کے دروازہ کو طلب کرتا ہوا دنیا و آخرت تمام مخلوق و موجودات سے بھاگتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اس کی شفقت اس کی رحمت اس کی طرف اشتیاق اس کے جذبات اس توجہات اس کا گروہ ملائکہ اور ارواح انبیاء علیہم السلام اور اس کے فرشتوں کا گروہ اس کا استقبال کریں گے کہ فرشتے اور ارواح انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی روحیں اس کے مصاحب ہو کر اس کے ہمراہ آکر اس دلہن کی طرح بنا سجا کر دربار خداوندی میں پہنچا دیں گے۔

جنت کی طلب

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مردہ دلوتم کو جنت کی طلب نے اللہ تعالیٰ سے روک رکھا ہے۔تم اس سے علیحدگی اختیار کرو علیحدہ ہو جاؤ۔ لوٹو۔ تو اپنی امیدوں کو کم کر دے تا کہ تیرا دل اور تیرا باطن مخلوق سے پاک وصاف ہو کر اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جائے اور تو اپنی تقدیر کو پڑھ کر اس کی ایک ایک سطر ایک ایک کلمہ ایک ایک حرف پر اپنے تمام وقتوں اور زمانوں پر خبردار ہو جائے۔ اور تو جس طرف رجوع کرنے والا ہے وہ تیرے لئے ظاہر ہو جائے۔ جوں جوں خوف تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچے گا اور قرب خداوندی تجھ کو اپنی طرف کھینچ لے گا اس وقت تجھے ثابت قدمی نصیب ہوگی تو عمر زیادہ ہونے یا کم ہونے۔ قیامت کے قائم ہونے یا نہ ہونے۔ مخلوق کو دوست یا دشمن رکھنے محروم کرنے کی کچھ بھی پرواہ نہ کرے گا۔ یہ کہہ کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ چیخ مارتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور اپنے چہرہ مبارک کو ڈھانپ لیا پھر کھول دیا اس کے بعد ارشاد فرمایا اے آگ تو مجھ پر سلامتی کے ساتھ سرد ہو جا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ لَاتُبْدِ اَخْبَارَنَا

اے اللہ تو ہماری خبروں کو ظاہر نہ فرمانا

اس کے بعد سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آیئے ہمارے متعلق اللہ تعالیٰ کا جو کچھ علم واقع ہوا ہے اس پر روئیں آہ و بکا کریں ﴿یعنی اللہ ہی جانتا ہے کہ جنتی ہیں یا جہنمی﴾ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے ہمیشہ خائف رہتے تھے جو کچھ بھی ہوتا ان کے دل خوف زدہ رہتے اور اس بات سے ڈرتے رہتے تھے کہ ان کے نیک اعمال قبول کئے جائیں

گے یا نہیں اور خاتمہ کے متعلق خوف رکھتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لباس اس لباس کے سوا ہے اور وہ کھانا اس کھانے کے سوا ہے اور دن بہت کم ہیں اور کام بہت زیادہ ہیں۔

کسب نبی کریم ﷺ کی سنت ہے

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندے تو مخلوق کے احسان کے دروازہ کو بند کر دے۔ تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے احسان کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس کے بعد سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہو۔ اور آپ سینہ پر دونوں ہاتھوں کو باندھ کر دائیں بائیں جھومتے رہے اس کے بعد بیٹھ گئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ اے اندھے تو اس کھلے ہوئے دروازہ میں داخل ہو جا پس دو ہی تو دروازے ہیں جن میں ایک دروازہ بند ہے اور ایک دروازہ کھلا ہوا ہے تو اس کھلے ہوئے دروازہ میں داخل ہو جا۔

اے سبب والو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کو زندہ رکھنے کیلئے سبب کا ساتھ دو۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت کے متبع بن کر مسبب الاسباب کی طرف بڑھو۔ کیونکہ کسب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور توکل آپ کی حالت ہے۔ اس کے بعد اگر اپنے آپ سے فنا ہو جانے پر تم کو قدرت ہو تو اس کو حاصل کرو کہ سبب کی معیت رہے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو وہ تمہاری مدد کرے گا تمہیں بلندی عطا کرے گا اور تم اپنا مقرب بنا لے گا اور تمہیں وہ چیزیں عطا کرے گا۔ جن کو تم جانتے اور پہچانتے بھی نہ ہو گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

تو اپنے آپ کو اس کی تقدیر کی موجوں کے حوالے کر دے جہاں کہیں بھی تو گرے گا فضل خداوندی کے دانہ کو چک لے گا اور تو جدھر بھی منہ کرے گا ادھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو پائے گا۔ تجھ کو اس کا قرب و انس اور اس کی شفقت و رحمت نظر آئے گی۔ جس شخص کو غنا نصیب ہو جاتا ہے اس کی مثال ایسے ہو جاتی ہے جیسے اندھے شخص کو طباقوں پر رکھے ہوئے کھانے اس کے پاس چلے آتے ہیں۔ اس کو معلوم نہیں کہ کدھر سے آئے ہیں۔ یہاں تک کہ جب اس کو اصل جہت معلوم ہو جاتی ہے وہ سب جہتوں کو چھوڑ کر اسی جہت کا طالب ہو کر رہتا ہے۔ یہی حال اس بندہ کا ہوتا ہے کہ جب وہ واقف ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر مشکل کو آسان کرنے والا ہے۔ وہی دینے والا ہے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔

نفس کو دشمن اور قاتل جانو

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا نفس تیرا معشوق ہے اگر تو اس کو اپنا دشمن اور قاتل ہونا جان لیتا تو اس کی حقیقتاً مخالفت کرتا۔ اس کو پیٹ بھر کر کھانا پینا نہ دیتا بجز اتنے کھانے کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو' تاکہ یہ اس کا فرق ہے ﴿جس کا شرعاً دینا ضروری ہے﴾ تیرے لئے گوشہ نشینی سزاوار نہیں بلکہ تیرے لئے بازار سزاوار ہیں۔ تیرے لئے اسرار الٰہی پر مطلع ہونا سزاوار نہیں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے اسرار پر مطلع ہو جاتا ہے وہ بے زبان بن جاتا ہے۔ جو اپنے راز کو چھپانے پر قدرت نہ رکھے اس کو چاہیے کہ مخلوق سے کنارا کرلے اور اپنا ٹھکانہ غاروں اور دریاؤں کے کناروں اور جنگلوں اور چٹیل میدانوں کو بنا لے۔ جو شخص حکم اور علم کو جمع نہ کر سکے اس کو مخلوق سے علیحدہ ہو جانا چاہیے اور کنارا کر لینا چاہیے۔ گرانی و قحط بادشاہ کا ادب سکھانے کیلئے ایک کوڑا

ہے۔ یہ قول آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شدت قحط کے زمانہ میں فرمایا تھا۔

اللہ کی محبت کا دعویٰ اور دنیا کی طلب

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور دنیا و آخرت کو طلب کر رہا ہے۔ اے احمق تیرا دعویٰ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ہے نفع حاصل کرنے اور نقصان کے دفع ہونے کا تو اس سے طلبگار ہو رہا ہے تو دور ہو جا۔ تو اولیاء کرام کی جماعت میں سے نہیں ہے تو مخلوق۔ نفس۔ ہوا اور خواہش کا بندہ اور پیروکار ہے۔ ہمارے پاس تمہارے پڑھنے کی کسوٹیاں اور صراف موجود ہیں۔

اے مدعی یہ کیسا دعویٰ ہے تو بات بے محل اور غیر موقع کر رہا ہے دعا مانگنے کا بھی ایک محل اور موقع ہوا کرتا ہے۔ کلام کرنے کا وقت اور ہوتا ہے اور خاموش رہنے کا وقت اور ہوتا ہے۔ دیکھنے کا موقع اور ہوتا ہے اور آنکھ بند کرنے کا موقع اور ہوتا ہے۔ کہاں ہے کام کرنے والا ہم اس کو اپنی صحبت میں لیں۔ صدیق لوگ ہر زمانہ میں منعم کا شکر ادا کرنے کیلئے عبادت کو واجب جانتے ہوئے عبادت میں زیادتی کرتے رہتے ہیں۔ نعمتوں کا مقابلہ طاعت و شکر کے ساتھ کرتے رہتے ہیں۔ ہم تجھ کو تھوڑا حلال مال لینے کی بقدر ضرورت اجازت دیتے ہیں تو اس تھوڑے حلال مال کر اکتفا کر۔ اگر تو نے اس کو زیادتی کیساتھ لیا تو اس کا لینا تجھے اس مباح کے لینے کی طرف پہنچا دے گا جو کہ عام مسلمانوں کے درمیان مشترک ہے۔ اگر تو نے اسے لیا تو اس کا لینا تجھے مشتبہ مال کے لینے کی طرف پہنچا دے گا۔ اور وہ مشتبہ مال حرام کی طرف لے جائے گا اور حرام مال تجھے جہنم کی طرف لے جائے گا۔ زاہد وہی ہے جو حلال میں زہد اختیار کرے ورنہ حرام کے متعلق زہد اختیار کرنا تو سب پر واجب ہے۔ کبھی دل کی طرف ایسی چیز وارد ہوتی ہے جس کے برداشت کرنے سے دل عاجز ہوتا ہے اور وجد کرنے لگتا ہے اس کی مثال اس

ماں جیسی ہے جس کو اپنے بچہ کے مرنے کی خبر کو پہنچے تو وہ چیخ اٹھتی ہے اور کپڑے پھاڑ لیتی ہے اور اس کی عقل اس کو برداشت کرنے سے عاجز ہوتی ہے۔

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے مراد حالت وجد و سماع ہے۔ دعا مانگنے میں ہم لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں اور معاشرت کے درجہ میں ان کی موافقت کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے دل سرد اور وعدہ خداوندی کی طرف نظر کرنے والے فضل کے کھانے اور انس کے مکان کی طرف دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ تو ایسی خواہش و ارادہ سے بے پرواہ ہو جا۔ تاکہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ سے فتح مندی حاصل کرے۔ صحبت کی شرط یہ ہے کہ قصد و ارادہ کو ترک کر دیا جائے جب تیری یہ حالت ہوگی تو تیری زبان گویا ہو جائے گی اور تیرے کان شنوا بن جائیں گے اور آنکھیں کھلی ہوئی ہوں گی۔ اور طرح طرح کے لطف و کرم آئیں گے اور باطن کی صفائی۔ پھل میوے اور جواہرات بن کر آئیں گے اور خرم و حشم موجود ہو جائیں گے تمام کے تمام تیری خدمت کریں گے اور تیری تعریف میں مشغول ہوں گے اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوق پر تیرے ساتھ فخر فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ﴿سورۃ الحشر﴾

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو بجا لاؤ ان دونوں پر عمل کرو۔ اس راستہ میں۔ سوانت انت ﴿تو ہی تو ہے﴾ انا ونحن۔ ہم اور میں نہیں اور وہی

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ

ترجمہ: وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔

سورۃ طارق کی تفسیر غوثیہ

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ کی تفسیر کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور اس پر چلنے والے کی قسم کھائی ہے۔ آسمان پر جو چلے وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے۔ پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمت علیا نے آسمان پر ترقی کی پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک نے۔ یعنی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان تک عروج کیا اور اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور آپ کے قلب اطہر کی آنکھوں نے بھی دیدار کیا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ خاص تھے۔ آپ رات کو آسمانوں کی سیر کو تشریف لے گئے۔ زمین پر اللہ تعالیٰ کا دیدار قلب اطہر کی آنکھوں کیا اور آسمان میں اللہ تعالیٰ کا دیدار سر کی آنکھوں سے کیا۔

اسی طرح جب کسی بندہ کا دل صحیح ہو جاتا ہے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے لگتا ہے اور جو حجابات اس بندہ اور آسمان و اسرار کے درمیان میں ہوتے ہیں منقطع ہو جاتے ہیں۔ پس ہمتیں آگے بڑھتی ہیں اور اسرار سیر کرتے ہیں۔ صدیقین کے سینے اللہ تعالیٰ کے اسرار کی روشنی سے روشن ہیں تم مومن کی فراست سے ڈرتے رہو۔ دل جب قرب خداوندی تک پہنچ جاتا ہے وہ ایک ایسا آسمان بن جاتا ہے جس میں علم کے تارے اور معرفت کا آفتاب چمکنے لگتا ہے اور اس نور سے ملائکہ روشنی حاصل کرتے ہیں۔

کوئی نفس ایسا نہیں ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے محافظ مقرر نہ ہوں جو کہ اس نفس کے شیطانوں کی دستبرد سے حفاظت نہ کرتے ہوں۔ اور بعض

حضرات ایسے بھی ہیں جن کے محافظ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں فرشتے ہیں جو صف بستہ ان کی حفاظت کیا کرتے ہیں اور سب سے بالاتر محافظ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ تو محض فصاحت و بلاغت میں پڑا ہوا ہے اور اپنے گھر کو تو نے ویران کر دیا ہے اپنی قبر پر پڑا ہوا گھوم رہا ہے وہاں سے ہٹتا ہی نہیں گویا کہ تو چکی کا ایک اونٹ ہے۔ شاید کسی اللہ تعالیٰ کے ولی نے تجھ کو بددعا کر دی ہے جس کی وجہ سے تیری دانائی کی آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں۔ تو نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا پس اس نے تجھے راستہ میں چھوڑ دیا۔ تیری قصد کی آنکھ میں ڈھلکے کی بیماری جم گئی ہے۔ تیرے غم پست ہوگئے ہیں اور تیرے قصد کے بازو ٹوٹ گئے ہیں۔ تو دنیا و آخرت کے درمیان میں پڑا ہوا ایک گوشت کا ٹکڑا باقی رہ گیا ہے۔ تو ایک سچے دوست کا محتاج ہے جو تیرے افلاس کے بعد تیری بھلائی کی دعا کرے۔

تو اولیاء کرام اس کے بعد فرشتوں کے ساتھ سچا انس پیدا کر۔ جب تو ان سب سے انس پیدا کرلے گا تو تیرے لئے دوسرا دروازہ کھل جائے گا۔ جب تو مخلوق میں سے انسانوں سے انس پکڑ کر اس دروازہ کو بند کر دے گا تو تیرے لئے جنوں کے ساتھ انس کا دروازہ کھل جائے گا۔ پس جب تو اس کو بھی بند کر دے گا تو تیرے لئے فرشتوں کے ساتھ انس کا دروازہ کھل جائے گا۔ کوئی چیز بھی بطور خود اثر نہیں کرسکتی ہم حکم کے تابع ہیں۔ آگ اپنی طبیعت سے نہیں جلاتی اور نہ پانی اپنی طبیعت سے سیراب کرسکتا ہے۔ نمرود کی آگ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلاسکی۔

آگ سے محفوظ

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو جب آگ میں ڈالا گیا تو آگ میں جلنے سے محفوظ رہے۔ سمندل جانور باوجود کہ وہ آگ میں رہتا ہے بستا ہے آگ اسے نہیں جلاتی۔ جب تو اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کریگا تو مخلوق سے رہائی حاصل کرلے گا اور مخلوق کے درمیان سے نکال لیا جائے گا ان سے نکل کر اللہ

تعالیٰ کی طرف پہنچ جائے گا اور اس کو طلب کرنے لگے گا اس کی مثال ایک ایسے مسافر کے ہے جو کہ کوچہ میں داخل ہوا اور اپنے دوست کی تلاش میں چکر لگاتا رہتا ہے کوچہ کے انتہا پر پہنچ کر پھر واپس لوٹتا ہے اور بار بار چکر لگاتا ہے وہ دوست کے دروازہ کو پہچانتا ہی نہیں اور دوست اس کی طرف دیکھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی حیرت کو وہ معلوم کرلیتا ہے اس کو محبت غالب ہوکر باہر نکال لیتی ہے وہ باہر آ کر اس سے معانقہ کرتا ہے اور اس کو اپنے سینے سے لگا لیتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کے ساتھ کیا تھا ان سے کہا تھا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں۔

دل کی زمین معرفت کی قرارگاہ ہے

حضرت سیدنا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دل کی زمین کو اپنی معرفت وعلم کی قرار گاہ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ دن اور رات میں تین سو ساٹھ مرتبہ اس طرف نگاہ کرم ڈالتا ہے۔ اگر وہ دل کو قرار عطا نہ کرتا تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور پھٹ جاتا۔ جب دل درست ہو جاتا ہے تو قرب خداوندی میں قرار پکڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو نفع پہنچانے کیلئے اس کے درمیان حکمت و دانش کی نہریں جاری فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو دین کیلئے بلند پہاڑ بنا دیا ہے ان میں بڑا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ ہوتا ہے اور چھوٹا صحابہ کرام کی جگہ اور جو ان سے کم رتبہ ہے وہ تابعین کی جگہ ان کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے ان حضرات کے ارشادات کی تعمیل کی قولاً اور فعلاً ظاہر اور باطن میں بھی انبیاء علیہا لسلام کی آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں پر فخر فرمایا۔ مبارک ہو اس کو جو ان کا اتباع کرتے ہیں اور انکی خدمت کرکے دنیاوی مشاغل کے بوجھ ان کے اوپر سے ہلکے کر دیئے۔ اللہ والوں کے پاس

ایسا شغل ہے جو کمائی سے روک دینے والا ہے۔ وہ مخلوق کی اصلاح کیلئے قیام کرنے والے ہیں۔مخلوق ان کے نزدیک بمنزلہ اولاد کے ہے۔دنیا سے ان کی وابستگی نہیں ہوتی۔ حالانکہ دنیا اپنے آپ کو ان پر پیش کرتی ہے اور وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ جو چیز تیرے قبضہ میں ہے وہ صرف تیری ہی نہیں ہے بلکہ مشترک ہے تیرے پڑوسی بھی اس میں شریک ہیں۔تیری کمائی تیرے ہاتھ میں مواخذہ اور اجر کیلئے دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَكُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِيۡنَ فِيۡهِ

ترجمہ: اور تم اس مال میں سے خرچ کرو جس میں تم خلیفہ بنائے گئے ہو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو دیکھے۔

تو اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری کیا کر۔فقیروں کو کھانا کھلایا کر۔کیونکہ دوست کا گھر تنگ ہوتا ہے اور اس میں داخل ہونے والا کشائش والا ہے۔وہ کہاں ہے۔ جس نے مخلوق کا دروازہ بند کیا ہوا ہے اور حق کے دروازے پر آ کھڑا ہوا۔اور تو اپنی تمام حاجتوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا کر۔اسباب کو قطع کر اور دوستوں سے علیحدگی اختیار پھر دیکھ کہ تجھے کیا نظر آتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہو جا اور مصیبتوں کے وقت صبر کا تکیہ لگا کہ قضاء وقدر تجھے پارہ پارہ کردے اور تجھے تکلیف نہ ہو۔اس وقت تو عجائبات قدرت کو ملاحظہ کرے گا۔تو تکوین کو دیکھے گا کہ وہ تیرا کیا حال بناتی ہے اور رحمت خداوندی کو دیکھے گا کہ وہ تیری کس طرح پروش کرتی ہے اور محبت کو دیکھے گا کہ وہ تجھے کس طرح رزق پہنچاتی ہے۔اور سارا دارو مدار حاجت کے بعد خاموشی اختیار کرنے پر ہے اور یہی حالت اللہ تعالیٰ کے بندہ پر فخر فرمانے کی ہے کہ جس طرح حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دنیا بھر کی دودھ پلانے والیوں کو روک کر ماں کی طرف لوٹایا اسی طرح مخلوق اور اسباب کے

منافع و مواقع اس پر حرام کر دی جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قرب کی طرف لوٹا لیتا ہے جب بندہ لطف حق کی آغوش میں پہنچ جاتا ہے تو اس کی بو کے سامنے نہ تکالیف کی پرواہ رہتی ہے نہ بوئے راحت کی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ ﴿سورۃ النمل﴾

ترجمہ: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے۔ ﴿کنزالایمان﴾

اللہ تعالیٰ دعا میں گڑگڑانے کو پسند کرتا ہے وہ تمام دروازوں کو تیرے اوپر بند کر دیتا ہے تاکہ تو اس کے دروازہ پر جا کر ٹھہرے اور قرار پکڑے۔ پس اولیاء کرام مقربین نے اسباب کے دروازہ کو بند اور قرب خداوندی کے دروازہ کو کھلا ہوا پایا اس میں داخل ہو گئے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی ماں اپنے بچے پر دروازہ بند کر دے اور ہمسائیوں کو وصیت کرے کہ اس دروازہ کو بہ سبب ایک غرض کے جس کا وہ ارادہ رکھتی ہے کھول نہ دینا۔ بچہ باہر آیا یہ دیکھ کر شرمندہ روتا ہوا بیٹھ گیا جس دروازہ پر نظر ڈالی سب کو بند پایا۔ پھر پھرا کر ماں ہی کے دروازہ کی طرف آیا۔ اس وقت ماں اس کی بیقراری کو دیکھ نہیں سکتی فوراً دروازہ کھول کر سینے سے لگا لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر تنگی ڈالتا ہے تاکہ اس کو اپنی طرف لوٹا لے اور مخلوق کے ساتھ اس کی دل کی وابستگی نہ ہونے دے۔

سچے فقیر کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے نفس کیلئے آرام طلبی نہ کرے۔ پس اگر بوجہ مجبوری ضرورت ہی طلب کی ہو تو بقدر کفایت ہی طلب کرے نہ کہ زائد۔

جب اللہ تعالیٰ تجھے قریب کر لے اور بلا میں مبتلا کر دے تو اس بلا پر خوش رہے ورنہ وہ تجھے تیری مصیبت و بلا میں گھیر دے گا۔ دنیاوی چیزوں کی رغبت تیرے اوپر تیرے قرب خداوندی اور بلا پر صبر کرنے کی تشویش میں ڈال دے گی۔ جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اس کی عقل ہی نہیں۔ پس جس شہر میں کوتوال نہ ہو آخر

وہ برباد اور ویران ہی ہوگا۔ اور جس ریوڑ میں چرواہا نہ ہو وہ بھیڑیوں کی خوراک بنے گا۔ اصل دین خوف ہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ رات میں چلا کرتا ہے کسی مکان میں ٹھہرتا نہیں بلکہ سیر کرتا ہے رہتا ہے۔ اولیاء اللہ کے سفروں کی انتہا قرب خداوندی ہے۔ حقیقی سیر اولاً دلوں کی سیر ہے اس کے بعد باطن کی سیر۔ جب یہ لوگ قرب کے دروازہ پر پہنچ جاتے ہیں تو باطن داخل ہونے کی اجازت چاہتا ہے پس اس کو اجازت دے دی جاتی ہے اس کے بعد انس دل کیلئے اجازت چاہتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر کا تارہ پہلے قمر بنا پھر چاند سے آفتاب ہوگیا۔ خلوت جلوت بنی اور باطن ظاہر بنا۔

بندہ عروج و ہبوط کی دو حالتوں کے درمیان ہے جب گریبان میں اپنا سر ڈالتا ہے اور باطن میں بالکلیہ داخل ہوتا ہے تو سمندر کی تہہ کے جواہرات تک اس کو نظر آتے ہیں۔ مگر یہ ان کی طرف ہاتھ تک نہیں بڑھاتا۔ بلکہ جو اس کے پاس حاضر ہوتا ہے اس کو اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے فلاں تو اتنا لے لے اور اے فلاں تو اتنا لے۔ یہ زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حضوری میں بطور نیابت و خلافت حاضر رہتے ہیں۔ میں بادشاہ کے دروازہ پر ان کا منتظر رہتا ہوں اور بیداری اور خواب میں تمہاری طرف دیکھتا رہتا ہوں۔ تمہاری خاطر اس شہر کی تکلیفوں کو جھیلتا رہتا ہوں اور مخلوق کی آفتوں پر صبر کرتا ہوں۔ میں غم و رنج اور فکر و حیرت میں دن کو رات سے ملا دیتا ہوں۔ جب ایک قدم آگے بڑھتا ہوں واپس ہو آتا ہوں۔

حکایت

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعا میں حیرت میں پڑ گئے کہ کیا دعا مانگوں۔ جو شان و تسلیم کے بھی خلاف نہ ہو پس انہوں نے آنکھیں بند کیں۔ اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا اے ابراہیم یوں دعا مانگو کہ اے پروردگار

رضا پر قضاء نصیب فرما اور اپنی ڈالی ہوئی تکلیف پر صبر عنایت فرما اور احسانات پر شکر گذاری کی توفیق عطا فرما۔ اور میں تجھ سے تیری پوری نعمت اور ہمیشہ کی عافیت اور تیری محبت پر ثابت قدمی طلب کرتا ہوں۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر ایک نرم آواز ڈالی گئی۔ جس کی وجہ سے قلب اطہر نے اہل و عیال سے دوری چاہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار حرا میں تشریف لے گئے جو کہ طور سینا کا ایک حصہ ہے۔ وحی کی باد نسیم چلی۔ حرا میں ایک غار تھا جس میں ایک عابد رہا کرتا تھا۔ جس کا نام ابو کبشہ تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی وہیں آ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اسی حالت میں آپ کو سچی خوابیں آتی تھیں جو کہ روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتیں تھیں۔ دفعتاً آواز آئی۔ اے محمد۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آواز سے ڈر کر بھاگے اور اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو اور چادر میں چھپاؤ۔ فرمایا میں ایک آواز سنتا ہوں اور پکارنے والا نظر نہیں آتا۔ عرض کیا گیا یہ آواز کمبل اڑھانے اور چادر میں لپٹنے سے پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے۔

یہ دل ہے جس کی مثال ایک کھجور کی گٹھلی کی طرح ہے جو اپنے گھر کے صحن میں پڑی ہوئی ہے۔ جس کی چھت نہیں ہے۔ چار دیواری کھڑی ہوئی ہے جاڑے کی بارش اور گرمی کی دھوپ دونوں اس پر پڑتی ہیں اور وہ گٹھلی اگتی رہتی ہے کسی کی نظر اس پر نہیں پڑتی یہاں تک کہ اس کی شاخیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور وہ بلند ہو کر پھل لے آئے اور وہ پھل پختہ ہو گئے اور لوگ اس کو چننے لگے حالانکہ اس کی طرف پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہی حالت دل کی ہے اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے زندہ کر دیتا ہے۔ اور وہ مخلوق کی اصلاح کے قابل بن کر شہرت پالیتا ہے۔

ولایت ایک باطنی اور مخفی امر ہے اس کی مثال گٹھلی اور درخت کی ہے کہ فرشتہ اس کے اندرون کا فرش ہوتا ہے اور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سوار ہوتا ہے اور وہاں جا پہنچتا ہے جہاں فرشتے کی بھی رسائی محال ہے۔

اے مخاطب تو کھانے پینے اور لباس جو کہ ضروری چیزیں ہیں ان علاوہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کر۔ نہ تو اس سے بھاگ نہ ان چیزوں کی طلب کیلئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ تو رحمت خداوندی کے مقابلہ میں کیا عمل کرسکتا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا تو ہمیں اپنے غیر سے بے پرواہ کر دے اور ہمیں اپنے غیر کے ساتھ مشغول نہ کر۔ یہ غیر اللہ کیا ہے۔ یہ الفاظ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ کے ساتھ اور غضبناک لہجہ میں فرمایا۔ اس کے بعد اپنے منہ کو ڈھانپ لیا اور آپ چیخ مار کر کھڑے ہوگئے۔ پھر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا البتہ تم اس کی خبر و حالت بعد ایک وقت کے جان لو گے۔

اولیاء کرام اللہ تعالیٰ سے طلب کو مکروہ سمجھتے ہیں تا کہ ان کی طرف حرص و تفویض وتسلیم کا چھوڑ دینا نسبت نہ کیا جائے۔ شوق ان کے قدموں کو تیز تیز چلاتا ہے۔ جب تو دنیا میں زہد کرے گا تو تیرے اوپر دنیا کا خرچ کرنا آسان ہو جائے گا۔ اولیاء کرام کے مخصوص حالات ہیں جن کو ہر ایک نہیں جان سکتا۔ کوئی ابدال۔ ابدال نہیں بنتا جب تک کہ وہ مخلوق کے بوجھ کو اپنی پیٹھ پر نہ اٹھالے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بوجھ کو ان سے اٹھا لیتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ اس کی حضوری میں رہتے ہیں۔ بظاہر بوجھ اس ابدال پر ہوتا ہے اور درحقیقت رحمت خداوندی کے ہاتھوں پر۔ تم سچ ماننے کی عادت کو اپناؤ اور دلوں سے تہمتوں کو زائل کر دو۔

تفسیر غوثیہ

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد خداوندی

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ

کی تفسیر کے متعلق فرمایا کہ ﴿رات کا اٹھنا وہ نہایت دشوار ہے﴾ وہ نیند کے بعد مخلوق اور طبیعت اور خواہش اور ارادہ کے سو جانے کے بعد ہے۔ دل تقویٰ کرتا رہے۔ اس کھانا اور پینا صرف اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنا اور اس کے سامنے قیام و رکوع و سجود باقی رہ جائے۔ کیا تو ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھتا کہ جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا کہ دنیا ان کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہ بنا دے۔ اس طرح وہ آخرت میں زہد اختیار کرتے ہیں تاکہ آخرت ان کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کر دے اور وہ اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ کاش آخرت پیدا ہی نہ ہوتی کیونکہ وہ شیریں اور ظاہر میں رحمت ہی رحمت ہے۔ دل اور باطن اس کا چہرہ بن جاتا ہے۔ جو کچھ اس کے دل میں ہوتا ہے وہ ظاہر جسم پر نمایاں ہونے لگتا ہے۔ وہ دنیا کی ہمیشگی کو اس لئے دوست رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی چھپ کر اس میں عبادت کرے اور اس سے خفیہ معاملہ کرتا رہے۔ تو تو اللہ تعالیٰ سے وحشت میں پڑا ہوا ہے کب تیرا دل مخلوق سے وحشت کرے گا اور کب اللہ تعالیٰ سے انس پکڑے گا۔ دروازہ۔ دروازہ پھرے گا کوئی دروازہ باقی نہ رہے گا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف جائے گا یہاں تک کہ کوئی شہر باقی نہ رہے گا۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی آسمان باقی نہ رہے گا۔ اپنے نفس پر قیامت قائم کر اور اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہوکر اپنے نامۂ اعمال کو پڑھ کر جہنم میں ڈال دیئے جانے کا متوقع ہوگا۔ اس حال میں کہ وہ آگ میں گرنے اور اس سے گذر جانے کے خیال میں ہوتا ہے۔ لطف خداوندی اس کو آ کر پکڑ لیتا ہے اور جہنم کی آگ کو اپنی رحمت کے پانی سے بجھا دیتا ہے اور جہنم کی آگ یوں کہے گی اے بندہ مومن تو جلدی سے میرے اوپر سے گذر جا کیونکہ تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا ہے۔ پس اس کو عبور کرنے کی مدت پست قلیل بن جائے گی کہ تیری ہزار برس کی مسافت ایک لحظہ

میں طے ہو جائیگی۔ یہاں تک کہ جب وہ بادشاہ شاہی گھر ﴿یعنی جنت﴾ کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اپنی عقل و ارادہ اور اپنے پروردگار کی محبت و شوق کی طرف رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس میں بغیر محبوب کے داخل نہ ہوں گا۔

کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ جو کچا بچہ گر جاتا ہے وہ بروز قیامت جنت کے دروازے پر کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار میں اس وقت تک اندر نہ جاؤں گا جب تک کہ میرے والدین اس میں داخل نہ ہو جائیں۔ پڑوسی کہاں ہیں گو حاضر ہونے والا کہاں ہے وہ داخل نہ ہو۔ یہاں تک کہ اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک اس کا ہاتھ تھامے ہوئے محبوب کے پاس پہنچا دے۔ جب بندہ کی یہ حالت کامل ہو جاتی ہے تو وہ دنیا کی طرف اپنے مقسوم لینے کیلئے لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ علم خداوندی متغیر و منسوخ اور محو نہ ہو جائے۔ تیرا پروردگار مخلوق سے فارغ ہو چکا ہے۔ کوئی نفس بھی دنیا سے باہر نہ نکلے گا جب تک کہ اپنا مقسوم پورا نہ کر لے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مخلوق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کرنے میں خوبی کا لحاظ رکھو۔

اسباب درحقیقت حجاب ہیں ان کی وجہ سے بادشاہ کے دروازے بند ہیں۔ جب تو ان اسباب سے اعراض کرے گا تو بادشاہ تیرے لئے اپنی معرفت کا دروازہ کھول دے گا۔ جس کو تو پہچانتا ہے اور جو دروازہ مضبوطی سے بند ہو وہ تیری بغیر طاقت وقوت کے کھل جائے گا۔

مومن کی طبیعت اللہ تعالیٰ کی طرف قصد کر کے نکلتی ہے وہ مسلمان اسی حالت میں ہوتا ہے کہ راستہ میں آ کر ان کے جان و مال کی بابت آفتیں پکڑ لیتی ہیں۔ پس وہ گناہوں اور بے ادبی اور مخالفت حدود شریعت کی طرف لوٹ آتا ہے۔ پھر وہ دعا سے اور اللہ تعالیٰ کے غیر سے مدد نہیں مانگتا بلکہ اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے اور اپنے نفس پر ملامت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ

اس سے فارغ ہو جاتا ہے تو قلب کے اعتبار سے تقدیر اور تسلیم و تفویض کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہ اسی حال میں ہوتا ہے ناگاہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کھلا ہوا دروازہ دیکھتا ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک راستہ نکال دیتا ہے اور اس کی آزمائش اس لئے ہوتی ہے تاکہ اس کے عمل کو دیکھے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ

ترجمہ: اور ہم نے ان کو بھلائیوں اور برائیوں کے ساتھ آزمایا۔

ابن آدم کا دل خیر و شر۔ عزت و ذلت۔ اور دولت و فقر کے ساتھ ہی درست ہوا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار کرتا ہے اور وہ شکر ہے اور شکر اطاعت کرتا ہے۔ اس کی زبان و اعضاء کچھ حرکت نہیں کرتے وہ بلا کے وقت صبر کرتا رہتا ہے اور غیر اللہ سے مدد نہیں چاہتا اور اپنے جرم و گناہوں پر اقرار کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کی نیکی و بدی کے قدم انتہا پر پہنچ جاتے ہیں اس قت وہ بادشاہی دروازے پر صبر و شکر کے قدموں سے چلتا ہے اور توفیق خداوندی اس کی قائد بن جاتی ہے۔ اور وہ بادشاہ کے دروازہ پر پہنچ کر وہاں ایسا جلوہ دیکھتا ہے۔

جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا نہ کسی انسان کے دل پر خطرہ گذرا۔ جب بھلائی و برائی کی نوبت ختم ہو جاتی ہے اسے بات چیت کرنے اور ہم کلامی و ہم نشینی کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

اے عراقی تو کیا اس مضمون کو سمجھے گا۔ اے چکی کے اونٹ۔ اے احمق۔ تو بغیر اخلاص کے قیام وقعود میں مشغول ہے۔ تو لوگوں کیلئے نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اور تیری آنکھیں لوگوں کے طباقوں اور ان کے گھر کی چیزوں ک طرف

لگی ہوئی ہیں اور جان کر تجھے کچھ کھلا پلا دیں۔

اے مخلوق سے علیحدہ ہونے والے۔ اے صدیقوں اور اللہ والوں کی صف سے علیحدہ ہو جانے والے۔ کیا تو یہ نہیں جانتا میں تمہارا بڑا اور چیرنے کا آرا اور تمہاری کسوٹی ہوں۔ تو اپنی ہی کوشش کر اپنا طباق مجھ سے چھین۔ اپنی ننگی تلوار مجھ پر اٹھا۔ تو کسی چیز پر قائم نہیں ہے نہ قابل اعتبار۔ اے ادنیٰ سے ادنیٰ جاہل۔ میں تیری رسیوں میں بل دیتا ہوں۔ تیری خیر خواہی کرتا ہوں تجھ پر شفقت کرتا ہوں۔ اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں تو زندیق ﴿یعنی بے دین﴾ ریا کار اور دجال ہو کر نہ مرے۔ تجھے تیری قبر میں منافقوں کا سا عذاب دیا جائے گا۔ پس تو جس حال میں مبتلا ہے اس کو حکم دے۔ تو برہنہ ہو جا۔ تقویٰ کا لباس پہن لے۔ تو عنقریب مرنے والا ہے۔ میرے اور تیرے درمیان کوئی دشمنی نہیں۔ جو کچھ میں تجھ سے کہہ رہا ہوں عنقریب تو اسے یاد کرے گا۔ نیک اور صالح شخص کی صورت اس کے حال سے خبر دیتی رہتی ہے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے بولتا ہے اسی کی ذات سے غنی بنتا ہے اسی کا محتاج ہوتا ہے۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بچپن کے زمانہ میں اپنے شہر میں ایک آواز سنتا تھا اور وہ کہتا تھا۔

اے مبارک پس میں ڈر کر اس آواز سے بھاگا کرتا تھا۔ اور اب میں خلوت میں کسی کہنے والے کی آواز کو سنتا ہوں اور وہ مجھ سے کہتا ہے میں تجھ کو اچھے حال پر پا رہا ہوں۔

اے اللہ کے بندے اگر تو بھلائی چاہتا ہے تو میری صحبت اختیار کر۔ جب میں کسی انسان کو اپنے سے بھاگتا ہوا پاتا ہوں پس میں یہ جان لیتا ہوں کہ یہ منافق ہے۔ ایماندار شخص جب اپنی سر کی آنکھوں کو بند کرتا ہے تو اس کے دل کی

آنکھیں کھل جاتی ہیں اس کو باطنی تجلیاں نظر آنے لگتی ہیں۔ اور جب وہ اپنے دل کی آنکھوں کو بند کر لیتا ہے تو اس کے باطن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ پس وہ اس سے مقام خداوندی اور مخلوق میں اس کے تصرفات کا معائنہ کرنے لگتا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے جو باتیں کی تھیں ان میں یہ بھی کہا تھا۔
جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔
اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَتِیْ وَبِکَلَامِیْ ﴿سورۃ الاعراف﴾
ترجمہ: میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے
﴿کنزالایمان﴾
ایک دن وہ تھا جب تم بکریاں چرا رہے تھے پس ان میں سے ایک بکری بھاگ گئی اور تم اس کے پیچھے بھاگے یہاں تک کہ تم نے اس کو پکڑ لیا حالانکہ تم بھی تھک گئے تھے اور بکری بھی تھک گئی۔ پس تم نے اس کو اپنی گود میں لے لیا اور کہا کہ تو نے اپنے آپ کو بھی تھکا دیا اور مجھے بھی تھکا دیا۔
محجوب کی دوا اپنے حجاب کے سبب پر غور کرنا اور اس سے توبہ کر لینا اور اس کے سامنے اقرار کرنا ہے۔ جو لوگ ہر وجہ سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں ان کیلئے تکوین ﴿یعنی عالم میں تصرف کرنے کے اختیارات﴾ نہیں ہوتے۔ تکوین تو راستہ ہے۔ یہاں تک کہ تو جنگلوں اور میدانوں اور دونوں پر۔ یعنی بر حلق و بر نفس اور دونوں بحر۔ یعنی دریاء حکم اور دریاء علم اور کنارا کو قطع نہ کرے تیرا کلام معتبر نہ ہوگا۔
اولیاء کرام کیلئے نہ دن ہے اور نہ رات۔ ان کا کھانا بیماروں کا سا کھانا ہے اور ان کا سونا ڈوبتے ہوؤں کا سا سونا ہے ان کا کلام محض بضرورت ہوتا ہے۔
جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسے نئی زندگی بخش دیتا ہے۔ وہ بغیر تربیت بغیر مہلت بغیر سبب کے بولنے لگتا ہے۔ اس کی زبان اور اس کی انگلی میں کچھ فرق نہیں

ہوتا۔ کیونکہ اس حالت میں نہ حجاب ہوتا ہے۔ اور نہ قبریں اور نہ دروازہ اور نہ دربان اور نہ اذن اور نہ اجازت کا طلب کرنا اور نہ تولیت وتقرر اور موقوفی اور نہ شیطان اور نہ سلطان اور نہ دل وانگشت اس کے بعد۔

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو آج غائب رہا اس نے نقصان پایا۔ یا تو کہہ دے کہ پہلا اور دوسرا قدم رکھنے میں حاصل نہیں ہوتا۔ تو کہہ دے کہ اپنے خانہ وجود سے نکلنا پہلا قدم ہے اور دوسرا قدم نعمت خداوندی

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿سورۃ فاتحہ﴾

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا ﴿کنزالایمان﴾

اور دروازہ پر ٹھہرنا ہے۔ اس کے بعد دیدار کے وقت

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنَ ﴿سورۃ الفاتحہ﴾

ترجمہ: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

اس کے بعد دیدار کے وقت

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿سورۃ علق﴾

ترجمہ: اور سجدہ کر قریب ہو جا

تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف نسبت نہ کر تو تو مشرک ہے۔ تو نعمتوں کو اس کے غیر کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بدل رہا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو نعمت تیرے نفس کو دی تھی اس کو بدل دیا۔ تو اپنی زنار توڑ کر ادھر واپس آ۔ جب تک تو اپنے باطن سے توبہ نہ کرے اور اندرونی اخلاص پیدا نہ کرے اس وقت تیرے ظاہر کا اعتبار نہیں ہے۔

دل کی اصلاح

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندے۔ اے پیارے بچے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے سالہا سال چھپائے رکھا کہ بدن گھلنے لگا۔ یہاں تک کہ آپ کو حکم ہوا کہ جو کچھ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کی تبلیغ کرو۔ اور تو ذرا سی چیز دیکھتا ہے تو اس کو ظاہر کرتا پھرتا ہے اور اس کو چھپاتا نہیں۔ تیرے گھر میں آسمان سے کپڑوں کی گٹھری آ گری اور تو نے دروازہ کھول کر آواز لگانا شروع کر دی کہ کوئی ہے جو اس کو مجھ سے خریدے۔ ہوسکتا ہے وہ گٹھری ہمسائیوں کی بطور عاریت و امانت ہو۔

چار چیزیں ہیں جن سے دل کی اصلاح ہوتی ہے۔

١ غذا میں نظر کرنا ﴿کہ حلال ہے یا حرام﴾

٢ عادت کیلئے فارغ البال ہونا۔

٣ کرامت کی حفاظت جو کچھ حاصل ہو اس کی نگہبانی کرنا۔

٤ ان چیزوں کا ترک کر دینا جن کی تجھے خبر نہیں ہے۔

یہ امر کامل پرہیزگاری اور آستانہ خداوندی پر حاضری اور حفاظت دین کی بار طلبی سے حاصل و درست ہوا کرتا ہے۔ ایمان والا اپنے کھانے پینے میں ٹھہرا رہتا ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبوی سے اجازت طلب کیا کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنے پروردگار کے قریب ہو جاتا ہے تو وہ ایسے حال پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے حکم سے حکم اور ممانعت سے ممانعت کرتا ہے۔ اس کے علم سے عالم بنتا ہے۔ اس کی نگاہ سے دیکھنے لگتا ہے۔ تم مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ازسرنَو عہد و پیمان کرو۔ جب غبار ہٹ جائے گا تم کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

اے جھوٹو۔ اے جاہلو۔ اے غافلو۔ کچھ ہی دنوں کے بعد اسکی حقیقت معلوم کر لو گے۔

سوال: خائن نفس

نفس تو خائن ہے پھر اس کے فتویٰ پر کس طرح اعتبار کیا جائے۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تو نفس سے یہاں تک جہاد کر کہ وہ مر جائے اس کے بعد اس کو دوسری زندگی عطا ہوگی کہ وہ فقیر اور عالم اور مطمئن بن کر زندہ ہوگا۔ اس کی شہوتوں اور لذتوں کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ تو نفس کو اس کی شہوتوں سے یہاں تک روک کہ وہ دبلا ہو جائے۔ جب وہ دبلا ہو جائے گا تو اسکی تمام خواہشات ٹوٹ جائیں گی پھر وہ مجاہدہ کی وجہ سے سراپا قلب بن جائے گا۔

اولیاء کرام رات کے آجانے اور اہل و عیال کے سو جانے کی آرزو کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ مکلّف بنائے گئے ہیں کہ اہل و عیال اور اسباب کے بوجھوں کو اللہ کی طرف سے سکون و قرب کی حالت میں اٹھانے والے ہیں۔ ان کے اعضاء ظاہری اسباب میں حرکت کرتے رہتے ہیں۔ جب تو بلا سے پہلے متقی اور پرہیزگار بن جائے گا تو مصیبت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی طرف رجوع نہ کریگا۔ مصیبت کو دور کرنے والا اس کے سوا کسی کو خیال نہ کرے گا۔ بھلائی اور برائی اس کے پاس سے آتی ہے۔ نفع اور نقصان۔ عزت و ذلت۔ امیری اور محتاجی سب کو وہی بھیجنے والا ہے۔

سوال

بزرگان دین کے اس قول کہ جس کی نظر تجھے فائدہ نہ دے اس کا کلام تجھے فائدہ نہ دے گا اس کے کیا معنی ہیں۔

جواب

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء کرام کی یہ شان ہے کہ دنیا اور آخرت ان کی آنکھوں اور دلوں سے غائب ہو چکی ہیں اور انہوں نے

اپنے پروردگار کو دیکھ لیا ہے۔ پس اگر وہ تجھے دیکھتے ہیں تو تجھے نفع پہنچاتے ہیں۔

ولی کامل جب خشک زمین کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر دیتا ہے اور اس میں سبزہ اگا دیتا ہے۔ اگر وہ یہودی اور عیسائی کی طرف نظر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

منبر کو گلے لگانا

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا حضور آپ ہمیشہ اس لکڑی کے منبر کے پایا کو گلے سے لگاتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اس لئے کہ وہ مجھ سے قریب ہے اور بہت کچھ چیزوں کو دیکھتا ہے مگر نہ کسی کو اطلاع دیتا ہے اور نہ چغل خوری کرتا ہے اس لئے میں اسے گلے سے لگاتا رہتا ہوں۔

سائل نے عرض کیا حضور ہم آپ کے دل کے اس سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ

اے میرے بھائی تم اس قابل اس وقت ہو سکتے ہو جب تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا دھیان رکھو۔ اس کا خوف کرو اور اس کے طالب بنو۔ اس حالت میں میں خود تمہارا خادم اور دوست بن جاؤں گا۔

جب بندہ زہد اختیار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور جہاد کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کو اپنا قرب بخشتا ہے اور اپنے قریب کر لیتا ہے۔

جب وہ علم پر آگاہ ہونے سے آنکھیں بند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ اس پر اطلاع بخشتا ہے۔ گمنامی و خاموشی اور خوف خداوندی سے دبلا ہو جاتا ہے۔ مجاہدہ نفس کرنا حسن ادب میں سے ہے۔

اللہ کے احسانات کا اظہار کرنا

اولیاء کرام اپنے پروردگار کے احسانات کو اپنے اعضاء اور قلوب اور اسرار اور خلوتوں سے ظاہر کیا کرتے ہیں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک متقی اور پرہیزگار بن جاتے ہیں۔ تمہارا معبود درہم اور دینار بنا ہوا ہے۔ جب تم میں کسی کے پاس سے جاتا رہتا ہے تو اس پر قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ اور اس کی جمعۃ المبارک کی نماز اور نمازیں فوت ہونے لگتی ہیں۔ وہ اس کی کچھ پرواہ بھی نہیں کرتا۔ یا کسی فاسق و فاجر کا بیٹا مر جاتا ہے تو کثرت سے جزع فزع کرتا ہے اور مخلوق کے ساتھ دل بہلانے کا متلاشی رہتا ہے حالانکہ فرشتے اس کے ساتھ رہتے ہیں وہ بندہ ان سے انس حاصل نہیں کرتا۔

جب بندہ کا دل صاف ہو جاتا ہے تو وہ فرشتوں سے مانوس ہو جاتا ہے اور خلوت میں اس سے ہم کلام ہوتا ہے یعنی باتیں کرتا ہے۔

اللہ کے علم اور ذکر کے سوا ہر چیز باطل ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے حق اور دین اور شریعت مطہرہ سے غافل رہنے والے۔ اے دنیا و نفس و طبیعت کے ساتھ قائم رہنے والے۔ اے مخلوق کے پجاری۔ اے اللہ تعالیٰ کو بھول جانے والے۔ تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد چارہ نہیں پس ابھی تو اس سے ملاقات کر۔ تو نفس اور مخلوق کو چھوڑ دے اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہو جائے گی۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور ذکر کے سوا ہر چیز باطل اور لغو ہے۔ جو بھی معاملہ دوسروں کے ساتھ ہوگا اس میں نقصان ہی نقصان ہے۔

دنیا کے طالب بہت ہیں اور آخرت کے طالب کم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے طالب تو بہت ہی کم ہیں۔ تو دن رات اپنی دنیا کے ساتھ رہتا ہے وہ خدمت کراتی ہے اور تجھ کو پارہ پارہ کر رہی ہے اور ہم اس سے خدمت لیتے ہیں اور اس

میں ہم توجہ بھی نہیں کرتے۔

پس اے بدنصیب تیری کیا حقیقت ہے۔ دنیا میں تیرے لئے شریعت وعلم کے ہاتھوں سے حصہ لینا ضروری ہے جو کچھ وہ دونوں فتویٰ دیں اس کے مطابق لے اور جس کا وہ دونوں تجھے فتویٰ نہ دیں پس تو اس سے باز رہ۔ تجھے اپنے پروردگار سے راز و نیاز کا طریقہ آتا ہی نہیں۔ تو اپنی خرید وفروخت اور خورد ونوش اور اپنے لین دین اور گفتگو کے وقت توقف کیا کر۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہو اس کو غنیمت سمجھا کر اور جو کچھ غیر اللہ کیلئے ہو اس سے بچا کر۔

جب محبت غالب ہوتی ہے تو دنیا اور آخرت دینے نہ دینے ماننے اور نہ ماننے کا امتیاز جاتا رہتا ہے۔ اس کا دل محبوب کی محبت سے لبریز ہوتا ہے اس کی بھلائی اور برائی ایک ہو جاتی ہے اور اس کے دروازے اور چھتیں متحد ہو جاتی ہیں محبت ان کے درمیان میں جمع کر دیتی ہے۔ تفرقہ کو اٹھا دیتی ہے۔ خبر و مشاہدہ نقصان اور نفع یکساں و برابر ہو جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے دل سے وجد میں رہتا ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر جلالی میں وجد ہوتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر جمالی میں ہر دم مولیٰ تعالیٰ کی یاد میں مزے لیتا ہے وہ تمام دن مدہوش رہتا ہے۔ جیسے جیسے یہ اس کے قریب ہوتا ہے وہ اس سے دوری کرتا ہے۔ جیسے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی آگ جو کوہ طور پر دکھائی دی تھی کہ جوں جوں موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب ہوتے گئے وہ ان سے دور ہوتی گئی یہاں تک کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام صدا۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ ﴿یعنی میں ہی تو اللہ ہوں﴾ کی طرف داخل ہو گئے۔ اسی طرح دل کی حالت ہوتی ہے وہ قرب کے انوار کو دیکھتا ہے جب آگے بڑھتا ہے تو وہ نور اس سے دور ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ نوشتہ امر اپنی میعاد پر پہنچ جاتا ہے۔ خطرات کا منقطع ہو جانا اس مقام کی انتہائی مدت ہے۔ یہاں پہنچ کر معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ طالب مطلوب بن جاتا ہے اور قاصد مقصود بن جاتا ہے اور مرید مراد

بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک جذبہ دونوں جہانوں کے اعمال سے بہتر ہے۔ وہ اپنے بندہ کو اپنی طبیعت وشہوت وخواہش کے گھر سے باہر اور مخلوق کو رخصت کر دینے والا۔ اور شہوتوں کو چھوڑ دینے والا اپنا طالب ایک حالت پر قائم نہ رہنے والا ملاحظہ کرتا ہے۔ کبھی وہ کھڑا ہو جاتا ہے اور کبھی وہ بیٹھ جاتا ہے۔ نہ اس کے پاس توشہ ہے اور نہ ہی سواری اور نہ ساتھی۔ وہ دن کو رات سے روزہ اور نماز اور مجاہدوں سے ملاتا رہتا ہے۔ ناگاہ وہ اپنی اسی حالت میں ہوتا ہے کہ دفعتہً یہ بندہ اپنے آپ کو قرب خداوندی کے دروازہ پر لطف خداوندی کی آغوش میں اس کے فضل کے دسترخوان پر اپنے سابقہ تقدیر کی طرف متوجہ پاتا ہے۔ منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔

اے مخاطب۔ تیری خواہش بلندی کی ہے اور تو تحت الثریٰ میں پڑا ہوا ہے۔ تو جنت کو دوست رکھتا ہے لیکن تو اس کیلئے عمل نہیں کرتا۔

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

تو اپنے نفس کو مرغوب چیزوں سے روک لے تو اپنی خواہش طبع سے کچھ نہ کھا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان آئے بغیر تو ایک لقمہ بھی نہ کھا اور تو بغیر اس کے حکم کے کسی دوا کا استعمال بھی نہ کر۔ بغیر اس کے دل کا مزاج خلاف کتب طب اور طبیبوں کے فتویٰ کے ہو جائے گا۔

ارشاد خداوندی ہے۔

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِيْنَ

اور وہ صالحین بندوں کا خود مددگار ہے۔

اس کا طبیب اس کا محبوب ہے۔ اسکے گھر کے اندر وہی اس کے کھانے پینے کی چیزوں کا متکفل بنتا ہے۔

غوث اعظم وجد کی حالت میں

اس کے بعد حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیخ ماری اور کھڑے ہوگئے اور وجد کی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف جھک جاتے تھے اور تسلیم و رضا کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو اشارہ کرتے ہوئے آسمان کی طرف اٹھا دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آخر مجلس تک یہی حالت رہی اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہائے سوزش نارہائے تمہارے لئے اس کی مصیبت پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا کیلئے پھیلا دیا اور دعا کیلئے بیٹھ گئے اور کلام نہ کیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پھر وہی حالت ہوگئی آپ کھڑے ہوگئے آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا کبھی زرد ہو جاتا اور کبھی سرخ۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جب دل دنیا سے اٹھ جاتا ہے اور قرب خداوندی کا مہمان بن جاتا ہے تو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک مخلوق میں سے کسی کی بھی محافظت کو گوارا نہیں کرتا گویا کہ مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سوا کسی چیز کو پیدا کیا ہی نہیں۔ اس کے سوا کوئی مخلوق ہے ہی نہیں۔ یعنی ایسے دل والا جس کا ذکر کیا گیا ہے پس ایک شخص ہے۔ ایک ذات ہے۔ محبّ ہے اور محبوب۔ طالب ہے اور مطلوب۔ ذاکر ہے اور مذکور کہ کوئی دوسرا اس کو نظر آتا ہی نہیں۔

شہر میں بلا کے آنے کی خبر دینا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا اس شہر میں جو بلا آنے والی ہے اس کی خبر مجھے مل گئی ہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بلا کے دفع کیلئے شہر والوں کیلئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد عاجزی اور انکساری کے ساتھ فرمایا قسم ہے مجھے اپنی جان کی اس شہر میں ایسے لوگ ہیں جو قتل کر دیئے

جانے اور پھانسی پر لٹکائے جانے کے مستحق ہیں لیکن ایک آنکھ کیلئے ہزار آنکھوں کا اکرام کیا جاتا ہے۔

اے پروردگار کیا ان کی وجہ سے تو ہمیں ہلاک کرے گا کیا ان کے گناہوں کی وجہ سے ہماری گرفت کرے گا ہم نے کیا کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلام غصہ و غضب سے فرما رہے تھے۔ کیا دوست اور دشمن کو ایک تقدیر کی بھٹی میں ڈال دے گا کہ دونوں پگھل کر ایک ہو جائیں۔

خاموشی کے فوائد

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مخاطب تو کرامت اور معجزات میں سے کسی چیز کو طلب نہ کر۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب اور اللہ تعالیٰ کی مصاحبت چاہتا ہے تو معجزات میں انبیاء علیہم السلام کا اور کرامات میں اولیاء کرام کا مقابلہ نہ کر۔ اگر تیرا مقصود قرب اور صحبت خداوندی ہے تو خاموشی اختیار کر۔ جب تو اس صحبت میں مداومت کرے گا تو وہ جو کچھ تجھے کھانا دے اسے کھالینا اور جو کچھ تجھے پہنائے اس کو پہن لینا۔ ان چیزوں کی تمنا کرنا حجاب ہے اور آ جانے کے بعد ان کا واپس کرنا قبول نہ کرنا حجاب ہے۔ اولیاء کرام جب اللہ تعالیٰ کی طرف چلائے جاتے ہیں تو انس و جن اور فرشتے ان کی خدمت کیا کرتے ہیں۔ جہاں کہیں وہ گرتے ہیں اٹھا لئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں اور ان سے دنیا اور وجود کے شعلہ و سوزش سب دور ہو جاتی ہے۔ لطف خداوندی اور ناز و نیاز وہاں ان کی خدمت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان کو دروازہ قرب میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے تو جلال کی آفتیں ان کو آ کر گھیر لیتی ہیں تا کہ ان سے ان کے نفس اور جو کچھ ان کے وجود سے باقی رہا ہے سب چیزیں فنا ہو جائیں۔ ظاہری فتوحات ان سے روک دیئے جاتے ہیں اور یہ ظاہری کھانا اور پہننا اور صحت و تندرستی اور آرام سب روک لیا جاتا ہے۔ صرف

تنہا دل صاف باطن کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔ اس وقت ان کے آگے فضل کا کھانا اور انس کی شراب اور کرامت کا تاج اور احسان کا لباس بڑھایا جاتا ہے۔ ان کو علم لدنی اور حکمت کی غذا دی جاتی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ حقیقی ان کو ان کے ناموں سے آشنا کرتا ہے اور اپنی موجودہ سابقہ نعمتیں جتلاتا ہے اور ان سب نعمتوں میں ان کو رچا بسا کر مخلوق کی اصلاح و ہدایت اور رہبری و سفارت کیلئے ان حضرات کو وجود کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ تاکہ وہ انتظام عام کریں اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو مرتبہ تکوین ﴿یعنی تصرفات﴾ سے فائز کر دیتا ہے۔ اور ان کی زبانوں کو سوال اور دعا کی قبولیت کے ساتھ قوت بخشتا ہے۔

منافق کی علامت

حضرت غوث سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ نفاق کا زمانہ ہے۔ اب تو عجب و غرور و تکبر دائمی ہے اور کفر دائمی ہے۔ تجھے غرور و تکبر کا حجاب اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم سے گرا دے گا۔ تو بے قدر ہو جائے گا۔ یہ دونوں قرب حق کی ضد ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ سے تیرے دل کو روکنے والی ہیں۔

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ نفاق کیا چیز ہے تا کہ ہم اس سے بچ سکیں۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَلْمُنَافِقُ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا ائْتُمِنَ خَانَ

ترجمہ: منافق جب وعدہ کرتا ہے اس کو پورا نہیں کرتا جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

مومن کی علامت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

مومن شخص جب تک اپنا مقام اور مرتبہ دیکھ نہیں لیتا اور اپنا لقب جس نام سے عالم ملکوت میں پکارا جاتا ہے سن نہیں لیتا نہ اس کو لباس اچھا معلوم ہوتا ہے نہ نکاح۔ نہ خوشی نہ امن نہ قرار۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سابقہ تقدیر کو اور اپنے نام کو خلوت میں سن لیتا ہے۔ وہ تقدیر اور فرشتوں پر اعتماد کر کے میدانوں اور جنگلوں میں سو جاتا ہے وہ اپنی حالت کو دیکھ لیتا ہے اور اپنے لقب کو سن لیتا ہے۔ فرشتے آپس میں کہتے ہیں کہ یہ کون ہے اس کے جواب میں بعض فرشتے بعض سے کہتے ہیں یہ فلاں محبوب ہے۔ فلاں دوست ہے۔ چالیس ابدال میں سے ایک ابدال ہے۔ یا سات غوثوں میں سے ایک غوث ہے۔ یا تین قطبوں میں سے ایک قطب ہے۔ اس کا ایسا مرتبہ ہے یہ مرتبہ ہے۔ تقدیر خداوندی اس کو دائیں بائیں کروٹیں دیتی رہتی ہے۔ تقدیر بھی اس کے پہلو بدلواتی رہتی ہے اور اس کو غذا پہنچاتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا نگہبان ہے۔ اس کے دل کی جانب سے بات چیت کی آواز اس کو آتی رہتی ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے گھر کی طرف لوٹ اور اپنے خزانہ کی حفاظت کر اپنے نفس اور لقب کو پوشیدہ رکھ۔ اس کو ایسا سمجھ کہ گویا خواب تھا۔ تمہارا دل اور باطن اس کی طرف ترقی کر رہا ہے اور کوئی کہنے والا بھی موجود نہیں۔

وسوسہ کا علاج

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مخاطب تو شریعت کے مدرسہ میں بیٹھ اس کے بعد علم کے مدرسہ میں سو جا یہاں تک کہ تو بالغ ہو جائے اور تیرا بچپن جاتا رہے اس کو وقت اللہ تعالیٰ تجھے پہنائے گا اور وہی تجھے کھلائے گا۔ تیرا ارادہ تو یہ ہے اور تو طبیعت اور خواہش اور شہوت سے بھرا ہوا ہے۔

جب تو نماز کیلئے قیام کرتا ہے تو خرید و فروخت اور کھانے پینے اور نکاح کے خیال میں اپنے دل سے وسوسہ کے ساتھ لگا رہتا ہے۔

سوال

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا گیا حضور اس کا علاج کیا ہے۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی غذا اور لقمہ کو حرام و شبہ سے بچانا ہے۔ اور دوسرا علاج نفس کا خلاف کرنا ان منہیات کا مرتکب ہونے کے متعلق جن کا کہ وہ تجھ کو حکم کرتا ہے مخالف کرنا ہے۔ جب بندہ اس حکم سے جو اسکے دل میں ہوتا ہے گھبراتا ہے اور پریشان ہوتا ہے تو وہ دوسرا کلمہ اور ڈال دیا جاتا ہے تاکہ عادت بن جائے۔ پس اس کا اضطراب کم اور گھبراہٹ کمزور پڑ جاتی ہے اس کے بعد ایک کلمہ اور ڈال دیا جاتا ہے کہ اتنا اضطراب بھی باقی نہ رہے جس کی وجہ سے اس کو سکون و آرام نصیب ہوتا ہے اور اس کا قلق جاتا رہتا ہے اور اس کی تسکین اور قرار کی غرض سے راستہ میں پتھر اور ڈھیلے اس سے خطاب کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں۔

یَاوَلِیَّ اللّٰہِ. یَامُرَادَاللّٰہِ. یَاحَبِیْبَہ'. یَامُقَرَّبَہ'

اے اللہ کے ولی۔ اے اللہ کی مراد۔ اے اللہ کے دوست۔ اے اللہ کے مقرب

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض حضور آپ میرے لئے دعا فرمائیں پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَغْنِہٖ عَنِ الْخَلْقِ بِکَ اَغْنِہٖ بِذِکْرِکَ عَنِ السُّوَالِ

اے اللہ تو اس کو اپنے قرب سے مخلوق سے لاپرواہ کر دے تو اس کو اپنے ذکر کی وجہ سے اس کو سوال سے لاپرواہ کر دے۔

کیونکہ جب بندہ مخلوق سے لاپرواہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دروازہ کو چپٹ جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قرب سے مالا مال کر دیتا ہے۔ جب وہ اپنے قرب سے مالا مال بنا دیتا ہے تو بندہ سوال کو چھوڑ کر اس کے ذکر اور اس کے شکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جب تو جنگلوں میں رہ کر کھانے اور پینے سے باز رہے گا تو تیرے گھر کے اندر ایک چشمہ جوش مارے گا۔ شیطان لعین کا سب سے زیادہ قوی ہتھیار تیرے اوپر مخلوق ہے اس میں متوجہ ہوکر تو اللہ تعالیٰ کو بھلا دیتا ہے۔ پہلے تو اپنے دل کو اچھا بنا لے اس کے بعد اپنے آپ کو ظاہر کر۔ بڑا کام یہ ہے کہ تو مخلوق کے گھر میں رہ کر ثابت قدم رہے۔ ایک حسین عاشق کی طرف اپنے معشوق کی تلاش میں نکل کھڑا ہو۔

حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا اور جیل خانہ میں پڑ گئے۔ کیونکہ ان کا مقصود حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام تھے نہ کہ دوسرے لوگ۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

فَیَا لَیْتَ مَا بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ عَامِرٌ"

وَبَیْنِیْ وَبَیْنَ الْعَالِمِیْنَ خَرَابٌ"

اے کاش وہ تعلقات جو میرے اور تیرے درمیان ہیں آباد و برقرار رہیں اور میرے اور تمام عالم کے درمیان میں جو تعلقات ہیں وہ خراب اور برباد ہو جائیں۔

حق کا منادی آ گیا ہے ندا کرتا ہے کہ تم مخلوق کی بنیاد کو قطع کر دو یہاں تک کہ نوشتہ تقدیر اپنی میعاد پر پہنچ جائے۔ تجھے کلام کرنا زیبا نہیں جب تک کہ پانی تیرے وجود کے مینڈک سے خشک نہ ہو جائے اور جب تک تو عبادت کیلئے میدان صاف نہ کر لے تیرا باطن اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی قدرت کی کشتی میں

ہے۔ تو اس کو علم کے سمندر میں۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا﴾ یعنی اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہے﴾ کی تلقین کر۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی مصاحبت خوف اور احتیاط میں ایسی ہے جیسے شہد کی مصاحبت۔ جس نے تیرے غیر پر حملہ کر کے اپنا پیٹ بھرلیا ہے اس کی وجہ سے وہ تیری طرف مشغول نہیں ہوتا لیکن اس شہر سے فارغ ہونے کے بعد اگر تو اس کی طرف توجہ کرے گا تو وہ تجھے پھاڑ ڈالے گا۔ صدیقین کی مصاحبت کا بھی یہی حال ہے کیونکہ وہ شاہی مصاحبت میں اسی حالت میں رہتے ہیں کہ ان کو قرب خداوندی کی وجہ سے غیر کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔

حکایت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء میں ایک شخص تھا کہ جس کے متعلق مشہور تھا کہ قلبی خطرات پر مطلع ہو جاتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ لوگ جو تیرے متعلق کہتے ہیں۔ کیا وہ سچ ہے اس نے عرض کیا وہ سچ کہتے ہیں ہاں آپ اپنے دل میں کوئی بات لائیے میں بتا دوں گا۔ آپ نے فرمایا میں نے دل میں بات سوچ لی ہے بتاؤ وہ کیا ہے اس نے جواب دیا آپ نے دل میں ایسا ایسا سوچا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بالکل غلط۔ اس نے کہا آپ اپنے دل میں دوبارہ خیال لائیں اس نے پھر کہا آپ نے ایسا ایسا سوچا ہے آپ نے فرمایا کہ غلط ہے۔ تین مرتبہ اسی طرح سوال و جواب ہوا۔ اس کے بعد اس نے کہا۔ اے شیخ میں نے جو کچھ بھی کہا وہ سچ ہے۔ اب آپ اپنی حالت پر غور کریں کہ آپ کے پاس کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تو تمام باتوں میں سچا ہے میرا ارادہ اور مقصود تیرے دل کی صفائی اور اس کی ثابت قدمی کے جانچنے کیلئے تھا کہ تو پلٹ تو نہ جائے گا۔

اولیاء کے دل علم کے خزانہ ہیں

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء کرام کے قلوب ارادہ خداوندی کے راستے اور اس کے علم کے خزانہ ہیں اس کے اسرار کے سینے تقدیر کے میدان میں تقدیر کے مخزن ہیں جو تقدیر کے جنگل میں مدفون ہیں کہ جس وقت بھی خانہ تقدیر کے گوشوں میں ان کے باطن گشت لگاتے ہیں تو علوم و اسرار کو پالیتے ہیں خشک لکڑی کا کیا جائے گونگے بہرے اندھے ہیں پس وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔

ایک شخص نے بادشاہ کو راضی کرنے کیلئے ایام سال کی مقدار کے موافق تین سو ساٹھ قصے لکھے اور حاکم شہر کو ہر روز ایک نیا گڑھا ہوا قصہ پہنچاتا رہا اور تنگ دل نہ ہوا یہاں تک کہ آخر میں اس کی مراد کا فرمان صادر ہوگیا۔

اور تیری جلد بازی کی یہ حالت ہے کہ چند ہی روز اور چند ہی رات دعا کر کے گھبرا جاتا ہے اور مخلوق کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو نے اس قصہ گو کو یاد نہ کیا اس سے کیوں نہ نصیحت پکڑی۔ جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا کچھ فلاح نہ پائے گا۔ تو مخلوق سے خالق کی طرف رجوع کر۔ تیرا قیام آستانہ خداوندی کے دروازہ پر ہونا چاہیے۔ اس وقت تجھ کو محبت وقرب خداوندی کا ہاتھ اپنی طرف کھینچ لے گا تو اس گھر کا جلیس بن جائے گا اس کے بعد جب تو وہاں کے آرام و مکانات کو ملاحظہ کرے گا تیرے لئے ہر طرف بسط وکشادگی ہوگی۔ تیرا باز وقوی ہو جائے گا تو اس مکان کی بلندیوں کی طرف پرواز کرنے لگے گا وہ بلندیاں تیرے برج بن جائیں گی۔ اگر تو گرے گا بھی تو اس گھر کے صحن میں گرے گا اور صاحب خانہ کے ہی سامنے پلٹے کھائے گا تو پکارنے والا اور مستجاب الدعوات بن جائے گا۔ اگر تو مخلوق کو نفع پہنچانا چاہتا ہے پس ایسا کر گذر اور محض فضول بکواس نہ کر۔

اس سے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود اس کلام سے وہ واعظ تھے جو دوسرے لوگوں پر تہمت دھرتے تھے اور خود پر غور کرنے والے نہ تھے۔

نماز اس کا نام ہے کہ غیر اللہ سے انقطاع ہوکر اللہ تعالیٰ سے اتصال ہو۔ ایک بدن ٹکڑے ہوکر دو مکانوں میں نہیں آ سکتا۔ مخلوق سے جدا ہو جانا اور اللہ تعالیٰ سے مل جانا یہ اللہ والوں کی نماز ہے۔ لیکن عابدوں کی نماز یہ ہے کہ وہ جنت کو دل کے دائیں طرف اور جہنم کو دل کے بائیں طرف اور پل صراط کو اپنے سامنے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنے حال سے باخبر جانتے ہیں۔ اور عاشقوں کی نماز مخلوق سے جدا ہو جانا ہے اور اللہ تعالیٰ سے متصل ہو جانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتصال اس کی شناخت یہ ہے کہ تیرے نفس کو غذا کی طلب ہے کہ تجھ کو اپنے باطن سے مرغ کے چوزہ کے چیخنے کی سی آواز آنے لگے اور تو اسے سنے۔ اس وقت تو اس کو اتنا کھانا دے جس سے وہ اپنی کمر مضبوط کر سکے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو اس کا فسق و فجور اور تقویٰ کا الہام کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔ ان دونوں آیتوں پر ﴿جس میں تقدیر کا مضمون بقلم ہوا ہے﴾ اس وقت عمل کر جب کہ دل بادشاہ کے پاس داخل ہو جائے کہ اس وقت فعل اور الہام آئے گا اور داخلہ سے پہلے اپنے دل کے واردات میں فرق کرنا ہوگا۔ کیونکہ الہام چند قسم پر ہے۔ الہام شیطانی۔ الہام طبعی۔ الہام نفسانی اور الہام فرشتہ۔

اگر تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی کی صحبت نصیب ہو تو آوازوں کے خاموش اور آنکھوں کے بند ہو جانے کے وقت ﴿نصف رات کے بعد﴾ کامل طور پر وضو کر پھر نماز کی طرف متوجہ ہو کہ نماز کا دروازہ وضو سے کھول اور

اللہ تعالیٰ کا دروازہ نماز سے کھول۔ اس کے بعد نماز سے فارغ ہوکر اللہ تعالیٰ سے سوال کر کہ میں کس کی صحبت اختیار کروں۔ رہبر کون ہے۔ جو تجھ سے باخبر بنائے۔ مخلوق میں یکتا کون ہے اور نائب کون ہے اللہ تعالیٰ کریم ہے وہ تیرے خیال کو نامراد نہ رکھے گا۔ بیشک تیرے دل کو الہام فرمائے گا۔ تیرے باطن میں القا کرے گا۔ تیرا مقصود بیان کر دے گا۔ دروازے کھول دے گا اور راستہ روشن کر دے گا۔ جس نے کوشش کے ساتھ کسی چیز کو طلب کیا ہے وہ اس کو ضرور حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ﴿سورۃ العنکبوت﴾

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔ ﴿کنزالایمان﴾

خرابی تیرے اندر ہے اس کے فرمان میں نہیں۔ پس جب تمام جہتیں تیرے دل کے نزدیک متحد ہو جائیں اور امر ایک معین شخص پر غلبہ پالے پھر تیرا اس کی مصاحبت میں رہنا ایسا ہونا چاہیے جیسے درندوں اور سانپوں کی صحبت میں رہنا نہ تو اس کے افلاس پر نظر کر نہ اس کے نسب کی خرابی پر نہ اس کے احتلال حال اور بے سامانی پر توجہ کر نہ اس کی قلت عبادت پر کیونکہ جو اصل مقصود ہے اس کے باطن میں ہے نہ ظاہر پر ہے نہ بدن پر اور نہ چہرہ پر تو کسی حال میں اس سے ابتداء کلام نہ کر اور اپنا حال مت ظاہر کر بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے نفع کا منتظر رہ کہ وہ لکھنے والا ہے اور حکم غیر ہی کا ہے۔ وہ قاصد ہے۔ وہ اشارہ کرنے والا ہے اور طباق غیر کا ہے۔ وہ محض تعبیر کرنے والا ہے اور عبادت اس کے غیر کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جو کچھ اس کی زبان پر جاری فرمائے اس کو قبول کر لے اور اس کی نگاہ سے تجاوز نہ کر اور نہ اس کی مقررہ کردہ حدود سے

آگے بڑھ۔ تو اس کے سامنے ہمیشہ سر جھکائے خوف و دہشت کی حالت میں ٹھہرا رہ۔ تو اس کو اس کے کسی حال اور قول و فعل میں تہمت نہ لگا۔ تو اس کو ہر ذی عقل پر فضیلت دیتا رہ۔ اس حالت میں وہ تجھے اپنے پاس سے پروردگار تک پہنچا دے گا نہ کہ غیر کی طرف۔ وہ میوے کھانے والا ہے تو اسے کھانا نہ کھلا۔ وہ خود کلام کرنے والا ہے تو اس کو جواب نہ سکھا۔ ہماری طبیعتیں چوپایوں طبیعتوں کی طرح ہیں۔ لیکن عقل کھوٹے اور کھرے میں تمیز دیتی ہے جس سے انسان اور چوپایوں میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ شریعت و علم۔ قرب و معرفت اور اطاعت خداوندی دونوں میں تمیز دیتے رہتے ہیں جڑ ایک ہی ہے۔ علم پر عمل کرنے والے جب علم پر عمل کرتے ہیں وہ کسی مردہ پر گذرتے ہیں تو وہ اس کو زندہ کر دیتے ہیں۔ یا مبتلائے معصیت پر گذرتے ہیں تو اس کو ذاکر بنا دیتے ہیں۔ اس کے گھر میں غیروں کیلئے طباق آیا کرتے ہیں۔ عارف باللہ خراج کے حاصل کرنے میں کوشش کرتا ہے۔ پس جب وہ اس کو حاصل کر لیتا ہے بادشاہ کی طرف سپرد کر دیتا ہے۔ اس کے پاس کشکول ہوتا ہے مخلوق سے لے کر اس میں بھرتا جاتا ہے اس کا لینا اپنے لئے نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ تیری بہتری چاہتا ہے وہ تجھے نفس کے عیوب پر آگاہ فرما دیتا ہے۔ تمہارے عالم جاہل ہیں اور تمہارے جاہل دھوکہ باز ہیں۔ تمہارے زاہد دنیا پر حریص ہیں۔ تو دین کے بدلہ میں دنیا نہ کما۔ دین سے تو آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

تفسیر غوثیہ

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمان خداوندی

اُدْعُوْ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿سورۃ الاعراف﴾

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔ ﴿کنز الایمان﴾

کی تفسیر یوں بیان فرمائی کہ تحقیق حد سے تجاوز کرنے والا غیر اللہ سے تجاوز کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے مانگنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء سے فرمایا کرتے تھے تم لوگ میرے دل کی روشنی ہو جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے سنتا ہے وہ میرے وعظ سے نفع اٹھاتا ہے وہ روشنی بنتا ہے ورنہ میرے پاس وہ حاضر ہی نہ ہو کہ اس کی حاضری باعث کدورت ہوگی۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام جب آگ سے باہر تشریف لائے آپ کے مویشی اور نوکر چاکر آمادہ ہوگئے تو آپ نے ملک شام میں بہت دروازوں والا گھر بنایا اور اس کی قیمت ادا کر دینے اپنی قوم کے معالجے سے فارغ ہونے کے بعد اس میں خلوت نشین ہوگئے اور مخلوق خدا کی تربیت کو لازم پکڑا۔ خلعت کیا ہے۔ صحبت اور محبت کیا ہے مل جانے کا نام ہے۔

سوال

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا حضور کیا قول کی پیروی کی جائے یا حال کی۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عوام لوگ قول کی پیروی کرتے ہیں اور خواص حال کی پیروی کیا کرتے ہیں۔ اب تو بتا کہ تو کس گروہ کے قابل ہے آ تو مجھے اپنی نبض دکھا تا کہ میں تجھے تیرے حال پر بیٹھاؤں اور تیرے مرض کی شدت کو دور کروں اور اس کو اچھا کر دوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کیا کرتے تھے اور ہم اس سے منع کئے گئے ہیں۔ مگر ہم تندرستوں کی عیادت اپنی ہمت سے کرتے ہیں۔ ہمارے پاؤں

تمہارے گھروں کی طرف چلنے سے اور ہمارے ہاتھ تمہارے طعام اور مال لینے سے منع کر دیئے گئے ہیں۔ہم بحیثیت حال و تقدیر کے مامور ہیں جو مقدر ہے اس پر راضی اور کام کرنے کو مستعد ہیں۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ ہوسکتا ہے ایک شخص دس بیٹے چھوڑ کر مر جائے اور سب یکساں باپ کے فرمانبردار ہوں۔ اور باپ کی موت کے بعد اس کے ترکہ کو برابری کے ساتھ تقسیم کرلیں اور ان میں ایک بیٹا ایسا ہو جس کی طرف باپ کا دل زیادہ مائل تھا اور وہ تمنا کیا کرتا تھا یہی میرا بیٹا میرے تمام ترکہ کا وارث ہے۔ پس تقدیر سے وہ ایک ایک کر کے مر جائیں اور وہی ایک محبوب بیٹا باقی رہ جائے کہ باپ کا ترکہ سب وہی سمیٹ لے۔ پس قضاء وقدر آئے کہے کیوں جی کیا اس میں بھی کوئی عیب ہے اس میں غور وفکر کرو۔ والسلام۔

دعا

اَللّٰھُمَّ کُفَّ الْخَلْقَ عَنَّا اَللّٰھُمَّ کَفَّ النَّفْسَ عَنَّا وَالْاَھْوِیَۃَ وَالطِّبَاعَ اٰمِیْنَ

اے اللہ تو ہم سے مخلوق کو روک دے۔ اے اللہ تو ہم سے نفس اور خواہشات اور طبیعت کو روک دے۔ آمین

علماء اللہ سے ڈرنے والے ہیں

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مخاطب تو کہے گا کہ مجھے اس ﴿دنیا﴾ کے سمندر میں ڈر لگتا ہے حالانکہ تو اس میں تیرتا پھر رہا ہے۔ ڈرنا تو اس کی ضد ہے۔

اس کا جواب یوں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ ﴿سورۃ الفاطر﴾

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

﴿کنزالایمان﴾

جب انہوں نے اس کو جان لیا تو ڈرنے لگے۔ جب تو کسی چیز کی مضرت کو جان لے پس تو بھی اس سے ڈر اور پرہیز کر۔ موت تو ضرور آنے والی ہے اس سے چارہ نہیں پس تو اس کیلئے عمل کر۔

اے وہ شخص جس کا گھر تعمیر چھت کے ہے اور بال بچوں کیلئے گھر میں آٹا موجود نہیں اور نہ نیچے اوپر کا کپڑا ہے۔ ہوشیار ہو جا۔ جاڑے آگئے پس تیاری کرلے۔ بادشاہ آ رہا ہے پا پیادہ ہوجا۔ درندہ آ گیا ہے پس اس سے ڈر۔ وہ موت کا درندہ ہے۔تو جونماز میں کہتا ہے۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡن

اس کے کیا معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ ارے تو نے اللہ تعالیٰ کو کب ایک جانا تو نے اس کیلئے کب بااخلاص عمل کیا۔ تو کب مخلوق اور دکھاوے اور نفاق اور خود بینی اور رفقاء سے بے رغبت ہوا۔تو اللہ تعالیٰ کے سامنے کب جھکا۔ جھکنا تو عاجزی کرنا تو دل کے اعتبار سے ہوا کرتی ہے۔ جب شہوت نفس رویت خداوندی کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے تو بندہ رویت خداوندی سے حیا کر کے اپنی شہوت نفسی کو چھوڑ دیتا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو دانتوں میں انگلیاں دبائے ہوئے کب دیکھے گا۔تو اپنی پاک دامنی پر کب نظر ڈالے گا۔ پاک دامنی غیرت خداوندی سے ہے۔

جب حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام زلیخا کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور زلیخا نے دست درازی کی تو غیرت خداوندی آ گئی سیدنا یوسف علیہ السلام پیٹھ پھیر کر بھاگے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

كَذَالِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ

﴿سورۃ یوسف﴾

ترجمہ: ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے۔ ﴿کنزالایمان﴾

اے مخاطب تیری حالت سیدنا یوسف علیہ السلام کی طرح کب ہوگی۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے اللہ کے گھر میں پاکدامنی کو اختیار کیا اور اپنے پروردگار کے حکم کی قید خانہ میں موافقت کی اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت میں پاکدامنی عطا فرمائی۔

توکل کیا ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

اے اللہ کے بندو تم بھی ایسے ہو جاؤ۔ اے مریدو۔ تم اللہ تعالیٰ سے حضرت یوسف علیہ السلام جیسی جو کہ صدیق تھے حالت طلب کرو۔ توکل اسباب کو قطع کر دینے اور سبب کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔ دل جب پلٹتا ہے تو فرشتہ بن جاتا ہے۔ جیسے فرشتہ سنتا ہے ویسے ہی یہ سننے لگتا ہے۔ جیسے فرشتہ پہچانتا ہے ویسے ہی اس کو پہچان ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ترقی کر کے فرشتوں کا بادشاہ بن جاتا ہے۔

قصہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا کہ باطن باطن ہے۔ جب آپ نے جانب طور سے آگ کو دیکھا تھا اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھے آپ نے کیا دیکھا تھا سر کی آنکھوں سے آگ کو دیکھا تھا اور دل کی آنکھوں سے نور کو دیکھا تھا۔ سر کی آنکھوں سے مخلوق کو دیکھا اور دل کی آنکھوں سے آگ کو دیکھا تھا اور اپنے اہل سے فرمایا تم ٹھہرو میں نے آگ کو دیکھا ہے اس آگ نے ان کے دل کو کھینچ لیا

اور زہد کی وجہ سے ان کو بیوی بچوں سے بے رغبت کر دیا۔ لہٰذا اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ تم ٹھہر جاؤ۔

اس طرح بلند آوازیں آ گئیں ہیں تقدیر کے آنکڑے آ گئے ہیں۔ جنہوں نے اولیاء کرام سے ان کے اہل و عیال کو چھین لیا۔ اے حکم قائم رہ۔ اے علم اللہ کا نام لے کر آگے بڑھ۔ اے نفس ثابت قدمی اختیار کر۔ اے دل اور باطن تم دعوت خداوندی کو قبول کرو۔ ہائے اس شخص کی بدنصیبی جو اس کا ادراک نہ کر سکے اور وہ اس کو پسند نہ کرے اور اس کی تصدیق نہ کرے۔ ہائے اس شخص کی بدنصیبی۔ ہائے اس شخص کا حجاب۔ ہائے اس شخص کا عذاب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ تم ٹھہر جاؤ شاید میں تمہارے لئے اس سے کچھ خبر لاؤں تم اپنی جگہ پر ٹھہری رہو تاکہ راستہ کی خیر تمہارے پاس لاؤں کیونکہ اس سے قبل آپ راستہ بھول گئے تھے۔ آپ کی نظر سے راستہ کی علامات غائب ہو گئیں تھیں۔

پیدا ہونے کا مقصد جان

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نقیب النقبا ابن التقی (شاہی باڈی گارڈ کا اعلیٰ افسر) حاضر ہوا اس سے پہلے وہ آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کاش کہ تو پیدا ہی نہ ہوتا اور جب پیدا کیا گیا ہے تو جانتا کہ کیوں پیدا کیا گیا ہے۔

اے غافل بیدار ہو جا

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سونے والے بیدار ہو جا۔ کیونکہ تیرے آگے سے راستہ گھیر لیا گیا ہے۔ قیامت کے دن تجھے بلا کر تجھ سے سوال کیا جائے گا۔ تیری کتاب کون سی ہے۔ تیرا معلم کون ہے۔ تیرا داعی کون تھا۔ تیرا نبی کون تھا۔ تیرا نسب صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک صحیح النسب صرف اہل تقویٰ ہیں۔

تو خاموشی اختیار کر تو عقل سے کورا ہے۔ تیرا گھر تو دریائے دجلہ پر ہے اور تو پیاسا مر رہا ہے۔ پس چند قدم میں انہیں اٹھا تحقیق تو رحمٰن تک پہنچ جائے گا۔

ایک قدم نفس ہے اور دوسرا قدم مخلوق۔ اے مرید تیرے لئے بھی دو قدم ہیں کہ اٹھا اور رحمٰن تک پہنچ جا۔ یعنی دنیا اور آخرت میں اگر تو اپنی فلاح چاہتا ہے تو میرے وعظ پر صبر کرلے جب مجھ پر ﴿بغض فی اللہ﴾ جنون سوار ہو جائے تو مجھ کو نظر نہیں آتا تیرا کچھ پاس لحاظ نہ کروں گا۔ جب میرے باطن اور اخلاص کی طبیعت جوش میں آجائے گی میں تیرے چہرہ کو نہ دیکھوں گا۔ میں تیری بہتری اور تیرے دل سے خباثت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس بات کا کہ تیرے گھر سے آگ کو بجھا دوں اور تیرے گھر بار کی حفاظت کروں تو اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردے کو دور کردے آنے والے حال پر نظر کر عذاب خداوندی اور مواخذوں کا لشکر تیری طرف بڑھا ہوا آ رہا ہے۔ اے احمق تیرے اوپر افسوس ہے تھوڑے زمانہ کے بعد تو مرنے والا ہے۔ ہر حالت اس میں زائل ومتفرق ہونے والی ہے۔ تو اپنی اولاد اور بیوی سے اور گھر سے جدا ہو جائے گا۔ مٹی اور قبر اور عذاب کے فرشتے یا رحمت کے فرشتے سے رفاقت کرنا پڑے گی۔ اے کوچ کرنے والے۔ اے زائل ہونے والے۔ اے انتقال کرنے والے۔ اے سرتا پا عاریت۔ پاک ہے وہ ذات جس نے تم پر آگاہ کرنے والے علماء کو بھیج کر احسان فرمایا پس تم اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

اے بدبخت شخص تو میرے پاس تمام سال یا پورے مہینہ یا ہفتہ میں ایک بار بھی نہیں آتا۔ جس میں تجھے نہ ایک ذرہ دینے کی ضرورت ہے نہ ایک دانہ دینے کی ضرورت۔ تو کسی چیز کے بغیر دیئے ہم سے ایک چیز لے لے۔ اور کل بغیر ذرہ دیئے لاکھوں چیزیں لے لینا۔ میں تو تیرا بوجھ اٹھانے والا ہوں اور تو

اس سے ڈرتا ہے کہ میں تجھ کو اپنے بوجھ اٹھانے کی تکلیف دوں گا میرے بوجھ کو اٹھانے والا میرے لئے میرا اللہ ہی کافی ہے۔ تجھے مجھ سے ایک کلمہ سننے کیلئے ہزار برس کا سفر کرنا چاہیے تھا۔ بس اس حالت میں کہ میرے اور تیرے درمیان میں چند قدم کا فاصلہ ہے تو پھر بھی نہیں آتا۔ تو نہایت درجے کا نادان اور ناسمجھ ہے۔ تو بدقماش ہے۔ تیرے نزدیک یہ ہے کہ تجھ کو کچھ مل گیا ہے۔ دنیا نے تجھ جیسوں کو موٹا تازہ کیا اور کھا گئی۔ جاہ کثرت مال سے فربہ بنایا اور اس کے بعد اس کو کھا گئی۔ اگر ہم کو مال و دنیا میں کوئی خوبی نظر آتی تو ہم سے پہلے اس تک نہ پہنچ سکتا۔ خبردار ہو جا کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتے ہیں۔

ہم جن کاموں میں مشغول ہیں سب اسی کی طرف سے ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ منبر سے نیچے آئے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے بعض شاگردوں نے عرض کیا حضور آپ نے نصیحت میں بہت سختی فرمائی ہے۔ اور نقیب النقبا کی سخت گرفت فرمائی ہے۔ ﴿اس کو یہ اچھا نہیں لگا ہوگا﴾ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا میرے کلام نے اس میں کچھ عمل و اثر کیا ہے پس ابن التقی عنقریب دوبارہ آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ برابر آپ کی خدمت اور مجلس میں حاضر ہوتا رہا اور کبھی جلسہ وعظ کے غیر وقت میں بھی حاضر ہوتا۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے نہایت ادب و احترام کے ساتھ تواضع اور انکساری کی حالت میں بیٹھا رہتا اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو۔

دعا

اَللّٰهُمَّ صَبْرًا وَّعَفْوًا اَللّٰهُمَّ غِنًى

اے اللہ میں صبر و عفو اور غنا کو طلب کرتا ہوں۔

دولت مند کے آگے جھکنے کا نقصان

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مخلوق میں سے

کسی کے پاس اس غرض سے کھڑا ہوگا کہ کچھ اس سے مانگے تو اللہ تعالیٰ تجھ سے ناراض ہو جائے گا۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔
رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جوشخص کسی دولت مند کے سامنے اس کے مال کی وجہ جھکا اس کا دو تہائی دین چلا گیا۔

افسوس تو نے مخلوق سے مانگنے کی عادت بنالی ہے۔ تو گداگر بن گیا ہے اور تو اسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔

حکایت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو محلّہ رحبہ میں دیکھا کہ لوگوں سے بھیک مانگتا پھر رہا ہے حالانکہ اس نے اپنے ریشمی جبہ کو پچیس اشرفیوں میں فروخت کیا تھا۔ پس میں اس کے پیچھے پیچھے چلا وہ ایک شخص کے پاس جو کہ ہریسہ کھا رہا تھا آ کر کھڑا ہو۔ جب تک اس نے اس سائل کو ایک لقمہ نہ دے دیا وہ وہیں کھڑا رہا۔ میں نے یہ حال دیکھ کر اس سے کہا کیا تو نے اتنے اشرفیوں میں اپنا ریشمی جبہ نہیں فروخت کیا اس نے جواب دیا کیا میں اپنے پیشے کو تیری وجہ سے چھوڑ دوں۔

قطب مخلوق کے بوجھ اٹھاتا ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
جوشخص انتہائی درجہ ولایت پر پہنچ جاتا ہے وہ قطب ہو جاتا ہے۔ وہ تمام مخلوق کے بوجھ کو اٹھا لیتا ہے مگر اس کو ایمان بھی تمام مخلوق کے برابر عطا فرمایا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے بوجھ کو اٹھانے پر قوی ہو جائے۔ تو میری قمیض اور فرش کو نہ دیکھ۔ یہ لباس موت کے بعد کا ہے یہ کفن ہے۔ اور میت کو کفن عمدہ پہنایا جاتا

ہے۔ یہ لباس اور فرش مدتوں تک میرے صوف کے پہننے اور موٹا جھوٹا کھانے اور بھوکا رہنے کے بعد دیا گیا ہے۔ میرے پاس ایک مشغلہ ہے۔ میں تمہارے غیر کے ساتھ مشغول رہتا ہوں۔

اہل بغداد سے خطاب

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے اہل بغداد کے رہنے والو۔ اے زمین و آسمان والو۔ تم سمجھدار بنو۔ اللہ تعالیٰ وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جسے تم نہیں جانتے۔ یہ مرتبہ محض آرائش اور بناوٹ اور سنگھار سے نہیں ملا کرتا یہ وہ ظاہر ہے جس کی تصدیق باطن کیا کرتا ہے اور وہ باطن ہے جس کی تصدیق ظاہر کیا کرتا ہے۔ جب تک تمام تیرے خدا چھوٹ کر تیرا ایک خدا نہ بن جائے اور تمام جہتیں ایک جہت نہ ہو جائیں اور تیرا محبوب صرف ایک نہ ہو جائے اور تیرا دل متحد نہ ہو جائے تیرا کلام معتبر نہیں۔ تجھے واعظ بننا زیبا نہیں دیتا۔

تیرے دل میں کب قرب خداوندی خیمہ زن ہوگا۔ تیرا دل مجذوب کب بنے گا۔ تیرا باطن کب مقرب بنے گا۔ تو اللہ تعالیٰ سے جب ہی مل سکتا ہے جب تو مخلوق سے جدا ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

مَنِ انقطَعَ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ کَفَاہُ اللّٰہُ مُؤنَتَہ' وَمَنِ نقطَعَ اِلَی الدُّنیَا

یعنی جو سب سے ٹوٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام ضروریات میں کفایت کرتا ہے اور جو دنیا کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے سپرد کر دیتا ہے۔

اللہ والوں میں فرق عادت ہونے لگتے ہیں۔ انسان کے وہ مراتب جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہیں جب ہی پاتا ہے جب وہ سب سے انقطاع کر کے اس کی طرف دل سے کلیۃً مائل ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

جوشخص میرے غیر کے ارادہ سے عمل کرتا ہے پس میں غنی تر شریکوں کا ہوں۔ ﴿یعنی میں کسی کا محتاج نہیں ہوں﴾ تو وہ عمل میرے شریک کیلئے ہوگا۔ نہ کہ میرے لئے

اخلاص مومن کیلئے بمنزلہ زمین کے ہے اور اعمال اس کی دیواریں ہیں لیکن دیواریں تو بدل سکتی ہیں مگر زمین نہیں بدلتی۔ تعمیر کی بنیاد تقویٰ پر ہوتی ہے۔

سوال

اگر کوئی شخص یہ کہے میں سب سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگیا تھا بس اس نے میری کفایت نہ کی۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ خلل اور خرابی تیرے اندر ہے نہ ﴿معاذ اللہ﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اپنی خواہش سے کلام نہیں فرمایا کرتے تھے۔ کیا تمہیں کچھ اللہ تعالیٰ کی خبر ہے۔ قسم بخدا تمہیں اللہ تعالیٰ کی کچھ خبر نہیں۔ بلکہ تم تو دنیا اور اس کی زینت کے عاشق بنے ہوئے ہو۔ اگر تو اپنے دعویٰ میں جس کا تو مدعی بنا ہوا ہے سچا ہوتا تو ایک ذرہ کی طلب میں بھی حیلہ نہ کرتا۔ تو اپنے نفس کو تقدیر کے جنگل میں ڈال دے یہاں تک کہ جب اس کا معاملہ کامیابی پر پہنچ جائے گا اور جب تیری سیڑھی کا سرا قرب کے دروازہ سے جا ملے گا تیرے سامنے ایسا حسین چہرہ آ جائے گا جو کہ دنیا و آخرت کی زینت سے نہایت ہی خوبصورت ہوگا۔ تم دونوں کے درمیان میں دوستی کامل ہو جائے گی اور تمام حجابات اور واسطے اٹھ جائیں گے۔ تو اپنی تقدیر کے جنگل سے دنیا کی فریاد سننے لگے گا پس تو اپنی امانتیں سپرد کر دے اور مجھ سے پوری پوری خدمت لے میں تیرے نفع اور نقصان کیلئے یہاں قید ہوں اور تیرا قرب اس کی درخواست منظور کر لینے کی سفارش کرے گا اس وقت علم کا

ہاتھ اس کی طرف بڑھے گا اور شریعت کا ہاتھ اس کی مدد کرے گا۔

ابتدائی حالت میں طبیعت وخواہش نفس و ارادہ کی مخالفت کرنے سے پہلے دنیا میں منہمک ہو جانا اور یہ خیال کرنا کہ میں مقربین اور محبوبین میں سے ہوں پس یہ ایک حسرت ہے جو تجھ کو چپٹ رہی ہے اور بدنصیبی ہے جو تجھے دھوکہ دے رہی ہے۔ اگر تو یہ مان لیتا دنیا تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی ہے تو تو کبھی بھی دنیا کا سوال نہ کرتا۔ جب تیرا باطن اللہ تعالیٰ کیلئے مہذب بن جائے گا تو دنیا تیرے لئے مہذب بن جائے گی۔ دنیا ظاہری طور پر شیریں معلوم ہوتی ہے مگر اس کا شربت زہر ہے۔ دنیا پہلے میٹھا پن ظاہر کرتی ہے بعد میں تلخی اور کڑوا پن دکھاتی ہے۔ یہاں تک کہ دنیا جب تیرے دل میں اثر کرلیتی ہے اور وہ تجھے اپنے پہلو میں دبا لیتی ہے تو اس وقت زہر بن کر تجھے قتل کر دیتی ہے اگلے بزرگان دین گوشہ نشینی اختیار کرنے سے پہلے خطرات کے درمیان امتیاز حاصل کرلیا کرتے تھے۔

اے وسوسہ نفس اور وسوسہ شیطان اور وسوسہ دل کے درمیان میں تمیز نہ کرنے والے تو وسوسہ شیطانی میں ﴿جو کہ معاصی اور لغزشوں سے ملا ہوا ہے اور اصل میں کفر سے اور فرع میں نافرمانیوں کے ساتھ لاحق ہے﴾ اور الہام ملکی ﴿فرشتہ﴾ میں جو طاعتوں اور اعمال صالحہ سے تعلق رکھتا ہے کیسے امتیاز کرے گا۔

وصیت منصور حلاج

حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ جن کو سولی پر چڑھایا گیا کسی نے ان سے عرض کیا مجھے وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا وصیت نفس کیلئے ہے اگر تو اس پر سوار ہوگیا تو بہتر ہے ورنہ وہ تجھ پر سوار ہوکر تجھے ذلیل وخوار کردے گا۔

جب تیرا ارادہ بادشاہوں کی معیت میں رہ کر شراب پینے کا ہو کہ اول ویرانوں اور بیابانوں اور جنگلوں کو اختیار کر یہاں تک کہ تجھے اپنے نشہ سے ہوش آجائے۔ تاکہ تو بادشاہوں کے بھیدوں کو جن کی تو معیت چاہتا ہے ظاہر نہ کرے

پس ان کے ہلاک کر ڈالنے سے تو نجات پالے وہ تجھے ہلاک نہ کر ڈالیں اس لئے ان کی معیت میں رہنے سے سفر کر جانا بہتر ہے یہ دنیا سفر کی سواری بنائی گئی ہے۔ اگر تیرا ارادہ اللہ تعالیٰ کو ملنے کا ہے تو تو اسی پر سوار ہو کر احکام شریعت کو لازم پکڑنے کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر۔ دروازہ خداوندی پر پہنچنے کیلئے مرد کی ضرورت ہے ﴿یعنی کامل شیخ کی مدد کی ضرورت ہے﴾ اور ارادہ کرنا کسی شے پر سبب ہے تو علم کے دروازے پر شریعت کے حکم کے واسطے سے آئے گا۔

حکم شرع دو قسم پر ہے۔ اوامر اور نہی پس جو شریعت ہمیں حکم کرتی ہے اس کو ہم قبول کرتے ہیں اور سنتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس وقت ہم پر امتحان کی غرض سے ہم پر تکالیف نازل ہوں گی۔ اس مقام پر پہنچ کر بندہ اس بات کا حاجت مند ہوتا ہے کہ وہ عالم ہو۔ تم میں سے کوئی کہہ دیتا ہے کہ باوجود اس کے کہ میں اطاعت پر قائم ہوں۔ پھر بھی مبتلائے آفات ہوں یہ کیا حال ہے اس سے کہنا چاہیے کہ تجھ کو تھوڑے سے علم کی ضرورت ہے۔ صاحب شریعت اپنے لئے بھلائیوں کا ذخیرہ کیا کرتا ہے اور صاحب علم اس کو ظاہر کرتا ہے اور خرچ کرتا ہے۔ شریعت زاہدوں کی معیت میں ہے اور محبت علم کی معیت میں ہے۔ یہ اس کا شریک ہے اور وہ اس کا وزیر بناوٹی زاہد کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو بخار چڑھا ہوا ہو۔ اور سچا زاہد ایسا ہے جیسے کوئی مرض سل میں مبتلا ہو۔ عارف گویا مرنے کے بعد زندہ ہو جانے والا ہے۔ زاہد بننے والے نے خواہشوں کو چھوڑ دیا اور روزہ رکھا پس اس کا نفس بخار میں مبتلا ہو گیا اور زاہد نے ہمیشہ کیلئے ترک شہوات کیا اس کے مرض نے بڑھ کر سل کو پیدا کر دیا۔ اس کے اعتبار سے گویا کہ دنیا مر چکی ہے وہ سچا زاہد اسی حالت میں لطف خداوندی کے فراش پر ٹھہرا ہوا ہوتا ہے کہ وہیں اس کے زہد کے دروازہ پر قسم قسم کے رنگ برنگے کھانے اور کھونٹیوں پر مختلف قسم کے لباس موجود ہوتے ہیں۔ وہ دنیا سے جب

تک اپنا نصیب پورا نہ لے لے اس وقت تک دنیا سے نکل نہیں سکتا۔ کافروں اور نافرمانوں نے دنیا کی طلب میں خوبی نہیں برتی اور حرام میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو زندہ کر دیا پھر اس کو فنا کے بعد دوسری زندگی عطا فرمائی۔ گوشت پارہ پارہ ہو چکا ہڈیاں ضعیف ہوگئیں کھال رقیق بن گئی نفس کی حلاوت پگھل گئی اور خواہش معزول ہوگئی نفس پگھل گیا طبیعت مغلوب بن گئی محض دل باقی رہ گیا جس میں روح اور معنی اور معرفت و توحید جلوہ افروز ہیں۔ اصل بادشاہت دل ہی کیلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نگہداشت فرماتا ہے اس کو مرنے کے بعد زندہ کرتا رہتا ہے۔ اس کی شہوتیں اور لذتیں معنوی طور پر مری ہوئی رہتی ہیں۔ یہ موت علم لدنی والی اور موت صدیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کی نصیحت دکھانے کے بعد پھر اس کو زندہ کر دیتا ہے جس کو وہ اپنے باب قرب پر مرا ہوا چھوڑ دیتا ہے اس کو کثیر حکمتوں اور بھیدوں اور بہت لشکروں اور رعایا کا نظارہ کراتا ہے۔ پس جب وہ ملک اور ملکوت کو دکھا دیتا ہے اس کو اپنے بھیدوں پر خبردار کر دیتا ہے تو اس کے روح اور جسم اور ظاہر و باطن کے درمیان میں مقسوم حصوں کے حاصل کرنے کیلئے جمع کر دیتا ہے تاکہ وہ اپنے حصوں پر قبضہ کر لے اگر اس سے پہلے اس پر مشرق و مغرب کے اقسام و انواع کی چیزیں پیش کی جاتیں تو ان سے ایک ذرہ بھی نہ لیتا قدرت خفیہ الٰہی اور اس کے ارادہ باطنی کی موافقت میں رہتا۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور خواص بندے مخلوق خداوندی میں سے ان بندوں کے اور ان کی شہوتوں کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں۔ ان کے درمیان میں شہوت اور کوئی ارادہ ذرہ برابر بھی نہیں رہتا یہاں تک کہ ان بندوں کے دل اور باطن اللہ تعالیٰ کیلئے صاف ہو جاتے ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ اس بات کا ارادہ فرماتا ہے کہ یہ بندہ اپنے مقسوم حصوں پر قبضہ کر لے تو ان میں ان

حصوں کے پورا کر لینے کیلئے وجود کی زندگی کا ایجاد کر دیتا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ جلوہ گری

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے نہ نکاح کیا اور نہ کسی شے کے مالک بنے آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر اتارے گا اور خاندان قریش کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح کرائے گا اور اس سے آپ علیہ السلام کی اولاد بھی پیدا ہوگی۔

عارف علم اور زہد کو مضبوط کرنے کے بعد کھایا پیا کرتا ہے پس وہ اپنے مقسوم کا حصہ تمہارے ساتھ مل کر کھاتا ہے۔ خواہشات کی چیزیں اس کے بعد کھاتا ہے جبکہ شک کے وقت ان میں زہد اختیار کرتا ہے۔ اس کے بعد جب صاحب علم بن جاتا ہے تو خواہشات اس کیلئے خوش گوار بن جاتی ہے۔ زاہدوں کے نزدیک ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا شراب پینے اور سور کا گوشت کھانے کے برابر ہوتا ہے۔ بہت سے زاہد ایسے ہیں جو اپنے زہد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محجوب ہیں۔ کتنے عارف ہیں کہ وہ اپنی معرفت پر نظر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محجوب رہتے ہیں اور یہ صورت شاذ و نادر ہوتی ہے ورنہ اکثر عارف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیاداروں سے تیرا قرب تجھ کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتا ہے اور تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تیری توجہ آخرت اور اطاعت خداوندی میں ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تو ایسی حالت پر پہنچ کر نجات حاصل کرلے جو کچھ تیری مقدر میں ہے وہ خود بخود تجھے ملے گا۔ وہ تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اپنی طبیعت سے باہر آ جا اور اس کی جگہ پر شرعی رخصتوں کو جگہ دے دے اس کے بعد یہ حکم دیتا ہے کہ تو آہستہ آہستہ رخصتوں کو چھوڑ کر عزیمت کی طرف آ جا یہاں تک کہ تیرے تمام فعل عزیمت کے مطابق ہونے لگیں۔ پھر جب تو عزیمت پر صبر کرنے لگے گا اس وقت محبت خداوندی تیرے دل کے اندر آ جائے گی۔ پھر جب محبت خدا قرار پکڑے گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ولایت آ جائے گی اور تجھے گلے لگائے گی۔

اگر تو عقل مند ہے تو اپنے نفس کو جہنم والوں میں شمار کر۔ تاکہ یہ امر تجھے نیک عمل کرنے پر انگیختہ کرے۔ پس اگر تو اہل جنت سے بھی ہو تو نیک عمل کرکے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔ جس وقت تو گھر سے باہر نکلے تو یہ سمجھ کہ تو لڑائی کی طرف جا رہا ہے گویا کہ تو اپنی منزل کی طرف لوٹ کر نہ آئے گا اور تو اس بات کو جان لے کہ تو اپنے کسب کے ذریعہ سے آزمایا گیا ہے اور اس بات کا یقین رکھ کہ اللہ تعالیٰ بلا کسب و کوشش کے بھی تجھے رزق دینے پر قادر ہے۔ ایمان والا شخص کبھی پہاڑ کی طرح ہوتا ہے اور کبھی پر کی طرح۔ آفات و بلا کے نزول کے وقت پہاڑ کی طرح ہوتا ہے اور صحبت خداوندی کے وقت پر کی طرح ہوتا ہے کہ اس کو قضاء و قدر کی ہوائیں الٹ پلٹ کرتی رہتی ہیں۔

دنیا اور شریعت

پیران پیر محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے میری قوم۔ تم سے رسالت و نبوت کے مرتبے جاتے رہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ولایت کا مرتبہ بھی تم سے جاتا رہے۔ خودی کے ہوتے ہوئے شاہی صحبت نصیب نہیں ہو سکتی تو ایسا اندھا بن جا گویا کہ تو کچھ دیکھتا بھی نہیں۔ گویا کہ تو ایسا سیراب ہے کہ تجھے پینے کی ضرورت ہی نہیں۔ گویا تو ایسا مردہ ہے کہ تجھ میں حرکت ہی نہیں۔ افسوس ان محجوبوں کیلئے ہے جو یہ نہیں جانتے کہ وہ محجوب ہیں۔ نہ تو خود نیک کام کرتا ہے نہ نیک لوگوں کی خدمت کرکے ان کی نیکی پر اعانت کرتا ہے۔ تو سراپا شر ہے دنیا کو بغیر آخرت کے ظاہر کو بغیر باطن کے دوست رکھتا ہے۔ تیری حکومت تیری امیری اور تیرا مصاحب تجھے کچھ نفع نہ دے گا۔ عنقریب تو مر جائے گا اور اس کے بعد ذلیل و خوار ہوگا۔ جو شخص عزت چاہتا ہے پس عزت اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولیاء کرام اور صالحین کیلئے ہے۔

دنیا سمندر اور شریعت جہاز ہے اور لطف خدا اس کا ناخدا ہے۔ پس جو شخص شریعت کی تابعداری سے ہٹا وہ دنیا کے سمندر میں ڈوب گیا۔ اور جو شریعت کے جہاز میں سوار ہوگیا اور وہاں کھڑا ہوگیا تو ناخدا نے اس کو اپنا نائب بنالیا۔ جہاز اور معہ سامان کے اسکے حوالے کر دیا اور اس سے رشتہ جوڑ لیا۔ یہی حال ہے اس شخص کا جس نے دنیا کو چھوڑا اور علم حاصل کرنے میں مشغول ہوا اور تکلیفوں پر صبر کرتا رہا وہ شریعت کا محبوب بن گیا۔ وہ ناگاہ اسی حالت میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا لطف اپنی معرفت وخلعت مخصوصہ لیکر پہنچتا ہے۔ تیرے لئے ولایت پر ولایت ہے۔ غیر اللہ کے فوت ہو جانے پر تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بڑی وسعت ہے۔ جب تجھ سے کوئی فوت ہو جائے پس تو اس پر غم نہ کیا کر کیونکہ بادشاہ اپنے مال میں تصرف کیا کرتا ہے۔ غلام اور اس کی تمام مملوکہ چیزیں اس کے مولیٰ ہی کی ہوتی ہیں۔ تو جو کچھ آج اللہ تعالیٰ سے لے لے گا۔ کل تو اس کو پالے گا اور جہنم کی آگ اس سے کہے گی۔ اے مومن جلدی سے مجھ سے گذر جا تیرے نور کے شعلہ نے مجھے بجھا دیا ہے۔ اسی طرح دنیا میں جب ایمان قوی ہو جاتا ہے اور باطن قرب خداوندی سے متصل ہو جاتا ہے تو آفات کی آگ آتی ہے اور دلوں کے دروازے پر ٹھہر جاتی ہے۔ مجاہدہ کی آگ آتی ہے مریدوں کے راستہ میں آکر ٹھہر جاتی ہے۔ پس وہ مرید جس میں دنیا کا بقیہ اور خلق کی نظر کا سامان موجود ہوتا ہے اس کو یہ آگ جلا ڈالتی ہے اور کامل الایمان مرید سے کہتی ہے۔ اے ایماندار تو مجھ سے جلدی سے گذر جا تیرے نور نے میرے شعلہ کو بجھا دیا ہے۔ لہٰذا ان کو دنیا میں وہ تیر بھی نہیں نقصان پہنچا سکتے جو قلعہ کی دیواروں پر گریں اور دیواروں کو توڑ دیں تو عمل کرتا چلا جا نہ تمہیں دنیا کی آگ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ آخرت کی آگ نقصان پہنچا سکے گی۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام طیب رکھا

ہے۔ ان کو وہ عافیت میں زندہ رکھتا ہے اور عافیت میں مارتا ہے اور ان کو عافیت ہی میں جنت میں داخل کرے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ شہوتوں اور لذتوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اس کو اپنے مقسوم کے پورا کرنے کیلئے مجبور کیا جاتا ہے۔ اس نے گھر سے پہلے پڑوسی تلاش کیا اس کو پڑوسی اچھا مل گیا اس بابرکت شخص نے گھر پر فتح مندی پالی اس نے بادشاہ کی طرف مرتبہ پالیا اس نے فرما دیا تحقیق آج کے دن تو ہمارے پاس مرتبہ والا امانت والا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے وہ اس کی حضوری میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ اس کی مملکت میں سے کسی شے کی طرف نہ نگاہ اٹھاتا ہے اور نہ ہی ہاتھ۔ وہ گویا ایک دلہن کی طرح ہے جو آراستہ کر کے بادشاہ کی طرف بھیجی گئی ہو اس کا کھانا پینا بادشاہ کا قرب ہوتا ہے اس کی تمام خواہشات بادشاہ کے قرب ہی میں ملتی ہیں۔ جب نفس تابعدار ہو جاتا ہے تو وہ دل کی معیت میں رہتا ہے۔ قلب نفس کا قیدی بن جاتا ہے۔ قلب قید خانہ سے نکالا جاتا ہے اور بادشاہ کہتا ہے اس کو میرے پاس لے آؤ۔ جیسا کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کا واقعہ ہوا۔ اس کی نجابت اور حسن اخلاق اور حسن ادب کے ظاہر ہونے کے بعد جب اس کو بادشاہ کے نزدیک لایا جاتا ہے اس وقت بادشاہ اس کا عزت کے ساتھ استقبال کرتا ہے اور اپنا مقرب بنا لیتا ہے اور اپنے نزدیک کرتا ہے اور اس کے ساتھ بھلائی کرتا ہے اور خلعت سے نوازتا ہے اس سے بغیر واسطہ سے خود کلام کرتا ہے کہتا کہ آج تو میرے نزدیک صاحب مرتبہ امین ہے اس کو پھر اپنے غیر کے ساتھ مشغول نہیں کرتا۔

یہ کہہ کر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیخ ماری اور فرمایا۔ یا اللہ یا اللہ یا اللہ محبوب نظر سے غائب ہے۔ مشغولیت کیلئے تشریف لائے کہ دوسرے مشغلہ میں مشغولیت نہ ہو۔ جب بندہ کی صحبت طویل ہو جاتی ہے اور سفر کی تکان دور ہو جاتی ہے تو اس کا گوشت بڑھتا ہے اور ہڈیاں مضبوط ہو جاتی ہیں اور اس کی

آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور اس کا اضطراب رفع ہو جاتا ہے وہ بادشاہ کا خاص راز دار بن جاتا ہے۔ اس وقت بادشاہ اس کو حاکم اور اپنی رعیت و اصحاب و ولایت پر امیر مقرر کر دیتا ہے اس کو سمندر کی طرف بھیجتا ہے تاکہ ڈوبتے ہوؤں کو بچائے اور جنگل کی طرف بھیجتا ہے تاکہ انسانوں کو درندوں کے منہ سے چھڑائے کہ جب وہ بندہ اپنی طبیعت کے گھر سے باہر نکل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیابت و امانت کا اہل بنا دیتا ہے۔ اسکے دل کو خلعت پہنائے جاتے ہیں جس طرح کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے دلوں کو خلعت پہنائے گئے تھے ان کے لقب اولیاء اور ابدال ہیں۔ اے بازار والو! یہاں مجلس میں۔ شاہی رازدار اور اصحاب الاخبار لوگ موجود ہیں تم با ادب بنو۔ اس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ ان ولیوں اور فرشتوں کی طرف تھا جو آپ کی مجلس میں حاضر تھے۔ جو کہ اہل مجلس کی نظروں سے پوشیدہ تھے کہ حاضرین مجلس کو ان کی اطلاع نہ ہوتی تھی۔

سوال: قبض و بسط

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ قبض کب بسط ہو جاتا ہے اور ہزل کب جد بنتا ہے۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب وہ تجھ سے انبساط کا برتاؤ فرمائے گا تو تجھ کو بسط حاصل ہوگا تیرے حق میں رخصت عزیمت بن جائے گی اور تیری عزیمت ناز بنے گی یہاں تک کہ تو سراپا عزیمت بن جائے گا تو وہ تجھ کو اپنے فضل و انس کے گھر میں داخل فرمائے گا تو وہاں بغیر رخصت کے اور بغیر عزیمت کے فعل مجرد بنا ہوا باقی رہ جائے گا۔ تیری مثال اس شخص کی سی ہو جائے گی جس کے سامنے طبق کھانے کا بھرا ہوا رکھا ہو اس میں سے اس نے کچھ ہی کھایا پیا ہو کہ اس سے کہہ دیا جائے اب تو دوسروں کے گھروں میں جا کر کھا۔

رخصتیں ناقص العقل لوگوں کیلئے ہوا کرتی ہیں اور عزیمتیں کامل الایمان لوگوں کیلئے ہوا کرتی ہیں اور بادشاہ حقیقی فنا ہو جانے والوں کیلئے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں گذشتہ زمانہ میں بغیر خلوت و گوشہ نشینی کے زمین پر نہیں بیٹھتا تھا اور اب اس کے خلاف حالت میں منجملہ اور لوگوں کے ہوں جو کہ اپنی حالت کے بیان کرنے میں کسی سے شرماتے نہیں ہیں کیونکہ میں کسی کو دیکھتا ہی نہیں ہوں۔

حسن ادب کی دو مقام میں ضرورت ہے دنیا چھوڑنے میں اور اس کے لینے میں تو خلوت میں جہالت لئے ہوئے نہ جا۔ قبل اس کے کہ تو مہذب بن جائے گوشہ نشین نہ بن۔ پہلے تو تفقہ حاصل کر پھر گوشہ نشین بن۔ تو کتنی مجلسوں میں جاتا ہے اور عمل ایک کلمہ پر بھی نہیں کرتا۔ بہت سے لوگ تھے کہ کسی ولی کو دیکھا تو اس سے نصیحت کے خواہاں ہوئے اور جب اس نے ان کو نصیحت کی تو اس پر عامل بنے اور اس کو اپنی آخرت کیلئے زاد راہ بنالیا۔ اور تو خبروں پر مطلع ہو جاتا ہے اور آثار کو دیکھتا ہے اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتا ہے اور تیرا قدم آگے نہیں بڑھتا اس سے تو بہتر تھا کہ تیرا قدم اپنی جگہ پر قائم رہتا بلکہ جب تو آگے بڑھتا ہے پیچھے ہٹتا ہے۔ جس کے دو دن آج اور کل دونوں برابر ہوں پس وہ خسارے میں ہے۔

دنیا ایک گھڑی کا کھیل ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مخاطب اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ ہوشیار ہو جا۔ دنیا ایک گھڑی کا کھیل ہے پس تو اس کی طرف مائل نہ ہو۔ اولیاء کرام کو ہیبت خداوندی نے ضعیف بنا دیا ہے ان کے اعضاء کو مقید کر دیا ہے۔ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دہشت غالب ہوگئی ہے لہٰذا ایک جگہ پڑا رہنا اور بیٹھے رہنا ان کے احوال میں داخل ہوگیا ہے اور جب مقسوم پورا کرنے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ بھیج دیتا ہے جو ان کو غذا

کھلاتے ہیں۔ اس بندہ ﴿یعنی میرے﴾ متعلق اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دین کے ساتھ موافقت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے مرید۔ تو اپنی حفاظت کر دین کے ساتھ موافقت کر ورنہ تو میری نسبت اور طریقہ کو قطع کر دے تو جانے اور تیرا کام۔ تو جاہل نہ بن تو اپنے گھر میں بیٹھ کر فضول گفتگو کرتا رہتا ہے۔ ہم نے بہت دوائیں پی ہیں اور انہوں نے ہمارے ساتھ موافقت کی ہے۔ ہم تجھے ایک مجرب دوا جو ہمارے پاس ہیں بتاتے ہیں تو اس کو استعمال کر۔ تم اس دن سے ڈرو جس میں مال اور اولاد کچھ نفع اور نقصان نہ پہنچائیں گے کون سا مال وہ مال جس کو تو نے حلال طریقہ سے اور محنت سے جمع کیا ہے اور اس کو اس طریقہ سے حاصل کیا اور مثل گذشتہ اہل عرب کے تو نے دعویٰ کیا کہ تیرا مال اور اولاد تجھے یوم قیامت نفع پہنچائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

﴿سورۃ الشعراء﴾

ترجمہ: جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل ﴿کنز الایمان﴾

یعنی جس نے اپنے دل سے مال اور اولاد کی طرف نظر نہ کی اور نہ ان دونوں کو اپنے دل میں جگہ دی بلکہ وہ یہی خیال کرتا رہا کے مال و اولاد کے متعلق میں تو وکیل ہوں کہ اپنی پروردگار کی مرضی کے موافق ان کے ساتھ برتاؤ کر رہا ہوں پس اس کا دل مال اور اولاد کی آفتوں سے سلامت رہتا ہے جس شخص کو یہ اطلاع دی جائے کہ بادشاہ ایک کنیز سے اس کا نکاح کر دینے کا ارادہ کرتا ہے

اور اس کے ہاتھ سے اس کو مروا ڈالنا چاہتا ہے یہ سن کر اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر میں کہیں بھاگ جاؤں گا تو یہ بادشاہ مجھے اپنے لشکر سے پکڑوا لے گا اگر میں اس کی مخالفت کروں گا تو وہ اپنی حکومت کی وجہ سے مجھے مروا ڈالے گا اگر میں اس کی مخالفت کروں گا تو وہ اپنی کنیز سے مروا ڈالے گا اور وہ مجبوراً شاہی حکم کو منظور کرلے گا بہرحال بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی الغرض بادشاہ نے اس کو حکم دیا کہ ان کنیزوں میں سے ایک کنیز کے ساتھ نکاح کر اور کنیز کو حکم دیا اس کو زہر دے دے اور جب وہ سو جائے اس کو ذبح کر دینا۔ اے افسوس و حسرت اور نقصان ایسے شخص پر اور لیکن اولیٰ حسن ادب اور بادشاہی حکم کی موافقت کا اظہار قلبی خوف کے ساتھ۔ اس شخص نے کہہ دیا میں نے حکم سنا اور تعمیل کو تیار ہوں یہ کہہ کر مجلس میں داخل ہوگیا نکاح اور ہدیہ کو قبول کرلیا۔ شب باشی کے وقت آیا اس نے بدن پر خوف و اختیار کی زرہ کو پہن لیا دل کی آنکھوں میں بیداری کا سرمہ لگا لیا تاکہ وہ اپنی بیوی کی حرکات وسکنات کو دیکھتا رہے اس کی پریشانی خوشی میں بدل گئی بادشاہی نوکر چاکر گمان کرتے رہے کہ جو امر اس شخص کو پہنچا ہے اس میں وہ قابل رشک ہے یہاں تک کہ دن نکل آیا اور وہ کنیز اپنے زہر سے اس کو ہلاک نہ کرسکی یہ مطلب ہے۔ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ کا کہ قلب سلیم والے کیلئے نفع ہے۔

دنیا وہ ہے نہ یہ بندہ خدا۔ اس کے ساتھ سویا اور نہ اس کے ساتھ عمر بھر خلوت کی اور آخرت کی طرف آ گیا اور نہ دنیا اس کے تقویٰ کو چھین سکی اور نہ اس کے دین کو بدل سکی پس یہ ہے وہ سلامتی ﴿جس کو قلب سلیم میں بیان کیا گیا﴾

یہی حال ہوتا ہے اس شخص کا جو عارف باللہ ہوتا ہے جو دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب ہے۔ جب ولی اللہ کے پاس صفاء باطن کے وقت قاصد علم آ کر پیغام دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ تیری طرف ایک دنیا کے حصہ کو

منسوب کر دے تا کہ وہ دل صدیقین کیلئے باعث حیات بن جائے اور وہ ایک قسم کا مشغلہ اور مشقت اور کدورت اور توجہ ہے اگر ایسا ہو تو تو بتا تو کیا عمل کرے گا تو کیسے اپنے قلب و باطن کو سلامت رکھے گا پس باطن اس پر آگاہ ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے یہ اور دل دونوں ساتھ مل کر شاہی دروازہ پر جا کر کہتے ہیں کہ ہم سے کیا کام لینے کا ارادہ ہے کیا تیرا ارادہ ہم کو اپنے سے محجوب کر دینے کا ہے کیا تو ہم کو اپنے دروازہ سے جدا کرنا چاہتا ہے اور ہمارے عیش کو تلخ کرنا چاہتا ہے اور ہم اس آستانہ سے بغیر عہد و پیمان کے نہ ہٹیں گے اور یہ دونوں وہیں اس وقت تک جمے رہتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰی

ترجمہ: تم دونوں خوف نہ کرو میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں۔

تو یہ مژدہ سن کر یہ دونوں دنیا کی طرف نگہبانوں اور محافظین کی معیت میں لوٹ آتے ہیں یہی مطلب ہے اس آیت کا اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ کا یعنی جو آفتوں اور ریا اور نفاق اور مخلوق کی طرف متوجہ ہونے سے سلامت رہنے والے ہیں وہی نجات یافتہ ہیں۔

چھ باتوں کی ضمانت پر جنت کا وعدہ

حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے مرید! اے حیرت میں پڑ جانے والے۔ اے تقدیر کے جنگل میں بھٹکنے والے۔ تجھے اس کی ضرورت ہے کہ تو اپنے دل کو پاک اور صاف ستھرا بنائے تو اس میں درھم و دینار اور جواہر کسی کی بھی صحبت اس میں نہ چھوڑ سب نکال کر کفایت کرے کنجی تیری جیب میں ہو تو اس کا محتاج ہے کہ تو اپنے دل کو دنیا اور شہوتوں اور لذتوں اور تمام فضولیات سے خالی کر کے تو اس میں ذکر و فکر اور موت اور

موت کے بعد کے واقعات کی یاداشت کو جگہ دے اور اس میں کیمیا بنایا کر یعنی یوں سمجھ کہ میں تو اب مرنے والا ہوں کیونکہ آرزو کے کوتاہ کر لینے سے اعمال صاف ہو جایا کرتے ہیں اور جب تو آرزو طویل کرے گا تو کبھی اس پر نظر ڈالے گا اور کبھی تو اس سے نفاق برتے گا۔ امیدوں کو کم کرنے والا جدا سب سے بے تعلق ہوا کرتا ہے۔ پہلے وہ زہد کا لباس اس کے بعد فنا کا لباس اور اس کے بعد موت کا لباس پہنتا ہے۔

حدیث

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِکْفُلُوْا لِیْ بِسِتٍّ اَکْفُلُ لَکُمْ عَلَی اللّٰہِ الْجَنَّۃَ اِذَا حَدَّثْتُمْ فَلَا تَکْذِبُوْا وَاِذَا اُوْتُمِنْتُمْ فَلَا تَخُوْنُوْا وَاِذَا وَعَدْتُمْ فَلَا تَخْلِفُوْا اِحْفَظُوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَبْصَارَکُمْ وَفُرُوْجَکُمْ

ترجمہ: تم مجھ سے چھ باتوں کے ضامن ہو جاؤ میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ جب تم بات کیا کرو تو جھوٹ نہ بولو۔ جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے اس میں خیانت نہ کرو۔ جب تم وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو۔ تم اپنے ہاتھوں اور آنکھوں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔

جب تیرا باطن پاک وصاف ہو جائے گا تو اپنے پروردگار کی پکار کو بلاواسطہ سے سنے گا جب تیرا خوف اور رجا متحد ہوگا تو تب تیرے پروردگار کا خطاب آئے گا۔

اللہ کی راہ میں موت

حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے صاحبزادے تو اپنے آپ کو تقدیر کے گھوڑے کے کھروں کے سامنے ڈال دے چاہے وہ تجھے روند ڈالیں یا تیرے اوپر سے گذر جائیں۔ جس شخص کی موت اور ہلاکت اللہ تعالیٰ کے راستہ

میں ہوتی ہے اس کا نعم البدل اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوتا ہے اگر وہ تیرے اوپر ہو کر گذر جائیں تو ان سے وابستہ رہ۔ تقدیر کے تیروں کا نشانہ بن جا کیونکہ جب تو تیر ہائے تقدیر کا نشانہ بن جائے گا تو اس کا وقوع محض زخم ہوگا نہ کہ ہلاکت۔ اے ان سب امور سے بے بہرہ شخص تو مہذب بن۔ تہذیب سیکھ اور آگے بڑھ ازسرنو عمل شروع کر اور سب پیچھے کئے کرائے پر قلم پھیر دے۔ جب میں وعظ کہوں تو اپنے گھر میں بیٹھے رہنے سے توبہ کر کہ ولایتیں یہاں ملتی ہیں درجات یہاں ملتے ہیں۔

حلال روزی کا حصول

پیران پیر حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اے اہل و عیال میں گرفتار ہونے والے تیری کمائی تو اہل و عیال کیلئے ہو اور تیرا دل فضل خداوندی کیلئے۔ بعض وہ لوگ ہیں جن کو حلال روزی کسب کے ذریعہ سے ملتی ہے اور بعض وہ ہیں کہ جن کو حلال روزی دعا کے ذریعہ سے ملتی ہے۔ بعض وہ ہیں کہ جن کو حلال روزی سوال کے بغیر دوسروں سے ملتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کو حلال روزی لوگوں سے مانگنے سے ملتی ہے۔ اور یہ حالت ریاضت کی ہے اور یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی۔ پہلی حالت یعنی کسب تو سنت ہے اور دوسری حالت یعنی دعا و سوال کمزوری ہے۔ اور تیری حالت ﴿یعنی توکل﴾ عزیمت ہے اور بھیک مانگنا رخصت ہے۔ اور کبھی ایسا شخص بھی گداگری کرنے لگتا ہے جسے خود کھانا منظور نہیں ہوتا۔ اور وہ سوال کئے گئے کیلئے صرف جانچ اور فتنہ ہوتا ہے اور اس بندہ کا سوال کرنا مثل رات کے سوال کے ہے جس کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

فرمان نبوی

کہ تم رات کے سوال کو رد نہ کیا کرو کیونکہ کبھی وہ سائل جو آتا ہے نہ جن

ہوتا ہے اور نہ انسان بلکہ کسی دوسرے کو بھیجا جاتا ہے تا کہ وہ دیکھے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھی ہے اس میں تم کیا عمل کرتے ہو۔

اس طرح یہ بندہ سوال کرنے پر مامور ہوتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ اس کی عطا کردہ نعمت میں کیا عمل کرتے ہو۔

صالحین کی قبور کی زیارت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

تم علماء کرام کی مجالس میں کثرت کے ساتھ حاضری دیا کرو اور صالحین و بزرگان دین کی قبور کی زیارت کیا کرو کیا عجب ہے کہ تیرا دل زندہ کر دیا جائے۔ چونکہ اولیاء کرام نے احکامات کی بجا آوری کی اور ممنوعات سے باز رہنے کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا اس لئے تقدیر نے بھی ان کی موافقت کی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ ایک لقمہ کھایا کرتے تھے۔

تیری حالت درست نہیں ہوسکتی جب تک تو سوراخ والے برتن کی طرح نہ بن جائے جس میں بہنے والی چیز نہ ٹھہر سکے۔ تو مسکینوں کی طرح اس کشتی پر سوار نہ ہو جا' تا کہ جس میں حضرت خضر علیہ السلام سوار ہوئے تھے اور اس کو عیب دار کر دیا تھا اس کے بعد جب اطمینان نصیب ہو تو وہ درست ہوگئی۔ ایک حالت ہے جس میں دل جمعی ہوتی ہے اور ایک حالت ہے جس میں تفرقہ و انتشار ہوتا ہے۔ اور ایک حالت وہ ہے جس میں ہر شے کی کثرت ہوتی ہے جو کوئی میرے سامنے سے جہنم کی طرف چلا گیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہ فرمائے گا۔

دعا

اَللّٰهُمَّ عَفْواً اَللّٰهُمَّ سِتْراً اَللّٰهُمَّ ثَبَاتًا اَللّٰهُمَّ رِضًا

اے اللہ معاف فرما۔ اے اللہ پردہ پوشی فرما۔ اے اللہ ثابت قدمی نصیب

فرما۔ اے اللہ رضا مندی عطا فرما۔ آمین

جب تو اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے گا وہ تجھ کو محض ادائے فرائض پر اکتفا فرمائے گا اور نوافل کی ضرورت نہ رہے گی۔

بادشاہ کا باورچی بوڑھا ہوگیا اور اس کی عقل ونظر اور سماعت اور ہاتھوں کی حرکت طاقت باقی نہ رہی بادشاہ نے اس کا وہی وظیفہ مقرر کیا جو اس کو کام کرنے کی حالت میں دیا کرتا تھا جاری کر دیا۔

اے اپنے گمان پر سچے مرید تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے تو سچ بتا کب وہ وقت آئے گا کہ تو اپنی خوراک میں اپنے ہمسائیوں کو اپنے نفس پر ترجیح دے گا۔ کب تو اپنی قمیض اور عمامہ ومصلیٰ کے ساتھ دوسروں پر ایثار کرے گا اور کب اپنے مال کو دوسروں پر ہبہ کرے گا۔

اولیاء کرام نے اپنے نفسوں اپنی طبیعتوں اور اپنی خواہشوں کو پگھلا دیا اور کھانے پینے کو ترک کر دیا یہاں تک کہ وہ معناً مر گئے اور فنا ہوگئے دست قدرت ان کا کارساز بنا اور اصحاب کہف کی مثل ہوگئے۔ تقدیر کا غسل دینے والا ان کو دائیں بائیں کروٹیں بدلواتا رہتا ہے۔ اور ان کا کتا دروازے پر دونوں ہاتھ بچھائے ہوئے بیٹھا ہے اور آستانہ قدر کے نیچے بازو پھیلائے ہوئے پڑا رہتا ہے۔ اعضاء کی دوا گناہوں سے بچنا ہے گناہ برے کاموں کا لغزش اور مصیبتوں میں سے اختیار کرنے کا نام ہے تو اپنے ہاتھ کو چوری مار پیٹ سے اور اپنے پاؤں کو گناہوں کی طرف اور بادشاہوں اور کسی فرد بشر کی طرف چلنے سے روک دے۔ نفس شریعت کے آگے سر جھکائے سو جائے۔ دل صحبت محبوب میں پرواز کر جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ولی جب حسن ادب میں کامل ہو جاتا ہے تو صفات نبوت سے متصف ہو جاتا ہے اور حکم طبیعت وعلم کے مابین متحیر رہتا ہے کبھی وہ طبیعت کو رد کر دیتا ہے اور کبھی وہ علم کو رد کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے جو کچھ تم کو رسول کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیں اسے قبول کرلو۔ حکم دل سے کہتا ہے کہ تیرے لئے یہ کافی نہیں کہ میں خادم کی طرح تیرے لئے کھڑا رہوں تو اپنے آپ کو بادشاہ کی معیت میں چھوڑ دے۔

اولیاء کرام کیلئے رات بادشاہی تخت ہے اور تنہائی ان کی دلہنوں کی چھپر کھٹ۔ اور دن ان کو بعض اسباب میں مشغولیت کی وجہ سے پریشان رکھتا ہے مصائب کو چھپانا چاہیے کہ اسی سے قرب خدا نصیب ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نصیحت کی تھی اے بیٹا اپنا خواب اپنے بھائیوں کو نہ بتانا۔ لوگوں کے درمیان مسافر بنا رہ جب تک کہ موت آئے تم گونگے اور خاموش بنے رہو۔ تو میرے بارے میں منکر نکیر سے پوچھنا جب وہ تیری قبر میں آئیں ان سے پوچھ لینا وہ تجھے خبر دیں گے کہ میں کون ہوں۔ آج تیرا نام مذنب ﴿یعنی گناہ گار﴾ اور کل تیرا نام محاسب ﴿یعنی حساب لیا گیا﴾ اور مناقش ﴿یعنی جھگڑا کیا گیا﴾ ہوگا۔ تو قبر کے اندر بدحال ہوگا اور نہ معلوم کہ تو جنتی ہے یا جہنمی ہے تیرا انجام کار جہنم ہے پس تو اپنی صفائی حال پر دھوکہ نہ کھا کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کل قیامت کے دن تیرا نام کیا ہوگا۔

اے میرے بیٹے جب تو صبح کرے تو تو اپنے نفس سے شام کی بات نہ کر اور جب تو شام کرے تو صبح کی بات نہ کر کیا معلوم کیا ہونا ہے۔ کل گذشتہ تیری بھلائی و برائی کی گواہ بن کر جو کچھ بھی اس میں ہوا تھا چل دی اور کل آئندہ نہ معلوم تجھے ملتی ہے یا نہیں۔ لہٰذا تیرے لئے آج ہی کا دن ہے۔ تو کس قدر غافل ہے تیری غفلت کی علامت یہ ہے کہ اہل غفلت ہی کی صحبت تجھ کو نصیب ہے۔

مرتبہ ولایت کندھے ہلانے سے نہیں ملتا

اے احمق۔ جس پر حق کی نشانی ظاہر نہیں ہے اس کی صحبت میں کیوں رہتا ہے۔ اس کی صحبت کیوں اختیار کرتا ہے جس کی بنیاد ہی کمزور ہے اس کی ظاہری

حالت نفسانیت ہے اور باطنی حالت سخت دلی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بے حیائی۔ مرتبہ ولایت کندھوں کو ہلانے اور آنکھوں میں سرمہ لگانے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے شب بیداری کی ضرورت ہے تمام مخلوق کا کچھ اعتبار نہیں اور تمام تکلفات قابل اعتبار نہیں۔

اکرام اور اطاعت کرنا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے احمق تو کبھی اس دروازہ پر کبھی اس دروازہ پر سوال کرتا پھر رہا ہے تاکہ اپنی جمع کو بڑھائے تیرے لئے فلاح کی امید کس طرح کی جا سکتی ہے۔ تو بادشاہ کے دروازہ پر دربان بن کر کیوں نہیں بیٹھ جاتا جو بھی کوئی بادشاہ کو پوچھتا ہوا آتا تو اس کو بادشاہ کے ہونے کی اطلاع دیا کرتا' تاکہ اس کی داستان سنتا اور وحدت الٰہی سے انس حاصل کرتا ایسا کیوں نہ بنا کہ مخلوق کو شفقت میں اپنی اہل و عیال سمجھتا اور خود ان سے یک سو رہتا کہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوا کسب معاش کیلئے کسی چیز کے بنانے میں لگا رہتا تاکہ جو لوگ تیرے دروازے پر آئیں تو ان کو وہ چیز ملتی جو ان کے کام بناتی۔ تیرا گھر تیری خلوت ہے۔ تیرا گھر تیرا دل ہے۔ تیرا گھر تیرا اندرون ہے۔ تیرا گھر تیرا باطن ہے۔ پروردگار کے ساتھ صحبت یہ ہے کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے اور اس کے ممنوعات سے باز رہے اور اس کے مقدرات میں اس کا موافق بنا رہے۔ مخلوق کے رزق تیری دعا اور ہمت میں ہیں۔ ایک آنکھ کی خاطر ہزار آنکھوں کا اکرام کیا جاتا ہے۔ اگر تو خلوت میں کراماً کاتبین کا اکرام کرے گا اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرے گا اس کی نافرمانی نہیں کرے گا اگر تو اولیاء کرام کا اکرام کرے گا اور ان کے سامنے اپنے نفس کو رسوا نہ کرے گا تو تیرا نام کریم رکھ دیا جائے گا۔ پھر جب تو کریم ہو جائے گا تو تیری وجہ سے ہزار آنکھوں کا اکرام کیا جائے گا۔ تیری وجہ سے تیرے اہل و عیال اور ہمسائیوں سے اور شر سے بلاؤں کو

دور کیا جائے گا۔

تو ہمیشہ گداگری کرتا ہے اور ہمیشہ دوسروں کے دروازہ پر بھیک مانگتا ہوا جاتا ہے تجھ سے کب گداگری کی جائے گی۔ تجھ سے کب کھانا طلب کیا جائے گا۔ کب دوسرے لوگ تیرے دروازے پر آئیں گے۔ کب تو اپنی حالت سے فارغ ہوگا۔ کب تو اپنے گرد خیمہ لگائے گا۔ کب تو بادشاہ کے قرب میں دولہا بنایا جائے گا تو قرب شاہی کیلئے اپنی شرافت و اہلیت و قابلیت کب ظاہر کرے گا۔ اور کب تیرے لئے لقب تجویز کئے جائیں گے اور تیرا فخر کب ظاہر کیا جائے گا اور کب تو سعادت مند سے سعادت مند اولاد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہوگا تاکہ تیری طرف حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ سپرد کیا جائے۔ علماء کرام قول و فعل اور حال و مقام میں انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں نہ کہ نام و لقب میں۔ نبوت نام اور رسالت لقب ہے۔

دنیا اور آخرت کی زندگی

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے جاہل نبوت و رسالت تو ختم ہو چکی ہے مگر ولایت و غوثیت ختم نہیں ہوئی اس کی کوشش کر۔ کیا تم نے آخرت کے بدلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے۔ دنیا کی زندگی تیرا نفس تیری طبیعت اور تیری خواہش ہے۔ دنیا جس کی مذمت کی گئی ہے وہ تو یہی چیزیں ہیں نہ کہ وہ خواہشات جو کہ لازم بشریت بنائی گئی ہیں اور فنا ہو جاتی ہیں۔ کہ وہ تیرا مقسوم ہیں۔ دنیا وہ ہے جس کو تو اپنی ہمت اور محنت سے حاصل کرے اور جو چیزیں ضروری ہیں وہ دنیا نہیں کہلاتی۔ رہنے کا مکان، ستر ڈھانپنے کیلئے لباس، پیٹ بھرنے کیلئے روٹی اور سکون حاصل کرنے کیلئے دنیا نہیں ہے۔ دنیاوی زندگی مخلوق کی طرف متوجہ ہونا اور اللہ تعالیٰ سے پیٹھ پھیرنا ہے۔ ہوائے نفسانی فکر کی ضد ہے۔ ہوائے نفسانی عبادت کی ضد ہے اور ضد ہے خالق سبب

کی۔ ظاہر باطن کی ضد ہے۔ جب تو ظاہر کو درست کرے گا تب تجھے باطن کی درستی کا حکم دیا جائے گا۔ جب تو حکم شریعت کو اس پر عمل کرتے مضبوط کرلے گا تو اس کا غلام اور تابع اور اس کا مصاحب بن جائے گا۔ تیرا جسم تیری طبیعت سے فنا ہو جائے گا۔علم تجھے دیکھے گا پس وہ تیرا عاشق بن جائے گا۔ اس وقت تو ایسا ہو جائے گا۔ جیسا کہ دو بیبیوں کے درمیان ایک خاوند ہوتا ہے کہ دونوں کی دل داری ملحوظ رکھ کر دونوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔تو ایسا ہو جائے گا جیسے دربان ہوتا ہے بادشاہ اور اس کے وزیر کے درمیان۔تو دنیا و آخرت اور مخلوق اور اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا محبوب اور ولیوں کیلئے موجب فرحت بن جائے گا۔ ایک ایسی حالت ہے جو کہ ہم کو تمہارے سامنے سے غائب کر دیا کرتی ہے۔

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا تھا اے بیٹے مسکین بننے کے بعد خطا کار بننا بھی کیسی بری بات ہے اور اس سے زیادہ برا شخص وہ ہے جو عبادت گذار ہو کر اپنے پروردگار کی عبادت کو چھوڑ دے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَرَضِیْتُم بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ

کیا تم آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر راضی ہو۔

تیرا وجود دنیا کی زندگی ہے اور تیرا فنا ہونا آخرت ہے۔ ہمتوں کیلئے ایک تفسیر ہے اور اسرار کیلئے بھی ایک تفسیر ہے اور عوام کیلئے بھی ایک تفسیر ہے اور خواص کیلئے بھی ایک تفسیر ہے۔ دنیا وہ ہے جسے تو دیکھ رہا ہے اور آخرت کا حال تجھ پر ظاہر نہیں ہوا تجھے وہ چیزیں ملیں گی جو تیری عقل سے بالاتر ہوں گی پس تو حیران رہ جائے گا اور تجھے حال معلوم ہو جائے گا۔ جو کچھ تجھے بذریعہ عقل مشترک کے حاصل ہو پس وہ دنیا میں سے ہے اور جو چیز تجھے بذریعہ اس عقل

کے جو کہ عقل العقول ہے حاصل ہو پس وہ آخرت سے ہے۔ تیرا باطن آخرت ہے اور تیرا ظاہر دنیا۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا جملہ حالات دنیا ہیں اور مولیٰ تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنا اور قیل وقال اور تعریف و مذمت سے منہ پھیر لینا اور غم کی معیت میں سیر کرنا آخرت ہے۔

تیرا فکر وہی کہلائے گا جو تجھ کو بے چین بنا دے۔ جس وقت تو اپنے ارادہ میں سچا بن جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری دستگیری فرمائے گا اور اپنی تقدیر کی صحبت میں تجھ کو چلائے گا۔ تیری سچی طلب اور حسن ادب اور اپنے پڑوسیوں کی بکواس سے کان بہرے بنا لینے کی وجہ سے تیرے دو قدموں کا فاصلہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے قدموں کے فاصلہ سے بھی زیادہ وسیع ہوگا۔

اے وہ جاہل جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے عقل سے جو اس کے پاس ہے اور اس کے ان بندوں سے جنہوں نے اس کے حکموں کو سن کر تابعداری کی اور حضوری میں ہیں جاہل رہا۔ تیرے لئے ہلاکت ہے۔ ولی بندہ اپنے حصوں کو لوح محفوظ لکھا ہوا دیکھتا ہے۔ اول اپنے مقسوم کی چیزوں کو دیکھتا ہے پھر اپنے اہل وعیال کے مقسوم کو دیکھنے کی طرف بڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ تعجب کرنے لگتا ہے تو اس کے باطن میں ندا دی جاتی ہے کہ وہ ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام فرمایا ہے اور بیشک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور منتخب بندوں میں ہے یہ مرتبہ تقدیر سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر مشائخ عظام کے قدموں کی پیروی سے صفائی حاصل ہوتی ہے۔

سوال: نکاح واجب ہے یا نہیں

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ سماع وجد کی حالت میں تھے آپ کے پاس ایک رقعہ آیا جس میں فقہ کا ایک مسئلہ تھا۔ پس آپ نے فرمایا کہ جب تک کلام کرنے کی اجازت نہ لے لوں اور فکر نہ کر لوں ﴿جواب نہ دوں

گا﴾ اس کے بعد آپ نے مسئلہ پڑھا کہ آیا نکاح کرنا واجب ہے یا نہیں۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک مسئلہ ہے جس میں علماء کرام کا آپس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ نکاح کرنا سنت ہے اور بعض نے فرمایا کہ جبکہ نفس پر بھروسہ ہو تو نکاح سے عبادت خداوندی میں مشغول رہنا اولیٰ ہے۔ یہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح میں مشغول ہونا افضل ہے۔

﴿اور میرے نزدیک فیصلہ یہ ہے﴾ کہ جب تک تو درجہ ارادت و طلب میں ہے اس وقت تک عبادت خداوندی میں مشغول رہنا افضل ہے۔ اور جب تو مراد و مطلوب ہو جائے گا ﴿یعنی مرتبہ کمال تک پہنچ جائے گا﴾ تو اب اپنے نفس کے متعلق کسی قسم کی بھی تدبیر کا تجھے حق نہیں۔ اگر وہ چاہیں تو تیرا نکاح کر دیں گے اور چاہیں گے تو اس کے سوا کسی دوسرے امر میں تجھے مشغول کر دیں گے۔ اگر وہاں کوئی چیز تیری قسمت میں ہوگی تو تجھے مل کر رہے گی۔ تو لامحالہ تو اسے پائے گا وہ تیرا حصہ تیرا دامن پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا کہ اس شخص سے میرا حق دلوا دیجئے یہ مجھ سے بھاگ رہا ہے اور تو نے مجھے اس کیلئے مقسوم کر دیا ہے۔ میں کیا کروں وہ تو مجھ سے بے توجہی برتنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سن کر تجھے اس کی طرف متوجہ کر دے گا اور باقی رہا مرید کا قصہ تو اس کیلئے نکاح کرنا بھی حرام ہے تاوقتیکہ اس کے پاس ایک قمیض حاجت سے زیادہ نہ ہو یا اس کے پاس چار انگل زمین نہ ہو۔

مرید تو سیاح ہے نہ اس کیلئے کپڑے ہیں اور نہ اسباب بلکہ وہ تمام تمام کپڑوں سے ننگا ہوتا ہے پس جب وہ اپنے مقصود پر پہنچ جائے گا اور اس کی سیاحت ختم ہو جائے گی اس وقت اس کے مالک کو اختیار ہے اگر چاہے تو اس کا

نکاح کر دے اور اس کو مالک بنا دے اس کو موجود کر دے یا مفقود کر دے۔ پس جو شخص احمق کی صحبت اختیار کرے وہ بھی احمق ہے۔ اور وہ بھی احمق ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو نہ پہچانا پس وہ آخرت کے بدلہ میں دنیاوی زندگی پر راضی ہو بیٹھے۔

جنت اور اللہ کا قرب

اے اللہ کے بندے۔ تیرا مقسوم تیرے سوا کوئی نہ کھائے گا تو اپنی خواہش طبیعت سے اپنے شیطان کے ہاتھ سے نہ کھایا کر بلکہ ایک ساعت صبر کر۔ یہاں تک کہ یا اپنے جنت کے گھر میں پہنچ جائے اور یا اپنے رب کے قرب میں پہنچ جائے۔

سوال

ایک شخص نے حضرت سیدنا غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا حضور میں بچپن سے لے کر اس وقت تک ایک وظیفہ کا ورد کیا کرتا تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ کھڑا ہو کر دو رکعت بھی پڑھتا ہوں تو فوراً گر پڑتا ہوں اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ نگاہ تقدیر کی ایک نظر ہو کر کسی صدیق نے اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے کی حالت میں تجھ پر نگاہ نہ ڈال دی ہو اور پسند کر لیا ہو کہ جس کی وجہ سے جذب کی حالت پیدا ہو چلی ہو۔ پھر آپ نے اس کے دینی بھائیوں سے فرمایا کہ اس کو اپنے ساتھ رکھ لو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کے تمہارے بعض دنوں میں توجہات خاص ہوتے ہیں خبردار ہو جاؤ تم اس توجہات کیلئے متوجہ رہا کرو اور ہر وقت دعا میں مشغول رہا کرو۔ نہیں ہوسکتا ہے کہ

تیرا دل بوڑھا ہو جائے اور اس کو بادشاہ اپنے قرب کے دروازہ پر بیٹھا لے۔نہیں ہوسکتا ہے کہ ظاہر ضعیف ہو جائے اور باطن قوی۔نہیں ہوسکتا ہے کہ تیرے دل کی ہڈی کمزور اور اس کی کھال رقیق ہوگئی ہو اور غیرت واحسان خداوندی نے اس کے اندرون کو اچک لیا ہو۔ تیرا دل آستانہ خداوندی کو دیکھتا ہو اور قرب کی ہیبت اس کو ڈھانپ لیتی اور اس کو بے ہوش کر دیتی ہو۔تحقیق دل کی حفاظت میں ایک بہت بڑا شغل ہے دوسرے مشغلوں سے روکنے والا ایک ذرہ دل کے عملوں سے ظاہر کے ہزار عملوں سے بہتر ہے جب تک فرائض وسنت پر قائم رہیں تو کوئی بھی حالت کیوں نہ پیدا ہو کچھ مضر نہیں۔

حکایت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا فلاں شخص کی یہ حالت ہے کہ گویا چکی پر کھڑا ہے جو اس کو گھما رہی ہے اور نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے ﴿یعنی حالت وجد میں بیہوش ہے﴾ آپ نے فرمایا کہ نماز کے اوقات میں اس کی حالت پر غور کرو اور دیکھو کہ کیسی حالت رہتی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا جس وقت موذن اذان دیتا ہے تو اس وقت سکون میں آ جاتا ہے آپ نے فرمایا تب کوئی حرج نہیں۔

کیونکہ بعض حضرات وہ ہوتے ہیں جو بچپن سے لے کر مرتے دم تک اعمال پر قوی رہتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو کہ ضعیف ہونے تک عمل کرتے ہیں اگر یہ کمی قرب اور علم اور مشاہدہ کی حیثیت و اعتبار سے ہو پس کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اس کے سوا ہو پس وہ شیطان ہے جو کہ تجھے بہکاتا ہے اور نفس ہے جو کہ تجھے ایذا دیتا ہے۔حکم کی صحبت علم کا نتیجہ دیتی ہے۔ پہلے تمام مخلوق سے علیحدگی اختیار کر اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اتصال حاصل کر۔ اول اتصال حاصل کر پھر واصل الی اللہ ہو جا۔حسرتؔ جو حرص و امید اور غفلت کی دکان پر بیٹھنے

والے ہیں۔ ضرور ہے کہ تیرا باطن مرجائے اور تیرا دل سیاہ ہو جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ الْقُلُوْبَ لَتَصْدَؤُ اِنَّ جِلَآءَ هَا قِرَءَ ةِ الْقُرْاٰن

ترجمہ: دل پر زنگ لگ جاتا ہے اور اس کی صیقل قرآن مجید کا پڑھنا ہے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا وَاهْدِبِنَا وَارْحَمْنَا وَارْحَمْ بِنَا عَرِّفْنَا وَعَرِّفْ بِنَا اجْعَلْنِیْ مُبَارَکاً

اے اللہ تو ہمیں ہدایت دے اور ہمارے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت دے اور ہم پر رحم فرما اور ہمارے سبب سے دوسروں پر رحم فرما اور ہم کو اپنی معرفت عطا فرما اور ہمارے ذریعہ سے دوسروں کو معرفت عطا فرما اور میں جہاں کہیں رہوں مجھے بابرکت بنا۔ آمین۔

تو پہلے مل اور پھر واصل ہو سمجھ و دانائی حاصل کر علم سیکھ پھر گوشہ نشین بن۔ جو شخص جہالت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اس کی بگاڑ اس کا اصلاح کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوا کرتا ہے۔ تو اپنے پروردگار کی شریعت کا چراغ اپنے ساتھ رکھ تو حکم کی بدولت علم پر داخل ہو جائے گا۔ تو تمام اسباب کو قطع کر دے تو بھائیوں اور پڑوسیوں سے علیحدہ ہو جا۔ جو چیزیں مقسوم میں ہوں ان میں زہد کرنا مناسب نہیں ہوتا وہ تجھے لابدی پہنچیں گے۔ تو اپنی بیوی کو پیٹھ دے تو زاہد بن۔ اس کے بعد بہ تکلف زاہد بن اور بہ تکلف روگردانی کر تو اپنی حرص کو چھوڑ دے اور حسن ادب اختیار کر۔ ماسوا اللہ تعالیٰ سے قطع تعلقات کر لے اغیار و اسباب سے جدائی کر اس سے ڈرتا رہ کہ کہیں تیرا چراغ گل ہو کر ہمیشہ کیلئے اندھیرا نہ ہو جائے۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ تیرے چراغ کیلئے اپنی امداد کا تیل عطا فرمائے گا اور تیرے علم میں نورانیت بخشے گا۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ

تعالیٰ اسے نامعلوم چیزوں کا وارث بنا دیتا ہے۔
جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص کے ساتھ چالیس دن عبادت کرے گا تو اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جائیں گے۔ وہ اس حالت میں ہوگا کہ اس کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی آگ نظر آئے گی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ کو دیکھا تھا تو اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا تم اپنی جگہ پر ٹھہری رہو مجھے ایک آگ نظر آئی ہے۔ آگ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی تھی اور آگ کو ان کیلئے اپنا قرب قرار دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے آگ کے دیکھنے کو اپنی دلیل بنا دیا۔
اسی طرح عارف باللہ اپنے دل کے درخت سے آگ دیکھے گا اپنے نفس و خواہش اور طبیعت اور اسباب اور وجود سے کہے گا تم اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ مجھے ایک آگ نظر آتی ہے۔ باطن دل کو آواز دے گا کہ بیشک میں تیرا رب ہوں میں ہی شیر خدا ہوں پس تو میری عبادت کر میرے غیر کی طرف نہ جھک مجھ کو پہچان اور میرے غیر سے انجان بن جا اور مجھ سے واسطہ رکھ اور میرے علاوہ سب سے قطع تعلق کر لے۔ میرا طالب بن اور دوسروں سے اعراض کر کے میرے علم میرے قرب میری سلطنت کی طرف آ جب یہ مرتبہ کامل ہو جاتا ہے تو لقاء خداوندی کامل طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جاری ہوتا ہے جو کچھ جاری ہوتا ہے۔ وہ اپنے بندہ کی طرف الہام کرتا ہے جو کچھ الہام کرتا ہے۔ حجاب اور کدورت زائل ہو جاتی ہے۔ نفس ٹھہر جاتا ہے سکون نصیب ہوتا ہے اور عنایات خداوندی اس کو آ کر گھیر لیتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اے دل تو فرعون کی طرف جا تو شیطان اور نفس اور خواہش کی طرف رجوع کر ان کے سروں کو میرا راستہ بتا اور ان میں میرے اہل بننے کی صلاحیت پیدا کر اور ان سے کہو۔ اے میری قوم تم میری اتباع کرو میں تمہیں ہدایت کا راستہ بتاتا ہوں۔ پہلے مل اس

کے بعد جدا ہو جا۔ پھر مل اس کے بعد واصل ہو جا۔

مگر اے مسکین تیری حالت اس کے خلاف ہے قریب ہے تیری قوتیں منقطع ہو جائیں اور تجھ سے بے وفائی کریں اور کچھ کام نہ کریں اور تیرے دوست تجھ کو چھوڑ دیں اور دنیا کی تنگدستی اور آخرت کا عذاب دونوں تیرے لئے اکٹھے ہو جائیں گے اور تو مر کر قبر میں داخل ہو جائے گا اور وہ تجھ پر تنگ ہوگی یہاں تک کہ تیری پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جائیں گی اور یہ حالت تجھے منکر نکیر کے جواب دینے سے گونگا بنا دے گی اور تجھے قبر میں عذاب دیا جائے گا اور تیرے لئے جہنم کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس کی گرم زہریلی ہوا تجھے پہنچے گی۔

دین اور ظاہر و باطن کی سلامتی

اے مسلمانو! تم اس دار دنیا میں باادب بنو۔ تمہارا دین اور تمہارا ظاہر و باطن سلامت رہے گا۔ یہاں تک کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس وقت تمہاری آنکھوں تمہارے منہ اور تمہارے کانوں سے حجاب دور ہو جائے گا اور وہ تجھے غذا عطا کرے گا اور قوت پر قوت۔ بصیرت پر بصیرت۔ عمر پر عمر۔ بقا پر بقا اور رزق پر رزق زیادہ کرتا رہے گا۔ تیری کوشش کی قدر اور تیرے حسن ادب کی تعریف کرے گا اس کے بعد تیرا نام صابر و عاقل اور دین دار اور شاکر رکھے گا۔ تیری حالت بدل دے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ﴿سورۃ الرعد﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کسی قسم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ خود اپنے نفس کو نہ بدلیں۔

پس اولیاء کرام میرے اخلاق کو بدل ڈالتے ہیں۔ اول شریعت کی متابعت سے اور اس کے بعد علم لدنی سے اور اس کے بعد تقدیر پر ﴿یقین و ایمان

لانے ﷺ سے کہ ان کی حالت ایسی ہو جاتی ہے گویا کہ ان کے ہاتھ پاؤں اور اعضاء خبیثہ کے کاٹنے کیلئے جن میں ناقابل علاج زخم پڑ گیا ہے ان کو بے ہوشی کی دوا پلائی گئی ہے کہ نہ حرکت ہوتی ہے نہ چوں و چرا۔ ان کے ہوش میں شریعت کے ہوش و ہواس جاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب دوائی کی بے ہوشی کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ان کو ہوش آ جاتا ہے اور طرح طرح کی تبدیلی کے بعد ان کے پروردگار کی عنایات آیا کرتی ہیں۔ یعنی بھوک کے طعام اور پیاس کے بعد شربت اور برہنگی کے بعد لباس۔ جب تک تو معرفت کے راستہ میں رہے گا۔ وہ تجھے کسی کے ساتھ استعمال کا حکم دے گا تا کہ تیری شہوت بجھ جائے اس حکم کا حق ادا کرتا رہے احکامات شریعت پر کاربند رہے اور اس کے ممنوعات سے بچتا رہے۔ یہ دن گذر جائیں گے ور تیرے قدم اللہ تعالیٰ کی طرف رات دن کے گذرنے کے ساتھ قریب ہو جائیں۔

اولیاء کرام کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کا سفر ایک دن میں تمام ہو جاتا ہے اور بعض کا ایک مہینہ میں اور بعض کا برسوں میں ختم ہوتا ہے۔ پس تو اپنا وقت چون و چرا میں برباد نہ کر بلکہ تو اپنی کمر مضبوط باندھ اور کام کر عمل کر کیا عجب ہے کہ جب تو محبوب کے مکان میں کام کرنے لگے وہ تجھ کو دل بہلانے والی باندی بنالے اور کیا عجب ہے کہ اس باندیوں میں سے کوئی باندی تجھ پر عاشق ہو جائے پس وہ اس کے ساتھ تیری شادی کر دے۔ تیری صورت بدل دی جائے اور تیرے پھاوڑے اور ٹوکری کو فروخت کر دیا جائے اور تجھے سردار یا بادشاہ کا نائب یا وزیر مقرر کر دیا جائے۔

اپنے آپ کو پہچاننا

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اس کیلئے ایسی حالتیں پست ہوا کرتی ہیں

جب تو اس کی طرف پہنچ جائے گا وہ تجھے چاہنے لگے گا۔ ترک دنیا' زہد اور معرفت سے پہلے اس سے پہلے کہ تو بادشاہ کی طرف پہنچے اس سے پہلے کہ تو اپنے آپ کو پہچان اور جان کہ تو کون ہے۔ تیرا نام کیا ہے۔ تیرا لقب کیا ہے اور تو کرتا کیا ہے۔

بندہ ابتداء سلوک میں اپنی لذتوں اور اپنے کپڑوں اور اپنے سامان اور اپنے گھر اور اہل وعیال اور اپنے پڑوسیوں اور اپنی بیوی اور دوستوں کو الوداع کہہ دیتا ہے۔ ایک قدم آگے بڑھاتا ہے دوسرا پیچھے کرتا ہے۔ پھر خوف و آرزو کے دو قدموں سے آگے بڑھتا ہے وہ سب چیزوں سے بے خبر ہوکر سب کو چھوڑ دیتا ہے اپنے نفع اور نقصان سے بے خبر ہوکر سب سے علیحدہ ہو جاتا ہے پس جب وہ سب کو چھوڑ دیتا ہے تو شاہی دروازہ پر آ کر اس کے غلاموں چوپایوں کے ساتھ خائف وامیدوار بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا کام لیا جائے گا اور بادشاہ اس کی طرف دیکھنے والا ہوتا ہے کہ کیا کر رہا ہے اور بادشاہ کو اس کی تمام خبر ہوتی ہے اس وقت وہ اپنے خادموں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کو سب پر ترجیح دو۔ اس کے بعد اس کو ایک خدمت سے دوسری خدمت کی طرف منتقل فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دربان آستانہ قرب بنا لیا جاتا ہے اس کے سامنے بادشاہی اسرار پر خبردار ہو کر خلعت اور ہار اور پٹکہ اور تاج لے کر تنہائی میں کھڑا رہتا ہے اور اپنے اہل وعیال کو لکھ دیتا ہے کہ تم سب اہل کو لے کر میرے پاس چلے آؤ۔ یہ اس کے بعد ہوتا ہے۔ پہلے وہ بادشاہ کو اپنے نفس پر اس بات کا گواہ بنا لیتا ہے کہ میں تیرے اوپر کچھ تغیر وتبدل نہ کروں گا۔ اس کو صحبت دائمی اور ولایت دائمی کا فرمان عطا کر دیا جاتا ہے اس حالت پر پہنچ کر معرفت کے ساتھ زہد باقی نہیں رہتا اور اس مرتبہ اور مقام والا لاکھوں میں ایک ہوتا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو کہ تقدیر سابقہ اور علم ازلی سے نصیب ہو جاتی ہے۔

محاسبہ نفس

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں اے مخاطب تو ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَا اُقْسِمُ بِاالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ

ترجمہ: میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

﴿یعنی گناہ گار نہ بنو جو کہ بعد میں نفس پر ملامت کرنا پڑے﴾ کیونکہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے نفس سے حساب لینے کیلئے کیا کرے کہ میرے اس بات کرنے سے کیا مقصود ہے اور قدم اٹھانے سے کیا مقصود ہے اور جو لقمہ کھایا ہے اس سے کیا مقصود ہے اور یوں کہ اس کو ادب سکھایا کرے کہ کیوں کیا آیا کہ یہ کتاب وسنت کے موافق ہے یا نہیں۔ اس محاسبہ کے بعد یقین کو لازم پکڑلو۔ کیونکہ یقین ایمان کی اصل ہے نہ بغیر یقین کے فرض ادا کئے جائیں نہ بغیر یقین کے دنیا میں زہد کیا جائے۔

دعا کی قبولیت کے وقت سکون و آرام ملتا ہے۔ پس اگر تیری دعا قبول نہیں کی جاتی تو تو اعتراض کرنے لگتا ہے۔ افسوس۔ حالانکہ ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا صدیقین کی علامت ہے۔ پس جب وہ اپنے احوال کو چھپانا چاہتے ہیں تو لینے اور دینے میں مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے اور بدن مخلوق کے ساتھ۔

ابن آدم اس دنیا پر عمل کرنے کا اس وقت تک حاجت مند ہے کہ اس کی طبیعت بدل جائے وہ اپنے نفس و شیطان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہے کہ یہاں تک کہ وہ کی خصلتوں سے منتقل ہو کر انسانی عادتیں اختیار کرے۔ کیا تو اس اللہ رب العزت کہ جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے انسان بنایا اس کے ساتھ کفر کرے گا۔ کیا ان احسانات کا یہی بدلہ ہے کہ تو اس کے ساتھ کفر

کرے اور اس کا منکر بنے اور لوگوں کی آنکھوں سے شرمائے اور اس سے نہ شرم کرے حالانکہ اللہ تعالیٰ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔

اے ظاہری ولایت کا دعویٰ کرنے والے اور کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والے تو اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں کرتا حالانکہ وہ تیرے بھید اور تیرے باطنی حالات کو جانتا ہے۔ اے محتاجی اور فقیری کے ظاہر کرنے والے اور امیری کو چھپانے والے اور اپنے دین کو دنیا کے بدلہ میں بیچنے والے کیا تجھے اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں آتی۔ اور جو کچھ بھی تمہارے پاس نعمت ہے۔ وہ اسی کی عطا کردہ ہے۔ پس تیرا شکر کرنا کہاں چلا گیا ہے۔

اچھائی اور برائی کا تعلق شریعت سے ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے صاحبزادے تو کسی پر اپنے خالق کے بارے میں الزام نہ لگا۔ ہوسکتا ہے کہ تو خطا پر ہو یا صواب پر۔ تو غیر کے عمل کو برا نہ کہہ جب تک کہ تیرے عمل درست نہ ہو جائیں اچھائی اور برائی کا تعلق شریعت سے ہے نہ کہ عقلوں سے۔ یہ تو ظاہری حالات کے اعتبار سے ہے۔ اب رہے احوال باطنی سو ان میں احتیاط اس طرح کہ برا سمجھنا اور اچھا سمجھنا باطن کا منصب ہے۔ قلب کا فتویٰ فقیہ کے فتویٰ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کی موافقت میں علم کی پختگی کے ساتھ ہوتا ہے یہ علم کا فیصلہ ہے کہ حکم کے مقابلہ میں ﴿اور ظاہر ہے علم کو حکم پر فوقیت حاصل ہے﴾ اول بندہ حکم بنو اس کے بعد بندہ علم بنو۔ یعنی اس کے موافق بن جاؤ اس کے سامنے سروں کو جھکائے رہو۔ علم کی معیت میں حکم کی صحبت میں داخل ہوجاؤ۔ ہر وہ حقیقت جس کی شریعت گواہی نہ دے پس وہ بے دینی و زندیقیت ہے۔ جب تو اہل حق کے پاس حاضر ہوگا وہیں ٹھہرے گا جہاں وہ ٹھہریں گے تو وہی کھائے گا جو وہ کھائیں گے۔ جلوت وخلوت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔ اے اس شہر کے رہنے والو۔ تمام وہ

باتیں جو تم کر رہے ہو میری نزدیک بری ہیں اور وہ تمام باتیں جو میں کر رہا ہوں۔تمہارے نزدیک بری ہیں۔ ہم تم دو ضدیں ہیں جو کہ متفق نہیں ہوسکتی۔ ہم اور تم آپس میں زمین و آسمان کے مالک کی قوت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمارے طائر قلوب بے قرار ہیں ان کو قرار نہیں۔تمہاری جوانی اللہ تعالیٰ کے خلاف اور اس کی ناراضگی میں بسر ہو رہی ہے۔تو اپنی بیوی بچوں اور پڑوسیوں اور بادشاہ وقت کو راضی کرنے میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کو ناراض کر رہا ہے حالانکہ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے موت کے حکم کی تعمیل کئے بغیر تجھے کوئی چارہ نہیں۔ تو ماں باپ اور بھائیوں اور دوستوں اور بادشاہوں یعنی سب سے ملاقات کرتا ہے یوں نہ کہے گا کہ قیامت کب آئے گی۔ اس میں تو بہت دیر معلوم ہوتی ہے۔ پس جو مر گیا اس پر قیامت قائم ہوگئی۔

اولیاء کرام وہاں اللہ تعالیٰ کے قرب میں اللہ تعالیٰ کی جانب نسبت کے اعتبار سے زندہ ہیں اور وہ کئی بار مر چکے ہیں۔ اولاً وہ حرام سے مر چکے ہیں۔ ثانیاً شبہ والی چیزوں سے۔ ثالثاً مباح چیزوں سے۔ رابعاً حلال مطلق سے خامساً ہر چیز سے جو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے۔ ان تمام چیزوں سے مرے ہوئے ہیں نہ وہ ان چیزوں کو طلب کرتے ہیں اور نہ وہ ان کے نزدیک جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ بغیر صورت کے معنے بنے ہوئے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی عطا کر دی ہے۔ ان کا چلنا پھرنا سے اللہ تعالیٰ کے نام سے ہوتا ہے۔ جب دل تقدیر کے سمندروں میں چلتا ہے تو ان کا ٹھہراؤ علم و قرب خداوندی کے دروازہ پر ہوتا ہے۔ ان کی بیداری خدمت ہے اور سونا وصال۔ جب بندہ نماز پڑھتے پڑھتے سو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتوں پر فخر فرماتا ہے۔

بدن گویا کہ پنجرہ ہے اور روح گویا کہ پرندہ۔ اہل معرفت کے نزدیک تمام مخلوق مکھیوں۔ تتلیوں اور ریشم کے کیڑوں کی طرح ہے کہ ان کے احوال تمہارے

احاطہ ضبط میں نہیں آسکتے۔

تم عقل مند بنو۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے وہی ہلاک و برباد ہوتا ہے جو کہ احمق یا ہلاکت میں پڑنے والا ہوتا ہے۔ تم غافل نہ بنو۔ جو تجھ کو جود وسخا کی ترغیب دے وہی تیرا سچا مخلص دوست ہے جو کوئی فقیروں کے مال سے دولت مند بنا وہ اس کے سبب سے محتاج بنا۔ تجھ سے محض دعویٰ اسلام سے قناعت نہ کی جائے گی بلکہ ایمان و ایقان حاصل کرنا پڑے گا۔ تو کب اللہ تعالیٰ کیلئے عمل کرے گا۔ تو سچا عمل اور سچا فعل کب کرے گا۔ جب میرے اعضاء حرکت کریں پس تم جان لو میرا دل جل رہا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کا ذکر

پیران پیر روشن ضمیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے دنیا تو میرے دوستوں پر ابتدائی حالت میں کڑوی بن تا کہ وہ تجھے محبوب نہ سمجھنے لگیں اور آخر میں ان کی خادم بن تا کہ وہ تجھ میں مشغول نہ ہوسکیں۔

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب قیامت کا ذکر کیا جاتا تھا تو آپ ایسی چیخ مارتے تھے کہ جس طرح ماں اپنے اکلوتے بیٹے کی موت پر رویا کرتی ہے اور فرماتے تھے کہ انسان کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ جب اس کے سامنے قیامت کا ذکر کیا جائے اور وہ آرام وسکون سے بیٹھا رہے۔

تو مردہ ہے تجھ میں حس نہیں ہے تو کبھی عاشق ہوا ہی نہیں۔ تو دنیا میں اپنے زیادہ ٹھہرنے سے غم کیا کر۔ کیونکہ عارف کا خوف وحزن اغیار کے پاس آمد و رفت اور مخلوق کی طرف حاجت لے جانے اور رحمٰن عزوجل کی طرف حجاب بسبب غلبۂ خواہش اور نفس اور طبیعت اور شیطان سے ہوا کرتا ہے پس جو دنیا میں نڈر رہا اس نے بہت بڑی نادانی کی۔

امن کا حصول

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کہ اے صاحبزادے سب سے زیادہ امن والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والا ہے۔ میری زندگانی کی قسم اللہ تعالیٰ تجھے مقرب بنائے گا۔ تجھے اپنے پاس بلائے گا۔ تجھ سے گفتگو کرے گا۔ تجھے نوالے کھلائے گا اور اپنے اسرار پر آگاہ کرے گا اور تجھے مشاہدہ کرائے گا اور تیرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا اور تجھے اپنے فضل وقرب کے دستر خوان پر بیٹھائے گا اور تجھ سے انبساط فرمائے گا مگر وہ تجھ سے خوف کرنے اور غمگین رہنے کا سوال کرے گا۔

اس وقت ایک شخص آپ سے کچھ پوچھنے کیلئے کھڑا ہوا۔ پس آپ نے اس کی بات نہ سنی اور فرمایا یہ موقع غم کا ہے۔ بجلی ایک ساعت چمکتی ہے اور بارش مسلسل کئی ہفتے ہوتی رہتی ہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے اور قرب حکم کو مضبوط کرنے کے بعد ہوتا ہے اور یقین کی کتاب اس کے ہاتھ میں رکھ دینے اور اپنے اسرار سے آگاہ بنا دینے کے بعد ہوتا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا اس کی طرف سے ہوگا۔

ایک شخص جو کہ بنوعقیل میں سے تھا جو کہ بہت بڑا قاری اور فقیہ تھا نصرانی بن گیا اور کافروں کے شہروں میں اس حالت میں دیکھا گیا اس کی گردن مین صلیب پڑی ہوئی ہے اس سے پوچھا گیا کہ تیری دینداری اور علم وعبادت کہاں گئی یہ سن کر اس نے کہا مجھے قرآن میں سے سوائے ایک آیت کے اور کچھ معلوم نہیں۔

وَقَدِمْنَا اِلٰی عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ﴿سورۃ الفرقان﴾

ترجمہ: اور جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

پہلے باطن مرتد ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد دل اس کے بعد نفس اس کے

بعد اعضاء۔ جب باطن مرتد ہو جاتا ہے تو ضرور اس کا ظہور ہوتا ہے۔

منافق مسجد میں اس طرح رہتا ہے کہ جس طرح پنجرہ میں پرندہ رہتا ہے۔ ظاہر شریعت اس کا پنجرہ ہے اور ہر وقت اس سے آزاد ہونے کا طالب رہتا ہے۔ اگر علم ظاہر یعنی شریعت ہمیں اجازت دیتی تو ہم تیرے گناہوں کو ظاہر کر دیتے اور کہہ دیتے۔ اے کافر! اے فاسق! مگر ہمارے ہاتھوں کو شریعت نے اس سے باندھ دیا ہے۔

تم شریعت کی خدمت کرتے رہو اور علم طلب کرتے رہو کیونکہ علم تمہارے لئے تمام حالات کو کھول دے گا۔ تو پہلے علم شریعت حاصل کر اس کے بعد گوشہ نشینی اختیار کر پس تو اس کے خاص الخاص بندوں میں سے ہو جائے گا وہ تجھے اپنے علم پر آگاہ کرے گا۔ جب تیرا نفس تجھ کو اپنے مولیٰ تعالیٰ کی طرف پہنچا دے گا تو تو اس کے دروازہ پر کھڑا ہو جائے گا اور تو بادشاہوں کی طرح داخل ہوگا۔ جب تو دروازہ کو کھلا ہوا دیکھے گا تو تجھ سے کہا جائے گا اکیلے اندر نہ جاؤ۔ پس کھڑے رہو تیرے اہل کا بھی تیرے اوپر حق ہے تم اپنے اہل کو بھی میرے پاس لے آؤ۔

اے باطن تو اپنے دل اور اعضاء کے ساتھ یہاں آ کر جم جا اس وقت نہ کوئی خرید وفروخت ہے اور نہ کوئی معاوضہ۔ اے نہ کھانے والے تو اب کھا۔ اور اے نہ پینے والے تو اب پی لے۔ جب کنواں کھدائی اور پھاوڑے پر صبر کرتا ہے تب اس سے چشمہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ وارد صادر کی جائے پناہ بن جاتا ہے۔ جب تو مجاہدوں اور آفات و بلیات کی تکلیفوں پر صبر نہ کرے گا تو عارف کس طرح بن جائے گا۔

اے فقیر صابر بن کر عنقریب اللہ تعالیٰ تیری طرف نظر کرم فرمائے گا تجھ کو بلندی عطا فرمائے گا اور تجھے تاج اوڑھائے گا اور عظمت و جلال اور بادشاہت کا

لباس پہنائے گا۔

دعا

اَللّٰھُمَّ عَنھُم بُعُدًا وَاِلَیکَ قُربًا اَللّٰھُمَّ عَنھُم غِنًی وَاِلَیکَ فَقرًا اِحفَظِ اللّٰہ بِالغِنٰی

اے اللہ مخلوق سے دوری اور اپنا قرب عطا فرما۔ اے اللہ تو مجھے مخلوق سے بے نیازی اور اپنی طرف حاجتمندی عطا فرما۔

تو ماسوا سے بے نیازی کر کے اللہ تعالیٰ کی یاد کی حفاظت کیا کر۔ جب تیرا دل وجود کی تاریکی سے نکلا قرب خداوندی کے دروازہ پر متعلق ہو جائے گا اس وقت علم کی صبح اس پر طلوع کرے گی اور تیرے دل کی آنکھ اسرار کا سرمہ لگائے گی اور تجھے تقدیروں کی فہرست پڑھا دی جائے گی اس وقت تو اپنے لئے کھانا پینا لازم پکڑنا جو کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد اس کی مخلوق کے بادشاہوں اور نجباء اور اولیاء اللہ کیلئے بنایا گیا ہے۔

تو کھاتا اور پیتا ہے اور زمانہ دراز تک سوتا رہتا ہے اور دو آوازوں سے کہتا رہتا ہے کہ میں اولیاء اللہ میں سے ہوں۔ میں ابدال میں سے ہوں۔ یہ مرتبہ محض تمنا و آرزو سے حاصل نہیں ہوا کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے برگزیدہ حضرات اللہ تعالیٰ کی مراد پر نظر رکھا کرتے ہیں اور تمہیں اس کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اپنے دعویٰ میں جھوٹا شخص

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اے اہل مجلس! اے قیل و قال کے بیٹو۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر اور چہرہ مبارک کو چاروں طرف گھما کر یوں فرمایا کہ جس کو خلوت میں تقویٰ حاصل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور جو کوئی مال اور ملک کو خرچ

کیے بغیر جنت کی محبت کا دعویٰ کرے پس وہ بھی جھوٹا ہے اور کوئی فقیر اور فقیروں کی محبت کے بغیر سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے وہ بھی جھوٹا ہے۔

سر کی آنکھوں سے دنیا کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور دل کی آنکھوں سے آخرت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور باطن کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو مخلوق کے ساتھ اتنا ادب برتا ہے کہ تیری آواز کسی کی آواز پر بلند نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے اور گناہ کرکے اس سے جھگڑا کرتا ہے اور اس کے افعال میں مباحثہ کرتا ہے تیری حالت کس قدر قبیح ہے۔ آفتاب جاہل پر اور اس پر جو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی خواہش اور طبیعت اور اپنے نفس پر اختیار کرتا ہے طلوع نہیں کیا کرتا یہ چیز عقلوں سے بالاتر ہے۔ روح اور دل کا تواجد و وجد موافقت ہوتا ہے لیکن بجز پس ممکن نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُه'' مُطْمَئِنٌّ'' بِالْاِيْمَانِ ﴿سورۃ النحل﴾

ترجمہ: سوا اسکے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ ﴿کنزالایمان﴾

مرید صادق کی یہ شان ہوتی ہے کہ جو حالت بھی اس کو پیش آتی ہے وہ اس کے ظاہری اعمال کو آئینہ شریعت پر اور باطنی اعمال کو آئینہ علم پر پیش کرکے حق و باطل کو معلوم کرتا ہے پس اگر اس کے اعمال دونوں آئینوں کے موافق ہوتے ہیں اور درست نظر آتے ہیں تو اس کو بادشاہ حقیقی کے سامنے داخل کر دیتا ہے اور اگر اس کا عمل ایک آئینہ کے موافق ہوتا ہے دوسرے کے نہیں تو وہ داخل نہیں ہوتا اور دروازہ پر بیٹھ جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے معاملہ کو درست کر لے یہاں تک کہ تیری کوشش مشکور ہو جائے اور تیرے عمل کی تعریف کی جائے کیونکہ

یہ ایسا دروازہ ہے جس میں بغیر واسطہ حکم وعلم کے داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔
پس جب ایسا معاملہ درست ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایسے عملوں کو کھول دے گا جو کہ پہلے عملوں سے ممتاز ہوں گے۔ وہ تیرے اور تیرے پروردگار کے درمیان پوشیدہ ہوں گے۔ اس کے عمل پر کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی مطلع وخبردار نہ ہوگا۔ ان خاص بندوں کی شرعی عقلیں جاتی رہتی ہیں اور ان کو عقل العقول عطا کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب یہ بیہوشی کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے تو ان کو واپس کیا جاتا ہے۔ تو یہ بھوک کے بعد کھانے کی طرف اور پیاس کے بعد پینے کی طرف اور جاگنے کے بعد سونے کی طرف اور تکلیف کے بعد راحت کی طرف لوٹا دیئے جاتے ہیں۔ پھر یہ ایسے شغل کی طرف لوٹایا جاتا ہے جو کہ اس کو تمام شغلوں سے روکنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بھیدوں کے خزانوں پر آگاہ ہو جاتا ہے پھر اس کو اہل شہر و اہل اقلیم کے حالات پر موافق ارادہ خداوندی جو کہ اس سے مقصود ہے خبر مل جاتی ہے۔ اس کو اطلاع دے دی جاتی ہے اور اگر وہ قطب بنایا جاتا ہے تو وہ تمام دنیا والوں کے اعمال اور ان کے ازلی مقسوم اور انجام کار سے واقف ہو جاتا ہے اور اسرار کے خزانوں پر آگاہ ہو جاتا ہے۔ دنیا کی کوئی بھلائی اور برائی بھی اس سے پوشیدہ نہیں رہتی۔ اسلئے وہ شاہی یگانہ روزگار اور شاہی رازدار اور اس کے انبیاء و رسل علیہم السلام کا جانشین اور سلطنت کا امین ہوتا ہے پس یہی قطب زمانہ ہوتا ہے جس کا دل فرشتوں کی آمد و رفت کا مقام ہوتا ہے۔ اور اس کا باطن اللہ تعالیٰ کو دیکھتا رہتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی طرف مخلوق سے یک سو بنانا چاہتا ہے تو پہلے اس کو مخلوق سے متوحش بناتا ہے۔ پھر اس کو درندوں وحشیوں اور جنوں سے مانوس کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وحشیوں درندوں اور جنوں میں رہ کر آدمیت کی وحشت جاتی رہتی ہے تو اس کو فرشتوں سے انس دیتا ہے وہ مختلف

صورتوں میں اس کے پاس آتے جاتے ہیں یہ جنگل اور میدانوں اور سمندروں میں ان کے کلام کو سنتا رہتا ہے۔

وہ شخص جو یک سوئی کا ارادہ رکھتا ہے وہ سن لے ﴿یعنی جو میں نے کہا ہے﴾ اے طالب مولیٰ تعالیٰ اول کلام کا انتظار کر اس کے بعد دیدار کا۔ جب یہ بندہ فرشتوں کے کلام سے مانوس ہو جاتا ہے اور ان کی صورتوں کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کرتا ہے تو اس کے اور اس کے درمیان سے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ مخلوق خداوندی میں فرشتوں سے زیادہ شیریں کلام والا کوئی نہیں ہے وہی مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت عمدہ اور لطیف کلام والے ہیں پھر فرشتوں سے حجاب کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بندہ کو اپنے دروازہ پر لے آتا ہے اس کے بعد اپنے قرب کا انس اس کو نصیب فرماتا ہے اور اس کے بعد ہوتا ہے جو کچھ بھی ہوتا ہے سکوت کے بعد اس کے دل کی طرف ویسے ہی وحی بھیجی جاتی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ان کے خوف کرنے کے وقت بھیجی گئی تھی۔ اے دل جب کہ تو اپنے اس بھید پر جو تجھ میں پوشیدہ ہیں آشکارا ہونے کا خوف کرلے تو تو اپنے جسم کو جنگلوں اور میدانوں کے سمندروں میں ڈال دے اور اپنے اہل و اصحاب سے جدائی اختیار کرلے تجھ سے تو ایک عورت ﴿یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ﴾ بہتر تھی کہ جس نے اپنے نورنظر بچے موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا۔ تو دو قدم باہر نکالتا ہے اور ڈرتا ہے اور معاملہ تیرے ایمان کے نقصان کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا

اگر ہم موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل پر ﴿صبر کی﴾ گرہ نہ دیتے تو وہ راز کو ظاہر کر دیتیں۔

اس طرح جب تو اپنی مراد و مقصود کے منقطع ہونے وقت تو اپنے توکل کے جنگل میں خوف کرنے لگے گا یہاں تک کہ تیرا مخلوق و اسباب کی لوٹنا قریب ہو جائے گا تو تیرے دل پر اطمینان کی گروہ لگا دی جائے گی۔

کسب کے ذریعہ کھانا سنت ہے

حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اے توحید اور تقویٰ میں ناقص رہنے والو۔ تم ہر حالت میں توبہ کرنے سے کہاں دور چلے گئے۔

اے بدنصیب دین کو بیچ کر کھانا نفاق ہے اور کسب کے ذریعہ سے کھانا سنت نبوی ہے تو اس سنت کی معیت میں بیٹھ جا کسب کر' تاکہ تیرے پاس ایمان آجائے اور اس کام کو تیرے ہاتھ سے لے لے اور تیرے دل سے مخلوق کے دوازوں کو بند کر ڈالے۔ خواہ تو اس وقت باہر نکلتا یا بیٹھا رہتا۔ تو اس کے دارالعلم میں اندھا اور بہرا بنا ہوا چلتا پھرتا رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہ سنے گا اور نہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا کچھ نظر آئے گا پھر محافظین خداوندی کی ہمراہی میں اطراف زمین میں پھرے گا اور تجھے سیاحت نصیب ہوگی۔

اے عوام! جب تم سے کسی کو کوئی چیز ملتی ہے تو کیا مخلوق سے لینے کی حالت میں مسافرت اور سیاحت اختیار نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ سے لینے کی حالت تو حقیقی ہے۔ پس اس میں سیاحت ہو تو کیا بعید ہے۔ ہاں جب اس کا درجہ ترقی پاتا ہے اور اس کی ولایت محقق ہو جاتی ہے تب اس کے دل میں لینے کا خطرہ نہیں گذرتا۔ اشیاء اس کے پاس آتی رہتی ہیں حالانکہ وہ ان سے غائب ہوتا ہے اس کو ان کے لینے کی قسم دی جاتی ہے۔

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا تھا جب تم موسیٰ علیہ السلام پر خوف کرو تو اس کو دریا میں ڈال دینا۔ اے بندہ

مومن جب تجھے اپنے دین کا اندیشہ ہو تو اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف ڈال دے اور اس دل کو اس کے سپرد کر دے اور اپنے اہل کو بھی اس کے حوالے کر دے اور کہہ دے اے مولیٰ کریم تو ہی سفر کا رفیق ہے۔ اور تو ہی اہل و عیال کے متعلق ہمارے پیچھے محافظ اور کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت ایسی ہے جیسے کمر میں ﴿روپیوں﴾ کی ہمیانی کہ جدھر بھی جائے گا وہ تیرے ساتھ جائے گی۔ پس تو تقدیر کی معیت میں سوئے گا اور قدرت و قادر ہی کی سنے گا۔ واللہ باللہ اولیاء کرام کے حالات انبیاء علیہم السلام کے سے حالات ہیں مگر ان کا لقب دوسرا ہے۔

انبیاء و اولیاء قبر کے حساب محفوظ ہیں

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرف ﴿قبر میں﴾ منکر نکیر نہیں آیا کرتے کیونکہ وہ مخلوق کے شفیع ہیں۔ اس طرح اولیاء کرام سے بھی حساب نہیں لیا جائے گا کیونکہ یہ بھی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے ہیں۔

اپنی رائے پر اعتماد کرنا گمراہی ہے

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے بندہ خواہش وطبیعت اے بندہ حمد و ثنا جس جس مقسوم کے متعلق قلم چل چکا ہے اور علم ازلی واقع ہو چکا ہے اس کا لینا اور اس کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا تو اس کو اپنے ہاتھ سے اور اپنی خودی کے ساتھ لیتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہ کر اس سے تو اپنے آپ کو موجود سمجھتا ہے یا مفقود سمجھتا ہے۔ توحید کی معیت میں بندہ کے دل کے اندر ایک ایسا راز ہوتا ہے جس پر نہ شیطان آگاہ ہوتا ہے اور نہ عقلیں اور نہ فرشتہ۔ تو اپنی فنا کے دروازہ سے قرب خداوندی کو ڈھونڈ جب تو اس پر راضی ہو جائے گا وہ تجھ سے محبت کرنے لگے گا پس جب وہ تجھ سے محبت کرلے گا تو تجھے خبردار کر دے گا تجھے اپنی مصاحبت میں رکھے گا تو ہمیشہ اپنے علم

کے ساتھ اس کی محبت میں رہے گا۔ اور عابد اپنی عبادت کی وجہ سے اس کی صحبت میں رہتا ہے لیکن اس بات کو بہ تحقیق ایسا مرید کون ہے اس کو عارف ہی جانتا ہے۔ تو ایسے عارف کا تابعدار بنا رہ۔ پس اگر تو اس امر میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کی تو بہتر ہے ورنہ تو راندہ درگاہ ہو جائے گا۔

ہم اہل معرفت کے پیچھے پیچھے ان کے ہم نشینوں میں سے چیونٹی کی طرح چلا کرتے تھے تاکہ ہم ان سے دربار خداوندی میں داخل ہونے کے آداب سیکھ لیں۔ جس نے اپنی رائے پر اعتماد کیا ﴿یعنی شیخ کامل کی ضرورت نہ سمجھی﴾ وہ گمراہ ہوا۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کچھ تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ بندہ مومن انجام کار میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب بن جاتا ہے کہ ترک کرتا رہتا ہے یعنی جو چیز چھوڑنے کے قابل ہے اس کو چھوڑتا ہے اور جو لینے کے قابل ہے اس کو لیتا ہے اور یہ امر کہ کون سی چیز چھوڑی جائے اور کیا چیز لی جائے اتباع رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے صبح کی طرح روشن ہو جائے گی۔ بندہ مومن کو کبھی وجود کا کپڑا پہنایا جاتا ہے اور کبھی فنا کا اور کبھی محو اور مفقود ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر متوجہ ہوا اور کبھی موجود ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کو اس کے احکام کی اطلاع دے۔

چنانچہ بزرگوں کا قول ہے۔

میرا دل اپنے پروردگار سے بلاواسطہ روایت کیا کرتا ہے۔

تو اپنی خلوت میں دوٗ دروازے بنا۔ ایک دروازہ مخلوق کی طرف اور ایک دروازہ خالق کی طرف۔ ایک سے مخلوق کے حقوق ادا کیا کر اور دوسرے سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کیا کر۔ مخلوق کی محبت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے اختیار کر' تاکہ مخلوق کے شر سے تیری حفاظت ہوتی رہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب تیرے لئے ہمیشہ رہے

گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا سب چیز مخلوق میں داخل ہے اور یہ معنی جملہ حالات کو شامل ہیں۔ مخلوق کی صحبت رکھنے کے بعد معنی ہیں کہ لوگوں کی خیر خواہی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی صحبت کے بعد مخلوق کی صحبت اختیار کر۔ کیونکہ جب تو اللہ تعالیٰ کی صحبت کے بعد مخلوق کی صحبت اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہی رہے گا نہ مخلوق کی معیت میں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیری محبت کی نشانی یہ ہے کہ تو نفع اور نقصان کو مخلوق کی طرف سے خیال نہ کرے۔ بلکہ کل کے کل اس کے تابعدار اور مسخر ہیں یہی سمجھتا رہ۔ اور بہت سے لوگوں نے اس کے فضل کا کھانا کھایا ہے اور اس کے انس کی گفتگو سنی ہے اور اس کے قرب کی فرحت کو دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے دنیا میں قبل از موت خطاب فرمایا ہے۔ پس ان سے قیامت میں بھی خطاب کیا جائے گا اور اکا دکا ہی ایسے افراد ہیں پس جن سے دنیا میں بھی خطاب کیا جاتا ہے۔

حکایت

حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بعد شہادت چالیس ابدالوں کے جن میں سے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں وعظ کہنا شروع کیا بغیر اس کے کلام نہ کیا اور ان کے قول پر بھی عمل نہ کیا بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرما رہے ہیں۔ اے جنید لوگوں کو وعظ کہو اب تمہارے وعظ کہنے کا وقت آ گیا ہے۔

اگر تو حق اور زیادتی مراتب کا طالب ہے اور ثابت قدمی چاہتا ہے تو پس جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس پر عمل کر ورنہ تیرے لئے ہلاکت ہے۔ نماز کے وقت بھی منہ کعبہ کی طرف کیا جاتا ہے اور معیت کے وقت بھی کعبہ کی طرف منہ کیا جاتا ہے اور میرا کہنا یہ ہے کہ تو اپنے دل کا منہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لے جیسا کہ نماز کے وقت تو نے اپنا منہ کعبہ کی طرف کر لیا تھا۔ اگر معیت کے وقت تو نے

اپنا منہ مخلوق کی طرف کیا تو تیرا ایمان باطل ہو جائے گا۔ ایمان کے وقت معیت خود شکستہ ہو جاتی ہے۔ اس وقت دلوں کا شکستہ ہونا کبیرہ گناہ ہے۔ لیکن عوام کے دلوں کی شکستگی دنیا کیلئے ہوتی ہے۔ اور خواص کے دلوں کی شکستگی آخرت کیلئے ہوتی ہے۔ اور خاص الخاص کے دلوں کی شکستگی مولیٰ تعالیٰ کے جاتے رہنے کے وقت یا کشف کے بعد حجاب واقع ہونے پر ہوا کرتی ہے۔ غرض ہر شخص کیلئے ایک شکستگی ہوتی ہے جو اس کیلئے مخصوص ہے۔ لیکن اکادکا افراد کی ہی شکستگی اللہ تعالیٰ کیلئے ہوا کرتی ہے۔

سوال

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان:

لَایُقْبَلُ اللّٰهُ دُعَاءً مَلْحُوْفاً

یعنی اللہ تعالیٰ دعائے ملحوف کو قبول نہیں کرتا کے معنی دریافت کئے

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تصنع بناوٹ کرنے والے کی دعا کو جس میں قافیہ بندی سجع کی جائے قبول نہیں فرماتا۔

میں اور میرے پرہیز گار امتی تکلیف سے بری ہیں کبھی مومن پر امیدواری کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اپنے گناہوں کے دفتر کو دیکھتا ہے تو اس میں کوئی گناہ نظر نہیں آتا اس کو بچپن سے ہی ہدایت کی تلقین کی گئی تھی۔ وہ کتاب لے کر تحصیل علم کیلئے قاری کے پاس گیا اور عمل و عبادت کیلئے محراب کی طرف جاتا ہے۔ ایسا شاذ و نادر ہی ہوا کرتا ہے پس وہ اپنا کوئی گناہ نہیں دیکھتا جب وہ اوامر کے دفتر میں نگاہ ڈالتا ہے پس اسے کوئی ایسا امر جس کے تہہ کرنے کا اس کو حکم تھا چھوٹا ہوا نظر نہیں آتا۔ پس اس پر ایک قسم کی معصیت مقدر کر دی جاتی ہے تاکہ وہ خود

بنی سے کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ گناہ کا مرتکب ہو کر فوراً اس کی تلافی اور توبہ کرتا ہے پس یہ معصیت اس کیلئے امر تقدیری ہوتا ہے جس کا کرنا لابدی ہے جیسا کہ اس کے اہل وعیال کے نفقہ کا ذمہ

سچے مومن کے حق میں یہ گناہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا گناہ تھا ﴿کہ تقدیر میں لکھا ہوا تھا﴾ اس لئے ہو کر رہا مگر ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے جس کی طرف نہ توجہ کی جاتی ہے اور نہ اس کی کوئی پروا کی جاتی ہے۔

نفس میں دو قسم کے ارادے ہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور ایک اس کے ماسوا کا۔ پس یہ دونوں مصالحت اور جنگ کرتے رہتے ہیں کہ کبھی یہ غالب آیا اور کبھی وہ یہاں تک کہ چالیس پورے ہو جاتے ہیں اور اب جنگ ختم ہو کر ایک فتح ہو جاتی ہے اور یہی مطلب ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کہ جس کی عمر چالیس ہوگئی اور اس کی بھلائی اس کی برائی پر غالب نہ ہو پس وہ جہنم کا سامان کرے یہ حدیث اس اصل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ﴿یعنی اصلاح کا زمانہ چالیس سال کی عمر سے قبل ہی ہے﴾

علامات ولایت

حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے بیان طریقت کے منکر۔ ظاہر ﴿یعنی شریعت﴾ تو دایہ ہے اور نگاہ باطن دودھ چھوڑنے کا زمانہ ہے۔ جب تک تو ماسوا اللہ سے واقف رہے گا وہ تجھ سے واقف رہیں گے۔ پس تو سراپا ہوس ہے کبھی تو ان کا اتباع کرے گا اور کبھی تو ان کے سامنے جھکے گا اس گھر کے یہی دو طریق ہیں ﴿یعنی شریعت اور طریقت﴾

ولایت کی تین علامتیں ہیں۔

﴿۱﴾ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ہر چیز سے استغناء ہو۔

﴿۲﴾ ہر چیز کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ پر قناعت ہو۔
﴿۳﴾ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو۔

اگر تیرا نفس ہزار دعویٰ بھی ولایت کا کرے پس تو ان خصلتوں سے نفس کی حد بندی کر۔ اگر اس کو پورا نہ کر سکے پس تو ولی نہیں ہے۔ کسی عالم کو زیبا نہیں کہ وہ بادشاہوں کے پاس جائے مگر اس کے بعد کہ ایمان و ایقان کو مضبوط اور علم حق اور زہد قوی اور معرفت و انس باللہ راسخ ہو جائے۔ اس وقت علماء کا بادشاہوں کے پاس جانا قوتوں کے ساتھ ہوگا اور نکلنا بھی قوتوں کے ساتھ ہوگا۔

حکایت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں رہا کرتا تھا کہ جن کے کشف کا یہ عالم تھا وہ میرے تمام گذشتہ واقعات گذشتہ اور آئندہ ہونے والے واقعات بیان کر دیا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا رہا کرتا تھا اور وہ بادشاہوں کے پاس آیا جایا کرتے تھے پس اس وجہ سے میرے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ یہ باتیں اہل اللہ کی شان کے خلاف ہیں۔ پس اس خطرہ پر آپ نے فرمایا اے صاجزادے۔ یہ لڑکا خانقاہ میں رہتا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر اس کو وہاں چھوڑ دوں تو لوگ.اس محبت کی وجہ سے ہلاکت میں نہ پڑ جائیں۔ لیکن بادشاہوں کے پاس جانا ان سے میری کوئی حاجت نہیں ہے۔ میں تو ان کے پاس صرف اس لئے جاتا ہوں تا کہ ان کو نصیحت کروں اور انصاف کے راستہ ان کو بتاتا رہوں۔

تم بزرگوں کی صحبت اختیار کرتے ہو اس میں خلل رہتا ہے ﴿اس لئے کہ نفع نہیں ہوتا﴾ اور ہم ان کی صحبت میں ادب کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

سوال: حلال وحرام کا مخلوط ہونا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا حضور کہ جب

کھانے میں حلال اور حرام مخلوط ہو جائے تو کیا نماز روزہ درست ہوگی۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے شریعت نے دونوں کو تیرے لئے بیان کر دیا ہے اور تامل بھی ﴿واضح کر دیا﴾ جب دل کسی غذا کے بارے میں انکار کرے وہ پس وہ حرام ہے اور جس کے متعلق ہاں کرے وہ حلال ہے اور سکوت کرے ہاں یا ناں کچھ نہ ہو پس وہ مشتبہ ہے ﴿اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے﴾ اگر تجھے الفت کی چیزیں میسر نہ ہوں اور تیرا نفس صبر کرے پس یہ قناعت ہے عبادتیں اور نماز روزہ تو تم کو معلوم ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کتنا کچھ ہے کہ فرشتے دن رات اسی کی عبادت میں مشغول ہیں۔ جن کی اس کو پرواہ نہیں۔ اس کی مراد تو تجھ سے وہ دل ہے جو کہ کدورتوں اور اغیار سے پاک و صاف ہو۔ منافق زاہد کا ظاہر پاک و صاف ہوتا ہے اور اس کا باطن خراب و مکدر ہوتا ہے اس کے رخساروں پر ذلت اور اس کے کندھوں پر خشوع اور ان کے بدن پر صوف کا جبہ اور اس کا زہد اس کی باتوں کی ہتھیلی پر ہوتا ہے۔ اس کا باطن گداگری کرتا ہے اس کا نفس تعریف و برائی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی آنکھیں لوگوں کے مال کی لالچ کرنے والی ہوتی ہیں۔

اور جو عارف ہوتا ہے ظاہر میں تو کسی مقسوم کے ساتھ ملوث ہوتا ہے۔ خواہ وہ اپنے نفس کے مقسوم ہوں۔ یا وہ مقسوم ہوں جن کو ان کے ساتھ تعلق ہے کہ وہ شاہی کارندہ اور اس کے محل کا بخشی اور اس کے لشکر کا سپہ سالار ہوتا ہے۔ یہ تمام باتیں اس کے باطن کی سلامتی اور اس دل کی صفائی کے ساتھ اور دربار خداوندی کی نظر کے ساتھ ہوتی ہیں۔ علم کی موجیں اس کے دل سے اٹھتی ہیں۔ دنیا کے سمندر اس کے دل کو نہیں بھر سکتے۔ اور وہ تمام چیزیں جو ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں میں ہیں اور تمام موجودات اس کے دل کی نسبت سے معدوم قابل تلاشی

ہوتے ہیں یہ صورت عارف کی ہے اور وہ صورت زاہد کی۔ تجھے اس کی کچھ خبر نہیں پس تو اپنی زبان کو مخلوق کے طعنہ کرنے سے قطع کیوں نہیں کر لیتا۔

اللہ سے ناواقف

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے دنیا داروں سے ان کی دنیا آخرت کے ذریعہ چھیننے والو۔ اے اللہ تعالیٰ سے جاہلو۔ تم ان عوام کی بہ نسبت توبہ کرنے کے زیادہ مستحق ہو۔ تم کو گناہوں کا اقرار کرنا ان سے زیادہ ضروری ہے کہ تمہارے پاس نہ خیر ہے نہ نفع حیات اور نہ نجات نہ روشنی ہے اور نہ ہی دین۔ رہی تمہاری دنیا وہ باقی رہنے والی نہیں ہے۔ تم اس کو اپنی طبیعت اور خواہشات سے لیتے رہو۔ تمہارا اس کو لینا دنیا ہی کیلئے ہے نہ کہ آخرت کیلئے۔ میری توجہ اور محنت تمہارے ساتھ ہے اور میرا وعظ تمہارے لئے ہے ﴿اس تمام گفتگو سے اشارہ اپنے زمانہ اور شہر کے واعظوں کی طرف تھا﴾ تم گونگے ہو جاؤ اور اندھے بنو۔ تم میں سے کوئی وعظ نہ کہے۔ گویا کہ وعظ گوئی دوسروں کا حصہ ہے۔ میں آج اپنی زبان اور اپنے قالب کو بطور مستعار لئے ہوئے ہوں۔ انس حاصل ہونا تنہائی و مسافرت میں ہے اور خلوت قرب الٰہی کی کنجی ہے۔ اے خلوت میں خاموش رہنے والو۔ تیری شان تو جلوت میں خاموش رہنے میں ہے۔ اے صاحبزادے پہلے خلوت ہے اس کے بعد جلوت پہلے گونگا پن ہے اس کے بعد گویائی۔ پہلے بادشاہ کی طرف توجہ کرنا ہے اس کے بعد غلام پر متوجہ ہونا ہے۔

ایک صدیق کا قول ہے۔

محض حلال روزی ریحانیوں میں ہے ﴿یعنی عنایات پروردگار کی بو سونگھنے والوں میں﴾ اس سے مقصود یہ ہے کہ تو روحانیوں میں سے ہو جا۔ تاکہ تیری حالت ریحانیوں جیسی ہو جائے۔ وہ پاک اور ناپاک اور حلال و حرام میں امتیاز کرنے لگے۔ یہ حالت تیرے باطن کیلئے چراغ۔ تیری معرفت کا سورج۔ تیرے رب تعالیٰ

سے قرب کا چاند ہے۔ حرام غذا نفس کی پستی کے وقت ہوا کرتی ہے اور مشتبہ دل کی پستی کے وقت اور خالص صفائی باطن کے وقت ملا کرتی ہے یہ بات عقلوں سے بالاتر ہے۔ جب تک وہاں دل ہے پس تو مشتبہ غذا کھا رہا ہے اگر وہاں باطن کی صفائی ہے پس تو حلال غذا کھا رہا ہے۔ آخر یہ کیوں کہا گیا ہے۔

فرمان خداوندی ہے۔

اَنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوۡءِ

کہ بیشک نفس برائی کا حکم دینے والا ہے۔

اسلیئے کہ وہ کھانے میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کہاں سے کھایا جیسا کہ بے دین بیوی اپنے خاوند سے کہتی ہے کہ چوری کر کے لاؤ اور ہمیں کھلاؤ اس کو حلال وحرام کی تمیز نہیں ہوتی اور اس لئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

ارشاد نبوی:

دین دار عورتوں سے نکاح کیا کرو کہ دین دار عورت تیرے آخرت کے معاملہ میں تیری مدد کرے گی۔

نفس بھی باطنی حیثیت عورت کی طرح ہے۔ تجھ کو چاہیے کہ حلال وحرم میں امتیاز کر اور جب خالص حلال بھی تیرے سامنے آئے اگرچہ وہ تیری کمائی کا کیوں نہ ہو کھانے میں توقف کیا کر۔ اور یہ خیال کرلیا کر کہ ابھی روٹی سالن پکا ہی نہیں۔ پس اس حالت میں تیرا دل تیرے باطن کی طرف اور تیرا باطن تیرے پروردگار کی طرف توسل کرے گا اور اللہ تعالیٰ تیرے دل کی طرف ایک فرشتہ بھیج دے گا اگر وہ طبق والا کھانا حلال ہوگا تو فرشتہ تجھ سے کہے گا۔

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ ﴿سورۃ البقرہ﴾

ترجمہ: تم ہماری عطا کی ہوئی چیزوں کو کھاؤ۔

وہ فرشتہ اس آیت کو تیرے دل پر پڑھ دے گا اس وقت وہ کھانا کھا لینا۔

اور اگر وہ حرام ومشتبہ کھانا ہوگا تو فرشتہ تجھ سے کہے گا۔

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ

ترجمہ: اور تم وہ کھانا نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔

پس تو اس کے نزدیک بھی نہ جا کہ اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے بہتر غذا عطا فرمائے گا۔ قضاء وقدر کے سامنے سرِتسلیم جھکا کر بیٹھ جا یہاں تک کہ فضل خداوندی کا ہاتھ آئے اور لذتوں کے استعمال کی جانب تیرا ہاتھ بڑھا دے۔ زہد ایک گھڑی کا عمل ہے اور تقویٰ دو گھڑی کا عمل ہے اور معرفت ہمیشہ کا عمل ہے۔

جب ہم تیرے حالات کو اگلے لوگوں کے حالات پر قیاس کرتے ہیں تو ہم تجھ میں ان میں سے ایک چیز بھی نہیں پاتے۔ تو نے اپنے نفس کو کھانا کھلایا پس اس نے دیکھ لیا کہ تو نے اس کی خواہشات کو پورا کر دیا ہے۔ پس وہ تیرے اوپر غالب آ گیا اور دست درازی کرنے لگا۔ کاش کہ تو اس کی مراد کو قطع کر دیتا تو تو اس کے توڑنے میں مشغول ہوتا بلکہ تو نے اس کی خواہشات کو پورا کر دیا ہے اور تو نے اپنے شیطان کیلئے دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ شیطان تو اس کی آرزو اور تمنا کی تلقین کیا کرتا ہے۔

نفس کی زبان ہے بلکہ اس کی طرف شیطان اور جن خواہشات ڈالتا رہتا ہے اور اس شیطان کو تیرے اوپر بغیر شیطان انس کے قدرت و قابو نہیں ہوتا۔ جب وہ فضولیات کی طرف سبقت کرتا ہے تو وہ قابو پالیتا ہے۔ اگر تو اس کے مادہ کو قطع کر دیتا اور اس کو حرام اور شبہات سے بچالیتا تو اس کی آگ بجھ جاتی۔ اگر تو مباح چیزوں کے استعمال میں کمی کرتا تو اس کی فضولیات کا غدہ پگھل جاتا اس کی خواہشات منتقل ہو جاتیں خوف و امید کے جھاڑ اس میں اگنے لگتے۔ اس کے باطن کی تاریکی نور بن جاتی اور وہ دل کے ساتھ سکون پاتا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ندا دی جاتی۔

فرمان خداوندی ہے۔

یَاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیۡ اِلٰی رَبِّکِ ﴿سورۃ الفجر﴾

ترجمہ: اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو۔

﴿کنز الایمان﴾

عام آدمی کو مدت کے وقت ندا دی جاتی ہے کہ تو قرب کے دسترخوان سے اور آستانہ حضرات خداوندی سے کہاں دور چلا گیا ہے ﴿کہ اس آیت کے مصداق بنتا﴾

وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ﴿سورۃ ص﴾

ترجمہ: اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

﴿کنز الایمان﴾

تیرا دل ہرگز صاف نہ ہوگا جب تک کہ تیرا نفس صاف نہ ہو جائے اور اصحاب کہف کے کتے کی طرح تو تابع نہ بن جائے تو قرب خداوندی کے آستانہ کی چوکھٹ پر انتظار کر دل حضوری میں ہو نفس اس کے باہر نکلنے کے انتظار میں ہو۔ ظاہر شریعت پر عمل کرنا ضروری سمجھ اپنے ایمان کی کمزوری کے وقت کتاب وسنت کی رخصتوں پر عمل کر اور جب ایمان قوی ہو جائے تو عزیمت اور سخت احکام کو اختیار کر۔ اگر تو اپنے نفس پر سوار ہو جائے گا تو تقدیر اور اس کی موافقت میں تجھ کو چلنا نصیب ہوگا۔

حکایت

حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کو جب سولی پر چڑھایا گیا تو کسی شخص نے عرض کیا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ پس نفس کی وصیت کرتا ہوں اگر تو اس کو اپنی خدمت میں نہ لگائے تو وہ تجھے اپنا خادم بنا لے گا۔

حکایت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں میرے پاس ایک قمیض تھی جو کہ نہایت ہی عمدہ تھی بارہا میں اس کو فروخت کرنے کیلئے بازار لے گیا مگر اس کو کسی نے نہ خریدا۔ پس میں اس کو ایک آدمی کے پاس لے گیا اور اس قمیض کو ایک دینار کے عوض اس کے پاس رہن رکھ دیا یہاں تک کہ عید کا دن آ گیا پس وہ شخص قمیض لے کر آیا اور کہا تم اس کو لے لو اور پہنو۔ اور اس نے کہا کہ میں نے ایک دینار تم کو معاف کیا میں نے انکار کیا کہ میں معاف نہیں کراؤں گا اور نہ رہن چھڑاؤں گا اس نے مجھ سے کہا کہ یا تو اس کو لے لے ورنہ میں اس کو جلا دوں گا غرض اس نے میرے لئے اس کا پہننا لازم کر دیا اور میں نے یہ جان لیا وہ میرے مقدر میں ہے اس میں میرا زہد نہ چلے گا۔

سوال

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے کسی عالم کے اس قول کا مطلب سے پوچھا کہ ہم نے علم سیکھا تو غیر اللہ کیلئے تھا مگر وہ اللہ کا ہی ہو کر رہا۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اولیاء کرام کے حق میں تو یہ قول ہلاکت ہے کیونکہ غیر اللہ کیلئے علم سیکھنا شرک ہے مگر اس کو دوسری صورت پر عمل کرتے ہیں کہ غیر اللہ سے مراد آخرت ہو کہ وہ بھی نقص ہے ﴿مگر شرک نہیں﴾ پس مطلب یہ ہوا کہ علم سیکھا تو اس نیت سے تھا کہ آخرت حاصل ہو اور اس پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ علم اللہ تعالیٰ تک لے آیا اور اس کے قریب کر دیا۔ انہوں نے ظاہر کو باطن سے فرع کو اصل سے حاصل کیا۔ پہلے یہ عوام کے دستر خوان پر بیٹھا دیئے گئے پھر فضل کے طعام کے ساتھ مخصوص کر دیئے گئے

ایک ہی حالت میں دو نوالے کھلائے گئے اور جو کچھ عوام کو دیا گیا اس میں بھی شرکت کی۔ جب اللہ تعالیٰ تجھ سے کسی امر کا ارادہ کرے گا اس وقت وہ تجھ کو اس کیلئے آمادہ کرے گا۔

جو میری ابتدائی حالت سے واقف ہو اور پھر مجھ سے علیحدہ ہوکر بیٹھا رہا درحقیقت وہ گنہگار ہے۔

حکایت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام میں ایسے حضرات بھی تھے جب کوئی شخص ان سے خرق عادت کو کرامتوں میں سے دیکھ لیتا تھا تو وہ اس کو قسم دلاتے تھے اور اس سے فرمایا کرتے تھے کہ تم نے یہ کرامت دیکھ لی ہے لہٰذا ہاتھ لاؤ قسم کھا اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے کہ مرتے دم تک اس کا کسی سے تذکرہ نہ کریں گے۔

اور آج تو یہ حالت ہے کہ بیچارہ مسکین چند روز عمل کرتا ہے یہاں تک کہ ایک رات اس کو اللہ تعالیٰ کے اسرار میں سے کوئی راز معلوم ہو جاتا ہے تو دن بھر اس کا تذکرہ کرتے رہتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے یہ راز بھی چھین لیا جاتا ہے۔ قسم بخدا! آدمی بھی ایک چیز ہے اور علم اور کرامت بھی ایک چیز ہے۔ صاحب کرامت کو حکم ہے کہ کرامت کو چھپائے یہاں تک کہ قضاء وقدر آئے اور اس کو ظاہر کرنے کا حکم دے اپنے دل اور راز و نیاز مع الحق کی حفاظت رکھ کر اس کو ظاہر کرنا چاہیے۔ جب تیرے دل میں دنیا کا حسن اور اس کی زینت موقع پالے تو تو اس سے بھاگ بیشک وہ تیرا پیچھا کرے گی۔

سوال

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا حضور دودھ چھوڑنا ﴿یعنی ترک لذات دنیا﴾ تو بڑی دشوار بات ہے۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ دودھ چھوڑنا صرف اسی بچہ کو دشوار ہے جو اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا لیکن جو کھانے پینے کو جان لیتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے پس وہ اس دودھ سے جو کہ ایسے تھن سے نکلے جس میں گویا سوئی کے سوراخ ہیں بے رغبتی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ کر اس کے دروازے کا قصد کر۔ ہوسکتا ہے کہ تو اولیاء و اصفیاء میں ہو اور اس کو تجھ سے روکا جا رہا ہو کہ تیرا دل دنیا سے صاف ہو جائے اور تیرے دل سے اس کی یاد چلی جائے اور تیرے جدا ہو جانے پر اسے ہمیشہ حسرت رہے اور تیری شاہی محبت اس کی محبت کی جگہ پر آجائے یہاں تک کہ جب تیرا دل تیرے رب کی محبت سے بھرا ہو اور اس سے مانوس ہو جائے اور تمام ذریعہ اور آلہ منقطع ہو جائیں گے تو دنیا تیرے سامنے خادم بن کر تیرے لئے زرہ اور چوکیداروں اور مخالفین کے اس حالت میں کے اس سے زہر علیحدہ کرلیا گیا ہوگا لائی جائے گی اور وہ محبت والی زبان تیرے پاس آکر کہے گی تیرا مقدر حصہ ہر لحظہ فلاں موضع میں اور فلاں موضع میں ہے اور فلاں لڑکی تیرے حصہ میں ہے ہر لحظہ اس کی خوشامد و چاپلوسی زیادہ ہوگی۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عراق والو۔ اے دنیا کی حکومت والو۔ اے دنیا کے بادشاہو۔ اے دنیا کے لباس ولایت والو۔ میرے پاس بہت سے کپڑے ہیں جو چاہتا ہوں پہن لیتا ہوں تم میرے متعلق ﴿بدگوئی و اعتراض سے بچ﴾ سلامتی کو تلاش کرو۔ ورنہ تم پر ایسا لشکر لاؤں گا جس کے مقابلہ کی تم میں طاقت نہیں۔ والسلام۔

دنیا کی نعمتوں کا ترک کرنا زہد کہلاتا ہے اور ان کا لینا معرفت کہلاتا ہے۔ اگلوں کے اقوال چھوڑ۔ ہر شخص اپنے زمانہ کا شیخ ہے اور زاہد شخص عارف کا غلام ہوا کرتا ہے جب تک بھی اس میں دنیا و مافیہا کی کوئی خوبی قائم و موجود ہے وہ

زہد کرے گا اور آخرت بھی طبیعت و خواہش کا ایک قسم کا بقیہ ہی ہے۔ کیا تیرے پاس ترک لذات موجود ہے اور جب تو اس سے بھی محروم ہے تو عارفوں پر اعتراض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ پس اگر اس کا دل لینے لگے جو کچھ بھی لیا کرتا تھا یہاں تک کہ ساری لذتوں کا دل سے قلع قمع ہو جائے۔ یعنی جڑ اور ریخوں تک اکھڑ جائے اس وقت زہد ختم ہو جاتا ہے معرفت آ جاتی ہے۔ کدورت چلی جاتی ہے اور صفائی آجاتی ہے۔ قرب آ جاتا ہے۔ مسبب الاسباب آ جاتا ہے اور سبب منقطع ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کی جانب استقامت رجوع کرتی ہے اور وہ آستانہ خداوندی کے دروازہ پر بیٹھ جاتا ہے کہ مخلوق کو اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور ان کو برے کاموں سے منع کرتا ہے۔ تیرے گناہ تیرے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں دشمن تاک لگا رہے ہیں اگر تو دشمنوں کو ذلیل و خوار کرنا چاہتا ہے پس ابھی توبہ کر لے اور اپنی آخرت میں مشغول ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تیرے اوپر گواہ ہے اور جہاں کہیں بھی ہو تو میرے ساتھ ہے۔

حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِرْحَمْ غُرْبَتِىْ فِىْ دُنْيَایْ

اے اللہ میرے غربت پر دنیا میں رحم فرما۔

موت دو قسم کی ہوتی ہے

ایک عوام کی موت ہے جس کو سب جانتے ہیں۔

اور دوسری خواص کی موت ہے یعنی خواہشات و نفس اور عادتوں کا مر جانا ہے۔ اس موت سے دل زندہ ہوتا ہے۔ پس جب دل زندہ ہو گیا قرب خداوندی مل گیا ہمیشہ کی زندگی آ گئی۔ اس کے اور موت کے ذکر کے درمیان میں پردہ ڈال دیا جاتا ہے اس کے باطن میں ایک ایسی چیز آ جاتی ہے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے اور اس کا ظاہر دوسرے آدمیوں کو موت کی یاد دلاتا رہتا ہے اور وہ ان

کے ساتھ حکم ظاہری کو یاد کرتا رہتا ہے۔ میں تمہارے ظاہر کو دیکھتا ہوں کہ وہ وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں اور تمہارے باطن اس کے برعکس ہیں۔ اسی وجہ سے میں تمہارے چہرہ کو کعبہ کی طرف اور تمہارے دل درہم و دینار کی طرف متوجہ دیکھ رہا ہوں۔ جو ڈرا کرتا ہے وہ اندھیرے سے اٹھا کرتا ہے مگر خوف ہی کہاں ہے۔

اَللّٰھُمَّ خَلاصًا یَاْتِی

اے اللہ میں خلاصی طلب کرتا ہوں۔

جو قلب مخلوق خدا میں زمین پر یکتا و فرد ہوتا ہے شیطان اس کے سامنے مشکیں بندھا ہوا تابعدار فرمانبردار بن کر آتا ہے۔ جب تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا پس تو محبّ ہے۔ پس جب تو یہ سنے گا کہ وہ تجھے یاد کرتا ہے پس تو محبوب ہے جب تو اس کو اپنی زبان سے یاد کرے گا پس تو تائب ہے۔ جب تو اس کو اپنے دل سے یاد کرے گا پس تو سالک ہے اور جب تو اس کو اپنے باطن سے یاد کرے گا پس تو عارف ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ اپنی بد اخلاقیوں کے درست ہونے سے پہلے صالحین کی صحبت اختیار نہ کر اور جب تک تجھے ایک نوالہ اور ایک ٹکڑا دربدر پھراتا رہے پس تو ان کی صحبت اختیار نہ کر کیونکہ اس حالت میں تیری خرابی ان کی صحبت میں تیری اصلاح پر غالب ہوگی اور تو ان رعونتوں کو چھوڑ دے اور غیر اللہ کو دوست نہ بنا اور نہ ان کے غیر سے دوستی کر اور نہ اس کے غیر کی مصاحبت میں رہ وہ تیرے اوپر پھٹکا رہے۔ اے سب خبیثوں سے زیادہ خبیث۔ اے احمق کیا تجھے مجھ سے زیادہ یہودی اور نصرانی پسند ہیں۔

دجال لعین خراسان سے آئے گا اور اس کا ظاہر ستھرا ہوگا اور تجھ پر علم کا اظہار کرتا ہوگا کیا وہ بہ نسبت میرے تجھ کو زیادہ محبوب ہے۔

اے اللہ کے بندو۔ خبردار ہو جاؤ تم ہمیشہ کی زندگی کی طرف اور ایسے چشمہ کی طرف جو کبھی خشک نہ ہوگا۔ اور ایسے دروازہ کی طرف جو کبھی بند نہ ہوگا آؤ۔

تم ایسے سایہ کی طرف کو بڑھو جس کیلئے زوال نہیں ہے ایسے پھل کی طرف دوڑو جو کبھی کم نہ ہوگا اور اس کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

اے شہوت اور لذت کے تربیت یافتہ لوگو۔ بیشک خواہشات کے پلے ہوئے لوگو بھلائی اس کے ماسوا میں ہے۔ تو ہمارے ارادہ کی سچائی کی آگ میں جل۔ تمام پردوں اور دروازں کو توڑ دے۔ پس تیرے اور ہمارے درمیان کوئی حجاب باقی نہیں رہے گا۔ تو اس کو ایسے دیکھنے لگے گا جیسا کہ تو ہم کو دیکھتا ہے اس وقت مقسومات میں مشغول ہونا مفید ہوگا۔

اے ولایت کا دعویٰ کرنے والو۔ تو ولایت کا مدعی نہ بن۔ کیونکہ یہ ایسا علم ہے جو کہ خود تیرے سر پر چڑھ کر پھلے گا بو دے گا۔ ندا کرنے والا تیرے اوپر ندا کرے گا۔ ولایت افعال ہیں نہ کہ اقوال۔ باطن بنیاد ہے اور اس کی عمارت دل کا متصل ہو جانا ہے۔ اس کی کنجیاں ایمان ہے۔ اور اس کی حقیقت سے تیرے پاس کچھ خبر نہیں ہے۔ تو کسی یگانہ روزگار نفس مطمئنہ والے بندوں میں سے کسی بندہ کے دامن سے وابستہ ہو جا اور ان سے ایک لقمہ بھی طلب نہ کر۔ تاکہ وہ تجھ کو اس بات پر قدرت دیں کہ تو ان کے کپڑے پہن سکے اور ان کے سامنے کھڑا رہے ممکن ہے کہ جب تو اس حالت پر ہمیشگی اختیار کرے تو وہ تجھے اپنے قریب بلا لے اور اپنے کلمات کی گدڑی تجھ کو پہنا دے اور اپنے بعض احوال پر آگاہی بخشے کہ تیرے دل کے جوش کو ثابت قدمی دے اور تیرے مقام کو پاکیزہ کر دے۔ یہاں تک کہ جب تو ارادت خداوندی کو اپنے دل کی طرف آتا ہو دیکھے تو آنکھوں کو بند کر لینا اور سر کو جھکا لینا اور اس کے راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اہل اللہ کے دلوں پر واردات حق ان کے حالات و مقامات کے موافق مختلف آیا کرتے ہیں کہ باطن کے تغیر سے ان کے ظاہر متغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس مرد کو جو ان کے اسرار پر مطلع ہو وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اندھا اور بہرا اور نشہ والا بنا

رہے یہاں تک کہ جب ان کے نزدیک اس کی شرافت کھل جائے اور ادب متحقق ہو جائے گا کہ راز پوشیدہ رکھتا ہے تو کیا عجب ہے کہ اس کے دل کو کوئی اپنا کپڑا پہنائے اور اپنے ظاہر سے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے دل کی طہارت کی دعا کرے۔ جیسا کہ یوشع بن نون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں حال ہوا کہ خدمت کرتے کرتے مرتبہ نبوت پر فیض یاب ہو گئے۔

دین داروں کی صحبت میں بیٹھنا

اے اللہ کے بندے۔ جو چیز تیری ملک میں نہیں ہے پس وہ تیرے قبضہ میں نہیں۔ ایسی چیز دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ تیرے لئے ہوگی یا تیرے غیر کیلئے۔ یعنی یا تو وہ تیرے مقدر اور حصہ کی ہوگی یا تیرے غیر کے حصہ کی۔ پھر یہ مشقت جو تیرے دین کو نقصان پہنچا رہی ہے کس لئے اگر تو ہمیشہ علم سنتا اور اہل معرفت دین داروں کی صحبت میں بیٹھتا اور آنے والے واقعات میں غور وفکر کرتا رہے گا تو اسباب وارباب کا چھوڑنا تجھ کو آسان ہو جائے گا۔ اخلاص حاصل ہو جانے کے بعد مخلوق کی وجہ سے کسی عمل کا چھوڑ دینا بھی ریا ہے۔ البتہ اگر مخلوق کو دکھلاوے ہی کے خیال سے چھوڑا جائے تا کہ اخلاص حاصل ہونے میں کامیابی ہو تو امید ہے کہ وہ ریا نہ ہو۔ جب تک تو مرید رہے حکم شریعت کی پابندی ضروری سمجھ۔ کہ تیرا عمل تجھ کو علم تک پہنچا دے گا کہ وہ تیرے دل اور اعضاء اور باطن سے عمل کرانے لگے۔ علم ہی تجھ کو حکم دے گا اور وہی نواہی سے تجھے منع کرے گا۔

دعا

اَللّٰهُمَّ مَا مِنَّا اِلَّا مَنْ يُّرِيْدُكَ وَلٰكِنَّ لْاٰفَاتِ تَمْنَعُنَا عَنْكَ اَوَامِرُ اللّٰهِ

اے اللہ ہم میں کوئی نہیں جو تیرا خواہاں نہ ہو مگر آفات ہم کو تجھ سے روک رہے ہیں اور امر الٰہی

اے مخاطب تیرے اوپر فرض ہیں اگر باوجود قدرت کے تو ان کے ادا کرنے

میں تاخیر کرے گا اور اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو تو کفر کرے گا۔ تو دنیا سے اپنی حاجت کی مقدار لے نہ کہ لہو ولعب اور جمع کرنے کیلئے۔ جب تیرا اسلام تسلیم کی شان کے ساتھ متحقق ہو جائے گا اور تو اپنے نفس کو تقدیر کے ہاتھ میں حوالے کر دے گا پس وہ پہلے تیرے دل کو خلعت خاص پہنا دے گا پھر تیرے ظاہر اور باطن کو آراستہ کر دے گا اور تو ایک دن میں بارہا مرے گا اور زندہ ہوتا رہے گا۔ وہ زندہ کر کے تیرے دل سے خباثتوں اور کدورتوں کو نکال دے گا زندہ ہو جائے گا اور جب وہ مخلوق کو دیکھے گا مر جائے گا اور جب مخلوق پر اس کی نگاہ پڑے گی محتاج ہو جائے گا اور ذلیل و رسوا ہوگا۔ عادت اس کو نگل لے گی۔ پس وہ حق کو دیکھے گا زندہ ہوگا اور حرکت کرنے لگے گا اور اٹھ بیٹھے گا مخلوق سے اپنے نفس و وجود سے غائب ہو جائے گا یہ سچے مریدین کے فرائض ہیں۔

جب کوئی مریدان کے پاس آتا ہے وہ اس کو خود فنا کا حکم دیتے ہیں۔ پہلے مخلوق اور نفس کے فنا کرنے کا حکم۔ پھر دنیا و آخرت سے محو و فنا کا حکم دیتے ہیں۔ پس اس کیلئے یہ محویت تمام ہو جاتی ہے پس مقلب القلوب اس کو جیسا چاہتا ہے لوٹ پوٹ کرتا رہتا ہے۔ جب تو اس مقام کی طرف ترقی کا قصد کرے پس تو حرام و مشتبہ چیزوں کے چھوڑنے کو اپنے اوپر لازم کر لے پھر جیسا کہ مرتبہ تمام ہو جائے تو پھر مشترک حلال کے چھوڑنے کو لازم پکڑ۔ پھر مباح چیزوں کو بھی چھوڑ دے۔ اور پھر حلال خالص کو اپنے اوپر لازم کر لے اور وہ حکم اور علم کا اجماع ہے۔ اور وہ ظاہر و باطن کا اجماع ہے جو کہ کسی کے دست ملکیت میں نہ ہو۔ مثلاً وہ چیزیں جو کہ جنگلوں اور بیابانوں اور کناروں پر ہیں۔ تیرے پاس رزق حلال سوتے میں آ جائے گا تو اپنی دل کی آنکھوں کو کھولے گا اور اپنے اردگرد فرشتوں اور ارواح انبیاء کو کھڑا دیکھے گا اور علم تجھے اس کے کھانے کا فتویٰ دے گا اور تیرے لئے سلامتی قرب کا ضامن بن جائے گا۔ تو مخلوق سے

خالی اور فارغ ہو کر کھڑا ہو جا' نہ ان کا خوف ہو اور نہ ان سے امید اور نہ ان کی تعریف اور نہ ان کی صورتوں پر نظر اور نہ ان کے معنوں پر نگاہ۔ اس وقت احسان خداوندی خوش عیشی و زندگی کا پیغام لائے گا۔ پھر تجھے قرب و امیری دوامی صحبت اور مخلوق سے دوری اور وجود سے فنا حاصل ہو جائے گا۔ اثبات کے بعد محویت اور وجود کے بعد عدم اور دوری کے بعد قرب کے اور کدورت کے بعد صفائی کے اور قطع کے بعد وصل کے اور گمشدگی کے بعد ملاقات کے طالب بنو۔ دل کی صحت و درستی بغیر زبان کے ہے۔ باطن کے درستی دل کے اور سر کی درستی بغیر وجود کے یہاں اللہ تعالیٰ ہی کی ولایت سچی ہے جب چاہے گا اس کو مخلوق کی طرف اٹھا کر کھڑا کر دے گا اور اس سے اپنے بندوں کی اصلاح فرمائے گا اور اسی وجہ سے اپنے قریب کر لے گا۔

واصل الی اللہ

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اے باطل۔ اے سراپا ہوس۔ تو اسباب کو قطع کر دے اور ارباب کو چھوڑ دے تو یقیناً واصل الی اللہ ہو جائے گا۔ جو کچھ تو ترک کرنے گا وہ خود بخود تیرا استقبال کرے گا۔ یہاں ہر قسم کا کھانا طبق میں چنا ہوا موجود ہے۔ محبوب کے گھر میں قرب کی منزل میں طبیب بھی موجود ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص مسئلہ دریافت کرنے کیلئے کھڑا ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا خاموش رہو۔ میں تیرے سوال کو دیکھتا ہوں کہ تیرے نفس اور طبیعت سے نکل رہا ہے۔ میرے ساتھ خطرہ کا معاملہ نہ کر میں صاحب شمشیر اور قتل کر ڈالنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نفس سے ڈرتا ہے۔ یعنی اے عامی۔ اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے تمہیں ڈراتا ہے۔ اور اے خاص۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نفس سے ڈراتا ہے۔ اور اے خاص الخاص اللہ تعالیٰ

تجھ کو اپنی تبدیلیوں سے ڈراتا ہے کہ وہ تیرے کان اور آنکھ اور قوتوں اور مال اور اہل و عیال کو لے لے گا پھر تجھے آخرت کی طرف لے جائے گا۔ پس تجھ سے مواخذہ کیا جائے گا اور اے خاص الخاص اللہ تعالیٰ تجھے اپنے سے ڈراتا ہے پس تو اپنے خوف کے قدم پر کھڑا رہ یہاں تک کہ تو غافل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تیرے سر سے مشورہ کرے اور اس سے کہے کہ تحقیق میں پروردگار ہوں تو خوف نہ کر اور مت ڈر۔ جب تجھ کو یہ مرتبہ اور مقام مل جائے گا جب بھی تو خوف کی طرف بڑھے گا اور وہ تجھے منع کرے گا۔ جب تیرا امن خوف سے مکدر ہوگا اس کو وہ صاف کر دے گا۔ جب دل کی صحت تمام ہو جائے گی اس کو زمین و آسمان کے درمیان کی سلطنت تکلیف نہ پہنچا سکے گی۔ یہ بات آرائش و آرزو اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ یہ تو اہلیت و قابلیت کی وجہ سے نصیب ہوتی ہے جو کہ آسمان سے آیا کرتی ہے۔ تجھ کو تیرے دل میں زہد کے ساتھ قیام کرنے سے عمل ترقی دے سکتا ہے اور تیرے اوپر اور تیری مجلس والوں پر رحمت اترتی ہے۔ اور مباہات اور زائد انعامات آگے پیچھے آتے رہیں گے۔

حکایت

ایک مرید حکیم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں جنت میں تھوڑی سی جگہ چاہتا ہوں اس کے سوا کچھ طلب نہیں کرتا۔ تو حکیم نے جواب دیا کاش کہ جیسے تو نے آخرت سے قناعت کرلی ہے ایسے ہی تو دنیا سے قناعت کرلیتا۔

جب مرنا حق ہے اور مرے بغیر چارہ ہی نہیں تو ابھی مرجا۔ مردہ کو نہ میل جول سے علاقہ ہوتا ہے نہ بخشش سے اور نہ کرنے سے نہ اسے کچھ توقع ہوتی ہے نہ کسی سے دشمنی اور نہ کسی سے دوستانہ محض سکون و سکوت ہوتا ہے۔ تو نفع حاصل کرنے اور مصیبت کے دفع کرنے کیلئے مردہ کی طرح بن جا۔ مردہ کسی سے بات نہیں کیا کرتا۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو تیرے مردہ ہو جانے کی حالت

میں تجھے گویائی دے دے گا۔ جب تو اپنی خودی اور مخلوق سے مر جائے گا تو تو ایسے کلام سے گویا ہو جائے گا جو کہ سراپا صدق اور حق ہوگا۔ کیونکہ مردہ سچی اور حق ہی کی خبر دیا کرتا ہے۔

صوفی کون ہوتا ہے

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رقعہ لکھا گیا کہ ایک صوفی شخص ہے وہ کچھ طلب کر رہا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ باطل ہے۔ فرمایا کہ صوفی تو مخلوق سے صاف ہوتا ہے۔ ان کو دیکھتا بھی نہیں۔ صوفی طلب کیا جاتا ہے وہ طلب نہیں کیا کرتا۔

سوال

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے سوال کیا حضور کہ جب پیوند لگانے والے پر اس کی گدڑی زیادہ پھٹ جائے تو وہ کیا کرے۔

جواب

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ قضاء و قدر کی موافقت سے خاموش ہو کر بیٹھ جائے یہاں تک کہ قضاء و قدر بقدر ضرورت اس کے ہاتھ میں پیوند رکھ دے۔ یا اسکی گدڑی کی جگہ دوسری پھٹی گدڑی دے دے۔ جب تیرے پاس سے کنجی جاتی رہے تو تو چوکھٹ پر سر کو رکھ کر دروازہ پر سو جا۔ تو تو جاہل ہے تو تو مخلوق کا بندہ ہے۔ جب وہ تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں تو تیرے اوپر موٹاپا بڑھا ہوا ہوتا ہے اور جب وہ پیٹھ پھیر لیتے ہیں تو تو دبلا نظر آتا ہے۔ تو ہلاکت والا ہے۔ تو مشرک ہے تیرا دل توحید سے خالی ہے۔ تو مخلوق کا بندہ ہے۔ تو نیکیوں سے خالی ہے۔ تو شمار سے خارج ہے۔ نہ تو علماء کرام کے ساتھ شمار کیا جا سکتا ہے نہ تو مریدوں میں شامل ہے اور نہ مرادین میں اور نہ صالحین کے ساتھ تیرا شمار ہے۔

اگر مجھے اللہ تعالیٰ کی شرم نہ ہوتی تو تم میں سے ہر شخص کے دروازے پر آتا اور اس کا مہمان بن کر ان کے کان ملتا اور اس کو تہذیب و ادب سکھاتا۔ ہائے اس پیسہ کی محبت ہی کیا ہے کہ اپنی طرف دیکھنے والے اور اپنے ساتھ چپٹے ہوئے کو کھینچ لیتی ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تو مجھ سے دنیا کو طلب کرتا ہے حالانکہ وہ مشرق میں ہے اور میں مغرب میں ہوں۔ میں دنیا سے اپنے حصے توحید سے لیتا رہتا ہوں تو مجھ آخرت اور قرب خداوندی کو طلب کر۔

دین کی دیواریں گر رہی ہیں

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں برابر گر رہی ہیں اور اس کی بنادیں ہل رہی ہیں۔ اے اہل زمین آؤ ہم اور تم اس گرے ہوئے کو مضبوط بنادیں اور جو گر چکا ہے اس کو درست کر دیں۔ اے سورج اور اے چاند۔ اور اے دن آؤ یہ چیز تو پوری ہو کر رہے گی۔ ہاں بعض حال وہ ہیں جو پوشیدہ رکھے جاتے ہیں۔ ہم کو چاہیے کہ تقدیر کی آمد کے انتظار میں سو رہیں۔ بسم اللہ یہ کہہ کر آپ نے منبر پر تکیہ لگالیا اور اپنے ہاتھ کو اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور اپنی آنکھوں کو بند کرلیا۔ کچھ دیر کیلئے اسی حالت میں رہے اس کے بعد اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم بیوقوف اور مجنون ہو۔ بغیر عذر کے تمہارا میرے پاس بیٹھے رہنا نہ آنا اصل راس المال کا نقصان ہے۔

غرور و تکبر

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے مخاطب۔ تو ابوالہواس نہ بن تکبر اور غرور کا شرک تجھ پر غلبہ نہ کرے تو عنقریب مرنے والا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں استاذ دارالامام عزالدین بن رئیس الروٗسا حاضر ہوا۔ اور اس کے ساتھ بہت سے خادم اور غلام تھے اس سے

پہلے وہ کبھی بھی آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوا تھا اور نہ اس سے پہلے کبھی آپ کے ساتھ بیٹھنے کا اس کو اتفاق ہوا تھا۔ پس اس کے آتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تم سب یہ کی حالت ہے کہ بعض تمہارے بعض کی خدمت کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خدمت کون کرتا ہے۔ تم سب کے سب مخلوق وموجود ہو۔

اے مردہ مٹی۔ اے مٹی تو مٹی ہو جائے گا۔ تیری قبر پامال ہوگی اور تو ایک مٹی سے دوسری مٹی کی طرف روندا جائے گا تو گہوارہ سے قبر کی طرف لوٹے گا۔ تجھے کچھ خبر بھی نہیں ہے۔ تو بوڑھا ہو گیا۔ بہرا ہو گیا۔ تجھے خبط ہے تو مجنون ہے کہ اس سے پہلے کہ تجھے موت بیدار کرے تو خود بیدار ہو جا۔ تو اپنے نفس کا ناصح بن جا اور اس کو پامال کر ڈال تو اپنے مال کو تقسیم کر دے۔ تو بلا مرضی وخوشی کے یقیناً سفر کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَايَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿سورۃ یونس﴾

ترجمہ: جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔ ﴿کنزالایمان﴾

جو کچھ تیری ملکیت میں ہے سب تجھ پر وبال ہے اور جس کو تو بڑا سمجھے ہوئے ہے سب تیرے لئے مضر ہے۔ تیرا دوست وہ ہے جو تجھے ڈرائے اور تیرا دشمن وہ ہے جو تجھے بہکائے اور گمراہ کرے۔

دعا

اَللّٰهُمَّ نَبِّهْنَا مِنْ رَقْدَةِ الْغَافِلِيْنَ وَانْفَعْ بَعْضَنَا بِبَعْضٍ اشْتَغِلْنَا بِنَا وَبِکَ حَتّٰی تُصْلِحَ نُفُوْسَنَا وَتَهْدِيْهَا لَکَ وَاشْتَغِلْ بَقِيَّةَ الْعُمَرُ

• اے اللہ تو ہم کو غفلت کی نیند سے بیدار فرما دے اور ہمارے بعض کو بعض سے نفع پہنچا تو ہم کو ہمارے اور اپنے ساتھ مشغول فرما اور ہمارے نفس کی اصلاح

فرما دے اور ان کو اپنا سیدھا راستہ دکھا دے اور ساری عمر اپنے ساتھ مشغول رکھ۔ آمین

نصیحت کرنے کیلئے شرائط

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا

دوسروں کو نصیحت کرنے کیلئے شرط یہ ہے کہ خود مومن ہو۔ کسی بندہ کیلئے یہ مناسب نہیں کہ وہ بغیر اپنے پہنچے ہوئے مخلوق کو حق کی طرف دعوت دے۔ تو برے لوگوں کی اتباع نہ کر افسوس اس خائن پر ہے جس نے اپنے نفس اور اپنے پروردگار اور اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کی۔ اور دوسروں کو حکم کرتا ہے اور خود فعل نہیں کرتا۔ دوسروں کو منع کرتا ہے اور خود باز نہیں آتا۔ دوسروں سے کہتا ہے اور اس پر خود عمل نہیں کرتا۔ تیرے کاندھے ہلانے اور بیٹھنے اور مونچھوں کو پست کرنے اور چہرہ زرد کرلینے کا اعتبار نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ایمان یہاں ہے۔ آپ کا اس قول سے اشارہ اس قوم کی طرف تھا جو امیروں کے پردہ کو پکڑ کر اردگرد جمع ہوتے ہیں یہی ان کی حالت تھی۔

اللہ والوں کی یہ شان ہے کہ ہر ایک کے دل پر محافظ و چوکیدار ہوتے ہیں وہ نفس اور خواہش اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے ڈاکوؤں سے لڑتے رہتے ہیں۔

عمل نہ کرنے والے علماء کا برا انجام

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

رَاَیْتُ اَقْوَامًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِالْمَقَارِیْضِ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ عُلَمَاءِ وَاُمَّتِکَ یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَیَنْهَوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتَابَ

ترجمہ: میں نے شب معراج چند قوموں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ قینچیوں

سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ آپ کی امت کے وہ علماء ہیں جو دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اَصۡلِحۡ الۡکُلَّ. اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنَا صَالِحِیۡنَ وَاَصۡلِحۡ بِنَا اِجۡعَلۡ حَوَاءِ جِنَا اِلَیۡکَ

اے اللہ تو سب کی اصلاح فرما۔ اے اللہ تو ہمیں صالح بنا دے اور ہمارے ذریعہ سے دوسروں کی اصلاح فرما تو ہماری حاجتوں اور توجہ کو اپنی طرف کرلے۔ یہ دعا مانگ کر عزالدین سے کہا تو کھڑا ہوجا اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ آپ کا اشارہ استاد۔ دار۔ کی طرف تھا تا کہ ہم اس اوجڑے گھر کو اپنے پروردگار کی طرف موڑیں اور مال و اولاد سب کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف عمل کے ذریعہ سے چلیں۔ تو عنقریب اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جائے گا وہ تجھ سے تیرے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اس نے تجھے اپنی توحید کیلئے پیدا کیا ہے نہ کہ دنیا و آخرت کیلئے۔ دنیا نہ تیرا پیٹ بھر سکتی ہے اور نہ ہی تجھے سیراب کر سکتی ہے۔ دنیا دھوکہ باز مکار ہے۔ تیرا اپنے نفس کی طرف دیکھنا اور اپنے نفس کی تدبیر سے دنیا کے منہ کی طرف دیکھنا اور اس کو وزیر بنا لینا تیرے لئے بڑی مصیبت ہے۔ مومن انجام کار کا سوچنے والا ہوتا ہے بدبخت نہیں ہوتا۔ جب تو اپنے نفس سے علیحدہ ہو جائے گا تو تیرا دل تجھ سے گفتگو کرنے لگے گا۔ اس کے بعد باطن تم دونوں سے میل جول کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز بنے گا اور تجھے دوست رکھے گا۔ پس تو بندوں اور شہروں کا کوتوال ہو جائے گا۔ جس طرح ہوسکتا ہے تو اس نفس کو معزول کر دے۔ مگر کس طرح۔ جب تو کسی بوڑھے شخص کو دیکھا کرے تو یوں سمجھا کر چونکہ اس

کی عمر مجھ سے زیادہ اس لئے اس نے مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ اور ایسا ہی نیک بندہ ہو یا فاسق۔ جوان ہو یا بچہ ہر ایک کے متعلق ایسی ہی مناسب توجیہہ کرلیا کر۔ اس طرح پر نفس معزول ہو جائے گا۔ اور دنیا تیرے دل سے نکل جائے گی۔ اور تیرے دل کی آنکھ آخرت کو لے کر تجھے دروازہ قرب پر ڈال دے گی۔ تو اس کے قرب وحکومت اس کے کبریا و جلال کے دروازے کا قصد کرے گا اور آخرت تیرے دل کی آنکھوں میں حقیر معلوم ہونے لگے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کا مشتاق بن جائے گا اور اس کی ملاقات کو محبوب سمجھنے لگے گا۔ تو دنیا کو دیکھے گا وہ تجھے تمام مخلوقات سے زیادہ وحشت ناک نظر آئے گی۔ لہٰذا تیرے دل سے نکل جائے گی اور ایسی ہو جائے گی جیسے عیوب ظاہر ہونے کے بعد طلاق دی ہوئی عورت ہوتی ہے کہ نفس اس سے گھبراتا ہے۔ اس کے بعد آخرت بنی سنوری ہوئی تیرے پاس آئے گی۔ پس تقدیر ازلی اس کے عیوب اور یہ بات ظاہر کرے گی کہ یہ بھی حادث اور مخلوق ہے۔ اسلام لانے پر اس میں تیرے یہود و نصاریٰ بھی شریک ہوں گے۔ نقد جنت جو بالکل صاف ہے وہ قرب خداوندی ہے اور اس سے انس پکڑنا اور اس کی طرف پہنچ جانا ہے۔

تو ان کے ساتھ مشغول نہ ہو جو دنیا سے جاہل ہیں کہ اس کو طلب کرنے لگے۔ جو آخرت سے جاہل ہیں پس اس کو طلب کرنے لگے۔ جو مخلوق سے جاہل ہیں پس ان سے دل لگانے لگے۔

اے ہماری قوم۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی تھی کہ مجھ سے ڈرو کہیں میں تمہاری گرفت نہ کرلوں۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام ابتداءً حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام پر رویا کرتے تھے پھر گرفت کے خوف سے اپنے نفس پر رونے لگے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کی وجہ سے ان کا نبی ہونا معلوم

ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کی عصمت اور پاک دامنی پر رونے لگے تھے۔

تم گونگے بہرے اور اندھے ہو۔ تمہارے سروں کے کان ہیں مگر دلوں کے کان نہیں ہیں۔ اے جہنم کی لکڑیو۔ اے عام لوگو۔ اے کمینو۔ تم سراپا ہوس میں مبتلا ہو۔ خبردار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تمام امر لوٹیں گے۔ خبردار ہو جاؤ۔ میں تمہارا چرواہا اور ساقی اور تمہارا محافظ ہوں۔ میں نے ترقی تمہارے وجود اور نفع و نقصان پر نظر کر کے نہیں پائی۔ بلکہ سب کو توحید کی تلوار سے قطع کر دینے کے بعد اس مرتبہ پر پہنچا ہوں۔ تمہاری مدح و مذمت اور تمہاری توجہ و بے رخی سب میرے نزدیک برابر ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جو میری برائی کرتے رہتے ہیں پھر ان کی برائی تعریف ہو کر پلٹتی ہے دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں نہ کہ بندہ کی طرف سے۔ میرا تمہارے اوپر متوجہ ہونا بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تم سے لینا بھی اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اگر مجھے قدرت دی جاتی تو میں تمہارے اوپر رحمت و شفقت کر کے تمہارے ہر ایک کے ساتھ قبر میں داخل ہوتا اور اس کی طرف سے منکر نکیر کو جواب دے دیتا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی کو محبوب بناتا ہے تو اس کے دل میں اپنا شوق اور وجد ڈال دیتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سات مرتبہ جلا وطن کئے گئے اس لئے کہ ان سے عجیب عجیب کلام سنا جاتا تھا جو وجد شوق میں نکلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کے دلوں پر اپنے قرب کے دروازے کھول دیتا ہے۔ بجز پانچ نمازوں اور آدمیت و بشریت کے لقب کے ان کو مخلوق کے ساتھ جمع نہیں کرتا۔ ان کی صورتیں انسانوں جیسی ہیں اور ان کے دل تقدیر کے ساتھ ان کے باطن محبت خداوندی میں رہتے ہیں۔ تیری طاعتیں تیرے چہرے پر اور تیرے کپڑوں اور ظاہر پر ہیں اور تیری بے دینی تیری خلوتوں میں ہے اور تیرا کفر تیرے باطن پر اور دل نفاق و غرور اور مخلوق سے بدگمانی سے بھرا ہوا ہے پس تلوار ہی تجھ کو پاک

بنا سکتی ہے۔ توبہ سے پاک ہونا ممکن ہے۔ ہمیں شریعت نے سکوت اور خاموشی اور پردہ پوشی کرنے کا حکم دیا ہے ورنہ میں تیری طرف اشارہ کرتا وہ تجھے آستین سے پکڑ کر باہر نکال دیتا۔ ہمارا کلام تمہارے ظاہر میں اثر کرتا ہے اور ہمارے دل تمہارے باطن میں۔ جو کوئی مجھ پر تہمت لگاتا ہے اور میری تکذیب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جھٹلائے گا اور اس کے اہل و عیال مال اور شہر کے درمیان میں تفریق ڈال دے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔ کوئی نماز کا وقت ایسا نہیں ہوتا کہ میں اس بات کا ارادہ نہ کرتا ہوں کہ کسی کو اپنا نائب بنا دوں مگر جب نماز کا وقت آتا ہے تو ہمت نہیں ہوتی اور نماز کی طرف آ جاتا ہوں اور یہی حال ہر مجلس کے وقت رہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَاتُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

اے اللہ تو ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ تو خوش ہونے والوں کے ساتھ خوشی نہ کر بلکہ غم کرنے والوں کے ساتھ غم کیا کر۔ تو ہنسنے والوں کے ساتھ ہنس مت بلکہ رونے والوں کے ساتھ رویا کر۔ تم بلند ہمتی کے ساتھ طریقت کے راستہ میں سیر کیا کرو۔ اور اپنے مقدر حصوں کو اس کے قرب کے دروازہ کی چوکھٹ پر سر رکھ کر کھایا کرو۔ تیرے پاس تو عقل ہی نہیں ہے۔ حصول دنیا سے منہ پھیر اور اگر اہل و عیال تیرے متعلق ہوں تو دنیا میں سے جو کچھ لے انہیں کیلئے لے نہ اپنے لئے

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدقات وصول فرمایا کرتے تھے اور فقراء و مساکین و مجاہدین پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے اس کے بعد ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لاتے اور پوچھا کرتے تھے کیا کوئی چیز ہمارے لئے آئی ہے پس جواب دیا جاتا تھا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کہ اچھا اب ہمارا روزہ ہے۔ اس بندش سے آپ سمجھ جاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ سے

روزہ رکھوانا مقصود ہے۔

یہی حالت اولیاء کرام کی ہوتی ہے کبھی وہ گرمی کی شدت سے گھر کی چھت پر سونے کے ارادے سے چڑھنا چاہتے ہیں۔ پس سیڑھی پر دروازہ نظر آتا ہے جس سے وہ سمجھ جاتے ہیں کہ گھر میں ان کا سونا اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے یا مثلاً اپنے گھر کا دروازہ کھلا ہوا دیکھتے تو جان لیتے ہیں کہ جنگل و بیابان کی طرف نکل جانا ان سے مقصود ہے لہٰذا نکل جاتے ہیں۔ یہ نبوت مخلوق میں باقی ہے جس کے اثر اور فائدہ اور معنیٰ اولیاء کرام کے قلوب پر منقسم ہیں۔ نبوت ایک کامل کھانا اور پینا تھا اب اللہ والوں کا بچا کچھا باقی رہ گیا ہے۔

توحید و اخلاص

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے حرام اور سود کھانے والو۔ تم میرے پاس سے نکل جاؤ کہ میں قاضی نہیں ہوں جو میں حد لگاؤں۔ میں توحید و اخلاص کی تربیت دینے والا ہوں میں تمہاری کثرت بغیر منفعت کے کیا کروں گا۔ تمہارے اعمال تمہارے چہروں پر بھلائی یا برائی کو خود پکار رہے ہیں۔ خاموشی بہتر ہے اس کا انتظار کیا جائے کہ شاید یہ حالت تیرے چہرے سے محو کر دی جائے۔ شاید تیری خلوت متغیر ہو جائے پس تیرے چہرے سے سیاہی محو کر دی جائے۔

حکایت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص اہل شہر سے حج کر کے واپس ہوا اور میرے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کر اس نے جواب دیا میں حج میں تھا۔ میں نے اس سے کہا یہ مجھے معلوم ہے مگر اس کے بعد جو زنا اور فسق و فجور ہوا۔ اس سے توبہ کر لیکن اس نے توبہ نہ کی۔ جب وہ مر گیا تو نماز جنازہ کے بعد میں نے اس کو دیکھا گویا وہ تابوت سے نکلا اور میرے دامن سے چپٹ گیا میں نے اس سے کہا اس سے تو میں نے تجھے ڈرایا تھا۔

جن باتوں کا تم دعویٰ کرتے ہو ان میں کس قدر جھوٹ اور مکر شامل ہے۔ آیا کوئی تیرا شیخ ہے اور ہوگا۔ پس اس کو اس کے حوالے کر دے یہاں تک کہ وہ تجھ کو تیری آزادی پروانہ دے دے۔ اور تیری سیاہی کو محو کر دے تاکہ تو اطاعت و بھلائی سے کمزور نہ پڑ جائے۔ پس تو اس کو موت کے وقت جدائی کے وقت پڑھ لے گا۔ میں اس دن کیلئے تمہاری شفاعت کی امید کروں کیونکہ یہ شرک ہے۔ توحید کو میں نے بچپن سے پروش کیا ہے کیا اس دن کو ضائع کر دوں گا۔ نہ دوستی ہے اور نہ کوئی بزرگی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک شخص نے چیخ ماری اور کہا۔ اللہ۔ پس آپ نے فرمایا کہ عنقریب تجھ سے اس بارے میں سوال و حساب ہوگا کہ کس نیت سے کہا تھا۔ یعنی دکھاوے کیلئے کہا تھا یا بروئے نفاق اور اخلاص کے ساتھ کہا تھا یا شرک کے ساتھ۔ یہ دن ہتھوڑا لے کر آیا ہے جو چاہے بیٹھا رہے اور جس کا دل چاہتا ہے چلا جائے۔ یہ کہہ آپ نے ایک چیخ ماری اور کثیر مخلوق چیختی چلاتی اور روتی ہوئی توبہ کرتی ہوئی آپ کی طرف کھڑی ہوگئی۔ اس وقت ایک چڑیا آئی پس وہ آپ کے سر پر بیٹھ گئی آپ نے اپنا سر اس کیلئے جھکا دیا آپ اسی طرح سر جھکائے بیٹھے رہے اور وہ چڑیا آپ کے سر پر تھی اور آدمی منبر کی سیڑھیوں پر اور چیخ و پکار آپ کے گرد تھی اور وہ چڑیا ہٹتی نہ تھی یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا پس وہ چڑیا اڑ گئی۔ اس کے بعد آپ نے دعا مانگی اور لوگوں نے گریہ و دعا و توبہ کا شور مچایا۔ پس آپ منبر سے اترے اور اسی حالت میں جامع مسجد رصافہ کی طرف چلے گئے اور مخلوق کثیر تعداد میں روتی چلاتی وجد کرتی اور کپڑے پھاڑتی ہوئی آپ کے پیچھے پیچھے ہوکر چلی جا رہی تھی۔ اس کے بعد آپ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آخری زمانہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ

اے اللہ میں تجھ سے اس زمانہ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک چیز ظاہر ہوتی ہے جس سے میں بھاگنے کی تمنا کرتا ہوں مگر قضاء و قدر کی موافقت کرتا ہوں۔ کہیں دنیا تیرے دین کو نہ لے جائے تو اپنی آبرو کی حفاظت کر۔ کسب کر' تاکہ تیری فکر جمع ہو جائے۔ کسب اللہ تعالیٰ سے لینے کا دروازہ ہے۔ تو کسب کر کے مخلوق سے بے نیاز بن جا۔ سبب مسبب سے اور ظاہر باطن سے یوں خطاب کرتا ہے مشقت سے فراغت ہو چکی ہے یا ہمیشہ نئی چیز کیلئے تکلیف اٹھانا پڑتی ہے اور اس کو جواب دیا جاتا ہے کھڑا ہو۔ ہمارے ساتھ چل ہم مسبب اور چشم واصل کے پاس چلیں قضاء و قدر کی چوکھٹ کو دستک دیں۔ علم کے دروازہ پر اور فضل کی وادی کے کنارے ٹھہریں۔ بھری نہر پر چلیں اور نہر کی بھی اصل کے پاس پہنچیں حتی کہ جب دونوں نہر کی اصل کے پاس آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ پانی تو فضل کے پہاڑ کی جڑ سے نکل رہا ہے لہٰذا وہیں بیٹھ جاتے ہیں اور خیمہ لگا لیتے ہیں۔ اس وقت کفایت وعنایت آتی ہے۔ ہدایت آتی ہے۔ معرفت آتی ہے اور طرح طرح کے علم آتے ہیں اور وہ ان سے مالا مال ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے مختلف دروازے ہیں جنکے ذریعہ سے ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں تجھ کو باادب رہنا چاہیے۔

حکایت

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدتوں جنگل میں رہا کہ وہاں کوئی شخص بھی مجھے نظر نہ آیا آخر بادپیمائی نے مجھے ایسی جگہ پہنچا دیا جس سے مجھے وحشت پیدا ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نوجوان کھڑا ہے اور میں اس سے متعجب ہوا۔ پس میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو۔ اس نے جواب دیا وہی وہ میں نے کہا اس درجہ فنایت میں ہو کہ وہی وہ کے سوا کچھ نظر

نہیں آتا اگر تم سچے ہو تو اپنی جان اس پر قربان کر دو۔ پس اس نے ایک چیخ ماری اور گر پڑا۔ میں نے جو بڑھ کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ میں اس کو دفن کرنے کیلئے پتھر وغیرہ جمع کرنے لگا پس واپس آ کر دیکھا تو غائب تھا۔ اور ہاتف غیبی کی آواز سنائی دی کہ اے ابراھیم۔ یہ وہ شخص تھا کہ ملک الموت نے اس کو طلب کیا پس اس کو نہ پایا۔ اس کو جنت نے طلب کیا پس اس کو نہ پایا۔ جہنم نے طلب کیا پس اس کو نہ پایا میں نے ہاتف سے عرض کیا آخر وہ کہاں گیا تو ہاتف نے جواب دیا کہ سچے مقام جنت و انہار کے اندر قدرت والے بادشاہ کے پاس

﴿رحمۃ اللہ علیہ﴾

اے بوالہواس تو غافل نہ بن۔ تم گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ان فانی مشائخ کے دروازوں سے ہوسکتا ہے جو کہ اطاعت خداوندی میں فنا ہو چکے ہیں۔ سرتاپا معنی بن گئے ہیں۔ خانہ قرب کے جلیس و ہم نشین ہو چکے ہیں۔ بادشاہ کے مہمان ہو چکے ہیں۔ ایک طبق ان پر صبح دوسرا طبق شام کو پیش کیا جاتا ہے اور طرح طرح کے خلعت ان کے بدلے جاتے ہیں اور ان کے اوپر اس کی بادشاہت طواف کرتی ہے۔ اس زمین و آسمان و اسرار و معرفت تو ایسی دیوار کے پیچھے ہے جس کی چوڑائی تین میل کی ہے اور تیرے ساتھ محض ایک سوئی ہے تو اس دیوار میں کیسے سوراخ کرسکتا ہے۔ اولیاء کرام جب اس دیوار کی طرف پہنچے ان کیلئے ہزار دروازے کھول دیئے گئے۔ ہر دروازہ ان میں سے ان کو پکارتا ہے کہ مجھ میں سے داخل ہو۔ پہلے تو نعمت لے پھر نعمت دینے والے کی طرف دوڑ۔ کہیں وہ نعمت تجھے اپنا قیدی نہ بنا لے۔ تو نعمت کو اور جو تجھے قیدی بنائے اس کو چھوڑ دے۔ تو نعمت کے چہرے میں دیکھا کر آیا کہ وہ نعمت ہے یا عذاب ہے یا رحمت ہے۔ تو اس کے ظاہر پر غور نہ کر۔ تو نعمت دینے والے کو نہ بھول جا۔ تو دائیں اور بائیں طرف نہ دیکھ۔ تو اپنی

آنکھوں کو نعمت دینے والے سے نہ پھیر۔ تو دنیا کے ہاتھ سے نہ کھا۔ ہوسکتا ہے اس میں زہر ملا ہو۔ جب تیرے پاس کھانا آئے پس تو اپنے دونوں وزیروں کتاب و حدیث کی طرف دیکھا کر ان دونوں سے مشورہ کر۔ اگر وہ دونوں تجھے فتویٰ دیں تو بھی توقف سے کام لے جلدی نہ کر۔ خوش نہ ہو جا۔ نفس سے فتویٰ لے اگر مفتی فتویٰ دیا کریں۔ جب تو نفس سے جہاد اور اس کی مخالفت کرے گا وہ پگھل کر دل کے ساتھ ہو کر ایک چیز بن جائے گا۔ اس کو پکارا جائے گا اور خطاب کیا جائے گا۔

يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّة

اے اطمینان والے نفس۔

اس کو دل کی طرف سے اطلاع ملا کرے گی اور دل کو باطن کی طرف سے اور باطن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع ملا کرے گی۔ تو تقویٰ اور پرہیز گاری کا حق ادا کر اس کے بعد کھا اور کچھ پروا نہ کر۔ تقویٰ کا حق پورا ادا کر پھر کھا اور بے پرواہ ہو جا۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اے رب ذوالجلال ہم تیری طرف جھکنے والے ہیں۔ تیری طرف قصد کرنے والے ہیں۔ تیرے چاہنے والے۔ تیرے طالب اور تیرے محب اور تیرے خواہاں ہیں۔ ہمارے اہل و عیال سب ہم سے چھوٹ چکے ہیں تو ہمیں رسوا نہ کرنا۔ غیر اللہ کے ساتھ مشغول ہونا کھیل کود ہے اور نفس کے ساتھ مشغول ہونا معصیت ہے اور مخلوق کے ساتھ مشغول ہونا اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے کج روی ہے۔ بعض اولیاء کرام وہ ہیں کہ جن کو فرشتے سجدہ کرتے ہیں اور ہاتھ باندھے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے رہتے ہیں۔ اور بعض اولیاء کرام میں سے ایسے ہیں جو کہ فرشتوں کو اس حالت میں دیکھتے ہیں۔

حکایت

ایک بزرگ ملک شام کی مسجد میں بھوک کی حالت میں پہنچے اور اپنے نفس سے کہا کہ کاش میں اسم اعظم جانتا ہوتا۔ دفعتاً دو شخص آسمان کی طرف سے اترے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے پس ایک نے دوسرے سے کہا تیری خواہش اسم اعظم کے جان لینے کی ہے دوسرے نے کہا ہاں۔ اس نے جواب دیا کہ تو اللہ۔ کہو یہی اسم اعظم ہے۔ وہ بزرگ کہتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کو تو میں کہا ہی کرتا ہوں۔ مگر اسم اعظم کی جو خاصیت ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ اس نے جواب دیا یہ بات نہیں ہمارا مطلب یہ ہے کہ اللہ۔ اس طرح کہو کہ دل میں کوئی دوسرا نہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے گئے۔

تو اپنے ظاہر کو مخلوق کیلئے کر لے اور اپنے دل کو آخرت کیلئے اور تو اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کی معیت میں دنیا و آخرت سے نکال کر کھڑا کر دے۔ اگر تو ایسا کر سکتا ہے کر گذر ورنہ تو سلامتی کے ساتھ نہ رہے گا۔ جنگلوں اور میدانوں میں بھاگ۔ خلوتوں میں اور جنگلوں اور میدانوں میں ایمان کو حاصل کر اس کی مخلوق کی طرف آ۔ پہلے مخلوق کی طرف راستہ لینے سے پہلے اپنی خلوت میں کسی مرشد رفیق کو طلب کر لے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اولیاء کرام دوسروں کیلئے لیتے ہیں اور تقسیم کر دیتے ہیں۔ وہ معنی کے ساتھ قائم ہیں کہ تجھ سے لے کر تیرے ہی اوپر خیرات کر دیتے ہیں۔ مرید اللہ تعالیٰ سے لیا کرتا ہے۔ عارف مخلوق سے سے لیتا ہے کہ وہ شاہی صوبہ کار گذار بادشاہ کا نائب ہے۔ مخلوق سے لیتا ہے اور غیر کی طرف پہنچا تا رہتا ہے۔ اور اس کا طبق بادشاہ کی معیت میں اس کے سامنے دروازوں اور حجابوں سے پرے رکھا ہوتا ہے۔ اس عارف کی خواہشات اور تمام مخلوق اس کے قدموں کے نیچے ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا تمام چیزوں کو نگل لیتا تھا اور اس میں کچھ تغیر وتبدل واقع نہ ہوتا تھا۔ اگر تو میرے ہاتھ پر فلاح نہ پائے گا پس کبھی تیری فلاح نہ ہوگی۔ میں تجھے تیرے طباق کی وجہ سے تعلیم نہیں دوں گا اور نہ تیری شان وشوکت کے ڈر سے۔ تجھ سے اپنے ڈنڈے کو ہٹاؤں گا جو مشغلہ مجھ سے روکے پس وہ تیرے اوپر منحوس اور تیرے حق میں برا ہے۔ تیری یہ نحوست عنقریب تیرے اہل وعیال پر اثر ڈالے گی پس وہ بھیک مانگیں گے نیک شخص اپنے اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے اور اسی کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور منافق و فاجر شخص اپنے اہل وعیال کو درہم و دینار اپنی متروکہ زمین و پیشہ کی طرف حوالے کر جاتا ہے۔ اس وجہ سے ان کا انجام کار تنگدستی ہوتا ہے۔ تو جاہل ہے۔ مبغوض ہے۔ رحمت خداوندی سے دور ملعون ہے۔ تیرے دل میں دنیا کے گوسالہ کی محبت پلا دی گئی ہے تو اسی پر ریجھا ہوا ہے۔

دعا

اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا لِمَعُوْنَتِہٖ عَلَی الدِّیْنِ وَمَنْ طَلَبَ الْاٰخِرَۃُ رِیَآءً فَلَا تَرْزُقْہُ لِاَنَّھُمَا حِجَاب''

اے اللہ تو اسی کو رزق دے جو کہ تجھ سے دنیا کو دین پر مدد کیلئے طلب کرے اور جو تجھ سے دنیا کو دنیا کیلئے اور آخرت کو ریا کے طور سے طلب کرے تو اس کو رزق نہ دے کیونکہ یہ دونوں طلبیں تجھ سے حجاب ہیں۔ کاش کہ تم میں سے کوئی ایک ہی شخص فلاح حاصل کر لیتا تا کہ ہم اس کا دامن پکڑ لیتے۔

غوث اعظم کی صالحین سے عقیدت

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میرے پاس کوئی صالح شخص آتا ہے تو میں اس سے کہتا ہوں اگر یوم قیامت کیلئے تمہارے پاس کچھ ہو تو ہمیں ساتھ لے لینا اور اپنی دعوت میں ہم کو بلا لینا اگر ہم کو کچھ ملا ہم تجھ کو اس

میں سے کچھ دے دیں گے۔

اے لوگوں تم میرے کلام کو خالصاً لوجہ اللہ سنو نہ کہ کسی غرض سے تمہیں نجات حاصل ہو جائے گی۔ پس اگر یہ معاملہ صحیح ہوگیا پس میں اور تم کمال پر پہنچ گئے۔ اگر اس کے خلاف ہوا پس تم فائز ہو گئے اور میں نے نقصان اٹھایا۔

مخلوق تین طرح کی ہے

فرشتہ۔ شیطان۔ اور انسان۔ بس فرشتہ سراپا خیر ہے۔ اور شیطان سراپا شر اور فساد۔ اور انسان ملا جلا ہے خیر بھی ہے اور شر بھی ہے۔ پس جب غالب ہوتی ہے تو انسان فرشتہ سے مل جاتا ہے اور اگر شر غالب ہوتا ہے تو انسان شیطان سے مل جاتا ہے۔

اسلام کی فریاد

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! اسلام رو رہا ہے۔ ان فاسقوں فاجروں' بدعتیوں' گمراہوں' ظالموں اور مکر و فریب کے کپڑے پہننے والوں جھوٹے دعویٰ کرنے والوں سے۔ سر پر ہاتھ رکھے ہوئے فریاد کر رہا ہے۔ اے مخاطب تو ان لوگوں کی طرف دیکھ جو تجھ سے پہلے گذر چکے ہیں اور ان لوگوں کی طرف دیکھ جو تیرے ساتھ حکم دینے والے منع کرنے والے۔ کھانے والے پینے والے ہیں وہ مر کر ایسے ہو گئے گویا ہوئے ہی نہ تھے۔ تیرا دل کس قدر سخت ہے۔ کتا اپنے مالک کی اس کے شکار اور کھیتی اور اس کے جانوروں کی حفاظت میں خیر خواہی کرتا ہے۔ اور اس کے دیکھنے کے وقت چاپلوسی کرتا ہے۔ حالانکہ وہ شام کے وقت اس کو صرف ایک لقمہ یا چند لقمے یا تھوڑا سا کھانا کھلا دیا کرتا ہے۔ اور تو تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کھاتا رہتا ہے اور اس سے پیٹ بھرتا رہتا ہے نہ تو اس کے مطلوب کو ادا کرتا ہے اور نہ تو اس کا حق پورا کرتا ہے۔ تو اس کے حکم کو رد کرتا رہتا ہے تو اس کی حدود کی حفاظت بھی نہیں کرتا۔

فقر اور صبر

حضرت غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے اللہ کے بندے تو فقر اور صبر اور سلامتی کے ساتھ کسی چیز کو برابر نہ لیا کر کہ تو اپنے فقر میں اللہ تعالیٰ کے قرب سے غنی بن فقیر بن کے بے نیاز ہو جا۔ کیونکہ غنی سرکشی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھلا ڈالتا ہے اس لئے وہ دنیا کی زندگی کو اختیار کرتا ہے اپنی خواہش کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر ترجیح دیتا ہے۔ امر الٰہی میں نفس اور طبیعت کو ترجیح دیتا ہے روزہ پر غفلت اختیار کرتا ہے۔ حرام کو حلال پر ترجیح دیتا ہے۔

تجھ پر افسوس ہے تیری شرم گاہ کھلی ہوئی ہے تجھے حیاء نہیں ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرم کر۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

تو کسی شخص کے حال کو سن لے اس سے بہتر ہوگا کہ تو اس کے پاس جائے اور تیرا آنا اس سے بہتر ہوگا کہ تو اسے آزمائے بس جیسا تو اسے آزمائے گا تو تو اس کے عمل کو مبغوض رکھے گا۔

یہ ایسا زمانہ ہے کہ تو اکثر مخلوق کو اس میں اپنے اوپر لعنت کرنے والا پائے گا۔ بغیر باطن کے ظاہری حرف ہیں ویرانہ پر قفل ہے ٹیک کی گھنی ہوئی لکڑی ہے جو جلانے کے سوا کسی کام کی نہیں ہے۔

مومن شخص دنیا اور آخرت میں بادشاہ ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہے اس نے گناہوں کو ترک کر دیا ہے۔ اس نے اپنی خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کو ایک جانا ہے اس نے دنیا کو برا سمجھا اور اس کو طلاق دے دی۔ حالانکہ قسمیں دیتی ہوئی اس کے پیچھے پیچھے دوڑ رہی ہے اور کہتی ہے۔ اے بیٹے اپنا کھانا اور پینا لیتا جا۔ وہ کہہ دیتا ہے کہ میں نہ کھاؤں گا جب تک کہ آخرت کے دروازہ پر نہ پہنچ جاؤں۔ کیونکہ ممکن ہے اس میں زہر ملا ہوا ہو۔ اے ماں جو کچھ

تیرے پاس تیرے حصہ کا ہے تو اسے ڈالتی جا یہاں تک کہ آخرت کا داروغہ آخرت آ جائے۔ پس جب وہ آ جائے گا اور تیرے کھانے کی تلاشی لے گا اور لوٹ پوٹ کرے گا اور سونگھ لے گا اس وقت اس کے ہاتھ سے کھاؤں گا۔ آخرت اس حالت میں تجھے دنیا کی طرف لے جائے گی اور اس کو کھانا کھلائے گی اور پانی پلائے گی اور تیرے اور دنیا کے درمیان تالا لگا دے گی۔ تو ایسی حالت میں ہوگا غیرت خداوندی کا ہاتھ عزت کے پاک ہاتھ میں تجھے پکڑ لے گا تجھ سے کہا جائے گا میرے غیر کی طرف مائل ہونا کیا چیز ہے۔ آخرت یا تو مخلوق ہے یا مصنوعی چیز ہے۔ تو قبل گھر کے ہمارے پاس کیوں نہ آ گیا تھا۔ یہاں تک جب وہ تجھے تعلیم دے گا اور لباس پہنائے گا انس بخش دے گا۔ تجھے تریاق معرفت کھلا دے گا اور توفیق اور تقویٰ اور پرہیزگاری اور حفاظت کی زرہ پہنا دے گا اس وقت تو دنیا کی طرف اس کی مصاحبت میں آئے گا وہ تیرے لئے ایک مخصوص جگہ بنا دے گا اور تو دنیا اور آخرت والوں سے خطاب کیا کرے گا۔ تو اپنے مال و دولت کا کیا کرے گا۔ کیا وہ تجھ سے ایک لمحہ کیلئے تیری بیماری کو دور کرسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تجھے ایک لمحہ کے بعد ہی موت آ جائے۔ تو اللہ والوں کے دامن سے لپٹ جا۔ ان کے پاس دیوانے بحر دنیا میں ڈوبے ہوئے ہر طرح کے لوگ ہیں۔ وہ بیماروں کی دوا کرتے ہیں اور ڈوبے ہوؤں کو نجات دیتے ہیں اور مستحقین عذاب پر رحم کیا کرتے ہیں۔ جب تو ایسے شیخ کامل سے آگاہ ہو جائے تو اس کے پاس پڑا رہ پس اگر تجھے ایسا شیخ نہ ملے اور تو اس کو نہ پہچان سکے تو اپنے نفس پر رو۔ آنسو بہا۔ قضاء وقدر پر راضی ہونے والوں کے چہروں کو دیکھ کر تقدیر پر مسکراتی ہے اور بادشاہ حقیقی کی طرف لے جاتی ہے اور ان کیلئے دروازہ کھلواتی ہے اور ان کو بادشاہ حقیقی کے قریب کر دیتی ہے۔ پس اس وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جماعت سے ہو جاتے ہیں۔ یہ محض ہوس نہیں ہے

ایک اصل ہے یہ ایک کامل امر ہے۔ تم تقدیر کی موافقت کرو اور اس سے جھگڑا نہ کرو نہ اس سے لڑو۔ نرمی اختیار کرنا ہی موافقت ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان صدیقوں کا کلام جو کہ رسولوں کے قائم مقام ہیں اور ان کے اسرار میں ان کے بدل میں اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔ ان کا کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے متعلق ہے۔

اے مخاطب تو کسی قبرستان میں جا کر بیٹھ جا۔ اور مردوں سے خطاب کیا کر کہ تم نے کیا پایا اور تمہارا انجام کار کیسا ہوا۔ تمہارے اہل و عیال کہاں ہیں۔ گھر کہاں ہیں۔ مال و دولت کہاں ہے۔ قوت کہاں ہے۔ امرونہی کہاں ہے۔ دوست واحباب کہاں ہیں۔ خواہشات اور شہوتیں کہاں ہیں۔ تو اس خطاب پر وہ مردے تجھ سے خطاب کریں گے۔

کہ جو ہم دنیا پر چھوڑ آئے اس پر نادم ہیں۔ جو آگے بھیجا تھا اس پر خوش ہیں۔ جب تو قبروں کی زیارت کا رفیق اور مرد وعورتوں سے قبرستان کے خالی ہونے کے وقت قبروں کی زیارت کرنی چاہے تو ایسا ہی خطاب کیا کر۔ اے مخاطبین تم سمجھدار بنو۔ بہت جلد تم مرنے والے ہو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک جنازہ داخل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا اے اہل مجلس تم اس مردہ کو نہیں دیکھتے جب اس پر موت آئی۔ اس کو دہشت میں ڈال دیا اور اس کی عقل غائب ہوگئی یہاں تک یہ اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو نہ پہچان سکا۔ اسی طرح جب معرفت خداوندی کسی مومن مسلمان کے دل پر وارد ہوتی ہے تو اس کو دہشت میں ڈال دیتی ہے اور اس کی عقل کو غائب کر دیتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو پہچانتا ہی نہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ذِكْرُ وَفَاتِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا عبدالقادر جیلانیؓ کی وفات کا ذکر

حضرت سید عبدالوہاب نے اپنے والد بزرگوار شیخ ابومحمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے مرض الموت میں آپ سے وصیت کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے صاحبزادے سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت کو لازم پکڑو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ اور نہ کسی سے کوئی امید رکھو۔ اور اپنی تمام حاجات کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کرو۔ اور تمہارا اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ توحید کو لازم پکڑو۔ توحید کو لازم پکڑو۔ توحید کو لازم پکڑو۔ تمام عبادتوں کا مجموعہ توحید ہی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرض الموت میں فرمایا کہ جب دل اللہ تعالیٰ کی معیت میں درست ہو جاتا ہے تو کوئی چیز اس سے خالی نہیں ہوتی اور نہ اس سے کوئی چیز باہر ہوتی ہے۔ میں سراپا مغز ہوں۔ چھلکا نہیں ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد سے فرمایا میرے اردگرد سے ہٹ جاؤ دور ہو جاؤ۔ میں ظاہر میں تو تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں تمہارے غیر کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے اور تمام مخلوق کے درمیان اس قدر دوری ہے جس طرح زمین و آسمان۔ لہٰذا نہ مجھ کو کسی پر قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔ اور فرمایا کہ میرے پاس تمہارے غیر ﴿یعنی فرشتے﴾ حاضر ہوئے ہیں۔ پس ان کیلئے جگہ کو خالی کر دو۔ ان کا ادب کرو۔ اس جگہ بڑا ہجوم ہے تم ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں بخشے۔ مجھ پر اور تم پر اپنی خاص توجہ فرمائے۔ بسم اللہ۔ تشریف لایئے اور رخصت نہ

کئے جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ ایک دن اور رات فرمایا۔ اور فرمایا تمہارے اوپر افسوس ہے میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کسی فرشتہ کی اور نہ ملک الموت کی۔

اے ملک الموت تم علیحدہ ہو جاؤ۔ ہمارے لئے تمہارے سوا وہ ذات ہے جوکہ ہماری تولیت فرماتی ہے یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چیخ ماری۔ اور یہ واقعہ اس دن کا ہے جس دن شام کو آپ نے وصال فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے نے آپ کا حال پوچھا۔ فرمایا مجھ سے اس وقت کچھ نہ پوچھو میں اس وقت علم خداوندی میں کروٹیں بدل رہا ہوں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے سید عبدالجبار سے فرمایا تم سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو۔ تم میرے اندر فنا ہو جاؤ یقیناً بیدار ہو جاؤ گے۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں آپ کی اولاد میں سے ایک جماعت موجود تھی اور اپنے صاحبزادے سید عبدالعزیز جو فرما رہے تھے اور وہ لکھ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ قلم کاغذ عفیف کو دے دو وہ تاکہ سیکھے۔ پس میں نے لے لیا اور لکھنے لگا فرمایا سَيَجْعَلَ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا یعنی اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی پیدا کرتا ہے۔ تم صفات الٰہی متعلق اطلاعیں جس طرح آتی ہیں اسی طرح ان پر عبور کرو۔ حکم بدلتا ہے اور علم متغیر نہیں ہوتا۔ حکم منسوخ ہو جاتا ہے اور علم منسوخ نہیں ہوتا۔ اللہ کا علم اس کے حکم سے کم نہیں ہوتا۔ اور مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے سید عبدالرزاق اور سید موسیٰ نے کہا ہے کہ آپ اپنے ہاتھ کو اٹھاتے اور کھینچتے تھے۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تم توبہ کرو اور صف میں داخل ہو جاؤ۔ میں اس وقت تمہارے پاس آتا ہوں۔ اور آپ فرشتے سے فرماتے تھے تم نرمی کرو۔ پھر اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حق اور سکرات موت آن پہنچی۔ اس وقت آپ فرمانے لگے۔

اِسْتَعَنْتُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَلَا يَخْشَى الْمَوْتَ

سُبْحَانَ مَنْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَةِ وَقَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه.

ترجمہ: میں مدد چاہتا ہوں یوں معبود برحق سے جوکہ زندہ اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ جس کو موت نہیں آئے گی اور نہ اس کو موت کا خوف ہے پاک ہے وہ ذات جس نے قدرت سے مخلوق پر غلبہ پایا اور بندوں پر موت کے سبب سے غالب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید موسیٰ نے فرمایا کہ جب آپ نے لفظ تعزز فرمایا تو آپ کی زبان اس لفظ کو صحیح طرح ادا نہ کرسکی۔ آپ اس کو برابر کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے سختی کے ساتھ آواز کو بڑھایا اور صحیح طرح لفظ تعزز فرمایا اس کے بعد تین مرتبہ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ فرمایا اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز مبارک پست ہوگئی اور آپ کی زبان مبارک تالو سے لگی ہوئی تھی پھر اس کے بعد آپ نے وصال فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ عَنَّا

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلٰوتُهٗ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحمد للہ الفتح الربانی کا اُردو ترجمہ ماہ ربیع الاول ۱۴۲۴ ہجری کی مبارک ساعتوں میں ختم ہوا۔

محمد عبدالاحد قادری

گوگڑاں تحصیل و ضلع لودھراں

تحقیق

علامہ غلام مصطفٰی مجددی ایم اے

مدیر مسئول مجلہ النعیمیہ پاکستان

کتاب مستطاب بر حالات حضرات
مشائخ نقشبندیہ مجددیہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین

حضرت مولینا مولوی محمد حسن نقشبندی مجددی قدس سرہٗ
ساکن کوٹلہ کیرت پور ضلع بجنور (انڈیا)
ترتیب و تہذیب
پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی (ایم اے)

گنج بخش روڈ لاہور
قادری رضوی کتب خانہ